



موسوعة الأحاديث النبوية

(عربي - أردو)

(المسودة الثالثة)

الجزء الثالث

إعداد



مركز رواد الترجمة

أحاديث الفقه وأصوله

أَرَأَيتَ إنْ قُتِلْتُ في سَبِيلِ اللهِ، أَتُكَفِّرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟

مجھے یہ بتائیں کہ اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف کر دیے جائیں گے؟

٤٩٦. الحديث:

عن أبي قتادة الحارث بن رِبْعِيٍّ -رضي الله عنه- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: أَنَّهُ قامَ فيهم، فذكرَ لهم أَنَّ الجهادَ في سبيلِ اللهِ، والإيمانَ باللهِ أفضلُ الأعمالِ، فقامَ رَجُلٌ، فقال: يا رسولَ اللهِ، أرأيتَ إن قُتِلْتُ في سبيلِ اللهِ، تُكَفَّرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فقالَ له رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-: «نعم، إنْ قُتِلْتَ في سبيلِ اللهِ، وأنتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ». ثم قال رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-: «كَيْفَ قُلْتَ؟» قال: أَرَأَيتَ إنْ قُتِلْتُ في سَبِيلِ اللهِ، أَتُكَفَّرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فقالَ له رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-: «نعم، وأنتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ، إلا الدَّيْنَ؛ فَإِنَّ جِبْرِيلَ -عليه السلام- قالَ لِي ذَلِكَ».

٤٩٦. حدیث:

ابو قتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کے سامنے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان لانا سب سے بہتر اعمال ہیں۔ (یہ سن کر) ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے یہ بتایئے کہ اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ: ''ہاں، بشرطیکہ تم اللہ کی راہ میں اس حال میں مارے جاؤ کہ تم (سختیوں پر) صبر کرنے والے ہو، ثواب کے طالب ہو، پیش قدمی کرنے والے ہو اور پیٹھ دکھا کر بھاگنے والے نہ ہو''۔ کچھ دیر بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''تم نے کیا کہا تھا؟'' اس نے عرض کیا کہ مجھے یہ بتائیں کہ اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف کر دیے جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! بشرطیکہ تم صبر کرنے والے ہو، ثواب کے طالب ہو، پیش قدمی کرنے والے ہو اور پیٹھ دکھا کر بھاگنے والے نہ ہو، سوائے قرض کے (کہ یہ معاف نہیں ہوگا)۔ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے ایسے ہی بتایا ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قام النبي -صلى الله عليه وسلم- في الصحابة خطيبًا، فذكر لهم أن الجهاد لإعلاء كلمة الله والإيمانَ بالله أفضل الأعمال، فقام رجل فسأل النبي -صلى الله عليه وسلم-: أرأيت إن قتلتُ لإعلاء كلمة الله أتغفر لي ذنوبي، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: نعم، ولكن بشرط أن تكون قُتِلتَ صابرا مُتحملا ما أصابك، مخلصا لله -تعالى-، غير فارٍّ من ساحة الجهاد، ثم استدرك النبي -صلى الله عليه وسلم- شيئا وهو الدَّين، منبها على أن الجهاد والشهادة لا تكفر حقوق الآدميين.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ صحابہ کرام میں خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان لانا افضل ترین اعمال ہیں۔ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ مجھے یہ بتائیں کہ اگر میں اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جہاد کرتا ہوا مارا جاؤں تو کیا اس وجہ سے میرے گناہ معاف کر دیے جائیں گے؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، لیکن شرط یہ ہے کہ تم اس حال میں مارے جاؤ کہ تم پر جو مصائب آئیں اس پر تم صبر کرنے والے ہو، تمہارا یہ عمل خالصتاً اللہ کے لیے ہو، تم میدانِ جہاد سے راہ فرار اختیار نہ کرو۔ پھر نبی ﷺ نے ازراہ استدراک قرض کا ذکر کیا اور تنبیہ فرمائی کہ جہاد اور شہادت سے حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو قتادة الحارث بن ربعي الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- قام فيهم : أي: خطيبا.
- تكفر : تُغفَر.
- خطاياي : ذنوبي.
- صابر : متحمل ما أصابك من مكروه في القتال من جُرح وغيره.
- محتسب : مخلص لله تعالى ترجو الثواب منه.
- مقبل غير مدبر : أي: مقدم غير فار.
- الدَّين : القرض المؤجل.

فوائد الحديث:

١. فضل الجهاد لإعلاء كلمة الله تعالى، وعظيم ثواب من يقتل وهو مجتهد في مقاتلة أعداء الله عز وجل.
٢. الشهادة بشروطها تكفر الذنوب إلا الدَّين وغيره من حقوق الآدميين.
٣. الإمام يحث أصحابه ويذكرهم بفضائل الأعمال وأفضلها ليقبلوا عليها.
٤. حرص أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- على طلب الأعمال المكفرة للذنوب.
٥. جواز الاستفهام والاستدراك على الكلام إذا كان في ذلك زيادة فائدة أو بيان.
٦. أن السنة النبوية وحي من الله -تعالى.-
٧. تعظيم شأن الديون وأهمية سدادها سريعا.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. الطبعة الأولى ١٤١٨هـ. المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان، الطبعة: الثانية. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. تطريز رياض الصالحين، تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (4227)

أَرَى رُؤْيَاكُمْ قد تَوَاطَأَتْ في السبع الأواخر، فمن كان مُتَحَرِّيَهَا فَلْيَتَحَرَّهَا في السبعِ الأواخر

میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے سب کے خواب آخری سات تاریخوں پر متفق ہو گئے ہیں۔ اس لیے جسے اس (شب قدر) کی تلاش ہو وہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

٤٩٧. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-: أن رجالا من أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- أُرُوا ليلة القدر في المنام في السبع الأواخر. فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-:« أرى رؤياكم قد تواطأت في السبع الأواخر، فمن كان مُتحرِّيها فليتحرّها في السبع الأواخر».

٤٩٧. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے کچھ صحابہ کو خواب میں دکھائی دیا کہ شبِ قدر (رمضان کی) آخری سات تاریخوں میں ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے سب کے خواب آخری سات تاریخوں پر متفق ہو گئے ہیں۔ اس لیے جسے اس (شب قدر) کی تلاش ہو وہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ليلة القدر ليلة شريفة عظيمة، فيها تضاعف الحسنات وتكفر السيئات، وتقدر الأمور. ولما علم الصحابة -رضي الله عنهم- فضلها وكبير منزلتها، أحبوا الاطلاع على وقتها، ولكن الله -سبحانه وتعالى- بحكمته ورحمته بخلقه أخفاها عنهم ليطول تلمسهم لها في الليالي، فيكثروا من العبادة التي تعود عليهم بالنفع. فكان الصحابة يرونها في المنام، واتفقت رؤاهم على أنها في السبع الأواخر من شهر رمضان، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: "أرى رؤياكم قد تواطأت في السبع، فمن كان متحرياً فليتحرَّها في السبع الأواخر"، وفي رواية: "العشر الأواخر"، خصوصاً في أوتار تلك العشر، فإنها أرجى، فَلْيُحْرَص المسلم على رمضان، وعشره الأخير أكثر، وليلة سبع وعشرين أبلغ.

اجمالی معنی:

شب قدر ایک بہت ہی عظمت و شرف والی رات ہے۔ اس میں نیکیوں کا اجر کئی گنا بڑھ جاتا ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں اور امور کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو جب اس رات کی فضیلت اور اس کے علو مرتبت کا علم ہوا تو وہ اس کے وقت کو جاننے میں لگ گئے تاہم اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے ساتھ اپنی حکمت و رحمت کی بدولت اسے ان سے مخفی رکھا تاکہ وہ راتوں میں اسے زیادہ سے زیادہ تلاش کریں اور یوں زیادہ سے زیادہ عبادت کر سکیں جس کا نفع بالآخر انہی کو ہی ہوگا۔ صحابہ کرام کو خواب میں یہ رات دکھائی دیا کرتی تھی اور ان کے خوابوں کا اس بات پر اتفاق تھا کہ یہ رمضان کے آخری عشرے میں ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے انہیں فرمایا: "میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے خواب اس بات پر متفق ہیں کہ یہ رات آخری دس تاریخوں میں ہے، چنانچہ جو اسے تلاش کرنا چاہتا ہو وہ اسے آخری دس راتوں میں تلاش کرے۔" خاص طور پر ان دس میں سے طاق راتوں میں کیونکہ زیادہ امید یہی ہے کہ وہ انہی میں سے کوئی ہوگی۔ چنانچہ مسلمان کو چاہیے کہ وہ رمضان شریف (میں عبادت) کا اہتمام کرے، آخری عشرے میں سب سے زیادہ اور ستائیسویں کی رات کو اور بھی زیادہ۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > العشر الأواخر من رمضان

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أُرُوا : أراهم الله -تعالى- في المنام.
- ليلة القدر : سميت ليلة القدر لعظيم قدرها وشرفها.
- أَرَى : أعلم أو أبصر مجازًا.
- تَوَاطَأَتْ : اتفقت.
- مُتَحَرِّيَها : التحري هو: طلب الشيء بالنظر فيما يرجو به إصابة الحق.

فوائد الحديث:

١. فضل ليلة القدر، لما ميزها الله -تعالى- من ابتداء نزول القرآن، وتقدير الأمور، وتنزيل الملائكة الكرام فيها، فصارت في العبادة كعبادة ألف شهر.

٢. العمل بالرؤيا الصالحة، إذا دلت القرينة على صدقها ولم تخالف الشرع.

٣. أن الله -تبارك وتعالى من حكمته ورحمته- أخفاها لِيَجِدَّ الناس في العبادة، طلباً لها، فيكثر ثوابهم.

٤. أن ليلة القدر في رمضان وأنها في السبع الأواخر.

٥. استحباب طلبها، والتعرض فيها لنفحات الله -تعالى.-

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام/ محمد بن صالح العثيمين - مكتبة الصحابة-الشارقة -الإمارات العربية المتحدة -الطبعة الأولى ١٤٢٦ه. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه. - تأسيس الأحكام بشرح عمدة الأحكام على ما صح عن خير الأنام شرح وتعليق: الشيخ العلامة أحمد بن يحي النجمي، نسخة الشاملة.

الرقم الموحد: (4545)

أَسْرِعُوا بِالْجِنَازَةِ فإنها إن تَكُ صالحة: فخير تُقَدِّمُونَهَا إليه، وإن تَكُ سِوى ذلك: فشرٌ تَضَعُونَهُ عن رِقَابِكُمْ

٤٩٨. الحديث:

عن أبي هُرَيْرَةَ -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أَسْرِعُوا بِالْجِنَازَةِ فإنها إن تَكُ صالحة: فخير تُقَدِّمُونَهَا إليه. وإن تَكُ سِوى ذلك: فشرٌ تَضَعُونَهُ عن رِقَابِكُمْ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

أمر الشارع الحكيم بالإسراع بدفن الجنازة، والاحتمال الآخر أن المراد الإسراع في تجهيز الميت، من التغسيل والصلاة والحمل والدفن، وذلك لأنها إذا كانت صالحة، فإنها ستقدم إلى الخير والفلاح، ولا ينبغي تعويقها عنه، وهي تقول: قَدِّموني قدموني، وإن كانت سوى ذلك، فهي شر بينكم، فينبغي أن تفارقوه، وتريحوا أنفسكم من عنائه ومشاهدته، فتخففوا منه بوضعه في قبره.

جنازے میں جلدی کرو۔ اگر وہ اچھا شخص تھا تو تم اس کو بھلائی کی طرف بڑھا رہے ہو اور اگر کچھ اور تھا تو شر کو اپنی گردنوں سے ہٹا رہے ہو۔

٤٩٨. حدیث :

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جنازے میں جلدی کرو۔ اگر وہ اچھا شخص تھا تو تم اس کو بھلائی کی طرف بڑھا رہے ہو اور اگر کچھ اور تھا تو شر کو اپنی گردنوں سے ہٹا رہے ہو"۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

شارع نے جنازے کو دفن کرنے میں جلدی کرنے کا حکم دیا۔ ایک دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ اس سے مراد اس کی تجہیز و تکفین، غسل دینے، نمازِ جنازہ پڑھنے، اٹھا کر لے جانے اور دفن میں جلدی کرنا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شخص اگر نیک ہے تو (جلدی کرکے) اسے بھلائی اور کامیابی کی طرف بڑھایا جا رہا ہوگا اور یہ مناسب نہیں کہ اس کے اور بھلائی کے مابین رکاوٹ بنا جائے جب کہ جنازہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ مجھے آگے لے کر چلو، مجھے آگے لے کر چلو۔ اور اگر اس کے علاوہ کچھ اور ہو تو پھر یہ تمہارے درمیان موجود ایک شر ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ تم اس سے الگ ہو جاؤ اور اس کی مصیبت اور اس کے مشاہدے سے اپنے کو آپ کو چھٹکارا دلاؤ اور اسے قبر میں رکھ کر جلد سبکدوش ہو جاؤ۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > حمل الميت ودفنه

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أَسْرِعُوا بِالْجِنَازَة : أي بالسير بها وإيصالها للقبر، والْجِنَازَة :الميت.
- صالحة : قائمة بحقوق الله وحقوق عباده.
- خير : المراد بالخير نعيم القبر.
- سِوى ذلك : غير صالحة وعبر عنه بسوى ذلك تحاشيا لبشاعة اللفظ.

فوائد الحديث:

١. استحباب الإسراع بتجهيز الميت وحمله، دون أن يضر الجنازة أو المشيعين بتلك السرعة.
٢. يقيد الإسراع بما إذا لم يكن الموت فجأة يخشى أن يكون إغماء، فينبغي أن لا يدفن حتى يتحقق موته، أو يكون في تأخيره يسيرًا لمصلحة، من كثرة المصلين، أو حضور أقاربه، ولم يُخش عليه الفساد.
٣. فيه طلب مصاحبة الأخيار، والابتعاد عن الأشرار.

٤. القبر خير للميت الصالح من الدنيا.

٥. حسن تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم- حيث يقرن الحكم ببيان حكمته.

٦. مشروعية الخلاص من الشر وأهله.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، لعبد الله البسام، تحقيق محمد صبحي حسن حلاق، مكتبة الصحابة، الشارقة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، لمحمد بن صالح العثيمين -رحمه الله- مكتبة الصحابة، الشارقة، الإمارات العربية المتحدة، الطبعة الأولى، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (3109)

أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ

٤٩٩. الحديث:

عن البراء بن عازِب -رضي الله عنهما- قال: «أَمَرنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عن سَبْعٍ: أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجِنَازَةِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ (أَوْ الْمُقْسِمِ)، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِجابة الدَّاعي، وَإِفْشاءِ السَّلامِ. وَنَهَانَا عن خَوَاتِيمَ- أَو عن تَخَتُّمٍ- بِالذَّهَب، وَعَنْ الشُّرب بِالْفِضَّة، وعن المَيَاثِر، وعن الْقَسِّيِّ، وَعن لُبْسِ الحريرِ، وَالإِسْتَبْرَقِ، وَالدِّيباج».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

بُعِثَ النبي -صلى الله عليه وسلم- ليُتم مكارم الأخلاق، ولذا فإنه يحث على كل خلق وعمل كريمين، وينهى عن كل قبيح، ومنْ ذلك ما في هذا الحديث من الأشياء التي أمر بها وهي: عيادة المريض التي فيها قيام بحق المسلم، وترويح عنه، ودُعاء له، واتباع الجنازة، لما في ذلك من الأجر للتابع والدعاء للمتبوع، والسلام على أهل المقابر والعِظة والاعتبار، وتشميت العاطس إذا حمد الله فيقال له: يرحمك الله. وإبرار قسم المقسم إذا دعاك لشيء وليس عليك ضرر فتبر قسمه، لئلا تُحوجه إلى التكفير عن يمينه، ولتجيب دعوته وتجبر خاطِرَهُ، ونصر المظلوم من ظالمه لما فيه من رد الظلم، ودفع المعتدي وكفه عن الشر، والنهي عن المنكر، وإجابة من دعاك، لأنَّ في ذلك تقريبا بين القلوب وتصفية النفوس، وفي الامتناع الوحشة والتنافر. فإن كانت الدعوة لزواج فالإجابة واجبة، وإن كانت لغيره فمستحبة، و إفشاء السلام، وهو إعلانه وإظهاره لكل أحد، وهو أداء للسنة، ودعاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا تھا اور سات چیزوں سے ہم کو منع فرمایا تھا۔

٤٩٩. حدیث :

براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا تھا اور سات چیزوں سے منع فرمایا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیمار کی عیادت کرنے، جنازے کے پیچھے چلنے، چھینکنے والے کے جواب میں "یرحمک اللہ" کہنے، قسم (یا قسم کھانے والے کی قسم) کو پورا کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنے اور سلام پھیلانے کا حکم فرمایا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے کی انگوٹھیوں سے -یا سونے کیا نگوٹھیاں پہننے سے-، چاندی کے برتن میں پینے سے، 'میثر'(کجاوے کے اوپر کے ریشمی گدے) اور 'قسی'(قس نامی مصری بستی کی طرف منسوب ریشمی کپڑے) کے استعمال کرنے سے اور ریشم، 'استبرق'(دیباج سے زیادہ دبیز اور موٹی ریشمی کپڑا) اور 'دیباج'(باریک ریشمی کپڑا) پہننے سے منع فرمایا تھا۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

نبی کریم ﷺ کو دنیا میں اس مقصد سے مبعوث کیا گیا کہ آپ اعلی اخلاق کی تکمیل فرمادیں؛ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ ہر طرح کے اعلی و عظیم اخلاق و اعمال کی ترغیب فرماتے اور ہر قبیح و ناشائستہ اخلاق واعمال سے منع فرمایا کرتے۔ آپ ﷺ کے انھی اوامر میں سے کچھ اشیا کا ذکر اس حدیث میں ہے۔ ان میں سے پہلا یہ ہے کہ مریض کی عیادت کی جائے۔ جو درحقیقت ایک اسلامی حق کی ادائیگی، اسے قدرے راحت رسانی اور اس کے حق میں دعا سے عبارت ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ جنازہ کے پیچھے چلا جائے؛ کیوں کہ یہ جنازے کے پیچھے چلنے والے کے لیے اجر و ثواب، میت کے حق میں دعا، اہل قبور کے حق میں سلام، وعظ و نصیحت اور عبرت و سبق آموزی وغیرہ پر مشتمل ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ چھینکنے والے کے "الحمد للہ" کہنے کے جواب میں "یرحمک اللہ" کہا جائے۔ چوتھا ہے قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنا۔ جب وہ تمھیں (قسم دے کر) کسی کام کے لیے بلائے اور اس کی قسم پوری کرنے میں تمھیں کسی طرح کا نقصان نہ ہو، تو اس کی قسم کو پوری کردو؛ تاکہ وہ قسم کا کفارہ ادا کرنے پر مجبور نہ ہوجائے۔ اس کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اس کی دل جمعی کا سامان کردو۔ پانچواں یہ ہے کہ مظلوم کی ظالم کے خلاف مدد کی جائے؛ کیوں کہ اس عمل میں ظلم کا تدارک، ظالم کو اس کی دست درازیوں سے روکنا، اس کو ایذا رسانی

للمسلمين من بعضهم لبعض، وسبب لجلب المودة.
أما الأشياء التي نهى عنها في هذا الحديث فالتختم بخواتم الذهب للرجال، لما فيه من التأنث والميوعة، وانتفاء الرجولة، وعن الشرب بآنية الفضة، لما فيه من السَّرَفِ والتكبر، وإذا منع الشرب مع الحاجة إليه فسائر الاستعمالات أولى بالمنع والتحريم، وعن المياثر، والقسي، والحرير، والديباج، والإستبرق، وهي من أنواع الحرير على الرجال؛ فإنها تدعو إلى اللين والترف اللذين هما سبب العطالة والدَّعَةَ، والرجل يطلب منه النشاط والصلابة والفتوة، ليكون دائماً مستعداً للقيام بواجب الدفاع عن دينه وحرمه ووطنه.

سے باز رکھنا، منکر و برائی سے منع کرنا، جیسے امور شامل ہیں۔ چھٹا امر ہے دعوت دینے والے کی دعوت پر لبیک کہنا؛ کیوں کہ دعوت قبول کرنا دراصل دلوں میں قربت پیدا کرنے اور شکوک وشبہات سے پاک رکھنے کا ایک ذریعہ ہے اور اس سے باز رہنے کی صورت میں احساس بے گانگی اور باہمی نفرت انگیزیاں پروان چڑھتی ہیں۔ دعوت اگر شادی کی ہو، تو اس کا قبول کرنا واجب ہے اور دیگر دعوتوں کا قبول کرنا مستحب ہے۔ ساتواں امر یہ ہے کہ سلام کو عام کیا جائے۔ یہ دراصل ہر کس و ناکس کے لیے سلامتی کا اعلان و اظہار، سنت کی تعمیل، مسلمانوں کی ایک دوسرے کے حق میں سلامتی کی دعا اور محبت و یگانگت پیدا کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس حدیث میں جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ مرد حضرات سونے کی انگوٹھیاں نہ پہنیں؛ کیوں کہ اس سے نسوانیت و زنانہ پن کی طرف میلان اور مردانگی کی نفی ہوتی ہے۔ دوسری یہ ہے کہ چاندی کے برتن میں نہ پیا جائے؛ کیوں کہ اس میں مال کی تباہی اور تکبر کا اظہار ہے اور جب ان برتنوں میں پینے سے روک دیا گیا، جو انسانی زندگی کی اہم ضرورت ہے، تو باقی دیگر تمام استعمالات میں یہ ممانعت اور حرمت بدرجۂ اولی ثابت ہوتی ہے۔ تیسری یہ ہے کہ میاثر (زین یا کجاوہ کے اوپر ریشم کا گدا)، قسی (مصر کے قس نامی ایک دیہات سے منسوب اور اطراف مصر میں تیار کیا جانے والا ایک کپڑا، جس میں ریشم کے دھاگے بھی استعمال ہوتے تھے)، حریر (ریشمی لباس)، دیباج (باریک ریشمی کپڑا) اور استبرق (دیباج سے زیادہ دبیز اور موٹا ریشمی کپڑا) جیسے ریشمی لباس کی تمام انواع کو مردوں کے لیے حرام قرار دیا گیا؛ کیوں کہ ملبوسات کی یہ تمام انواع، انسانی مزاج میں سستی اور عیش پرستی پیدا کرتی ہیں اور یہ دونوں چیزیں مزاج میں جمود و تعطل اور بے راہ روی کا سبب بنتی ہیں، جب کہ مردوں کی مردانگی کا تقاضا یہ ہے کہ وہ چاق و چوبند رہیں اور جفاکشی اور اولوالعزمی کی صفات کے حامل ہوں؛ تاکہ اپنے دین، اپنے اہل و عیال اور اپنے وطن کے دفاعی فرائض کی انجام دہی میں ہمیشہ کمر بستہ رہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > حمل الميت ودفنه
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- تَشْمِيتُ الْعَاطِسِ : وهو مَا يُقَالُ بعد حمده لله بسبب عطاسه: (يرحمك الله) تشميتاً.
- إبرار القسم : تنفيذ ما أقسم عليه المُقسِم في قَسَمه, إذا كان طاعة لله أو مباحا وهو مستحبٌ.
- إفشاء السلام : إشاعته.
- الْمَيَاثِر : جمع ميثرة، وهي وطاء يوضع على سرج الفرس ورحل البعير من الأرجوان.
- القَسِيّ : ثيابُ خَزٍّ (من أنواع الحرير)، وهي نسبة إلى قس إحدى قرى مصر.

• الإِسْتَبْرَق : ما غَلُظَ مِنَ الدِّيباجِ (من أنواع الحرير)، كلمة فارسية نُقِلَت إلى العربية.

فوائد الحديث:

١. استحباب عيادة المريض.

٢. استحباب اتباع الجنائز للصلاة عليها ودفنها إذا قام بذلك من يكفي، وإلا فهي فرض كفاية.

٣. تشميت العاطس إذا حمد الله بقوله: (يرحمك الله) فيكون الرد واجبا.

٤. إبرار قسم المقسم، وهو مستحب، لما فيه من جبر القلب وإجابة طلبه في غير إثم.

٥. وجوب نصر المظلوم بقدر استطاعته، لأنه من النهي عن المنكر، وفيه رد للشر وإعانة المظلوم وكف الظالم.

٦. إجابة الدعوة، فإن كانت لعرس وجبت الإجابة إن لم يكن ثَمَّ منكر لا يقدر على إزالته، وإن كانت لغيره من الدعوات المباحة استحبت، وتتأكد بما يترتب عليها من إزالة ضغينة أو دفع شر.

٧. إفشاء السلام بين المسلمين؛ لأنه دعاء بالسلامة، وعنوان على المحبة والإخاء.

٨. النهي عن تختم الرجال بخواتم الذهب، فهو محرم.

٩. النهي عن الشرب بآنية الفضة، وأعظم منه الذهب، وألحق به سائر الاستعمالات إلا ما ورد استثناء في نصوص أخرى.

١٠. النهي عن لبس القسي والحرير، والإستبرق، والديباج للرجال.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ- عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ- تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤ه - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (2944)

أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ

٥٠٠. الحديث:

عن كَعْب بن مالك -رضي الله عنه- قال: قلتُ: يا رسولَ الله، إن مِن تَوبتي أن أَنْخَلِعَ مِنْ مالي؛ صدقةً إلى الله وإلى رسولِه، فقال رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم-: "أمسِكْ عليك بعضَ مالِكَ؛ فهو خيرٌ لكَ".

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

كان كعب بن مالك الأنصاري -رضي الله عنه- أحد الثلاثة الذين خُلِّفُوا عن غزوة تبوك بلا نفاق ولا عذر، فلما رجع النبي -صلى الله عليه وسلم- من تلك الغزوة، هجرهم، وأمر أصحابه بهجرهم، ومازالوا مهجورين، حتى نزلت توبتهم ورضي الله عنهم، فرضي الرسول والصحابة، فكان من شدة فرح كعب برضا الله عنه وقبول توبته أن أراد أن يتصدق بكل ماله لوجه الله -تعالى-، فأرشده النبي -صلى الله عليه وسلم- إلى غير ذلك بأن يمسك بعض ماله، فالله -تعالى- لما علم صدق نيته وحسن توبته، غفر له ذنبه، وتجاوز عنه، ولو لم يفعل هذا، فالله لا يكلف نفساً إلا وسعها، وقد أنفق بعض ماله، فرحا برضا الله -تعالى-، وليجد ثوابه مُدَّخراً عنده وأبقى بعضه، ليقوم بمصالحه ونفقاته الواجبة من مؤونة نفسه، ومؤونة من يعول، والله رؤوف بعباده.

اگر اپنے مال کا ایک حصہ اپنے پاس ہی باقی رکھو تو تمھارے حق میں یہ بہتر ہے۔

٥٠٠. حدیث:

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری توبہ قبول ہونے کا شکرانہ یہ ہے کہ میں اپنا مال، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے راستے میں دے دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر اپنے مال کا ایک حصہ اپنے پاس ہی باقی رکھو، تو تمھارے حق میں یہ بہتر ہوگا۔"

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ، ان تین صحابہ میں سے ایک تھے، جو غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے اور پیچھے رہ جانے کی وجہ کسی طرح کا نفاق یا عذر نہیں تھا۔ جب نبی ﷺ کی اس غزوے سے واپسی ہوئی، تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ قطع تعلق فرمالیا اور اپنے صحابہ کو بھی ان سے قطع تعلق کرنے کی ہدایت فرمادی۔ یہ قطع تعلقی کا سلسلہ جاری رہا، تا آں کہ سورۂ توبہ نازل ہوئی اور انھیں اللہ تعالیٰ کی رضامندی نصیب ہوئی اور رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام بھی ان سے راضی ہو گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور توبے کی قبولیت سے کعب رضی اللہ عنہ اس قدر فرحاں و شاداں ہوئے کہ اپنے سارے مال کو اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی میں صدقہ کرنے کا عزم کرلیا، تاہم نبی ﷺ نے انھیں اس سے باز رہنے کی رہ نمائی کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے پاس کچھ مال رکھ لو۔ چوں کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں جب یہ بات آگئی کہ وہ اپنی نیت میں بالکل راست باز اور ان کی توبہ خالص ہے، تو اس نے ان کے گناہ بخش دیے اور ان کے ساتھ عفو و درگزر کا معاملہ فرمایا۔ ایسے میں وہ یہ صدقہ نہ بھی کرتے (تو کوئی فرق نہیں پڑتا)، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلف نہیں بناتا۔ پھر انھوں نے اللہ کی رضا و خوش نودی سے خوش ہو کر اپنا کچھ مال صدقہ کردیا؛ تاکہ اپنے پروردگار کے پاس اجر و ثواب کے ذخائر کا ذخیرہ ہو اور کچھ مال اپنے پاس رکھ چھوڑا؛ تاکہ اپنے مصالح جیسے خود اپنے اور اپنے اہل و عیال کے واجب نفقات پر خرچ کر سکیں۔ اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الأيمان والنذور
الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النفقات
الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: كعب بن مالك -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أَنْخَلِعَ مِن مالي : يعني أخرجه كله صدقة.

فوائد الحديث:

١. أن من نذر الصدقة بماله كله، أبقى منه ما يكفيه ويكفي من يعول، وأخرج الباقي.

٢. أن الأولى والأحسن أن لا ينهك الإنسان ماله بالصدقات؛ لأن عليه نفقات واجبة، والنبي -صلى الله عليه وسلم- يقول: "ابدأ بنفسك ثم بمن تعول."

٣. أن النفقة على النفس والزوجة والقريب، عبادة جليلة، وصدقة عظيمة مع النية الحسنة، فالأحسن أن يتصدق بنية التقرب، وأن لا تطغى نية قضاء الشهوة والشفقة المجردة والمحبة، على نية العمل.

٤. أن الصدقة سبب في مَحْوِ الذنوب، لما فيها من رضا الرب -تبارك وتعالى- والإحسان إلى الفقراء والمساكين، واستجلاب دعائهم.

٥. استحباب الصدقة؛ شكرًا للنعم المتجددة لا سيما ما عظم منها.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ -عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ -تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤ه. -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ -الإلمام بشرح عمدة الأحكام, إسماعيل الأنصاري, الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ -الشرح الممتع على زاد المستقنع، محمد بن صالح بن محمد العثيمين، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ - ١٤٢٨هـ.

الرقم الموحد: (2979)

أَنْفَجْنَا أَرْنَباً بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغَبُوا

ہم نے مر ظہران کے مقام پر ایک خرگوش کا پیچھا کیا۔ کچھ لوگ اس کے پیچھے بھاگے، لیکن تھک کر رک گئے۔

٥٠١. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه- قال: «أَنْفَجْنَا أَرْنَباً بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغَبُوا، وَأَدْرَكْتُهَا فَأَخَذْتُهَا، فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ، فَذَبَحَهَا وَبَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللهِ- صلى الله عليه وسلم- بِوَرِكِهَا وَفَخِذَيْهَا فَقَبِلَهُ».

٥٠١. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے مر ظہران کے مقام پر ایک خرگوش کا پیچھا کیا۔ کچھ لوگ اس کے پیچھے بھاگے، لیکن تھک کر رک گئے۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور اسے لے کر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسے ذبح کیا اور اس کے پٹھے اور رانوں کا گوشت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا، تو آپ ﷺ نے اسے قبول فرمایا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه في سَفَرٍ، ولعلَّهُم قد نزلُوا في ذلك المكَان الذي هُو مَر الظَّهْرَان؛ فَلَقَدْ نَزَلَ في هذا المَوْضِع رَسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- بأصحابه في عامِ الْفَتْحِ، فَأَثَارُوا أَرْنَباً فَسَعَى الْقَوْمُ خلفها لِيَأْخُذُوها، قَالَ فَتعبواوا وأدْرَكتُها، وكان أنس بن مالك في ذلك الوقت في رِيْعَانِ شَبَابِهِ، فَأَخَذَهَا وذَهَبَ بِها إلى زَوْجِ أُمِّهِ، وهو أبو طلحة -رضي الله عنه-، فَذَبَحَهَا وأَهْدَى مِنْهَا إلى رسولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- الفخذين والورك-وهُو مُلْتَقَى الظَّهْرِ مَعَ مَرْبَطِ الرِّجْل-؛ فَقبِلَها، ولَعَلَّه قَدْ أَكَلَ مِنْهَا.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ ایک سفر میں تھے۔ شاید انھوں نے اس جگہ پر پڑاؤ کیا، جو مر الظہران کے نام سے معروف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کے ساتھ اس جگہ پر فتح مکہ کے سال پڑاؤ کیا تھا۔ انھوں نے ایک خرگوش کو بدکایا تو وہ بھاگ اٹھا۔ لوگ اس کو پکڑنے کے لیے اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ سب تو تھک کر رک گئے، لیکن میں نے اسے جا لیا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس وقت عین جوانی میں تھے۔ اسے پکڑ کر اپنے سوتیلے والد ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انھوں نے اسے ذبح کیا اور اس میں سے کچھ گوشت یعنی رانیں اور پٹھے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ "ورک" اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں پٹھا، ٹانگ کے جوڑ سے ملتی ہے۔ آپ ﷺ نے اسے قبول فرمایا اور شاید اس میں سے تناول بھی فرمایا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > ما يحل ويحرم من الحيوانات والطيور

الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > الصيد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أَنْفَجْنَا أَرْنَباً : أَي: أَثَرْناها من الإثارة.
- فَلَغَبُوا : تعِبوا.
- أَدْرَكْتُهَا : لحقْتُها.
- أَخَذْتُها : مَسَكْتُهَا.
- وَرِكها : الوَرِك: هُو مُلْتَقَى الظَّهْرِ مَعَ مَرْبَطِ الرِّجْل.

فوائد الحديث:

١. جواز أكل الْأَرْنَبِ، وأَنَّها من الطَّيبات، بالإجماع.

٢. إهداء الشيء اليسير لكبير القدر؛ إذا علم من حاله الرضا بذلك.

٣. قَبُولُ النَّبي -صلى الله عليه وسلم- لِلْهَدِيةِ؛ قليلةً كانت أو كثيرةً.

٤. أَنَّ التَهَادِي وقبول الهدية مِنْ أَخْلاقِ النبي -صلى الله عليه وسلم- وهديه؛ لما فِيهِ مِنَ التَوَادُدِ والتَّوَاصُلِ؛ فَيَنْبَغِي أَنْ يَشِيعَ هَذا بَيْنَ المؤْمِنِين، خُصُوصاً الْأَقَارِب والْجِيرَان.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار علماء السلف، الطبعة: الثانية ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ.

الرقم الموحد: (2958)

أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ، فَجَلَدَهُ بِجَرِيدَةٍ نَحوَ أَرْبَعِينَ

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کو حاضر کیا گیا، جس نے شراب پی رکھی تھی، آپ ﷺ نے اسے کھجور کی ٹہنی سے لگ بھگ چالیس کوڑے مارے۔

٥٠٢. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- «أَنَّ النَّبِي -صلى الله عليه وسلم- أُتِي بِرَجُل قَدْ شَرِب الْخَمْرَ، فَجَلَدَهُ بِجَرِيدة نحو أربعين»

٥٠٢. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کو حاضر کیا گیا، جس نے شراب پی رکھی تھی، آپ ﷺ نے اسے کھجور کی ٹہنی سے لگ بھگ چالیس کوڑے مارے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

شرب رجل الخمر على عهد النبي -صلى الله عليه وسلم-، فجلده بجريدة من سَعَفِ النخل نحو أربعين جلدة، وجلد أبو بكر -رضي الله عنه- شارب خمر في خلافته مثل جلد النبي -صلى الله عليه وسلم-، فلما جاءت خلافة عمر، وكثرت الفتوحات، واختلط المسلمون بغيرهم، كَثُرَ شربهم لها، فاستشار علماء الصحابة في الحد الذي يطبقه عليهم ليردعهم كعادته في الأمور الهامة، والمسائل الاجتهادية، لأن الناس زادوا في عهده من شرب الخمر، فقال عبد الرحمن بن عوف: اجعله مثل أخف الحدود، ثمانين. وهو حد القاذف، فجعله عمر ثمانين جلدة، فهذه الزيادة تعزير راجع للإمام.

اجمالی معنیٰ:

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے شراب پی، تو آپ ﷺ نے اسے کھجور کی ایک ٹہنی سے لگ بھگ چالیس کوڑے لگوائے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دور خلافت میں نبی کریم ﷺ کی طرح شرابی کو چالیس کوڑے لگوائے۔ لیکن جب عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور آیا، جنگی فتوحات کی بہتات ہوئی اور مسلمانوں کا دیگر قوموں کے ساتھ ملنا جلنا شروع ہوا، تو لوگ بکثرت شراب پینے لگے۔ لہٰذا انھوں نے اہل علم صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین سے مشورہ طلب کیا کہ شرابیوں پر کون سی حد نافذ کی جائے کہ ان کے لیے سخت تنبیہ کا باعث ہو، جیسا کہ اس جیسے دیگر اہم امور اور اجتہادی مسائل میں عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ کار ہوا کرتا تھا۔ کیونکہ ان کے دور خلافت میں شراب پینے والے افراد کی بہتات ہوگئی تھی، چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ: حدود میں سب سے ہلکی حد اسی (٨٠) کوڑے مقرر کردیں، جو بہتان تراشی کرنے والے کی حد ہے۔ (انھی کے مشورہ کے مطابق) عمر رضی اللہ عنہ نے اس حد کو اسی کوڑوں میں تبدیل فرمادیا۔ یہ اضافہ دراصل تعزیر ہے اور امام کے اختیار کی چیز ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الحدود > حد الخمر

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- بِجَرِيدَةٍ : الجريدة تطلق على كل عود, سواء كان أخضر أو يابسا, ويطلق أيضا على سَعَفٍ من النَّخل.
- الخمر : الخمر ما خامر العقل أي غطاه.

فوائد الحديث:

١. ثبوت حد الجلد في شرب الخمر.
٢. أَنَّ حَدَّهُ على عهد النبي -صلى الله عليه وسلم- نحو أربعين جَلْدَةٍ، وتَبعَه أبو بكرٍ على هذا.
٣. الجَلْدُ فِي حدّ الخمر يجوز أَن يكون بِالجَرِيدِ.

٤. أَنَّ عمر-بعد اسْتشارة الصَّحَابَة- جَعَلَهُ ثمانين، وهذه الزيادة تعزير راجع لنظر الإمام.

٥. الاجتهاد في المسائل ومشاورة العلماء عليها، وهذا دَأْبُ أهل الحق وطالبي الصواب.

٦. جواز القياس والعمل به والاستحسان عند الحاجة إليه.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ- عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ- تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ- تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ- الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. الإعلام بفوائد عمدة الأحكام لا بن الملقن المحقق: عبد العزيز بن أحمد بن محمد المشيقح - دار العاصمة للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ- ١٩٩٧ م.

الرقم الموحد: (2946)

أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- قَطَعَ فِي مِجَنٍّ قيمته ثلاثة دراهم	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال (کی چوری) پر ہاتھ کاٹا تھا، جس کی قیمت
٥٠٣. الحديث: عبدُ الله بنُ عمر رضي اللهُ عنهما «أَنَّ النَّبِي -صلى الله عليه وسلم- قَطَع فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ -وَفِي لَفْظٍ: ثَمَنُهُ- ثَلاثَةُ دَرَاهِمَ».	**٥٠٣. حدیث:** عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال (کی چوری) پر ہاتھ کاٹا تھا، جس کی قیمت تین درہم تھی۔ بعض روایتوں میں "قیمتہ" کی جگہ "ثمنہ" آیا ہے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: أَمَّنَ الله -عز وجل- دماء الناس وأعراضهم وأموالهم، بكل ما يكفل ردع المفسدين المعتدين؛ لذلك جعل عقوبة السارق (الذي أخذ المال من حرزه على وجه الاختفاء) قطع العضو الذي تناول به المال المسروق، ليكفر القطع ذنبه وليرتدع هو وغيره عن الطرق الدنيئة، وينصرفوا إلى اكتساب المال من الطرق الشرعية الكريمة، فيكثر العمل، وتستخرج الثمار فيعمر الكون وتعز النفوس. ومن حكمته تعالى أن جعل النصاب الذي تقطع فيه اليد، ما يعادل ثلاثة دراهم أي ربع دينار من الذهب، حماية للأموال، وصيانة للحياة، ليستتب الأمن، وتطمئن النفوس، وينشر الناس أموالهم للكسب والاستثمار. ويعادل ذلك جراما وربع الربع من الجرامات؛ لأن الدينار ٤,٢٥ جم.	**اجمالی معنیٰ:** اللہ عز و جل نے لوگوں کی جان، آبرو اور مال کو ان تمام ذرائع سے تحفظ فراہم کیا ہے، جو فسادی اور سرکش افراد کو (ان کی شر انگیزیوں سے) باز رکھنے کی ضمانت دیتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس چور کی سزا جو مخفی طریقے سے مال کو اس کے محفوظ مقام سے لے اڑتا ہے، اس ہاتھ کو کاٹنا رکھی ہے جو اس چرائے گئے مال کو اٹھاتا ہے؛ تاکہ ہاتھ کاٹنا اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے اور آئندہ وہ اور دیگر لوگ (حصول مال کے) ان گھٹیا طریقوں سے باز رہیں اور شرعی اور باعزت طریقوں سے مال کمائیں، جس کے نتیجے میں کام کاج کو فروغ ملے، منافع کا حصول ہو، یہ عالم تعمیر و ترقی کی جانب گامزن ہوجائے اور لوگ باعزت زندگی گزاریں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے تقاضے کے تحت، مال کی اس اقل ترین مقدار کا تعین فرمادیا، جس کے چرانے پر ہاتھ کو کاٹا جائے گا، جو کہ سونے سے بنے دینار کے ایک چوتھائی کے مساوی ہے، تاکہ مال و جان محفوظ رہیں، امن کا دور دورہ ہو، دل پر سکون ہوں اور حصول رزق اور سرمایہ کاری کی غرض سے لوگ اپنا مال (بلا خوف وخطر) لگائیں۔ اور ایک چوتھائی دینار ایک گرام اور ربع کے چوتھائی گرام کے مساوی ہوتا ہے؛ کیونکہ ایک دینار، سوا چار (٤,٢٥) گرام کا ہوتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الحدود > حد السرقة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- قطع : أمر بالقَطَع لأنَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يكُن يُبَاشِر القطع بنفسِهِ.
- مِجَنّ : المجن بكسر الميم هو الترس الذي يُتَّقَى بِهِ وَقع السَّيف ويتخفى به.

فوائد الحديث:

١. قَطْعُ يَدُ السَّارِقِ، والمرَادُ بالسَّارِق [الذِي يَأْخُذُ المالَ من حِرْزِه عَلَى وَجْهِ الاخْتِفَاءِ].
٢. أَنَّ نصاب القطع ربع دينار أو ما قيمته ثَلاثَة دَرَاهِم، وهو مذهب الجمهور.

٣. لهذا الحكم السامي، حكمته التشريعية العظمى، فالحدود كلها -على وجه العموم- رحمة ونعمة، وكفارة للمعتدي.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ- عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ- تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤ه - الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١ه - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (2947)

أَنَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنْ النَّذْرِ، وَقَالَ: إنَّ النَّذْرَ لا يَأْتِي بِخَيْرٍ، وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنْ الْبَخِيلِ

آپ ﷺ نے نذر ماننے سے منع کیا اور فرمایا کہ "نذر کوئی بھلائی نہیں لاتی۔ اس کے ذریعے تو بس کنجوس آدمی سے مال نکلوا لیا جاتا ہے"۔

٥٠٤. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- «أنه نهى عن النذر، وقال: إنّ النَّذْرَ لا يأتي بخير، وإنما يُسْتَخْرَجُ به من البخيل».

٥٠٤. حدیث:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نذر ماننے سے منع کیا اور فرمایا کہ "نذر کوئی بھلائی نہیں لاتی۔ اس کے ذریعے تو بس کنجوس آدمی سے مال نکلوا لیا جاتا ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- عن النذر، وعلل نهيه بأنه لا يأتي بخير؛ وذلك لما يترتب عليه من إيجاب الإنسان على نفسه شيئًا هو في سعة منه، فيخشى أن يقصر في أدائه، فيتعرض للإثم، ولما فيه من إرادة المعاوضة مع الله -تعالى- في التزام العبادة معلقة على حصول المطلوب، أو زوال المكروه. وربما ظن -والعياذ بالله- أن الله -تعالى- أجاب طلبه؛ ليقوم بعبادته. لهذه الأسباب وغيرها، نهى عنه النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ إيثارا للسلامة، وطمعا في جود الله -تعالى- بلا مقابل ولا شرط، وإنما بالرجاء والدعاء. وليس في النذر فائدة، إلا أنه يستخرج به من البخيل، الذي لا يقوم إلا بما وجب عليه فعله وتحتم عليه أداؤه، فيأتي به مكرها، متثاقلا، فارغا من أساس العمل، وهي النية الصالحة، والرغبة فيما عند الله -تعالى-.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے نذر ماننے سے منع فرمایا اور اس ممانعت کی علت یہ بیان کی کہ اس سے کچھ خیر نہیں ملتی کیوں کہ اس سے انسان اپنے اوپر ایک ایسی چیز واجب کر لیتا ہے جو اس پر واجب نہیں ہوتی اور یوں یہ خدشہ پیدا ہو جاتا ہے کہ اس کی ادائیگی میں اگر اس سے کوئی کوتاہی ہو جائے اور اس کی وجہ سے وہ گناہ گار ہو جائے۔ اس کی ممانعت کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ مطلوبہ شے کے حصول پر یا پھر کسی ناپسندیدہ بات کے زائل ہونے کے ساتھ عبادت کے بجالانے کو مشروط کرنے میں اللہ کے ساتھ معاوضہ طے کرنے کی نیت پائی جاتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ انسان یہ گمان کرنے لگے کہ اللہ نے اس کی چاہت کو اس لیے پورا کیا ہے تاکہ وہ اس کی عبادت کرے۔ العیاذ باللہ۔ ان مذکورہ بالا اسباب اور کچھ دیگر وجوہات کی بنا پر نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا تاکہ (ان باتوں سے) محفوظ رہا جا سکے اور بلا کسی عوض اور شرط کے محض امید اور دعا کے ساتھ اللہ کے جود و سخا پر نظر رکھی جائے۔ نذر میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ اس کے ذریعے بخیل آدمی سے مال نکلوا لیا جاتا ہے جو صرف وہی فعل سر انجام دیتا ہے اور وہی کچھ دیتا ہے جس کا کرنا اس پر واجب اور حتمی ہو جائے۔ چنانچہ وہ مجبور ہو کر اور بوجھل دل کے ساتھ یہ کام کرتا ہے جو عمل کے جوہر یعنی صالح نیت اور (اس پر) اللہ کے ہاں جو اجر محفوظ ہے اس کی چاہت سے بالکل خالی ہوتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الأيمان والنذور

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- النذر : إلزام المكلف نفسه عبادة لم تكن لازمة بأصل الشرع، مثل أن يقول: لله علي أن أتصدق بمائة.

- لا يأتي بخير : لا يكون النذر سببًا لحصول الخير، والناذر إذا اعتقد أن الله لا يعطيه الشيء الذي طلبه منه إلا مقابل النذر فهذا سوء ظن بالله -تعالى.-
- يُسْتَخْرَجُ به من البخيل : يُؤْخَذُ به من البخيل الذي لا يعطي طاعة إلا بمقابل.

فوائد الحديث:

١. لا يشرع النذر للمسلم للحديث، لكن إذا نذر طاعة وجب عليه الوفاء بالنذر؛ لقول النبي -صلى الله عليه وسلم-: «من نذر أن يطيع الله فليطعه، ومن نذر أن يعصيه فلا يعصه» متفق عليه.

٢. العلة في النهي (أنه لا يأتي بخير)؛ لأنه لا يرد من قضاء الله شيئا؛ ولئلا يظن الناذر أن حصول طلبه كان بسبب النذر، والله -تعالى- غني عن ذلك.

٣. وجوب الوفاء بالنذر إلم يكن معصية.

٤. أن ما يبتدئه المكلف من وجوه البر أفضل مما يلتزمه بالنذر.

٥. الحث على الإخلاص في أعمال الخير.

٦. ذم البخل، وتحذير المسلم منه.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام، فيصل بن عبد العزيز المبارك، الطبعة: الثانية ١٤١٢هـ- ١٩٩٢م. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار علماء السلف، الطبعة: الثانية ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ.

الرقم الموحد: (2960)

أَنَّ امْرَأَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- مَقْتُولَةً	نبی ﷺ کے کسی غزوے میں ایک عورت مقتولہ پائی گئی۔
٥٠٥. الحديث: عن عَبْدُ الله بن عمر -رضي الله عنهما- «أَنَّ امْرَأَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- مَقْتُولَةً، فَأَنْكَرَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- قَتْلَ النِّسَاءِ، وَالصِّبْيَانِ».	**٥٠٥. حدیث:** عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے کسی غزوے میں ایک عورت مقتولہ پائی گئی۔ اس پر آپ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: إنكار النبي -صلى الله عليه وسلم- قتل النساء والصبيان يدل على تحريم قتلهم، وقوله في بعض الأحاديث الواردة في هذا المعنى: (ما كانت هذه لتقاتل) تنبيه على علة النهي عن قتل النساء؛ لأن الغالب فيهن عدم المقاتلة وإن كان في بعضهن شر وشجاعة لكن الحكم عُلِّق على الأغلب، فمن قاتلت قوتلت.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ کا عورتوں اور بچوں کے قتل پر اظہارِ ناپسندیدگی فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کا قتل حرام ہے۔ اور آپ ﷺ کا اسی معنی کی حامل دیگر احادیث میں یہ فرمانا کہ "یہ تو ایسی نہ تھی کہ اس سے جنگ کی جاتی۔" عورتوں کے قتل کی ممانعت کی علت کی طرف اشارہ کرتا ہے کیوں کہ عورتیں عموماً جنگجو نہیں ہوتی ہیں اگرچہ ان میں سے بعض میں شر اور شجاعت بھی ہوتی ہے تاہم اغلبیت پر حکم معلق ہوتا ہے۔ عورتوں میں سے جو عملی طور پر قتال کرے گی اس سے قتال کیا جائے گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > آداب الجهاد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- النساء : الإناث من بني آدم.
- الصبيان : الصغار.

فوائد الحديث:

١. أن الذي يُقتل ويُقاتل هم الرجال المقاتلون من الكفار.

٢. أن من لم يقاتل من النساء، والصبيان، والشيوخ الفانين، والرهبان، لا يقتلون، لأن القتل والقتال لدفع أذى الكفار ووقوفهم في وجه الدعوة إلى الإسلام، ما لم يكن هؤلاء النساء والشيوخ أصحاب رأي ومساعدة على قتال المسلمين فإذا كانوا كذلك فإنهم يقتلون.وما لم يقتض الرأي رمي الكفار بما يهلكهم عامة، كالمدافع، وفيهم نساؤهم وصبيانهم، ولا يمكن تمييزهم عنهم، فيرْمَوْنَ وَلو قُتل منهم هؤلاء الضعفاء.

٣. جواز التمسك بالعام حتى يرد الخاص؛ لأن الصحابة تمسكوا بالعمومات الدالة على قتل أهل الشرك ثم نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن قتل النساء والصبيان، فخُصَّ ذلك العموم.

المصادر والمراجع:

-الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ-تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ-عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة،

١٤٠٨ هـ-تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (2949)

أَنَّ جَارِيَةً وُجِدَ رَأْسُهَا مَرْضُوضاً بَيْنَ حَجَرَيْنِ

٥٠٦. الحديث:

عن أَنَسُ بنُ مالك -رضي الله عنه- قال: «أَنَّ جَارِيَةً وُجِدَ رَأْسُهَا مَرْضُوضاً بَيْنَ حَجَرَيْنِ، فَقِيلَ من فَعَلَ هَذَا بِك: فُلانٌ، فُلانٌ؟ حَتَّى ذُكِرَ يَهُودِيٌّ، فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا، فَأُخِذَ الْيَهُودِيُّ فَاعْترف، فَأَمَرَ النَّبِي -صلى الله عليه وسلم- أَنْ يُرَضَّ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ». وَلِمُسْلِمٍ وَالنَّسَائِيِّ «أَنَّ يَهُودِيّاً قَتَلَ جَارِيَةً عَلَى أَوْضَاحٍ، فَأَقَادَهُ رَسُولُ اللهِ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

وُجِد على عهد النبي -صلى الله عليه وسلم- جاريةٌ قد دُقَّ رأسها بين حَجَرين و بها بقية من حياة، فسألوها عن قاتلها يُعدِّدون عليها من يظنون أنهم قتلوها، حتى أتَوا على اسم يهودي فأومأت برأسها أي نعم، هو الذي رضَّ رأسها، فصار متهماً بقتلها، فأخذوه وقرروه حتى اعترف بقتلها، من أجل حُلي فضة عليها فأمر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يُجازَى بمثل ما فعل، فرُضَّ رأسه بين حجرين.

ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا گیا تھا۔

٥٠٦. حدیث :

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا گیا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ یہ کس نے کیا؟ کیا فلاں نے، فلاں نے؟ یہاں تک کہ جب ایک یہودی کا نام آیا، تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا (کہ ہاں)، یہودی پکڑا گیا اور اس نے جرم کا اقرار کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کا سر بھی دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا جائے۔ صحیح مسلم اور سنن نسائی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں "ایک یہودی نے چاندی کے زیورات کی لالچ میں ایک لڑکی کو قتل کر دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کو قصاص میں قتل کر دیا۔"

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنیٰ :

نبی ﷺ کے زمانے میں ایک لڑکی اس حال میں پائی گئی کہ اس کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا گیا تھا اور اس میں زندگی کی کچھ رمق باقی تھی۔ لوگوں نے اس کے قاتل کے بارے میں تحقیق کرنے لیے، اس کے سامنے ان افراد کے نام گنانے شروع کر دیے، جن کے بارے میں اس بات کا گمان تھا کہ وہ اس کو قتل کرسکتے ہیں، تا آں کہ ایک یہودی کا نام لینے پر اس لڑکی نے اپنے سر سے مثبت اشارہ دیا کہ ہاں! اسی شخص نے اس کا سر کچلا ہے۔ چنانچہ وہ اس کے قتل کا ملزم قرار پاگیا۔ لوگوں نے اس کو پکڑلیا اور اس سے جرم کا اقرار کروایا، تا آں کہ اس نے اس لڑکی کو، اس کے چاندی کے زیورات کو حاصل کرنے کی غرض سے قتل کرنے کا اعتراف کرلیا۔ لہٰذا نبی ﷺ نے "جیسے کو تیسا" کے اصول کے مطابق، اس کو سزا دیتے ہوئے اس کا سر بھی دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دینے کا حکم دیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الجنايات > القصاص

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- مَرْضُوضاً : مدقوقاً.
- أَوْضَاحٍ : هي قطع الفضة، وسميت أوضاحاً لبياضها.
- فَأَوْمَأَتْ : أشارت إشارة يُفهم منها أن الجواب نعم أي فاعل ذلك هو اليهودي.
- جَارِيَةً : يحتمل أنها أَمَة، ويحتمل أنها حرة دون البلوغ.
- أَنْ يُرَضَّ : أن يُدق.

- عَلَى أَوْضَاحٍ : بسبب أوضاح.
- فأقاده : حكم عليه بالقوَد، وهو المماثلة في القصاص.

فوائد الحديث:

١. أن الرجل يُقتَل بالمرأة.
٢. القاتلُ يُقتَل بمثلِ ما قَتَلَ به، إلا في المحرم كالتحريق والقتل بفعل الفاحشة.
٣. قبول قول الْمَجْنِي عليه في اتهام أحد فيقرر ويحبس حتى يقر.
٤. قتل الذِّمي بالمسلم.
٥. يشهد لهذا الحديث قوله -تعالى-: (وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ).
٦. ثبوت القصاص في القتل بالمثقل، كالحجر، وأنه لا يختص بالمحدد، كالسيف، وهو مذهب الجمهور.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ- عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هتأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤ه - الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١ه - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (2943)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- كَانَ يُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ يَبْعَثُ فِي السَّرَايَا لأَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً سِوَى قَسْمِ عَامَّةِ الْجَيْشِ	رسول اللہ ﷺ بعض سرایا کے موقع پر اس میں شریک ہونے والوں کو غنیمت کے عام حصوں کے علاوہ اپنے طور پر بھی دیا کرتے تھے۔
٥٠٧. الحديث: عن عَبْدُ الله بن عمر -رضي الله عنهما- «أَنَّ رَسُولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- كَانَ يُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ يَبْعَثُ فِي السَّرَايَا لأَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً سِوَى قَسْمِ عَامَّةِ الْجَيْشِ».	**٥٠٧. حدیث:** عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بعض مہموں (سرایا) کے موقع پر اس میں شریک ہونے والوں کو غنیمت کے عام حصوں کے علاوہ اپنے طور پر بھی دیا کرتے تھے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبر عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يُنَفِّل بعضَ مَن يبعث في السرايا لأنفسهم خاصة، أي: يعطيهم نسبةً مما غنموا خاصة بهم دون سائر الجيش؛ وذلك تشجيعاً وحفزاً لهم على الجهاد.	**اجمالی معنیٰ:** عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جہاد کے لیے جو دستے بھیجا کرتے تھے انھیں بطورِ خاص دوسرے لشکر والوں کی بہ نسبت مال غنیمت میں سے کچھ زیادہ دیا کرتے تھے۔ ایسا ان میں حوصلہ پیدا کرنے اور جہاد پر انہیں ابھارنے کے لیے کیا جاتا تھا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > أحكام ومسائل الجهاد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- السرية : هي القطعة من الجيش يكون عددهم قليلًا يذهبون إلى مكان ما، وأما في سيرة الرسول -صلى الله عليه وسلم- فالسرية هي التي لم يذهب فيها الرسول -صلى الله عليه وسلم-، والغزوة: ما ذهب فيها.

فوائد الحديث:

١. هذا التنفيل هو غير أسهم المجاهدين، بل زيادة يعطونها نافلة لهم على أسهمهم، حسب ما يرى الإمام والقائد من المصلحة.
٢. إعطاء بعض الجيش زيادة على أسهمهم أو تخصيص بعض السرايا بزيادة على غيرهم؛ لقصد المصلحة والترغيب والتشجيع.
٣. أن هذا فعل النبي -صلى الله عليه وسلم-، فهو دليل على أنه لا يخل في إخلاصهم، ولا ينقص من أجرهم، مادام أن المقصد الأول من الجهاد والمخاطرة، هو إعلاء كلمة الله -تعالى.-
٤. أن لنظر الإمام مدخلا في المصالح المتعلقة بالمال أصلا وتقديرا على حسب المصلحة.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ - تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيي النجمي، دار علماء السلف، الطبعة: الثانية ١٤١٤هـ - عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ.

الرقم الموحد: (2982)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- سَمِعَ جَلَبَةَ خَصْمٍ بِبَابِ حُجْرَتِهِ

رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑے کا شور سنا۔

٥٠٨. الحديث:

عن أُمُّ سَلَمَة -رضي الله عنها- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- سَمِعَ جَلَبَةَ خَصْمٍ بِبَابِ حُجْرَتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ، فقال: «ألا إنما أنا بشر، وإنما يأتيني الخصم، فلعل بعضكم أن يكون أبلغ من بعض؛ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ؛ فَأَقْضِي لَهُ، فمن قضيت له بحق مسلم فإنما هي قطعة من نار، فَلْيَحْمِلْهَا أَوْ يَذَرْهَا».

٥٠٨. حدیث :

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑے کا شور سنا، تو آپ ﷺ ان جھگڑا کرنے والوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا : "میں ایک انسان ہی ہوں۔ میرے پاس کوئی فیصلے کے لیے جھگڑا لے کر آتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تم میں سے کوئی دوسرے کی بہ نسبت زیادہ عمدگی سے بات کرے، جس کی بنا پر میں سمجھ لوں کہ وہ سچا ہے اور اس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ تو جس شخص کو میں کسی مسلمان کا حق دلا دوں، اسے جان لینا چاہیے کہ یہ دوزخ کا ایک ٹکڑا ہے، چاہے تو وہ اسے لے لے اور چاہے تو چھوڑ دے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

سمع النبي -صلى الله عليه وسلم- أصوات خصوم مختلطة؛ لما بينهم من المنازعة والمشاجرة عند بابه، فخرج إليهم؛ ليقضي بينهم، فقال: إنما أنا بشر مثلكم، لا أعلم الغيب، ولا أخبر ببواطن الأمور؛ لأعلم الصادق منكم من الكاذب، وإنما يأتيني الخصم لأحكم بينهم، وحكمي مبني على ما أسمعه من حجج الطرفين وبيِّناتهم وأَيْمَانِهِم، فلعل بعضكم يكون أبلغ وأفصح وأبينَ من بعض؛ فأحسب أنه صادق مُحِق؛ فأقضي له، مع أن الحق -في الباطن- بجانب خصمه، فاعلموا أن حكمي في ظواهر الأمور لا بواطنها، فلن يحل حراما؛ ولذا فإن من قضيت له بحق غيره وهو يعلم أنه مبطل، فإنما أقطع له قطعة من النار، فليحملها إن شاء، أو ليتركها، فعقاب ذلك راجع عليه، والله بالمرصاد للظالمين.

اجمالی معنی :

نبی ﷺ نے کچھ جھگڑنے والوں کی ملی جلی آوازیں سنیں، جو آپ ﷺ کے دروازے کے پاس جھگڑا اور بحث کر رہے تھے۔ آپ ﷺ ان کے مابین فیصلہ کرنے کے لیے باہر تشریف لے گئے،اور فرمایا :"میں تمہاری ہی طرح ایک انسان ہوں، میں غیب نہیں جانتا اور نہ مجھے مخفی امور کے بارے میں بتایا جاتا ہے، جن کی بنا پر مجھے معلوم ہو جائے کہ تم میں سے کون سچا اور کون جھوٹا ہے؟ جن لوگوں کے مابین جھگڑا ہوتا ہے، وہ میرے پاس فیصلہ کرانے آتے رہتے ہیں اور میرا فیصلہ فریقین کے پیش کردہ دلائل اور قسموں پر مبنی ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تم میں سے کوئی زیادہ فصیح و بلیغ اور قادر الکلام ہو اور میں اسے سچا سمجھتے ہوئے اس کے حق میں فیصلہ کردوں حالانکہ اندرونی حقائق کی رو سے اس کا مدمقابل حق پر ہو۔ تو جان لو کہ میرا فیصلہ ظاہری امور پر مبنی ہوتا ہے، نہ کہ باطنی امور پر۔ چنانچہ میرے فیصلے کی وجہ سے کوئی حرام شے حلال نہیں ہوجاتی۔ اس لیے اگر میں کسی کو کسی دوسرے کا حق دے دوں، حالانکہ وہ جانتا ہو کہ وہ باطل پر ہے۔ تو میں اسے جہنم کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دیتا ہوں، چاہے تو وہ اسے لے لے اور چاہے تو چھوڑ دے۔ اس کا عقاب اسی کو ہو گا اور اللہ تعالی ظالم لوگوں کی گھات میں رہتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > القضاء > الدعاوى والبيِّنات

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أم سلمة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- جَلَبَة : هِي اخْتِلاطُ الْأَصْوَاتِ.
- يَذرْهَا : يَتركها.
- أَبْلَغ مِنْ بَعْضٍ : أَفْصَح فِي كَلَامِهِ مِنْه، وَأَقْدَر عَلَى إِظْهَار حُجَّتِهِ.
- فَأَحْسَبُ : فأَظُنّ وَأَعْتَقِد.

فوائد الحديث:

١. أن الصحابة بشر ليسوا بمعصومين، وأنه يحصل بينهم الخصومة، لكنهم أفضل البشر بعد الأنبياء.

٢. أَنَّ النَّبِي -صلى الله عليه وسلم- لا يعلمُ الغَيْبَ والأُمُورَ الباطِنَة إلا بِتَعْلِيمِ اللهِ لَهُ، وفي ذلك ردٌّ على الذين يغلون فيه.

٣. فِيهِ تَسْلِيَةٌ وَعَزَاءٌ لِلحُكَّام، فإِنَّهُ إِذَا كَانَ النبي-صلى الله عليه وسلم- قدْ يَظُن غَيرَ الصَّوَابِ؛ لقُوةِ حُجَّةِ الْخَصْم فيَحكُم له، فإن غيره من باب أولى وأحرى.

٤. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- إنما كُلِّفَ بِالْحُكم بِالظَّاهِر.

٥. يُؤخَذُ منهُ العمل بالظَنِّ، وبناء الحكم عليه، حيث قال: فأحسب أنه صادقٌ، وهو أمر مجمعٌ عليه بالنسبة للحاكم والمفتي.

٦. التَقْيِيدُ بِ (المسْلِم) في قوله: (بحق مسلم) خَرَجَ مَخْرَجَ الْغَالِب، وإِلا فَمثله الذِّمِّي والمعَاهَد.

٧. أنَّ حُكْمَ الحاكم لا يُحِيلُ مَا فِي البَّاطِنِ، ولا يحِلُّ حَرَاماً.

٨. قوله: "فليحملها أو ليذرها" فيه تهديد شديد ووعيد أكيد على من أخذ أموال الناس بالدعاوى الكاذبة، والحيل المحرمة، فهذا التعبير شبيه بقوله تعالى {اعملوا ما شئتم}.

٩. يُؤْخذُ منه مَوعِظَةُ القاضي للخُصوم.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار علماء السلف، الطبعة: الثانية ١٤١٤هـ تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (2959)

أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ -رضي الله عنهما-، شَكَوَا الْقَمْلَ إِلَى رَسُولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم-	عبدالرحمن بن عوف اورزبیر بن عوام رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے جوؤں کی شکایت کی۔
٥٠٩. الحديث: عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ -رضي الله عنهم-، شَكَوَا الْقَمْلَ إِلَى رَسُولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- فِي غَزَاةٍ لَهُمَا فَرَخَّصَ لَهُمَا فِي قَمِيصِ الْحَرِيرِ وَرَأَيْته عَلَيْهِمَا.	**٥٠٩. حدیث :** انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غزوہ میں عبدالرحمن بن عوف اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے جوؤں کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے انھیں ریشمی قمیص پہننے کی اجازت دے دی اور میں نے انھیں ریشمی قمیص پہنے ہوئے دیکھا۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: من يسر الدين الإسلامي أنه يرخص في الشيء المحرم لعلة توجب الترخيص وقد رخص الشارع -صلى الله عليه وسلم- للزبير وعبدالرحمن -رضي الله عنهما- في لبس قمص الحرير مع كونه محرَّمًا على الرجال لكونه يدفع القمل بما جعل الله -سبحانه وتعالى- فيه من الطبيعة المنافية لذلك وكذلك فيه دواء للحكة، وكذلك كل من كان مثلهما.	**اجمالی معنی :** دینِ اسلام کی فراہم کردہ آسانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ کسی ایسی علت کی بنا پر جس کی وجہ سے رخصت (چھوٹ) ضروری ہو جائے یہ حرام اشیاء کی بھی رخصت دے دیتا ہے۔ شارع علیہ السلام نے زبیر رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو ریشم کی قمیصیں پہننے کی رخصت دی کیونکہ ریشم جوؤں کو دور کرتا ہے اس لیے کہ قدرتی طور پر اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا ہی ایسے ہے کہ اس میں جوؤں کا توڑ اور خارش کا علاج ہے۔ یہ رخصت ہر اُس شخص کو شامل ہے، جس کی حالت ان صحابہ جیسی ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > اللباس والزينة
الفقه وأصوله > الطب والتداوي والرقية الشرعية > أحكام التداوي

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- القمل : حيوان يكون في ملابس الإنسان وقد تكون في الرأس فتتكاثر وتؤذي من تكون فيه.
- في غزاة : أي في غزوة.

فوائد الحديث:

١. يؤخذ من قوله: [فرخص] ما تقدم من تحريم الحرير على الذكور.

٢. جواز لبسه للحاجة، كالتداوى به عن الحكَّة أو القمل، وكذلك في الجهاد للتعاظم على الكفار، وإظهار الفخر والعزة والقوة أمامهم، لما فيه من مصلحة توهينهم، فيكون مستثنى مما تقدم من التحريم.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام،

لعبد الله البسام، تحقيق محمد صبحي حسن حلاق، مكتبة الصحابة، الشارقة- الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ. تأسيس الأحكام، للنجمي، ط دار المنهاج، ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (2970)

أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ: سَأَلَتِ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَتْ: إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلاةَ؟ قَالَ: لا، إنَّ ذَلِكَ عِرْقٌ، وَلَكِنْ دَعِي الصَّلاةَ قَدْرَ الأَيَّامِ الَّتِي كُنْتِ تَحِيضِينَ فِيهَا، ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي

فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھے استحاضہ کا خون آتا ہے اور میں پاک نہیں ہو پاتی، تو کیا میں نماز چھوڑ دیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ یہ تو ایک رگ کا خون ہے۔ ہاں اتنے دن نماز ضرور چھوڑ دیا کرو، جن میں اس بیماری سے پہلے تمھیں حیض آیا کرتا تھا۔ پھر غسل کر کے نماز پڑھا کرو۔

٥١٠. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها-: ((أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ: سَأَلَتِ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَتْ: إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلاةَ؟ قَالَ: لا، إنَّ ذَلِكَ عِرْقٌ، وَلَكِنْ دَعِي الصَّلاةَ قَدْرَ الأَيَّامِ الَّتِي كُنْتِ تَحِيضِينَ فِيهَا، ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي)). وَفِي رِوَايَةٍ ((وَلَيْسَت بِالحَيضَة، فَإِذَا أَقْبَلَت الحَيْضَة: فَاتْرُكِي الصَّلاة فِيهَا، فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي عَنْك الدَّمَ وَصَلِّي)).

٥١٠. حدیث:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: "فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھے استحاضہ کا خون آتا ہے اور میں پاک نہیں ہو پاتی، تو کیا میں نماز چھوڑ دیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ یہ تو ایک رگ کا خون ہے۔ ہاں اتنے دن نماز ضرور چھوڑ دیا کرو، جن میں اس بیماری سے پہلے تمھیں حیض آیا کرتا تھا۔ پھر غسل کر کے نماز پڑھا کرو"۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: "یہ حیض کا خون نہیں ہے۔ جب حیض آنے لگے، تو ان دنوں میں نماز چھوڑ دو اور جب اتنے ایام ختم ہو جائیں، تو اپنے بدن سے خون دھو لو اور نماز پڑھو۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ذكرت فاطمة بنت أبي حُبَيْش -رضي الله عنها- للنبي -صلى الله عليه وسلم- أن دم الاستحاضة يصيبها، فلا ينقطع عنها، وسألته هل تترك الصلاة لذلك؟ فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: لا تتركي الصلاة؛ لأن الدم الذي تُترك لأجله الصلاة، هو دم الحيض. وهذا الدم الذي يصيبك، ليس دم حيض، إنما هو دم عرق منفجر. وإذا كان الأمر كما ذكرت من استمرار خروج الدم في أيام حيضتك المعتادة، وفي غيرها، فاتركي الصلاة أيام حيضك المعتادة فقط. فإذا انقضت، فاغتسلي واغسلي عنك الدم، ثم صلّي، ولو كان دم الاستحاضة معك.

اجمالی معنی:

نبی کریم ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو استحاضہ کی صورت میں واجب ہونے والے عمل کے بارے میں دریافت کرنے پر انھیں غسل کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں؛ اس کی وجہ یا تو یہ ہوگی کہ نبی ﷺ کا حکم مطلق تھا اور انھوں نے اس اطلاق سے یہ سمجھ لیا کہ ہر نماز کے لیے غسل لازم ہے یا پھر یہ عمل ان کی جانب سے نفل کے طور پر تھا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الحيض والنفاس والاستحاضة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أستحاض : يأتيني الدم في غير وقته المعتاد.
- فلا أطهر : لا ينقطع الدم.
- ذلكِ : خطاب للمرأة السائلة.
- عرق : عِرْق من عروق الدم انفجر.
- أقبلت الحيضة : جاء وقتها.

فوائد الحديث:

١. وجوب الغسل على المستحاضة عند انتهاء عدة أيام حيضها.

٢. حرص الصحابة على العلم والفقه في الدين.

المصادر والمراجع:

تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (3029)

أَنَّ قُرَيْشاً أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ

قریش کو اس مخزومی عورت کے معاملہ نے، جس نے چوری کا ارتکاب کیا تھا، فکرمند کردیا

٥١١. الحديث:

عن عَائِشَةُ -رضي الله عنها- «أَنَّ قُرَيْشا أَهَمَّهُم شَأن المَخزُومِيَّة التي سَرَقَت، فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فيها رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟، فقالوا: وَمَنْ يَجْتَرِئُ عليه إلا أسامة بن زيد حِبُّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فَكَلَّمَهُ أسامة، فَقَالَ: أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ الله؟ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ، فقال: إِنَّمَا أَهْلَكَ الذين مِنْ قَبْلِكُمْ أنهم كانوا إذا سرق فيهم الشريف تركوه، وإذا سرق فيهم الضعيف أَقَامُوا عليه الحد، وَأَيْمُ الله: لَوْ أَنَّ فاطمة بنت محمد سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا». وَفِي لَفْظٍ «كانت امرأة تَسْتَعِيرُ المَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ، فَأَمَرَ النبي -صلى الله عليه وسلم- بِقَطْعِ يَدِهَا».

٥١١. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ : ''قریش کو اس مخزومی عورت کے معاملہ نے، جس نے چوری کا ارتکاب کیا تھا، فکرمند کردیا تھا، وہ (آپس میں) کہنے لگے : اس عورت کے سلسلہ میں کون رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرے گا؟ لوگوں نے کہا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے سوا اور کس کو اس کی جرأت ہو سکتی ہے؟ چناں چہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے (اس سلسلہ میں) گفتگو کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''اسامہ! کیا تم اللہ کے حدود میں سے ایک حد کے سلسلہ میں سفارش کرتے ہو؟''، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر خطاب فرمایا : ''تم سے پہلے کے لوگوں کو بھی اسی چیز نے ہلاک کیا ہے کہ جب ان میں سے کوئی معزز آدمی چوری کر لیتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب ان میں کا کوئی کمزور و ضعیف آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے، یادرکھو، اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔'' اور ایک لفظ میں ہے : ''ایک عورت سامان مانگ کرلے جایا کرتی تھی اور واپسی کے وقت اس کا انکار کردیا کرتی تھی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

كانت امرأة من بني مخزوم تستعير المتاع من الناس احتيالاً، ثم تجحده. فاستعارت مرةً حُلِيًا فجحدته، فوُجِدَ عندها، وبلغ أمرها النبي -صلى الله عليه وسلم- فعزم على تنفيذ حد الله -تعالى- بقطع يدها، وكانت ذات شرف، ومن أسرة عريقة في قريش. فاهتمت قريش بها وبهذا الحكم الذي سينفذ فيها، وتشاوروا فيمن يجعلونه واسطة إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- ليكلمه في خلاصها، فلم يروا أولى من أسامة بن زيد، فإنه المقرب المحبوب للنبي -صلى الله عليه وسلم-، فكلمه أسامة. فغضب منه -صلى الله عليه وسلم- وقال له - منكراً عليه: - "أتشفع في حدٍّ من حدود الله"؟ ثم قام خطيبا في الناس ليبين لهم

اجمالی معنی :

بنو مخزوم کی ایک عورت تھی جو لوگوں کا سامان بہانہ بنا کر مستعار لیتی اور پھر اسے دینے سے انکار کردیتی ایک مرتبہ اس نے زیور مانگ کرلیا اور پھر اس کا انکار کردیا۔ (تفتیش پر) سامان اس کے پاس پایا گیا، چناں چہ اس کا معاملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا تو آپ نے اللہ تعالی کے حد کو نافذ کرنے کا عزم کرلیا یعنی اس کے ہاتھ کو کاٹنے کا۔ وہ عورت شرف و منزلت والی تھی اور اس کا تعلق قریش کے ایک معزز گھرانے سے تھا۔ اس ناطے قریش اس عورت اور اس پر نافذ ہونے والے فیصلہ کے متعلق فکرمند ہوئے۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس عورت کے سلسلہ میں کس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی کا ذریعہ بنائیں اور وہ اس کے بچاؤ کے لئے آپ سے بات کرے، انہوں نے اسامہ بن زید سے زیادہ مناسب کسی کو نہیں پایا کیوں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتے ہیں۔ چناں چہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں گفتگو کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہو

خطورة مثل هذه الشفاعة التي تعطل بها حدود الله، ولأن الموضوع يهم الكثير منهم، فأخبرهم أن سبب هلاك من قبلنا في دينهم وفي دنياهم: أنهم يقيمون الحدود على الضعفاء والفقراء، ويتركون الأقوياء والأغنياء، فتعم فيهم الفوضى وينتشر الشر والفساد، فيحق عليهم غضب الله وعقابه. ثم أقسم -صلى الله عليه وسلم- وهو الصادق المصدوق- لو وقع هذا الفعل من سيدة نساء العالمين ابنته فاطمة- أعاذها الله من ذلك- لنفذ فيها حكم الله تعالى -صلى الله عليه وسلم-.

گئے اور اس بات پر اسامہ کی تنکیر کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم اللہ کے حدود میں سے ایک حد کے سلسلہ میں مجھ سے سفارش کرتے ہو! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے بیچ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا تاکہ اس قسم کی سفارش کے نقصان کو لوگوں پر واضح کیا جا سکے جس کی وجہ سے اللہ کے حدود کے نفاذ میں رکاوٹ پیدا ہو، اور چوں کہ موضوع ان میں سے بہت سے لوگوں کے لئے اہمیت کا حامل تھا تو آپ نے لوگوں کو خبر دار کیا کہ تم سے پہلے کے لوگوں کی ہلاکت کی وجہ دینی اور دنیاوی اعتبار سے یہی تھی کہ وہ اللہ کے حدود کا نفاذ کمزور اور فقیر لوگوں پر کرتے تھے اور مالدار اور طاقتور لوگوں کو چھوڑ دیتے تھے، اس ناطے ان کے بیچ انارکی پھیل جاتی اور شر وفساد پھوٹ پڑتے اور وہ اللہ کے غضب اور اس کے عذاب کے حق دار بن جاتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی -اور آپ صادق و مصدوق ہیں- کہ اگر یہ کام دونوں جہان کی عورتوں کی سردار، آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سرزد ہوا ہوتا -اللہ انھیں اس سے محفوظ رکھے- تو آپ ﷺ ان پر بھی اللہ کا حکم نافذ کرتے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الحدود > حد السرقة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أَهَمَّهُمْ : جَلَب لهم هَمًّا.
- الْمَخْزُومِيَّةِ : هي فاطمة بنت الأسود بن عبد الأسد، بنت أخي أبي سلمة، وبنو مخزوم أحد أفخاذ قريش، وهم من أشراف تلك القبيلة الشريفة فيسمونهم ريحانة قريش.
- مَنْ يُكَلِّمُ؟ : أي مَنْ يَشْفَعُ فِيهَا بِتَرْكِ قَطْعِ يَدِهَا.
- وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إلاَّ أُسَامَةُ : ومَنْ يَسْتَطِيعُ أَنْ يُكلِمه إِلَّا أُسَامَة
- حِبُّ : أي مَحْبُوبِهِ.
- فَاخْتَطَبَ : خَطَبَ النَّاس.
- وَأَيْمُ الله : هذا يَمِينٌ وقَسَمٌ.

فوائد الحديث:

١. امتِنَاعُ الشَّفَاعَةِ في الحَدِّ بَعْدَ بُلُوغِهِ السُّلْطان.
٢. أَنَّ جَاحِدَ الْعَارِيَة حُكْمُهِ حُكْمُ السَّارِقِ، فَيُقْطَع.
٣. وجُوبُ الْعَدْلِ والْمُسَاوَاةِ بَيْنَ النَّاسِ، سَوَاءً مِنهم الغِني أو الفَقير، والشَّرِيف أو الوَضِيع، في الأَحْكَامِ والحُدُودِ، وفيما هُمْ مُشْتَرِكُونُ فِيهِ.
٤. أَنَّ إِقَامَةَ الحُدُودِ عَلَى الضُّعَفَاء وتَعْطِيلِها في حَقِّ الأَقْوِيَاء سبب الهلاك والدَّمَار وشَقَاوَة الدَّارَيْن.
٥. جَوَازُ الْمُبَالَغَةِ فِي الكلام، والتَّشبيهُ والتَّمْثيل، لِتَوضِيح الحقِّ وتبيينه وتَأْكِيده.
٦. مَنْقَبَةٌ كُبْرَى لِأَسَامة، إذ لم يروا أولى منه للشَّفاعة عند النبي -صلى الله عليه وسلم - وقَدْ وَقَعَتْ الحَادِثَة فِي فَتْح مَكَّة.
٧. عظيم منزلة فاطمة -رضي الله عنها- عند النبي -صلى الله عليه وسلم.-
٨. تعظيم أمر المحاباة للأشراف في حقوق الله تعالى.
٩. الاعتبار بأحوال من مضى من الأمم ولا سيما من خالف أمر الشارع.
١٠. دخول النساء مع الرجال في حد السرقة.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط دار الفكر بدمشق، الطبعة الأولى١٣٨١هـ. تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (2955)

أَيُّ الصَّدَقةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قال: أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ، تَخْشَى الفَقْرَ وتَأْمَلُ الغِنَى، ولا تُمْهِلُ حتى إذا بَلَغَتِ الحُلْقُومَ قُلْتَ لفلانٍ كَذَا ولفلانٍ كَذَا، وقد كان لفلانٍ

کس طرح کے صدقہ میں سب سے زیادہ ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس صدقہ میں جسے تم صحت کے ساتھ بخل کے باوجود کرو، تمھیں ایک طرف تو فقیری کا ڈر ہو اور دوسری طرف مال دار بننے کی امید ہو اور (اس صدقہ خیرات میں) سستی نہیں ہونی چاہیے کہ جب جان حلق تک آجائے تو اس وقت تم کہنے لگو کہ فلاں کے لیے اتنا اور فلاں کے لیے اتنا ہے حالانکہ وہ تو فلاں کا ہو چکا ہو گا۔

٥١٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: جاء رجل إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: يا رسول الله، أي الصدقة أعظم أجرًا؟ قال: «أن تَصَدَّقَ وأنت صحيحٌ شَحِيحٌ، تخشى الفقر وتَأْمَلُ الغِنى، ولا تُمْهِلْ حتى إذا بلغتِ الحُلْقُومَ قلت: لفلان كذا ولفلان كذا، وقد كان لفلان».

٥١٢. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! کس طرح کے صدقہ میں سب سے زیادہ ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ''اس صدقہ میں جسے تم صحت کے ساتھ بخل کے باوجود کرو، تمھیں ایک طرف تو فقیری کا ڈر ہو اور دوسری طرف مال دار بننے کی امید ہو اور (اس صدقہ خیرات میں) سستی نہیں ہونی چاہیے کہ جب جان حلق تک آجائے تو اس وقت تم کہنے لگو کہ فلاں کے لیے اتنا اور فلاں کے لیے اتنا ہے، حالانکہ وہ تو فلاں کا ہوچکا ہو گا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جاء رجل إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- يسأله أفضل الصدقة، فقال له: أن تتصدق وأنت صحيح البدن شحيح النفس، تخاف من الفقر إن طالت بك حياتك، وتطمع في الغِنى؛ ولا تؤخر الصدقة حتى إذا جاءك الموت وعلمت أنك خارج من الدنيا قلت لفلان كذا من المال صدقة أو وصية، ولفلان كذا من المال صدقة أو وصية؛ وقد كان المال لغيرك الذي يرثك.

اجمالی معنیٰ:

ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھنے لگا کہ کون سا صدقہ سب سے افضل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (افضل ترین صدقہ یہ ہے) کہ تم صحت مندی کی حالت میں تنگ دلی (بخل) کے ساتھ صدقہ کرو بایں طورکہ زندگی لمبی ہونے کی صورت میں تمھیں فقر کا اندیشہ ہو اور امیری کی تمنا بھی تمہارے دل میں ہو اور صدقہ کرنے میں تاخیر نہ کرو یہاں تک کہ جب موت آپہنچے اور تمھیں یقین ہو جائے کہ اب دنیا سے جانے کا وقت آ گیا ہے تو تم کہو کہ اتنا مال فلاں کے لیے بطور صدقہ ہے یا ازراہ وصیت اسے دے دیا جائے اور اُتنا مال فلاں کو بطور صدقہ یا ازراہ وصیت دے دیا جائے حالانکہ اب تو مال تمہارے غیر کا ہو ہی چکا جو تمہارا وارث بنے گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > صدقة التطوع

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تَصَدَّقَ : أصلها: تتصدق.
- الشح : البخل مع شدة الحرص.

- تخشى : تخاف.
- تأْمَل : تَطْمَع.
- بلغت الحلقوم : أي: قاربت الروح بلوغ الحلقوم.
- الحلقوم : مجرى النفس.
- قلت لفلان كذا : المراد: الإقرار بالحقوق، أو الوصية، أو الميراث.
- وقد كان لفلان : قد صار له ذلك.
- تُمْهِل : تؤخر.

فوائد الحديث:

١. صدقة الصحة أفضل من صدقة المرض؛ لأن الشح غالب على الإنسان في حال الصحة، فإذا سمح بها وتصدق دل ذلك على صدق نيته وعظيم محبته لله تعالى.

٢. الترغيب في المسارعة إلى الخيرات، وأداء الصدقات قبل نزول بوادر الموت بالإنسان.

المصادر والمراجع:

-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. - شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. - صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. - رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ.

الرقم الموحد: (4252)

أَيُّهَا النَّاسُ، لا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَاسْأَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ

٥١٣. الحديث:

عن عبد الله بن أبي أوفى -رضي الله عنه- أَنَّ رسول الله-صلى الله عليه وسلم- فِي بَعْضِ أَيَّامه التي لَقِيَ فيها العدو انتظر، حتى إذا مَالَتِ الشمس قام فِيهم، فقال: «أَيُّها الناس، لا تَتَمَنَّوْا لِقَاء الْعَدُوِّ، وَاسْأَلُوا الله الْعافية فَإِذا لَقِيتموهم فَاصْبِرُوا، وَاعلموا أَنَّ الْجَنَّة تحت ظِلال السُّيوف ثُمَّ قَالَ النَّبِي صلى الله عليه وسلم: اللَّهُمَّ مُنزِلَ الْكتاب، وَمُجْرِيَ السَّحاب، وَهازم الأَحْزاب: اهْزِمهم، وَانصُرنا علَيهم».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يخبر عبد الله بن أبي أوفى الصحابي -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لقي العدو في بعض أيامه فانتظر ولم يبدأ بالقتال إلا بعد أن زالت الشمس، ولما زالت الشمس قام فيهم -والمعتاد أن يكون ذلك بعد الصلاة- قام فيهم خطيباً فنهاهم عن تمني لقاء العدو لما فيه من الإعجاب بالنفس، وأن يسألوا الله العافية، ثم قال: فإذا لقيتموهم فاصبروا. أي إن حقق الله ذلك وابتليتم بلقاء العدو فاصبروا عند ذلك واتركوا الجزع، واعلموا أن لكم إحدى الحسنيين إما أن ينصركم الله على عدوكم وتكون لكم الغلبة، ويجمع الله لكم بين قهر العدو في الدنيا والثواب في الآخرة، وإما أن تُغلبوا بعد أن بذلتم المجهود في الجهاد فيكون لكم الثواب الأخروي، أما قوله: واعلموا أن الجنة تحت ظلال السيوف. فمعناه أن الجهاد يؤدي إلى الجنة ن ثم دعا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ربه بشرعه المنزل وقدرته الكاملة أن ينصر المسلمين على عدوهم وبالله التوفيق.

لوگو! دشمنوں سے مڈبھیڑ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالی سے عافیت طلب کرو۔

٥١٣. حدیث:

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑائی میں، جس میں دشمن سے سامنا تھا، سورج ڈھلنے کا انتظار کیا۔ پھر ان کے بیچ کھڑے ہو کر فرمایا: "لوگو! دشمنوں سے مڈبھیڑ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالی سے عافیت طلب کرو۔ لیکن جب ان سے مڈبھیڑ ہو جائے، تو صبر سے کام لو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے"۔ پھر فرمایا: "اے اللہ! کتابوں کے نازل فرمانے والے، بادلوں کو چلانے والے اور جتھوں کو شکست دینے والے! انھیں شکست سے دوچار کر دے اور ہمیں ان پر غلبہ عطا فرما"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

صحابی رسول عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا کسی لڑائی میں دشمن سے سامنا تھا، آپ ﷺ نے انتظار کرتے ہوئے جنگ کی ابتدا سورج ڈھلنے تک نہیں کی۔ جب سورج ڈھل گیا، تو صحابۂ کرام سے خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہوئے-جب کہ عام معمول کے مطابق آپ کے خطبے، نماز بعد ہوا کرتے تھے- آپ ﷺ نے دوران خطاب دشمن سے مقابلہ کرنے کی تمنا کرنے سے منع فرمایا؛ کیوں کہ اس میں خود پسندی کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ (اس کی بجائے) آپ ﷺ نے انھیں ہدایت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کریں۔ پھر فرمایا کہ جب دشمن سے مڈبھیر ہو جائے، تو ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ جنگ برپا کر دے اور دشمنوں سے مقابلے میں تمھاری آزمائش کا موقع آجائے، تو میدان جنگ میں جم جاؤ، تشویش و اضطراب کو بالاطاق رکھ دو اور جان رکھو کہ تمھیں دو بھلائیوں میں سے ایک ضرور حاصل ہو کر رہے گی؛ یا تو اللہ تعالی تمھیں دشمنوں پر فتح و نصرت عطا فرمائے گا اور تمھیں غلبہ حاصل ہوگا، اس طرح اللہ تعالی تمھیں دنیا میں دشمن پر غلبہ اور آخرت میں اجر و ثواب دونوں ہی سے نوازے گا یا یہ کہ جہاد میں پوری طاقت صرف کرنے کے باوجود تمھیں شکست سے دوچار ہونا پڑ جائے، تو (اپنی جاں بازی و جاں نثاری کے بدلے) تمھیں اخروی اجر و ثواب حاصل ہوگا۔ آپ ﷺ کے قول "اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سایے تلے ہے" کے معنی یہ ہیں کہ جہاد دخول جنت کا باعث ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے پروردگار سے، اس کی نازل

کردہ شریعت اور اس کی قدرت کاملہ کا وسیلہ لیتے ہوئے، اپنے دشمنوں کے خلاف
مسلمانوں کی مدد و نصرت کی دعا فرمائی۔ وباللہ التوفیق۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > آداب الجهاد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عَبْدُ اللهِ بنُ أبي أوفى -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- في بعض أيامه : في بعض غزواته.
- مالت الشمس : زالت عن وسط السماء.
- لا تتمنوا لقاء العدو : لا تتمنوا القتال؛ لأن المرء لا يعلم ما يؤول إليه الأمر.
- تحت ظلال السيوف : في حضور المعركة وقتال الكفار وجهادهم في سبيل الله.
- منزل الكتاب : منزل القرآن.
- ومجري السحاب : محرك ومسير الغيوم، بقدرته سبحانه وفيه إشارة إلى سرعة جريه.
- هازم الأحزاب : المجتمعون من أهل الكفر.

فوائد الحديث:

١. اختيار الوقت المناسب للقتال، فإما أن يكون أول النهار، وإلا بعد الزوال.
٢. كراهية تَمنِّي قتال الأعداء؛ لعواقبه الوخيمة، كـ: الجهل بعاقبة الأمر؛ لما فيه من الغرور وقلة الحزم الجالب للخذلان والهزيمة.
٣. سؤال العافية، وهي شاملة لعافية الدين والدنيا والأبدان.
٤. الصبر عند لقاء العدو، لأنه السبب الأكبر في الظفر والانتصار.
٥. فضيلة الجهاد، وأنه سبب قريب في دخول الجنة.
٦. الدعاء بهذه الدعوات المناسبات، عند لقاء الأعداء، كما كان النبي صلى الله عليه وسلم يفعله.
٧. الدعاء بصفات الله التي تناسب طلب الداعي، لقوله: "وهازم الأحزاب، اهزمهم."

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ - عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ- تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤ه - الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١ه - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ - الإعلام بفوائد عمدة الأحكام لابن الملقن المحقق: عبد العزيز بن أحمد بن محمد المشيقح دار العاصمة للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ- ١٩٩٧ م. - الاستذكار لابن عبد البر، تحقيق سالم محمد عطا، محمد علي معوض، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ - ٢٠٠٠. - تحفة الأحوذي للمباركفوري - دار الكتب العلمية - بيروت.

الرقم الموحد: (2953)

أُمِرْتُ أن أسجدَ على سبعةِ أَعْظُم	مجھے حکم دیا گیا کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں۔
٥١٤. الحديث: عن عبد الله بن عَبَّاسٍ -رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أُمِرْتُ أن أَسْجُدَ على سَبْعَةِ أَعْظُمٍ: على الْجَبْهَةِ -وأشار بيده إلى أنفه- واليدين، والرُّكْبَتَيْنِ ، وأطراف القدمين».	**٥١٤. حدیث :** عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "مجھے حکم دیا گیا کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں : پیشانی پر آپ ﷺ نے ہاتھ سے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا ، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کے اطراف پر۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: أمر الله -تعالى- نبيه محمدًا -صلى الله عليه وسلم- أن يسجد له على سبعة أعضاء، هي أشرف أعضاء البدن وأفضلها؛ ليكون ذله وعبادته لله، وقد أجملها النبي -صلى الله عليه وسلم-، ثم فصلها ليكون أبلغ في حفظها وأشوق في تلقيها: الأولى منها: الجبهة مع الأنف. والثاني والثالث: اليدان، يباشر الأرض منهما بطونهما. والرابع والخامس: الركبتان. والسادس والسابع: أطراف القدمين، موجهًا أصابعهما نحو القبلة.	**اجمالی معنیٰ :** اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ سات اعضاء پر سجدہ کریں جو کہ جسم کے اشرف و افضل ترین اعضاء ہیں تاکہ آپ کا جھکنا اور عبادت، اللہ ہی کے لیے ہوجائے۔ نبی ﷺ نے پہلے اجمالا ان کا ذکر کیا اور پھر اس کی تفصیل بیان کی تا کہ انہیں یادرکھنا آسان ہو اور پورے شوق کے ساتھ انہیں سیکھا جائے۔ ان میں سے پہلا عضو پیشانی بشمول ناک ہے۔ دوسرے اور تیسرے اعضاء دونوں ہاتھ ہیں بایں طورکہ نمازی ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو زمین پر رکھے۔ چوتھے اور پانچویں اعضاء دونوں گھٹنے ہیں۔ اور چھٹے اور ساتویں دونوں پاؤں کے کنارے ہیں، اس حال میں کہ ان کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف رکھے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أُمِرْتُ : أمرني الله، والأمر: طلب الفعل ممن هو أعلى من المأمور.
- أَعْظُم : جمع عظم.
- الْجَبْهَة : أعلى الوجه.
- وأشار بيده إلى أنفه : ولم يقل والأنف إشارة إلى أنه ليس عضوا مستقلا بل تابع للجبهة؛ لأنهما عظم واحد، ولكن لا بد من السجود عليهما.
- واليدين : الكفين.
- أطراف القدمين : أصابع القدمين.

فوائد الحديث:

١. وجوب السجود على هذه الأعضاء السبعة جميعها، وفي السجود على هذه الأعضاء أداء لواجب السجود، وتعظيم لله -تعالى- وإظهار للذل والمسكنة بين يديه.

٢. أن الأنف تابع للجبهة، وهو متمم للسجود؛ وعليه فلا تكفي الجبهة بدونه.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ.
صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3230)

أبغض الحلال إلى الله -تعالى- الطلاق	حلال چیزوں میں اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند طلاق ہے۔
٥١٥. الحديث: عن ابن عمر رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «أبغض الحلال إلى الله تعالى الطلاق».	**٥١٥. حدیث:** ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ "حلال چیزوں میں اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند طلاق ہے"۔
درجة الحديث: ضعيف	**حدیث کا درجہ:** ضعیف
المعنى الإجمالي: أفاد الحديث -إن صح- أن الطلاق وإن كان أصله مباحًا؛ لاحتياج الناس إليه عند تعذر العشرة، إلا أنه مبغوض عند الله -تعالى- وغير محبوب، لما يترتب عليه من مفاسد وأضرار في حق الزوجين والأولاد، ووصف الطلاق بالحل لا ينفي عنه الكراهة، فقد يحل الله -تعالى- شيئا لكنه لا يحبه لما فيه من الأضرار المنافية لمقاصد الشريعة، فقصد الشرع من النكاح استدامته والحفاظ على الأسر وإنجاب الذرية، والطلاق يؤدي إلى إعدام ذلك.	**اجمالی معنی:** اس حدیث سے۔بشرطیکہ یہ صحیح ہو۔یہ معلوم ہوتا ہے کہ طلاق اپنی اصل کے اعتبار سے مباح ہے کیونکہ لوگوں کو تب اس کی ضرورت پڑتی ہے جب ایک ساتھ زندگی بسر کرنا ممکن نہ رہے تاہم اس کے نتیجے میں میاں بیوی اور اولاد کو جو مفاسد اور نقصانات لاحق ہوتے ہیں ان کی وجہ سے یہ اللہ کے ہاں ناپسندیدہ اور غیر محبوب ہے۔ اور طلاق کو حلال کہنے سے اس کی کراہت کی نفی نہیں ہوتی۔ بعض اوقات اللہ تعالی کسی شے کو حلال تو کر دیتا ہے لیکن اس میں پائی جانے والی ان مضرتوں کے باعث جو مقاصد شریعت کے منافی ہوتی ہیں اسے پسند نہیں فرماتا۔ شریعت کا نکاح سے مقصود یہ ہے کہ یہ ہمیشہ قائم رہے، اس کی بدولت خاندانوں کو استقرار ملے اور اولاد پیدا ہو، جب کہ طلاق کی وجہ سے یہ مقصد فوت ہوجاتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > الطلاق > حكم الطلاق

راوي الحديث: رواه أبوداود وابن ماجه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أبغض : اسم تفضيل، بمعنى أشد كراهة.

فوائد الحديث:

١. الغرض من النكاح البقاء والدوام، وبناء بيت الزوجية، وتكوين الأسرة التي نواتها الزوجان.

٢. أن الطلاق مباح وحلال لكن الله يبغضه ولا يحبه لكنه أبيح للحاجة.

٣. الطلاق هدم لهذا بيت الزوجية، ونقض لدعائمه، وإزالة لمعالمه.

٤. الطلاق إبطال لمصالح النكاح المتعددة؛ من تكوين الأسرة، وحصول الأولاد، وتكثير سواد المسلمين، ويسبب العداوة والبغضاء بين الزوجين وأسرهما.

٥. الطلاق لا يكون محمودا، ولا تبرز حكمة شرع الله فيه، إلا حينما تسوء العشرة الزوجية، وتفقد المحبة والمودة، ويكثر الشقاق والخلاف، ويصعب التفاهم والتلاؤم، ولا يمكن الاجتماع؛ فحينئذ يكون الطلاق رحمة، ويكون التفرق نعمة.

٦. إثبات صفة من صفات الله -تعالى- وهي البغض، وهو بغض يليق بجلاله -سبحانه-، ودلت عليه أدلة أخرى.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود - تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨.

توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي – مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين - المكتبة الإسلامية القاهرة - تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل /محمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش - المكتب الإسلامي – بيروت-الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م.

أتي النبي -صلى الله عليه وسلم- برجل قد شرب خمرًا، قال: «اضربوه».

نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ آپ نے فرمایا: "اسے مارو۔"

٥١٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: أُتِيَ النبي -صلى الله عليه وسلم- برجل قد شَرِب خمرا، قال: «اضربوه». قال أبو هريرة: فمنا الضارب بيده، والضارب بنعله، والضارب بثوبه، فلما انصرف، قال بعض القوم: أخزاك الله، قال: «لا تقولوا هكذا، لا تُعِينُوا عليه الشيطان».

٥١٦. حدیث:

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ آپ نے فرمایا: "اسے مارو۔" ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ: تو ہم میں سے کوئی اسے اپنے ہاتھ سے، کوئی اپنے جوتے سے اور کوئی اپنے کپڑے سے مار رہا تھا۔ جب وہ (مار کھا کر) جانے لگا تو لوگوں میں سے کسی نے کہا: اللہ تجھے رسوا کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس طرح مت کہو، اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن الصحابة -رضي الله تعالى عنهم- جاءوا إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- برجل قد شرب الخمر، فأمر النبي -صلى الله عليه وسلم- بضربه فضربه الصحابة، فبعضهم ضربه بيده دون استعمال أداة أخرى من أدوات الضرب، ومنهم الضارب بنعله وهذا من التنكيل به ومنهم الضارب بثوبه، ولم يستعملوا السوط الذي هو أداة الحد في الضرب، وجاء في رواية أنه أمر عشرين رجلًا فضربه كل رجل جلدتين بالجريد والنعال، وهذا يفسر أن الجلد أربعين، وما جاء عن الخلفاء الراشدين من زيادة على ذلك فهو تعزير راجع للإمام. ثم لما فرغ الناس من ضربه، دعا عليه بعضهم بقوله : " أخزاك الله" أي دعا عليه بالخزي، وهو الذل والمهانة والفضيحة بين الناس، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: "لا تقولوا له هكذا لا تعينوا عليه الشيطان"؛ لأنهم إذا دعوا عليه بالخزي ربما استجيب لهم، فبلغ الشيطان مأربه، ونال مقصده ومطلبه، وحتى لا ينفر العاصي وقد حد.

اجمالی معنی:

حدیث کا معنی: صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی کو لے کر آئے جس نے شراب نوشی کی تھی۔ آپ ﷺ نے اسے مارنے کا حکم دیا۔ چنانچہ صحابۂ کرام نے اسے مارا۔ ان میں سے کچھ نے اسے مارنے کے کسی دوسرے آلے کے استعمال کے بغیر خالی اپنے ہاتھ سے مارا، تو کسی نے اسے اپنے جوتے سے مارا اور یہ اسے عبرتناک سزا دینے کے طور پر تھی، اور کسی نے اسے اپنے کپڑے سے مارا۔ جبکہ انھوں نے کوڑے کا استعمال نہیں کیا جو کہ مارنے سے متعلق شرعی حد (کے نفاذ) کا آلہ ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے بیس آدمیوں کو حکم دیا تو ان میں سے ہر ایک نے اسے چھڑی اور جوتے سے دو دو ضرب لگائے۔ اس سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ کوڑوں کی تعداد چالیس ہے، اور خلفائے راشدین سے اس پر جو اضافہ وارد ہے وہ بطور تعزیر ہے جو امام وقت (حاکم) کی صوابدید پر منحصر ہے۔ پھر جب لوگ اسے مارنے سے فارغ ہو گئے تو ان میں سے کسی نے اسے یہ بددعا دی کہ: "اللہ تجھے رسوا کرے" یعنی اسے رسوائی کی بددعا دی، جس کا مطلب لوگوں کے بیچ ذلت و خواری، اہانت و حقارت اور فضیحت و رسوائی ہے۔ تو اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: "اسے اس طرح مت کہو، اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔" کیونکہ جب لوگ اسے ذلت و رسوائی کی بددعا دیں گے تو بسا اوقات ان کی بددعا قبول ہو سکتی ہے، تو اس طرح شیطان اپنی مراد کو پہنچ جائے گا اور اس کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ نیز اس لیے تاکہ گناہ گار سے نفرت نہ کی جائے جبکہ اس پر حد کا نفاذ ہو چکا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الحدود > حد الخمر

راوي الحديث: رواه البخاري.
التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أخزاك الله : أهانك وأذلك.

فوائد الحديث:

١. حصول حد شارب الخمر بالضرب باليد وأطراف الثوب والجريد والنعال.
٢. الحدود زواجر جوابر فمن أقيم عليه الحد كان كفارة له.
٣. أسلوب النبي -صلى الله عليه وسلم- في توجيه العصاة بعدم تعييرهم أو سبهم، مما يجعل ذلك أدعى إلى استجلابهم إلى ترك المعاصي.
٤. لا ينبغي للمسلم أن يكون عونا للشيطان على أخيه المسلم إذا فرط في حق من الحقوق.
٥. على المسلمين أن يحرصوا على رد العصاة إلى جانب الحق و الصواب.
٦. مرتكب الكبيرة لا يكفر بها لثبوت النهي عن لعنه، والأمر بالدعاء له.
٧. فيه دليل على أن الإنسان إذا فعل ذنبا وعوقب عليه في الدنيا، فإنه لا يجوز لنا أن ندعو عليه بالخزي والعار، بل نسأل الله له الهداية، ونسأل الله له المغفرة.
٨. فيه تحريم شرب الخمر وأن من شربها عوقب.
٩. فيه الرفع إلى ولي الأمر إذا اقتضى الأمر ذلك.
١٠. الدعاء للعاصي بعد إقامة الحد علية بالتوفيق والنجاة من الخذلان.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - كنوز رياض الصالحين، حمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه. - شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، تحقيق خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الرابعة، ١٤٢٥ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3262)

أتي عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- في رجل تزوج امرأة ولم يفرض لها، فتوفي قبل أن يدخل بها، فقال عبد الله: سلوا هل تجدون فيها أثرا؟ قالوا: يا أبا عبد الرحمن، ما نجد فيها -يعني أثرًا- قال: أقول برأيي فإن كان صوابا فمن الله

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک ایسے شخص کا معاملہ پیش کیا گیا جس نے ایک عورت سے شادی تو کی لیکن اس کا مہر متعین نہ کیا اور اس سے خلوت سے پہلے مرگیا، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگوں سے پوچھو کہ کیا تم لوگوں کے سامنے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے زمانہ میں) ایسا کوئی معاملہ پیش آیا ہے؟ لوگوں نے کہا: اے ابو عبدالرحمن! ہم کوئی ایسی نظیر نہیں پاتے۔ تو انھوں نے کہا: میں اپنی عقل ورائے سے کہتا ہوں اگر درست ہو تو سمجھو کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے

٥١٧. الحديث:

عن علقمة، والأسود، قالا: أُتِيَ عبد الله في رجل تَزَوجَ امرأة ولم يَفرض لها، فتُوفي قبل أن يَدخل بها، فقال عبد الله: سَلُوا هل تجدون فيها أثرا؟ قالوا: يا أبا عبد الرحمن، ما نجد فيها - يعني أثرا - قال: أقول برأيي فإن كان صوابا فمن الله، «لها كمَهْرِ نسائها، لا وَكْسَ ولا شَطَطَ، ولها الميراث، وعليها العِدَّة»، فقام رجل، من أشجع، فقال: في مثل هذا قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم فينا، في امرأة يقال لها بِرْوَع بنت وَاشِقٍ تزوجت رجلا، فمات قبل أن يَدخل بها، «فقضى لها رسول الله صلى الله عليه وسلم بمِثل صَداق نسائها، ولها الميراث، وعليها العِدَّة» فرفع عبد الله يَدَيْهِ وكبَّر.

٥١٧. حدیث:

علقمہ اور اسود سے روایت ہے، دونوں کہتے ہیں: عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک ایسے شخص کا معاملہ پیش کیا گیا، جس نے ایک عورت سے شادی تو کی، لیکن اس کا مہر متعین نہیں کیا اور اس سے خلوت سے پہلے مرگیا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگوں سے پوچھو کہ کیا تم لوگوں کے سامنے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے زمانے میں) ایسا کوئی معاملہ پیش آیا ہے؟ لوگوں نے کہا: اے ابوعبدالرحمن! ہم کوئی ایسی نظیر نہیں پاتے۔ تو انھوں نے کہا: میں اپنی عقل ورائے سے کہتا ہوں؛ اگر درست ہو تو سمجھو کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے۔ "اسے مہر مثل دیا جائے گا؛ نہ کم اور نہ زیادہ۔ اسے میراث میں اس کا حق وحصہ دیا جائے گا اور اسے عدت بھی گزارنی ہوگی"۔ (یہ سن کر) اشجع (قبیلے) کا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: ہمارے یہاں کی ایک عورت بِرْوع بنت واشق کے معاملے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ایسا ہی فیصلہ دیا تھا۔ اس عورت نے ایک شخص سے نکاح کیا۔ وہ شخص اس کے پاس (خلوت میں) جانے سے پہلے مرگیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے اس کے خاندان کی عورتوں کے مہر کے مطابق اس کے مہر کا فیصلہ کیا اور (بتایا کہ) اسے میراث بھی ملے گی اور عدت بھی گزارے گی۔ (یہ سن کر) عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا دیے اور اللہ اکبر کہا (یعنی اللہ کی بڑائی بیان کی)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

دل الحديث على أن المرأة تستحق بموت زوجها بعد العقد قبل فرض الصداق جميع المهر، وإن لم يقع منه دخول ولا خلوة. وإن كانت لم يسمَّ لها مهر -أي لم يحدد- فلها مهر مثلها من قراباتها. ودل الحديث أيضا أن عليها العِدَّة بما أنَّه قد حصل عقد النكاح، فإذا

اجمالی معنی:

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عورت شادی کے بعد مہر متعین ہونے سے پہلے شوہر کے فوت ہو جانے سے مکمل مہر کی مستحق ہوگی؛ اگرچہ دخول و خلوت نہ حاصل ہوئی ہو۔ اگر مہر متعین نہیں کیا گیا ہے تو خاندان کی دیگر عورتوں کے مہر کے مطابق اس کا مہر متعین کیا جائے گا۔ یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ ایسی عورتوں پر عدت ہے؛ کیوں کہ اس کا نکاح ہو چکا ہے، اگر شوہر کی وفات ہو جائے تو

توفي زوجها، فعليها عدة الوفاة والإحداد، ولو لم يحصل دخول ولا خلوة, كما أنها ترث منه؛ لأنَّها زوجة بعصمة زوجها.

اس پر وفات وسوگ کی عدت واجب ہوگی، گرچہ دخول وخلوت نہ ہوئی ہو۔ اسی طرح وہ میراث کی مستحق ہوگی؛ کیوں کہ وہ بیوی ہے، شوہر کے اس سے شادی کرنے کی وجہ سے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > الصداق

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: الأَسْوَدِ بن يزيد النخعي -رحمه الله- عَلْقَمَةَ بن قيس النخعي -رحمه الله-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- لم يَفْرِض لها : لم يُلزِم نفسه مهرًا معيّن المقدار.
- لا وكس : بفتح الواو، فسكون الكاف، ثم سين مهملة، أي: لا نقصان، والمعنى: لا ينقص عن مهر نسائها.
- شطط : الشطط: الجور والظلم، أي: لا يجار على الزوج بزيادة مهرها على نسائها.
- فمات قبل أن يدخل بها : مات قبل أن يجامعها.
- بمثل صداق نسائها : أقاربها من النساء كأختها وعمتها، وينظر إلى من هو مثلها في دينها وعقلها ونحو ذلك.

فوائد الحديث:

١. أن المرأة تستحق كمال المهر وإن لم يُسمَّ، وذلك في حالة موت الزوج وإن لم يدخل بها ولا خلا بها، وإذا لم يحدد المهر فالذي تستحقه مهر المثل.
٢. أنَّ عدم ذكر المهر في العقد أو قبله، لا يُخِلُّ بصحة النكاح؛ فإنَّه يصح ولو لم يسم.
٣. أنَّه لابد من وجود الصداق في النكاح، وأنَّ عدم ذكره لا يجعل عقد النكاح عقد تبرع لا عوض فيه.
٤. أن المرأة التي مات عنها زوجها ولم يدخل بها ولم يَفرِض لها صداقًا فيجب لها مهر المثل، وتجب عليها العدّة. وأنها ترث من زوجها ذلك.
٥. ما كان عليه ابن مسعود -رضي الله عنه- من الورع، حيث امتنع عن الفتوى بلا نصّ.
٦. أن إصابة الحقّ توفيقٌ من الله -تعالى-، فينبغي الشكر عليه، وأن خطأه من تلبيس الشيطان، ولا يُنسب إلى الشارع.
٧. أن المجتهد إذا أخطأ لا لوم عليه، بل يُعذر في ذلك، حيث إن له أجرًا باجتهاده.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود , ت: محمد محي الدين, المكتبة العصرية - سنن الترمذي, ت:محمد فؤاد عبد الباقي , مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - سنن ابن ماجه، ت: محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء الكتب العربية - سنن للنسائي, تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة, مكتب المطبوعات الإسلامية الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - صحيح أبي داود - الأم للألباني , مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م - شرح سنن النسائي المسمى «ذخيرة العقبى في شرح المجتبى» للإثيوبي, دار آل بروم , الطبعة: الأولى - نيل الأوطار للشوكاني , ت: عصام الدين الصبابطي, دار الحديث، الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ- البدرُ التمام شرح بلوغ المرام للمَغرِبي, ت: علي بن عبد الله الزبن, دار هجر, الطبعة: الأولى ١٤٢٨ هـفتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى- : اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء- جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش.

الرقم الموحد: (58106)

أتيت النبي -صلى الله عليه وسلم- وهو في قُبَّةٍ له حمراء من أدم، فخرج بلال بوضوء فمن ناضح ونائل

میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ چمڑے سے بنے ایک سرخ خیمے میں مقیم تھے۔ اتنے میں بلال رضی اللہ عنہ (آپ ﷺ کے) وضو کا پانی لے کر نکلے، تو کوئی ان سے براہ راست یہ پانی لے رہا تھا اور کوئی اس سے یہ پانی لے رہا تھا جس نے ان سے لیا تھا۔

٥١٨. الحديث:

عن أبي جُحَيْفَةَ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ السُّوَائِيِّ -رضي الله عنه- قال: «أَتَيتُ النَبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- وهو في قُبَّةٍ لَهُ حَمرَاءَ مِن أَدَمٍ، قال: فَخَرَج بِلاَل بِوَضُوءٍ، فمن نَاضِحٍ ونَائِلٍ، قال: فَخَرَجَ النبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- عليه حُلَّةٌ حَمرَاءُ، كَأَنِّي أَنظُرُ إلى بَيَاضِ سَاقَيهِ، قال: فَتَوَضَّأ وأَذَّن بِلاَل، قال: فَجَعَلَتُ أَتَتَبَّعُ فَاهُ هَهُنَا وهَهُنَا، يقول يمِينا وشِمالا: حَيَّ على الصَّلاة؛ حَيَّ عَلَى الفَلاَح. ثُمَّ رَكَزَت لَهُ عَنَزَةٌ، فَتَقَدَّمَ وصلى الظُهرَ رَكعَتَين، ثُمَّ لَم يَزَلَ يُصلِّ رَكعَتَين حَتَّى رَجَعَ إِلَى المَدِينَة».

٥١٨. حدیث:

ابو جحیفہ وہب بن عبد اللہ السوائی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں : "میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ چمڑے سے بنے ایک سرخ خیمے میں مقیم تھے"۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں : "اتنے میں بلال رضی اللہ عنہ (آپ ﷺ کے) وضو کا پانی لے کر نکلے، تو کوئی ان سے یہ پانی لے رہا تھا اور کوئی اس سے یہ پانی لے رہا تھا، جس نے ان سے لیا تھا"۔ "پھر نبی ﷺ سرخ جبہ زیب تن فرمائے باہر تشریف لائے۔ میں گویا (اب بھی چشم تصور سے) آپ ﷺ کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں"۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : "بلال رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور اذان دی"۔ وہ کہتے ہیں : "میں ان کے منہ کے ساتھ ساتھ اپنے منہ کو ادھر ادھر پھیرنے لگا۔ وہ دائیں بائیں منہ کرکے حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کہہ رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ کے لیے (بطور سترہ) ایک چھڑی گاڑ دی گئی۔ آپ ﷺ آگے بڑھے اور ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں۔ مدینہ واپس تشریف لے آنے تک آپ ﷺ دو رکعت ہی پڑھتے رہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- نازلًا في الأبطح في أعلى مكة، فخرج بلال بفضل وضوء النبي -صلى الله عليه وسلم-، وجعل الناس يتبركون به، وأذن بلال. قال أبو جحيفة: فجعلت أتتبع فم بلال، وهو يلتفت يمينًا وشمالًا عند قوله: "حي على الصلاة حي على الفلاح" ليسمع الناس حيث إن الجملتين حث على المجيء إلى الصلاة، ثم رُكِزَت للنبي -صلى الله عليه وسلم- رمح قصيرة لتكون سترة له في صلاته، فصلى الظهر ركعتين، ثم لم يزل يصلي الرباعية ركعتين حتى رجع إلى المدينة، لكونه مسافرًا.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ بالائی مکہ کے ایک کشادہ مقام پر مقیم تھے۔ بلال رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے وضو کے باقی ماندہ پانی کو لے کر باہر آئے، تو لوگ اس سے برکت حاصل کرنا شروع کر دیے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بلال رضی اللہ عنہ کے منہ کو دیکھنے لگا۔ وہ "حی علی الصلوۃ" اور "حی علی الفلاح" کہتے ہوئے دائیں بائیں مڑ رہے تھے؛ تاکہ سب لوگوں کو یہ سنائی دے سکیں، کیوں کہ ان دونوں جملوں میں نماز کے لیے آنے کی ترغیب ہے۔ پھر نبی ﷺ کے لیے ایک چھوٹا سا نیزہ گاڑ دیا گیا؛ تاکہ وہ آپ ﷺ کی نماز کے دوران سترہ کا کام دے۔ پھر آپ ﷺ نے ظہر کی دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ مسافر ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ جب تک مدینہ واپس نہیں آ گئے، تب تک چار رکعت والی نماز کو دو رکعت ہی پڑھتے رہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > الأذان والإقامة

السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > لباسه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو جُحيفة وَهْبُ بن عبد الله السُّوائي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- قُبَّة لَهُ حَمرَاءَ مِن أَدَمٍ : الأدم الجلد المدبوغ، والقبة هي الخيمة.
- بِوَضُوءٍ : يعني الماء.
- حُلَّةٌ : لا تكون إلا من ثوبين، إزار ورداء أو غيرهما وتكون ثوبا له بطانة.
- فمن نَاضِحٍ ونَائِلٍ : النضح: الرش، والمراد هنا الأخذ من الماء الذي توضأ به النبي صلى الله عليه وسلم للتبرك. والنائل: الآخذ ممن أخذ من وضوئه عليه الصلاة والسلام.
- أَتَتَبَّعُ فَاهُ هَهُنَا وهَهُنَا : ظرفا مكان، والمراد يلتفت جهة اليمين وجهة الشمال ليبلغ من حوله.
- عَنَزَةٌ : رمح قصير، في طرفه حديدة دقيقة الرأس يقال لها: زج.
- حيَّ : أقبلوا.
- الفَلَاح : الفوز بالمطلوب والنجاة من المرهوب.
- ثُمَّ لَم يَزَلْ يُصلِّي رَكعَتَين : استمر يصلي ركعتين لأجل السفر، يعني: في الصلاة الرباعية، وهي: الظهر، والعصر، والعشاء.

فوائد الحديث:

١. مشروعية التفات المؤذن يمينا وشمالا عند قوله: (حي على الصلاة، حي على الفلاح) والحكمة في هذا تبليغ الناس ليأتوا إلى الصلاة؛ لأن هاتين الجملتين نداء ومخاطبة للناس، وما عداهما ذكر لله تعالى؛ لذلك خصتا بالالتفات.

٢. مشروعية قصر الرباعية إلى ركعتين في السفر.

٣. المسافر يقصر وإن كان في بلد تزوج فيه، أو استوطنه سابقًا.

٤. مشروعية السترة أمام المصلي ولو في مكة.

٥. شدة محبة الصحابة للنبي صلى الله عليه وسلم وتبركهم بآثاره، وهذا التبرك خاص به صلى الله عليه وسلم.

٦. تواضع النبي صلى الله عليه وسلم حيث كان مخيمه تلك القبة الصغيرة من الجلود.

٧. جواز لبس الحلة الحمراء الغير الخالصة في الحمرة.

٨. جواز تشمير الرجل ثوبه عن ساقيه لاسيما في السفر.

٩. الساقين ليسا من العورة.

١٠. مشروعية الأذان في السفر.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (3530)

أتيت النبي -صلى الله عليه وسلم- وهو يستاك بسواك رطب، قال: وطرف السواك على لسانه، وهو يقول: أع، أع، والسواك في فيه، كأنه يتهوع	میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ ایک تر مسواک کر رہے تھے۔ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مسواک کا کنارہ آپ ﷺ کی زبان پر تھا اور آپ مسواک منہ میں لے کر منہ سے اس طرح اع، اع کی آواز نکال رہے تھے، جیسے آپ ﷺ قے کر رہے ہوں۔
٥١٩. الحديث: عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- قال: ((أتَيتُ النبي -صلى الله عليه وسلم- وهو يَسْتَاكُ بِسِوَاك رَطْب، قال: وطَرَفُ السِّوَاك على لسانه، وهو يقول: أُعْ، أُعْ، والسِّوَاك في فِيه، كأنَّه يَتَهَوَّع)).	**٥١٩. حدیث:** ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: "میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ ایک تر مسواک کر رہے تھے۔ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مسواک کا کنارہ آپ ﷺ کی زبان پر تھا اور آپ مسواک منہ میں لے کر منہ سے اس طرح اع، اع کی آواز نکال رہے تھے، جیسے آپ ﷺ قے کر رہے ہوں۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يذكر أبو موسى الأشعري -رضي الله عنه-: أنه جاء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-، وهو يستاك بسواك رطب؛ لأن إنقاءه أكمل؛ فلا يتفتت في الفم؛ فيؤذى، وقد جعل السواك على لسانه، وبالغ في التسوك، حتى كأنه يتقيأ.	**اجمالی معنی:** ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ ﷺ ایک تر مسواک کر رہے تھے؛ کیوں کہ یہ زیادہ اچھے طریقے سے صفائی کرتی ہے اور منہ میں ٹوٹ کر تکلیف نہیں دیتی۔ آپ ﷺ مسواک کو اپنی زبان پر رکھے ہوئے تھے اور بہت اندر تک مسواک فرما رہے تھے اور یوں لگ رہا تھا، جیسے آپ ﷺ قے کر رہے ہوں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > سنن الفطرة

راوي الحديث: متفق عليه. ملحوظة: لفظه أخذ من الجمع بين الصحيحين للحميدي.

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أَتَيْتُ النبيَّ : جئت إليه، ولم يعلم متى كان هذا المجيء.
- يَسْتَاك : يدلك فمه بالسواك.
- على لسانه : على طرف لسانه من داخل.
- أُعْ أُعْ : حكاية صوت المتقيء، أصلها هع هع، فأبدلت همزة.
- في فيه : في فمه.
- كأنه يتَهَوَّع : التهوُّع: التقيؤ بصوت.

فوائد الحديث:

١. مشروعية السواك بالعود الرطب، وأن السواك من العبادات والقربات.
٢. جواز التسوك في حضرة الناس.
٣. مشروعية أن يستعمل السواك في لسانه، في بعض الأحيان، كما يكون على اللثة والأسنان.
٤. مشروعية المبالغة في التسوك؛ لأن في المبالغة كمال الإنقاء.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى، ١٣٨١هـ تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة، ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى، ١٤٢٦هـ عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم-، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية، ١٤٠٨هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3456)

أحْفُوا الشَّوَارِبَ وأَعْفُوا اللِّحَى

٥٢٠. الحديث:

وعن ابن عمر -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «أحْفُوا الشَّوَارِبَ وأَعْفُوا اللِّحَى».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن المُسلم مأمور بالأخذ من شَارِبه ولا يتركه أكثر من أربعين يوما ما لم يَفْحش؛ لما رواه مسلم عن أنس -رضي الله عنه-: "وُقِّت لنا في قَصِّ الشارب، وتقليم الأظفار، ونتف الإبط، وحلق العانة، أن لا نترك أكثر من أربعين ليلة" وفي رواية أبي داود: "وَقَّتَ لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم حلق العانة وتقليم الأظفار وقصّ الشارب أربعين يومًا مرةً" وقد وقع عند أحمد والنسائي: "من لم يأخذ من شَارِبه فليس مِنَّا"، وصححه الشيخ الألباني في صحيح الجامع الصغير وزيادته (١١١٣/٢) برقم (٦٥٣٣). فيتأكد الأخذ من الشارب، سواء بِحَفِّه حتى يَبْدُوَ بياض الجلد أو بأخذ ما زاد على الشفه مما قد يَعْلَق به الطعام. " وإعفاء اللحية "واللحية : قال أهل اللغة: إنها شعر الوجه واللحيين يعني: العَوَارِض وشَعَر الخَدَّيْن فهذه كلها من اللحية. والمقصود من إعفائها: تركها مُوَفَّرَةً لا يتعرض لها بحلق ولا بتقصير، لا بقليل ولا بكثير؛ لأن الإعفاء مأخوذ من الكثرة أو التوفير، فاعفوها وكثروها، فالمقصود بذلك: أنها تترك وتوفر، وقد جاءت الأحاديث الكثيرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بالأمر بإعفائها بألفاظ متعددة؛ فقد جاء بلفظ : "وفروا" وبلفظ: " أرخوا " وبلفظ: " أعفوا ". وكلها تدل على الأمر بإبقائها وتوفيرها وعدم التَعرض لها. وقد كان من عادة الفرس قص اللحية، فنهى الشرع عن ذلك، كما في البخاري من حديث ابن عمر بلفظ " خالفوا المشركين..". وهذا الأمر مع تعليله بمخالفة المشركين يدل على وجوب إعفائها،

مونچھیں کاٹواورداڑھیاں بڑھاؤ۔

٥٢٠. حدیث :

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "مونچھیں کاٹواورداڑھیاں بڑھاؤ"۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

مفہوم حدیث : مسلمان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی مونچھیں کاٹے اور چالیس دن سے زیادہ انہیں بغیر کاٹے نہ رہنے دے بشرطیکہ وہ بہت زیادہ نہ ہوجائیں۔ کیونکہ امام مسلم نے انس رضی اللہ سے روایت کیا ہے : "مونچھیں کترنے ، ناخن کاٹنے، بغل کے بال اکھاڑنے اورزیر ناف بال مونڈنے کے لیے ہمارے لیے وقت مقرر فرمادیاگیا۔ وہ یہ ہے کہ ہم انہیں چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے رکھیں"۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے :"رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے زیر ناف بال مونڈنے ، ناخن کاٹنے اور مونچھوں کے بال کاٹنے کے لیے وقت مقرر فرما دیا"۔ امام احمد اور امام نسائی کی روایت میں آیا ہے کہ :"جس نے اپنی مونچھیں چھوٹی نہ کیں وہ ہم میں سے نہیں"۔ شیخ البانی نے کتاب 'الجامع الصغیر و زیادتہ' (١١١٣/٢) میں اس حدیث کو صحیح قراردیا ہے۔ حدیث نمبر (٦٥٣٣)۔ چنانچہ اس سے مونچھ کا کچھ حصہ لینا ثابت ہوتا ہے چاہے ایسا اسے کاٹ کر کیا جائے یہاں تک کہ جلد کی سفیدی ظاہری ہوجائے یا پھر ہونٹ پر آجانے والے اس حصے کو کاٹا جائے جس سے کھانا لگ جاتا ہے۔ " وإعفاء اللحيۃ " : اہلِ لغت کے نزدیک 'لحیۃ' سے مراد چہرے اور جبڑے پر اُگنے والے بال ہیں یعنی رخساروں کے بالائی حصے اور گالوں پر اُگے ہوئے بال۔ یہ سب 'لحیۃ' میں شامل ہیں۔ ان کے 'إعفاء' سے مراد ہے : انہیں گھنے ہونے دینا بایں طورکہ مرد نہ تو وہ انہیں مونڈے اور نہ ہی انہیں تھوڑا بہت کاٹ کر چھوٹا کرے۔ کیونکہ 'إعفاء' کا لفظ کثرت اور بہتات کا معنی دیتا ہے چنانچہ مراد یہ ہے کہ انہیں زیادہ ہونے دو۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ بالوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اور گھنے ہونے دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ سے بہت سی ایسی احادیث مروی ہیں جن میں انہیں متعدد الفاظ کے ساتھ بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ بعض اوقات "وفروا" کا لفظ آیا ہے، کبھی "اَرخوا" کا لفظ اور کبھی "اَعفوا" کا لفظ آیا ہے۔ یہ سب کلمات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ انہیں اپنے حال پر رہنے دیا جائے، انہیں بڑھنے دیا جائے اوران سے کچھ تعرض نہ کیا جائے۔ فارسی لوگوں کی عادت تھی کہ وہ داڑھی کٹواتے تھے۔ شریعت نے اس سے منع کردیا۔ جیساکہ صحیح بخاری میں

والأصل في التشبه التحريم، وقد قال صلى الله عليه وسلم: (من تشبه بقوم فهو منهم).

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ : "مشرکین کی مخالفت کرو۔۔۔۔۔"۔ مشرکین کی مخالفت کرنے کی علت کے ساتھ یہ حکم داڑھی کو بڑھانے کے واجب ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ مشابہت اختیار کرنے میں اصل یہی ہے کہ وہ حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے"۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > سنن الفطرة

راوي الحديث: متفق عليه، وهذا لفظ مسلم.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- أحفوا الشوارب : قصوا ما طال من الشفتين.
- أعفوا اللِّحى : لا تقصوا منها شيئا.

فوائد الحديث:

١. تحريم حلق اللحية أو تقصيرها ووجوب إعفائها، بخلاف الشارب، فإنه يؤخذ منه.
٢. وجوب الأخذ من الشَّارب وعدم جواز تركه، سواء بالأخذ من أسفله مما يلي الشفة أو بتخفيفه كله.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ- منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري تأليف- حمزة محمد قاسم مكتبة دار البيان، دمشق - الجمهورية العربية السورية، مكتبة المؤيد، الطائف - المملكة العربية السعودية ١٤١٠ هـ- ١٩٩٠ م.

الرقم الموحد: (3279)

أرضعيه تحرمي عليه، ويذهب الذي في نفس أبي حذيفة

تم (سالم کو) دودھ پلادو، تم اس کے اوپر حرام ہو جاؤگی اور وہ (کراہت) جو ابو حذیفہ کے دل میں ہے ختم ہو جائے گی۔

٥٢١. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- أن سالما مولى أبي حذيفة كان مع أبي حذيفة وأهله في بيتهم، فأتت -تعني ابنة سُهيل- النبي -صلى الله عليه وسلم- فقالت: إن سالما قد بلغ ما يبلغ الرجال. وعَقَل ما عقلوا. وإنه يدخل علينا. وإني أظن أن في نفس أبي حذيفة من ذلك شيئا. فقال لها النبي -صلى الله عليه وسلم- «أَرْضِعِيهِ، تَحْرُمِي عليه، ويذهب الذي في نفس أبي حذيفة» فرجعت فقالت: إني قد أرضعته. فذهب الذي في نفس أبي حذيفة.

٥٢١. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ سالم مولی ابو حذیفہ، ابو حذیفہ کے ساتھ ان کے گھر میں رہتے تھے اور سہل کی بیٹی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ سالم حدِ بلوغ کو پہونچ گیا ہے اور مردوں کی باتیں سمجھنے لگا اور وہ ہمارے گھر میں آتا ہے اور میں خیال کرتی ہوں کہ ابو حذیفہ کے دل میں اس سے کراہت ہے، چنانچہ ان سے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم سالم کو دودھ پلادو، تم اس کے اوپر حرام ہو جاؤگی اور وہ کراہت جو ابو حذیفہ کے دل میں ہے ختم ہو جائے گی، پھر وہ لوٹ کر نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہا کہ انہوں نے اسے دودھ پلا دیا، چنانچہ ابو حذیفہ کے دل میں جو بات تھی وہ ختم ہوگئی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

جاءت سَهلة بنت سُهيل زوجة أبي حذيفة -رضي الله عنهما- تستفتي في سالم -وكان من أفاضل الصحابة رضي الله عنه- وكان أبوحذيفة قد تبنَّاه يوم أن كان التبني جائزا قبل أن ينسخ، وكان قد نشأ في حجر أبي حذيفة وزوجته نشأة الابن، فلمَّا أنزل الله -تعالى-: {ادعوهم لآبائهم} بطل حكم التبنِّي، وبقي سالم على دخوله على سهلة بحكم صغره، وصار يدخل عليهم وعلى سهلة ويراها، إلى أن بَلَغَ مبلغ الرجال، فوجد أبو حذيفة في نفسه كراهة ذلك، وثَقُلَ عليهما أن يمنعاه الدخول؛ للإلْف السابق، إلى أن سألا عن ذلك رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فقال لها رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: أرضعيه تحرمي عليه، وتذهب الكراهة التي في نفس أبي حذيفة، فأَرْضعتْه، فكان ذلك. وهذا حكم خاص، فمن ارتضع بعد الفطام من امرأة فإنها لا تكون بذلك أمه من الرضاع، كما أفتت به اللجنة الدائمة.

اجمالی معنی:

سہل کی بیٹی سہلہ جو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں وہ آئیں، ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم کے بارے میں فتوی پوچھ رہی تھیں- وہ بڑے صحابہ کرام میں سے تھے، ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں گود لے لیا تھا جس وقت کہ گود لینا جائز تھا یہ واقعہ منسوخ ہونے سے پہلے کا ہے، ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی گود میں پلے بڑھے اور ان کی بیوی نے لڑکے کی طرح پرورش کی، چنانچہ جب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی "ادعوہم لآبائہم"، یعنی ان کے باپوں کی طرف نسبت کرکے انہیں پکارو، جس کی بنا پر گود لینے کا حکم باطل ہوگیا، اور سالم بچپن کی طرح ان کے یہاں آتے جاتے رہے پھر وہ اسی طرح بدستوران کے نیز اُن کی بیوی سہلہ کے پاس آیا جایا کرتے تھے اور انہیں دیکھتے تھے، یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئے، جس کی وجہ سے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کو ناگوار گزرتا تھا، اور سابقہ الفت کی بنا پر انہیں منع بھی نہیں کر سکتے تھے، اسی وجہ سے ان دونوں نے نبی ﷺ سے پوچھا، تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم سالم کو دودھ پلادو، تم اس کے اوپر حرام ہو جاؤگی اور وہ کراہت جو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے دل میں ہے ختم ہو جائے گی، چنانچہ انہوں نے کہا کہ اسے دودھ پلا دیا اور ایسا ہی ہوا، یہ حکم خاص تھا ان کے لیے، لہذا جس کسی نے مدت رضاعت ختم ہونے کے بعد کسی عورت کا دودھ پیا تو وہ اس کی رضاعی ماں نہیں ہوگی جیسا کہ لجنہ دائمہ (سعودی عرب) نے اس کا فتوی دیا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > الرضاع > آثار الرضاع
راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- أرضعيه : الرضاعة مص الصبي لثدي المرأة ذات اللبن.
- مولى أبي حذيفة : حليف أبي حذيفة، وكان قد تبناه لما كان التبني جائزًا في أول الإسلام.
- ما يبلغ الرجال : أدرك الحلم وصار بالغًا.

فوائد الحديث:

١. أن رضاع الكبير يفيد، وأن له أثرًا، وأنه يفيد من المحرمية والأحكام ما يفيده رضاع الصغير؛ لكن الحديث مخصوص بسالم لأدلة أخرى.
٢. أنه تقرر عند الصحابة أن رضاع الكبير لا أثر له؛ لأنها جاءت تسأل.
٣. جواز مخاطبة الرجل للمرأة عند الحاجة إن لم تكن فتنة، ولم تخضع بالقول.
٤. حرص الصحابة على تعلم العلم؛ لأن الصحابية جاءت تسأل.
٥. أنَّ صوت المرأة ليس بعورة إذا لم تخضع بالقول ولم تقل إلا خيرًا.
٦. التكنية عن الشيء بلازمه؛ لأنها قالت "بلغ ما يبلغ الرجال".
٧. ذكر المستفتي جميع أوصاف القضية للمفتي.
٨. أن من حرمت عليه امرأة جاز له النظر إليها، وأن إباحة النظر وتحريم النكاح متلازمان.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم بن الحجاج، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح الفوزان، اعتناء عبد السلام السلمان، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٧. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، البسام، مكة، مكتبة الأسدي، الطبعة الخامسة، ١٤٢٣. منحة العلام شرح بلوغ المرام، عبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤٢٨. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني -تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهيري - الناشر: دار الفلق - الرياض - الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث- بدون طبعة وبدون تاريخ.

الرقم الموحد: (58175)

أصبت السنة، وأجزأتك صلاتك

٥٢٢. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال: خرج رَجُلَان في سفر، فَحَضَرَتِ الصلاة وليس معهما ماء؛ فَتَيَمَّمَا صَعيدا طيّبا فَصَلَّيَا، ثمَّ وجَدَا الماء في الوقت، فأعاد أَحَدُهُمَا الصلاة وَالوُضُوءَ ولم يُعِدِ الآخر، ثم أَتَيَا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فذكَرَا ذلك له فقال لِلَّذِي لَمْ يُعِدْ: «أَصَبْتَ السنة، وَأَجْزَأَتْكَ صَلَاتُكَ». وقال للذي توضأ وأعاد: «لك الأجر مرَّتَين».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يقص الصحابي الجليل أبو سعيد الخدري -رضي الله عنه- فيقول: (خرج رجلان في سفر فحضرت الصلاة) أي: جاء وقتها. (وليس معهما ماء؛ فتيمما صعيدا طيبا) أي: قصداه على الوجه المخصوص، أوفتيمما بالصعيد. (فصليا، ثم وجدا الماء في الوقت، فأعاد أحدهما الصلاة بوضوء) إما ظنا بأن الأولى باطلة، وإما احتياطا. (ولم يعد الآخَر) بناء على ظن أن تلك الصورة صحيحة. (ثم أتيا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فذكرا ذلك) أي: ما وقع لهما. فقال -صلى الله عليه وسلم- للذي لم يعد: (أصبت السنة) أي: صادفت الشريعة الثابتة بالسنة. (وأجزأتك صلاتك) تفسير لما سبق، وتوكيد له. وأما الآخر: (وقال للذي توضأ) أي: للصلاة (وأعاد) أي: الصلاة في الوقت، «لك الأجر مرتين» أي: لك أجر الصلاة مرتين؛ فإن كلا منهما صحيحة تترتب عليها مثوبة، وإنَّ الله لا يضيع أجر من أحسن عملا، وفيه إشارة إلى أنَّ العمل بالأحوط أفضل، كما قال -صلى الله عليه وسلم-: «دع ما يريبك إلى ما لا يريبك».

تونے سنت کو پایا اور تیری نماز تجھے کافی ہوگئی۔

٥٢٢. حدیث :

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو آدمی سفر پر نکلے۔ جب نماز کا وقت ہوا، تو ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ چنانچہ دونوں نے پاک مٹی سے تیمم کر لیا اور نماز ادا کر لی۔ پھر جب ان کو پانی ملا، تو ان میں سے ایک نے دوبارہ وضو کیا اور نماز دوہرائی، جب کہ دوسرے نے نہیں دوہرائی۔ جب وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور یہ بات آپ کے سامنے رکھی، تو جس نے نماز نہیں دوہرائی تھی، اس سے فرمایا: "تونے سنت کو پایا اور تیری نماز تجھے کافی ہوگئی"۔ اور جس نے وضو اور نماز کو دوہرایا تھا، اس سے فرمایا: "تیرے لیے دوہرا اجر ہے"۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

جلیل القدر صحابی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اس حدیث میں یہ بیان کر رہے ہیں کہ: (دو آدمی سفر پر نکلے اور نماز حاضر ہوگئی) یعنی نماز کا وقت ہوگیا۔ (ان دونوں کے پاس پانی نہیں تھا ،انہوں نے پاک مٹی سے تیمم کر لیا) یعنی اپنے چہرے پر مخصوص انداز سے اس کو پھیر لیا یا دونوں نے مٹی سے تیمم کر لیا۔ (دونوں نے نماز پڑھ لی اور جب انہیں پانی ملا تو ایک نے وضو اور نماز کو دوہرا لیا) اس خیال سے کہ پہلی والی باطل ہوگئی ہے یا پھر احتیاطاً ایسا کیا۔ (اور دوسرے نے نہ دوہرائی) یہ خیال کرتے ہوئے کہ پہلی والی صورت بھی ٹھیک تھی۔ (پھر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا) یعنی جو ان کے ساتھ ہوا تھا۔ جس نے (وضو اور نماز) نہیں دوہرائی تھی اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (أصبت السنۃ) (تو نے سنت کو پایا) یعنی شریعت سے ثابت سنت کو پایا ہے۔ اور (تیری نماز تجھے کافی ہے) یہ ماقبل کی وضاحت اور تاکید ہے۔ جبکہ جو دوسرا تھا: (وقال للذي توضأ) (جس نے وضو کیا تھا اس سے فرمایا) یعنی نماز کے لیے (وأعاد) (اور دوہرایا، لوٹایا) یعنی نماز کو اس کے وقت میں ہی۔ (تیرے لیے دوہرا اجر ہے) یعنی تیری نماز کا دوہرا اجر ہے۔ ان دونوں کے عمل کے صحیح ہونے کی وجہ سے ان کے عمل پر ثواب جاری ہوا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ کسی کے اچھے عمل کے اجر کو رائیگاں نہیں کرتے۔ اور اس میں یہ بھی اشارہ موجود ہے کہ عمل کی ادائیگی میں احتیاط افضل ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (جو تجھے شک میں ڈال دے اسے چھوڑ دے اور وہ اختیار کر جس میں شک نہیں)

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > التيمم

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي والدارمي.
التخريج: أبو سعيد الْخُدْرِي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- فحضرت الصلاة : دخل وقتها.
- صعيداً : الصعيد وجه الأرض.
- طيبًا : طهوراً مباحاً.
- أصبت السنة : الطريقة الشرعية، أي: فعلك صحيح، موافق للطريقة الشرعية التي سنها النبي -صلى الله عليه وسلم.-
- أجزأتك : كفتك صلاتك.
- لك الأجر مرتين : أجر للصلاة الأولى بالتيمم، وأجر للصلاة الثانية بالوضوء؛ لأن كلاًّ منهما صلاة صحيحة، ولكن إصابة السنة أفضل من ذلك.

فوائد الحديث:

١. مشروعية التيمم، واستقرار أمره لدى المسلمين في عهد النبي -صلى الله عليه وسلم.-
٢. فقد الماء هو العذر الأول للطهارة بالتيمم، والثاني تعذر استعماله لمرض ونحوه.
٣. جواز التيمم على ما تصاعد على وجه الأرض من أي تربة كانت، وعلى أي شيء طاهر على ظهر الأرض؛ لعموم الحديث.
٤. لا بد من طهارة ما يُتَيَمَّم به من تراب أو متاع، فلا يصح التيمم بنجس.
٥. من تيمم لفقد الماء ثم وجده، فلا يخلو من ثلاث حالات:الأولى: أن يجده بعد الصلاة وبعد خروج الوقت، فهذا لا إعادة عليه إجماعاً.الثانية: أن يجد الماء بعد الصلاة وقبل خروج الوقت، فهذا لا إعادة عليه، بل ولا تشرع له الإعادة.الثالثة: أن يجد الماء وهو يصلي، كأن يبعث أحداً في طلب الماء فيأتي وهو في الصلاة، فهذه الحالة يبطل التيمم وتبطل الصلاة، وعليه أن يتوضأ ويستأنف الصلاة.
٦. وقوع الاجتهاد في زمنه -صلى الله عليه وسلم-، ممن كان بعيدًا عنه، فإن هذين الصحابيين اجتهدا، أحدهما لم يعد الصلاة، والثاني أعادها والنبي -صلى الله عليه وسلم- أقرَّهما على ذلك.
٧. لا يجب الانتظار لآخر الوقت؛ لأجل تحصيل الماء، بل متى دخل وقت الصلاة وليس عند الإنسان ماء؛ فله أن يصلي، ولا يلزمه التأخير، إلا إن كان غلب على ظنه الحصول على الماء.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت. المجتبى من السنن (السنن الصغرى)، أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة: الثانية ١٤٠٦هـ ١٩٨٦م. سنن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤١٢هـ، ٢٠٠٠م. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣ م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (10022)

أصيب سعد يوم الخندق، رماه رجل من قريش، يقال له حبان بن العرقة، رماه في الأكحل، فضرب النبي -صلى الله عليه وسلم- خيمة في المسجد ليعوده من قريب

غزوۂ خندق کے دن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے، قبیلۂ قریش کے ایک شخص حبان بن عرقہ نامی نے ان پر تیر چلایا تھا اور وہ ان کے بازو کی رگ میں آ کے لگا تھا، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے مسجد میں ایک خیمہ لگایا تاکہ آپ قریب سے ان کی عیادت کر سکیں۔

٥٢٣. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها-، قالت: أُصيب سعد يوم الخندق، رماه رجل من قريش، يقال له حبان بن الْعَرِقَةِ وهو حبان بن قيس، من بني معيص بن عامر بن لؤي رماه في الأَكْحَلِ ، فضرب النبي -صلى الله عليه وسلم-خَيمة في المسجد ليعوده من قريب، فلما رجع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من الخندق وضع السلاح واغتسل، فأتاه جبريل -عليه السلام- وهو ينفض رأسه من الغُبار، فقال: " قد وضعتَ السلاح، والله ما وضعتُه، اخرج إليهم، قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: فأين فأشار إلى بني قُرَيظة " فأتاهم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فنزلوا على حُكمه، فردَّ الحُكمَ إلى سعد، قال: فإني أحكم فيهم: أن تُقتل المقاتِلة، وأن تُسبى النساء والذُّرِّية، وأن تُقسم أموالهم قال هشام، فأخبرني أبي، عن عائشة: أن سعدا قال: اللَّهُمَّ إنك تعلم أنه ليس أحد أحب إلي أن أُجاهدهم فيك، من قوم كذَّبوا رسولك -صلى الله عليه وسلم- وأخرجوه، اللَّهُمَّ فإني أظن أنك قد وضعتَ الحرب بيننا وبينهم، فإن كان بقي من حرب قريش شيء فأَبْقِني له، حتى أجاهدهم فيك، وإن كنتَ وضعتَ الحرب فافْجُرها واجعل موتتي فيها، فانفجرت من لَبَّته فلم يَرُعْهم، وفي المسجد خيمة من بني غِفَار، إلا الدم يسيل إليهم، فقالوا: يا أهل الخيمة، ما هذا الذي يأتينا من قبلكم؟ فإذا سعد يَغْذو جرحه دما، فمات منها -رضي الله عنه-.

٥٢٣. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: غزوۂ خندق کے دن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے، قبیلۂ قریش کے حبان بن عرقہ نامی ایک شخص نے - جو کہ قبیلۂ معیص بن عامر بن لؤی سے تعلق رکھنے والا حبان بن قیس ہے - ان پر تیر مارا، اس نے انہیں بازو کی بڑی رگ میں تیر مارا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے مسجد میں ایک خیمہ لگوایا تاکہ آپ قریب سے ان کی عیادت کر سکیں۔ پھر جب آپ ﷺ غزوۂ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار رکھ کر غسل کیا تو جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے وہ اپنے سر سے گرد و غبار جھاڑ رہے تھے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ نے ہتھیار رکھ دیے؟ اللہ کی قسم! ہم نے اسلحہ نہیں اتارا، ان کی طرف نکلیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ: "کہاں؟" تو انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ کے پاس پہنچے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر اتر آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ان کا حَکَم بنایا، چناں چہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کے بارے میں فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے جنگ جو افراد قتل کر دیے جائیں، عورتیں اور بچے قید کر لیے جائیں اور ان کے اموال تقسیم کر لیے جائیں۔ ہشام نے بیان کیا کہ پھر مجھے میرے والد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ سعد رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی تھی: "اے اللہ! تو جانتا ہے کہ مجھے تیرے راستے میں، اس قوم کے خلاف جہاد سے بڑھ کر کسی کے خلاف جہاد کرنا محبوب نہیں جنہوں نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور انہیں نکال باہر کیا۔ اے اللہ! میں سمجھتا ہوں کہ اب تو نے ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کو ختم کر دیا ہے۔ پس اگر قریش کی جنگ کچھ باقی رہ گئی ہو تو مجھے اس کے لیے باقی رکھ تاکہ میں ان سے تیرے راستے میں جہاد کروں، اور اگر لڑائی تو نے ختم کر دی ہے تو اسی زخم کو جاری کر کے اسے میری موت کا سبب بنا دے۔ چناں چہ ان کے سینے کا زخم پھوٹ کر بہنے لگا، مسجد میں بنو غفار کا بھی ایک خیمہ تھا وہ یہ دیکھ کر چونکے کہ ان کی جانب خون بہہ کر آ رہا ہے۔ نے ہی خوف زدہ کر دیا جو ان کی طرف بہہ رہا تھا، انہوں نے پوچھا: اے خیمے والو! یہ کیا ہے جو تمہاری جانب سے ہماری طرف آ رہا ہے؟ دیکھا تو سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون کی دھار رواں تھی۔ پھر اسی سے ان کی موت واقع ہو گئی۔ اللہ ان سے راضی ہو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف فضيلة الصحابي الجليل سعد بن معاذ؛ حيث عُمل له خيمة في المسجد كي يزوره النبي -صلى الله عليه وسلم- مما أصابه في جهاده، وأنه -رضي الله عنه- حكم بحكم على بني قريظة يوافق حكم الله -تعالى- عليهم من فوق سبع سموات وهو أن يقتل رجالهم وتُسبى نساؤهم وذراريهم وتؤخذ أموالهم وذلك بسبب خيانتهم للمسلمين ونقضهم الميثاق واستغلالهم ظروف حرب الخندق وتجمُّع قريش وغيرها على أطراف المدينة آنذاك، كذلك تتجلى فضيلة أخرى لسعد -رضي الله عنه- وذلك في دعائه أن يبقيه الله -تعالى- إن كان بقي حرب بين قريش وبين المسلمين أو أن يستشهده الله -تعالى- إن كان قد انتهت حرب المسلمين مع قريش باستشهاده متأثراً بجرحه الذي جرحه يوم الخندق.

اجمالی معنی:

حدیث شریف میں صحابئ جلیل سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے، اس طور پر کہ دورانِ جہاد وہ زخمی ہو گئے تو ان کے لیے مسجد میں ایک خیمہ لگایا گیا تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کر سکیں۔ سعد رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کے بارے میں جو فیصلہ دیا وہ فیصلہ ساتوں آسمانوں کے اوپر سے ان کے بارے میں اللہ کے فیصلے کے عین موافق تھا، اور وہ یہ کہ جتنے لوگ ان کے جنگ کرنے کے قابل ہیں وہ قتل کر دیے جائیں، ان کی عورتیں اور بچے قید کر لیے جائیں اور ان کا مال ضبط کر لیا جائے، اور یہ سب کچھ مسلمانوں کے ساتھ ان کی خیانت اور عہد شکنی اور خندق کے جنگی حالات اور قریش کے مدینہ کے اطراف جم گھٹے سے غلط فائدہ اٹھانے کے سبب تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری فضیلت ان کی دعا سے آشکار ہوتی ہے کہ اللہ تعالی انہیں باحیات رکھے اگر قریش اور مسلمانوں کے مابین لڑائی ابھی باقی ہو اور اگر قریش کے ساتھ مسلمانوں کی لڑائی اپنی انتہاء کو پہنچ گئی ہے تو میرے ان زخموں کو پھر سے ہرا کر دے جو خندق کے دن مجھے لاحق ہوئے اور اسی میں میری موت واقع کر دے۔ (اور ایسا ہی ہوا)

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > غزواته وسراياه صلى الله عليه وسلم
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- سعد : هو سعد بن معاذ، سيد قبيلة الأوس من الأنصار، من فضلاء الصحابة -رضي الله عنه-.
- الخندق : أخدود أحاطه النبي -صلى الله عليه وسلم- على شمال المدينة، لما حاصرها المشركون، عام خمسة من الهجرة؛ ليمنع العدو من الهجوم المباغت على المدينة وأهلها.
- الأَكْحَلِ : عرق أسفل الإبهام، والغالب أنه ينزف منه الدم، ويموت الإنسان.
- خيمة : هو كل بيتٍ يقام من أعواد الشجر، أو يتخذ من الصوف، أو القطن، ويشد بأطناب، جمعه: خيمات وخيام.
- ليعوده : "اللام" للتعليل، والفعل منصوب بها، وزيارة المريض تسمى: عيادة.
- من قريب : مكان قريب.
- يغذو : أي: يسيل.

فوائد الحديث:

١. بيان دَور المسجد في صدر الإسلام، وأنَّه ليس للصلاة فقط، وإنما تلقى فيه العلوم، وتُعقد فيه الرايات، وتُقضى فيه الخصومات، وتُعقد فيه المشاورات، وتُحكم فيه جميع الأمور.
٢. جواز النوم في المسجد، وبقاء المريض فيه، وإن كان جريحًا.

٣. هذه الفضيلة لسعد بن معاذ -رضي الله عنه- لمواقفه الكريمة في الإسلام، فقد أسلم بإسلامه قبيلته جميعًا، وهم بنو عبد الأشهل، وله كلام ومقام كريم يوم بدر، حينما استشار النبي -صلى الله عليه وسلم- الصحابة في القتال، وله حكم فاصل في بني قريظة، ولذا جاء في فضله أحاديث كثيرة، -رضي الله عنه.-

٤. تقدير أهل الفضل، والسابقة في الإسلام، وتنزيلهم منازلهم، من الشفقة والعناية والتكرمة.

٥. حسن خلق النبي -صلى الله عليه وسلم- ومعاملته لأمته، حيث كان يعود مرضاهم، ويزور أصحاءهم، ويتواضع حتى للعجوز والطفل الصغير.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ.
صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، تأليف محمد بن صالح العثيمين، المكتبة الإسلامية للنشر والتوزيع، مصر، ط١، ١٤٢٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (10893)

أَعْطُوه، فإن خَيْرَكم أَحْسَنُكُم قَضَاء

٥٢٤. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-: أن رجلًا أتى النبي -صلى الله عليه وسلم- يَتَقَاضَاهُ فَأَغْلَظَ له، فَهَمَّ به أصحابه، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «دَعُوه، فإن لِصَاحب الحَقِّ مَقَالا» ثم قال: «أَعْطُوهُ سِنًّا مِثْل سِنِّهِ» قالوا: يا رسول الله، لا نَجِدُ إلا أَمْثَلَ مِنْ سِنِّهِ، قال: «أَعْطُوه، فإن خَيْرَكم أَحْسَنُكُم قَضَاء».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

كان لرجل دين على النبي -صلى الله عليه وسلم-، وكان النبي -صلى الله عليه وسلم- قد استقرض من ذلك الرجل ناقة صغيرة، فجاء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- يطلب منه قضاء دَيْنِه وأغلظ عليه في طلبه، فأراد أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يضربوه بسبب غلظته للنبي -صلى الله عليه وسلم- وسوء أدبه معه، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: اتركوه يقول ما يشاء ولا تتعرضوا له بشيء؛ فإن صاحب الحق له حق في مطالبة غريمه بقضاء الدين ونحوه، لكن مع التزام أدب المطالبة، أما السَّب والشَّتم والتجريح، فليس من أخلاق المسلمين. ثم أمَر النبي -صلى الله عليه وسلم- بعض الصحابة أن يُعطيه بعيرًا مساويا لبعيره في السِّن. فقالوا: لا نجد إلا بعيرًا أكبر من بعيره. فقال: أعطوه بعيرًا أكبر من بعيره؛ فإن أفضلكم في معاملة الناس، وأكثركم ثوابًا أحسنكم قضاءً للحقوق التي عليه دينًا أو غيره.

اسے دے دو اس لیے کہ بہتر لوگ وہ ہیں جو اپنے قرض کی ادائیگی میں بہتر ہوں۔

٥٢٤. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی اللہ کے نبی ﷺ سے اپنے قرض کا مطالبہ کرنے کے لیے آیا اور اس نے آپ ﷺ سے سختی سے مطالبہ کیا (اس گستاخی پر) صحابہ کرام نے اس کو جھڑکا، رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ کرام سے) فرمایا: اسے چھوڑ دو، اس لیے کہ حق دار کو کہنے کا حق حاصل ہے پھر آپ نے فرمایا، اسے اتنی عمر کا جانور دے دو جتنی عمر کا جانور اس کا تھا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس جیسا تو ہم نہیں پاتے البتہ اس سے بہتر اور زیادہ عمر والا ہے آپ نے فرمایا: وہی اسے دے دو اس لیے کہ بہتر لوگ وہ ہیں جو اپنے قرض کی ادائیگی میں بہتر ہوں۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نبی ﷺ کے ذمہ ایک شخص کا قرض تھا، آپ ﷺ نے اس آدمی سے ایک چھوٹا اونٹ قرض کے طور پر لیا تھا (ایک دن) وہ آدمی آپ ﷺ سے اپنے قرض کا مطالبہ کرنے کے لیے آیا اور اس نے آپ ﷺ قرض کی واپسی کا سختی سے مطالبہ کیا۔ نبی ﷺ کے صحابہ نے اس کو اس کی گستاخی اور تلخ کلامی پر زد و کوب کرنے کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ کرام سے) فرمایا: اسے چھوڑ دو، اور جو کہنا چاہتا ہے ادب کے دائرے میں کہنے دو، اس لیے کہ حق دار کو جس پر اس کا قرض باقی ہے اسے اس کی ادائیگی کے مطالبہ وغیرہ کا پورا پورا حق حاصل ہے، رہا مسئلہ گالی گلوج اور ایذا رسانی کا تو یہ ایک مسلمان کے اخلاق کے منافی ہے۔ پھر نبی ﷺ نے بعض صحابہ کو حکم دیا کہ اسے اتنی عمر کا جانور دے دو۔ صحابہ نے عرض کیا ہم نہیں پاتے مگر اس سے زیادہ عمر والا اونٹ آپ نے فرمایا: اسے زیادہ عمر والا اونٹ ہی دے دو اس لیے کہ اچھے انسان لوگوں کے معاملات میں اور اجر و ثواب کے اعتبار سے بھی وہ ہیں جو اپنے قرض اور حقوق کی ادائیگی میں بہتر ہوں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > القرض

السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > رفقه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يتقاضاه : يطلب منه قضاء دينه.
- فهم به أصحابه : أرادوا أن يؤذوه بالقول أو الفعل لكن لم يفعلوا أدبا مع النبي _ صلى الله عليه وسلم
- مقالا : صولة الطلب وقوة الحجة، لكن مع مراعاة الأدب المشروع.
- سنا : جملا ذا سن
- أمثل : أعلى.

فوائد الحديث:

١. حسن خلق النبي -صلى الله عليه وسلم- وعظم حلمه وتواضعه وإنْصَافه.
٢. من عليه دين لا ينبغي له مجافاة صاحب الحق.
٣. جواز توكيل الحاضر في البلد بغير عذر.
٤. جواز التوكيل في قضاء الديون، ولا يُعَدُّ ذلك من المماطلة.
٥. الاقتراض في البر والطاعات وكذا في الأمور المباحة لا يُعَاب.
٦. جواز الاقتراض للحاجة.
٧. جواز استقراض الإبل ويلتحق بها جميع الحيوانات.
٨. الحث على حسن المعاملة، واللطف في القول ولو كان الإنسان صاحب حق.
٩. جواز المطالبة بالدَّين إذا حَلَّ أجله.
١٠. يستحب لمن كان عليه دين أن يعطي الدائن زيادة على حقه عند وفائه، دون اشتراط الزيادة؛ لأن اشتراطها ربا.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين, بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (3628)

أعتم النبي -صلى الله عليه وسلم- بالعشاء، فخرج عمر, فقال: الصلاة , يا رسول الله، رقد النساء والصبيان، فخرج ورأسه يقطر يقول: لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بهذه الصلاة هذه الساعة

نبی ﷺ نے (ایک دن) عشا کی نماز میں تاخیر فرما دی۔ عمر رضی اللہ عنہ نکلے اور کہنے لگے : "یا رسول اللہ! نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائیے۔ عورتیں اور بچے سو چکے ہیں"۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، اس حال میں کہ آپ ﷺ کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا اور آپ ﷺ فرما رہے تھے : "اگر مجھے اپنی امت کے دشواری میں بتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا، تو میں انھیں حکم دیتا کہ وہ اس گھڑی میں یہ نماز پڑھا کریں"۔

٥٢٥. الحديث:

عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ -رضي الله عنهما- قال: «أَعْتَمَ النَبِيُّ -صلَّى الله عليه وسلَّم- بِالعِشَاء، فَخَرَجَ عُمَر فقال: الصَّلاةَ يا رسول الله، رَقَد النِسَاءُ والصِّبيَان. فَخَرَجَ ورَأسُهُ يَقطُر يقول: لَولاَ أن أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي -أو على النَّاس- لَأَمَرتُهُم بهذه الصَّلاة هذه السَّاعَة».

٥٢٥. حدیث :

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (ایک دن) عشا کی نماز میں تاخیر فرما دی۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نکلے اور کہنے لگے : "یا رسول اللہ! نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائیے۔ عورتیں اور بچے سو چکے ہیں"۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، اس حال میں کہ آپ ﷺ کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا اور آپ ﷺ فرما رہے تھے : "اگر مجھے اپنی امت -یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں- کے دشواری میں بتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا، تو انھیں حکم دیتا کہ وہ اس گھڑی میں یہ نماز پڑھا کریں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

تأخر النبي -صلى الله عليه وسلم- بصلاة العشاء، حتى ذهب كثير من الليل، ورقد النساء والصبيان، ممن ليس لهم طاقة ولا احتمال على طول الانتظار، فجاء إليه عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- وقال: الصلاة، فقد رقد النساء والصبيان. فخرج -صلى الله عليه وسلم- من بيته إلى المسجد ورأسه يقطر ماء من الاغتسال وقال مبينًا أن الأفضل في العشاء التأخير، لولا المشقة التي تنال منتظري الصلاة: لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بهذه الصلاة في هذه الساعة المتأخرة.

اجمالی معنیٰ :

نبی ﷺ نے (ایک دن) عشا کی نماز میں دیر کر دی، یہاں تک کہ رات کا بہت سارا حصہ گزر گیا اور عورتیں، بچے اور وہ لوگ سو گئے، جو زیادہ دیر تک انتظار نہیں کر سکتے تھے۔ اس پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آ کر کہا : "(یا رسول اللہ!) نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائیے، عورتیں اور بچے سو گئے ہیں"۔ اس پر نبی ﷺ اپنے گھر سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے، اس حال میں کہ غسل کی وجہ سے آپ ﷺ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر نماز کا انتظار کرنے والوں کی مشقت کا اندیشہ نہ ہو، تو عشا کی نماز میں تاخیر افضل ہے۔ (آپ ﷺ نے فرمایا) : "اگر مجھے اپنی امت کے دشواری میں بتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا، تو میں انھیں حکم دیتا کہ وہ اسی وقت دیر کر کے یہ نماز پڑھا کریں"۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > شروط الصلاة
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > رحمته صلى الله عليه وسلم
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أَعْتَمَ : دخل في العتمة، وهى ظلمة الليل، المراد أنه أخر صلاة العشاء بعد ذهاب الشفق، فصلاها في ظلمة الليل.
- فَخَرَجَ عُمَر : أي: من المسجد، أو من مكانه في الصف
- رَقَد : نام.
- الصلاةُ : بالرفع على تقدير: حضرت الصلاة. وبالنصب على تقدير: صل الصلاة.
- الصِّبْيَان : صغار الأولاد حتى يبلغوا.
- ورأسه يقطر. : أي من الماء.
- لَوْلا أَنْ أشق عَلَى : لولا: حرف امتناع لوجود، أي: أنها تدل على امتناع شيء لوجود شيء آخر، ففي هذه الحديث تدل على امتناع إلزام النبي -صلى الله عليه وسلم- أمته بتأخير صلاة العشاء إلى ثلث الليل الآخر لوجود المشقة عليهم بذلك
- أُمَّتِي : جماعتي، والمراد بهم: من آمن به واتبعه
- أَشُقَّ : أتعب وأثقل.
- لأَمَرْتُهُم : لألزمتهم.
- هذه الساعة : هذا الوقت، وهو ثلث الليل الآخر.

فوائد الحديث:

١. الأمر للوجوب ومحل ذلك إذا لم يصرفه صارف؛ لإخباره صلى الله عليه وسلم أن في المر مشقة، والمستحب لا مشقة فيه لأنه بالخيار.
٢. الأفضل في العشاء التأخير، ويمنع من ذلك المشقة.
٣. المشقَّة تسبب اليسر والسهولة في هذه الشريعة السمحة
٤. أنَّه قد يكون ارتكاب العمل المفضول أولى من الفاضل، إذا اقترن به أحوال وملابسات.
٥. جواز استدعاء الإمام إلى الصلاة، وإن كان كبيرًا إذا تأخر.
٦. كمال شفقة النبي صلى الله عليه وسلم ورحمته بأمته.
٧. صراحة عمر رضي الله عنه مع النبي صلى الله عليه وسلم، لمكانته عنده ولثقته بحسن خلق النبي صلَّى الله عليه وسلم.
٨. دليل على تنبيه الأكابر لاحتمال غفلة أو تحصيل فائدة.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـتيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـتنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـعمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـصحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (3537)

أفضل الصَّدَقَات ظِلُّ فُسْطَاطٍ في سَبِيل الله ومَنِيحَةُ خَادِمٍ في سَبِيل الله، أو طَرُوقَةُ فَحْلٍ في سَبِيل الله

بہترین صدقہ اللہ کی راہ میں سایہ دار خیمہ لگانا، یا اللہ کے راستے میں کسی خادم کا عطیہ دینا، یا اللہ کے راستے میں جوان اونٹنی دینا ہے

٥٢٦. الحديث:

عن أبي أمامة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أفضل الصَّدَقَات ظِلُّ فُسْطَاطٍ في سَبِيل الله ومَنِيحَةُ خَادِمٍ في سَبِيل الله، أو طَرُوقَةُ فَحْلٍ في سَبِيل الله».

٥٢٦. حدیث:

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بہترین صدقہ اللہ کی راہ میں سایہ دار خیمہ لگانا، یا اللہ کے راستے میں کسی خادم کا عطیہ دینا، یا اللہ کے راستے میں جوان اونٹنی دینا ہے۔''

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن أفضل ما يتصدق به المرء هذه الأشياء الثلاثة، ظِلُّ فُسْطَاطٍ أو عطية خَادما أو ناقة استحقت طرق الفحل، وسواء كانت الصدقة على المجاهدين في سبيل الله تعالى أو غيرهم من المحتاجين، فإن ذلك من سبيل الله تعالى. ولعل أفضلية هذه الأشياء لحاجة الناس إليها في ذلك الزمان، فأراد النبي صلى الله عليه وسلم أن يُرَغِّبهم فيها، أما الآن فحاجة الناس إليها قد تكون معدومة أو أنها موجودة في بعض النواحي على وجه القلة، والحكم للغالب. وهذا الحديث يشبه حديث عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "يا عائشة، بَيت لا تمر فيه جِياع أهله" رواه مسلم. قال الشيخ ابن باز رحمه الله: "وهو محمول عند أهل العلم على من كان من طعامه التمر كأهل المدينة في وقته _ صلى الله عليه وسلم _ وأشباههم ممن يقتاتون التمر".

اجمالی معنیٰ:

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کا بہترین صدقہ یہ تین چیزیں ہیں: خیمے کا سایہ مہیا کرنا، یا خادم کا عطیہ دینا، یا جوان اونٹنی کا صدقہ کرنا، خواہ یہ صدقہ اللہ کے راستے میں مجاہدین پر ہو، یا ان کے علاوہ دیگر محتاج لوگوں پر ہو۔ اس لئے کہ یہ بھی اللہ کا راستہ ہے۔ مذکورہ چیزوں کی افضلیت شاید اس لیے ہے کہ اس زمانے میں لوگوں کو ان کی ضرورت تھی، جس کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ان چیزوں کی ترغیب دی۔ البتہ اب لوگوں کو ان کی ضرورت نہ ہونے کے برابر ہے، یا ہے تو وہ بھی کچھ ناحیے میں اور بہت کم ہے۔ جب کہ حکم اکثر کے تابع ہوتا ہے۔ یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کے مشابہ ہے، جس میں وہ کہتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! وہ گھر جس میں کھجوریں نہ ہوں اس گھر کے لوگ بھوکے ہیں۔'' اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ عنہ نے فرمایا: ''علماء کے ہاں یہ حدیث ایسے لوگوں پر محمول ہے جن کا کھانا کھجور ہوا کرتا تھا، جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اہل مدینہ اور ان جیسے لوگ جن کی غذا کھجور تھی۔''

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > صدقة التطوع

راوي الحديث: رواه الترمذي وأحمد.

التخريج: أبو أمامة صُدي بن عجلان الباهلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فسطاط : بيت من الشعر يستظل به الغازي.
- منيحة : هبة أو إعارة.

- طروقة فحل : أي منح الغازي ناقة بلغت سنا يطرقها به الفحل، ليستعين بها في الجهاد.
- الفحل : الجمل القوي.

فوائد الحديث:

١. الترغيب فيما يُعِين الغازي على القتال في سبيل الله لإعلاء كلمة الله.
٢. أفضل الصدقات ما كان في الجهاد في سبيل الله؛ لأن نفعه مُتعدٍ.
٣. وجوب التعاون بين المسلمين على تجهيز جيوش المسلمين للقتال في سبيل الله؛ لتكون كلمة الله هي العليا.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي - الطبعة الأولى١٤١٨ه نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـمرقاة المفاتيح :علي بن سلطان محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري، دار الفكر، بيروت - لبنان الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م مجموع فتاوى العلامة عبد العزيز بن باز، أشرف على جمعه وطبعه: محمد بن سعد الشويعر.

الرقم الموحد: (3568)

أقبلت راكبا على حِمار أَتَانٍ، وأنا يومئذ قد نَاهَزْتُ الاحْتِلامَ، ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصلِّي بالناس بِمِنًى إلى غير جِدار

میں گدھی پر سوار ہو کر آیا اور ان دنوں میں قریب البلوغت تھا۔ رسول اللہ ﷺ منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے اور آپ ﷺ کے سامنے کوئی دیوار نہیں تھی۔ میں صف کے ایک حصے کے آگے سے گزرا اور پھر نیچے اتر آیا۔ میں نے گدھی چرنے کے لیے چھوڑ دی اور خود صف میں شامل ہو گیا۔ کسی نے مجھ پر اعتراض نہیں کیا۔

٥٢٧. الحديث:

عن عبد الله بن عَبَّاس -رضي الله عنهما- قال: أقبلْتُ راكبا على حِمار أَتَانٍ، وأنا يومئذ قد نَاهَزْتُ الاحْتِلامَ، ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصلِّي بالناس بِمِنًى إلى غير جِدار، مررتُ بين يدي بعض الصفّ، فنزلت، فأرسلتُ الأَتَانَ تَرْتَعُ، ودخلتُ في الصفّ، فلم يُنْكِرْ ذلك عليَّ أحد.

٥٢٧. حدیث :

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ”میں گدھی پر سوار ہو کر آیا اور ان دنوں میں قریب البلوغت تھا۔ رسول اللہ ﷺ منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے اور آپ ﷺ کے سامنے کوئی دیوار نہیں تھی۔ میں صف کے ایک حصے کے آگے سے گزرا اور پھر نیچے اتر آیا۔ میں نے گدھی چرنے کے لیے چھوڑ دی اور خود صف میں شامل ہو گیا۔ کسی نے مجھ پر اعتراض نہیں کیا“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

أخبر عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- أنه لما كان مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في مِنى في حجة الوداع، أقبل راكباً على أَتَانٍ -حمار أنثى- فمرّ على بعض الصف، والنبي -صلى الله عليه وسلم- يصلي بأصحابه ليس بين يديه جِدار، فنزل عن الأَتَان وتركها ترعى، ودخل هو في الصف. وأخبر -رضي الله عنه- أنه في ذلك الوقت قد قارب البلوغ، يعني في السن التي ينكر عليه فيها لو كان قد أتى مُنكراً يفسد على المصلين صلاتهم، ومع هذا فلم ينكر عليه أحد، لا النبي -صلى الله عليه وسلم-، ولا أحد من أصحابه.

اجمالی معنیٰ :

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب وہ حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو وہ ایک گدھی پر سوار ہو کر آئے اور صف کے ایک حصے کے آگے سے گزرے۔ نبی ﷺ اس وقت اپنے صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے اور آپ ﷺ کے سامنے کوئی دیوار نہیں تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ گدھی سے نیچے اترے اور اسے چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور خود صف میں آ گئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ وہ اس وقت قریب البلوغت تھے یعنی وہ ایسی عمر میں تھے کہ اگر وہ کوئی ایسی بات کے مرتکب ہوئے ہوتے جس سے نمازیوں کی نماز خراب ہو جاتی تو ان پر اعتراض کیا جاتا۔ لیکن اس کے باوجود کسی نے بھی اعتراض نہ کیا، نہ تو نبی ﷺ نے اور نہ ہی صحابہ میں سے کسی نے“۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام الإمام والمأموم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أقبلتُ : أي من مكان رحله إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-.
- الأَتَان : أنثى الحمير، وهي نعت للحمار.
- نَاهَزْتُ : قاربت.

- الاحْتِلامَ : أي سن الاحتلام، وهو الخامسة عشر تقريبا والمراد بهذه الجملة بيان أنه أهل للإنكار لو أخطأ.
- مِنى : اسم مكان من مشاعر الحج.
- إلى غير جِدار : إلى غير سُتْرة، وقيل إلى سُتْرة غير جِدار.
- بين يدي بعض الصفّ : أمامه قريبا منه، والمراد به الصفّ الأول.
- تَرْتَعُ : ترعى وتأكل ما شاءت.
- فلم يُنْكِرْ ذلك : أي مروري بين يدي بعض الصفّ، وإرسالي الأتان.

فوائد الحديث:

١. جواز المرور بالحمار بين يدي صفوف المصلين، لأن سترة الإمام سترة للمأمومين.

٢. أن عبد الله بن عبَّاس حين توفِّي النبي -صلى الله عليه وسلم-، كان قد بلغ أو قارب البلوغ، لأن هذه القضية وقعت في حجة الوداع قبل وفاته -صلى الله عليه وسلم- بنحو ثمانين يوماً.

٣. أن إقرار النبي -صلى الله عليه وسلم- من سنته، لأنه لا يقر أحدا على باطل، فعدم الإنكار على ابن عبَّاس يدل على أمرين، صحة الصلاة، وعدم إتيانه بما ينكر عليه.

٤. استدل بالحديث على أن سترة الإمام هي سترة للمأموم، وقد عَنْوَنَ له الإمام البخاري بقوله: " باب سُتْرة الإمام سُتْرة من خلفه."

٥. أن من قارب البلوغ فهو أهْلٌ للإنكار إذا فعل ما يستحق الإنكار عليه، وإن كان غير مُكلَّف.

٦. جواز الرُّكوب في الذهاب إلى المسجد.

٧. جواز إرسال البهيمة لترعى حول المصلين مع أمْنِ ضررها، وإخلالها بالصلاة.

٨. إطلاق لفظ الحِمار على الأَتَان.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3090)

أَكْثَرْتُ عليكم في السِّوَاك	"میں نے مسواک کے سلسلے میں تم لوگوں سے بارہا کہا ہے"۔
٥٢٨. الحديث: عن أنس -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أَكْثَرْتُ عليكم في السِّوَاك».	**٥٢٨. حدیث:** انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے مسواک کے سلسلے میں تم لوگوں سے بارہا کہا ہے"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: معنى الحديث: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أكثر على أمته في شأن استعمال السواك والمواظبة عليه في جميع الأحوال، استحباباً لا إيجاباً؛ وذلك لما فيه من المنافع والفضائل العظيمة، ومن أجلها وأعظمها أنه مَرْضَاة للرَّب -سبحانه وتعالى-.	**اجمالی معنیٰ:** حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے سامنے مسواک کے استعمال اور ہر حال میں اس کی پابندی کے بارے میں بہت کچھ بتایا تھا، بایں طورکہ یہ تعلیمات وجوبی نہیں استحبابی ہیں۔ اس لیے کہ اس میں بہت فائدے ہیں اور اس کے بہت فضائل ہیں۔ ان میں سب سے عظیم و جلیل فضیلت یہ ہے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالی کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > سنن الفطرة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. الحث على الالتزام بالتسوك في جميع الأحوال الوارد فيها ندبه.

٢. شفقة النبي -صلى الله عليه وسلم- على أمته.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (3572)

أكان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصوم من كل شهر ثلاثة أيام؟ قالت: نعم

کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے تین دن کے روزے رکھا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ 'ہاں'۔

٥٢٩. الحديث:

عن معاذة العدوية: أنها سألت عائشة -رضي الله عنها-: أكانَ رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلاَثة أيَّامٍ؟ قالتَ: نعم. فقلتُ: مِنْ أيِّ الشَّهْرِ كَانَ يَصُوم؟ قالتَ: لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ أيِّ الشَّهْرِ يَصُومُ.

٥٢٩. حدیث:

معاذہ عدویہ کہتی ہیں کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے تین دن کے روزے رکھا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا 'ہاں'۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ ﷺ مہینے کے کس حصے میں روزے رکھا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ اس کی فکر نہیں کیا کرتے تھے کہ مہینے کی کن تاریخوں میں روزے رکھیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

عن معاذة العدوية أنها سألت عائشة: أكان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصوم من كل شهر ثلاثة أيام؟ قالت: نعم، أي: وهذا أقل ما كان يقتصر عليه، "فقلت: من أي أيام الشهر"، احتراز من أيام الأسبوع، فأجابتها أنه كان يصوم هذه الثلاثة من أولها أو أوسطها وآخرها متصلة أو منفصلة، قالت عائشة: لم يكن يهتم للتعيين من أي أيام الشهر يصوم دون تخصيص؛ لأن الثواب حاصل بأي ثلاث كانت، فكان يصومها بحسب ما يقتضي رأيه -صلى الله عليه وسلم-، فكان يعرض له ما يشغله عن مراعاة ذلك، أو كان يفعل ذلك لبيان الجواز، وكل ذلك في حقه أفضل.

اجمالی معنی:

معاذہ عدویہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے تین دن کے روزے رکھا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ 'ہاں'۔ یعنی کم از کم آپ ﷺ تین دن روزہ رکھتے تھے۔ "میں نے پوچھا کہ وہ مہینے کے کس حصے میں روزہ رکھا کرتے تھے''۔ اس میں ہفتے کے دنوں سے احتراز ہے۔ "کان یصوم" یعنی کیا آپ ﷺ مہینے کے ابتدائی حصے میں روزہ رکھا کرتے تھے یا پھر اس کے درمیانی یا آخری حصے میں اور پہ درپہ رکھا رکھا کرتے تھے یا پھر الگ الگ؟۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ آپ ﷺ مہینے کے دنوں کو معیّن کرنے کی فکر نہیں کیا کرتے تھے بلکہ بلا تخصیص روزے رکھا کرتے تھے کیونکہ ثواب ہر صورت میں ملتا ہے چاہے کوئی بھی دن ہو۔ یعنی آپ ﷺ اپنی مرضی سے روزے رکھا کرتے تھے کیونکہ آپ ﷺ کی مشغولیت ایسی ہوتی جس کی وجہ سے آپ ﷺ اس بات کی رعایت نہیں کرسکتے تھے یا پھر آپ ﷺ ایسا بیان جواز کے لئے کرتے تھے۔ بہرطور جیسے بھی رکھیں آپ کے لیے وہ افضل ہی ہیں۔ دیکھیے: الفتح (٢٢٧/٤)، مرقاۃ المفاتیح (١٤١٦/٤)، دلیل الفالحین (٧١/٧)۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > صيام التطوع

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يبالي : يهتم.

فوائد الحديث:

١. استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر دون تخصيص.

٢. حصول الثواب بصيام أي ثلاث.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح؛ تأليف ملا علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (10111)

أكل المحرم من صيدٍ لم يُصَد لأجله ولا أعان على صيده

محرم شخص کا ایسے شکار کے گوشت کو کھانا جو اس کے لیے شکار نہ کیا گیا ہو اور نہ ہی اس نے اس کے شکار میں کوئی مدد کی ہو۔

٥٣٠. الحديث:

عن أبي قَتَادَة الأنصاري -رضي الله عنه- «أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- خرج حاجًّا، فخرجوا معه، فصرف طائفة منهم -فيهم أبو قَتَادَة- وقال: خذوا ساحِل البحر حتى نَلْتَقِيَ. فأخذوا ساحل البحر، فلما انصرفوا أحرموا كلهم، إلا أبا قَتَادَة فلم يُحرم، فبينما هم يسيرون إذ رأوا حُمُرَ وَحْشٍ، فحمل أبو قَتَادَة على الْحُمُرِ، فَعَقَرَ منْها أَتَانًا، فنزلنا فأكلنا من لحمها، ثم قلنا: أنأكل لحم صيد، ونحن محرمون؟ فحملنا ما بقي من لحمها فأدركنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فسألناه عن ذلك؟ فقال: منكم أحد أمره أن يحمل عليها، أو أشار إليها؟ قالوا: لا، قال: فكلوا ما بقي من لحمها»، وفي رواية: «قال: هل معكم منه شيء؟ فقلت: نعم، فناولته الْعَضُدَ ، فأكل منها».

٥٣٠. حدیث:

ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج کے ارادے سے نکلے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کی ایک جماعت کو جس میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے یہ ہدایت دے کر واپس بھیج دیا کہ تم لوگ ساحل سمندر کے راستہ پکڑ کر چلو یہاں تک کہ ہم سے آملو۔ چنانچہ انہوں نے ساحلِ سمندر کا راستہ اختیار کیا۔ جب واپس ہوئے تو سوائے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے سب نے احرام باندھ لیا۔ وہ جب چلے آ رہے تھے تو انہیں کچھ نیل گائیں دکھائی دیں۔ ابوقتادہ نے نیل گایوں پر حملہ کر کے ایک مادہ کا شکار کر لیا۔ ہم نے (ایک جگہ) پڑاؤ کیا اور اس کا گوشت کھایا۔ پھر ہمیں خیال آیا کہ کیا ہم حالت احرام میں ہونے کے باوجود شکار کا گوشت کھا سکتے ہیں؟ چنانچہ جو کچھ گوشت بچا وہ ہم نے ساتھ لے لیا اور جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو اس پر حملہ آور ہونے کے لیے کہا تھا؟ یا کسی نے اس شکار کی طرف اشارہ کیا تھا؟ سب نے کہا نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر بچا ہوا گوشت بھی کھا لو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس اس (شکار کے گوشت) میں سے کچھ ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ یہ کہہ کر میں نے آپ ﷺ کو شانے کا گوشت دیا تو آپ ﷺ نے اس میں سے تناول فرمایا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

خرج النبي -صلى الله عليه وسلم- عام الْحُدَيْبِيَة، يريد العُمْرة. وقبل أن يصل إلى محرم المدينة، القريب منها، وهو "ذو الحليفة" بلغه أنَّ عَدُوًّا أتى من قِبَل ساحل البحر يريده، فأمر طائفة من أصحابه -فيهم أبو قتادة- أن يأخذوا ذات اليمين، على طريق الساحل، ليصدُّوه، فساروا نحوه. فلما انصرفوا لمقابلة النبي -صلى الله عليه وسلم- في ميعاده، أحرموا إلا أبا قتادة فلم يحرم، وفي أثناء سيرهم، أبصروا حُمُر وَحْش، وتمنوا بأنفسهم لو أبصرها أبو قتادة لأنه حلال، فلما رآها حمل عليها فعقر منها أَتاناً، فأكلوا

اجمالی معنیٰ:

صلح حدیبیہ کے سال نبی ﷺ عمرہ کے ارادے سے نکلے۔ اہل مدینہ کا میقات یعنی ذوالحلیفہ، جو مدینہ کے قریب ہی واقع ہے، تک پہنچنے سے پہلے ہی آپ ﷺ تک یہ خبر پہنچی کہ ساحلِ سمندر کی طرف سے دشمن ان پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کے ایک گروہ کو جس میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے حکم دیا کہ وہ ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ داہنی طرف والا راستہ لے لیں تاکہ دشمن کو روک سکیں۔ چنانچہ وہ اس طرف چلے گیے۔ جب مقررہ وقت پر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے وہ واپس ہوئے تو سوائے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے سب نے احرام باندھ لیا۔ دورانِ سفر انھیں کچھ نیل گائیں نظر آئیں اور دل ہی دل میں انھوں نے چاہا کہ کاش ابوقتادہ اسے دیکھ لیں کیوں کہ وہ حالتِ احرام میں

من لحمها. ثم وقع عندهم شكٌّ في جوازِ أكلهم منها وهم محرمون، فحملوا ما بقي من لحمها حتى لحقوا بالنبي -صلى الله عليه وسلم-، فسألوه عن ذلك فاستفسر منهم: هل أمره أحد منهم، أو أعانه بدلالة، أو إشارة؟ قالوا: لم يحصل شيء من ذلك. فَطَمْأَن قلوبهم بأنها حلال، إذ أمرهم بأكل ما بقي منها، وأكل هو -صلى الله عليه وسلم- منها تطييبًا لقلوبهم.

نہیں ہیں۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے جب نیل گایوں کو دیکھا تو ان پر حملہ آور ہوئے اور ایک مادہ نیل گائے کو شکار کر لیا اور سب نے اس کا گوشت کھایا۔ پھر انہیں کچھ شک لاحق ہوا کہ کیا حالت احرام میں ان کے لیے اسے کھانا جائز ہے یا نہیں؟ چنانچہ انھوں نے اس کے باقی ماندہ گوشت کو اپنے ہمراہ لیا یہاں تک کہ نبی ﷺ کے پاس آن پہنچے اور آپ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا ان میں سے کسی نے ابو قتادہ کو شکار کرنے کو کہا تھا؟ یا پھر انھیں بتا کر یا اشارہ کر کے ان کی مدد کی تھی؟ انھوں نے جواب دیا کہ ایسی کوئی بھی بات نہیں ہوئی۔ اس پر آپ ﷺ نے انھیں اطمئنان دلایا کہ یہ ان کے لیے حلال ہے بایں طور کہ آپ ﷺ نے اس کے باقی ماندہ گوشت کو بھی کھانے کا حکم دیا اور ان کی طیب خاطر کے لیے آپ ﷺ نے خود بھی اس کا گوشت تناول فرمایا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > الفدية وجزاء الصيد
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو قتادة الحارث بن ربعي الأنصاري -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- خرج حاجًّا : كان ذلك الخروج في عمرة الْحُدَيْبِيَة، فأطلق على العمرة اسم الحج، وهو جائز، فإن الحج - لغةً القصدُ، والمعتمر قاصد بيت الله بمكة لأداء أعمال مخصوصة، وقد قال -صلى الله عليه وسلم-: (دخلت العمرة في الحج) رواه مسلم.
- فخرجوا : أي أصحابه.
- خذوا : اسلكوا.
- فلما انصرفوا : أي الطائفة إما من عند النبي -صلى الله عليه وسلم- أو من المكان الذي انتهوا اليه في الساحل.
- أحرموا : الإحرام هو نية الدخول في النسك.
- حُمُر وَحْش : نوع من الصيد على صفة الحمار الأهلي، ومفردها حمار.ونسبت إلى الوحش، لتوحشها، وعدم استئناسها.
- فحمل أبو قتادة على الحمر : أقبل عليها قاصدًا قتلها.
- فعقر : قتل.
- أَتانًا : هي الأنثى من الحمر.
- قالوا : قال بعضهم لبعض.
- عن ذلك : عن أكلنا من لحم الصيد.
- عليها : على حُمُر وَحْش.
- الْعَضُد : ما بين ركبة الحيوان وكتفه.

فوائد الحديث:

١. قبوله -صلى الله عليه وسلم- الهدية، تطييبا لقلوب أصحابها.
٢. تحريم صيد الحلال على المحرم، إذا كان قد صِيدَ من أجله.
٣. أن العمرة حج وتسمى الحج الأصغر.
٤. مشروعية التحرز من العدو وأخذ الحذر وأن ذلك لا ينافي التوكل.
٥. حِلُّ حُمُر الوَحْش، وأنها من الصيد.
٦. حل الصيد بقتله في أي موضع في بدنه.
٧. مشروعية التورع عما يشك في أنه حلال.

٨. كمال ورع الصحابة واحتياطهم حيث لم يأكلوا من اللحم حين شكوا ولم يرموه.
٩. حسن تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم- وشفقته على أمته.
١٠. جواز الاجتهاد في زمنه -صلى الله عليه وسلم-، لمن كان بعيدًا عنه.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة، الطبعة، العاشرة، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٦ م . تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٦. صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تأسيس الأحكام، لأحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، مصر، الطبعة الأولى. حياة الحيوان الكبرى، لكمال الدين محمد الدميري، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان - ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٣ م، الطبعة: الثانية، تحقيق: أحمد حسن بسج. الموسوعة الفقهية الكويتية، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية – الكويت-الطبعة: (من ١٤٠٤ -١٤٢٧ هـ).

الرقم الموحد: (3099)

ألا تحدثيني عن مرض رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ قالت: بلى، ثقل النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: أصلى الناس؟ قلنا: لا، هم ينتظرونك

کیا آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی بیماری کی حالت نہیں بتائیں گی؟ انھوں نے فرمایا: ہاں ضرور! سن لو۔ آپ ﷺ کا مرض بڑھ گیا۔ تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کی: جی نہیں یا رسول اللہ! لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔

٥٣١. الحديث:

عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة، قال: دخلت على عائشة فقلت: ألا تحدثيني عن مرض رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ قالت: بلى، ثَقُلَ النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: «أصلى الناس؟» قلنا: لا، هم ينتظرونك، قال: «ضعوا لي ماء في الْمِخْضَبِ». قالت: ففعلنا، فاغتسل، فذهب لِيَنُوءَ فأغمي عليه، ثم أفاق، فقال -صلى الله عليه وسلم-: «أصلى الناس؟» قلنا: لا، هم ينتظرونك يا رسول الله، قال: «ضعوا لي ماء في الْمِخْضَبِ » قالت: فقعد فاغتسل، ثم ذهب لينوء فأغمي عليه، ثم أفاق، فقال: «أصلى الناس؟» قلنا: لا، هم ينتظرونك يا رسول الله، فقال: «ضعوا لي ماء في الْمِخْضَبِ »، فقعد، فاغتسل، ثم ذهب لِيَنُوءَ فأغمي عليه، ثم أفاق فقال: «أصلى الناس؟» فقلنا: لا، هم ينتظرونك يا رسول الله، والناس عُكُوفٌ في المسجد، ينتظرون النبي عليه السلام لصلاة العشاء الآخرة، فأرسل النبي -صلى الله عليه وسلم- إلى أبي بكر بأن يصلي بالناس، فأتاه الرسول فقال: إن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يأمرك أن تصلي بالناس، فقال أبو بكر- وكان رجلا رقيقا -: يا عمر صل بالناس، فقال له عمر: أنت أحق بذلك، فصلى أبو بكر تلك الأيام، ثم إن النبي -صلى الله عليه وسلم- وجد من نفسه خِفَّةً ، فخرج بين رجلين أحدهما العباس لصلاة الظهر وأبو بكر يصلي بالناس، فلما رآه أبو بكر ذهب ليتأخر، فَأَوْمَأَ إليه النبي -صلى الله عليه وسلم- بأن لا يتأخر، قال: أجلساني إلى جنبه، فأجلساه إلى جنب أبي بكر، قال: فجعل أبو بكر يصلي وهو يأتم بصلاة النبي -صلى الله عليه وسلم-، والناس بصلاة أبي بكر، والنبي -صلى الله عليه وسلم- قاعد، قال عبيد الله: فدخلت على عبد الله

٥٣١. حدیث:

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: کیا آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی بیماری کی حالت نہیں بتائیں گی؟ انھوں نے فرمایا: ہاں ضرور! سن لو۔ آپ ﷺ کا مرض بڑھ گیا، تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا: جی نہیں یا رسول اللہ! لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے ایک لگن میں پانی رکھ دو''۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نے پانی رکھ دیا اور آپ ﷺ نے بیٹھ کر غسل کیا۔ پھر آپ اٹھنے لگے، لیکن بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا، تو پھر آپ نے پوچھا: ''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے''۔ ہم نے عرض کیا: نہیں، یا رسول اللہ! لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے (پھر) فرمایا: ''لگن میں میرے لیے پانی رکھ دو''۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ہم نے پھر پانی رکھ دیا اور آپ ﷺ نے بیٹھ کر غسل فرمایا۔ پھر اٹھنے کی کوشش کی، لیکن (دوبارہ) بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا، تو پھر یہی فرمایا: ''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے''۔ ہم نے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ! لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''لگن میں پانی لاؤ'' اور آپ ﷺ نے بیٹھ کر غسل کیا۔ پھر اٹھنے کی کوشش کی، لیکن پھر بے ہوش ہو گئے۔ پھر جب ہوش آیا، تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی'' ہم نے عرض کیا: نہیں یا رسول اللہ! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ لوگ مسجد میں عشا کی نماز کے لیے بیٹھے ہوئے نبی کریم ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ آخر آپ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا اور حکم فرمایا کہ وہ نماز پڑھا دیں۔ بھیجے ہوئے شخص نے آ کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ بڑے نرم دل انسان تھے۔ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نماز پڑھاؤ، لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ آخر (بیماری) کے دنوں میں ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے رہے۔ پھر جب نبی کریم ﷺ کو مزاج کچھ ہلکا معلوم ہوا، تو دو مردوں کا سہارا لے کر، جن میں ایک عباس رضی اللہ عنہ تھے، ظہر کی نماز کے لیے گھر سے باہر تشریف لائے۔ اس وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ جب انھوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، تو پیچھے ہٹنا

بن عباس فقلت له: ألا أعرض عليك ما حدثتني عائشة عن مرض النبي -صلى الله عليه وسلم-، قال: هات، فعرضت عليه حديثها، فما أنكر منه شيئا غير أنه قال: أسمت لك الرجل الذي كان مع العباس قلت: لا، قال: هو علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-.

چاہا۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے اشارے سے انھیں روکا کہ پیچھے نہ ہٹو! پھر آپ نے ان دونوں مردوں سے فرمایا کہ مجھے ابو بکر کے بازو میں بٹھا دو۔ چنانچہ دونوں نے آپ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بازو میں بٹھا دیا۔ راوی نے کہا : پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں نبی ﷺ کی پیروی کر رہے تھے اور لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی پیروی کر رہے تھے۔ نبی ﷺ بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ رہے تھے۔ عبید اللہ کہتے ہیں کہ پھر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کی بیماری کے بارے میں جو حدیث بیان کی ہے کیا میں وہ آپ کو سناؤں؟ انھوں نے فرمایا کہ ضرور سناؤ۔ میں نے یہ حدیث سنا دی، تو انھوں نے کسی بات کا انکار نہیں کیا۔ صرف اتنا کہا کہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان صاحب کا نام بھی تم کو بتایا، جو عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے؟ میں نے کہا : نہیں! آپ رضی اللہ نے کہا : وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف بعض ما حدث في مرض رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الذي سبق وفاته، ومن ذلك أنه اشتد عليه المرض فسأل من عنده: أصلى الناس؟ فقيل : لا، فدعا بإناء واغتسل فيه لكنه أغمي عليه، فلما أفاق أعاد السؤال، وأعاد الاغتسال لكنه أغمي عليه أيضاً، وتكرر ذلك ثلاثاً، ثم أمر أن يصلي أبو بكر بالناس، فلما جاءه الرسول أمر أبو بكر عمر أن يصلي فلم يصل بهم بل قدم أبا بكر؛ لأنه أحق بذلك منه، ووجد النبي -صلى الله عليه وسلم- في نفسه نشاطا وخفة فخرج بين العباس وعلي -رضي الله عنهما- وأبو بكر يصلي بالناس صلاة الظهر فلما رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- أراد أن يتأخر لكن النبي -صلى الله عليه وسلم- أمره أن يثبت مكانه وجلس بجنبه وأصبح أبو بكر يأتم بصلاة النبي -صلى الله عليه وسلم- والناس يأتمون بصلاة أبي بكر -رضي الله عنه-.

اجمالی معنی :

حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ کی اس بیماری کے بعض احوال کا بیان ہوا ہے، جس میں آپ کی وفات ہوئی۔ جب آپ کی بیماری نے شدت اختیار کر لی، تو آپ نے اپنے پاس موجود شخص سے پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ کہا گیا : نہیں۔ تو آپ نے پانی منگوایا اور غسل کیا، لیکن آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ پھر جب افاقہ ہوا، تو آپ نے یہی سوال دہرایا اور دوبارہ غسل فرمایا، لیکن پھر آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ ایسا آپ نے تین مرتبہ کیا۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کے لیے کہا، مگر انھوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھا دیا؛ کیوں کہ وہ اس کے زیادہ حق دار تھے۔ پھر جب نبی کریم ﷺ کو مزاج کچھ ہلکا معلوم ہوا، تو عباس اور علی رضی اللہ عنہما کے درمیان ہوکر تشریف لائے۔ اس وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جب انھوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے انھیں اپنی جگہ پر رہنے کا حکم دیا اور ان کے بغل میں بیٹھ گئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں نبی ﷺ کی پیروی کر رہے تھے اور لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی پیروی کر رہے تھے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل > سنن وآداب الغسل
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > وفاته صلى الله عليه وسلم
راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- المِخضب : وعاء يُغسل فيه الثياب.
- لينوء : ليقوم.

فوائد الحديث:

١. جواز إمامة العاجز عن القيام بالقادرين عليه، وهذا خاص بالإمام الراتب؛ قصرًا للحديث على أضيق مدلولاته.

٢. جواز تبليغ المبلِّغ عن الإمام في الصلاة، إذا كان هناك حاجة من سعة في المكان وكثرة المصلين، ففي رواية مسلم: "أنَّ أبا بكر كان يُسْمِعُهم التكبير"

٣. أنَّ المأموم يكون عن يمين الإمام؛ حيث جلس النبي -صلى الله عليه وسلم- عن يسار أبي بكر، -رضي الله عنه.-

٤. جواز نية الإمامة في الصلاة ولو في أثنائها، كما يجوز أن ينتقل الإمام مأمومًا أثناء الصلاة، كفعل أبي بكر.

٥. جواز كون المبلِّغ عن الإمام عن يمينه، لا في الصف، إذا كان فيه مصلحة، ليراه الناس، أو لأنه أبلغ لصوته، أو لفوائد أخرى، والله تعالى أعلم.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ.
- توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتبَة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م. - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨هـ - مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، للتبريزي، الناشر: دار الكتب العلمية، سنة النشر: ١٤٢٢ - ٢٠٠١ ط ١.

الرقم الموحد: (11294)

ألا لا يبيتن رجل عند امرأة ثيب، إلا أن يكون ناكحًا أو ذا محرم

خبردار! کوئی بھی آدمی کسی بیوہ عورت کے پاس رات نہ گزارے، ہاں مگر وہ اس سے نکاح کیا ہو، یا ایسا قریبی رشتہ دار ہو جس کے ساتھ اس کا نکاح جائز نہ ہو۔

٥٣٢. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا يَبِيتَنَّ رجل عند امرأة ثيِّب، إلا أنْ يكون ناكِحًا أو ذا مَحْرَم».

٥٣٢. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کوئی بھی آدمی کسی بیوہ عورت کے پاس رات نہ گزارے، ہاں مگر اُس نے اس سے نکاح کیا ہو، یا ایسا قریبی رشتہ دار ہو جس کے ساتھ اس کا نکاح جائز نہ ہو''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ينهى -صلى الله عليه وسلم- الرجل عن البيات والمكوث ليلًا عند أي امرأة أجنبية عنه، وخص الثيب؛ لأنها التي يدخل عليها غالبًا، وأما البكر فهي متصونة في العادة مجانبة للرجال أشد مجانبة، ولأنه يعلم بالأولى أنه إذا نهى عن الدخول على الثيب التي يتساهل الناس في الدخول عليها فبالأولى البكر. واستثنى الزوج ومن حرمت عليه بالنسب كالأم والبنت والأخت، أو بالرضاعة، كأمه من الرضاع، أو بالمصاهرة كأم زوجته. ومفهوم قوله (لا يَبِيتَنَّ) غير مراد، وهو أنه يجوز له البقاء عند الأجنبية في النهار خلوة، أو غيرها؛ لأنه جاء في صحيح البخاري نهي عام دون تقييد بالليل. لكن إن كان المحرم لا يؤمن فلا بد من وجود نساء مع المرأة.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ نے آدمی کو کسی اجنبی عورت اور خاص طور پر ثیبہ یعنی شادی شدہ عورت کے پاس رات گزارنے سے منع فرمایا ہے، یہاں پر ثیبہ یعنی شادی شدہ عورت کو خاص کیا ہے، کیونکہ غالباً ایسی عورتوں کے پاس لوگوں کا آنا جانا ہوتا ہے بر خلاف باکرہ عورت کے یعنی غیر شادی شدہ عورت کے، کیونکہ عام طور پر ایسی عورتیں مردوں سے سخت دوری بنائے ہوتی ہیں، اور اس وجہ سے بھی کہ اولویت کی بنیاد پر تعلیم دی ہے، کہ جب ثیبہ عورت کے پاس داخل ہونے سے منع فرمایا تو باکرہ کے پاس جانا بدرجہ اولی منع ہوگا۔ آپ ﷺ نے شوہر کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے نیز انہیں بھی جن پر وہ نسب کے ذریعہ حرام ہے جیسے ماں، بیٹی، اور بہن، یا رضاعت کے ذریعہ حرام ہو، جیسے اس کی رضاعی ماں، یا رشتۂ مصاہرت کی وجہ سے جیسے اس کی بیوی کی ماں۔ ''لا یَبِیتَنَّ'' رات نہ گزارے، اس قول کا مفہوم مخالف مراد نہیں، کہ دن میں کسی اجنبیہ یا اس کے علاوہ کسی دوسری عورت کے پاس خلوت کرنا جائز ہے، اس کے لیے صحیح بخاری میں نہی عام ہے۔ اس میں رات کی قید نہیں۔ تاہم اگر محرم سے بھی خوف ہو تو ایسی صورت میں اس عورت کے ساتھ دوسری عورتوں کی موجودگی ضروری ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام النساء

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يَبِيتَنَّ : لا يمكث عندها بالليل خاليًا بها.
- ثَيِّب : يطلق على من تزوج من ذكر وأنثى، وهو ضد البكر.
- ناكحًا : زوجًا لها.

• مَحْرَم : هو الذي لا يجوز له الزواج بالمرأة؛ لأنها حرمت عليه بالنسب كالأم والبنت والأخت، أو حرمت عليه بالرضاعة، كأمه من الرضاع، أو حرمت عليه بالمصاهرة كأم زوجته.

فوائد الحديث:

١. تحريم الخلوة بالأجنبية بالإجماع.

٢. يباح خلوة المرأة بالمَحْرم بالإجماع.

٣. خطورة الخلوة بالمرأة الأجنبية؛ وإن كان الرجل صالحًا.

٤. المرأة مظنة الشهوة والطمع، وهي لا تكاد تقي نفسها؛ لضعفها ونقصها، ولا يغار عليها مثل محارمها، الَّذين يرون النيل منها نيلاً من كرامتهم وشرفهم؛ لذا تحتم وجود المحرم عند حضور الأجنبي.

٥. الأصل في المرأة هنا البالغة؛ لكن تشمل المرأة التي تشتهى وإن لم تبلغ.

٦. عناية الشرع بالأخلاق.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، القاهرة،الطبعة الأولى ، ١٤٢٧هـ. منحة العلام شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤٢٨. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبد الله بن عبد الرحمن البسام ، مكتبة الأسدي، مكة، الطبعة الخامسة،١٤٢٣. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام ، لصالح الفوزان ،اعتناء عبد السلام السلمان ، الرياض ،الطبعة الأولى، ١٤٢٧ بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لأحمد بن علي بن حجر العسقلاني -تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهري-الناشر: دار الفلق – الرياض- الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ. سبل السلام، لمحمد بن إسماعيل الصنعاني، الناشر: دار الحديث.

الرقم الموحد: (58172)

## ألحقوا الفرائض بأهلها، فما بقي فهو لأولى رجل ذكر	## میراث کے حصے جو (قرآن کریم میں) متعین کیے گیے ہیں ان کے حصہ داروں کو دو پھر جو کچھ بچے وہ میت کے قریب ترین مرد رشتہ داروں (عصبہ) کا حق ہے۔
٥٣٣. الحديث: عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أَلْحِقُوا الفَرَائِضَ بأهلها، فما بَقِيَ فهو لأَوْلَى رجل ذَكَرٍ». وفي رواية: «اقْسِمُوا المَالَ بين أهل الفَرَائِضِ على كتاب الله، فما تَرَكَتْ؛ فلأَوْلَى رجل ذَكَرٍ».	**٥٣٣. حدیث :** عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''میراث کے حصے جو (قرآن کریم میں) متعین کیے گیے ہیں ان کے حصہ داروں کو دو پھر جو کچھ بچے وہ میت کے قریب ترین مرد رشتہ داروں (عصبہ) کا حق ہے''۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ''مال کو ان لوگوں میں تقسیم کر دو جن کے حصے کتاب اللہ کی رو سے متعین ہیں۔ جو بچے وہ میت کے قریب ترین مرد رشتہ داروں کا ہوگا''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: يأمر النبي -صلى الله عليه وسلم- القائمين على قسمة التركة أن يوزعوها على مستحقيها بالقسمة العادلة الشرعية كما أراد الله -تعالى-، فيعطى أصحاب الفروض المقدرة فروضهم في كتاب الله، وهي الثلثان والثلث والسدس والنصف والربع والثمن، فما بقي بعدها، فإنه يعطى إلى من هو أقرب إلى الميت من الرجال، ويسمون العصبة.	**اجمالی معنیٰ :** نبی ﷺ میت کا ترکہ تقسیم کرنے والوں کو حکم دے رہے ہیں کہ وہ انہیں اس کے حق داروں میں مبنی بر انصاف طریقے سے اور شرعی طور پر اللہ کی منشاء کے عین مطابق تقسیم کریں۔ چنانچہ وہ ورثاء جن کے حصے اللہ کی کتاب کی رو سے معین ہیں انہیں ان کے حصے دیے جائیں گے۔ اور وہ حصے یہ ہیں : دو تہائی، ایک تہائی، چھٹا حصہ، آدھا، چوتھائی اور آٹھواں حصہ۔ اس کے بعد جو کچھ بچ جائے اسے میت کے قریبی مرد رشتہ داروں کو دے دیا جائے گا جنہیں عصبہ کہا جاتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الفرائض > العـصبة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الفرائض : الأنصباء المقررة في كتاب الله: وهي النصف ونصفه وهو الربع، ونصف نصفه وهو الثمن، والثلثان ونصفهما وهو الثلث، ونصف نصفهما وهو السدس.
- بأهلها : من يستحقها بنص القرآن.
- فما بقي : بعد أخذ كل ذي فرض فرضه.
- فلأولى رجل : فلأقرب رجل في النسب إلى المورث.
- ذكر : هذا الوصف للتنبيه على سبب الاستحقاق، وهو الذكورة التي هي سبب العصوبة، وسبب الترجيح في الإرث.

فوائد الحديث:

١. أن قسمة الفرائض تكون بالبداءة بأهل الفرائض.
٢. أن ما بقي بعد الفروض للعصبة.
٣. تقديم الأقرب فالأقرب فلا يرث عاصب بعيد كالعم، مع وجود عاصب قريب كالأب.
٤. فيه دليل على أن ابن الابن يحوز المال إذا لم يكن دونه ابن.

٥. الجد يرث جميع المال إذا لم يكن دونه أب.

٦. أنه لا شيء للعاصب إذا استغرقت الفروض التركة، فلو ماتت وتركت بنتًا لها النصف، وأختًا لها النصف، وابن عم؛فليس للأخير شيء من التركة.

المصادر والمراجع:

-الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ - خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام، فيصل بن عبد العزيز المبارك، الطبعة: الثانية ١٤١٢هـ، ١٩٩٢م. - صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (5887)

أما إنك لو أعطيتها أخوالك كان أعظم لأجرك

اگر تو اسے اپنے ماموؤں کو دے دیتی تو تیرے لیے زیادہ اجر کا باعث ہوتا

٥٣٤. الحديث:

عن أم المؤمنين ميمونة بنت الحارث -رضي الله عنها-: أنها أعتقت وَلِيدَةً ولم تستأذن النبي -صلى الله عليه وسلم- فلما كان يَومُها الذي يَدورُ عليها فيه، قالت: أَشَعَرْتَ يا رسول الله، أني أعتقت وليدتي؟ قال: «أو فعلت؟» قالت: نعم. قال: «أما إنك لو أعطيتها أخوالك كان أعظم لأجرك».

٥٣٤. حدیث :

ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک لونڈی آزاد کردی اور نبی کریم ﷺ سے (اس کی) اجازت نہیں لی۔ چنانچہ جب نبی کریم ﷺ کے ان کے پاس تشریف لانے (یعنی ان کی باری) کا دن ہوا تو انہوں نے کہا : اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے محسوس کیا کہ میں نے اپنی لونڈی آزاد کر دی ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا : کیا (واقعی) تونے ایسا کیا ہے؟ انہوں نے کہا : ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا : "اگر تو اسے اپنے ماموؤں کو دے دیتی تو تیرے لیے زیادہ اجر کا باعث ہوتا۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

أعتقت أم المؤمنين ميمونة -رضي الله عنها- جارية لها؛ لما عندها من العلم بفضل العتق في سبيل الله وكان ذلك دون أن تُخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أو تستأذنه في عتقها، فلما كان يوم نوبتها أخبرت النبي -صلى الله عليه وسلم- بما صنعت، فقال: أو فعلت ؟ قالت : نعم. فلم ينكر عليها ما صنعته دون أن تأخذ برأيه إلا أنه قال لها: أما إنك لو أعطيتها أخوالك كان أعظم لأجرك. ومعناه: حسنا ما فعلت، إلا أنك لو وهبتها لأخوالك من بني هلال لكان ذلك أفضل وأكثر ثوابًا لما فيه من الصدقة على القريب وصلته.

اجمالی معنی :

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا چونکہ یہ جانتی تھیں کہ اللہ کے راستے میں غلام آزاد کرنے کی بڑی فضیلت ہے، اس لیے انہوں نے اپنی ایک باندی کو آزاد کردیا۔ لیکن اس کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دی تھی یا آپ سے اس کو آزاد کرنے کی اجازت نہیں مانگی تھی۔ لہٰذا جب ان کی باری تھی، تو انہوں نے آپ ﷺ کو اس کے بارے میں بتلادیا۔ آپ نے پوچھا : کیا (واقعی) تونے ایسا کیا ہے؟ انہوں نے کہا : ہاں۔ چنانچہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی رائے لیے بنا جو کچھ کیا تھا اس پر آپ نے کوئی نکیر نہیں فرمائی، صرف اتنا فرمایا : "اگر تو اسے اپنے ماموؤں کو دے دیتی تو یہ تیرے لیے زیادہ ثواب کا باعث ہوتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ : تونے اچھا کیا، لیکن اگر تو اسے بنی ہلال کے اپنے ماموؤں کو ہبہ کردیتی تو یہ زیادہ ثواب کا باعث ہوتا اور بہتر ہوتا، اس لئے کہ اس میں اپنے قریبی رشتہ دار پر صدقہ کرنے کے ثواب کے ساتھ صلہ رحمی کا بھی ثواب ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الهبة والعطية

الفقه وأصوله > فقه المعاملات > العتق

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: ميمونة بنت الحارث -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- وليدة : جارية.
- أشعرت : أعلمت.

فوائد الحديث:

١. جواز تصرف الزوجة في ملكها بغير إذن زوجها، ما لم تكن سفيهة.

٢. الصدقة على القريب المسكين الذي يحتاج إلى الخدمة أفضل من العتق، لما فيه من الصدقة والصلة.
٣. من وسائل تقوية روابط الزوجية ، أن تخبر الزوجة زوجها بما صنعت ، أو ما ترغب في عمله.
٤. ينبغي للمسلم أن يسترشد بآراء أهل العلم ، حتى يضع الأمور في مواضعها.
٥. إثبات القَسْم بين الزوجات.
٦. عدل النبي ـ صلى الله عليه وسلم ـ بين زوجاته في القَسْم.
٧. عدم صحة الرجوع في العتق بعد الإعتاق، ولو ترتب على ذلك مصلحة راجحة.
٨. حرص أمّ المؤمنين ميمونة -رضي الله عنها- على فعل الخير.
٩. أن الأعمال تتفاضل في الثواب بحسب ما يترتب عليها من المنفعة.
١٠. فضيلة صلة الأرحام والإحسان إلى الأقارب.
١١. فيه الاعتناء بأقارب الأم إكراماً لحقها، وهو زيادة في برها.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح - أبو الحسن عبيد الله المباركفوري - إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء - الجامعة السلفية - بنارس الهند الطبعة: الثالثة - ١٤٠٤ هـ، ١٩٨٤.

الرقم الموحد: (3600)

أما علمت أن الإسلام يهدم ما كان قبله، وأن الهجرة تهدم ما كان قبلها، وأن الحج يهدم ما كان قبله؟

٥٣٥. الحديث:

عن ابن شماسة المهري قال: حَضَرنَا عَمرو بن العاص -رضي الله عنه- وهُو فِي سِيَاقَةِ الْموتِ، فَبَكَى طَوِيلاً، وَحَوَّلَ وَجهَهُ إِلَى الجِدَارِ، فَجَعَلَ ابنَهُ، يقول: يَا أَبَتَاهُ، أَمَا بَشَّرَكَ رسُول الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- بكَذَا؟ أمَا بشّركَ رسول الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- بِكَذَا؟ فَأَقبَلَ بِوَجهِهِ، فقَالَ: إِنَّ أَفضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ الله، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رسولُ الله، إِنِّي قَدْ كُنتُ عَلَى أَطْبَاقٍ ثَلاَثٍ: لَقَدْ رَأَيتُنِي وَمَا أَحَدٌ أَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُولِ الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- مِنِّي، وَلاَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكُونَ قَدْ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهُ، فَلَوْ مُتُّ عَلَى تِلْكَ الحَالِ لَكُنْتُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَلَمَّا جَعَلَ اللهُ الإِسْلاَمَ فِي قَلْبِي أَتَيتُ النَبِيَّ -صلَّى الله عليه وسلَّم-، فَقُلتُ: ابْسُطْ يَمِينَكَ فَلأُبَايِعُكَ، فَبَسَطَ يَمِينَهُ فَقَبَضْتُ يَدِي، فقال: «مَا لَكَ يَا عَمرُو؟» قُلتُ: أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ، قال: «تَشْتَرِطُ مَاذَا؟» قُلتُ: أَنْ يُغْفَرَ لِي، قال: «أَمَا عَلِمتَ أَنَّ الإِسْلاَمَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ، وَأَنَّ الهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا، وَأَنَّ الحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟» وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحبَّ إِلَيَّ مِنْ رسُول الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- وَلاَ أَجَلَّ فِي عَينِي مِنْهُ، وَمَا كُنْتُ أُطِيقُ أَنْ أَمْلأَ عَينِي مِنْهُ؛ إِجْلاَلاً لَهُ، وَلَوْ سُئِلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ؛ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلأُ عَينِي مِنْهُ، وَلَوْ مِتُّ عَلَى تِلْكَ الحَالِ لَرَجَوْتُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ، ثُمَّ وَلِينَا أَشْيَاءَ مَا أَدْرِي مَا حَالِي فِيهَا؟ فَإِذَا أَنَا مِتُّ فَلاَ تَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ وَلاَ نَارٌ، فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي، فَشُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا، ثُمَّ أَقِيمُوا حَولَ قَبرِي قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُور، وَيُقْسَمُ لَحْمُهَا، حتَّى أَسْتَأْنِسَ بِكُم، وَأَنْظُر مَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي.

درجة الحديث: صحيح

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اسلام اپنے سے پہلے تمام گناہ کو منہدم کرتا ہے اور ہجرت اپنے سے پہلے کے گناہ کو ختم کردیتی ہے اورحج اپنے سے پہلے کے گناہ کو ختم کرتا ہے؟۔

٥٣٥. حدیث:

ابن شماسۃ المہری سے روایت ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قریب المرگ تھے کہ ہمارے پاس آئے، کافی دیر تک روتے رہے اور اپنا رُخ دیوار کی طرف پھیر لیا اوران کے بیٹے کہنے لگے، ابا جان! کیا تمہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ یہ خوشخبری نہیں دی؟ کیا آپ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ یہ خوشخبری نہیں دی؟ پھر متوجہ ہوئے اور کہا کہ ہمارے ہاں سب سے افضل لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ محمد رسولُ اللہ کی گواہی دینا ہے۔ میری تین حالتیں تھی۔ میرے خیال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھنے میں مجھ سے زیادہ کوئی سخت نہیں تھا، نہ ہی کسی کو مجھ سے زیادہ یہ بات پسند تھی کہ مجھے قدرت ہو تو میں آپ کو قتل کردوں۔ اگر میں اس حال میں مرتا تو میں جہنمی ہوتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈالی تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اپنے ہاتھ پھیلائیں، تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا، تو میں نے اپنا ہاتھ بند کرلیا، آپ نے فرمایا: عمرو تمہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا میں شرط لگانا چاہتا ہوں۔ فرمایا: کیا شرط لگانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: شرط یہ ہے کہ اسلام لانے سے میری مغفرت کردی جائے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام اپنے سے پہلے تمام چیزوں کو ختم کردیتا ہے اور ہجرت پہلے کے تمام گناہوں کو ختم کردیتی ہے اورحج پہلے کے تمام گناہوں کو ختم کردیتا ہے؟“ پھر میری نظر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں تھا اور نہ ہی میرے لئے آپ سے کوئی بڑا تھا۔ میں آپ کے جلال کی وجہ سے آپ کو جی بھر کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اگر مجھ سے پوچھا جاتا کہ میں آپ کے اوصاف بیان کروں تو میں بیان نہیں کرسکتا تھا، اس لئے کہ میں جی بھر کر آپ کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اگر میں اس حال میں مرتا تو مجھے امید تھی کہ جنتی ہوتا۔ پھر کچھ اورچیزیں ہماری زندگی کا حصہ بن گئی، میں نہیں جانتا کہ ان میں میرا کیا حال ہے؟ لہذا جب میں مرجاؤں تو کوئی نوحہ کرنے والی اور آگ میرے قریب نہ لانا، جب تم مجھے دفن کرلو تو میری قبر پر پانی کے چھینٹے چھڑک دینا، پھر اتنی دیر تک میری قبر پر کھڑے ہوجانا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کرکے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے، تاکہ میں تمہاری وجہ سے مانوس رہوں اور اپنے رب کے فرشتوں کے سوال کا انتظار کروں۔

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تضمن حديث عمرو بن العاص -رضي الله عنه- المتضمن لموضوع التبشير والتهنئة بالخير قصة، وخُلاصة هذه القصة العظيمة: أنَّه حضَره بعض أصحابه وهو في سياق الموت، فبكى بكاء شديدا، وحوَّل وجهه نحو الجدار -رضي الله عنه-، وهو في سياق الموت سيفارق الدنيا فقال له ابنه: علام تبكي وقد بشَّرك النبي -صلى الله عليه وسلم- بالجنة؟ فقال: يا بني إني كنت على أحوال ثلاثة، ثمَّ ذكر هذه الأحوال الثلاث: أنه كان يبغض النبي صلى الله عليه وسلم- بغضا شديدا، وأنه لم يكن على وجه الأرض أحد يبغضه كما كان يبغضه هو، وأنه يَوَدُّ أنَّه لو تمكَّن منه فقتلَه، وهذا أشد ما يكون من الكفر، حتَّى ألقى الله الإسلام في قلبه فجاء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقال يا رسول الله: ابسط يدك فَلِأُبَايِعُكَ علَى الإسلام، وكان النبي -صلى الله عليه وسلم- أحسن الناس خُلُقًا فمدَّ يده، ولكن عمرو بن العاص كف يده؛ ليس استكبارًا، ولكن استثباتا لما سيذكره، فقال له: "مالك؟" قال: يا رسول الله، إني أشترط -يعني على الإسلام-، قال: "ماذا تشترط؟" قال: أشترط أن يغفر الله لي ما سبق من الكفر والذنوب. هذا أكبر همِّه -رضي الله عنه-، يشترط أنَّ الله يغفر له، ظن أن الله لن يغفر له لما كان له من سابقة، فقال له النبي -صلى الله عليه وسلم-: "أما علمت أن الإسلام يهدم ما كان قبله، وأن الهجرة تهدم ما كان قبلها، وأن الحج يهدم ما كان قبله" ثلاثة أشياء. أما الإسلام: فإنه يهدم ما كان قبله بنص الكتاب العزيز، قال الله -عز وجل-: {قل للذين كفروا إن ينتهوا يغفر لهم ما قد سلف وإن يعودوا فقد مضت سنت الأولين}[الأنفال: ٣٨]. والهجرة: إذا هاجر الإنسان من بلده التي يعيش فيها، وهي بلد كفر هدمت ما قبلها. والحج: يهدم ما قبله؛ لقول النبي -صلى الله عليه وسلم-: "الحج المبرور ليس له جزاء إلا الجنة". فبايع -رضي الله عنه- وأحب النبي -صلى الله عليه وسلم- حبًّا شديدًا حتى كان أحب

اجمالی معنی:

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حدیث خیر کی خوشخبری اور بھلائی کو متضمن ہے۔ اس قصے کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کی موت کے وقت ان کے کچھ دوست آئے تو یہ بہت زیادہ روئے اور اپنا چہرہ دیوار کی طرف پھیر دیا، وہ موت کی کشمکش میں تھے عنقریب دنیا کو چھوڑ کر جانے والے ہیں۔ ان کے بیٹے نے کہا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں آپ کو تو نبی ﷺ جنت کی خوشخبری دے چکے ہیں؟ انہوں نے کہا: اے پیارے بیٹے! میری تین حالتیں رہی ہیں، پھر انہوں نے تینوں حالتیں ذکر کیں کہ وہ آپ ﷺ سے بہت زیادہ بغض رکھا کرتے تھے، روئے زمین پر ان سے زیادہ کوئی آپ ﷺ سے بغض نہیں رکھتا تھا۔ ان کی خواہش تھی کہ اگر موقع ملے تو وہ آپ ﷺ کو قتل کر دیں، یہ بہت سخت کفر تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اسلام کی محبت پیدا کی، تو آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے اللہ کے رسول! اپنا ہاتھ پھیلا دیں تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کر لوں، آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ پھیلایا، لیکن عمرو بن العاص نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، یہ تکبر کی وجہ سے نہیں تھا، بلکہ آنے والے واقعے کی پختگی کے لیے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا؟ کہا اے اللہ کے رسول! میں ایک شرط پر اسلام قبول کروں گا۔ آپ نے فرمایا: کیا شرط ہے؟ کہا شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے سابقہ کفر اور پچھلے تمام گناہوں کو معاف کردے گا۔ اس کی عمرو کو سب سے زیادہ فکر دامن گیر تھی۔ ان کا یہ گمان تھا کہ اللہ ان کے سابقہ گناہ معاف نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام اپنے سے پہلے تمام گناہوں کو ختم کردیتا ہے اور ہجرت پہلے کے تمام گناہوں کو ختم کرتی ہے اور حج پچھلے تمام گناہوں کو ختم کردیتا ہے۔ یہ تین چیزیں ہیں۔ جہاں تک اسلام لانے سے گزشتہ گناہوں کا معاف کرنا ہے تو یہ قرآنِ کریم میں مذکور ہے {قل للذين كفروا إن ينتهوا يغفر لهم ما قد سلف وإن يعودوا فقد مضت سنت الأولين} ۔ [الأنفال: ۳۸]۔ ترجمہ: ''آپ ان کافروں سے کہہ دیجیے! کہ اگر یہ لوگ باز آجائیں تو ان کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں سب معاف کر دیے جائیں گے اور اگر اپنی وہی عادت رکھیں گے تو (کفار) سابقین کے حق میں قانون نافذ ہو چکا ہے''۔ الھجرۃ: جب انسان اس علاقے سے ہجرت کرے جس میں وہ رہتا ہے اور وہاں کفر کا غلبہ ہو، تو اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ حج بھی اپنے سے پہلے کے گناہوں کو معاف کرتا ہے اس لیے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ حج مبرور کا بدلہ جنت ہی ہے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اور لوگوں میں سب سے زیادہ آپ ﷺ سے محبت کرنے والے بنے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کے جلال کی وجہ سے آپ کو مسلسل دیکھ نہیں سکتے تھے۔ پاک ہے دلوں کو پھیرنے والی ذات! کہ

الناس إليه، وحتى إنه لا يستطيع أن يحد النظر فيه؛ إجلالا له -عليه الصلاة والسلام-. سبحان مقلب القلوب! بالأمس كان يبغضه بغضا شديدا، حتى يتمنى أنه يقدر عليه فيقتله، والآن ما يستطيع أن يرفع طرفه إليه؛ إجلالا له، ولا يستطيع أن يصفه؛ لأنه لا يحيط به، حيث إنه لم يدركه إدراكا جيدا؛ مهابة له -صلى الله عليه وسلم-. يقول رضي الله عنه: إنَّه لو مات على الحال الأول؛ لكان من أهل النار، يقول: ولو مت على تلك الحال يعني الحال الثاني؛ لرجوت أن أكون من أهل الجنة. انظر الاحتياط فقد جزم أنه لو مات على الحال الأولى؛ لكان من أهل النار، أما الحال الثانية فإنه لشدة خوفه قال: لو مت على هذا الحال لرجوت أن أكون من أهل الجنة، ولم يقل: لكنت من أهل الجنة؛ لأن الشهادة بالجنة أمرها صعب. ثم إنه بعد ذلك تولى أمورا -رضي الله عنه-، تولى إمارات وقيادات، وحصل ما حصل في قصة حرب معاوية وغيره، وكان عمرو بن العاص معروفا أنه من أدهى العرب وأذكى العرب، فيقول: أخشى من هذا الذي حدث بي بعد الحال الأوسط أن يكون أحاط بعملي. ثم أوصى -رضي الله عنه- أنه إذا مات لا تتبعه نائحة، والنائحة: هي المرأة التي تنوح على الميت، وتبكي عليه بكاء يشبه نوح الحمام، وأمر -رضي الله عنه- إذا دفنوه أن يبقوا عند قبره قدر ما ينحر واحد من الإبل، ويقسم لحمه، حتى يراجع رسل ربه وهم الملائكة الذين يأتون إلى الميت إذا دفن، فإن الميت إذا دفن يأتيه ملكان ويجلسانه في قبره، ويسألانه ثلاثة أسئلة: يقولان من ربك؟ وما دينك؟ ومن نبيك؟. فأمر عمرو بن العاص -رضي الله عنه- أهله أن يقيموا عليه قدر ما تنحر الجزور ويقسم لحمها؛ ليستأنس بهم، وهذا يدل على أن الميت يحس بأهله، وقد ثبت عن النبي -عليه الصلاة والسلام- أن الميت يسمع قرع نعالهم إذا انصرفوا من دفنه، قرع النعال الخفي يسمعه الميت إذا انصرفوا من دفنه. وقد ثبت عن النبي -صلى الله عليه وسلم- في حديث حسن أنه كان إذا دفن الميت وقف عليه، وقال:

کل تک وہ آپ سے سب سے زیادہ بغض کرنے والے تھے اور آپ کو قتل کرنے کے خواہش مند تھے اور اب وہ آپ کے جلال کی وجہ سے آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ بھی نہیں سکتے، اور نہ ہی آپ کی صفات بیان کر سکتے ہیں اس لیے کہ آپ ﷺ کے خوف سے آپ کو پوری طرح دیکھا ہی نہیں، جو پوری طرح ادراک کر سکیں۔ حضرت عمرو فرماتے ہیں کہ اگر میں پہلی حالت پر مرتا تو جہنمی ہوتا۔ کہتے تھے اگر میں دوسری حالت پر مرتا تو مجھے اپنے جنتی ہونے کی امید تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی احتیاط کو دیکھیے کہ فرمایا اگر پہلی حالت پر مرتا تو یقیناً جہنمی ہوتا اور اگر دوسری حالت پر مرتا تو مجھے اپنے جنتی ہونے کی امید تھی۔ یہ نہیں کہا کہ میں جنتی ہوتا۔ اس لیے کہ جنتی ہونے کی گواہی دینا بہت سخت ہے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے امارت اور قیادت کے بہت سارے امور سنبھالے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی لڑائیوں میں کچھ واقعات پیش آئے۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ معروف تھا کہ عرب کے ذہین وفطین شخص ہیں، اور فرماتے کہ: مجھے دوسری حالت کے بعد خوف ہے کہ کہیں میرے اعمال کا احاطہ نہ کیا جائے۔ پھر انہوں نے نصیحت کی کہ ان کی موت کے بعد کوئی عورت نوحہ نہ کرے۔ النائحۃ: وہ عورت جو میت پر نوحہ کرتی ہے اور اس پر نوحہ خواں کبوتر کی طرح خوب روتی ہے۔ اور حکم دیا کہ انہیں دفن کرنے کے بعد اتنی مقدار قبر پر رُکے رہنا جتنی مقدار میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جا سکے، تاکہ اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے آجائیں جو مُردے کو دفنانے کے بعد آتے ہیں۔ مُردے کو دفنانے کے بعد دو فرشتے آکر اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے تین سوال کرتے ہیں؛ تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ اور تمہارا نبی کون ہے؟ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے اہلِ خانہ کو اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کرنے کی مقدار ٹھہرنے کا حکم فرمایا تاکہ وہ ان کی وجہ سے مانوس رہے۔ یہ اس بات پر دلالت ہے کہ مُردہ قبر میں اپنے گھر والوں کو محسوس کرتا ہے۔ آپ ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ لوگ جب مُردے کو دفنا کر واپس لوٹتے ہیں تو مُردہ لوگوں کے قدموں کی آہٹ سنتا ہے۔ آپ ﷺ سے حسن درجے کی حدیث میں یہ منقول ہے کہ مُردے کو دفنانے کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ ''اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے ثابت قدمی مانگو کیونکہ اب اس سے سوال کیا جائے گا''۔ لہٰذا میت کو دفنانے کے بعد اس کی قبر پر کھڑے ہو کر تین دفعہ اللھم ثبتہ اور تین دفعہ اللھم اغفر لہ کہے۔ کیونکہ آپ ﷺ جب سلام کرتے تو تین دفعہ کرتے اور جب دعا کرتے تو بھی تین دفعہ کرتے۔ خلاصہ یہ کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے آپ کو جنت کی خوشخبری سنائی ہے۔ یہ خیر کی بشارت اور مبارک باد ہے۔

"استغفروا لأخيكم، واسألوا له التثبيت؛ فإنه الآن يسأل"، فيستحب إذا دفن الميت أن يقف الإنسان على قبره ويقول: اللَّهُمَّ ثبته، اللَّهُمَّ ثبته، اللَّهُمَّ ثبته، اللَّهُمَّ اغفر له، اللَّهُمَّ اغفر له، اللَّهُمَّ اغفر له؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا سلم سلم ثلاثا، وإذا دعا دعا ثلاثًا. الحاصل أن ابن عمرو بن العاص قال له: بشرك النبي -صلى الله عليه وسلم- بالجنة، وهذا من باب البشارة بالخير والتهنئة به.

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > حمل الميت ودفنه
الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الأعمال الصالحة
السيرة والتاريخ > التاريخ > التراجم وسير الأعلام

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عمرو بن العاص -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- سِيَاقَة الموت : حال حضور الموت.
- أطْبَاق : أحوال.
- فَلِأُبَايِعُك : أعاقدك وأعاهدك.
- النائحة : هي التي تعدد أوصاف الميت، وتبكي بصوت، وتنوح عليه.
- فشُـنُّوا : صبُّوه قليلا قليلا.
- الجَزُور : ما يصلح لأن يذبح من الإبل.
- أُرَاجِع : أجاوب وأجادل.
- اسْتَمْكَنت : تمكَّنتُ وقَدِرت.
- أتيت النبي : جئته وذلك سنة سبع من الهجرة، بعد عمرة القضاء.
- أُطِيق : أقدر.
- وَلِينا أشياء : كُلِّفنا بأعمال.
- أَسْتَأْنِس : أشعر بالأنس.

فوائد الحديث:

١. جواز البكاء عند الاحتضار، رجاء عفو الله، واتعاظ الأحياء الحاضرين.
٢. في هذا الحديث: أن المؤمن لا تفارقه خشية الله ولو عمل من الصالحات ما عمل، كما قال -تعالى-: "والذين يؤتون ما آتوا وقلوبهم وجلة أنهم إلى ربهم راجعون" [المؤمنون (60)].
٣. استحباب ذكر أحسن أعمال المحتضر عنده؛ ليحسن ظنه بالله -تعالى- ويموت عليه.
٤. تطييب نفس المحتضر وتبشيره برحمة الله وعفوه.
٥. استحباب تنبيه المحتضر على إحسان ظنه بالله -سبحانه وتعالى-، وذكر آيات الرجاء، وأحاديث العفو عنده، وتبشيره بما أعده الله -تعالى- للمسلمين.
٦. أن الكافر إذا أسلم لا يسأل عما مضى من الذنوب.
٧. عِظَم موقع الإسلام والهجرة والحج، وأن كل واحد منها يهدم ما قبله من المعاصي.
٨. أن الهجرة والحج والصلاة تكفر الصغائر من الذنوب، وأن الكبائر تكفرها التوبة بشروطها.
٩. إجلال الصحابة -رضي الله عنهم- لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- وحبهم له.

١٠. حرمة النياحة على الميت، واتباع جنازته بنار.

١١. امتثال نهي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من عدم اتباعه بنائحة ولا نار.

١٢. استحباب الوصية قبل الموت.

١٣. استئناس الميت بدعاء إخوانه وأهله له عند قبره.

١٤. إثبات فتنة القبر، وسؤال الملكين.

١٥. استحباب المكث عند القبر مدة قصيرة؛ للدعاء والاستغفار للميت.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3446)

أما هذا فقد ملأ يده من الخير

٥٣٦. الحديث:

عن عبد الله بن أبي أوفى -رضي الله عنه- قال: جاء رجل إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: إني لا أستطيع أن آخذ من القرآن شيئا فَعَلِّمْنِي ما يُجْزِئُنِي منه، قال: "قل: سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم"، قال: يا رسول الله، هذا لله -عز وجل- فما لي، قال: قل: اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي. فلما قام قال: هكذا بيده فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أما هذا فقد ملأ يده من الخير».

درجة الحديث: حسن

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف حكم من لم يستطع حفظ شيء من القرآن كيف يصلي؟ حيث أرشد النبي -صلى الله عليه وسلم- الأعرابي الذي لم يستطع حفظ شيء من القرآن، بقول سبحان الله أي: ننزهه عن كل نقص، والحمد لله، ولا إله إلا الله أي لا معبود بحق إلا الله، والله أكبر، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم، أي: لا يستطيع أحد أن يتحول من حال إلى حال أخرى إلا بالله، وحينما طلب الأعرابي دعاءً يقوله في الصلاة أرشده لقول هذه الدعوات الجامعة لخير الدنيا والآخرة، حيث يقول "اللَّهُمَّ ارحمني وارزقني وعافني واهدني"، وبين الرسول -صلى الله عليه وسلم- عظم هذه الأدعية والأذكار بقوله عن الأعرابي الذي أخذ بها: «أما هذا فقد ملأ يده من الخير» يعني أصاب خيرا عظيما.

اس نے اپنے ہاتھ خیر سے بھر لیے ہیں۔

٥٣٦. حدیث :

ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر کہنے لگا : میں قرآن مجید میں سے کچھ بھی یاد نہیں کر سکتا، مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیجیے، جو مجھے قرآن مجید کی جگہ کافی ہو سکے۔ آپ نے فرمایا : ”تم سبحان اللہ، والحمدللہ، ولا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہو۔" (ترجمہ : اللہ پاک ہے، اسی کی تعریف ہے، اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے اور برائیوں سے بچنا اور نیکی کی توفیق ملنا اللہ کے سوا کسی سے ممکن نہیں۔ وہ عالی ہے، عظمت والا ہے) پڑھ لیا کرو۔“ کہنے لگا : اے اللہ کے رسول! یہ تو اللہ کے لیے ہوا، میرے لیے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ”کہا کرو «اللهم ارحمني وارزقني وعافني واهدني» (ترجمہ : اے اللہ! مجھ پر رحم فرما، مجھے رزق دے، راحت و عافیت سے نواز اور ہدایت سے سرفراز فرما۔) جب وہ کھڑا ہوا تو اپنے ہاتھوں سے ایسے اشارہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "اس نے اپنے ہاتھ خیر سے بھر لیے ہیں“۔

حدیث کا درجہ : حَسَن

اجمالی معنی :

یہ حدیث ایسے شخص کے لیے نماز کا طریقہ بتا رہی ہے، جو قرآن بالکل یاد نہ کر سکتا ہو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی کی رہ نمائی فرمائی، جو قرآن کریم میں سے کچھ بھی یاد کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا کہ وہ سبحان اللہ، (اللہ ہر عیب سے پاک ہے) والحمدللہ (سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں) ولا الٰہ الا اللہ، (یعنی معبود برحق اگر کوئی ہے، تو وہ صرف اللہ ہے) واللہ اکبر، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (اللہ سب سے بڑا ہے اور اس کے سوا کسی میں بھی یہ طاقت نہیں کہ کسی کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف لے جائے) پڑھ لیا کرے۔ جب اس اعرابی نے یہ پوچھا کہ وہ نماز میں اپنے لیے کون سی دعا کرے؟ تو اسے دنیا و آخرت کی بھلائیوں پر مشتمل اس دعا کی رہ نمائی فرمائی : "اللهم ارحمني وارزقني وعافني واهدني" (اے اللہ! مجھ پر رحم فرما، مجھے رزق دے، راحت و عافیت سے نواز اور ہدایت سے سرفراز فرما۔) رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا سیکھنے والے صحابی کے حق میں یہ فرما کر ان دعاؤں اور اذکار کی اہمیت جتلا دی کہ : "أما هذا فقد ملأ يده من الخير» یعنی اس نے خیر سے اپنا دامن بھر لیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أذكار الصلاة

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.
التخريج: عَبْدُ اللهِ بنُ أبي أوفى -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- سبحان الله : التسبيح في اللغة: التنزيه، ومعنى "سبحان الله": تنزيه الله -تعالى- من النقائص.
- الحمدلله : الحمد: هو الثناء على المحمود بجميل صفاته وأفعاله، ونقيض الحمد الذم.
- لا إله إلاَّ الله : "لا" نافية لكل معبود بحقٍّ، "إلاَّ الله"، إثبات حصر الألوهية.
- الله اكبر : إطلاقه يفيد العموم، فإنَّه أكبر من كل شيء.
- ولاحول ولا قوة الا بالله : معنى الحول: القدرةُ على التصرف، ومنه: لا تحول عن معصية الله إلى طاعته إلاَّ به.ومعنى القوة: الطاقة.

فوائد الحديث:

١. فضل هذا الذكر الجليل؛ حيث قام مقام فاتحة الكتاب، التي هي أعظم سورة في القرآن، فقد قدِّم على سائر الأذكار في هذا المقام العظيم.
٢. يسر الشريعة وسماحتها، فالمسلم لا يكلف أكثر مما يقدر عليه، وإذا عجز عن باب خير فتح الله -تعالى- له بابًا آخر؛ ليكمل ثوابه، ويصل إلى ما قدر الله له من منزلة.
٣. أن الصلاة لا تسقط بحال من الأحوال، وتصلى على حسب الاستطاعة.
٤. الأصل أن قراءة الفاتحة ركنٌ في كل ركعة من الصلاة، لا تصح الصلاة بدونه، إلاَّ أنَّ القاعدة الشرعية أنَّ الواجبات تسقط بالعجز عنها، إما إلى بدل، أو غير بدل.
٥. أنَّ الذي لا يحسن الفاتحة ولا بعضها، فإنه يأتي بالذكر الوارد في الحديث، ويكفي عنها؛ تيسيرًا وتسهيلاً على العباد.
٦. هذه الجمل الكريمة تشتمل على تنزيه الله -تعالى- عن النقائص والعيوب، وإثبات نقيضها من المحامد والكمال المطلق، ونفي الشريك له في ذاته، وصفاته، وأفعاله، وألوهيته، وربوبيته.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. مشكاة المصابيح، ولي الدين محمد الخطيب التبريزي. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ ١٤٣٢هـ.

الرقم الموحد: (10915)

أما يخشى الذي يرفع رأسه قبل الإمام أن يحول الله رأسه رأس حمار, أو يجعل صورته صورة حمار؟	وہ آدمی جوامام سے پہلے (رکوع و سجود سے) سر اٹھا لیتا ہے کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کے سر میں یا اس کی شکل کو گدھے کی شکل میں تبدیل کر دے؟
٥٣٧. الحديث: عن أبي هريرة -رضي الله عنه- مرفوعاً: «أما يخشى الذي يرفع رأسه قبل الإمام أن يُحَوِّلَ الله رأسه رأس حمار، أو يجعل صورته صُورة حمار؟».	**٥٣٧. حدیث:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ''وہ شخص جو امام سے پہلے (رکوع و سجود میں) سر اٹھا لیتا ہے کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کے سر میں یا اس کی شکل کو گدھے کی شکل میں تبدیل کر دے؟''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: إنَّما جعل الإمام في الصلاة ليُقتدى به ويؤتم به، بحيث تقع تنقلات المأموم بعد تنقلاته، وبهذا تحقق المتابعة، فإذا سابقه المأموم، فاتت المقاصد المطلوبة من الإمامة، لذا جاء هذا الوعيد الشديد على من يرفع رأسه قبل إمامه، بأن يجعل الله رأسه رأس حمار، أو يجعل صورته صورة حمار، بحيث يمسخ رأسه من أحسن صورة إلى أقبح صورة، جزاء لهذا العضو الذي حصل منه الرفع والإخلال بالصلاة.	**اجمالی معنیٰ:** نماز میں امام کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس کی اقتداء اور اس کی پیروی کی جائے بایں طور کہ مقتدی کی نقل و حرکت اس کی نقل و حرکت کے بعد واقع ہو۔ اور اس سے امام کی پیروی حاصل ہوتی ہے۔ پس اگر مقتدی اس سے پیش قدمی کر لے تو اس سے امامت کے مطلوبہ مقاصد فوت ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس شخص کے بارے میں یہ سخت وعید آئی ہے جو امام سے پہلے اپنا سر اٹھا لیتا ہے کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کے سر میں یا اس کی شکل کو گدھے کی شکل میں تبدیل کر دے، بایں طور کہ اس کے سر کو بہترین صورت سے بدترین صورت میں مسخ کر دے تاکہ یہ عضو جو پہلے اٹھا ہے اور جس نے نماز میں خلل ڈالا ہے اس کو اس کے کیے کی سزا مل سکے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام الإمام والمأموم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أَمَا : استفهام توبيخ.
- يَخْشَى : يخاف، والمعنى: فليخف؛ لأنَّ الغرض من الاستفهام هنا الإشعار بالنهي عن رفع الرأس قبل الإمام.
- أَو يَجْعَلَ صُورَتَهُ : أو للشك من الراوي والفرق بين هذه الجملة والجملة الأولى السابقة: أنَّ هذه عامَّة في الجسد كُلِّه، والأولى خاصة في جزء منه وهو الرأس.

فوائد الحديث:

١. تحريم رفع الرأس في السجود قبل الإمام والوعيد فيه دليل على منعه، إذ لا وعيد إلا على محرم وقد أوعد عليه بالمسخ وهو من أشد العقوبات.

٢. يلحق بذلك مسابقة الإمام في كل تنقلات الصلاة وهذا من باب القياس.

٣. وجوب متابعة المأموم للإمام في الصلاة.

٤. توعُّد المسابق بالمسخ إلى صورة الحمار، لما بينه وبين الحمار من المناسبة والشبه في البلادة والغباء، لأن المسابق إذا كان يعلم أنه لن ينصرف من الصلاة قبل إمامه، فليس هناك فائدة في المسابقة، فدل على غبائه وضعف عقله.

٥. تدل مسابقة الإمام على الرغبة في استعجال الخروج من الصلاة، وذلك مرض دواؤه أن يتذكر صاحبه أنه لن يسلم قبل الإمام.

٦. الوعيد بتغيير صورة من يرفع رأسه قبل الإمام إلى صورة حمار أمر ممكن، وهو من المسخ، ويحتمل أن يرجع المعنى من تحويل الصورة إلى تحويل الطبيعة وذلك بأن يصبح بليدا كالحمار.
٧. كمال شفقة النبي -صلى الله عليه وسلم- على أمته، وبيانه لهم الأحكام وما يترتب عليها من الثواب والعقاب.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١ه. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦ه. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3086)

أمر بلال أن يشفع الأذان، ويوتر الإقامة

بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اذان کے کلمات کو دو دو دفعہ اور اقامت کے کلمات کو ایک ایک دفعہ کہیں۔

٥٣٨. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- مرفوعاً: «أُمِر بِلَال أن يَشفَع الأَذَان، ويُوتِر الإقَامَة».

٥٣٨. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اذان کے کلمات کو دو دو دفعہ اور اقامت کے کلمات کو ایک ایک دفعہ کہیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- مؤذنه بلالا -رضي الله عنه- أن يشفع الآذان لأنه لإعلام الغائبين، فيأتي بألفاظه مثنى، وهذا عدا (التكبير) في أوله، فقد ثبت تربيعه و(كلمة التوحيد) في آخره، فقد ثبت إفرادها،كما أمر بلالا أيضا أن يوتر الإقامة، لأنها لتنبيه الحاضرين، وذلك بأن يأتي بجملها مرة مرة، وهذا عدا (التكبير)، و"قد قامت الصلاة" فقد ثبت تثنيتهما فيها.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے اپنے مؤذن بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اذان کے کلمات کو دوہرا کر کہیں، کیونکہ یہ غیر موجود لوگوں کو باخبر کرنے کے لیے ہوتی ہے، اس لیے اس کے الفاظ کو دو دو دفعہ کہیں۔ ماسوا شروع والی تکبیر کے؛ کیوں کہ اسے چار دفعہ کہنا ثابت ہے اور سوائے آخر میں بولے جانے والے کلمہ توحید کے؛ کیوں کہ اسے ایک دفعہ کہنا ثابت ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اقامت کو اکہرا کہیں؛ کیوں کہ یہ موجود لوگوں کو متنبہ کرنے کے لیے ہوتی ہے، بایں طور کہ اس کے جملوں کو ایک ایک دفعہ کہیں، سوائے تکبیر اور "قد قامت الصلوۃ" کے؛ کیوں کہ انھیں دو دو دفعہ کہنا ثابت ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > الأذان والإقامة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أُمِر بِلَال : أمره النبي -صلى الله عليه وسلم-، والأمر طلب الفعل ممن دون الطالب.
- أن يَشفَع الأَذَان : يأتي بألفاظه شفعا، أي مثنى والمثنى مرتان.
- ويُوتِر الإقَامَة : يأتي بألفاظها وترا، وهو عكس الشفع.
- الأذان : في اللغة: الإعلام، في الشرع: الإعلام بحضور وقت فعل الصلاة بذكر مخصوص.

فوائد الحديث:

١. الأذان والإقامة فرض كفاية، لدلالة الأمر الصادر من النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ فإنَّ الصيغة تقتضي رفع الحديث.
٢. استحباب شفع الأذان وإيتار الإقامة من غير وجوب لوجود أدلة أخرى على غير هذه الصيغة.
٣. شدَّة الاهتمام بالأذان على الإقامة؛ لكونه نداء للبعيد.
٤. المراد بشفع الأذان ماعدا التكبيرات الأربع في أوله، وكلمة التوحيد في آخره، لوجود أدلة أخرى.
٥. المراد بوتر الإقامة ماعدا التكبيرتين في أولها و[قد قامت الصلاة]، فإنهما مشفوعتان لتخصيصهما بأدلة أخر.
٦. حكمة شفع الأذان؛ ليتحقق سماع البعيدين الغائبين.
٧. الحكمة من إيتَار الإقامة؛ لأنها للحاضرين في الأصل، ولغيرهم بالتبعية.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3307)

أمر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ببناء المساجد في الدور، وأن تنظف	رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مسجد بنانے اور انھیں صاف رکھنے کا حکم دیا ہے۔
٥٣٩. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: أَمَر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بِبناء المساجد في الدُّورِ، وأن تُنظَّف، وتُطيَّب.	**٥٣٩. حدیث:** اُمُّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مسجد بنانے، انھیں صاف رکھنے اور خوشبو سے بسانے کا حکم دیا ہے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: أَمَر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن تبنى المساجد في الأحياء، بمعنى أن كل حَيّ يكون فيه مسجد، وأن تُطَهَّر فيزال عنها الأوسَاخ والقَذر، وتُصان وتُحفظ، وتجعل فيها الروائح الطيبة من البخور وغيره مما له رائحة طيبة.	**اجمالی معنی:** رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ محلوں میں مسجدیں بنائی جائیں بایں طورکہ ہر محلے میں ایک مسجد ہو اور انہیں گندگیوں سے پاک صاف رکھا جائے، ان کی نگہبانی اور حفاظت کی جائے اور ان میں بخور وغیرہ جیسی عمدہ قسم کی خوشبوؤں کا انتظام کیا جائے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد

الدعوة والحسبة > الثقافة الإسلامية > الحضارة الإسلامية

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الدُّورِ : جمع دار، والمراد به: الحي، قال -تعالى-: (سأريكم دار الفاسقين).

فوائد الحديث:

١. مشروعية بناء المساجد في الأحياء، ما لم تقع على وجه المُضَارة.

٢. مشروعية تهيئة المساجد للمصلِّين، وذلك بتنظيفها من القَذَارات والأوساخ والأتربة، قال الله -تعالى-: (أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ).

٣. ضرورة احترام المساجد وصَونها عن كل ما يُلَوِّثها، ويؤيده نهيه -صلى الله عليه وسلم- عن البُصاق في المسجد.

٤. مشروعية تطييب المساجد وتحسين رائحتها؛ لأن في ذلك انشراح للصدر، وأدْعَى لإطالة البَقاء فيها، والمداومة على التَّردد عليها.

٥. فيه الإشارة إلى استحباب إقامة شخص يَقُم على المسجد، بتنظيفه وتبخيره، فعن أبي هريرة -رضي الله عنه- (أن امرأة سوداء كانت تَقُم المسجد). متفق عليه، لكن لا يعني هذا أن تنظيفها يُقتصر عليه، بل كل من وجد قذرا أو وسخا أو نحو ذلك أزاله وفيه أجر، (عُرضت علي أجور أمتي، حتى القذاة يخرجها الرجل من المسجد). رواه أبو داود من حديث أنس -رضي الله عنه.-

٦. فيه حرص الشريعة الإسلامية على الاجتماع ونَبذ الفُرقة؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- أمر ببناء المساجد في الأحياء، ومن مقاصده اجتماع أهل الحيِّ كل يوم تحت سقف واحد، لا شك أن هذا باعث لجمع القلوب، ونشر الألفة والحث على التعاون على البر والتقوى.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ ١٩٧٥م. سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني،

تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. مشكاة المصابيح، محمد ناصر الدين الألباني، نشر: المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٩٨٥م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، علي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢م. تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفورى، دار الكتب العلمية، بيروت. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. شرح سنن أبي داود، عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية.

الرقم الموحد: (10885)

أمرت أن أسجد على سبعة أعظم على الجبهة، وأشار بيده على أنفه واليدين والركبتين، وأطراف القدمين ولا نكفت الثياب والشعر

٥٤٠. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «أُمِرْت أن أَسْجُد على سَبْعَة أَعَظُم على الجَبْهَة، وأشار بِيَده على أَنْفِه واليَدَين والرُّكبَتَين، وأَطْرَاف القَدَمين ولا نَكْفِتَ الثِّياب والشَّعر».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

معنى حديث :"أُمِرْت أن أَسْجُد" وفي رواية "أُمرنا"، وفي رواية: "أَمَر النبي -صلى الله عليه وسلم-"؛ والثلاث الروايات كلها للبخاري، والقاعدة الشرعية أنَّ ما أُمِرَ به النبي -صلى الله عليه وسلم- فهو أمرٌ عامٌّ له ولأمته؛ "على سَبْعَة أَعَظُم" أي: أُمِرت أن أسجد على سَبعة أعْضَاء، فالمراد بالأعَظُم: أعضاء السُّجود كما جاء مفسرا في الرواية الأخرى، ثم فسَّرها بقوله: "على الجَبْهَة" أي أُمِرت بالسُّجود على الجَبَهة، مع الأنْف كما يدل عليه قوله: "وأشار بِيَدِه على أنْفِه"، أي أشار إلى أنْفِه ليُبَيِّن أنَّهما عُضو واحد. "واليَدَين" أي وعلى باطِن الكَفَّين، كما هو المُراد عند الإطلاق، "والرُّكبَتَين وأطْرَاف القَدَمين" أي: وأُمِرت أن أسْجُد على الرُّكبتين وعلى أطراف أصابِع القَدَمَين وفي حديث أَبي حُميد السَّاعدي -رضي الله عنه- في باب صفة الصلاة بلفظ: (واسْتَقبل بأصابع رِجْلَيه القِبْلَة) أي وهو ساجد. "ولا نَكْفِتَ الثِّياب والشَّعر" والكَفْت: الجمع والضَّم، والمعنى: لا نَضُم ولا نَجمع الثِّياب والشَّعر من الانتشار عند الرُّكوع والسُّجود، بل نترك الأمر على حاله حتى يقعا على الأرض ليَسجد بجميع الأعضاء والثِّياب والشَّعر.

مجھے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔ پیشانی پر اور اپنے ہاتھ سے ناک کی طرف اشارہ کیا اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر۔ اور یہ کہ ہم اپنے کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔

٥٤٠. حدیث:

ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’مجھے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔ پیشانی پر اور اپنے ہاتھ سے ناک کی طرف اشارہ کیا اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر اور یہ کہ ہم اپنے کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں‘‘۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

حدیث کا مطلب: "اُمِرتُ اَن اَسجُد" ایک روایت میں ہے "اُمرنا" اور ایک روایت میں ہے "اَمَر النبی۔صلی اللہ علیہ وسلم۔"۔ تینوں روایتیں بخاری کی ہیں۔ شرعی قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز کا حکم آپ ﷺ کو دیا جائے وہ حکم آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے لیے عام ہوتا ہے۔ "علی سَبعَۃِ اَعظُم" یعنی مجھے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ الاَعظُم سے مراد سجدے کے اعضاء ہیں جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کی تفسیر فرمائی: "علی الجَبہَۃ" یعنی مجھے پیشانی پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، پیشانی کے ساتھ ناک بھی شامل ہے جیسا کہ "واَشار بِیَدِہ علی اَنفِہ" یعنی آپ ﷺ نے ناک کی طرف اشارہ فرمایا تاکہ وضاحت کریں کہ پیشانی اور ناک دونوں ایک ہی عضو ہیں۔ "والیَدَین" یعنی دونوں ہاتھوں کے باطن پر۔ یدین مطلق بولے جانے کے وقت یہی مُراد ہوتا ہے۔ "والرُّکبَتَین واَطراف القَدَمین" یعنی مجھے دونوں گھٹنوں اور پاؤں کے پنجوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ باب صفۃ الصلاۃ میں ابو حُمید ساعدی کی حدیث ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے (واستَقبَل بَاَصابع رِجلَیہ القِبلَۃ) یعنی حالتِ سجدہ میں آپ ﷺ کے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ تھی۔ "ولا نَکفِتَ الثِّیاب والشَّعر"۔ الکَفت: کا معنی ہے ضم کرنا اور سمیٹنا، مطلب یہ ہے کہ رکوع اور سجدے کے وقت کپڑے اور بال بکھرنے کی صورت میں ہم انہیں نہیں سمیٹتے تھے، بلکہ ہم انہیں اپنی حال پر چھوڑ دیتے تھے اور زمین پر دونوں گر پڑتے، تاکہ تمام اعضاء کپڑوں اور بالوں کے ساتھ سجدہ کریں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أعَظُم : أعضاء السُّجود.
- اليَدَيْن : الكفَّين، كما هو المُراد عند الإطلاق.
- الرُّكبَتَين : الرُّكبتان: مَفصل ما بَيْن السَّاق والفَخِذ.
- ولا نَكْفِت : الكَفت: الجَمع والضَّم.

فوائد الحديث:

١. وجوب السُّجود في الصلاة على الأعَضاء السَّبعة؛ لأن الأصل في الأمر الوجوب.

٢. أنه لا يجزئ السَّجود على الجَبَهة دون الأنف أو الأنْف دون الجَبهة؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- لما ذَكر الجَبَهة أشار إلى الأنْف.

٣. وجوب السُّجود على العُضو جَميعه، ولا يَكفي بَعض ذلك، والجَبهة يَضع منها على الأرض ما أمْكَنه.

٤. ظاهره أنه لا يجب كَشف شيء من هذه الأعضاء؛ لأن مُسمى السُّجود عليها يصدق بوضْعِها من دون كَشْفِها، ولا خلاف أن كشف الرُّكبتين غير واجب، لما يخاف من كَشْف العورة، وكذا القَدَمين لجواز الصلاة بالخُفْين.

٥. كراهية كَفْت الثَّوب في الصلاة.

٦. كراهية عَقْص الشَّعر وعقده خلف القَفَا، سواء تَعمده للصلاة أَمْ كان كذلك قبل الصلاة وفعلها لمعنى آخر وصلَّى على حاله بغير ضرورة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧هـ٢٠٠٦ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. منار القاري، تأليف: حمزة محمد قاسم، الناشر: مكتبة دار البيان، عام النشر: ١٤١٠ هـ.

الرقم الموحد: (10925)

أمرنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن نخرج في العيدين الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ، وأمر الحُيَّض أن يَعْتَزِلْنَ مُصلّى المسلمين

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عیدین (کی نماز) کے لیے بالغ اور پردہ نشین عورتوں کو لے کر جائیں اور حکم دیا کہ حیض والی عورتیں مسلمانوں کی نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔

٥٤١. الحديث:

عن أم عَطيَّة نُسَيْبة الأنصارية -رضي الله عنها- قالت: «أَمَرَنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن نُخْرِج في العيدين الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ، وأَمَرَ الحُيَّض أن يَعْتَزِلْنَ مُصلّى المسلمين». وفي لفظ: «كنا نُؤمر أن نَخْرُجَ يوم العيد، حتى نُخْرِجَ الْبِكْرَ من خِدْرِهَا، حَتَّى تخرجَ الْحُيَّضُ، فَيُكَبِّرْنَ بتكبيرهم ويدعون بدعائهم، يرجون بَرَكَة ذلك اليوم وطُهْرَتَهُ».

٥٤١. حدیث:

ام عطیہ نسیبہ انصاریہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں: "رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عیدین (کی نماز) کے لیے بالغ اور پردہ نشین عورتوں کو لے کر جائیں اور حکم دیا کہ حیض والی عورتیں مسلمانوں کی نماز کی جگہ سے الگ رہیں"۔ ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں: "ہمیں حکم تھا کہ ہم سب عید کے دن عیدگاہ میں آئیں، یہاں تک کہ ہم کنواری لڑکیوں کو بھی ساتھ لے جاتے اور حیض والی عورتوں کو بھی۔ جب مرد تکبیر کہتے تو یہ بھی کہتیں اور جب وہ دعا کرتے تو یہ بھی کرتیں اور اس دن کی برکت اور پاکیزگی کو پانے کی امیدوار رہتیں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يوم عيد الفطر ويوم عيد الأضحى من الأيام المفضلة، التي يظهر فيها شعار الإسلام وتتجلى أخوة المسلمين باجتماعهم وتراصّهم، كل أهل بلد يلتمون في صعيد واحد إظهاراً لوحدتهم، وتآلفِ قلوبهم، واجتماع كلمتهم على نصرة الإسلام، وإعلاء كلمة الله وإقامة ذكر الله وإظهار شعائره. لذا أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- بخروج كل النساء، حتى على الفتيات المستورات في بيوتهن، والنساء الحُيَّض، على أن يكن في ناحية بعيدة عن المصلين، ليشهدن الخير ودعوة المسلمين فيحصل لهن مِن خير ذلك المشهد، ويصيبهن من بركته، ومن رحمة الله ورضوانه، ولتكون الرحمة والقبول أقرب إليهم. وصلاة العيدين فرض كفاية.

اجمالی معنی:

متفق علیہ

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > صلاة العيدين

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أم عطية نُسيبة بنت الحارث الأنصارية -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- في العيدين : في صلاة العيد أو في يوم العيد للصلاة، والعيدان هما الفطر والأضحى.

• الْعَوَاتِق : جمع "عاتق" المرأة الشابة أول ما تبلغ.
• ذوات : صاحبات.
• الْخُدُورِ : جمع خِدْر وهو الستر، وهو جانب من البيت، يجعل عليه سترة، يكون للجارية البكر.
• الحُيَّض : جمع حائض وهي التي أصابها الحيض.
• يَعْتَزِلْنَ مُصلّى المسلمين : يتنحين عنه، ومصلى المسلمين هنا مكان صلاتهم في العيد.
• كنا نؤمر : يأمرنا النبي -صلى الله عليه وسلم.-
• البِكْر : الأنثى التي لم يصبها أو يمسها الرجل.
• فَيُكَبِّرْنَ : أي الحُيَّض أي يقلن الله أكبر.
• بتكبيرهم : أي بمثل تكبير الناس.
• يدعون : أي الحُيَّض يسألن الله.
• بدعائهم : بمثل دعاء الناس.
• يرجون : أي الحُيَّض أو جميع المصلين.
• بركة : خيره الكثير الدائم.
• طُهْرَتَهُ : أي حصول تطهير الذنوب فيه.

فوائد الحديث:

١. مشروعية صلاة العيد للنساء، على شرط ألا يخرجن متبرجات متعطرات لورود النهي عن ذلك.
٢. صلاة العيدين فرض كفاية.
٣. وجوب اجتناب الحائض المسجد؛ لئلا تلوثه.
٤. أن مصلى العيد له حكم المساجد وإن لم يحوط.
٥. أن الحائض غير ممنوعة من الدعاء وذكر الله -تعالى.-
٦. فضل يوم العيد وكونه مرجوًّا لإجابة الدعاء.
٧. مشروعية التكبير في مصلى العيد والجهر به.
٨. الاهتمام بتكثير الحاضرين في العيد للدعاء والذكر.
٩. من طريقة نساء الصحابة تستر الأبكار ونحوهن في البيوت وعدم خروجهن.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٦ م. تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة، الامارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري.، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (7200)

أمرني رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن أقوم على بدنه، وأن أتصدق بلحمها وجلودها وأجلتها، وأن لا أعطي الجزار منها شيئًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے قربانی کے اونٹوں کی نگرانی کروں اوران کے گوشت، کھالوں اور جھولوں کو صدقہ کروں، نیز ان میں سے قصاب کو بہ طور اجرت کچھ بھی نہ دوں۔

٥٤٢. الحديث:

عن علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- قال: «أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ -صلَّى الله عليه وسلَّم- أَن أَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ، وَأَن أَتَصَدَّقَ بِلَحمِهَا وَجُلُودِهَا وَأَجِلَّتِهَا، وَأَن لا أُعْطِيَ الجَزَّارَ مِنهَا شَيْئًا».

٥٤٢. حديث:

علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے قربانی کے اونٹوں کی نگرانی کروں اوران کے گوشت کھالوں اور جھولوں کو صدقہ کروں، نیز ان میں سے قصاب کو بطوراجرت کچھ بھی نہ دوں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قَدِمَ النبي -صلى الله عليه وسلم- مكة في حجة الوداع ومعه هديه وقدم علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- من اليمن، ومعه هدي، وبما أنها صدقة للفقراء والمساكين، فليس لمهديها حق التصرف بها، أو بشيء منها على طريقة المعاوضة، فقد نهاه أن يعطي جازرها منها، معاوضة له على عمله، وإنما أعطاه أجرته من غير لحمها وجلودها وأجلتها.

اجمالی معنیٰ:

نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ کی طرف چلے۔ قربانی کے جانور ساتھ تھے۔ (اسی موقعے پر) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یمن سے آئے۔ ان کے ساتھ بھی قربانی کے جانور تھے۔ چوں کہ یہ فقرا اور مساکین کے لیے صدقہ تھے، اس لیے قربانی کرنے والے کو اس میں تصرف کرنے یا اس میں سے کچھ بطور معاوضہ دینے کا حق حاصل نہیں تھا۔ چنانچہ آپ نے انھیں ذبح کرنے والے کو بطور معاوضہ اس میں سے کچھ دینے سے منع فرمایا۔ بلکہ بطور اجرت گوشت، کھال اور جھول کے علاوہ کوئی دوسری چیز دی جائے گی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > التذكية
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > الهدي والكفارات

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- بُدنِه : إِبِلِهِ التي أهداها وكانت مائة بعير.
- أَتَصَدَّقَ بِلَحمِهَا : أدفعه للفقراء.
- أَجِلَّتِها : جمع جُل هو ما يطرح على ظهر البعير، من كساء ونحوه.
- أن لا أُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا شَيْئًا : أي من لحمها عوضًا عن جزارته، والجزارة: أطراف البعير، كالرأس واليدين والرجلين ثم نقلت إلى ما يأخذه الجزار من الأجرة؛ لأنه كان يأخذ تلك الأطراف عن أجرته.

فوائد الحديث:

١. مشروعية الهدي، وأنه من فعل النبي -صلى الله عليه وسلم-.
٢. الأفضل كونه كثيرًا، عظيم النفع، فقد أهدى النبي -صلى الله عليه وسلم- مائة بدنة.
٣. الأفضل أن يتصدق بها، وبما يتبعها، من جلود وأجلة، وله أن يأكل من هدي التطوع وما أهداه في الحج بأنواعه الثلث فأقل.
٤. لا يعطى الجزار من الهدي شيئًا على سبيل المعاوضة والأجرة، أما إذا أعطي أجرته كاملة، ثم تصدق عليه صاحبها -إذا كان فقيرًا- فلا بأس.

٥. جواز التوكيل في ذبحها والتصدق بها.

٦. منع بيع شيء من الهدي كما يُمنع أن يجعل شيء من لحمها أجرة للجزار.

٧. فضل علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3065)

أميطي عنا قرامك هذا، فإنه لا تزال تصاويره تعرض في صلاتي

میرے سامنے سے اپنا یہ پردہ ہٹا دو۔ کیونکہ اس پر نقش شدہ تصاویر برابر میری نماز میں خلل انداز ہوتی رہی ہیں۔

٥٤٣. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: كان قِرَام لعائشة سَترت به جانب بَيتها، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «أَمِيطِي عنَّا قِرَامَكِ هذا، فإنه لا تَزَال تصاوِيرُه تَعْرِض في صلاتي».

٥٤٣. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رنگین باریک پردہ تھا، جسے انھوں نے اپنے گھر کے ایک حصے میں بطور پردہ لٹکا دیا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے سامنے سے اپنا یہ پردہ ہٹا دو۔ کیونکہ اس پر نقش شدہ تصاویر برابر میری نماز میں خلل انداز ہوتی رہی ہیں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان لعائشة -رضي الله عنها- ثوب رقيق من صُوف ذِي ألوان ونُقوش, تستر به فَتحة كانت في حُجرتها, فأمرها النبي -صلى الله عليه وسلم- بإزالته ووضّح لها سبب ذلك وأن نقوشه وألوانه لا تزال تظهر أمام عينيه في الصلاة فخاف أن تشغله عن كَمَال حضُور القلب في الصلاة، وتَدَبّر أذكارها وتلاوتها ومَقَاصِدها من الانقياد والخضوع لله -تعالى-.

اجمالی معنی:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک باریک اونی کپڑا تھا، جو مختلف رنگ اور نقش ونگار والا تھا، اس کے ذریعے عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرے کے سوراخ کو بند کردیتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہٹانے کا حکم دیا اور اس کا سبب بھی بیان فرمایا کہ نماز کے دوران اس کے نقوش اور رنگ مسلسل سامنے ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے آپ کو خوف ہوا کہ کہیں یہ نماز میں کامل توجہ، اس کے اذکار میں غور وفکر، اس کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور اطاعت جیسے مقاصد سے غافل نہ کردے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سنن الصلاة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- قِرَام : ثوب رقيق من صُوف ذِي ألوان ونُقوش.
- أَمِيطِي : أزيلي.
- تَصاوِيُره : ألوَانُه، وزخَارِفه، ونُقوشه.
- تَعْرِضُ : تَلُوح وتَظهر.

فوائد الحديث:

١. استحباب إزالة كل ما يُشغل المُصلِّ ويلهيه عن صلاته، من ألوان وزَخَارف تكون في قِبلته, وغير ذلك مما يُشغل.
٢. الأفضل للمُصلِّ أن يقصد الأماكن التي لا يكون بها ما يُلهيه، أو يُشغله عن صلاته، وحضور قلبه فيها.
٣. مشروعية الأمر بالمعروف والنهي عن المُنكر، بإزالة ما قَدر على إزالته، من الأمور المنافية للشرع، والمبادرة إلى ذلك.
٤. حُسن خُلق النبي -صلى الله عليه وسلم- حيث لم يزل القَرِام بنفسه؛ لأنه لو أزاله بنفسه لكان في ذلك تحزينًا لها.
٥. أن للصور والأشياء الظاهرة، تأثيرًا في القُلوب والنُّفوس الزَّكية، فضلا عمَّا دونها.
٦. كراهة زَخْرَفة المساجد وتَزويقها، وجعل الكتابات والنُّقوش فيها، مما يلْهي المُصلِّين، ويشغلهم عن تَدَبُّر صلاتهم، بِتتبع هذه النُّقوش والزَخَارف، وكذلك الصلاة على المفارش المنقوشة المُزَخرفة.

٧. أنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- يَعْرِض له ما يَعْرِض لغيره من البَشر من الخَواطر، إلاَّ أنَّها لا تتمكن منه، كما هي إلاَّ خطرات بَسيطة، حتى يعود إلى مُنَاجاة الله تعالى، والاتصال بِربِّه.

٨. أنَّ الخواطر والوساوس التي تَعْرِض للمصلِّي لا تبطل صلاته ولو كَثرت؛ لقوله: (لا تزال تَعْرِض لي في صلاتي).

٩. إضافة البيت الذي تَسكنه عائشة إليها؛ لقوله: (جَانب بيتها).

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ٢٠٠٦م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة.

الرقم الموحد: (10881)

أنَّ النَّبي -صلى الله عليه وسلم- أُتِيَ بصبي, فبال على ثوبه, فدعا بماء, فأتبَعَه إيَّاه

نبی ﷺ کے پاس ایک بچہ لایا گیا۔ اس نے آپ ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ اس پر آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور اسے اس (پیشاب کی جگہ) پر بہا دیا۔

٥٤٤. الحديث:

عن أُمِّ قَيْسِ بِنْتِ مِحْصَنٍ الأَسَدِيَّة -رضي الله عنها- «أنَّها أتَت بابن لها صغير لم يأكل الطعام إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فأجلسه في حِجْرِه, فبال على ثوبه, فدعا بماء فَنَضَحَه على ثوبه, ولم يَغْسِله». عن عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِين -رضي الله عنها- «أنَّ النَّبي -صلى الله عليه وسلم- أُتِيَ بصبي, فبال على ثوبه, فدعا بماء, فأتبَعَه إيَّاه». وفي رواية: «فَأَتْبَعَه بوله, ولم يَغسِله» .

٥٤٤. حدیث :

ام قیس بنت محصن اسدیہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ وہ اپنے چھوٹے بیٹے کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آئیں، جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اس نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ اس پر آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور اسے اپنے کپڑے پر چھڑک دیا اور اسے دھویا نہیں۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک بچہ لایا گیا۔ اس نے آپ ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ اس پر آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور اسے اس (پیشاب کی جگہ) پر بہا دیا۔ ایک اور روایت میں ہے : "آپ ﷺ نے جہاں جہاں اس کا پیشاب لگا تھا، وہاں وہاں پانی ڈال دیا اور کپڑے کو دھویا نہیں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

كان الصحابة -رضي الله عنهم- يأتون النبي -صلى الله عليه وسلم- بأطفالهم؛ لينالوا من بركته وبركة دعائه لهم، وكان -صلى الله عليه وسلم- من لطافته، وكرم أخلاقه يستقبلهم بما جبله الله عليه من البشر والسماحة، فجاءت أم قيس -رضي الله عنها- بابن لها صغير، يتغذى باللبن، ولم يصل إلى سن التغذي بغير اللبن، فمن رحمته أجلسه في حجره الكريم، فبال الصبي على ثوب النبي -صلى الله عليه وسلم-، فطلب ماء فرش مكان البول من ثوبه رشاً، ولم يغسله غسلًا، وهذا الحكم خاص بالرضيع الذكر دون الأنثى.

اجمالی معنیٰ :

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کے پاس اپنے بچے لے کر آتے تھے، تاکہ انھیں آپ ﷺ کی ذات اور آپ ﷺ کی دعا کی برکت حاصل ہو سکے۔ اپنے لطف و کرم اور اعلی اخلاق کی بنا پر آپ ﷺ ان کے ساتھ خندہ روئی اور نرم خوئی کے ساتھ پیش آتے، جو اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی فطرت میں رکھی تھی۔ چنانچہ ام قیس رضی اللہ عنہا اپنا دودھ پیتا بچہ لے کر آئیں، جس کی عمر ابھی اتنی نہیں ہوئی تھی کہ وہ دودھ کے علاوہ کوئی اور شے بطور غذا استعمال کر سکتا۔ ازراہ شفقت آپ ﷺ نے اسے اپنی گود مبارک میں بٹھا لیا۔ بچے نے آپ ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا، تو آپ ﷺ نے پانی منگوا کر کپڑے کے پیشاب کی جگہ پر چھڑک دیا اور اسے پوری طرح سے نہیں دھویا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > إزالة النجاسات

راوي الحديث: حديث أم قيس الأسدية -رضي الله عنها-: متفق عليه. حديث عائشة -رضي الله عنها-: الرواية الأولى متفق عليها، الرواية الثانية: رواها مسلم.

التخريج: أم قَيْسِ بِنْتِ مِحْصَنٍ الأَسَدِيَّةِ -رضي الله عنها-
عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما -

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- بابن لها : غير مسمى، وقد مات صغيرا.
- لم يأكل الطعام : لم يكن الطعام قوتًا له لصغره، وإنما قوته اللبن
- حِجره : حضنه.
- ثوبه : ثوب النبي -صلى الله عليه وسلم.-
- نضحه : رشه رشًّا مكان البول.
- أُتِي بصبي : جيء إليه بطفل صغير، وذلك من أجل أن يحنِّكه.
- أتبعه إيَّاه : صبَّه على بوله

فوائد الحديث:

١. الندب إلى حسن المعاشرة والتواضع والرفق بالصغار.
٢. الغسل لا بد فيه من أمر زائد على إيصال الماء.
٣. نجاسة بول الغلام وإن لم يأكل الطعام لشهوة.
٤. كفاية الرش، الذي لا يبلغ درجة الجريان، لتطهير بول الغلام.
٥. بول الغلام الصغير الذي لم يتغذ بالطعام لصغره يطهر بنضح الماء عليه بدون غسل
٦. عذرة الغلام الذي يتقوّت من لبن أمه لا بُدَّ فيها من الغسل كسائر النجاسات
٧. الأولى المبادرة بتطهير محل النجاسة؛ للمبادرة إلى التطهر من الخبث؛ ولئلاً ينسى
٨. أخلاق النبي صلى الله عليه وسلم الكريمة، وتواضعه الجم.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (3529)

أَنَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- دخل المسجد، فدخل رجل فصلَّى، ثم جاء فسلَّم على النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: ارجع فصلِّ، فإنك لم تُصَلِّ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے، تو ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، اس نے نماز پڑھی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سلام کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ پھر سے نماز پڑھو، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔

٥٤٥. الحديث:

عن أبي هُرَيْرَةَ -رضي الله عنه- «أَنَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- دخل المسجد، فدخل رجل فصلَّى، ثم جاء فسلَّم على النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: ارجع فصلِّ، فإنك لم تُصَلِّ، فرجع فصلَّى كما صلَّى، ثم جاء فسلَّم على النبي -صلى الله عليه وسلَّم- فقال: ارجع فصلِّ، فإنك لم تُصَلِّ -ثلاثا- فقال: والذي بعثك بالحق لا أُحْسِنُ غيره، فَعَلِّمْنِي، فقال: إذا قُمْتَ إلى الصلاة فَكَبِّرْ، ثم اقرأ ما تيسر من القرآن، ثم اركع حتى تَطْمَئِنَّ راكعا، ثم ارفع حتى تعتدل قائما، ثم اسجد حتى تَطْمَئِنَّ ساجدا, ثم ارفع حتى تطمئن جالسا، وافعل ذلك في صلاتك كلها».

٥٤٥. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے، تو ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ اس نے نماز پڑھی، پھر آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوٹ جاؤ، پھر نماز پڑھو، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔'' اس نے لوٹ کر (دوبارہ) نماز پڑھی جیسے پہلے پڑھی تھی، پھر آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پھر) فرمایا: ''لوٹ جاؤ، پھر نماز پڑھو، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔'' (اسی طرح) تین مرتبہ (ہوا) تو اس شخص نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے بہتر (نماز) نہیں پڑھ سکتا ہوں۔ لہٰذا آپ مجھے سکھلا دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکبیر کہو، پھر جتنا قرآن تم آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھو، پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع میں تمھیں اطمینان حاصل ہو جائے، پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں تمھیں اطمینان حاصل ہو جائے، پھر سر اٹھاؤ، یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرو۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

دخل النبي -صلى الله عليه وسلم- المسجد، فدخل رجل من الصحابة، اسمه (خَلَّاد بن رافع)، فصلى صلاة خفيفة غير تامة الأفعال والأقوال، فلما فرغ من صلاته، جاء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-، فسلم عليه فرد عليه السلام ثم قال له: ارجع فَصَلِّ، فإنك لم تصل، فرجع وعمل في صلاته الثانية كما عمل في صلاته الأولى، ثم جاء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقال له: ارجع فَصَلِّ فإنك لم تصل ثلاث مرات، فأقسم الرجل بقوله: والذي بعثك بالحق -وهو الله تعالى- ما أحسن غير ما فعلت فعَلِّمني، فعندما اشتاق إلى العلم، وتاقت نفسه إليه، وتهيأ

اجمالی معنی:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لے گئے، تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ جن کا نام خلاد بن رافع تھا، مسجد میں آئے اور ہلکی نماز پڑھی جس میں مکمل طور پر تمام اقوال وافعال کی ادائیگی نہیں کی۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا، پھر ان سے فرمایا: لوٹ جاؤ پھر نماز پڑھو، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ لوٹ گئے اور دوبارہ اسی طرح نماز پڑھی جس طرح پہلے پڑھی تھی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا: لوٹ جاؤ، پھر نماز پڑھو، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اسی طرح تین مرتبہ ہوا، تو صحابی رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں نے جس طرح نماز پڑھی ہے اس سے بہتر نہیں پڑھ سکتا۔

لقبوله وانتفى احتمال كونه ناسيا بعد طول الترديد قال له النبي -صلى الله عليه وسلم- ما معناه: إذا قمت إلى الصلاة فكبر تكبيرة الإحرام، ثم اقرأ ما تيسر من القرآن، بعد قراءة سورة الفاتحة ثم اركع حتى تطمئن راكعا، ثم ارفع من الركوع حتى تعتدل قائما، وتطمئن في اعتدالك ثم اسجد حتى تطمئن ساجدا، ثم ارفع من السجود واجلس حتى تطمئن جالسا، وافعل هذه الأفعال والأقوال في صلاتك كلها، ماعدا تكبيرة الإحرام، فإنها في الركعة الأولى دون غيرها من الركعات. وكون المراد بما تيسر سورة الفاتحة على الأقل مأخوذ من روايات الحديث ومن الأدلة الأخرى.

لہٰذا آپ مجھے سکھلا دیجئے۔ جب ان کے اندر سیکھنے کا شوق اور جذبہ پیدا ہوگیا اور وہ صحیح طریقۂ نماز جاننے کے لیے بالکل آمادہ ہو گئے، نیز بار بار لوٹانے کے بعد ان کے بھولنے کا احتمال بھی ختم ہوگیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: (جس کا مفہوم یہ ہے کہ:) جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکبیرۂ تحریمہ کہو، پھر سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد جتنا قرآن تم آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھو، پھر رکوع کرو یہاں تک کہ اطمینان سے رکوع کرلو، پھر رکوع سے اٹھو یہاں تک کہ اطمینان کے ساتھ سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ اطمینان سے سجدہ کرلو، پھر سجدے سے سر اٹھاؤ یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور ان اقوال وافعال کی ادائیگی اسی طرح پوری نماز میں کرو سوائے تکبیرۂ تحریمہ کے، کیونکہ تکبیرۂ تحریمہ پہلی رکعت کے علاوہ کسی اور رکعت میں نہیں ہے۔ اور "ما تیسر من القرآن" (یعنی جتنا قرآن سے آسان ہو) سے مراد کم سے کم سورۂ فاتحہ ہے، یہ بات اسی حدیث کی دوسری روایات اور دوسرے دلائل سے مأخوذ ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- فصلِّ : صلاة خفيفة لا يطمئن فيها.
- ارجع : عُد إلى فعل الصلاة مرة أخرى.
- فإنك لم تُصل : لم تصل صلاة مُجْزِئة.
- كما صلَّى : كصلاته الأولى لم يطمئن فيها.
- ثلاثا : ردده ثلاث مرات ليشتد شوقه إلى العلم فيكون أرسخ في قلبه.
- والذي بعثك بالحق : أرسلك به وهو الله -عز وجل-، والحق الصدق في الأخبار والعدل في الأحكام، والواو للقسم، وأقسم أنه لا يحسن غيره، ليؤكد أنه ليس في وسعه أن يصلي أحسن مما صلى فيكون عذرا له في عدم الرجوع.
- قُمت إلى الصلاة : وقفت لتصلي.
- فكبِّر : قل الله أكبر وهي تكبيرة الإحرام.
- اركع : احن ظهرك.
- تطمئن : تستقر.
- ارْفَعْ : أي ظهرك.
- اسجد : اهو إلى الأرض واضعا عليها الجبهة والأنف والكفين والركبتين وأطراف القدمين.
- ذلك : كل ما سبق عدا تكبيرة الإحرام.

فوائد الحديث:

١. الأعمال المذكورة في هذا الحديث هي أركان الصلاة، التي لا تسقط سهوا ولا جهلا.وهي تكبيرة الإحرام في المرة الأولى فقط، ثم قراءة الفاتحة في كل ركعة، ثم الركوع والاعتدال منه، ثم السجود والاعتدال منه، والطمأنينة في كل هذه الأفعال حتى في الرفع من الركوع والسجود، وبقي شيء من الأركان، كالتشهد، والصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم-، والتسليم، قال النووي: إنها معلومة لدى السائل.

٢. أن يفعل ذلك في كل ركعة، ماعدا تكبيرة الإحرام، ففي الأولى دون غيرها.

٣. وجوب الترتيب بين هذه الأعمال؛ لأنه ورد بلفظ "ثم" ولأنه مقام تعليم جاهل بالأحكام.

٤. أن هذه الأركان للصلاة، لا تسقط لا سهوا ولا جهلا، بدليل أمر المصلي بالإعادة، ولم يكتف النبي عليه الصلاة والسلام بتعليمه.
٥. عدم صحة صلاة المسيء، فلولا ذلك لم يؤمر بإعادتها.
٦. أن الجاهل تُجْزِىء منه الصلاة الناقصة، أما العالم فلا.
٧. مشروعية حسن التعليم والأمر بالمعروف، وأن يكون ذلك بطريق سهلة، لا عنف فيها، وأن الأحسن للمعلم أن يستعمل طريق التشويق في العلم، ليكون أبلغ في التعليم، وأبقى في الذهن.
٨. استحباب أن يزيد المسؤول في الجواب إذا اقتضت المصلحة ذلك كأن تكون قرينة الحال تدل على جهل السائل ببعض الأحكام التي يحتاجها.
٩. أن الاستفتاح، والتعوذ، ورفع اليدين، وجعلهما على الصدر، وهيئات الركوع والسجود والجلوس وغير ذلك كلها مستحبة.
١٠. أن المعلم يبدأ في تعليمه بالأهم فالأهم، وتقديم الفروض على المستحبات.
١١. فضيلة الاعتراف بالتقصير لقوله: "لا أحسن غيره فعلمني."
١٢. طلب المتعلم من العالم أن يعلمه.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة- العاشرة، ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٦ م . تنبيه الأفهام للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة الامارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ الإفهام في شرح عمدة الأحكام، عبد العزيز بن باز، اعتناء سعيد بن علي بن وهف القحطاني، الرياض، الطبعة الأولى -١٤٣٥. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، طبعة دار الفكر، دمشق، الطبعة الأولى ١٣٨١هـ صحيح البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر: دار طوق النجاة ، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، مصر، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (3185)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- قَسَمَ فِي النَّفَلِ: لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ، وَلِلرَّجُلِ سَهْمًا

رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت تقسیم کرتے ہوئے گھوڑے کو دو حصے دیے اور اس کے سوار کو ایک حصہ دیا۔

٥٤٦. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- «أَنَّ رَسُولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- قَسَمَ فِي النَّفَلِ: لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ، وَلِلرَّجُلِ سَهْمًا».

٥٤٦. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت تقسیم کرتے ہوئے گھوڑے کو دو حصے دیے اور اس کے سوار کو ایک حصہ دیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قسم في النفل للفرس سهمين وللرجل سهماً، أي أن المجاهد الذي يشارك في الحرب بفرسه يأخذ ثلاثة أضعاف من يشارك بلا فرس، ذلك بأن غَنَاء وإثخان الفرس في الحرب أكثر من غَنَاء وإثخان الرجل وحده بدون فرس، وقد أشار إلى ذلك القرآن الكريم حيث يقول الله -عز وجل-: (فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحاً فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعاً فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعاً) [العاديات: ٣- ٥]، في هذا تنويه بالخيل، وإشارة إلى غنائها في الحرب، وقد قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: (الخيل في نواصيها الخير إلى يوم القيامة) رواه بلفظه: البخاري (ح٢٨٤٩) ومسلم (ح١٨٧١).

اجمالی معنی:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتا رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے مال غنیمت تقسیم کرتے ہوئے گھوڑے کے دو حصے اور آدمی کا ایک حصہ رکھا؛ کیونکہ جنگ میں گھوڑا اس آدمی کی بہ نسبت زیادہ فائدہ مند ہوتا ہے اور زیادہ لڑتا ہے جس کے پاس گھوڑا نہ ہو۔ قرآن کریم میں بھی اس بات کی طرف اشارہ موجود ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: "فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحاً فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعاً فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعاً" (العادیات: ۳-۵) (ترجمہ: "پھر صبح کے وقت دھاوا بولنے والوں کی قسم، پس اس وقت گرد و غبار اڑاتے ہیں، پھر اسی کے ساتھ فوجیوں کے درمیان گھس جاتے ہیں") اس آیت میں گھوڑے کی تعریف ہے اور جنگ میں اس کے فائدے کی طرف اشارہ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے بھلائی رکھ دی گئی ہے"۔ ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو امام بخاری (حدیث نمبر: ۲۸٤۹) اور امام مسلم (حدیث نمبر: ۱۸۷۱) دونوں نے روایت کیا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > أحكام ومسائل الجهاد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- النفل : المراد به: الغنيمة، وقد جاء في كتاب الله (يَسْأَلُونَكَ عَنِ الأَنفَالِ قُلِ الأَنفَالُ لِلهِ وَالرَّسُولِ)، [الأنفال: ١].
- للفرس سهمين : أي جزءين من أجزاء الغنيمة، غير سهم فارسه، وهو صاحبه الذي يركبه، وذلك أن كلفة الفرس كثيرة ونفعه في الحرب أكثر؛ لذلك قسم له النبي -صلى الله عليه وسلم- سهمين، ولصاحبه سهم واحد.
- وللرجل سهماً : المراد بالرجل: الماشي.

فوائد الحديث:

١. النَّفَل المراد به في هذا الحديث: الغنيمة، وقد يراد به ما يعطيه الإمام بعض الغزاة زيادة على سهمانهم.
٢. أن يجعل للفارس من الغنيمة ثلاثة أسهم: سهم له، وسهمان لفرسه، ويجعل سهم واحد لغير الفارس، وهو الماشي.
٣. هذا التقسيم بعد إخراج ما يتعلق بالغنيمة من عطاء لغير ذوي الأسهم، وبعد إخراج الخمس منها.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار علماء السلف، الطبعة: الثانية ١٤١٤هـ تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ.

الرقم الموحد: (2978)

أنَّ رسول الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- دخل مكة من كداء، من الثنية العليا التي بالبطحاء، وخرج من الثنية السفلى

رسول اللہ ﷺ مکہ میں ثنیہ بالا کے مقام کداء سے جو بطحا میں ہے، داخل ہوئے تھے اور ثنیہ زیریں کی طرف سے باہر نکلے تھے۔

٥٤٧. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- «أنَّ رسُول الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- دَخَل مكَّة مِن كَدَاءٍ، مِن الثَنِيَّة العُليَا التِّي بالبَطحَاءِ، وخرج من الثَنِيّة السُفلَى».

٥٤٧. حدیث:

عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں ثنیہ بالا کے مقام کداء سے جو بطحا میں ہے، داخل ہوئے تھے اور ثنیہ زیریں کی طرف سے باہر نکلے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حجَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- حجة الوداع، فبات ليلة دخوله بـ"ذي طوى" لأربع خلون من ذي الحجة، وفي الصباح دخل مكة من الثنية العليا؛ لأنه أسهل لدخوله؛ لأنه أتى من المدينة، فلما فرغ من مناسكه خرج من مكة إلى المدينة من أسفل مكة، وهي الطريق التي تأتي على "جرول"، ولعل في مخالفة الطريقين تكثيرا لمواضع العبادة، كما فعل -صلى الله عليه وسلم- في الذهاب إلى عرفة والإياب منها، ولصلاة العيد والنفل، في غير موضع الصلاة المكتوبة؛ لتشهد الأرض على عمله عليها يوم تحدث أخبارها، أو لكون مدخله ومخرجه مناسبين لمن جاء من المدينة، وذهب إليها. والله أعلم.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کیا تو ذی الحجہ کی چار تاریخ کو جب آپ ﷺ (مکہ میں) داخل ہوئے تو وہ رات آپ ﷺ نے مقام ذی طوی پر گزاری اور صبح کو آپ ﷺ ثنیہ علیا (بالائی حصے) کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے کیوں کہ اس جگہ سے داخل ہونا آسان ہے اس لیے کہ آپ ﷺ مدینہ سے تشریف لا رہے تھے۔ جب آپ ﷺ مناسک حج سے فارغ ہوئے تو مکہ کے نشیبی علاقے سے ہوتے ہوئے مدینہ کی طرف نکلے۔ یہ وہ راستہ ہے جو جرول کے مقام سے گزرتا ہے۔ شاید آپ ﷺ نے دو مختلف راستے اس لیے اپنائے تاکہ عبادت کے مقامات کی کثرت ہو جیسا کہ آپ ﷺ نے عرفہ جاتے اور وہاں سے واپس آتے ہوئے کیا یا جیسا آپ ﷺ کا نماز عید اور نوافل میں معمول تھا کہ انھیں آپ فرض نماز کی جگہ کے بجائے دوسری جگہ پر ادا کرتے تھے تاکہ روزِ قیامت جس دن زمین اپنی خبریں دے گی اس دن وہ آپ ﷺ کے عمل کی گواہی دے یا پھر ایسا کرنے کی وجہ یہ تھی کی جس راستے سے آپ داخل ہوئے تھے یا جس راستے سے نکلے تھے وہ مدینے سے آنے اور اس کی طرف جانے والوں کے لیے موزوں ترین تھے۔ واللہ اعلم

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام ومسائل الحج والعمرة

السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > سفره صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- دَخَلَ مَكَّةَ : عام الفتح، أو حجة الوداع، وفي رواية: كان يدخل، كلما دخل.
- كَدَاءٍ من الثنية العليا : التي في أعلى مكة وهي (ربع الحجون)، والثنية الطريق بين الجبلين.
- البَطحَاء : المسيل الواسع المفروش بصغار الحصى، والمراد: بطحاء مكة، المعروفة باسم الأبطح.

• الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى : وتسمى كُدَي، الثنية هي الطريق بين الجبلين، والمراد بها: الطريق الذي خرج من المحلة المسماة (حارة الباب)، وتسمى الثنية الآن (ريع الرسام).

فوائد الحديث:

١. مشروعية دخول مكة من أعلاها، والخروج من أسفلها.

٢. الحكمة في التشريع الإسلامي.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، دار الميمان، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ، ١٩٨٨م.

الرقم الموحد: (3022)

أنّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كفِّنَ في أثواب بِيضٍ يَمَانِيَةٍ، ليس فيها قَمِيص وَلا عِمَامَة	رسول اللہ ﷺ کو تین سفید یمنی کپڑوں (چادروں) میں کفن دیا گیا، ان میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ۔
٥٤٨. الحديث: عن عائشة -رضي الله عنها- «أنّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كُفِّنَ في أثواب بِيضٍ يَمَانِيَةٍ، ليس فيها قَمِيص وَلا عِمَامَة».	**٥٤٨. حدیث:** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ کو تین سفید یمنی کپڑوں (چادروں) میں کفن دیا گیا، ان میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: تخبر عائشة -رضي الله عنها- عن كَفَن النبي -صلى الله عليه وسلم- ولونه وعدده، فقد أدرج في ثلاث لفائف بيض مصنوعة في اليمن، ولم يكفن في قميص ولا عمامة، وزيادة الأثواب؛ لأن سترة الميت أعظم من سترة الحيّ وأولى بالعناية.	**اجمالی معنیٰ:** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے کفن، اس کے رنگ اور تعداد کے بارے میں بتا رہی ہیں کہ آپ ﷺ کو یمن کے بنے ہوئے تین سفید کپڑوں میں لپیٹا گیا اور اس میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔ اور زندہ آدمی کی بنسبت میت کی پردہ پوشی اور حفاظت کے پیش نظر زیادہ کپڑے استعمال کرنا زیادہ بہتر ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- كُفِّنَ : ألبس الكفن الذي يلف به الميت.
- أثواب : جمع ثوب وهو ما يلبس من إزار ورداء أو غيرهما، والرداء أعلى الجسم والإزار أسفله.
- يَمانية : نسجت في اليمن، فنسبت إليه.
- قميص : القميص ثوب ذو أكمام.
- عمامة : ما يلبس على الرأس دائرا عليه.

فوائد الحديث:

١. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كُفِّن في ثلاثة أثواب ليس معها قميص ولا عمامة.
٢. استحباب البياض والنظافة في الكفن.
٣. أن هذه الحال هي أكمل حال لتكفين الميت؛ لأن الله تعالى هدى أصحاب نبيه إلى أكمل حال يريدها له، وكما عرفوا ذلك من سنته أيضاً.
٤. جواز الزيادة في الكفن على اللفافة الواحدة، وإن لم يأذن بذلك أصحاب الحق في تركة الميت.
٥. كرامة بني آدم على الله -تعالى-.
٦. لا يجوز الإسراف في الكفن نوعا وكمية وثمنا.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٢٦هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، طبعة دار الفكر، دمشق، الطبعة الأولى، ١٣٨١هـ. صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق

النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تأسيس الأحكام، لأحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، مصر، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (5319)

أن الشمس خَسَفَتْ على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فبعث مُناديا ينادي: الصلاة جامعة، فاجتمعوا، وتقدم، فكبر وصلى أربع ركعات في ركعتين، وأربع سجدات

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوگیا تو آپ ﷺ نے منادی کرنے والے کو بھیجا کہ وہ کہے نماز کے لیے جمع ہو جاؤ، لوگ جمع ہو گیے اور آپ ﷺ آگے بڑھے تکبیر ہوئی اور آپ ﷺ نے دو رکعتوں کو چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ پڑھایا۔

٥٤٩. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- «أن الشمس خَسَفَتْ على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فبعث مُناديا ينادي: الصلاة جامعة، فاجْتَمَعوا، وتقدَّم، فكَبّر وصلَّى أربعَ ركعات في ركعتين، وأربعَ سجَدَات».

٥٤٩. حدیث :

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوگیا تو آپ ﷺ نے منادی کرنے والے کو بھیجا کہ وہ کہے نماز کے لیے جمع ہو جاؤ، لوگ جمع ہو گیے اور آپ ﷺ آگے بڑھے تکبیر ہوئی اور آپ ﷺ نے دو رکعتوں کو چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ پڑھایا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

خسفت الشمس على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فبعث مُنادياً في الشوارع والأسواق ينادى الناس (الصلاة جامعة) ليصلوا ويدعو الله -تبارك وتعالى- أن يغفر لهم ويرحمهم وأن يديم عليهم نعمه الظاهرة والباطنة. واجتمعوا في مسجده -صلى الله عليه وسلم- وتقدم إلى مكانه حيث يصلي بهم، فصلى بهم صلاة لا نظير لها فيما اعتاده الناس من صلاتهم؛ لآية كونية خرجت عن العادة، فهي بلا إقامة، فكبر وصلى ركعتين في سجدتين، وركعتين في سجدتين يعني في كل ركعة ركوعان وسجودان.

اجمالی معنی :

رسول ﷺ کے دور میں سورج گرہن لگا تو آپ ﷺ نے منادی کرنے والے کو بھیجا جو سڑکوں اور بازاروں میں 'الصلاۃ جامعہ' (نماز ہونے جارہی ہے) کی لوگوں میں منادی کرے، تاکہ وہ انھیں نماز پڑھائیں، اوران کے لیے اللہ تبارک وتعالی سے دعا کریں کہ وہ انھیں بخش دے، ان پر بارانِ رحمت کا نزول فرمائے اور ان پر اپنی ظاہری وباطنی نعمتوں کو سدا بہار کردے۔ وہ سب مسجد نبوی میں جمع ہوئے، اور اپنی جگہ کی طرف بڑھے جہاں سے نماز پڑھایا کرتے تھے، چنانچہ آپ ﷺ نے انھیں ایک ایسی نماز پڑھائی جو ان کی ان نمازوں سے بالکل مختلف تھی جس کے وہ عادی تھے، جو خارج از معتاد ایک کونی نشانی تھی؛ اس میں کوئی اقامت نہیں تھی، آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور دو سجدوں میں دو رکوع کیا، اور (پھر دوسری رکعت کے لیے بھی) دو سجدوں میں دو رکوع کیا، یعنی ہر رکعت میں دو دو رکوع اور دو دو سجدے کیے۔ (دو رکعتوں کو چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ پڑھا)۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة الكسوف والخسوف

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- خَسَفَت : ذهب ضوؤها كليا أو جزئيا.
- عهد النبي -صلى الله عليه وسلم- : أي زمنه.
- فبعث : أرسل.
- الصلاةَ جامعةً : أحضروا للصلاة في حال كونها جامعة.
- أربع ركعات في ركعتين : أي يصلي في كل ركعة ركوعين.

- سجدات : جمع سجدة: بمعنى أن ينزل إلى الأرض واضعا عليها الجبهة والأنف والكفين والركبتين وأطراف القدمين -في الصلاة.-
- ركعات : جمع ركعة والمقصود به هنا الركوع بأن يحني المصلي ظهره في الصلاة.

فوائد الحديث:

١. وجود خسوف الشمس على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم.-

٢. استحباب الصلاة عند الخسوف، ونقل النووي الإجماع على أنها سنة.

٣. مشروعية الاجتماع لها لأجل التضرع والدعاء، والمبادرة بالتوبة والاستغفار لأن سبب ذلك الذنوب.

٤. أنه ليس لها أذان، وإنما ينادى لها بـ"الصلاة جامعة"؛ لأن الكسوف والخسوف يأتيان مفاجأة فشرع النداء لهما بخلاف العيد والاستسقاء يأتيان على موعد فلم يناد لهما.

٥. أن صلاة الكسوف ركعتان في كل ركعة ركوعان وسجودان.

٦. سرعة امتثال الصحابة وتركهم لأعمالهم لأجل صلاة الكسوف دلالة على فضلهم.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٦ م. تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٦. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، طبعة دار الفكر، دمشق، الأولى ١٣٨١. صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، لمسلم بن الحجاج النيسابوري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.
تأسيس الأحكام، لأحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، مصر، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (5214)

أن النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عن لُحُومِ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ، وأذن في لحوم الخيل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھے کے گوشت سے منع کر دیا اور گھوڑے کے گوشت کی اجازت دی

٥٥٠. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-: (أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى عن لحوم الحُمرِ الأَهْلِيَّةِ، وأَذِنَ في لحوم الخيل). ولمسلم وحده قال: (أكلنا زمن خيبر الخيل وحُمُرَ الوَحْشِ، ونهى النبي -صلى الله عليه وسلم- عن الحمار الأَهْلِيِّ). عن عبد الله بن أبي أوفى -رضي الله عنه- قال: (أصابتنا مجاعة في ليالي خيبر، فلما كان يوم خيبر: وقعنا في الحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ فانْتَحَرْنَاهَا، فلما غَلَتِ بها القُدُورُ: نادى مُنَادِي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن أَكْفِئُوا القُدُورَ، وربما قال: ولا تأكلوا من لحوم الحُمُرِ شيئا). عن أبي ثعلبة -رضي الله عنه- قال: (حَرَّمَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لحوم الحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ).

٥٥٠. حدیث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھے کے گوشت سے منع کر دیا اور گھوڑے کے گوشت کی اجازت دی۔ مسلم کی روایت کے مطابق: خیبر کے موقعے پر ہم نے گھوڑے اور جنگلی گدھے کا گوشت کھایا، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھے کے گوشت سے منع فرما دیا۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جنگ خیبر کی راتوں میں ہم بھوک کے شکار ہو گئے۔ جب خیبر کی جنگ کا دن آیا، تو ہم پالتو گدھوں پر ٹوٹ پڑے، جب ہماری ہانڈیوں میں گوشت ابلنے لگا، تو اعلان کرنے والے نے یہ اعلان کر دیا کہ ہانڈیاں الٹ دو، پالتو گدھوں کے گوشت میں سے کچھ بھی نہ کھاؤ۔ حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھے کا گوشت حرام قرار دیا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يُخبرُ جابرُ بنُ عبدالله -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عن لُحُومِ الحُمُرِ الأَهْلِيةِ، أي: نَهَى عَنْ أَكْلِهَا، وَأَنَّه أبَاحَ وأَذِنَ في لُحُومِ الْخَيلِ والْحِمَارِ الوَحْشِي، ويُخبر عبدالله بن أبي أوفى -رضي الله عنهما- بأنَّهم حَصَلَتْ لهم مَجَاعَةٌ في لَيَالي مَوْقِعَةِ خَيْبَرَ، ولما فُتِحَت انْتَحَرُوا مِنْ حُمُرِها، وأَخَذُوا مِنْ لَحْمِها وطَبَخُوهُ، ولما طَبَخُوه أَمَرَهُمُ النبي -صلى الله عليه وسلم- بكفْءِ القدورِ أي قلبها، وعَدَمِ الأَكلِ من ذلك اللحم.

اجمالی معنیٰ:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما یہ بتا رہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ جب کہ گھوڑے اور جنگلی گدھے کے گوشت کو حلال قرار دیتے ہوئے کھانے کی اجازت دی ہے۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر ان کو شدید بھوک کا سامنا کرنا پڑا۔ جب فتح حاصل ہو گئی، تو انھوں نے حاصل ہونے والے گدھوں کو ذبح کیا اور ان کا گوشت لے کر پکایا۔ جب پکا چکے، تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں ہانڈیاں الٹ دینے اور کھانے سے پرہیز کرنے کا حکم دیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > ما يحل ويحرم من الحيوانات والطيور

راوي الحديث: حديث جابر -رضي الله عنه- متفق عليه. الرواية الثانية لحديث جابر -رضي الله عنه- رواها مسلم. حديث ابن أبي أوفى -رضي الله عنهما- متفق عليه. حديث أبي ثعلبة -رضي الله عنه- متفق عليه.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-
عَبْدُ اللهِ بنُ أبي أوفى -رضي الله عنهما -
أبو ثَعْلَبَة الخُشَنِي -رضي اللهُ عَنْه -

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الحُمُر الأهلية : نُسِبَت إلى الأهْلِ؛ لِكَوْنِها مُسْتَأْنِسَةٌ مع الناس.
- حُمُر الوَحْش : سُمِّيَت وَحْشًا؛ لِكَوْنِهَا مُتَوَحِشَةً مُبْتَعِدَةً عَنِ النّاس، وهِي صَيْدٌ، وفِيهِ مِنْ صِفَاتِ الحِمَارِ الأَهْلِي، إلَّا أَنَّه أَقَلّ مِنه خِلْقَةً ويسمى الآن [الوضيحي].
- أَكْفِئُوا القُدُور : اقْلِبُوا الْقُدُورَ.

فوائد الحديث:

١. النهي عن لحوم الحمر الأهلية، وتحريم أكلها.

٢. حل لحوم الخيل؛ لأنها مستطابة طيبة.

٣. حِلُّ الحمر الوحشية؛ لأنها من الصيد الطيب، وهن الوضيحيات.

٤. أن العلة في تحريمها كونها رجسا نجسة مستخبثة، وقد جاء في الحديث "فإنها رجس"، فيكون بولها وروثها ودمها نجسا.

المصادر والمراجع:

-1 صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. ٢- صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. ٣- تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦ هـ ٤- تأسيس الأحكام، أحمد بن يحي النجمي، دار المنهاج، القاهرة، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (3003)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- اشْتَرَى منه بَعِيرا، فَوَزَنَ له فَأَرْجَح

نبی ﷺ نے ان سے ایک اونٹ خریدا اور ان کے لیے (بطورِ قیمت) جب (چاندی کو) وزن کیا تو کچھ بڑھا کر وزن کیا۔

٥٥١. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- اشْتَرَى منه بَعِيرا، فَوَزَنَ له فَأَرْجَح.

٥٥١. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ایک اونٹ خریدا اور ان کے لیے (بطورِ قیمت) جب (چاندی کو) وزن کیا تو کچھ بڑھا کر وزن کیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث له قصة، وهي هنا مختصرة، "أن النبي -صلى الله عليه وسلم- اشْتَرَى منه بَعِيرا" أي: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- اشترى من جابر -رضي الله عنه- بعيرا. "فَوَزَنَ له" أي أن النبي -صلى الله عليه وسلم- وَزَن له ثَمن البعير، وهذا من باب التجوز، وإلا فإن حقيقة الوزَّان في هذا الحديث: بلال -رضي الله عنه- بأمر النبي -صلى الله عليه وسلم- كما هو في أصل الحديث: "فأمر بلالا أن يَزِن لي أوقية، فوزن لي بلال، فأرجح في الميزان" أي زاد في الوَزْن أكثر مما يستحقه جابر -رضي الله عنه- من ثَمن البعير، وكانوا فيما سبق يتعاملون بالنقود وزنا لا عددا وإن كانوا يتعاملون أيضا بها عددا لكن الكثير وزنا.

اجمالی معنی:

اس حدیث کے پس منظر میں ایک پورا قصہ ہے جو یہاں مختصراً بیان ہوا ہے اور وہ یہ کہ نبی ﷺ نے ایک اونٹ خریدا یعنی نبی ﷺ نے جابر رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا۔ "فَوَزَنَ له": یعنی نبی ﷺ نے انہیں اونٹ کی قیمت وزن کر کے دی۔ ایسا مجازاً کہا گیا ہے کیونکہ اس حدیث میں درحقیقت وزن کرنے والے (خود رسول اللہ ﷺ نہیں تھے بلکہ) نبی ﷺ کے حکم سے بلال رضی اللہ عنہ تھے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مجھے ایک اوقیہ چاندی تول کر دیں۔ حضرت بلال نے میرے لیے اسے تولا اور پلڑے کو کچھ بھاری رکھا یعنی وزن اس مقدار سے زیادہ رکھا جس کے جابر رضی اللہ عنہ اونٹ کی قیمت کے طور پر مستحق تھے۔ پچھلے زمانے میں لوگ تول کر رقم دیا کرتے تھے نہ کہ گن کر۔ اگرچہ بعض اوقات گن کر بھی لین دین ہوتا تاہم اکثر تول کر ہی ہوتا تھا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > البيوع
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > أثاثه ومتاعه وسلاحه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أَرْجَح : أعطاه أكثر من حقه.

فوائد الحديث:

١. جواز الزيادة على الثمن عند الأداء والرُّجحان في الوزن.
٢. جواز الرُّجْحان في الوزن.
٣. فضل الزيادة غير المشروطة عند الوفاء بالدين.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين، للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ. شرح

رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: **محمد** زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: **محمد** فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: **محمد** فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. كنوز رياض الصالحين، **مجموعة** من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، ط١، كنوز إشبيليا، الرياض، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (4231)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- صَلَّى على النَّجَاشِيِّ، فكنت في الصفّ الثاني، أو الثالث	رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی نمازِ جنازہ پڑھی تو میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔
٥٥٢. الحديث: عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- «أن النبي -صلى الله عليه وسلم- صَلَّى على النَّجَاشِيِّ، فكنت في الصفّ الثاني، أو الثالث».	**٥٥٢. حديث:** حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی نمازِ جنازہ پڑھی تو میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبر جابر بن عبدالله -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- صلى على النجاشي صلاة الغائب، وأنه كان ممن صلى إلا أنه لا يذكر هل كان في الصف الثاني أو الثالث؟ هذا إذا كان الشك منه، ولم يكن من الراوي.	**اجمالی معنیٰ:** جابر بن عبداللہ۔رضی اللہ عنہ۔ بتارہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی اور وہ خود ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے نمازہ جنازہ پڑھی تھی لیکن ان کو یہ یاد نہیں کہ وہ دوسری صف میں تھے یا تیسری میں۔ اور یہ اس صورت میں ہے جب شک ان کی طرف سے ہو، نہ کہ راوی سے ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > صفة الصلاة على الميت

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- النجاشي : هو علم جنس لكل من ملك الحبشة، والمراد هنا "أصحمة" توفي في رجب، سنة تسع، -رضي الله عنه-.
- أو الثالث : الشك من الراوي.

فوائد الحديث:

١. مشروعية الصلاة على الميت؛ لأنها شفاعة ودعاء من إخوانه المصلين.
٢. مشروعية الصلاة على الغائب، والحديث ليس على إطلاقه، بل يخص بمن لم يصل عليه.
٣. فضيلة كثرة المصلين، وكونهم ثلاثة صفوف.
٤. فضيلة النجاشي -رضي الله عنه-.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م. الإفهام في شرح عمدة الأحكام لابن باز، تحقيق: سعيد القحطاني، مؤسسة عبد العزيز بن باز الخيرية، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام، فيصل بن عبد العزيز المبارك، الطبعة: الثانية ١٤١٢هـ ١٩٩٢م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (4851)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- صلَّى بهم الظهر فقام في الركعتين الأُولَيَيْنِ، ولم يَجْلِسْ فقام الناس معه، حتى إذا قضى الصلاة وانتظر الناس تسليمه كَبَّر وهو جالس فسجد سجدتين قبل أن يُسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ

نبی ﷺ نے صحابۂ کرام کو ظہر کی نماز پڑھائی اور پہلی دو رکعتوں پر بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہو گئے۔ چنانچہ سارے لوگ آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے، یہاں تک کہ جب نماز ختم ہونے لگی اور لوگ آپ ﷺ کے سلام پھیرنے کا انتظار کرنے لگے، تو آپ ﷺ نے "اللہ اکبر" کہا اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کیے۔ پھر سلام پھیرا

٥٥٣. الحديث:

عن عبد الله بن بُحَيْنَةَ -رضي الله عنه- وكان من أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- «أن النبي -صلى الله عليه وسلم- صلَّى بهم الظهر فقام في الركعتين الأُولَيَيْنِ، ولم يَجْلِسْ، فقام الناس معه، حتى إذا قضى الصلاة وانتظر الناس تسليمه: كَبَّر وهو جالس فسجد سجدتين قبل أن يُسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ».

٥٥٣. حدیث:

عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ جو صحابی رسول ہیں، نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے انھیں ظہر کی نماز پڑھائی اور پہلی دو رکعتوں پر بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہو گئے۔ چنانچہ سارے لوگ آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب نماز ختم ہونے لگی اور لوگ آپ ﷺ کے سلام پھیرنے کا انتظار کرنے لگے، تو آپ ﷺ نے "اللہ اکبر" کہا اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کیے۔ پھر سلام پھیرا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

صلى النبي -صلى الله عليه وسلم- بأصحابه صلاة الظهر، فلما صلى الركعتين الأُولَيَيْن قام بعدهما، ولم يجلس للتشهد الأول، فتابعه المأمومون على ذلك. حتى إذا صلى الركعتين الأُخريين، وجلس للتشهد الأخير، وفرغ منه، وانتظر الناس تسليمه، كبَّر وهو في جلوسه، فسجد بهم سجدتين قبل أن يسلم مثل سجود صُلْبِ الصلاة، وهي سجدتي السهو، ثم سلم، وكان ذلك السجود جبراً للتشهد المتروك.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے صحابۂ کرام کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ جب پہلی دو رکعتیں پڑھ چکے، تو ان کے بعد تشہد اوّل کے لیے بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہو گئے۔ مقتدیوں نے بھی آپ کی اقتدا کی۔ یہاں تک کہ جب آخری دو رکعتیں پڑھ کر آخری تشہد کے لیے بیٹھ کر دعائے تشہد سے فارغ ہو گئے اور لوگ آپ کے سلام پھیرنے کا انتظار کرنے لگے، تو بیٹھے ہی کی حالت میں آپ نے "اللہ اکبر" کہا، پھر لوگوں کے ساتھ سلام پھیرنے سے پہلے نماز کے سجدوں کی طرح دو سجدے کیے، پھر سلام پھیر دیا۔ یہ دونوں سجدے (دراصل) چھوٹے ہوئے تشہد کی کمی کو پورا کرنے کے لیے تھے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سجود السهو والتلاوة والشكر

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن مالك بن بُحَيْنَة -رضي الله عنهم-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- وكان من أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- : أي عبد الله بن بُحَيْنَةَ -رضي الله عنه-، والمراد بهذه الجملة الثناء عليه بكونه من الصحابة، والصحابي: من اجتمع بالنبي -صلى الله عليه وسلم- مؤمنًا به ومات على ذلك.
- صلَّى بهم الظهر : صلى بهم صلاة الظهر.
- فقام في الركعتين الأُولَيَيْنِ : أي قام منهما إلى الثالثة.
- ولم يجْلِسْ : أي للتشهد.
- قضى الصلاة : فرغ منها ما عدا التسليم.

• سجد : هوى إلى الأرض واضعا عليها الجبهة والأنف والكفين والركبتين وأطراف القدمين.

فوائد الحديث:

١. وجوب سجود السَّهْو لمن سها في الصلاة وترك التشهد الأول.
٢. أن التشهد الأول، ليس بركن، ولو كان ركناً، لم يكفِ أن يسجد عنه سجود السهو، وليس بسنة فلو كان سنة لم يسجد للسهو، وهو واجب.
٣. أن تعدد السهو يكفي له سجدتان، فإن النبي -صلى الله عليه وسلم- ترك -هنا- الجلوس والتشهد معاً.
٤. أهمية متابعة الإمام، حيث أقرهم النبي -صلى الله عليه وسلم- على متابعته وتركهم الجلوس مع علمهم بذلك.
٥. أن الإمام إذا سها فالمأمومون تابعون له ويسجدون معه.
٦. أن السجود في مثل هذه الحال، يكون قبل السلام.
٧. أن السلام يكون بعد سَجْدَتي السهو، فلا يفصل بينهما بتشهد أو دعاء.
٨. وقوع السهو في الصلاة من النبي -صلى الله عليه وسلم؛ لأنه من النسيان، والنسيان من طبيعة البشر، ولحكمة أخرى، وهي أن يشرع حكمٌ في مثل هذا لأمته.
٩. أنه يكبر لسجود السهو كما يكبر لغيرهما من السجود.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة،١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة، (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (3089)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- صلى بهم فسها، فسجد سجدتين، ثم تشهد، ثم سلم

نبی ﷺ نے انھیں (صحابہ کو) نماز پڑھائی اور آپ سے سہو ہوگیا، تو آپ نے دو سجدے کیے، پھر تشہد پڑھا، پھر سلام پھیرا۔

٥٥٤. الحديث:

عن عمران بن حصين أن النبي -صلى الله عليه وسلم-: «صلى بِهِم فَسَهَا، فسجد سجدتين، ثم تشهَّد، ثم سلّم».

٥٥٤. حدیث:

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ''انھیں (صحابہ کو) نماز پڑھائی اور آپ سے سہو ہوگیا، تو آپ نے دو سجدے کیے، پھر تشہد پڑھا، پھر سلام پھیرا''۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف من فعل النبي -صلى الله عليه وسلم- أن على من سها في الصلاة أن يسجد سجدتين للسهو ثم يتشهد ويسلم، والسهو الذي يكون سجوده بعد السلام: ١: السلام عن نقص ٢: أن يشك في الصلاة فيبني على غالب ظنه. وإثبات التشهد في هذا الحديث شاذ؛ فإنه لا تشهد بعد سجدتي السهو على الراجح.

اجمالی معنیٰ:

حدیث شریف میں نبی ﷺ کا یہ طریقہ بیان ہوا ہے کہ جس سے نماز میں سہو ہوجائے، وہ سہو کے دو سجدے کرے، پھر تشہد پڑھے، پھر سلام پھیرے۔ اور سلام کے بعد سجدۂ سہو کی دو صورتیں ہیں: (1) نماز میں کمی کے ساتھ سلام پھیر دینا۔ (2) سلام کے بعد نماز میں شک ہوجائے، تو مناسب یہی ہے کہ یقینی بات پر عمل کرے۔ اس حدیث میں تشہد کا ثبوت شاذ ہے؛ کیوں کہ راجح قول کے مطابق سہو کے دو سجدوں کے بعد تشہد نہیں ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سجود السهو والتلاوة والشكر

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي.

التخريج: أبو نُجَيد عمران بن حصين الخزاعي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام من أدلة الأحكام.

معاني المفردات:

- فسها : يقال: سها عن الشيء يسهو سهوًا: غفل عنه، قال في "المصباح": وفرَّقوا بين الساهي والناسي؛ بأنَّ الناسي إذا ذكرته تذكر، والساهي بخلافه.

فوائد الحديث:

١. الحديث صريح بأنَّه أتى بالتشهد بعد سجدتي السهو، وهو مذهب طائفة من أهل العلم، والقول الراجح: أنه إذا سجد بعد السلام سلم بعد سجوده بدون تشهد.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. جامع الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر وآخرون، ط٢، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي ، مصر، ١٣٩٥هـ إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي – بيروت، الثانية -١٤٠٥ – ١٩٨٥. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، عبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (11230)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- طَرَقَ عليا وفاطمة ليلاً، فقال: ألا تُصَلِّيَانِ	نبی ﷺ رات کے وقت علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو فرمایا "کیا تم دونوں نماز (تہجد) نہیں پڑھتے؟"۔
٥٥٥. الحديث: عن علي -رضي الله عنه-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- طَرَقَه وفاطمة ليلاً، فقال: «ألا تُصَلِّيَانِ؟».	**٥٥٥. حدیث:** علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کے وقت ان کے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو فرمایا "کیا تم دونوں نماز (تہجد) نہیں پڑھتے؟"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: معنى الحديث: يُخبر علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أتاه وفاطمة ليلاً فوجدهما نَائمَين، فأيْقَظهما، وقال لهما: "ألا تُصَلِّيَانِ؟". فالنبي -صلى الله عليه وسلم- حثهما على صلاة الليل، واختار لهما تلك الفضيلة على الراحة والسكون؛ لِعِلْمه بفضلها ولولا ذلك ما كان يزعج ابنته وابن عمه في وقت جعله الله لخلقه سكنًا.	**اجمالی معنیٰ:** حدیث کا مفہوم: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ نبی ﷺ ان کے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس رات کے وقت تشریف لائے تو دونوں کو سوتے ہوئے پایا۔ (اس پر) آپ ﷺ نے ان دونوں کو جگا کر فرمایا کیا تم دونوں نماز (تہجد) نہیں پڑھتے؟۔ نبی ﷺ نے انہیں رات کی نماز (تہجد) پڑھنے کی ترغیب دی اور ان کے راحت و سکون پر ان کے لیے اس فضیلت کو ترجیح دی کیونکہ آپ ﷺ اس کی فضیلت سے واقف تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ ﷺ اپنی بیٹی اور اپنے چچا کے بیٹے کو ایسے وقت میں بے آرام نہ کرتے جسے اللہ نے اپنی مخلوق کے لیے آرام کے لیے بنایا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- تصليان : صلاة الليل.
- طرقه : أتاه ليلًا.

فوائد الحديث:

١. مشروعية إيقاظ النائمين من الأهل والقرابة؛ لما فيه من مَزِيد فضل.
٢. فضل صلاة الليل والترغيب فيها.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة،

الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ.

الرقم الموحد: (3577)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قرأ في ركعتي الفجر: ﴿قل يا أيها الكافرون﴾ و﴿قل هو الله أحد﴾.

نبی ﷺ نے فجر کی دونوں رکعتوں میں {قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ} اور {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ} پڑھی۔

٥٥٦. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قرأ في ركعتي الفجر: ﴿قل يا أيها الكافرون﴾ و﴿قل هو الله أحد﴾.

٥٥٦. حديث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فجر کی دونوں رکعتوں میں {قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ} اور {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ} پڑھی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث هدي النبي -صلى الله عليه وسلم- في القراءة في راتبة الفجر، وهي قراءة سورة الكافرون في الركعة الأولى، وسورة الإخلاص في الركعة الثانية . ففي قوله -رضي الله عنه-: (قرأ في ركعتي الفجر) أي في سنة الفجر وهي المشهورة بهذا الاسم. قوله: "{قل يا أيها الكافرون} و {قل هو الله أحد}" أي كل سورة بعد الفاتحة؛ إلا أن الراوي ترك ذكرها -أي الفاتحة- لظهورها، وهذا شائع كثير في الأحاديث المرفوعة القولية والفعلية ذكر فيها السور دون الفاتحة؛ لظهورها وشهرتها، وهذا يدل على تأكد وجوب الفاتحة.

اجمالی معنی:

حدیث میں فجر کی سنتِ راتبہ میں قراءت کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں {قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ} اور دوسری رکعت میں {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ} پڑھتے تھے۔ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے فرمان: ''فجر کی دونوں رکعتوں میں پڑھی'' یعنی فجر کی سنت میں، اور وہ اسی نام سے مشہور ہے۔ {قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ} اور {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ} پڑھی، یعنی ہر سورت 'سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھی، مگر راوی نے اس کا ذکر چھوڑ دیا یعنی سورۂ فاتحہ کا ذکر کرنا چھوڑ دیا اس کے واضح ہونے کی وجہ سے۔ اور اس طرح سے مرفوع قولی اور مرفوع فعلی احادیث میں بہت عام ہے کہ فاتحہ کے ذکر کے بغیر دوسری سورت کا ذکر کر دیا گیا ہے، اس (فاتحہ) کے واضح اور مشہور ہونے کی وجہ سے ہے، اور یہ سورۂ فاتحہ کے وجوب کی تاکید پر دلالت کرتی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. استحباب قراءة هاتين السورتين بعد الفاتحة (قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ) في الركعة الأولى، و (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) في الركعة الثانية.
٢. كان عليه الصلاة والسلام يصلي سنة الفجر بسورتي "الإخلاص"، و"الكافرون" لأنهما جامعتان لأصول التوحيد، وفيهما براءة من الشرك.
٣. لما كان لهاتين السورتين العظيمتين من الأهمية، وما جمعتاه من العلم والعمل، وتوحيد المعرفة والإرادة -كان -صلى الله عليه وسلم- يقرأ بهما في ركعتي الفجر، وفي الوتر، اللَّتين هما فاتحة العمل وخاتمته؛ ليكون مبتدأ النهار توحيدًا، وخاتمة الليل توحيدًا.

المصادر والمراجع:

توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام لعبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، ١٤٢٣ هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (11256)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قنت شهرا بعد الركوع، يدعو على أحياء من بني سليم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک رکوع کے بعد دعاء قنوت کی تھی۔ اور آپ نے اس میں قبیلہ بنو سلیم کے قبیلوں کے حق میں بددعا کی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس یا ستر قرآن کے عالم صحابہ کی ایک جماعت، راوی کو شک تھا، مشرکین کے پاس بھیجی تھی، لیکن بنو سلیم کے لوگ ان کے آڑے آئے اور ان کو مار ڈالا۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا معاہدہ تھا۔ (لیکن انہوں نے دغا دیا) میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی معاملہ پر اتنا رنجیدہ اور غمگین نہیں دیکھا جتنا ان صحابہ کی شہادت پر آپ رنجیدہ ہوئے۔

٥٥٧. الحديث:

عن عاصم قال: سألتُ أنساً -رضي الله عنه- عن القُنُوت، قال: قبل الركوع، فقلت: إن فلاناً يزعم أنك قلت بعد الركوع؟ فقال: كَذَبَ، ثم حَدَّثَنَا، عن النبي -صلى الله عليه وسلم-: «أنه قنت شهراً بعد الركوع، يدعو على أحياء من بني سليم»، قال: «بعث أربعين -أو سبعين يشك فيه- من القراء إلى أناس من المشركين»، فعرض لهم هؤلاء فقتلوهم، وكان بينهم وبين النبي -صلى الله عليه وسلم- عهد، «فما رأيته وجد على أحد ما وجد عليهم».

٥٥٧. حديث:

حضرت عاصم فرماتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے دعائے قنوت کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ رکوع سے پہلے ہونی چاہیے، میں نے عرض کیا کہ فلاں شخص کا گمان ہے کہ آپ ﷺ نے رکوع کے بعد کہا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ انھوں نے جھوٹ کہا ہے۔ پھر انھوں نے ہم سے یہ حدیث بیان کی کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک رکوع کے بعد دعائے قنوتِ نازلہ پڑھی۔ اور آپ ﷺ اس میں بنو سلیم کے قبیلوں کے حق میں بددعا کر رہے تھے۔''، انھوں نے بیان کیا کہ: آپ ﷺ نے چالیس یا ستر، راوی کو تعداد میں شک ہے قرآن کے عالم صحابہ کی ایک جماعت مشرکین کی طرف روانہ کیا، لیکن بنو سلیم کے لوگ ان کے آڑے آئے اور ان کو مار ڈالا۔ حالاں کہ نبی کریم ﷺ سے ان کا معاہدہ تھا۔ (لیکن انھوں نے دغا دیا)۔ ''میں نے آپ ﷺ کو کسی معاملہ پر اتنا رنجیدہ اور غمگین نہیں دیکھا جتنا ان صحابہ کی شہادت پر آپ رنجیدہ تھے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف مشروعية القنوت في النوازل، وأنه يكون بعد الرفع من الركوع لفعل النبي -صلى الله عليه وسلم- عندما نقض بنو سليم العهد بينهم وبين المسلمين بقتلهم سبعين أو أربعين من القراء الذين أرسلهم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إليهم، فقنت شهراً يدعو عليهم بعد الركوع.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں قنوت نازلہ کی مشروعیت بیان کی جا رہی ہے۔ اور یہ کہ یہ رکوع سے اٹھنے کے بعد پڑھی جائے گی، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا جب بنو سلیم نے اپنے معاہدہ کو جوان کے اور مسلمانوں کے مابین طے پایا تھا، توڑتے ہوئے ستر یا چالیس قراء صحابہ کو شہید کر دیا، جنھیں رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی طرف (دعوت و تبلیغ کی غرض سے) بھیجا تھا۔ آپ ﷺ نے ایک مہینہ تک رکوع کے بعد قنوت نازلہ پڑھی جس میں ان پر بددعا کرتے رہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة
الفضائل والآداب > فقه الأدعية والأذكار > أنواع الدعاء

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- قنت : القنوت في اللغة يطلق على عدة معانٍ منها: دوام الطاعة، وطول القيام، والسكوت، والدعاء، وهو أشهرها.وعند الفقهاء: القنوت: الدعاء في الصلاة قائماً، وهذا معنى (قنت) هنا.
- على : (قنت على) تكون للضرر، فيقال: دعا عليه.
- أحياء : جمع "حيٍّ"، وهو القبيلة من العرب، والمراد بهم هنا: رِعْل، وَعُصَيَّة، وَذَكْوَان، وبنو لِحْيَان.

فوائد الحديث:

١. الحديث دليل على مشروعية القنوت في النوازل.
٢. الدعاء للمستضعفين من المسلمين، والدعاء على رؤوس الكفر الذين وقع منهم الظلم، ومن ذلك دعاؤه -عليه السلام- على قبائل رِعْل، وَعُصَيَّة، وَذَكْوَان، وبنو لِحْيَان، وعلى غيرهم من صناديد قريش الذين آذوا المستضعفين.
٣. أجمع العلماء على أنَّ فعله أو تركه لا يبطل الصلاة، وإنَّما الخلاف في استحباب تركه، أو التفصيل في ذلك.
٤. ينبغي للقانت أن يدعو عند كل نازلة بالدعاء المناسب لتلك النازلة، وإذا سَمَّى من يدعو لهم من المؤمنين ومن يدعو عليهم من الكافرين المحاربين كان ذلك حسناً.
٥. أن القنوت يكون بعد الرفع من الركوع، وعلى هذا أكثر الأحاديث، ويجوز القنوت قبل الركوع، لدلالة أحاديث أخرى على ذلك.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. مجموع الفتاوى, تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن تيمية, المحقق: عبد الرحمن بن محمد بن قاسم, الناشر: مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية, عام النشر: ١٤١٦هـ- ١٩٩٥م.

الرقم الموحد: (10932)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كَانَ يَقُومُ من اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاه

٥٥٨. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- والمغيرة بن شعبة -رضي الله عنه-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يقوم من الليل حتى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فقلت له: لم تَصْنَعُ هذا يا رسول الله، وقد غفر اللهُ لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر؟ قال: «أَفَلَا أحب أن أكونَ عبدا شَكُورًا».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يقوم بالتهجد من الليل حتى تتشقق قدماه، فقالت له عائشة -رضي الله عنها-، -ظنا منها أنه إنما يعبد الله خوفا من الذنب وطلبا للمغفرة والرحمة، وهو قد تحقق له غفران الله تعالى فلا يحتاج لذلك-: لِمَ تصنع هذا يا رسول الله وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر، فقال لها النبي -صلى الله عليه وسلم-: أفلا أكون عبدا شكورا، فهذه العبادة سببها الشكر على المغفرة.

نبی ﷺ رات کی نماز میں اتنا طویل قیام کرتے کہ آپ ﷺ کے قدم پھٹ جاتے۔

۵۵۸. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کی نماز میں اتنا طویل قیام کرتے کہ آپ ﷺ کے قدم پھٹ (سوج) جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا: آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی پچھلی سب خطائیں معاف کر دی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا پھر میں شکر گزار بندہ بننا پسند نہ کروں؟"

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نبی ﷺ رات کو تہجد کی نماز کے لیے کھڑے ہوتے اور اتنا طویل قیام کرتے کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک پھٹ (سوج) جاتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے -یہ گمان کرتے ہوئے کہ آپ ﷺ ایسا گناہ کے خوف سے اور مغفرت اور رحمت کی طلب میں کرتے ہیں؛ حالاں کہ آپ کے لیے تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت پکی ہو چکی ہے اور آپ ﷺ کو اس کی ضرورت نہیں ہے- آپ ﷺ سے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی پچھلی سب خطائیں معاف کر دی ہیں، تو پھر آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں؟ یہ عبادت مغفرت پر اظہار شکر کے لیے ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

راوي الحديث: حديث عائشة -رضي الله عنها-: متفق عليه. حديث المغيرة بن شعبة -رضي الله عنه-: متفق عليه.

التخريج: المغيرة بن شعبة -رضي الله عنه- عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يقوم : أي: بالتهجد.
- تفطَّر : تتشقق.
- شكورا : الشكر: الاعتراف بالنعمة وفعل ما يجب من الطاعات وترك المعصية، وشكورا: كثير الشكر.

فوائد الحديث:

١. كثرة اجتهاد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في عبادة الله -تعالى.-
٢. من أنعم الله عليه بنعمة وخَصَّهُ بفضيلة يجب عليه شكرها.
٣. يجب أن تكون النعمة سببا لزيادة الشكر.
٤. أن من شكر الله -تعالى- قيام الليل.

المصادر والمراجع:

-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ. - صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4830)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان لا يدع أربعًا قبل الظهر وركعتين قبل الغداة

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے کی چار رکعات اور فجر سے پہلے کی دو رکعات نہیں چھوڑتے تھے۔

٥٥٩. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان لا يَدع أربعا قَبل الظهر وركعتين قبل الغَدَاة.

٥٥٩. حدیث:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے کی چار رکعات اور فجر سے پہلے کی دو رکعات نہیں چھوڑتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يُداوم ويحافظ على صلاة أربع ركعات قبل صلاة الظهر، وهذا لا ينافي حديث ابن عمر -رضي الله عنه- وفيه: "ركعتين قبل الظهر"، ووجه الجمع بينهما أنه تارةً يصلي ركعتين، وتارةً أربعًا، فأخبر كل منهما عن أحد الأمرين، وهذا موجود في كثير من نوافل العبادات. ويصلي أربعًا قبل الظهر بتسليمتين، وإن صلاها أربعًا بتسليمة واحدة جاز. كما كان يُداوم ويحافظ على صلاة ركعتين قبل صلاة الفجر، وهي الغداة.

اجمالی معنی:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعات پڑھنے کا اہتمام اور پابندی کیا کرتے تھے، یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے منافی نہیں، جس میں ظہر سے پہلے دو رکعات کا ذکر ہے۔ دونوں حدیثوں میں تطبیق یوں ہوگی کہ آپ کبھی دو رکعات پڑھتے تھے اور کبھی چار۔ ہر ایک صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک عادت کو بیان فرمایا اور یہ بہت سارے نفلی عبادات میں موجود ہے۔ ظہر سے پہلے چار رکعات دو سلاموں کے ساتھ پڑھنا درست ہے اور اگر کوئی ایک سلام کے ساتھ بھی پڑھ لے تو یہ بھی درست ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > السنن الرواتب

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- لا يدع : لا يترك، وأصل الودع الترك.

فوائد الحديث:

١. المحافظة على أربع ركعات قبل صلاة الظهر، وركعتين بعد طلوع الفجر.
٢. أن الرَّواتب تصلى في البيت، ولولا ذلك ما أخبرت به عائشة -رضي الله عنها-.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م.

الرقم الموحد: (11249)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يَنَام أول اللَّيل، ويقوم آخره فَيُصلِّ

٥٦٠. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يَنَام أول اللَّيل، ويقوم آخره فَيُصلِّ.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

تُخبر عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان ينام أول الليل، وذلك بعد صلاة العشاء، ويقوم آخره، وهو: الثلث الثاني من الليل، فإذا فَرَغ من صلاته، رجع إلى فراشه لِيَنَام، وذلك في السُدس الأخير من الليل؛ ليستريح بَدَنه من عَنَاء قيام الليل، وفيه من المصلحة أيضاً استقبال صلاة الصبح، وأذكار النهار بنشاط وإقبال، ولأنه أقرب إلى عدم الرياء؛ لأن من نام السدس الأخير أصبح ظاهر اللون سليم القوى، فهو أقرب إلى أن يخفي عمله الماضي عمن يراه. ولهذا جاء أن الأذان الأول؛ ليوقظ النائم ويرجع القائم، فالقائم يرجع إلى النوم؛ لِيَكتَسِب بدنه قوة ونشاطا، وأما النائم، فيستيقظ حتى يَستعد للصلاة، وحتى يصلي وتره إذا لم يوتر أول الليل.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے شروع حصے میں سوجاتے اور رات کے آخری حصہ میں بیدار ہوکر نماز پڑھتے۔

٥٦٠. حدیث :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے شروع حصے میں سوجاتے اور رات کے آخری حصہ میں بیدار ہوکر نماز پڑھتے۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بتا رہی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشا کی نماز کے بعد رات کے ابتدائی حصے میں سوتے اور آخری حصے یعنی دوسری تہائی میں قیام کرتے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوتے، تو اپنے بستر پر سونے کے لیے آجاتے؛ تاکہ قیام اللیل کی وجہ سے جسم کی تھکاوٹ سے بدن کو آرام مل جائے۔ یہ رات کا آخری چھٹا حصہ ہوتا۔ اس میں کارفرما مصالح میں سے ایک مصلحت یہ ہوتی کہ نماز فجر اور صبح کے اذکار کا استقبال پوری چستی اور توجہ کے ساتھ کیا جائے۔ یہ ریا و نمود کی آلائشوں سے دور رہنے کا بھی ذریعہ ہے؛ کیوں کہ جو رات کے آخری چھٹے حصے میں سو جائے گا، وہ پوری تازگی اور توانائی کے ساتھ صبح کرے گا۔ ایسے میں اس کی رات کی عبادت مخفی رہے، اس کے امکانات زیادہ رہتے ہیں۔ اسی لیے حدیث میں آیا ہے کہ پہلی اذان کا مقصد سونے والے کو جگانا اور قیام کرنے والے کو لوٹانا ہے۔ یعنی قیام کرنے والا نیند کی طرف لوٹ جائے؛ تاکہ اس کا جسم قوت و نشاط حاصل کرلے۔ نیز سونے والا بیدار ہو کر نماز کی تیاری کر لے۔ نیز وتر پڑھ لے، اگر شروع رات میں نہیں پڑھا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الهدي النبوي > هديه صلى الله عليه وسلم في الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. كراهية قيام الليل كله، وأن الأفضل أن ينام جزءا من الليل، ويقوم جزءا منه؛ دفعًا للملل والكسل.
٢. الأفضل أن يكون القيام في الجزء الأخير من الليل؛ ليكون أنشط في العبادة.
٣. آخر الليل أرْجَى في إجابة الدعاء.
٤. بيان الوقت الذي كان يقوم فيه -صلى الله عليه وسلم- من الليل.

المصادر والمراجع:
-1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ- ١٩٩٧م. ٢- نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. ٣- صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. ٤- صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. ٥- مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، عبيد الله بن محمد عبد السلام المباركفوري، إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الجامعة السلفية، بنارس الهند، الطبعة الثالثة، ١٤٠٤هـ. ٦- شرح سنن أبي داود، عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة إلكترونية.

الرقم الموحد: (4247)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يرفع يديه حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إذا افْتَتَحَ الصلاة، وإذا كبّر للرُّكُوعِ، وإذا رفع رأسه من الركوع رَفَعَهُمَا كذلك

نبی ﷺ جب نماز شروع کرتے، تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر اٹھاتے اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے، تب بھی ایسا ہی کرتے

٥٦١. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يرفع يديه حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إذا افْتَتَحَ الصلاة، وإذا كبّر للرُّكُوعِ ، وإذا رفع رأسه من الركوع رَفَعَهُمَا كذلك، وقال: سَمِعَ الله لمن حَمِدَهُ رَبَّنَا ولك الحمد، وكان لا يفعل ذلك في السُّجُودِ.

٥٦١. حدیث :

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب نماز شروع کرتے، تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر اٹھاتے اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے، تب بھی ایسا ہی کرتے اور "سَمِعَ اللہ لمن حَمِدَہُ رَبنا ولک الحمد" کہتے۔ آپ ﷺ سجدوں میں ایسا نہیں کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

الصلاة عبادة عظيمة، فكل عضو في البدن له فيها عبادة خاصة. ومن ذلك، اليدان فلهما وظائف، منها رفعهما عند تكبيرة الإحرام، والرفع زينة للصلاة وتعظيم لله -تعالى-، ويكون رفع اليدين إلى مقابل منكبيه، ورفعهما أيضاً للركوع في جميع الركعات، وإذا رفع رأسه من الركوع، في كل ركعة، وفي هذا الحديث، التصريح من الراوي: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لا يفعل ذلك في السجود حيث إنه هوي ونزول.

اجمالی معنی :

نماز ایک بہت بڑی عبادت ہے۔ چنانچہ اس کے اندر جسم میں موجود ہر عضو کی ایک خاص عبادت ہے۔ ان اعضا میں سے دو ہاتھ بھی ہیں، جن کے اپنے وظائف ہیں۔ انہی میں سے ایک وظیفہ تکبیر تحریمہ کے وقت انھا ٹھانا ہے۔ دراصل ہاتھوں کو اٹھانا نماز کی زینت ہے اور اس سے اللہ تعالی کی تعظیم کا اظہار ہوتا ہے۔ ہاتھوں کو دونوں کندھوں کے برابر اٹھایا جاتا ہے۔ اور تمام رکعتوں میں ہر رکعت کے اندر رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین کیا جاتا ہے۔ اس حدیث میں راوی کی طرف سے تصریح ہے کہ نبی ﷺ سجدے میں ایسا نہیں کرتے تھے؛ کیوں کہ یہ جھکنے اور نیچے جانے کا مظہر ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ : مقابلهما والمنكب رأس الكتف وهو المكان الذي يجتمع فيه الكتف والعضد.
- افْتَتَحَ الصلاة : وقت افتتاحه إياها وذلك عند تكبيرة الاحرام.
- كبّر للركوع : بدأ فيه.
- الركوع : انحناء الظهر.
- كبّر : قال الله أكبر.
- كذلك : أي كرفعه عند افتتاح الصلاة.
- سَمِعَ الله لمن حَمِدَهُ : استجاب الله دعاء من حمده.
- ربنا ولك الحمد : ربنا أطعناك أو ربنا استجب، ولك الحمد.

- لا يفعل ذلك : أي رفع اليدين.
- في السُّجُود : أي لا في ابتدائه ولا عند الرفع منه.
- السجود : الهوي إلى الأرض واضعا عليها الجبهة والأنف والكفين والركبتين وأطراف القدمين.

فوائد الحديث:

١. استحباب رفع اليدين عند تكبيرة الإحرام، وكذلك عند الركوع وبعد الرفع منه.
٢. أن يكون الرفع إلى مقابل المنكبين.
٣. أن النبي -صلى الله عليه وسلم-، لم يفعل الرفع في السجود.
٤. الحِكَمُ من رفع اليدين في الصلاة كثيرة ويجمعها أنه زينة للصلاة وتعظيم لله سبحانه.
٥. أن المصلي يجمع بين قول سمع الله لمن حمده وربنا ولك الحمد عند الرفع من الركوع ويستثنى من ذلك المأموم، فإنه يقتصر على التحميد.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3095)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يطوف على نسائه بغسل واحد	نبی ﷺ ایک ہی غسل میں سبھی بیویوں کا چکر لگا لیتے تھے۔
٥٦٢. الحديث: عن أنس: «أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يطوف على نسائه بِغُسْلٍ واحد».	**٥٦٢. حدیث:** انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”نبی ﷺ ایک ہی غسل میں ساری بیویوں کا چکر لگا لیتے تھے“۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: في هذا الحديث حسن عشرة النبي -صلى الله عليه وسلم- لأزواجه، حيث كان يجامعهنَّ في ليلة واحدة تطييباً لخاطرهنَّ، ويغتسل مرة واحدة؛ لأنَّ الْغُسْلَ لا يجب بين الْجِمَاعَيْنِ سَوَاء كَانَ لِتِلْكَ الْمُجَامَعَة أَوْ لِغَيْرِهَا، كما علم من هذا الحديث.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں نبی ﷺ کی اپنی بیویوں کے تئیں حسنِ معاشرت کا نمونہ پایا جاتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی بیویوں کی تسکینِ قلب کے لیے (کبھی کبھی) ایک ہی رات میں ان سب کے ساتھ ہم بستری کیا کرتے تھے اور پھر ایک مرتبہ غسل فرماتے کیونکہ دو جماع کے درمیان غسل واجب نہیں ہے چاہے وہ اسی ہمبستری کی وجہ سے کیا جائے یا اس کے علاوہ دوسری ہمبستری کی وجہ سے، جیسا کہ اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل

السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > زوجاته صلى الله عليه وسلم وأحوال بيت النبوة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يطوف : يدور.
- على نسائه : حين يجامعهن.
- بغسل واحد : يغتسل بعد جماع زوجاته غسلًا واحدًا يكتفي به.

فوائد الحديث:

١. الغسل من الجنابة من الطهارة المشروعة، ومن النظافة المرغَّب فيها.
٢. من رحمة العليم الخبير: أن شرع الغُسل من الجنابة الذي يعيد إلى الجسم قوته وحيويته ونشاطه، وكم لله في شرعه من حِكَمٍ وأسرار.
٣. العدل في القَسْم بين الزوجين أو الزوجات واجب، والميل إلى إحداهن محرَّمٌ.
٤. جواز إعادة الجماع بلا غُسل ولا وضوء.
٥. جواز تأخير الغسل، وأنه لا تجب المبادرة به.

المصادر والمراجع:

-فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام. مكتبَة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - صحيح مسلم، ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. - صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. - عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم، للعظيم آبادي. دار الكتب العلمية – بيروت. الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ-

حاشية السندي على سنن ابن ماجه، للسندي. الناشر: دار الجيل - بيروت، بدون طبعة. - مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، للتبريزي، الناشر: دار الكتب العلمية. سنة النشر: ١٤٢٢ - ٢٠٠١ ط ١.

الرقم الموحد: (58102)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يقرأ في صلاة الفجر، يوم الجمعة: الم تنزيل السجدة، وهل أتى على الإنسان حين من الدهر

٥٦٣. الحديث:

عن ابن عباس: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الفَجْرِ، يوم الجمعة: الم تَنْزِيلُ السَّجدة، وهل أتى على الإنسان حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ، وأن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يقرأ في صلاة الجمعة سورة الجُمعة والمنافقين. وفي رواية: يُدِيم ذلك.

درجة الحديث: صحيح الزيادة: مرسلة أي (ضعيفة بسبب الإرسال)

المعنى الإجمالي:

كان من عادة النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يقرأ في صلاة الفجر يوم الجمعة "آلم تنزيل" وهي سورة السجدة و"هل أتى على الإنسان" وهي سورة الإنسان، لما اشتملت عليه من ذكر خلق آدم، وذكر المعاد وحشر العباد، وأحوال القيامة الذي كان وسيكون في يوم الجمعة، تذكيراً بتلك الحال عند مناسبتها، وكان يقرأ في صلاة الجمعة سورة الجمعة والمنافقين وأحيانًا سورة الجمعة والغاشية وأحيانًا سورة الأعلى والغاشية، كما في هذا الحديث وفي روايات أخرى في صحيح مسلم. وهكذا ينبغي أن يذكر كل شيء عند مناسبته، ليكون أعلق بالأذهان، وأحضر للقلوب، وأوعى للأسماع.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورہ (الم تَنزِيلُ السَّجْدَةِ) اور سورہ (هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ) پڑھا کرتے تھے۔

٥٦٣. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورہ (الم تَنزِيلُ السَّجْدَةِ) اور سورہ (هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ) پڑھا کرتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقون پڑھا کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے: اس پر ہمیشگی برتتے تھے۔

حدیث کا درجہ:

اجمالی معنی:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں (الم تَنزِيلُ) یعنی سورۃ السجدۃ اور (هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ) یعنی سورۃ الانسان پڑھا کرتے تھے۔ کیونکہ ان دونوں سورتوں میں آدم علیہ السلام کی تخلیق، آخرت، بندوں کے حشر اور قیامت کے احوال کا تذکرہ ہے، جن کے وقوع کا تعلق جمعہ کے دن سے ہے۔ اسی مناسبت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان احوال کی یاددہانی کراتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں سورۃ الجمعہ اور سورۃ المنافقون پڑھا کرتے تھے، اور کبھی سورۃ الجمعہ اور سورۃ الغاشیہ، اور کبھی سورۃ الاعلی اور سورۃ الغاشیہ پڑھتے تھے جیساکہ اس حدیث میں اور صحیح مسلم کی دوسری روایات میں ہے۔ اسی طرح ہر چیز کا ذکر اس کے مناسب موقع و محل کے اعتبار سے کرنا چاہیے تاکہ وہ بات دماغ میں زیادہ راسخ ہو اور دل میں زیادہ مستحضر ہو، اور کان اسے زیادہ یاد رکھیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سنن الصلاة

الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام الإمام والمأموم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. السنة المستحبة في صلاة الفجر من يوم الجمعة تخصيص الركعة الأولى بقراءة: آلم تنزيل السجدة، وأما الركعة الثانية فتقرأ فيها: سورة الإنسان.

٢. ظاهر الحديث المداومة على قراءة هاتين السورتين، في صلاة صبح الجمعة.

٣. مناسبة تخصيص هاتين السورتين بيوم الجمعة؛ لتذكير المصلين ما كان ويكون في يومها، من: خلق آدم عليه السلام، وعلى ذكر المعاد والحشر للعباد.

٤. أن من عوامل نجاح رسالة المربي تحري الأمور التالية: اختيار الوقت المناسب، واستعمال ما سهُلت ألفاظه في تبليغ الرسالة التربوية، مع مراعاة الأولوية في معالجة المشاكل التربوية، ويلتزم في هذا كله الحكمة والموعظة الحسنة.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة ، ط الخامسة ١٤٢٣هـ - المعجم الصغير للطبراني، المحقق: محمد شكور محمود الحاج أمرير، دار النشر: المكتب الإسلامي , دار عمار بيروت, عمان. الطبعة: الأولى، ١٤٠٥ – ١٩٨٥م. - تيسير العلام للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة- العاشرة، ١٤٢٦ هـ- ٢٠٠٦ م. - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للشيخ الألباني. الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ- ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (10920)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يقول بين السجدتين: اللَّهُمَّ اغفر لي، وارحمني، وعافني، واهدني، وارزقني

نبی ﷺ دو سجدوں کے مابین یہ دعا پڑھا کرتے تھے "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي" کہ اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت دے، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما۔

٥٦٤. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يقول بين السَّجدتَين: «اللَّهمَّ اغْفِرْ لي، وارْحَمْنِي، وعافِنِي، واهْدِنِي، وارزقْنِي».

٥٦٤. حدیث:

ابن عباس -رضی اللہ عنہما- سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ دو سجدوں کے مابین یہ پڑھا کرتے تھے "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي" کہ اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت دے، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر ابن عباس -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم-: "كان يقول بين السَّجدتَين: اللَّهمَّ اغْفِرْ لي.." أي: كان يَدعُو بين السَّجدتين بهذا الدعاء ولا فرق بين صلاة الفَرض وصلاة النفل، فالصلاة كلها ذِكْر وقراءة للقرآن، ومعنى قوله: "اللَّهمَّ اغْفِرْ لي": أي: اسْتُرنِي، مع التجاوز عن المؤاخذة. "وارْحَمْنِي"، أي: هَات لي من لدُنْك رَحمة تشتمل على سَتر الذَّنب وعدم المؤاخذة، مع التَّفَضُّل عليَّ من خَيري الدُّنيا والآخرة. "وعافِنِي" أي: اعطني سَلامة وعافية، في دِيني من السَّيئات والشُّبهات، وفي بَدني من الأمراض والأسْقَام، وفي عقلِي من العَتَه والجُنون، وأعظم الأمراض هي أمراض القلب، إما بالشُّبهات المُضلَّة، وإما بالشهوات المُهلكة، "واهْدِنِي" الهِداية نوعان: أحدهما: هداية دلالة وإرشاد إلى طريق الحق والصواب، وهذه حاصلة للمسلم والكافر: (وأما ثمود فهديناهم) [فصلت : ١٧] ، يعني: دللناهم على الحق. الثاني: هداية توفيق وقبول، وهذه لا يحصل عليها إلا أهل الإيمان، وهي: المطلوبة هنا، ومعناها: اهْدِني للحقِّ وثَبِّتني عليه. "وارزقْنِي" أي: أعطني رزقًا، يُغنيني في هذه الحياة الدنيا عن الحاجة إلى خلقِك، وأعطني رزقًا واسعًا في الآخرة، مثل ما أعددته لِعبادك الَّذين أنْعَمت عليهم.

اجمالی معنی:

ابن عباس -رضی اللہ عنہما- بیان کر رہے ہیں کہ نبی ﷺ دو سجدوں کے بیچ میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: اللَّهمَّ اغْفِرْ لي. الخ"۔ یعنی آپ ﷺ دو سجدوں کے مابین یہ دعا مانگا کرتے تھے اور اس سلسلے میں فرض اور دوسری نمازوں میں کوئی فرق نہیں کیوں کہ نماز چاہے کوئی بھی ہو اس میں ذکر اور قرآن کی تلاوت ہی ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کے کلمات: "اللَّهمَّ اغْفِرْ لي" کا معنی ہے کہ: میری پردہ پوشی کر اور اس کے ساتھ ساتھ مواخذہ سے بھی در گزر کر۔ "وارْحَمْنِي"۔ یعنی مجھے اپنی جناب سے رحمت عنایت فرما جس میں گناہ کی ستر پوشی ہو اور اس پر مواخذہ نہ ہو اور اس کے ساتھ ساتھ دنیا و آخرت کی خیر مجھے عنایت فرما۔ "وعافِنِي"۔ یعنی مجھے دین کے معاملے میں برائیوں اور شبہات سے اور بدن کے معاملے میں امراض اور بیماریوں سے اور عقل کے سلسلے میں بے وقوفی اور پاگل پن سے سلامتی اور عافیت عطا فرما۔ سب سے بڑے امراض دل کے امراض ہوتے ہیں جن کا تعلق یا تو گمراہ کن شبہات سے ہوتا ہے یا پھر ہلاک کر دینے والی شہوات سے۔ "واهْدِنِي"۔ ہدایت کی دو قسمیں ہیں: اول: وہ ہدایت جس میں راہِ حق اور صحیح راستہ دکھلا دیا جائے اور اس کی طرف رہنمائی کر دی جائے۔ اس قسم کی ہدایت مسلمان اور کافر دونوں ہی کو ملتی ہے۔ (وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ) [فصلت: ١٧] یعنی ثمود کی ہم نے راہ حق کی طرف رہنمائی کی۔ دوم: وہ ہدایت جس میں توفیق و قبولیت پائی جائے۔ یہ صرف اہلِ ایمان کو حاصل ہوتی ہے۔ یہاں یہی مطلوب ہے۔ معنی یہ ہوا کہ: مجھے حق کی راہ دکھلا اور اس پر مجھے ثابت قدم رکھ۔ "وارزقْنِي"۔ یعنی مجھے رزق عطا فرما جو اس دنیا میں مجھے تیری مخلوق سے بے نیاز کر دے اور آخرت میں مجھے وسیع رزق عنایت فرما جیسا کہ تو نے اپنے ان بندوں کے لیے تیار کر رکھا ہے جن پر تو نے اپنا انعام کیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أذكار الصلاة
راوي الحديث: رواه أبو داود
التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- اغْفِرْ لي : أي: اسْتُرني، مع التَّجَاوز عن المؤاخذة.
- ارْحَمْنِي : هَات لي من لدُنْك رَحمة تشتمل على سَتر الذَّنب وعدم المؤاخذة، مع التَّفَضُل عليَّ من خَيري الدُّنيا والآخرة.
- عَافِنِي : اعطني سَلامة وعافية، في دِيني من السَّيئات والشُّبهات، وفي بَدني من الأمراض والأسْقَام.
- اهْدِنِي : أي: اهْدِنِي للحقِّ وثَبِّتنِي عليه.
- ارزقْنِي : أعْطِنِي رزقًا، يُغنيني في هذه الحياة الدنيا عن الحاجة إلى خلقِك، وأعطني رزقًا واسعًا في الآخرة.

فوائد الحديث:

١. مشروعية الطُمأنينة في الجلسة التي بين السَّجدتين، كما ثبت ذلك في أحاديث أخرى أيضًا.
٢. وجوب الدعاء وقول: رب اغفر لي، أو اللَّهُمَّ اغفر لي. بين السجدتين.
٣. الأفضل أن يأتي بالدعاء بين السجدتين كما ورد، فإن زاد أو نقص فيه لم تبطل صلاته.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ سنن ابن ماجه، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م.

الرقم الموحد: (10930)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نَهى عن الحِبْوَةِ يوم الجمعة والإمام يخطب

٥٦٥. الحديث:

عن معاذ بن أنس الجهني -رضي الله عنه-: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نَهى عن الحِبْوَةِ يوم الجمعة والإمام يخطب.

درجة الحديث: حسن

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث منسوخ كما أشار إليه أبو داود، ومعناه أن معاذ بن أنس -رضي الله عنه- يخبر عن نهي النبي -صلى الله عليه وسلم- عن الحِبْوَةِ يوم الجمعة وقت الخطبة. والحِبْوَة: أن يَضم الإنسان فخذيه إلى بطنه وساقيه إلى فخذيه ويربط نفسه بسير أو عمامة أو نحوها، وقد نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- عنها والإمام يخطب يوم الجمعة لسببين: الأول: أنه ربما تكون هذه الحبوة سببًا لجلب النوم إليه فينام عن سماع الخطبة. والثاني: أنه مظنة لانكشاف العورة؛ لأن الغالب على العرب أن يكون على أحدهم الثوب الواحد، فإذا احتبى بَدَت عورته، ولهذا جاء النهي عنه كما في صحيح مسلم: "وأن يحتبي في ثوب واحد كاشفا عن فرجه"، فهذا خاص بمن عليه ثوب واحد وعام في كل وقت. قال النووي -رحمه الله-: "وكان هذا الاحتباء عادة للعرب في مجالسهم، فإن انكشف معه شيء من عورته فهو حرام". وأما إذا أمن ذلك فإنه لا بأس بها؛ لأن النهي إذا كان لعلة معقولة فزالت العلة فإنه يزول النهي، كما ثبت عنه -صلى الله عليه وسلم- في الصحيحين من حديث عبَّاد بن تميم، عن عمه أنه "رأى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- مستلقيًا في المسجد، واضعًا إحدى رجليه على الأخرى".

نبی ﷺ نے جمعہ کے دن، جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو، گھٹنوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

٥٦٥. حدیث:

معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جمعہ کے دن، جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو، گھٹنوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث کا درجہ: حَسَن

اجمالی معنی:

یہ حدیث منسوخ ہے جیسا کہ ابو داود نے سابقہ حدیث کے بعد اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ: معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بتلا رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے جمعہ کے دن، جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو، "حبوہ" سے منع فرمایا ہے۔ ''حبوہ'' کا معنی یہ ہے کہ انسان اپنی رانوں کو اپنے پیٹ سے اور پنڈلیوں کو رانوں سے ملا لے، اور خود کو تسمے یا پگڑی وغیرہ سے باندھ لے۔ نبی ﷺ نے جمعہ کے دن امام کے خطبہ کے دوران اس طرح بیٹھنے سے دو وجوں سے منع فرمایا ہے: اول: اس طرح بیٹھنے سے اسے نیند آ سکتی ہے اور یوں وہ سو جانے کی وجہ سے خطبہ سننے سے محروم ہو جائے گا۔ دوم: اس سے ستر کے کھل جانے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ زیادہ تر عرب لوگوں پر ایک ہی کپڑا ہوتا تھا۔ چنانچہ اگر وہ حبوہ باندھتا تو اس کا ستر کھل جاتا۔ اس وجہ سے نبی ﷺ نے اس سے بالکل ہی منع فرما دیا۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ: "(رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی...) ایک کپڑے میں اس طرح حبوہ باندھ کر بیٹھے کہ اس کی شرم گاہ ظاہر ہو۔" علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ حبوہ باندھنا عربوں کی ان کی مجلسوں میں ایک عادت تھی، اگر اس کے ساتھ اس کی کچھ شرم گاہ ظاہر ہو جائے تو وہ حرام ہے۔'' البتہ اگر شرم گاہ کے کھلنے کا خوف نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ کیونکہ اگر ممانعت کسی معقول علت کی بنا پر ہے اور وہ علت ختم ہو گئی تو ممانعت بھی ختم ہو جائے گی۔ بلکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عباد بن تمیم کی حدیث سے ثابت ہے جسے وہ اپنے چچا کے واسطے سے نقل کرتے ہیں کہ: ''انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا اس حال میں کہ آپ ﷺ اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے تھے۔'' شرح مسلم للنووي (٧٧/١٤) شرح رياض الصالحين (٤٤٩/٦)

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة الجمعة

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد.
التخريج: معاذ بن أنس الجهني -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الحِبْوَة : أن يقيم الجالس رُكْبَتَيه، ويضم رِجْلَيه إلى بَطْنِه بثوب يجمعها به مع ظَهره ويَشُد عليهما ويكون إليَتَاه على الأرض.

فوائد الحديث:

١. كراهية الاحتباء أثناء خُطبة الجمعة؛ لأنه مَظِنة جَلْب النوم فيفوت استماع الخطبة وهو واجب، وقد ينتقض الوضوء الذي هو شرط لصحة الصلاة.
٢. على المسلم أن يكون على هيئة تسترعي انتباهه للخطيب يوم الجمعة ليحصل المقصود من الخطبة وليخرج بفائدة منها.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: الناشر: مؤسسة الرسالة ، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيي بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيي بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢ هـ.

الرقم الموحد: (8955)

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى عن بيع الولاء وعن هبته

نبی کریم ﷺ نے 'ولاء' کو بیچنے اور اس کو ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

٥٦٦. الحديث:

عن عبد الله بن عمر- رضي الله عنهما- مرفوعاً: «أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى عن بيع الوَلاءِ وعن هِبَتِهِ».

٥٦٦. حدیث:

عبداللہ بن عمر- رضی اللہ عنہما- سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ولاء کو بیچنے اور اس کو ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

الوَلاء لحمَة كلحمَةِ النسب، من حيث إن كلا منهما لا يكتسب ببيع ولا هبة ولا غير هما، لهذا لا يجوز التصرف فيه ببيع ولا غيره. وإنما هو صلة ورابطة بين المعتق والعتيق يحصل بها إرث الأول من الثاني، والنهي عن بيعه وهبته لكونه كالنسب الذي لا يزول بالإزالة. فلو أن إنساناً باع نسبه من أخيه ما يصلح البيع، أو باع نسبه من ولده لم يصح البيع، أو باع نسبه من ابن عمه لا يصح البيع، النسب لا يباع، وهكذا الولاء.

اجمالی معنی:

'وَلاء' نسب کے رشتے کی طرح ایک رشتہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی خرید و فروخت، ہبہ وغیرہ سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے اس میں خرید و فروخت وغیرہ کے ذریعے تصرف کرنا جائز نہیں۔ یہ آزاد کرنے والے اور آزاد کردہ شخص کے درمیان ایک رابطہ اور تعلق ہے۔ اس کی وجہ سے پہلا شخص دوسرے کا وارث بنتا ہے۔ اس کی خرید و فروخت اور ہبہ سے ممانعت اس لیے ہے کہ نسب کی طرح اسے ختم کرنے سے یہ ختم نہیں ہوتا۔ اگر ایک انسان اپنے سے بھائی اس کا نسب بیچے تو اس کا بیچنا درست نہیں یا اگر کوئی اپنے بچے سے اس کا نسب بیچے تو یہ بیچنا بھی درست نہیں یا اگر کوئی اپنے چچازاد بھائی سے اس کا نسب بیچے تو یہ بیع بھی درست نہیں، اس لیے کہ نسب کا بیچنا درست نہیں، اسی طرح 'ولاء' کا بیچنا بھی درست نہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > البيوع > البيوع المحرمة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الولاء : حق يرث به المعتِق من المعتَق ما أبقت الفرائض.
- وعن هبته : ونهى عن هبة الولاء،أي إهدائه بلا مقابل.

فوائد الحديث:

١. النهي عن بيع الولاء، وعن هبته، وعن غيرهما من أنواع التمليكات.
٢. قال ابن دقيق العيد: الولاء حق ثبت بوصف، وهو الإعتاق، فلا يقبل النقل إلى الغير بوجه من الوجوه، لأن ما ثبت بوصف يدوم بدوامه، ولا يستحقه إلا من قام به ذلك الوصف.
٣. أن العقد باطل لأن النَّهي يقتضي الفساد.
٤. أن هذه العلاقة الباقية التي لا تنفصم، كما لا تنفصم علاقة النسب، ويرث المعتق من أعتقه، وكذلك عصبته المتعصبون بأنفسهم، لنعمة العتق عليه.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ -الإلمام

بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (5853)

أن اليهود كانوا إذا حاضت المرأة فيهم لم يؤاكلوها، ولم يجامعوهن في البيوت

یہودیوں کا یہ معمول تھا کہ جب ان کے درمیان کسی خاتون کو حیض آجاتا تو وہ اس کے ساتھ نہ کھاتے تھے اور نہ اس کے ساتھ گھر میں اکٹھے رہتے تھے۔ نبی ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے (اس بارے میں) دریافت کیا تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی: ترجمہ: ’’آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو۔‘‘ (البقرۃ: ۲۲۲)۔

٥٦٧. الحديث:

عن أنس -رضي الله عنه-: أن اليَهُود كانوا إذا حَاضَت المرأة فيهم لم يؤَاكِلُوها، ولم يُجَامِعُوهُن في البيوت فسأل أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- النبي -صلى الله عليه وسلم- فأنزل الله تعالى: {ويسألونك عن المحيض قل هو أذى فاعتزلوا النساء في المحيض} [البقرة: ٢٢٢] إلى آخر الآية، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «اصْنَعُوا كَلَّ شيءٍ إلا النكاح». فَبَلَغ ذلك اليهود، فقالوا: ما يُريد هذا الرَّجُل أن يَدع من أمْرِنا شيئا إلا خَالفَنَا فيه، فجاء أُسَيْدُ بن حُضَيْر، وعَبَّاد بن بِشْر فقالا يا رسول الله، إن اليهود تقول: كذا وكذا، فلا نُجَامِعُهُن؟ فَتغيَّر وجه رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حتى ظَنَنَّا أن قد وجَد عليهما، فخرجا فَاسْتَقْبَلَهُمَا هَدِيَّة من لَبَنٍ إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-، فأَرسَل في آثَارِهِما فَسَقَاهُمَا، فَعَرَفَا أن لم يَجِد عليهما.

٥٦٧. حدیث:

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودیوں کا یہ معمول تھا کہ جب ان کے درمیان کسی خاتون کو حیض آجاتا تو وہ اس کے ساتھ نہ کھاتے تھے اور نہ اس کے ساتھ گھر میں اکٹھے رہتے تھے۔ نبی ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے (اس بارے میں) دریافت کیا تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی: [وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ] (البقرۃ: ۲۲۲)۔ ترجمہ: ’’آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو۔‘‘ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’سوائے صحبت کے تم سب کچھ کرو۔‘‘ یہ بات یہودیوں تک پہنچی تو وہ کہنے لگے کہ یہ شخص تو ہر بات میں ہماری مخالفت ہی چاہتا ہے۔ اس پر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے آکر کہا: اے اللہ کے رسول! یہودی لوگ ایسے ایسے کہہ رہے ہیں۔ تو کیا ہم (ان کی مخالفت میں) عورتوں سے (ایام حیض میں) صحبت نہ کر لیا کریں؟" اس پر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ بدل گیا یہاں تک کہ ہمیں لگا کہ آپ ﷺ ان پر ناراض ہو گئے ہیں۔ چنانچہ یہ دونوں صحابی وہاں سے نکلے تو اس کے فوراً بعد نبی ﷺ کے پاس دودھ کا تحفہ آیا۔ آپ ﷺ نے ان کے پیچھے آدمی بھیج کر انہیں بلایا اور ان دونوں کو دودھ پلایا۔ اس سے انہیں اندازہ ہو گیا کہ آپ ﷺ ان پر ناراض نہیں ہوئے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر أنس -رضي الله عنه-: "أن اليَهُود إذا حَاضَت المرأة فيهم لم يؤَاكِلُوها ولم يُجَامِعُوهُن في البيوت" يعني: أن اليهود كانوا يمتنعون من مشاركة المرأة الحائض على الطعام ولا يَشربون من سؤرها ولا يأكلون الطعام الذي هو من صنعها؛ لأنهم يعتقدون نجاستها ونجاسة عرقها. "ولم يُجَامِعُوهُن في البيوت،

اجمالی معنی:

انس رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ: ’’یہودیوں کا یہ معمول تھا کہ جب ان کے درمیان کسی خاتون کو حیض آجاتا تو وہ اس کے ساتھ نہ کھاتے تھے اور نہ اس کے ساتھ گھر میں اکٹھے رہتے تھے۔ یعنی یہودی لوگ حائضہ عورت کو نہ تو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرتے، نہ ہی اس کا جھوٹا پانی پیتے اور نہ ہی اس کے ہاتھ کا بنا کھانا کھاتے تھے، کیونکہ ان کے عقیدے کے مطابق حائضہ عورت اور اس کا پسینہ ناپاک

المراد بالمُجامعة هنا: المُساكنة والمخالطة، فاليهود كانت المرأة إذا حاضَت اعتزلوها فلا يخالطوها، بل يخرجوها من البيت، كما في رواية أنس -رضي الله عنه- عند أبي داود : " أن اليهود كانت إذا حاضت منهم المرأة أخرجوها من البيت، ولم يُؤاكلوها ولم يُشَارِبُوها ولم يُجامعوها في البيت". "فسأل أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- النبي -صلى الله عليه وسلم-" أي أن أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- عندما علموا حال اليهود من اعتزال نسائهم زمن الحيض سألوا النبي -صلى الله عليه وسلم- عن ذلك. "فأنزل الله -تعالى-: (ويسألونك عن المحيض قل هو أذى فاعتزلوا النساء في المحيض) فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «اصْنَعُوا كلَّ شيء إلا النكاح»"، فأجاز الشرع مُخالطتها ومُؤاكلتها ومشاربتها ومُلامَستها ومُضاجعتها، وأباح منها كل شيء إلا الوطء في الفَرْج. وقوله -صلى الله عليه وسلم-: "اصْنَعُوا كل شيء إلا النكاح" فيه بيان لمجمل الآية؛ لأن الاعتزال شامل للمجامعة والمخالطة والمؤاكلة والمُشاربة والمُصاحبة فبين النبي-صلى الله عليه وسلم- أن المراد بالاعتزال ترك الجماع فقط لا غير ذلك. "فَبَلَغ ذلك اليهود" أي أن اليهود بلَغَهم أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أجاز لأصحابه أن يفعلوا مع نسائهم زمن الحيض كل شيء إلا الوطء. "فقالوا: ما يُريد هذا الرَّجُل أن يَدع من أمْرِنا شيئا إلا خَالفَنَا فيه" يعني: إذا رآنا نعمل شيئا أمر بخلافه، وأرشد إلى خلافه، فهو يَحرص على أن يُخالفنا في كل شيء. "فجاء أُسَيْدُ بن حُضَيْر، وعَبَّاد بن بِشْر فقالا يا رسول الله، إن اليهود تقول: كذا وكذا، فلا نُجَامِعُهُن؟" يعني: أن أُسَيْد بن حُضَيْر، وعَبَّاد بن بِشْر -رضي الله عنهما- نقلا للنبي -صلى الله عليه وسلم- ما قالته اليهود عندما علموا مخالفة النبي -صلى الله عليه وسلم- لهم، ثم إنهما -رضي الله عنهما- سألا النبي -صلى الله عليه وسلم- عن إباحة الوطء لأجل تحقيق مخالفة اليهود في كل شيء، والمعنى: إذا كنَّا قد خَالفْنَاهم في كونهم لا يخالطوهن، ونحن نخالط

تھا۔ اور نہ اس کے ساتھ گھر میں اکٹھے رہتے۔'' یہاں ''مجامعت'' سے مراد رہائش اختیار کرنا اور مل جل کر رہنا ہے۔ جب عورت کو حیض آتا تو یہودی اس سے میل جول نہ رکھتے بلکہ اسے گھر سے نکال دیتے تھے جیسا کہ سنن ابوداود میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ: ''یہودیوں کا یہ معمول تھا کہ جب ان کے درمیان کسی خاتون کو حیض آجاتا تو اسے گھر سے نکال دیتے تھے۔ وہ نہ تو اس کے ساتھ کھاتے پیتے اور نہ ہی گھر میں اس کے ساتھ رہتے تھے۔'' نبی ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے دریافت کیا۔" یعنی اصحابِ رسول ﷺ کو جب یہودیوں کا حال معلوم ہوا کہ وہ مدتِ حیض میں عورتوں سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں تو انہوں نے نبی ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا۔'' تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی: [وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ] (البقرۃ: ٢٢٢)۔ ترجمہ: "اور لوگ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو۔" تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سوائے صحبت کے تم سب کچھ کر سکتے ہو۔'' شریعت نے ان کے ساتھ مل جل کر رہنے اور ان کے ساتھ کھانے پینے، انہیں چھونے، ان کے ساتھ ایک بستر میں سونے اور سوائے شرم گاہ میں وطی کرنے کے سب کچھ کرنا مباح کر دیا۔ آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ: ''سوائے جماع کے تم سب کچھ کرو۔'' اس میں آیت کے اجمال کی وضاحت ہے۔ کیونکہ "اعتزال" کا لفظ مل جل کر رہنے، اکٹھے کھانے پینے اور ایک ساتھ رہنے جیسے سب معانی کو محیط ہے۔ آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ "اعتزال" سے مراد صرف اور صرف جماع (صحبت) کو ترک کرنا ہے۔ ''یہ بات یہودیوں تک پہنچی'' یعنی یہودیوں تک یہ بات پہنچی کہ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو اجازت دے دی ہے کہ وہ مدتِ حیض میں اپنی بیویوں کے ساتھ سوائے وطی کے سب کچھ کر سکتے ہیں۔ تو وہ کہنے لگے کہ یہ شخص تو ہر بات میں ہماری مخالفت ہی کرنا چاہتا ہے۔" یعنی جب یہ ہمیں کوئی کام کرتے دیکھتا ہے تو اس کی مخالفت کا حکم دیتا ہے اور اس کا الٹ کرنے کو کہتا ہے۔ پس وہ ہر بات میں ہماری مخالفت کرنے کے درپے رہتا ہے۔ تو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے آکر کہا: یا رسول اللہ! یہودی لوگ ایسے ایسے کہہ رہے ہیں۔ تو کیا ہم (ان کی مخالفت میں) عورتوں سے (ایام حیض میں) جماع نہ کر لیا کریں؟۔" یعنی اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ کے سامنے یہودیوں کی اس بات کا تذکرہ کیا جو انہوں نے اس وقت کہی تھی جب انہیں یہ علم ہوا تھا کہ نبی ﷺ نے ان کی مخالفت کا حکم دیا ہے۔ پھر انھوں نے آپ ﷺ سے وطی کو بھی جائز ٹھہرا دینے کے بارے میں پوچھا تاکہ یہودیوں کی ہر چیز میں مخالفت ہو سکے۔ وہ کہنا یہ چاہتے تھے کہ جب ہم نے عورتوں کے ساتھ میل جول

ونضاجع ونؤاكل ونشارب، ونفعل كل شيء إلا النكاح -الجماع- أفلا ننكحهن، حتى تتحقق مخالفتهم في جميع الأمور؟ "فَتغيَّر وجه رسول الله -صلى الله عليه وسلم-" أي أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يقرهما على اجتهادهم، بل غَضِب وظهر معالم غَضِبه على وجهه؛ لأن قولهما مخالف للشرع؛ فالله تعالى يقول :{فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ} [البقرة:٢٢٢] وبين النبي -صلى الله عليه وسلم- ما هو المراد بالاعتزال المذكور في الآية، وهو أنه لا حق لكم في جماعهن وقت الحيض. "حتى ظننا أن قد وجَد عليهما" يعني: غَضب عليهما بسبب قولهما. "فخرجا فَاسْتَقْبَلَهُمَا هَدِيَّة من لَبَنٍ إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-، فأَرسَل في آثَارِهما فَسَقَاهُمَا -صلى الله عليه وسلم-" خرجا من عنده وفي أثناء خروجهما أستقبلهما شخص معه هَدِيَّة من لَبَنٍ يهديها إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فلمَّا دخل صاحب الهَدِيَّة على النبي -صلى الله عليه وسلم- أرسل رسول الله -صلى الله عليه وسلم-بِمن يأتي بهما، فلما جاءا إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- سَقَاهُما من ذلك اللَّبَن تلطُّفا بهما وإظهارا للرضا عنهما. "فَعَرَفَا أن لم يَجِد عليهما" يعني: لم يغضب؛ لأنهما كانا معذورين لحُسن نيتهما فيما تكلما به، أو ما استمر غضبه عليهما، بل زال عنه الغَضَب، وهذا من مكارم أخلاقه -صلى الله عليه وسلم- وتلطفه بأصحابه.

رکھنے کے معاملے میں یہودیوں کی مخالفت کی ہے اوراس کی بنا پر ہم ان کے ساتھ ملتے جلتے ہیں، ان کے ساتھ سوتے اور ان کے ساتھ اکٹھے کھاتے پیتے ہیں اور سوائے جماع کے ہر چیز کرتے ہیں تو کیوں نہ ہم ان سے جماع بھی کر لیا کریں تاکہ تمام امور میں ان کے مخالفت ہو سکے؟ ''تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ بدل گیا۔'' یعنی نبی ﷺ نے ان کے اجتہاد کی تائید نہیں فرمائی بلکہ آپ ﷺ غصے میں آ گئے اور غصے کے آثار بھی آپ ﷺ کے چہرے پر ظاہر ہو گئے۔ کیونکہ اِن کی بات شریعت کے برخلاف تھی۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: [فَاعۡتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الۡمَحِيضِ] (البقرۃ: ٢٢٢) (ترجمہ: حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو) اور آپ ﷺ نے وضاحت فرما دی کہ آیت میں مذکور "اعتزال" سے کیا مراد ہے اور وہ یہ کہ مدت حیض میں تمہارے لیے ان کے ساتھ جماع کرنا جائز نہیں ہے۔ یہاں تک کہ ہمیں لگا کہ آپ ﷺ ان پر ناراض ہو گئے ہیں۔'' یعنی آپ ﷺ ان کی بات کی وجہ سے ان پر غصہ ہو گئے ہیں۔ چنانچہ یہ دونوں صحابی وہاں سے نکلے تو اس کے فوراً بعد نبی ﷺ کے پاس دودھ کا تحفہ آیا۔ آپ ﷺ نے ان کے پیچھے آدمی بھیج کر انہیں بلایا اور ان دونوں کو دودھ پلایا۔'' یعنی وہ دونوں نبی ﷺ کے پاس سے نکلے۔ اور ان کے نکلنے کے دوران ایک شخص نبی ﷺ کے لئے بطور تحفہ دودھ لے کر آیا۔ جب یہ تحفہ لے کر آنے والا شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ان دونوں کو بلانے کے لیے ایک آدمی ان کے پیچھے بھیجا۔ جب وہ دونوں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اظہارِ شفقت اور انہیں یہ باور کرانے کے لیے کہ آپ ﷺ ان سے راضی ہیں انہیں یہ دودھ پلایا۔ ''پس انہیں معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ ان سے ناراض نہیں ہیں۔'' یعنی آپ ﷺ ان سے غصہ نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے جو کچھ کہا تھا وہ اچھی نیت کے ساتھ کہا تھا۔ یا پھر (ابتدا میں آپ ﷺ کو غصہ آیا) لیکن وہ غصہ جاری نہ رہا بلکہ ختم ہو گیا۔ یہ واقعہ آپ ﷺ کے مکارمِ اخلاق اور آپ ﷺ کے اپنے صحابہ کے ساتھ لطف و مہربانی کا برتاؤ کرنے کا ایک مظہر ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الحيض والنفاس والاستحاضة

السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > حلمه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- اليهود : أبناء يعقوب، ويُسَمَّوْنَ العِبْرَانِيِّين أو الإسرائيليين، نسبة إلى أسباط إسرائيل، دِينهم اليهودية، ونبيهم موسى -عليه السلام-، وكتابهم التوراة، كتابٌ أنزله الله تعالى على نبيه موسى -عليه الصلاة والسلام- لكن قَوْمُه وأمَّته حرَّفوه من بعده.
- يؤَاكِلُوها : المُؤاكلة: المُشاركة في الأكل، والمعنى لا يأكلون معها بل يعتزلونها.

- اصْنَعُوا : افعلوا، والمراد هنا: إباحة مباشرة الرَّجل امرأته دون الفَرْج.
- النكاح : المراد به هنا: الجماع.
- وجَد عليهما : غَضب عليهما.
- ولم يجامعوهن في البيوت : لم يجالسوهن في البيوت.

فوائد الحديث:

١. فيه تشديد اليهود على أنفسهم حيث أنهم يعتزلون المرأة الحائض لاعتقادهم أنها نجسة.
٢. الحائض طاهر: بدنها وعَرَقُهَا وثيابها، فتجوزُ مُبَاشرتها ومُلامَسَتها وقيامها بشؤون منزلها، من إعداد الطعام والشراب وغير ذلك.
٣. وجوبُ مخالفة اليهود الَّذين لم يؤاكلوا المرأة الحائض ويعتزلونها.
٤. دليل على تحريم جِماع الحائض؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- استثناه بقوله: "إلا النكاح" وقد دل على ذلك أيضا: القرآن وإجماع المسلمين.
٥. فيه أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لا يُقِرُّ منكرا.
٦. غضب النبي -صلى الله عليه وسلم- عند انتهاك محارم الله تعالى.
٧. سُكوت التَّابع عند غضب المَتبُوع وعدم مراجعته له بالجواب إن كان الغَضَب للحق.
٨. فيه دليل على مشروعية المُؤانسة والمُلاطفة بعد الغضب على من غَضِب إن كان أهلا لها.
٩. قبول النبي -صلى الله عليه وسلم- للهدية.
١٠. أن من ملك الهدية جاز له التصرف فيها مطلقًا.
١١. فيه كرم النبي -صلى الله عليه وسلم- وحسن أخلاقه.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. عون المعبود شرح سنن أبي داود، تأليف: محمد شمس الحق العظيم آبادي، الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة: الثانية، ١٤١٥هـ. شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية.

الرقم الموحد: (10013)

أن امرأة من بني فزارة تزوجت على نعلين، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أرضيت من نفسك ومالك بنعلين؟» قالت: نعم، قال: فأجازه.

بنوفزارہ کی ایک عورت نے جوتوں کی ایک جوڑی پر نکاح کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کہ "کیا تو اپنی ذات کے لیے دو جوتوں کے مال پر راضی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے نکاح کو جائز قرار دے دیا،،۔

٥٦٨. الحديث:

عن عبد الله بن عامر بن ربيعة، عن أبيه، أنَّ امرأةً من بني فَزَارَة تزوَّجتْ على نَعلَيْن، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أَرَضِيتِ مِن نَفسِكِ ومالكِ بِنَعلَيْن؟» قالت: نعم، قال: فأجازَه.

٥٦٨. حديث:

عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اپنے والد عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنوفزارہ کی ایک عورت نے جوتوں کی ایک جوڑی پر نکاح کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کہ "کیا اپنی ذات کے بدلے دو جوتوں کے مال سے تو راضی ہو ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے نکاح کو جائز رکھا،،۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

ذكر عامر بن ربيعة -رضي الله عنه- في هذا الحديث أن صحابية من قبيلة بني فزارة كان مهر زواجها نعلين فقط, فسألها النبي -صلى الله عليه وسلم- إن كانت ترضى بهذا المهر, فلما أجابت بالموافقة صحح النبي -صلى الله عليه وسلم- هذا النكاح, وأنفذه، ولكن الحديث ضعيف كما سبق، وإن كان مضمونه صحيحًا للحديث المتفق عليه: (التمس ولو خاتمًا من حديد).

اجمالی معنی:

عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں ذکر کیا ہے کہ کہ بنوفزارہ کی ایک صحابیہ عورت جس کا مہر نکاح صرف جوتوں کی ایک جوڑی پر تھا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو اس مہر پر راضی ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہاں، چنانچہ آپ ﷺ نے اس نکاح کو جائز رکھا اور اسے نافذ کیا۔ لیکن یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ بیان کیا گیا۔ گرچہ اس کا مضمون صحیح ہے بخاری و مسلم کی اس حدیث کی وجہ سے جس میں ہے "تلاش کرو اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی ہو،،۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > الصداق

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عامر بن ربيعة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- بنعلين : تثنية نعل, وهو الحذاء.
- من نفسك ومالك : بكسر اللام أي بدل نفسك ومالك أو مع وجود مالك.
- فأجازه : حكم بجوازه, أو أجاز بمعنى جعله نافذا.

فوائد الحديث:

١. صحة جعل المهر أي شيء له ثمن.
٢. جواز الاكتفاء بالقليل من المهر ولو نعلان.
٣. جواز كون الصداق طعامًا أو متاعًا, وأنه لا يلزم أن يكون نقدًا من ذهبٍ أو فضةٍ.

٤. ذكر المال دليل على أن المرأة لا تنفق من مالها إلا بإذن زوجها, لا أن الزوج يملك مالها بزواجها، ولكن الصحيح ما دلت عليه أحاديث أخرى كثيرة أن لها حق التصرف في مالها، جاء في فتاوى اللجنة الدائمة: (المرأة الرشيدة في المال لها حق التصرف المطلق في مالها، بتصدق أو تصرف مباح، ولا يتقيد ذلك بإذن زوج أو ولي للأدلة الكثيرة الدالة على ذلك).

٥. عدم اعتبار تحديد الصداق بنحو أربع دراهم أو عشرة.

المصادر والمراجع:

-سنن الترمذي, تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - سنن ابن ماجه المؤلف: تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء الكتب العربية - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر: مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م - البدرُ التمام شرح بلوغ المرام للمَغرِبي, تحقيق: علي بن عبد الله الزبن, دار هجر, الطبعة: الأولى ١٤٢٨ هـ- كشف اللثام شرح عمدة الأحكام للسفاريني, تحقيق: نور الدين طالب, وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية - الكويت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - سبل السلام للصنعاني، نشر: دار الحديث. - مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للقاري , دار الفكر، بيروت , الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل للألباني , المكتب الإسلامي الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ-فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ -منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف : عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ-التَّحبير لإيضَاح مَعَاني التَّيسير, محمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد الحسني الصنعاني المعروف كأسلافه بالأمير, حققه مُحَمَّد صُبْحي بن حَسَن حَلّاق أبو مصعب, مَكتَبَةُ الرُّشد، الرياض - المملكة الْعَرَبيَّة السعودية, الطبعة: الأولى، ١٤٣٣ هـ- ٢٠١٢ م.

الرقم الموحد: (58108)

أن امرأة من جهينة أتت النبي وهي حبلى من الزنا

٥٦٩. الحديث:

عن عمران بن الحصين -رضي الله عنهما-: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ أَتَت النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- وَهِيَ حُبْلَى مِنَ الزِّنَا، فَقَالَتْ: يَا رسول الله، أَصَبْتُ حَدّاً فَأَقِمْهُ عَلَيَّ، فَدَعَا رسولُ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- وَلِيَّهَا، فقالَ: «أَحْسِنْ إِلَيْهَا، فَإِذَا وَضَعَتْ فَأْتِنِي بِهَا» فَفَعَلَ، فَأَمَرَ بها النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- فَشُدَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَت، ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

في حديث عمران بن الحصين -رضي الله عنهما- أن امرأة جاءت إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- وهي حبلى من الزنا حامل، فقالت: يا رسول الله؛ إني أصبت حداً، فأقمه عليَّ، تريد من الرسول -صلى الله عليه وسلم- أن يقيم عليها الحد وهو: الرجم؛ لأنها محصنة، فدعا النبي -صلى الله عليه وسلم- وليها، وقال له: "أحسن إليها، فإذا وضعت فأتني بها"، فقوله: "أحسن إليها"، أمره بذلك للخوف عليها منه لما لحقهم من العار والغيرة على الأعراض ،ولحوق العار بهم ما يحملهم على أذاها، فأوصى بها تحذيراً من ذلك، ولمزيد الرحمة بها؛ لأنها تابت، وحرض على الإحسان إليها لما في قلوب الناس من النفرة من مثلها، وإسماعها الكلام المؤذي. فجيء بها إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بعد أن وضعت الحمل، ثم أمرها أن تنتظر حتى تفطم الصبي، فلما فطمته جاءت، فأقام عليها الحد، وأمر أن تشد عليها ثيابها أي تحزم وتربط؛ لئلا تضطرب عند رجمها، فتبدو سوءتها أي: عورتها، ثم أمر بها فرجمت، وصلى عليها.

جہینہ قبیلے کی ایک عورت جوزنا کی وجہ سے حاملہ تھی، نبی ﷺ کے پاس آئی

٥٦٩. حدیث:

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: جہینہ قبیلے کی ایک عورت جوزنا کی وجہ سے حاملہ تھی، نبی ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں (جرم کا ارتکاب کرکے) حد کو پہنچ گئی ہوں، لہٰذا آپ وہ (حد) مجھ پر نافذ فرمائیں۔ آپ ﷺ نے اس کے ولی (سرپرست) کو بلایا اور اس سے فرمایا: ''اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، پھر جب یہ بچہ جن لے تو اسے میرے پاس لانا۔'' چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ نبی ﷺ نے اس کے متعلق حکم فرمایا تو اس کے کپڑے اس پر مضبوطی سے باندھ دیے گئے، پھر آپ ﷺ کے حکم سے اسے رجم (سنگسار) کردیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کی نمازِجنازہ ادا فرمائی۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ یہ عورت زنا کی وجہ سے حاملہ تھی۔ اس نے عرض کیا: مجھ سے ایسا گناہ سرزد ہوگیا ہے جس سے حد واجب ہوجاتی ہے، لہٰذا آپ وہ (حد) مجھ پر نافذ فرمائیں۔ یعنی وہ خود نبی ﷺ سے یہ چاہ رہی تھی کہ آپ ﷺ اس پر حد نافذ کریں، اور وہ رجم کی حد تھی؛ کیوں کہ یہ عورت شادی شدہ تھی۔ نبی ﷺ نے اس کے سرپرست کو بلایا اور اس سے فرمایا: ''اس عورت کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور جب یہ بچہ جن لے تو اسے میرے پاس لانا۔'' آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ: "اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو" اس لیے تھا کیونکہ آپ ﷺ کو اس عورت پر ان کی طرف سے خوف محسوس ہوا اس لیے کہ انھیں عار اور عزت و آبرو پر غیرت لاحق ہوئی تھی، اور انھیں عار کا لاحق ہونا انہیں اس عورت کو تکلیف دینے پر ابھار سکتا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس سے متنبہ کرتے ہوئے انہیں اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید فرمائی۔ نیز اس پر مزید مہربانی کرتے ہوئے ایسا کیا؛ کیونکہ وہ توبہ کر چکی تھی۔ اور آپ ﷺ نے انہیں اس کے ساتھ حسن سلوک پر ابھارا کیونکہ لوگوں کے دلوں میں ایسی عورت کے بارے میں نفرت ہوتی ہے اور وہ اسے تکلیف دہ باتوں اور طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔ چناچہ وضع حمل کے بعد اسے نبی ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ اپنے بچے کا دودھ چھڑانے تک انتظار کرے۔ جب اس نے بچے کا دودھ چھڑا دیا تو وہ آپ ﷺ کے پاس آئی۔ چناں چہ آپ ﷺ نے اس پر حد نافذ کیا۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کے کپڑوں کو اس پر

مضبوطی سے باندھ دیا جائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ سنگسار کے وقت تڑپنے کی وجہ سے اس کا ستر ظاہر ہو جائے۔ پھر آپ ﷺ کے حکم کے مطابق اسے رجم کر دیا گیا اور آپ ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الحدود > حد الزنا

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو نُجَيد عمران بن حصين الخزاعي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- من جهينة : من قبيلة جهينة.
- أصبت حدًّا : أي فعلت ذنباً يوجب الحد، وهو الزنا.
- وليها : قريبها الذي يلي أمرها.
- فشدت عليها ثيابها : جمعت أطرافها لتستتر؛ لئلا تنكشف أثناء رجمها.

فوائد الحديث:

١. من خلق المؤمن التألم والندم إذا وقع منه الذنب.
٢. الحد يكفر الذنب، وتجب الصلاة على من مات بحد.
٣. حد الزنا لا يقام على الحامل حتى تضع حملها.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (5649)

أن أم حبيبة استحيضت سبع سنين، فسألت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن ذلك؟ فأمرها أن تغتسل

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو سات سال تک استحاضہ کا خون آیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ غسل کرلیا کریں، تو وہ ہر نماز کے لئے غسل کرتی تھیں۔

٥٧٠. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: "إن أم حبيبة اسْتُحِيضَتْ سبع سنين، فسألت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن ذلك؟ فأمرها أن تغتسل، قالت: فكانت تغتسل لكل صلاة".

٥٧٠. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو سات سال تک استحاضہ کا خون آیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ غسل کرلیا کریں، تو وہ ہر نماز کے لئے غسل کرتی تھیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- أم حبيبة حين سألته عن ما يلزمها في استحاضتها أن تغتسل فكانت تغتسل لكل صلاة، وقد كانت استحيضت سبع سنين، والاستحاضة أمر عارض قليل في النساء، والأصل هو الحيض الذي يكون في أيام معدودة في الشهر وتصحبه علامات يعرفها النساء. وكانت تغتسل لكل صلاة تطوعًا منها.

اجمالی معنی:

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جب رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ استحاضہ میں انہیں کیا کرنا چاہیئے تو آپ ﷺ نے انہیں غسل کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ ہر نماز کے لئے غسل کیا کرتی تھیں۔ انہیں سات سال تک استحاضہ کا خون آیا تھا۔ استحاضہ ایک عارضی امر ہے جو کم ہی عورتوں کو لاحق ہوتا ہے۔ اصل تو حیض ہے جو مہینے کے چند گنے چنے دنوں میں آتا ہے اور اس کی کچھ ایسی علامات ہوتی ہیں جسے عورتیں پہچانتی ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل

الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الحيض والنفاس والاستحاضة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- اُسْتُحِيضَتْ : أصابتها الاستحاضة والاستحاضة: استمرار خروج دم المرأة كل وقت أو أكثره.
- سَبْعَ سِنِينَ : بيان لمدة الاستحاضة، ولم يكن سؤالها بعد مُضِي هذه المدَّة؛ بل كان في أثناء ذلك ويَبْعد أن تبقى كل هذه المدة، ولم تسأل النبي -صلى الله عليه وسلم- ماذا تصنع.
- أَنْ تَغْتَسِلَ : أي: عند انتهاء مدة حيضها.
- لِكُلِّ صَلاةٍ : أي صلاة مفروضة.
- الصلاة : في اللغة الدعاء، وفي الشرع: عبادة ذات أقوال وأفعال معلومة، أولها التكبير وآخرها التسليم.

فوائد الحديث:

١. وجوب الغسل على المستحاضة عند انتهاء عدة أيام حيضها.
٢. حرص الصحابة على العلم والفقه في الدين.
٣. الاستحاضة قد تنقطع وتبرأ منها المرأة.

المصادر والمراجع:
تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3046)

أن بلالا أذن قبل طلوع الفجر، فأمره النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يرجع فينادي: ألا إن العبد قد نام، ألا إن العبد قد نام	بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کا وقت ہونے سے پہلے اذان دے دی تو نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ دوبارہ واپس جائیں اور یہ اعلان کریں : سنو، بندہ سوگیا تھا سنو، بندہ سوگیا تھا۔
٥٧١. الحديث: عن عبدالله بن عمر -رضي الله عنهما- أن بلالا أذَّنَ قبل طلوع الفجر، فأمره النبي صلى الله عليه وسلم أن يرجع فينادي: «ألا إن العبد قد نام، ألا إن العبد قد نام».	**٥٧١. حدیث :** عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کا وقت ہونے سے پہلے اذان دے دی تو نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ دوبارہ لوٹ کر جائیں اور یہ اعلان کریں : سنو، بندہ سوگیا تھا سنو، بندہ سوگیا تھا۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: يبين الحديث الشريف أنه إذا أخطأ المؤذن في وقت الأذان فلابد عليه أن يعلم الناس بخطئه، لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- أمر بلالاً حين أخطأ أن ينادي في الناس ألا إن العبد قد نام.	**اجمالی معنی :** اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مؤذن اگر وقت اذان کے تعلق سے غلطی کر بیٹھے تو اس پر یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنی اس غلطی سے لوگوں کو آگاہ کرے کیونکہ نبی ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا جب ان سے غلطی سرزد ہوئی کہ وہ لوگوں کے بیچ یہ اعلان کریں : سنو، بندہ سوگیا تھا (اس لیے غلطی سے صحیح وقت سے پہلے ہی انہوں نے اذان دے دی تھی)۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > الأذان والإقامة

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- أن بلالاً أذن قبل طلوع الفجر : أي: ظناً منه أن الفجر قد طلع، ولعل هذا كان في أول الهجرة قبل مشروعية الأذان الأول وقبل تعيين ابن أم مكتوم مؤذناً؛ لأن بلالاً كان يؤذن في آخر أيامه -صلّى الله عليه وسلّم- بليل، ثم يؤذن بعده ابن أم مكتوم مع الفجر.
- ألا إن العبد قد نام : أي: غفل عن الوقت بسبب النعاس ولم يتبين الفجر، فأمره -صلى الله عليه وسلم- أن يُعْلِمَ الناس بذلك، لئلا ينزعجوا من نومهم وسكونهم، ولا يصلوا قبل الوقت، والعبد: كناية عن بلال -رضي الله عنه.-
- ألا : يؤتى بها لاستفتاح الكلام، ويراد بها تنبيه السامع إلى ما يلقى إليه من الكلام.

فوائد الحديث:

١. أن الأذان لصلاة الصبح لا يصح إلا بعد طلوع الفجر.
٢. ينبغي للمؤذن أن يتحرى الوقت، وقد يقع منه الخطأ مهما اجتهد، لكن إذا أخطأ فأذن قبل الوقت فعليه أن يعود فينبه الناس إلى خطئه.
٣. جواز أذان الأعمى بشرط معرفته للوقت إما بنفسه أو بمساعدة غيره.

المصادر والمراجع:

السنن، لأبي داود سليمان بن الأشعث أبو داود السجستاني الأزدي، دار الفكر، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. صحيح وضعيف سنن أبي داود، للألباني، ط١، مؤسسة غراس، الكويت، ١٤٢٣هـ تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان، اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان، ط ١ ، ١٤٢٧هـ/٢٠٠٦م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن

الجوزي. فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية، القاهرة، تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (10706)

أن تَلْبِيَةَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لا شريك لك لَبَّيْكَ، إن الحمد والنعمة لك والملك، لا شريك لك

رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ کے الفاظ یہ ہوا کرتے تھے : ''لَبَّیکَ اللھم لَبَّیکَ، لبیک لاشریک لک لبیک، إن الحمد والنعمۃ لک والملک، لاشریک لک''۔ (یعنی میں حاضر ہوں، تیری خدمت میں، میری سعادت ہے تیرے پاس آنے میں، بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، رغبت تیری ہی طرف ہے اور عمل بھی تیرے ہی لیے ہے)۔

٥٧٢. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-: «أن تَلْبِيَةَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لبيك لا شريك لك لبيك، إن الحمد والنعمة لك والملك، لا شريك لك». قال: وكان عبد الله بن عمر يزيد فيها: «لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، والخير بيديك، وَالرَّغْبَاءُ إليك والعمل».

٥٧٢. حدیث :

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ کے الفاظ یہ ہوا کرتے تھے : ''لَبَّیکَ اللھم لَبَّیکَ، لبیک لا شریک لک لبیک، إن الحمد والنعمۃ لک والملک، لاشریک لک''۔ راوی کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس میں ان الفاظ کا اضافہ کرلیا کرتے تھے : ''لَبَّیکَ لَبَّیکَ وَسَعدَیکَ، والخیر بیدیک، وَالرَّغبَاءُ إلیک والعمل''۔ یعنی ''میں حاضر ہوں، تیری خدمت میں، میری سعادت ہے تیرے پاس آنے میں، بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، رغبت تیری ہی طرف ہے اور عمل بھی تیرے ہی لیے ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- أن كيفية تلبية النبي -صلى الله عليه وسلم- في الحج والعمرة: لبيك اللَّهُمَّ لبيك، لبيك لا شريك لك لبيك. فهي إعلان بإجابة الله -تعالى- في دعوته عباده إلى حج بيته، إجابة بعد إجابة وإخلاص له، وإقبال عليه، واعتراف بحمده، ونعمه، وإفراد له بذلك، وبملك جميع المخلوقات لا شريك له في ذلك كله، وكان ابن عمر -رضي الله عنهما- يزيد مضمون هذه التلبية؛ تأكيدا حيث يضيف إليها تلبية مضمونها : لبيك وسعديك، والخير بيديك والرغباء إليك والعمل، فمنتهى العمل إلى الله -تعالى- قصدًا وثوابًا.

اجمالی معنی :

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کر رہے ہیں کہ نبی ﷺ حج اور عمرہ میں کیسے تلبیہ کہا کرتے تھے یعنی آپ ﷺ یوں کہا کرتے تھے : ''لبیک اللھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک''۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کا حج کرنے کے لیے جو منادی کی یہ اس منادی کا جواب ہے بلکہ بار بار جواب ہے اور اس کے لیے اخلاص اور اس کی طرف متوجہ ہونے کا اظہار ہے اور اس بات کا اعتراف ہے کہ صرف وہی حمد و ثنا کا مستحق ہے اور تمام نعمتوں کا اور تمام مخلوقات کا مالک ہے۔ ان سب میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس تلبیہ میں بطورِ تاکید کچھ اور اضافہ کر لیتے جو کہ یہ الفاظ تھے : ''لبیک وسعدیک، والخیر بیدیک والرغباء إلیک والعمل''۔ یعنی (میں حاضر ہوں، تیری خدمت میں، میری سعادت ہے تیرے پاس آنے میں، بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، رغبت تیری ہی طرف ہے، اور عمل بھی تیرے ہی لیے ہے)۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام الإحرام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- تلبية : التَّلْبِيَة الإجابة، أي: ألبي أمرك بالفعل ونهيك بالترك سمعاً وطاعة لجلالك وامتثالًا لأمرك.
- الحمد : الوصف بالكمال مع المحبة والتعظيم.
- النعمة : الفضل والإحسان.
- سَعْدَيْكَ : القول في سعديك، كالقول في لبيك بمعنى إني أُسعدك في أمرك ونهيك وتصديق خبرك إسعادا بعد إسعاد ومتابعة بعد متابعة وطاعة بعد طاعة.
- الرَّغْبَاءُ : قصد الثواب.
- والعمل : أي: أن منتهى العمل إلى الله تعالى قصدًا وثوابًا.

فوائد الحديث:

١. مشروعية التلبية في الحج والعمرة، وتأكدها فيه لأنها شعاره الخاص، كالتكبير شعار الصلاة.
٢. مشروعية التلبية على الصيغة الواردة في الحديث.
٣. جواز الزيادة في التلبية بما يناسب.
٤. إثبات ما تضمنته هذه التلبية من المعاني العظيمة.
٥. استحباب رفع الصوت بالتلبية، وهذا في حق الرجل، أما المرأة فتخفض صوتها خشية الفتنة.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (4535)

أن ثمامة الحنفي أسر، فكان النبي -صلى الله عليه وسلم- يغدو إليه، فيقول: ما عندك يا ثمامة؟ فيقول: إن تقتل تقتل ذا دم، وإن تمن تمن على شاكر، وإن تُرِد المال نُعْطِ منه ما شئت

جب ثمامہ حنفی کو قیدی بنایا گیا تو صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ (گھر سے نکل کر) اس کے پاس آئے اور پوچھا: "ثمامہ! تمہارا کیا حال ہے؟" اس نے جواب دیا: اگر آپ قتل کریں گے تو ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کے خون کا حق مانگا جاتا ہے اور اگر احسان کریں گے تو اس پر احسان کریں گے جو شکر کرنے والا ہے۔ اور اگر آپ مال و دولت چاہتے ہیں تو ہم منہ مانگا دیں گے۔

٥٧٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-، أن ثُمَامَة الحَنَفِي أُسِر، فكان النبي -صلى الله عليه وسلم- يَغْدُو إليه، فيقول: «ما عندك يا ثُمَامَة؟»، فيقول: إن تَقْتُل تَقْتُل ذَا دَم، وإن تَمُنَّ تَمُنَّ على شَاكِر، وإن تُرِدَّ المال نُعْطِ منه ما شِئْت. وكان أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- يُحِبُّون الفِدَاءَ، ويقولون: ما نَصنع بقَتْل هذا؟ فمرَّ عليه النبي -صلى الله عليه وسلم- يومًا، فأسْلَم، فحَلَّه، وبَعث به إلى حَائِط أَبِي طلْحَة، فأَمَرَه أن يغتسل فاغْتَسَل، وصلَّى ركعتين، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «لقد حَسُن إسلام أخِيكُم».

٥٧٣. حدیث:

حضرت ابوہریرہ۔رضی اللہ عنہ۔سے روایت ہے کہ جب ثمامہ حنفی کو قیدی بنایا گیا تو صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ (گھر سے نکل کر) اس کے پاس آئے اور پوچھا: "ثمامہ! تمہارا کیا حال ہے؟" اس نے جواب دیا: اگر آپ قتل کریں گے تو ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کے خون کا حق مانگا جاتا ہے اور اگر احسان کریں گے تو اس پر احسان کریں گے جو شکر کرنے والا ہے۔ اور اگر آپ مال و دولت چاہتے ہیں تو ہم منہ مانگا دیں گے۔ صحابۂ کرام کی خواہش تھی کہ فدیہ لے لیں، وہ کہتے تھے، انھیں قتل کرنے میں کیا فائدہ ہے؟ ایک آپ ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو ثمامہ نے اسلام قبول کرلیا۔ آپ ﷺ نے اُن کی بیڑیاں کھول دیں اور انھیں ابوطلحہ۔رضی اللہ عنہ۔کے باغ میں بھیج دیا اور حکم دیا کہ وہاں جاکر غسل کرلیں، انھوں نے غسل کیا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''لقد حَسُن إسلام أخِيكُم'' بے شک تمہارے بھائی کا اسلام بہت اچھا رہا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر أبو هريرة -رضي الله عنه- عن ثُمَامَة -رضي الله عنه- أنه أُسِر، ورُبط في إحدى سواري المسجد، كما في بعض روايات الحديث، فكان النبي -صلى الله عليه وسلم- يَغْدُو إليه بعد أن أُسِر، كان يأتي إليه ويزوره، وكرر ذلك ثلاثة أيام -كما في الروايات الأخرى-، وفي كل زيارة يسأله: "ما عندك يا ثُمَامَة؟" أي: ماذا تظن أنِّي فاعل بِك؟ "فيقول: إن تَقْتُل تَقْتُل ذَا دَم" أي: هناك من يطالب بدمه ويثأر له، "وإن تَمُنَّ تَمُنَّ على شَاكِر"، وفي رواية في الصحيحين: "وإن تُنْعِم تُنْعِم على شاكر"، والمعنى : إن تُنْعِم عليَّ بالعَفو، فإن العَفو من شِيَم الكِرام، ولن يَضيع معروفك عندي؛

اجمالی معنیٰ:

حضرت ابوہریرہ۔رضی اللہ عنہ۔بتا رہے ہیں کہ جب ثمامہ۔رضی اللہ عنہ۔کو قیدی بنا لیا گیا اور مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا گیا جیسا کہ بعض روایات میں مذکور ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس کی قید کے بعد صبح کے وقت اس کے پاس ملاقات کے لیے آئے اور مسلسل تین دن تک آپ ﷺ اس کے پاس آتے رہے۔ (جیسا کہ دیگر روایات میں موجود ہے) اور ہر ملاقات پر اس کو یہی پوچھتے رہے کہ ثمامہ تمہارا کیا حال ہے؟ یعنی تو کیا سوچتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کروں گا؟ تو وہ جواب دیتا کہ "إن تَقْتُل تَقْتُل ذَا دَم" "اگر آپ قتل کریں گے تو ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کے خون کا حق مانگا جاتا ہے اور اگر احسان کریں گے تو ایک ایسے شخص پر احسان کریں گے جو شکر گزار ہے۔ یعنی اس کی طرف سے خون کا مطالبہ کرنے والے بھی ہیں اور احسان کا بدلہ دینے والے بھی "وإن تَمُنَّ تَمُنَّ على شَاكر"۔ اور

لأنك أنْعَمْتَ على كريم يحفظ الجميل، ولا يَنْسَى المعروف أبدًا. "وإن تُرِد المال" يعني: وإن كُنت تريد المال مقابل إطلاق سراحي، "نُعْطِ منه ما شِئْتَ" أي: لك ما طلبت. "وكان أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- يُحِبُّون الفِدَاءَ، ويقولون: ما نَصنع بقَتِلِ هذا؟ "يعني: أن الصحابة -رضي الله عنهم- كانوا يُحبون أن يأخذوا الفِدْية، سواء كانت الفِدْيَة على مال مقابل إطلاقِه أو إطلاق أسِير من المسلمين مقابل أسِير من الكفار؛ لأن المال أو مُبادلة أسِير مسلم بكافر أفضل وفيه نفع للمسلمين، أما قتله فإنه أَقَلُّ نفعا من الفداء. "فمرَّ عليه النبي -صلى الله عليه وسلم- يوما، فأسْلَم، فحَلَّه"، وهذا في المرة الأخيرة التي جاء فيها النبي -صلى الله عليه وسلم- إلى ثَمامة -رضي الله عنه- وسأله عن حاله كالعادة : "ما عندك يا ثمامة؟" بادر بالإسلام -رضي الله عنه-، فأطلقه -صلى الله عليه وسلم-، وفي رواية في الصحيحين: أَمَر بإطلاقه. "وبَعَث به إلى حَائِط أبِي طلْحَة": يعنى بعد أن أسْلم أرسله النبي -صلى الله عليه وسلم- إلى بستان لأبي طلحة، كان فيه ماء ونخل، كما في رواية أخرى: "فانْطَلق إلى نَخْل قَريب من المسجد". "فأَمَرَه أن يغتسل فاغتسل، وصلى ركعتين" أي: بعد أن أسْلَم أمره -صلى الله عليه وسلم- أن يغتسل، فاغتسل؛ امتثالا لأمره -صلى الله عليه وسلم- وصلَّى ركعتين، بعد أن تَطهَّر. والمشروع له الغسل لهذا الحديث، وأيضا لما رواه أحمد والترمذي "أنَّ قيس بن عاصم لما أسلم أمره النَّبي -صلى الله عليه وسلم- أنْ يغتسل" قال الشيخ الألباني: إسناده صحيح. "فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: لقد حَسُن إسلام أخِيكُم" بشَّر النبي -صلى الله عليه وسلم- أصحابه بإسلام ثمامة -رضي الله عنه-، بل وبِحُسن إسلامه أيضاً، ولعله -رضي الله عنه- أظهر شيئا مما جَعل النبي -صلى الله عليه وسلم- يثني على تمسكه بالإسلام، ويحتمل أن يكون ذلك وحيًا من الله -تعالى- لنبيِّه -صلى الله عليه وسلم-.

صحیحین کی روایت میں یہ الفاظ ہیں "وإن تنعم تنعم على شاكر" یعنی اگر آپ مجھ پر معافی کا احسان کریں گے تو معاف کرنا صاحبِ کرم لوگوں کا شیوا ہے اور آپ کی یہ نیکی ہم رائیگاں نہیں جانے دیں گے کیوں کہ آپ اس شخص پر احسان کریں گے جو اس کی باکمال حفاظت کرتا ہے اور اس کے ساتھ کی گئی نیکی کو کبھی بھولتا نہیں۔ "وإن تُرِد المال" یعنی اگر آپ کو میری رہائی کے عوض مال چاہیے "نُعطِ منه ما شِئْتَ" تو ہم آپ کو منہ مانگا دیں گے۔ "وكان أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- يُحِبُّون الفِداءَ، ويقولون: ما نَصنع بقَتْل هذا؟" یعنی صحابہ -رضی اللہ عنہم- فدیہ لینا چاہتے تھے، خواہ اُس کی شکل ثمامہ کی رہائی کے بدلے مال کا معاوضہ ہو یا کسی کافر قیدی کے بدلے کسی مسلمان قیدی کی رہائی کی شکل میں ہو، اس لیے کہ مالی معاوضہ یا کافر قیدی کے بدلے کسی مسلمان قیدی کی رہائی زیادہ بہتر ہے اور یہ مسلمانوں کے حق میں سود مند بھی ہے، اس کے برعکس ثمامہ کو قتل کرنے میں فدیہ کے بالمقابل کم فائدہ تھا۔ "فمرَّ عليه النبي -صلى الله عليه وسلم- يوما، فأسْلَم، فحَلَّه" یعنی جب آخری بار نبی ﷺ ثمامہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور پہلے کی طرح ان کا حال دریافت فرماتے ہوئے کہا "ما عندك يا ثمامة؟" تو انھوں نے جھٹ اسلام قبول کرلیا۔ لہذا آپ ﷺ نے انھیں آزاد کردیا۔ اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ ''انھیں آزاد کرنے کا حکم دے دیا''۔ "وبَعَث به إلى حَائِط أبِي طلْحَة" یعنی جب وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیے تو نبی ﷺ نے انھیں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے باغ میں بھیجا، جس میں پانی اور کھجور کے درخت تھے، جیسا کہ ایک دوسری روایت میں ہے "فانْطَلق إلى نَخْل قَريب من المسجد". کہ وہ مسجد کے قریب کھجوروں کے ایک باغ میں گیے۔ "فأَمَرَه أن يغتسل فاغتسل، وصلى ركعتين" یعنی جب وہ اسلام لے آئے تو آپ ﷺ نے انھیں غسل کرنے کا حکم دیا تو انھوں نے آپ ﷺ کا حکم بجالاتے ہوئے غسل فرمایا اور پاکی حاصل کرنے کے بعد دو رکعت نماز بھی پڑھی۔ اس حدیث سے ''قبولِ اسلام کے بعد'' غسل کرنے کی مشروعیت کا پتہ چلتا ہے۔ علاوہ ازیں امام احمد اور ترمذی نے یہ بھی روایت کیا ہے قیس بن عاصم نے جب اسلام قبول کیا تو نبی ﷺ نے انھیں غسل کرنے کا حکم دیا تھا۔ علامہ البانی کی اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ "فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: لقد حَسُن إسلام أخِيكُم" یعنی نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو ثمامہ کے اسلام لانے کی بشارت سنائی بلکہ ان کے اسلام کی بہتری کے بارے میں بھی خبر دی۔ ہوسکتا ہے انھوں نے کسی ایسی چیز کا مظاہرہ کیا ہو جو آپ ﷺ کو بھا گئی ہو اور آپ ﷺ نے ان کے اسلام کو لازم پکڑنے پر ان کی تعریف کردی ہو، تاہم اس بات کی بھی گنجائش ہے کہ ہوسکتا ہے اس کے بارے میں اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کو بذریعہ وحی خبر دے دی ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل

راوي الحديث: رواه عبد الرزاق، أصله متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أُسِر : قُبِض عليه، وأخذه أسيرًا في الحَرْب.
- يَغْدُو : الغَدوة: السَّير في أول النهار إلى الزوال.
- تَمُنّ : المِنَّة: النِّعْمَة.
- الفِدَاء : ما يُقدم من مَال، ونحوه؛ لتَخْلِيص الأسِير.
- حَلَّه : أطْلَقه وحرَّره.
- حَائِط : البُسْتَان من النَّخِيلِ إذا كان عليه حَائِط، وهو الجِدَار.

فوائد الحديث:

١. مشروعية الغُسل عند إسلامَ الكافر، ولو مرتدًّا، سواء أَنزل في حال كفْره أو لم يُنزل.
٢. أن أمْر الأسير يَرْجِع للإمام، فيتصرف فيه حسب ما يراه أصلح للمسلمين، من حيث القتل أو غيره.
٣. حُسن تَعامله -صلى الله عليه وسلم- مع الأسْرَى؛ لما في ذلك من التأليف على الإسلام.
٤. فضيلة ثُمَامة -رضي الله عنه- حيث إنه أسْلَم وشهد له النبي -عليه الصلاة والسلام- بحُسن إسْلامه.
٥. يستحب للكافر إذا أسلم أن يصلي ركعتين، بعد رفع حَدَثِه.
٦. أن الغُسل ليس شَرطا لصحة الإسلام، بل ولا من واجباته؛ لأنه ثُمامة أسْلَم أولا ثم اغتسل.
٧. ذكاء ثمامة -رضي الله عنه- ورجاحة عقله، وفصاحته وبلاغته العظيمة، التي تجلت في جوابه الحاضر، وسرعة بديهته، فإن ثمامة في جوابه الشافي الكافي قد أحاط بالموضوع من أطرافه، وأجاب عن كل ما يتوقع السؤال عنه في كلمات قصيرة.
٨. فائدة العفو عند المقدرة، فهو أقرب طريق إلى قلوب الرجال.
٩. جواز مكث الكافر بالمسجد.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. المصنف، تأليف : أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري اليماني الصنعاني، تحقيق : حبيب الرحمن الأعظمي، الناشر: المجلس العلمي- الهند، المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الثانية، ١٤٠٣ التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان وتمييز سقيمه من صحيحه، وشاذه من محفوظه، محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: دار با وزير للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ هـ- ٢٠٠٣ م معجم اللغة العربية المعاصرة، تأليف: د/ أحمد مختار عبد الحميد عمر. بمساعدة فريق عمل، الناشر: عالم الكتب، الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ- ٢٠٠٨ م مشارق الأنوار على صحاح الآثار، تأليف: عياض بن موسى بن عياض السبتي، أبو الفضل ، دار النشر: المكتبة العتيقة ودار التراث. تاج العروس من جواهر القاموس، تأليف: محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق، الملقّب بمرتضى، الزَّبيدي، تحقيق: مجموعة من المحققين، الناشر: دار الهداية. المعجم الوسيط، تأليف : مجمع اللغة العربية بالقاهرة، إبراهيم مصطفى، أحمد الزيات ، حامد عبد القادر ، محمد النجار، الناشر: دار الدعوة النهاية في غريب الحديث والأثر، تأليف: مجد الدين أبو السعادات المعروف بابن الأثير، الناشر: المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ- ١٩٧٩م، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢ هـالمجموع شرح المهذب (مع تكملة السبكي والمطيعي) تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار الفكر. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية. منار القاري، تأليف: حمزة محمد قاسم ، الناشر: مكتبة دار البيان ، عام النشر: ١٤١٠ هـ.

الرقم الموحد: (10037)

أن رجُلا نَشَدَ في المسجد فقال: من دَعَا إلى الجَمَل الأحمر؟ فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: لا وجَدْتَ؛ إنما بُنِيَتِ المساجد لما بُنِيَتْ له

ایک آدمی نے مسجد میں آواز لگائی اور اس نے کہا کہ میرا سرخ اونٹ کون لے گیا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تجھے وہ نہ ملے، کیونکہ مسجدیں انہی کاموں کے لیے ہوتی ہیں جن کے لیے بنائی گئی ہیں“۔

٥٧٤. الحديث:

عن بُريدة -رضي الله عنه-: أن رجُلا نَشَدَ في المسجد فقال: من دَعَا إلى الجَمَل الأحمر؟ فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «لا وجَدْتَ؛ إنما بُنِيَتِ المساجد لما بُنِيَتْ له».

٥٧٤. حدیث:

بُریدۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے مسجد میں آواز لگائی اور اس نے کہا کہ میرا سرخ اونٹ کون لے گیا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تجھے وہ نہ ملے، کیونکہ مسجدیں انہی کاموں کے لیے ہوتی ہیں جن کے لیے بنائی گئی ہیں“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر بريدة -رضي الله عنه- في هذا الحديث أن النبي -صلى الله عليه وسلم- سمع رجلًا يقول : "من دَعا إلى الجمل الأحمر" ينشد جمله الأحمر وأن من عرفه فليخبر عنه. "لا وجَدْتَ" أي: لا رده الله عليك كما في الرواية الأخرى. "إنما بُنِيَتِ المساجد لما بُنِيَتْ له" ثم بين له سبب الدعاء عليه، وهو : أن بيوت الله تعالى لم تبن لأمور الدنيا من إنشاد الضوال والبيع والشراء، بل بنيت للصلاة وذكر الله -عز وجل- وطلب الآخرة.

اجمالی معنیٰ:

بُریدۃ رضی اللہ عنہ اس حدیث میں یہ فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا "من دَعا إلى الجمل الأحمر" یعنی وہ اپنے گمشدہ سُرخ اونٹ کا اعلان کر رہا تھا کہ جو اسے جانتا ہو وہ اسے اس کے بارے میں بتلائے۔ "لا وجَدْتَ" یعنی اللہ کرے کہ تجھے تیرا اونٹ نہ ملے جیسا کہ دوسری روایت میں ہے۔ "إنما بُنِيَتِ المساجد لما بُنِيَتْ له"۔ پھر آپ ﷺ نے اس شخص کے لیے بدعا کی وجہ بھی بتلائی کہ اللہ تعالیٰ کے گھر دنیا کے امور یعنی گمشدہ چیزوں اور خرید و فروخت کے لیے نہیں بنائے گئے، بلکہ یہ نماز، اللہ تعالیٰ کے ذکر اور آخرت کی طلب میں بنائے گئے ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: بُرَيْدَة بن الحُصَيب الأَسْلَمِيّ -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نَشَدَ : سأل برفع صوت لطلب ضالته التي فَقَدَها.
- دَعَا إلى : تَعَرَّف على.
- لما بُنِيَتْ له : من الصلاة والذكر وتعلم العلم.

فوائد الحديث:

١. النهي عن إنشاد الضالة في المسجد.
٢. إنكار المنكر في المسجد.
٣. الدعاء على من أَنْشَدَ ضَالته في المسجد.
٤. يستحب الإكثار في المسجد من ذكر الله تعالى، والتسبيح، والتهليل، والتحميد، والتكبير وغيرها من الأذكار.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي ، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ

الرقم الموحد: (8949)

أن رجلًا دخل المسجد يوم الْجُمُعَةِ من باب كان نحو دار الْقَضَاءِ ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- قائم يَخْطُبُ

ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں اس دروازے سے داخل ہوا، جو دارالقضا کی طرف تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنا منہ کر کے کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مال (جانور) تباہ ہو گئے اور راستے بند ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ ہم پر پانی برسائے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی: "اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا" اے اللہ! ہم پر پانی برسا۔ اے اللہ! ہم پر پانی برسا۔ اے اللہ! ہم پر پانی برسا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! آسمان میں کہیں کسی بادل یا بادل کی ٹکڑی کا نام و نشان تک نہ تھا اور ہمارے اور سلع پہاڑی کے بیچ مکانات بھی نہیں تھے (جو ان کے دیدار میں حائل بنتے)، اتنے میں پہاڑ کے پیچھے سے ڈھال کی طرح بادل نمودار ہوا اور آسمان کے بیچ میں پہنچ کر چاروں طرف پھیل گیا اور برسنے لگا۔ اللہ کی قسم! (ایسی بارش ہوئی کہ) ہم نے ایک ہفتے تک سورج نہیں دیکھا۔ پھر اسی دروازے سے دوسرے جمعے کے دن ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ وہ کھڑے کھڑے ہی آپ کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (کثرتِ بارش سے) مال تباہ ہو گئے اور راستے بند ہو گئے؛ اس لیے اللہ تعالی سے دعا کیجیے کہ وہ بارش روک دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی "اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا...

٥٧٥. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- «أن رجلا دخل المسجد يوم الْجُمُعَةِ من باب كان نحو دار الْقَضَاءِ، ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- قائم يَخْطُبُ، فَاسْتَقْبَلَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قائمًا، ثم قال: يا رسول الله، هَلَكَتِ الأموال، وانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ الله تعالى يُغِيثُنَا، قال: فرفع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يديه ثم قال: اللَّهُمَّ أَغِثْنَا ، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا ، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا. قال أنس: فلا والله ما نرى في السماء من سحاب ولا قَزَعَةٍ ، وما بيننا وبين سَلْعٍ من بيت ولا دار. قال: فطلعت من ورائه سَحَابَةٌ مثل التُّرْسِ. فلما تَوَسَّطَتْ السماء انْتَشَرَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ. قال: فلا والله ما رأينا الشمس سَبْتاً. قال: ثم دخل رجل من ذلك الباب في الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ، ورسول الله

٥٧٥. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جمعے کے دن مسجد میں اس دروازے سے داخل ہوا، جو دارالقضا کی طرف تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنا منہ کر کے کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مال (جانور) تباہ ہو گئے اور راستے بند ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ ہم پر پانی برسائے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی: "اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا" اے اللہ! ہم پر پانی برسا۔ اے اللہ! ہم پر پانی برسا۔ اے اللہ! ہم پر پانی برسا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! آسمان پر کہیں کسی بادل یا بادل کی ٹکڑی کا نام و نشان تک نہ تھا اور ہمارے اور سلع پہاڑی کے بیچ میں مکانات بھی نہیں تھے، (جو ان کے دیدار میں حائل ہوتے) اتنے میں پہاڑ کے پیچھے سے ڈھال کی طرح بادل نمودار ہوا اور آسمان کے بیچ میں پہنچ کر چاروں طرف پھیل گیا اور برسنے لگا۔ اللہ کی قسم! (اس قدر بارش ہوئی کہ) ہم نے ایک ہفتے تک سورج نہیں دیکھا۔ پھر اسی دروازے سے

-صلى الله عليه وسلم- قائم يَخْطُبُ الناس، فَاسْتَقْبَلَهُ قائمًا، فقال: يا رسول الله، هَلَكَتْ الأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتْ السُّبُلُ، فادع الله أن يُمْسِكَهَا عنَّا، قال: فرفع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يديه ثم قال: اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلا عَلَيْنَا, اللَّهُمَّ على الآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ. قال: فَأَقْلَعَتْ، وخرجنا نمشي في الشمس». قال شريك: فسألت أنس بن مالك: أهو الرجل الأول قال: لا أدري.

دوسرے جمعے کے دن ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ وہ کھڑے کھڑے ہی آپ کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (کثرتِ بارش سے) مال تباہ ہو گئے اور راستے بند ہو گئے؛ اس لیے اللہ تعالی سے دعا کیجیے کہ وہ بارش روک دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی: "اللّٰھم حَوَالَيْنَا وَلا عَلَيْنَا، اللّٰھم على الآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ" "اے اللہ! ہمارے اطراف میں بارش برسا۔ ہم پر نہ برسا۔ اے اللہ! ٹیلوں، پہاڑیوں، وادیوں کے بیچ میں اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر نازل فرما۔ چنانچہ بارش کا سلسلہ پوری طرح اسی وقت تھم گیا اور ہم اس حال میں نکلے کہ دھوپ میں چل رہے تھے۔ شریک نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا یہ وہی پہلا شخص تھا؟ انھوں نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- قائمًا يخطب في مسجده يوم الجمعة، ودخل رجل، فاستقبل النبي -صلى الله عليه وسلم- ثم نادى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- مبيناً له ما فيهم من الشدة والضيق، حيث هلكت الحيوانات من عدم الكلأ، وانقطعت الطرق، فهزلت الإبل التي نسافر ونحمل عليها، بسبب انحباس المطر وجفاف الأرض، وطلب منه الدعاء لهم بتفريج هذه الكربة، فرفع النبي -صلى الله عليه وسلم- يديه ثم قال: "اللَّهُمَّ أَغِثْنَا" ثلاث مرات، كعادته في الدعاء، والتفهيم في الأمر المهم. ومع أنهم لم يروا في تلك الساعة في السماء من سحاب ولا ضباب إلا أنه في أثر دعاء المصطفى -صلى الله عليه وسلم-، طلعت من وراء جبل "سَلْع" قطعة صغيرة، فأخذت ترتفع. فلما وَسَّطَتْ السَّمَاءَ توسعت وانْتَشَرَتْ، ثم أمطرت، ودام المطر عليهم سبعة أيام. حتى إذا كانت الجمعة الثانية، دخل رجل، ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- قائم يخطب الناس، فقال- مبيناً أن دوام الأمطار، حَبسَ الحيوانات في أماكنها عن الرَّعْي حتى جاعت، وحبس الناس عن الضرب في الأرض والذهاب والإياب في طلب الرزق، فادع الله أن يمسكها عنا. فرفع يديه ثم قال ما معناه: اللَّهُمَّ

اجمالی معنی:

نبی کریم ﷺ، اپنی مسجد میں جمعے کے دن کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نبی ﷺ کے مقابل کھڑے ہو کر بہ آواز بلند آپ ﷺ کے روبہ رو اپنی افتاد اور تنگ حالی کو بیان کیا کہ گھانس و چارہ نہ ہونے کی وجہ سے جانور ہلاک ہو گئے اور راستے مسدود ہو چکے ہیں، کیوں کہ قلت باراں اور زمین کے سوکھے پن و خشکی کی وجہ سے اونٹ لاغر و کم زور ہو گئے ہیں، جن پر ہم سفر کرتے ہیں اور اپنا سفری مال و متاع لادتے ہیں۔ اس شخص نے آپ ﷺ سے اس مصیبت سے چھٹکارے کے لیے دعا کی درخواست کی۔ نبی ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھاتے ہوئے تین مرتبہ یہ دعا فرمائی: "اے اللہ! ہم پر پانی برسا"۔ دعا اور اہم اموری تفہیم کے سلسلے میں آپ کی عادت مبارکہ یہی تھی (کہ تین مرتبہ دوہرایا کرتے)۔ اس وقت آسمان میں بادل اور کہر کا کوئی اثر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔ لیکن آپ ﷺ کی دعا کے فوری بعد "سلع" نامی پہاڑ کے پیچھے سے بادل کی ایک ٹکڑی نمودار ہوئی اور آسمان پر بلند ہونے لگی۔ آسمان کے بیچ میں پہنچنے کے بعد اس کی کشادگی زیادہ ہوگئی اور وہ ہر جگہ پھیل گئی۔ پھر جب برسنا شروع ہوئی، تو سات دن تک بلا توقف برستی رہی، یہاں تک کہ جب دوسرے جمعے کا دن آیا، تو ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔ اس نے یہ بیان کیا کہ مسلسل بارش نے جانوروں کو ان کی رہائش گاہوں میں مقید کر دیا ہے اور وہ چراہ گاہوں میں جانے سے عاجز ہو کر بھوک کا شکار ہیں اور یہ بارش، روزی کی تلاش میں سفر کرنے اور آمد و رفت کی راہ میں رکاوٹ بن گئی ہے؛ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ اس بارش کو روک دے۔ چنانچہ آپ ﷺ اپنے ہاتھ اٹھا

اجعل المطر حول المدينة لا عليها، لئلا يضر بالناس في معاشهم، وتسير بهائمهم إلى مراعيها، وليكون نزول هذا المطر في الأمكنة التي ينفعها نزوله، من الجبال، والروابي، والأودية، والمراعي. وأقلعت السماء عن المطر فخرجوا من المسجد يمشون، وليس عليهم مطر.

کر دعا فرماتے ہیں، جس کے معنی ہیں : اے اللہ! اس بارش کو اہل مدینہ کے بجائے، مدینہ کے اطراف و اکناف میں نازل فرما؛ تاکہ لوگوں کی معاشی زندگی متاثر نہ ہو۔ ان کے چوپائے چراہ گاہوں تک پہنچ سکیں۔ بارش کا نزول پہاڑوں، اونچے ٹیلوں، وادیوں اور چراہ گاہوں جیسے مقامات پر ہو، جہاں اس کا برسنا نفع بخش ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی وقت، بارش پوری طرح بند ہو گئی۔ لوگ مسجد سے نکل کر جانے لگے تو ان پر بارش کا کوئی قطرہ نہ پڑا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة الاستسقاء

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- دار الْقَضَاءِ : دار عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- سميت بذلك لأنها بيعت في قضاء دينه بعد وفاته، غربي المسجد.
- فاستقبل رسولَ الله : صار الرجلُ مقابلًا له.
- هلكت : تلفت.
- الأموال : المواشي.
- انْقَطَعَتْ السُّبُلُ : توقف السير في الطرق لضعف الابل أو قلتها بسبب القحط.
- يُغِيثُنَا : يزيل شدتنا بإنزال المطر علينا.
- اللَّهُمَّ : يا الله.
- قَزَعَة : هي القطعة الرقيقة من السحاب.
- سَلْع : جبل قرب المدينة، وهو في الجهة الغربية الشمالية منها، وقد دخل الآن في العمران.
- بيت ولا دار : البيت المنزل الصغير يكون من الشعر ومن غيره، والدار المنزل الكبير ولا يكون من الشعر.
- التُّرْس : صفيحة مستديرة من حديد، يتَّقُونَ بها في الحرب ضربَ السيوف.
- تَوَسَّطَت السَّمَاءَ : صارت في وسطها.
- سبتًا : أسبوعًا، من باب تسمية الشيء ببعضه.
- يُمْسِكَهَا : يمنعها.
- حَوَالَيْنَا : اجعلها حوالينا، وحوالينا: حولنا قريبا منا.
- الآكَامِ وَالظِّرَاب : الآكام التلول المرتفعة من الأرض، ومفردها أكمة، والظِّرَاب الروابي والجبال الصغار، ومفردها ظَرِب.
- بُطُونِ الأَوْدِيَة : مجاري السيول في الشِّعاب.
- مَنَابِتِ الشَّجَرِ : أمكنة نباتها.
- أَقْلَعَتْ : توقفت عن المطر.
- شريك : هو أبو عبد الله بن ابي نَمِر المدني أحد رواة الحديث.

فوائد الحديث:

١. أن فعل الأسباب لطلب الرزق، من الدعاء، والضرب في الأرض، لا ينافي التوكل على الله -تعالى.-

٢. استحباب الدعاء بهذا الدعاء النبوي لطلب الغيث.

٣. جواز الاستصحاء -طلب الصحو وتوقف المطر- عند الضرر بالمطر، وخص بقاء المطر على الآكام والظراب وبطون الأودية لأنها أوفق للزراعة والرعي.

٤. جواز طلب الدعاء ممَّن يظن فيهم الصلاح والتقى من الأحياء الحاضرين، وهذا التوسل الجائز، أما التوسل بجاه أحد من المخلوقين، حياً أو ميتاً، فهذا لا يجوز، لأنه من وسائل الشرك

٥. مشروعية الإلحاح في الدعاء.
٦. جواز تكليم الخطيب يوم الجمعة للحاجة.
٧. ظهور قدرة الله الباهرة في إنزال المطر وإمساكه.
٨. حكمة النبي صلى الله عليه وسلم بالدعاء بإمساك المطر عما فيه ضرر دون ما لا ضرر فيه.
٩. مشروعية الخطبة قائماً.
١٠. مشروعية الاستسقاء في الخطبة.
١١. رفع اليدين في الدعاء، لأن فيه معنى الافتقار، وتحرِّي معنى الإعطاء فيهما، وقد أجمع العلماء على رفعهما في هذا الموقف.
١٢. آية من آيات النبي -صلى الله عليه وسلم- وكراماته، الدالة على نبوته، فقد استجيب دعاؤه في الحال، في جلب المطر وفي رفعه.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام للبسام الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة- العاشرة، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٦ م . تنبيه الأفهام للعثيمين -طبعة مكتبة الصحابة الإمارات - مكتبة التابعين- القاهرة- الطبعة الأولى ١٤٢٦. الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري -طبعة دار الفكر- دمشق -الأولى ١٣٨١. صحيح البخاري -أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر : دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تأسيس الأحكام -أحمد بن يحيى النجمي- دار المنهاج- القاهرة- مصر -الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (3174)

أن رجلا سأل النبي -صلى الله عليه وسلم- وقد وضع رجله في الغرز: أي الجهاد أفضل؟ قال: كلمة حق عند سلطان جائر

(بغرض سفر) نبی ﷺ کا پاؤں رکاب میں تھا کہ ایک شخص نے پوچھا کہ (یا رسول اللہ!) کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا : ''ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا''۔

٥٧٦. الحديث:

عن طارق بن شهاب البجلي الأحمسي -رضي الله عنه- أنّ رجُلًا سأل النبي -صلى الله عليه وسلم- وقد وضَع رِجله في الغَرْزِ: أَيُّ الجهاد أفضل؟ قال: «كَلِمَةُ حَقٍّ عِند سُلطَان جَائِرٍ».

٥٧٦. حدیث :

طارق ابن شہاب بَجلی احمسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (بغرضِ سفر) نبی ﷺ کا پاؤں رکاب میں تھا کہ ایک شخص نے پوچھا کہ (اے اللہ کے رسول ﷺ!) کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا : ''ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

سأل رجل النبي -صلى الله عليه وسلم- وقد تهيأ للسفر: أي الجهاد أكثر ثوابا؟ فأخبره النبي -صلى الله عليه وسلم- عن أفضل الجهاد، وهو أن يأمر سلطانًا ظالمًا بالمعروف، أو أن ينهاه عن المنكر، فالجهاد ليس مقتصرًا على القتال للكفار، بل له مراتب، والمذكور أكثرها ثوابًا؛ لأنه مظنة القتل أو الحبس بسبب جور السلطان، ولقلة من يتصدى لذلك.

اجمالی معنی :

نبی ﷺ سفر کے لیے تیار تھے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے سوال کیا : کس جہاد کا ثواب سب سے زیادہ ہے؟ نبی ﷺ نے اسے بتایا کہ افضل ترین جہاد یہ ہے کہ آدمی کسی ظالم بادشاہ کو نیکی کی تلقین کرے اور اسے برائی سے منع کرے۔ جہاد صرف کفار کے ساتھ قتال تک محدود نہیں بلکہ اس کے کئی مراتب ہیں جن میں سے مذکورہ جہاد کا ثواب سب سے زیادہ ہے کیونکہ اس میں بادشاہ کے ظلم کی وجہ سے قتل یا قید ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور کم ہی لوگ ہوتے ہیں جو اس قسم کا جہاد کرتے ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > أقسام الجهاد

راوي الحديث: رواه النسائي وأحمد.

التخريج: طارق بن شهاب البجلي الأحمسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الغَرْزُ : وهو ركاب الجمل إذا كان من جلد أو خشب، وقيل: لا يختص بجلد وخشب. والمراد: أنه أراد السفر.
- أي الجِهَادِ أَفضَل؟ : أي: أكثر ثوابا.
- سُلْطَانٍ جَائِرٍ : رئيس ظالم.
- الجِهَاد : بذل الجهد في قمع أعداء الإسلام بالقتال وغيره؛ لتكون كلمة الله هي العليا.

فوائد الحديث:

١. الجهاد مراتب.

٢. الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر من الجهاد.

٣. نصح الحاكم من أعظم الجهاد.

٤. جواز مواجهة الحاكم الظالم عند ظلمه وأمره بالمعروف ونهيه عن المنكر، وينبغي الترفق بالنصح والتلطف بالموعظة؛ لعله يتذكر أو يخشى، والأصل أن يكون ذلك سرا إلا إذا تعذر أو كان المنكر ظاهرًا.

٥. إنما كان ذلك أفضل الجهاد؛ لأنه يدل على كمال يقين فاعله، وقوة إيمانه، حيث تكلم بالحق عند هذا السلطان الجائر، ولم يخف من بطشه بل باع نفسه وقدم أمر الله وحقه على حق نفسه، وفي هذا مخاطرة أشد من مخاطرة المقاتل في ساحة المعركة.

٦. الترفُّق بالنصح.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، محمد علي بن البكري بن علان، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٥هـ رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، محمد ناصر الدين الألباني، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى لمكتبة المعارف، ١٤٢٢هـ. الشرح الممتع على زاد المستقنع، محمد بن صالح العثيمين، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٢، ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٠هـ المجتبى من السنن (السنن الصغرى)، أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة: الثانية ١٤٠٦هـ مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى ١٤٢١هـ نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3485)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- اشترى من يهودي طعاما، ورهنه درعا من حديد	رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے کچھ غلہ خریدا اوراس کے پاس لوہے کی ایک زرہ گروی رکھی
٥٧٧. الحديث: عن عائشة بنت أبي بكر -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم اشترى من يهودي طعاما، ورهنه دِرْعًا من حديد.	**٥٧٧. حدیث:** عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے کچھ غلہ خریدا اوراس کے پاس لوہے کی ایک زرہ گروی رکھی۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: اشترى النبي صلى الله عليه وسلم من يهودي طعاماً من شعير، ورهنه ما هو محتاج إليه للجهاد في سبيل الله، وإعلاء كلمته، وهو درعه الذي يلبسه في الحروب، وقاية -بعد الله تعالى- من سلاح العدو، وكيدهم.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ نے ایک یہودی سے کچھ جو خریدے اور اس کے پاس وہ شے بطور رہن رکھوا دی جس کی آپ ﷺ کو جہاد فی سبیل اللہ اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ضرورت ہوتی تھی یعنی آپ ﷺ کی زرہ جسے آپ ﷺ جنگوں میں پہنا کرتے تھے تاکہ وہ اللہ تعالی کی ذات کے بعد آپ ﷺ کو دشمن کے اسلحہ اور ان کی چال سے بچائے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الرهن

السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > طعامه وشرابه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- يهودي : نسبة إلى يهود، واسم هذا اليهودي أبو الشحم.
- رهنه : من الرهن،وهو جعل عين لها قيمة عند من يطالب بالدين فإذا تعذر سداد الدين يبيعها ويأخذ حقه.
- درعا : بكسر الدال: آلة يتقى بها السلاح.

فوائد الحديث:

١. جواز الرهن مع ثبوته في الكتاب العزيز أيضاً.

٢. جواز معاملة الكفار، وأنها ليست من الركون إليهم المنهي عنه. قال الصنعاني : وهو معلوم من الدين ضرورة، فإنه صلى الله عليه وسلم وأصحابه أقاموا بمكة ثلاث عشرة سنة يعاملون المشركين، وأقام في المدينة عشرًا يعامل هو وأصحابه أهل الكتاب وينزلون أسواقهم.

٣. جواز معاملة مَنْ أكثر ماله حرام، ما لم يعلم أن عين المتعامل به حرام.

٤. ليس في الحديث دليل على جواز بيع السلاح على الكفار، لأن الدرع ليس من السلاح ولأن الرهن ليس بيعا أيضاً، ولأن الذي رهن عنده النبي صلى الله عليه وسلم درعه، في حساب المستأمنين الذين تحت الحماية والحراسة، فلا يُخْشَى منهم سطوة أو خيانة. فإن إعانة الكفار والأعداء بالأسلحة، محرمة وخيانة كبرى.

٥. ما كان عليه النبي صلى الله عليه وسلم من الزهد، رغبة فيما عند الله وكرما، فَلا يَدَع مالاً يقر عنده.

٦. تسمية الشعير بالطعام، خلافاً لمن قصر التسمية على الحنطة فقد ثبت من بعض الطرق، أنه عشرون أو ثلاثون صاعاً من شعير.

٧. جواز الرهن في الحضر.

٨. جواز الشراء بالثمن المؤخر قبل قبضه، لأن الرهن إنما يحتاج إليه حيث لا يتأتى الإقباض في الحال غالبا.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري -للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه.

الرقم الموحد: (5881)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أتى منى، فأتى الجمرة فرماها، ثم أتى منزله بمنى ونحر، ثم قال للحلاق: خذ، وأشار إلى جانبه الأيمن، ثم الأيسر، ثم جعل يعطيه الناس.

رسول اللہ ﷺ منیٰ تشریف لائے پھر جمرۂ عقبہ کے پاس آئے اور اسے کنکریاں ماریں پھر منیٰ میں اپنے پڑاؤ پر آئے اور قربانی کی، پھر بال مونڈنے والے سے فرمایا: پکڑو۔ اور آپ نے اپنے (سر کی) دائیں طرف اشارہ کیا پھر بائیں طرف پھر آپ (اپنے موئے مبارک) لوگوں کو دینے لگے۔

٥٧٨. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أتى مِنَى، فأتى الجَمْرَةَ فرماها، ثم أتى منزله بِمِنَى ونحر، ثم قال للحلاق: «خُذْ» وأشار إلى جانبه الأيمن، ثم الأيسر، ثم جعل يعطيه النَّاسَ.

وفي رواية: لما رمى الجَمْرَةَ، ونحر نُسُكَهُ وحلق، ناول الحلاق شِقَّهُ الأيمن فحلقه، ثم دعا أبا طلحة الأنصاري -رضي الله عنه- فأعطاه إياه، ثم ناوله الشِّقَّ الأَيْسَرَ، فقال: «احْلِقْ»، فحلقه فأعطاه أبا طلحة، فقال: «اقْسِمْهُ بين الناس».

٥٧٨. حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منیٰ تشریف لائے پھر جمرہ عقبہ کے پاس آئے اور اسے کنکریاں ماریں پھر منیٰ میں اپنے پڑاؤ پر آئے اور قربانی کی، پھر بال مونڈنے والے سے فرمایا: پکڑو۔ اور آپ نے اپنے (سر کی) دائیں طرف اشارہ کیا پھر بائیں طرف پھر آپ (اپنے موئے مبارک) لوگوں کو دینے لگے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ رمی جمرہ کے بعد آپ ﷺ نے قربانی کی اور سر منڈایا؛ نائی کو سر کا دایاں حصہ (مونڈنے کے لیے) دیا اُس نے اسے مونڈ دیا، آپ ﷺ نے ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلا کر وہ بال دے دیے، پھر نائی کو بایاں حصہ دیا اور اُس سے فرمایا مونڈ دو، اُس نے مونڈ دیا، آپ ﷺ نے اُسے بھی ابو طلحہ کو دے دیا اور فرمایا ''اسے لوگوں کے مابین تقسیم کر دو''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لما أتى النبي -صلى الله عليه وسلم- في حجة الوداع إلى منى يوم العيد رمى الجمرة، ثم ذهب إلى منزله ونحر هديه، ثم دعا بالحلاَّق فحلق رأسه؛ وأشار -صلى الله عليه وسلَّم- إلى الشق الأيمن فبدأ الحلاَّق بالشقِّ الأيمن، ثم دعا أبا طلحة -رضي الله عنه الأنصاري- وأعطاه شعر الشق الأيمن كله، ثم حلق بقية الرأس، ودعا أبا طلحة وأعطاه إياه، وقال: "اقسمه بين الناس" فقسمه، فمن الناس من ناله شعرة واحدة، ومنهم من ناله شعرتان، ومنهم من ناله أكثر حسب ما تيسر؛ وذلك لأجل التبرك بهذا الشعر الكريم؛ شعر النبي -صلى الله عليه وسلم-. وهذا جائز وخاص بآثاره -صلى الله عليه وسلم-.

اجمالی معنیٰ:

رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر جب عید کے دن منیٰ آئے تو جمرات کی رمی کی، پھر اپنے ٹھکانے کی طرف گیے اور اپنے قربانی کے جانور کی نحر کی، اس کے بعد نائی کو بلایا اس نے آپ کے سر کے بال مونڈے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی دائیں جانب اشارہ کیا تو حلاق (نائی) نے دائیں جانب سے بال مونڈنا شروع کیا۔ پھر آپ ﷺ نے ابو طلحہ انصاری کو بلایا اور اپنی دائیں جانب کے کٹے ہوئے تمام بال ان کو دے دیے۔ پھر باقی سر مونڈا گیا اور آپ نے ابو طلحہ کو بلایا اور وہ بھی ان کو دے دیے اور فرمایا کہ اس کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔ انھوں نے وہ بال لوگوں میں تقسیم کر دیے کسی کو ایک بال ملا، کسی کو دو اور کسی کو اس سے زیادہ جو میسر ہوا ملا۔ اور یہ نبی ﷺ کے اس مبارک بال کے تبرک کی وجہ سے ہوا۔ اور یہ صرف رسول اللہ ﷺ کے آثار کے ساتھ خاص اور جائز ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام ومسائل الحج والعمرة

راوي الحديث: رواه مسلم بروايتيه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مِنًى : مكان قريب من مكة ضمن حدود الحرم، يقيم فيه الحجاج أيام التشريق، سمي بذلك؛ لما يُمنى فيه من الدماء، ومعنى يمنى يسيل.
- الجَمرَة : هي في الأصل: الحصاة، ويسمى المكان الذي يرمى فيه الحصيات السبع: جمرة.
- خُذ : أي: خذ الرأس لحلقه.
- شِقَّه : جانبه.
- نُسُكَهُ : هديه الذي ساقه معه -صلى الله عليه وسلم- في حجته.

فوائد الحديث:

١. استحباب البدء بيمين المحلوق، وهوشق الرأس الأيمن.

٢. جواز التبرك بآثار الرسول -صلى الله عليه وسلم- في حدود ما أذن به.

٣. جواز تخصيص بعض الناس بالخير دون غيرهم؛ لكونهم أهلًا لذلك، ولذلك دعا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أبا طلحة الأنصاري -رضي الله عنه وأرضاه-، وأعطاه شعره، وأمره أن يقسمه بين الناس.

٤. فضيلة أبي طلحة، وهو زوج أم سليم، وهو الذي حفر قبر النبي -صلى الله عليه وسلم.-

٥. توزيع شعره -صلى الله عليه وسلم- على الناس؛ ليكون بركة باقية عند الناس بعد موته.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين، فيصل بن عبد العزيز المبارك، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢م. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ٢٠٠٧م. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، دار الوطن، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الرابعة عشر ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3052)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- توضأ فمضمض، ثم استنثر، ثم غسل وجهه ثلاثا، ويده اليمنى ثلاثا والأخرى ثلاثا، ومسح برأسه بماء غير فضل يده، وغسل رجليه حتى أنقاهما

رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو آپ نے کلی کی، پھر ناک جھاڑی، پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا، اور داہنا ہاتھ تین بار دھویا اور دوسرا تین بار دھویا پھر اپنے سر کا مسح اپنے ہاتھ کے بچے ہوئے پانی کے علاوہ (نئے پانی) سے کیا اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ انہیں صاف کیا

٥٧٩. الحديث:

عن عبد الله بن زيد -رضي الله عنه- يَذْكُر أنه: «رأى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- توضأ فَمَضْمَض، ثم اسْتَنْثَرَ، ثم غسل وجهه ثلاثا، ويَدَه اليُمنى ثلاثا والأخرى ثلاثا، ومسح برأسه بماء غير فَضْلِ يَدِهِ، وغسل رجْلَيْه حتى أَنْقَاهُما».

٥٧٩. حدیث :

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ : ''انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو آپ نے کلی کی، پھر ناک جھاڑی، پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا، اور داہنا ہاتھ تین بار دھویا اور دوسرا تین بار دھویا پھر اپنے سر کا مسح اپنے ہاتھ کے بچے ہوئے پانی کے علاوہ (نئے پانی) سے کیا اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ انہیں صاف کیا۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر عبد الله بن زيد -رضي الله عنه- عن كيفية وضوء النبي -صلى الله عليه وسلم- فأخبر أنه توضأ، فأدخل الماء في فمه ثم أداره ثم مجه، ثم أدخل الماء في أنفه وأخرجه، ثم غسل وجهه ثلاث مرات، ثم غسل يده اليمنى إلى المرفق ثلاث مرات، ثم اليسرى إلى المرفق ثلاث مرات، ثم مسح رأسه بماء جديد، ثم غسل رجليه إلى الكعبين حتى أزال الوسخ عنهما.

اجمالی معنی :

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی کیفیت ذکر کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرتے ہوئے پانی کو منہ میں داخل کیا، پھر اس کو گھمایا، پھر کلی کی،، پھر پانی کو منہ میں داخل کیا اور منہ کے اندر سے بلغم وغیرہ باہر نکالا پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا، پھر داہنا ہاتھ کہنیوں تک تین بار دھویا پھر بایاں ہاتھ کہنیوں تک تین بار دھویا پھر اپنے سر کا مسح نئے پانی سے کیا اور پھر اپنے دونوں پیر دھوئے ٹخنوں تک یہاں تک کہ ان سے گندگی کو صاف کیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الوضوء > صفة الوضوء

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن زيد بن عاصم المازني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أنقاهما : أي أزال الوسخ عنهما.
- فمضمض : المضمضة: أنْ يجعل الماء في فمه، ثم يديره في فمه، ثم يمجه.
- استنثر : الاستنثار: إخراج ما في الأنف من مخاط وغيره بالماء.
- غير فضل يديه : غير الماء المتبقي في يده.

فوائد الحديث:

١. بيان صفة وضوء النبي -صلى الله عليه وسلم-.
٢. استحباب تكرار غسل الوجه واليدين ثلاثا.
٣. أخذ ماء جديد لمسح الرأس.
٤. أن فرض الرأس المسح، أما غسله فغير مشروع.

٥. استحباب مسح الرأس مرة واحدة؛ لأنه لو كان ثلاثا لما أغفل عبد الله بن زيد -رضي الله عنه- بيان ذلك.

٦. دليل التيسير على المكلفين، حيث كان فرض الرأس المسح لا الغسل ولو كلفوا الغسل لكن في ذلك حرج ومشقة، وقد قال تعالى: (وما جعل عليكم في الدين من حرج) [الحج:٧٨].

٧. أن المشروع غسل القدمين في الوضوء لا مسحهما، إلا إن سترهما بخف ونحوه فالسُّنة مسحهما.

٨. استحباب المبالغة في إنقاء القدمين؛ لأن القدمين عُرضَة للأوساخ، فاستحب المبالغة في غسلهما، بشرط عدم الزيادة على ثلاث مرات؛ للنهي عن ذلك.

المصادر والمراجع:

المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: عبيد الله بن محمد المباركفوري، الناشر: إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الطبعة: الثالثة - ١٤٠٤هـ. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، نشر: مكتبَة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣هـ- ٢٠٠٣ م.

الرقم الموحد: (8381)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حَج على رَحل وكانت زاملته

رسول اللہ ﷺ اونٹ کی پیٹھ پر بیٹھ کر حج کے لیے تشریف لے گئے اور اسی پر آپ ﷺ کا سامان بھی لدا ہوا تھا۔

٥٨٠. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه-: أنَّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حَجَّ على رَحْلٍ وكانتْ زَامِلَتَهُ.

٥٨٠. حدیث :

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اونٹ کی پیٹھ پر بیٹھ کر حج کے لیے تشریف لے گئے اور اسی پر آپ ﷺ کا سامان بھی لدا ہوا تھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حجَّ النبيُّ -عليه الصلاة والسلام- على ظهر البعير من غير محملٍ وهو الشيء الذي يوضع على البعير، ولم يكن له بعيرٌ آخر يحمل عليه طعامه ومتاعه، بل يجعَلُهُ معه على هذا البعير،مما يدل على زهده وتقلله من الدنيا -عليه السلام-، والحديث لا يَدُلُّ على تحريم ركوب الدواب المريحة والفاخرة في الحج، وإن كان التقلُّلُ من الرفاهية والتنعم في الحج هو الأفضل اقتداءً برسول الله -صلى الله عليه وسلم-.

اجمالی معنی :

نبی ﷺ نے اونٹ کی پیٹھ پر بغیر کجاوے کے حج کیا۔ کجاوے سے مراد وہ شے ہے جو اونٹ پر رکھی جاتی ہے۔ چوں کہ آپ ﷺ کے پاس کوئی اور اونٹ نہیں تھا، جس پر آپ ﷺ اپنی خوراک اور سامان وغیرہ رکھتے، اس لیے آپ ﷺ جس اونٹ پر سوار تھے، اسی پر اپنے ساتھ سامان رکھ لیا تھا۔ آپ ﷺ کا یہ عمل بذات خود آپ کے زہد اور دنیاوی ساز و سامان بے توجہی پر دلالت کرتا ہے۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ دوران حج آرام دہ اور عمدہ سواریوں پر سوار ہونا حرام ہے، اگرچہ دوران حج رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں کم سے کم آسائشوں اور نعمتوں کو اختیار کرنا ہی افضل ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام ومسائل الحج والعمرة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- رَحْلٍ : ما يُوضع على البعير للرُّكُوب، والمقصودُ هُنَا جَمَلٌ ليس عليه شيءٌ يُوضَعُ عليه.٥
- زَامِلَتَهُ : الزَّامِلَةُ البعير الذي يُحمَلُ عليه الطعامُ والمتاعُ.٦

فوائد الحديث:

١. تَوَاضُعُ النبيِّ -عليه الصلاة والسلام- وتقلله من الدنيا وزهده فيها.٧
٢. هدي النبي -عليه الصلاة والسلام- في أداء العبادات، ومن ذلك الحج.٨
٣. جَوَازُ الرُّكُوب في الحج.٩

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ه. - صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢ه. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى ١٤٣٠ه.

الرقم الموحد: (2751)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- رأى رجلا يصلي خلف الصف وحده، فأمره أن يعيد الصلاة

رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو آپ ﷺ نے اسے نماز لوٹانے کا حکم دیا

٥٨١. الحديث:

عن وابِصَة بن مَعْبَد الجُهني -رضي الله عنه- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- رأى رَجُلا يصلِّي خلف الصَّف وحْدَه، فأمَرَه أن يُعِيد الصلاة.

٥٨١. حدیث :

وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک شخص کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے اسے نماز لوٹانے کا حکم دیا یعنی دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ : حَسَن

المعنى الإجمالي:

بعد أن انصرف رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من صلاته نظر، فإذا برجل يصلّي خلف الصف وحده، فأمره أن يعيد الصلاة التي صلاها خلف الصَّف من أولها، وهذا صريح؛ بأن صلاة المنفرد خلف الصف لا تصح؛ لأنه أُمر بالإعادة ولا يُؤمر بالإعادة على أمر مندوب إليه، وما ورد في حديث أبي بكرة -رضي الله عنه- من أنه ركع دون الصف ثم دخل في الصف فلا ينافي ما هنا لأنه لم يصل منفردا؛ لأنه أدرك الركوع مع النبي -صلى الله عليه وسلم-، وكونه أدى تكبيرة الإحرام وجزء من الركوع منفردا لا يعني أنه صلى منفردا، بخلاف من صلى ركعة، فأكثر فهذا الذي يتحقق فيه الانفراد وسواء كان الصَّف مكتملا أو غير مكتمل، وعليه فمن وجَد في الصف فُرجة يمكنه الدخول فيها، فلا يحل له أن يقف وحده خلف الصَّف، فإن فعل لم تصح صلاته، وإن لم يجد فُرجة في الصَّف، وقف خلف الصف وحده ولا يترك الجماعة.

اجمالی معنی :

نبی صلی اللہ علیہ و سلم نماز ادا کرنے کے بعد جب پلٹے تو آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھ رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے اسے اس نماز کو جسے اس نے صف کے پیچھے اکیلے میں پڑھی تھی لوٹانے کا حکم دیا، اور یہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ صف کے پیچھے اکیلے کی نماز صحیح نہیں ہوتی، اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے دہرانے کا حکم دیا اور دہرانے کا حکم مستحب چیز پر نہیں دیا جاتا، اور جو ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان ہوا ہے کہ انہوں نے صف میں پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا اور پھر صف میں داخل ہوئے تو یہ اس بات کے منافی نہیں جو یہاں بیان ہو رہا ہے، کیوں کہ انہوں نے تنہا نماز نہیں پڑھی بلکہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ رکوع کو پا لیا تھا، رہی یہ بات کہ انہوں نے تکبیر تحریمہ اور رکوع کا کچھ حصہ تنہا ادا کیا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ انہوں نے تنہا نماز ادا کی، اس شخص کے برخلاف جس نے ایک یا اس سے زائد رکعت تنہا ادا کی، تو ایسا شخص تنہا نماز ادا کرنے والا قرار پائے گا۔ چاہے صف مکمل رہی ہو یا ادھوری، اور اس بنیاد پر جو شخص صف کے بیچ میں جگہ پائے اور اس کے لئے اس میں داخل ہونا ممکن ہو اس کے لیے یہ درست نہیں ہے کہ صف کے پیچھے اکیلے کھڑا رہے، اور اگر ایسا کیا تو اس کی نماز درست نہ ہوگی اور اگر صف کے بیچ میں جگہ نہ پائے تو ایسا شخص صف کے پیچھے اکیلے کھڑا رہے اور جماعت نہ چھوڑے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام الإمام والمأموم

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد والترمذي.

التخريج: وابِصَة بن مَعْبَد الجُهني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام

فوائد الحديث:

١. عدم صحة صلاة المُنفرد خلف الصَّف، سواء كان الصَّف مكتملا أو غير مكتمل.

٢. أنه لا يُشرع أن يَجُر أحدًا من الصَّف ليدخل معه، ولو كان مشروعا لبَيَّن له ذلك عليه الصلاة والسلام، وأما حديث طلق بن علي -رضي الله عنه-: " ألا دخلت معهم أو اجتررت رجلا؟ " فقد ضعفه جمع من العلماء رحمهم الله.

٣. إشارة إلى الحكمة من إيجاب صلاة الجماعة، هي: أن الناس يكونوا متصافين بعضهم إلى جنب بعض حتى يشعروا بالوحدة والألفة.

٤. المُبادرة إلى إنكار المُنكر وعدم السُّكوت عليه، والقاعدة عند الفقهاء: " لا يجوز تأخير البيان عن وقت الحاجة"

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره ، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: الناشر: مؤسسة الرسالة ، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق : محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة.

الرقم الموحد: (11303)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ركب فرسا، فصُرِع عنه فجُحِش شِقُّه الأيمن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوتے اور اس سے گر پڑے، اس سے آپ کا دایاں پہلو چھل گیا

٥٨٢. الحديث:

عن أنس بن مالك أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ركب فرسا، فصُرِع عنه فجُحِش شِقُّه الأيمن، فصلى صلاة من الصلوات وهو قاعد، فصلَّينا وراءه قعودا، فلما انصرف قال: إنما جُعِل الإمام ليُؤتَمَّ به، فإذا صلى قائما، فصلوا قياما، فإذا ركع، فاركعوا وإذا رفع، فارفعوا، وإذا قال: سمع الله لمن حمده، فقولوا: ربنا ولك الحمد، وإذا صلى قائما، فصلوا قياما، وإذا صلى جالسا، فصلوا جلوسا أجمعون.

٥٨٢. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس سے گر پڑے، اس سے آپ کا دایاں پہلو چھل گیا، جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز بیٹھ کر پڑھی، تو ہم لوگوں نے بھی وہ نماز آپ کے پیچھے بیٹھ کر پڑھی، پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امام اسی لئے مقرر کیا جاتا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے، جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو، جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو، جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ، اور جب وہ ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہے تو تم ''ربنا ولک الحمد'' کہو، اور جب امام کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر پڑھو۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- راكبا فرسا فسقط منه، فانخدش جانبه الأيمن، فصلى بالصحابة صلاة من الصلوات وهو جالس، فصلوا وراءه جلوسا، فلما انتهت الصلاة أخبرهم النبي -صلى الله عليه وسلم- أن المأموم يأتم بإمامه ويتابعه في كل شيء فإذا كبر يكبر وإن ركع يركع وإن سجد يسجد وإن صلى قائماً صلى مثله قائماً وإن صلى جالساً صلى مثله جالساً، إذا دخل الصلاة وهو جالس، وكان إماما راتبا، كما حدث للصحابة -رضوان الله عليهم- مع النبي -صلى الله عليه وسلم- يوماً حين صرع عن دابته وتأثر شقه الأيمن فصلى قاعداً وصلى الصحابة خلفه قعوداً.

اجمالی معنی:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار تھے، آپ اس سے گر گئے اور آپ کے دائیں پہلو میں خراش آگئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ایک نماز بیٹھ کر پڑھائی اور انہوں نے بھی وہ نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھ کر پڑھی۔ پھر جب نماز ختم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتلایا کہ مقتدی اپنے امام کی اقتدا اور پیروی ہر چیز میں کرے گا، جب امام تکبیر کہے تو مقتدی تکبیر کہے گا، جب امام رکوع کرے تو مقتدی رکوع کرے، جب وہ سجدہ کرے تو وہ سجدہ کرے، اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے تو وہ بھی اسی کی طرح کھڑے ہو کر نماز پڑھے گا، اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو وہ بھی اسی کی طرح بیٹھ کر نماز پڑھے گا جب وہ (مقتدی) نماز کے لئے آئے اور وہاں کے امام کو بیٹھا ہوا پائے اور وہ مستقل امام ہو (تو وہ بھی اسی کی طرح بیٹھ کر نماز پڑھے)، جیسا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کا واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس دن پیش آیا جب آپ گھوڑے پر سوار ہوتے وقت گر گئے اور آپ کے دائیں پہلو میں خراش آگئی تھی، اس بنا پر آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور صحابہ نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام الإمام والمأموم

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- ليؤتَمَّ به : أي: لِيُقْتَدى به في الصلاة، ويتابع.
- صُرِع : سقط.
- جُحِش : انخدش.

فوائد الحديث:

١. أنَّ مسابقة الإمام محرَّمة، وإذا وقعت عمدًا بطلت صلاته.

٢. أنَّ التخلف عنه كمسابقته، لا تجوز.

٣. أنَّ المشروع في حق الإمام والمنفرد هو قول: "سمع الله لمن حمده" عند الرفع من الركوع، وأنَّ ذلك لا يشرع في حق المأموم.

٤. يستفاد من الحديث أنَّ حالة المأموم تنقسم إلى أربع حالات:إحداها: أن يسبقه، فهذا محرم مع العمد، ومبطل للصلاة على القول الراجح، فإن كان السبق في تكبيرة الإحرام، فإنَّ الصلاة لم تنعقد.الثانية: أن يوافق المأموم في أقواله وتنقلاته، فهذا مكروه، وبعضهم حرَّمه، ولا يبطل الصلاة إلاَّ في تكبيرة الإحرام، فإنَّ الصلاة لم تنعقد معه.الثالثة: أن يتخلف عنه، والتخلف كالسبق في أحكامه.الرابعة: أن يتابعه في أقواله وأفعاله، وهذا هو المشروع الذي يدل عليه الحديث، المرتَّب فعل الماموم بعد الإمام بـ"الفاء" المفيدة للترتيب والتعقيب.

٥. أنَّ المشروع في كل من الإمام والمأموم والمنفرد بعد الرفع من الركوع -قول "ربنا ولك الحمد ... إلخ"؛ فـ"سمع الله لمن حمده" هو الذكر المناسب من الإمام، وأما "ربنا ولك الحمد" فهي مناسبة من الكل.

٦. أنَّ الإمام الراتب إذا صلَّى قاعدًا لعذر، فإنَّ من تمام الاقتداء والمتابعة أن يصلي المأمومون قعودًا، ولو من دون عذر.

٧. جملة (سمع الله لمن حمده) محلها عند رفع رأسه من الركوع، وأما (ربَّنا ولك الحمد) فمحلها بعد الاعتدال من الركوع.

٨. أنَّ تكبيرة المأموم تأتي بعد تكبيرة الإمام بلا تخلف؛ سواء في تكبيرة الإحرام، أو في تكبيرات الانتقال، فإن وافقه في التكبير، فإن كبَّر الإمام والمأمومون معًا، ففي تكبيرة الإحرام، لا تنعقد صلاة المأموم، وفي سائر التكبيرات يُكره ذلك.

٩. يقاس ما لم يذكر من أعمال الصلاة على ما ذكر منها هنا، فيستحب المتابعة والاقتداء؛ فإنَّ قوله: "إنَّما جُعل الإمام؛ ليُؤْتَمَّ به" أداة حصر، تشمل جميع أعمال الصلاة.

١٠. قال شيخ الإسلام: مسابقة الإمام عمدًا حرامٌ باتفاق الأئمة، فلا يجوز لأحد أن يركع قبل إمامه، ولا يرفع قبله، ولا يسجد قبله، وقد استفاضت الأحاديث عن النبي -صلى الله عليه وسلم- في ذلك؛ لأنَّ المؤتم تابع لإمامه، فلا يتقدم على متبوعه، وفي بطلان صلاته قولان معروفان للعلماء.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ.
- توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوُغ المَرَام، للبسام، مكتبَة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م. - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨هـ - مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (11290)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- صام يوم عاشوراء

رسول اللہ ﷺ نے یومِ عاشوراء کا روزہ رکھا۔

٥٨٣. الحديث:

عن ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- صام يوم عاشوراء وأمر بصيامه.

٥٨٣. حدیث :

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا اور (دوسروں کو بھی) اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

اتفق العلماء على أن صوم يوم عاشوراء سنة وليس بواجب، واختلفوا في حكمه في أول الإسلام حين شرع صومه قبل صوم رمضان، هل كان صيامه واجباً أم لا؟، فعلى تقدير صحة قول من يرى أنه كان واجباً، فقد نسخ وجوبه بالأحاديث الصحيحة، منها: عن عائشة -رضي الله عنها- أن قريشاً كانت تصوم يوم عاشوراء في الجاهلية، ثم أمر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بصيامه حتى فرض رمضان، وقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "من شاء فليصمه ومن شاء أفطر". رواه البخاري (٢٤/٣ رقم١٨٩٣)، ومسلم (٧٩٢/٢ رقم١١٢٥).

اجمالی معنی :

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عاشوراء کا روزہ سنت ہے، واجب نہیں ہے تاہم ابتدائے اسلام میں جب رمضان سے پہلے اس دن کا روزہ مشروع ہوا تو اس کے حکم کے سلسلے میں ان کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا وہ واجب تھا یا نہیں؟ اگر اس گروہ کی رائے کو درست مان بھی لیا جائے جن کا کہنا ہے کہ یہ واجب تھا تو پھر بھی صحیح احادیث کی وجہ سے اس کا وجوب منسوخ ہوچکا ہے۔ انہی احادیث میں سے ایک اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ہے جس میں وہ فرماتی ہیں کہ ”قریش دورِ جاہلیت میں عاشوراء کے دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا تاوقتیکہ کہ رمضان کے روزے فرض ہو گئے“۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہے وہ اس دن روزہ رکھے اور جو چاہے روزہ نہ رکھے۔ (صحیح بخاری ٢٤/٣ حدیث نمبر: ١٨٩٣، صحیح مسلم ٧٩٢/٢ حدیث نمبر: ١١٢٥)۔ دیکھیے: شرح مسلم (٤/٨)، فتح القدیر (٢٤٦/٤)۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > صيام التطوع

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عاشوراء : هو اليوم العاشر من شهر المحرم.

فوائد الحديث:

١. استحباب صوم يوم عاشوراء، وأنه سُنَّةٌ.
٢. يسن أن يصوم يومًا قبله معه، وأن يكثر من صيام شهر الله المحرم.

المصادر والمراجع:

-١ تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ ٢-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ ٣-شرح صحيح مسلم؛ للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ ٤-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ ٥-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد

عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. ٦-فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. ٧-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (10121)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: إذا رأيتم من يبيع أو يبتاع في المسجد، فقولوا: لا أربح الله تجارتك، وإذا رأيتم من ينشد فيه ضالة، فقولوا: لا رد الله عليك

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جب تم ایسے شخص کو دیکھو جو مسجد میں خرید وفروخت کر رہا ہو تو کہو : اللہ تعالیٰ تمہاری تجارت میں نفع نہ دے، اور جب ایسے شخص کو دیکھو جو مسجد میں گمشدہ چیز (کا اعلان کرتے ہوئے اُسے) تلاش کرتا ہو تو کہو : اللہ تمہاری چیز تمہیں نہ لوٹائے۔

٥٨٤. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-، أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: إذا رَأَيْتُم مَن يَبِيع أو يَبْتَاعُ في المسجد، فقولوا: لا أَرْبَحَ اللَّهُ تِجَارَتَكَ، وإذا رأيتم مَنْ يَنْشُدُ فيه ضَالَّة، فقولوا: لاَ رَدَّ الله عليك.

٥٨٤. حدیث :

حضرت ابوہریرہ - رضی اللہ عنہ - کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ”جب تم ایسے شخص کو دیکھو جو مسجد میں خرید وفروخت کر رہا ہو تو کہو : اللہ تعالیٰ تمہاری تجارت میں نفع نہ دے، اور جب ایسے شخص کو دیکھو جو مسجد میں گمشدہ چیز (کا اعلان کرتے ہوئے اُسے) تلاش کرتا ہو تو کہو : اللہ تمہاری چیز تمہیں نہ لوٹائے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: (إذا رأيتم من يبيع أو يبتاع) أي: يشتري (في المسجد): وحذف المفعول يدل على العموم، فيشمل كل ما يباع ويشترى. فمن كانت هذه حاله فقد أرشد -عليه الصلاة والسلام- أن يزجر ويقال لكل منهما -البائع والمشتري- باللسان جهرا (لا أربح الله تجارتك): دعاء عليه، أي: لا جعل الله تجارتك ذات ربح ونفع، وفيه إيماء وإشارة إلى قوله -تعالى-: {فما ربحت تجارتهم} [البقرة: ١٦]، ولو قال لهما معا: لا أربح الله تجارتكما جاز؛ لحصول المقصود. وتعليل هذا الزجر لكون المسجد سوق الآخرة فمن عكس وجعله سوقا للدنيا فحَرِّي بأنه يدعى عليه بالخسران والحرمان؛ معاقبة له بنقيض قصده، وترهيبا وتنفيرا من مثل فعله، فيكره ذلك بالمسجد تنزيها.

اجمالی معنیٰ :

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ”إذا رأيتم من يبيع أو يبتاع“ (جب تم دیکھو کسی لین دین کرنے والے) یعنی خرید وفروخت کرنے والے کو ”في المسجد“ (مسجد میں)۔ یہاں مفعول کو عموم پر دلالت کرنے کے لیے حذف کیا گیا ہے جس میں ہر قسم کی خرید وفروخت شامل ہے۔ اگر کسی کو اس حالت میں پایا جائے تو آپ ﷺ نے اس کو ڈانٹ پلانے کی طرف اس طرح رہنمائی فرمائی کہ ان میں سے ہر ایک (بائع ومشتری) کو علانیہ طور پر زبان سے یہ کہا جائے (لا أربح الله تجارتك) تاکہ یہ بددعا ہوجائے۔ جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری تجارت کو فائدہ مند اور نفع آور نہ کرے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے {فما ربحت تجارتهم} [البقرۃ : ١٦] ”کہ ان کی تجارت نے انہیں کوئی فائدہ نہیں دیا۔“ اگران دونوں کو اکٹھا کہہ دیا جائے کہ اللہ تمہاری تجارت میں برکت نہ ڈالے تو مقصود حاصل ہوجائے گا۔ اس زجر وتوبیخ کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مسجد آخرت کا بازار ہے اور جس نے اس کے برعکس کام کیا گویا کہ اس نے اس کو دنیا کا بازار بنا دیا اس لیے وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اُس کے لیے خسارے اور محرومی کی بددعا کی جائے تاکہ یہ مسجد کا برعکس (خلافِ معتاد) استعمال کرنے والے کے لیے سزا اور ڈراوے کا سامان بن جائے، نیز دوسروں کو اس کام سے متنفر بھی کیا جا سکے، بایں ہمہ وہ مسجد کے تقدس کا خیال کرتے ہوئے ایسا کرنے (مسجد میں خرید وفروخت) کو ناپسند کرنے لگے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد

راوي الحديث: رواه الترمذي

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يبتاع : يشتري.
- تجارتك : التجارة بالكسر مصدر، سمي به حرفة البيع والشراء.
- لا أربح الله تجارتك : دعاء ألا يجعلها الله -تعالى- نافعة ناجحة.

فوائد الحديث:

١. ذكر أهل العلم أنه لا ينبغي لمن له حرفة أن يجلس في المسجد ويمارس حرفته.

٢. ظاهر الحديث أنَّه يجب على من سمع من يبيع، أو يشتري في المسجد، أن يقول له جهرًا: لا أربح الله تجارتك؛ فإنَّ المساجد لم تبن للبيع والشراء.

٣. تحريم البيع والشراء والإعلان عن البضائع في المسجد أو القاعة المخصصة للصلاة إذا كانت تابعة للمسجد.

٤. المساجد إنما بنيت لطاعة الله وعبادته، فيجب أن تحفظ من تجارة الدنيا.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي، بيروت. سنن الدارمي، عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي التميمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤١٢هـ، ٢٠٠٠م. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٠٥هـ، ١٩٨٥م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ.

الرقم الموحد: (10891)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان إذا سافر فأراد أن يتطوع استقبل بناقته القبلة, فكبر، ثم صلى حيث كان وجّهه رِكابه	رسول اللہ ﷺ جب سفر پر جاتے اور آپ کا نفل نماز پڑھنے کا ارادہ ہوتا تو آپ ﷺ سواری کا رخ قبلے کی طرف کر کے تکبیر کہتے اور نماز شروع کر دیتے (بعد میں) چاہے سواری کا رخ کدھر بھی ہوتا۔
٥٨٥. الحديث: عن أنس -رضي الله عنه-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان إذا سافر فَأراد أن يَتَطَوَّع استقْبَل بِنَاقَتِهِ القِبْلَة, فكبَّر، ثم صلَّى حيث كان وجَّهَه رِكَابُهُ.	**٥٨٥. حدیث:** انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر جاتے اور آپ کا نفل نماز پڑھنے کا ارادہ ہوتا تو آپ ﷺ سواری کا رُخ قبلے کی طرف کر کے تکبیر کہتے اور نماز شروع کر دیتے (بعد میں) چاہے سواری کا رُخ کدھر بھی ہوتا۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا سافر وأراد أن يصلي نافلة استقبل القِبلة بناقته عند تكبيرة الأحرام، ثم يُصلِّي حيث كانت جِهة سَفَرِه.	**اجمالی معنی:** نبی کریم ﷺ جب حالتِ سفر میں نفلی نماز ادا کرنا چاہتے تو تکبیرِ تحریمہ کے وقت اپنی سواری کا منہ قبلہ کی طرف کر لیتے پھر اس کے بعد اس کا رُخ جس طرف بھی ہو جاتا آپ ﷺ اپنی نماز پڑھتے رہتے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > شروط الصلاة

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يتطوع : يصلي نافلة.

فوائد الحديث:

١. جوازُ صلاة النَّافلة على الرَّاحلة في السَّفر، ولو قصيرًا، ولو بلا عُذر.
٢. استحباب استقبال القِبْلة عند افتتاح الصلاة على الرَّاحلة، ثم لا بأس أن يصلي إلى جهة سَيْرِه.
٣. أن المُصلِّي على الرَّاحِلة يُصلِّي إلى الجِهة التي تَوَجَهت به راحِلته فلو صلَّى إلى غير الجِهة التي اتجهت به راحِلَته لم تصح صلاته.
٤. التَّسهيلُ والتَّخفيف في النَّوافل ترغيبًا في الإكثار منها.
٥. أن فعل النبي -صلى الله عليه وسلم- حُجة؛ لأن أنسًا -رضي الله عنه- ذَكَرَه للاستدلال به.
٦. أن فعل النبي -صلى الله عليه وسلم- مخصص للدليل القولي، وهو قوله -تعالى-: (ومن حيث خرجت فَوَلِّ وجهك شَطر المسجد الحَرام) [البقرة : ١٤٩]
٧. عدم جواز صلاة الفريضة على الرَّاحلة، بل الواجب عليه أن يُصلِّيها مستقرًّا في الأرض إلا لعذر شرعي كمرض أو مطر أو خوف عدو.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة.

الرقم الموحد: (10644)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان إذا كبر رفع يديه حتى يحاذي بهما أذنيه، وإذا ركع رفع يديه حتى يحاذي بهما أذنيه

رسول اللہ ﷺ جب تکبیرِ تحریمہ کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک اٹھاتے اور آپ ﷺ جب رکوع کرتے تو اُس وقت بھی دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک اٹھاتے اور جب آپ ﷺ اپنا سر مبارک رکوع سے اٹھاتے تو کہتے «سَمِعَ اللہُ لِمَن حَمِدَہ» اور پھر آپ ایسا ہی کرتے (یعنی ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے۔)

٥٨٦. الحديث:

عن مالك بن الحويرث -رضي الله عنه- «أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان إذا كَبَّر رفع يديه حتى يُحَاذِيَ بهما أُذُنَيْه، وإذا ركَع رفع يَدَيه حتى يُحَاذِيَ بهما أُذُنَيْه، وإذا رفع رأسه من الركوع» فقال: «سَمع الله لِمَن حَمِده» فعل مِثل ذلك.

٥٨٦. حدیث:

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تکبیرِ تحریمہ کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک اٹھاتے اور آپ ﷺ جب رکوع کرتے تو اُس وقت بھی دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک اٹھاتے اور جب آپ ﷺ اپنا سرِ مبارک رکوع سے اٹھاتے تو کہتے: «سَمِعَ اللہُ لِمَن حَمِدَہ» اور پھر آپ ایسا ہی کرتے (یعنی ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے۔)

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر مالك بن الحُوَيْرِث -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم-: "كان إذا كَبَّر رفع يَدَيه حتى يُحَاذِيَ بهما أُذُنَيْه" يعني: إذا كَبَّر تكبيرة الإحرام رفع يَدَيه حتى يُحَاذِيَ بهما أُذُنيه، وفي رواية: "حتى يُحَاذِيَ بهما فُروع أُذُنَيه". وفروع الأُذن: أعَاليها. وفي حديث ابن عمر -رضي الله عنه-: "كان يرفع يَدَيه حتى يُحاذي بهما منْكَبيه" أي مقابل ومساويًا لمنْكَبَيه. فهذه ثلاث روايات: الأولى: يرفع يديه حتى يُحاذي بهما أُذُنَيه. الثانية: يرفع يديه حتى يُحاذي بهما فُروع أُذُنَيه. الثالثة : يرفع يديه حتى يُحاذي بهما منْكبَيه. فهو مخير بين ذلك أو يرفع يديه حَذو منْكبَيه بحيث تُحاذي أطراف أصابِعه فُروع أُذُنَيهِ أي أعلى أُذُنَيْهِ وإبهاماه شَحْمَتَي أُذُنَيْهِ وراحتاه منْكبَيه. وقوله: "إذا كَبَّر رفع يَدَيه" أي: يرفع يَدَيه مع التَّكبير، وفي رواية عند مسلم: "يرفع يَدَيه ثُم يكبِّر" أي بعده، وفي أخرى: " كَبَّر ثم رفع يَدَيه" فهذه ثلاث صور لرفع اليدين عند تكبيرة الأحرام. فعلى هذا: تكون هذه السُّنة قد ورَدت على وجوه متنوعة، فيعمل بجميعها اتباعا للسُّنة في كل ما وَرد عنه -صلى الله عليه

اجمالی معنیٰ:

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ ''نبی ﷺ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ انہیں اپنے دونوں کانوں کے برابر کر لیتے''۔ یعنی آپ ﷺ جب تکبیرِ تحریمہ کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ وہ آپ کے کانوں کے برابر آ جاتے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ''یہاں تک کہ آپ ﷺ انہیں اپنے کانوں کی فروع (لَو) تک لے آتے''۔ کان کی فروع سے مراد اس کا بالائی حصہ ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ ''آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ انہیں اپنے کندھوں کے سامنے لے آتے''۔ یعنی کندھوں کے بالمقابل اور ان کے برابر کر لیتے۔ یہ تین روایات ہیں۔ اول: آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر اپنے کانوں کے برابر تک لے جاتے۔ دوم: آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر اپنے کانوں کے بالائی حصے کے برابر لے آتے۔ سوم: آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر اپنے کندھوں کے برابر لے آتے۔ چنانچہ نمازی کو اختیار ہے کہ وہ ان تینوں میں سے جیسے چاہے کر لے۔ یا پھر وہ اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر اپنے کندھوں کے برابر لے آئے بایں طور کہ اس کی انگلیوں کی کنارے اس کے کانوں کے اوپری حصے کے برابر آ جائیں، اس کے دونوں انگوٹھے کانوں کے لو کے برابر اور اس کی ہتھیلیاں کندھوں کے سامنے ہو جائیں۔ "إذا کبّر رفع یدیہ"۔ یعنی تکبیر کہنے کے ساتھ ہی آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے۔ مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ ''آپ ﷺ پہلے ہاتھ اٹھاتے

وسلم-. "وإذا ركَع رفع يَديه حتى يُحَاذِيَ بهما أُذُنَيْه"يعني: إذا شَرع في الرُّكوع رفع يَديه حتى يُحَاذي بهما أُذُنيه، وهذا هو الموضع الثاني مما يُستحب فيه رفع اليَدين. "وإذا رفع رأسه من الرُّكوعَ" فقال: "سَمع الله لِمَن حَمِده" يعني: إذا شَرع في الرَّفع من الركوع قال: "سَمِع الله لمن حَمِده" وهذا الذِّكر من واجبات الصلاة. "فعل مِثل ذلك" أي: فعل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- مثلما فعل عند التَّكبير: رفع يديه حتى حَاذَى بهما أُذُنيه، وهذا هو الموضع الثالث مما يُستحب فيه رفع اليدين في الصلاة. فهذه ثلاث مواضع يستحب فيها رفع اليدين في الصلاة، والرابع هو رفع اليدين عند القيام من التشهد الأول في الصلاة الثلاثية أو الرباعية.

اور پھر تکبیر کہتے‘‘ ۔ یعنی ہاتھ اٹھانے کے بعد تکبیر کہتے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ’’آپ ﷺ پہلے تکبیر کہتے اور پھر اپنے ہاتھ اٹھاتے‘‘ ۔ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کی یہ تین صورتیں ہیں۔ اس بنا پر معلوم ہوا کہ یہ سنت کئی انداز سے آئی ہوئی ہے۔ چنانچہ نمازی آپ ﷺ سے وارد سنت کی اتباع میں ان تمام طریقوں پر عمل کرے۔ "وإذا ركَع رفع يَديه حتى يُحَاذِيَ بهما أُذُنَيه"۔ یعنی آپ ﷺ جب رکوع میں جاتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر کانوں کے برابر کر لیتے۔ یہ وہ دوسرا مقام ہے جہاں رفع الیدین کرنا مستحب ہے۔ "وإذا رفع رأسه من الرُّكوع" فقال: "سَمع الله لمن حَمِده"۔ یعنی جب رکوع سے اٹھتے تو فرماتے ’’سمع اللہ لمن حمدہ‘‘ ۔ یہ ذکر نماز کے واجبات میں سے ہے۔ "فعل مِثل ذلك"۔ یعنی آپ ﷺ ویسا ہی کرتے جیسا آپ ﷺ تکبیرِ تحریمہ کے وقت کرتے تھے یعنی ہاتھوں کو اٹھا کر انہیں کانوں کے برابر لے آتے۔ یہ وہ تیسرا مقام ہے جہاں نماز میں رفع الیدین کرنا مستحب ہے۔ نماز میں یہ کل تین مقامات ہیں جہاں رفع الیدین کرنا مستحب ہے۔ چوتھا مقام تین یا چار رکعت والی نماز میں پہلی تشہد سے اٹھنے پر رفع الیدین کرنا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو سليمان مالك بن الحويرث -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يُحَاذِيَ : المُحَاذَاة: المُقَابَلة، ومنه: "حِذاء منْكِبيه"، و"حَذو أُذُنيه"، و"حاذُوا بالمَناكِب" أي: قابلوا بعضها ببعض.

فوائد الحديث:

١. فيه دليل على مشروعية تكبيرة الإحرام عند الدخول في الصلاة.
٢. استحباب رفع اليَدين حتى تُحاذي المِنْكَبين، عند افتتاح الصلاة بتكبيرة الإحرام، وكذلك عند تَكبيرة الركوع، وعند رفع رأسه من الرُّكوع.
٣. فيه إشْعَار بأن رفع اليَدين عند الدخول في الصلاة مُصاحب للتَّكبِير.
٤. فيه التَّسميع عند الرَّفع من الرُّكوع، وهو من واجبات الصلاة.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. مطالع الأنوار على صحاح الآثار، تأليف: إبراهيم بن يوسف بن أدهم ابن قرقول، تحقيق: دار الفلاح للبحث العلمي وتحقيق التراث، الناشر: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية - دولة قطر، الطبعة: الأولى، ١٤٣٣هـ - ٢٠١٢ م. المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ مجموع الفتاوى ، تأليف: أحمد بن عبد الحليم بن تيمية الحراني، تحقيق: عبد الرحمن بن محمد بن قاسم، الناشر: مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧هـ ـ ٢٠٠٦ م.

الرقم الموحد: (10908)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يُدْرِكُهُ الفجر وهو جُنُبٌ من أهله، ثم يغتسل ويصوم	(بسا اوقات ایسا ہوتا کہ) فجر ہو جاتی اور رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کے ساتھ جماع کرنے کی وجہ سے جنبی ہوتے تھے۔ پھر آپ ﷺ غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔
٥٨٧. الحديث: عن عائشة وأم سلمة -رضي الله عنهما- «أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يُدْرِكُهُ الفجر وهو جُنُبٌ من أهله، ثم يغتسل ويصوم».	**٥٨٧. حدیث:** عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے مرفوعا روایت ہے کہ (بسا اوقات ایسا ہوتا کہ) فجر ہو جاتی اور رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کے ساتھ جماع کرنے کی وجہ سے جنبی ہوتے تھے۔ پھر آپ ﷺ غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: تخبر عائشة وأم سلمة -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يجامع في الليل، وربما أدركه الفجر وهو جنب لم يغتسل، ويتم صومه ولا يقضي، وكان إخبارهما بذلك جوابا لمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ حين بعث إليهما؛ ليسألهما عن ذلك. وهذا الحكم في رمضان وغيره.	**اجمالی معنی:** عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کر رہی ہیں کہ نبی ﷺ رات کو جماع فرماتے اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ طلوع فجر ہو جاتی اور آپ ﷺ ابھی تک جنبی ہی ہوتے اور آپ ﷺ نے غسل نہ کیا ہوتا۔ آپ ﷺ اپنا روزہ پورا کرتے اور اسے قضا نہیں کرتے تھے۔ عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے یہ بات مروان بن حکم کو اس وقت بتائی تھی، جب اسے اس مسئلے کے بارے میں پوچھنے کے لیے ان کے پاس بھیجا گیا تھا۔ یہ حکم رمضان اور غیر رمضان ہر قسم کے روزے کا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > ما يجوز للصائم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أم سلمة -رضي الله عنها- عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- كان يُدركه الفَجر : يعني يطلع عليه الفجر، وهو جنب من جماع أهله.
- الفجر : بياض الصبح.
- وهو جُنُبٌ : أي: ذو جنابة، والجنابة: كل ما أوجب الغسل بجماع أو إنزال بغير جماع.
- من أهله : من جماع أهله، والمراد بالأهل: الزوجات.
- ثم يغتسل : يعمم الماء الطهور على جميع البدن.
- يصوم : الصوم: هو الإمساك عن المفطر على وجه مخصوص.

فوائد الحديث:

١. صحة صوم من أصبح جُنُبًا، من جماع في الليل.
٢. يقاس على الجماع الاحتلام بطريق الأولى؛ لأن الاحتلام بغير اختياره.
٣. التصريح بأن الجنابة من جماع الأهل رفعت شك حصول الاحتلام؛ لِتَنَزُّه الأنبياء صلوات الله وسلامه عليهم عن تلاعب الشيطان الذي هو سبب الاحتلام.
٤. فيه دليلٌ على جواز تأخير الغسل إلى بعد طلوع الفجر، ويقاس على ذلك الحائض والنفساء إذا انقطع دمها ليلاً ثم طلع الفجر قبل اغتسالها صحَّ صومها.
٥. عدم وجوب المبادرة بالاغتسال من الجنابة.

٦. فيه جواز الجماع في ليالي رمضان، ولو كان قبيل طلوع الفجر.

٧. فضل نساء النبي -صلى الله عليه وسلم- وإحسانهن إلى الأمة، فقد نقلن عن النبي -صلى الله عليه وسلم- من العلم الشيء الكثير النافع، لا سيما الأحكام الشرعية المنزلية التي لا يطلع عليها غيرهن، فرضي الله عنهن وأرضاهن.

٨. الرجوع في العلم إلى من هو أقرب إحاطة به فإن إخبارهما بذلك (عائشة وأم سلمة -رضي الله عنها-) كان جوابا لمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ حين بعث إليهما؛ ليسألهما عن ذلك.

٩. جواز التصريح بما يستحيا منه للمصلحة.

١٠. فعل النبي -صلى الله عليه وسلم- حجة.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (4522)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يُصَلِّي وهو حامل أُمَامَةَ بنت زينب بنت رسول الله -صلى الله عليه وسلم-	نبی ﷺ اُمامہ بنت زینب بنت رسول اللہ ﷺ (اپنی نواسی) کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔
٥٨٨. الحديث: عن أبي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ -رضي الله عنه- قال: «أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يُصَلِّي وهو حامل أُمَامَةَ بنت زينب بنت رسول الله -صلى الله عليه وسلم-». ولأبي العاص بن الربيع بن عبد شَمْسٍ -رضي الله عنه-: «فإذا سجد وضعها، وإذا قام حملها».	**٥٨٨. حدیث:** ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اُمامہ بنتِ زینب بنت رسول (ﷺ) اور ابو العاص بن ربیع بن عبد الشمس کی بیٹی اُمامہ کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو ان کو اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اٹھا لیتے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يحمل بنت ابنته وهي أمامة بنت زينب وهو في الصلاة، حيث يجعلها على عاتقه إذا قام، فإذا ركع أو سجد وضعها في الأرض محبةً وحنانًا.	**اجمالی معنی:** نبی ﷺ اپنی نواسی امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھنے کی حالت میں کندھے پر اٹھائے رکھتے، جب کھڑے ہوتے تو ان کو اپنے کندھے پر اٹھا لیتے، اور جب رکوع یا سجدہ کرتے تو انہیں محبت اور پیار سے زمین پر اتار دیتے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > رحمته صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو قتادة الحارث بن ربعي الأنصاري -رضي الله عنه-

أبو العاص بن الربيع بن عبد شمس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- يصلِّي : صلاة الظهر أو العصر وفي رواية لمسلم يؤم الناس.
- سجد : نزل إلى الأرض واضعا عليها الجبهة والأنف والكفين والركبتين وأطراف القدمين.
- وضعها : أي وضع أمامة على الأرض.
- إذا قام : من السجود إلى الركعة التالية.

فوائد الحديث:

١. جواز مثل هذه الحركة -وهو حمل الصبي ووضعه- في صلاة الفريضة والنافلة، من الإمام والمأموم والمنفرد ولو بلا ضرورة إليها.

٢. جواز ملامسة وحمل من تظن نجاسته، تغليبا للأصل -وهو الطهارة- على غلبة الظن. وهو -هنا- نجاسة ثياب الأطفال وأبدانهم.

٣. تواضع النبي -صلى الله عليه وسلم-، ولطف خلقه ورحمته.

٤. يسر الشريعة الإسلامية وسماحتها.

٥. جواز إدخال الأطفال في المساجد بشرط ألا يغلب على الظن إزعاجهم للمصلين.

٦. أن الحركات التي للحاجة لا تبطل الصلاة بشرط ألا تخل بهيئة الصلاة بحيث يظن من يراه أنه لا يصلي.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام للبسام الناشر: مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة- العاشرة، ١٤٢٦ هـ- ٢٠٠٦ م . تنبيه الأفهام للعثيمين -طبعة مكتبة الصحابة الامارات - مكتبة التابعين- القاهرة- الطبعة الأولى ١٤٢٦. صحيح البخاري -أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر - الناشر : دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تأسيس الأحكام -أحمد بن يحيي النجمي- دار المنهاج- القاهرة- مصر -الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (3226)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يخرج من طريق الشجرة، ويدخل من طريق المعرس، وإذا دخل مكة، دخل من الثنية العليا، ويخرج من الثنية السفلى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینے سے) شجرہ کے راستے سے نکلتے اور معرس کے راستے سے داخل ہوتے تھے۔ جب مکہ میں داخل ہوتے تو ثنیہ علیا سے داخل ہوتے اور ثنیہ سفلیٰ سے باہر نکلتے تھے۔

٥٨٩. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- "أَنَّ رسُول الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ، وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيقِ الْمُعَرَّس، وَإِذَا دَخَلَ مَكَّةَ دَخَلَ مِنَ الثَنِيَّةِ العُلْيَا، وَيَخْرُجُ مِنَ الثَنِيَّةِ السُّفْلَى".

٥٨٩. حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینے سے) شجرہ کے راستے سے نکلتے اور معرس کے راستے سے داخل ہو تے تھے۔ اور جب مکے میں داخل ہوتے، تو ثنیہ علیا سے داخل ہوتے اور ثنیہ سفلیٰ سے باہر نکلتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حديث عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- في موضوع استحباب مخالفة الطريق في العيد والجمعة وغيرها من العبادات. ومعنى مخالفة الطريق: أن يذهب المسلم إلى العبادة من طريق ويرجع من الطريق الآخر؛ فمثلًا يذهب من الجانب الأيمن ويرجع من الجانب الأيسر، وهذا ثابت عن النبي -صلى الله عليه وسلم- في العيدين، كما رواه جابر -رضي الله- عنه كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا كان يوم عيد خالف الطريق؛ يعني خرج من طريق ورجع من طريق آخر، وكذلك في الحديث الذي معنا. وتنوعت أقوال العلماء في الحكمة في المخالفة في الطريق على أقوال أشهرها: ١. ليشهد له الطريقان يوم القيامة؛ لأن الأرض يوم القيامة تشهد على ما عمل فيها من خير وشر، فإذا ذهب من طريق ورجع من آخر؛ شهد له الطريقان يوم القيامة بأنه أدى صلاة العيد. ٢. من أجل إظهار الشعيرة، شعيرة العيد؛ حتى تكتظ الأسواق هنا وهناك، فإذا انتشر في طرق المدينة صار في هذا إظهار لهذه الشعيرة؛ لأن صلاة العيد من شعائر الدين، والدليل على ذلك أن الناس يؤمرون بالخروج إلى الصحراء؛ إظهارًا لذلك، وإعلانًا لذلك. ٣. إنما خالف الطريق من أجل المساكين الذين يكونون في الأسواق، قد يكون في هذا الطريق ما

اجمالی معنیٰ:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث عید، جمعہ اور دیگر عبادات میں راستہ بدل کر آنے جانے کے استحباب کے موضوع پر ہے۔ راستہ بدلنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ایک راستے سے عبادت کے لیے جائے اور دوسرے راستے سے واپس آئے۔ مثال کے طور پر وہ دائیں جانب سے جائے اور بائیں جانب سے واپس آئے۔ یہ رسول اللہ ﷺ سے عیدین میں ثابت ہے۔ جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عید کے دن راستہ تبدیل کرتے تھے۔ یعنی ایک راستے سے جاتے اور دوسرے سے واپس آتے۔ اس حدیث میں بھی یہی بیان ہوا ہے۔ علما نے راستہ تبدیل کرنے کی بہت ساری حکمتیں بیان کی ہیں، جن میں چند ایک مشہور یہ ہیں: ١۔ دونوں راستے قیامت کے دن اس کے لیے گواہ بنیں گے؛ کیوں کہ قیامت کے دن زمین انسان کے اچھے برے اعمال کی گواہی دے گی۔ اس لیے جب وہ ایک راستے سے جائے گا اور دوسرے سے واپس آئے گا، تو دونوں راستے اس بات کے گواہ بن جائیں گے کہ اس نے نماز عید ادا کی تھی۔ ٢۔ عید جیسے اہم ترین اسلامی شعار کے اظہار کے لیے۔ جب ہر طرف بازار بھر جائیں گے اور لوگ شہر کے راستوں میں پھیل جائیں گے، تو اس اسلامی شعار کا اظہار ہوگا۔ عید اسلامی شعار ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے اظہار اور اعلان کے لیے لوگوں کو صحرا میں نکلنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ٣۔ اس کی ایک وجہ مساکین بھی ہیں، جو بازاروں میں کبھی اس راستے پر ہوتے ہیں، تو کبھی اس راستے پر۔ ایسے راستہ بدل لیا جائے، تاکہ سب پر صدقہ کیا جا سکے۔ لیکن قریب تر بات یہ ہے کہ اصل وجہ اس شعار کا اظہار ہے؛ تاکہ نماز عید کے لیے نکلنے سے شہر کی تمام سڑکوں سے نماز عید کے شعار کا اظہار ہو۔ جہاں تک حج کی بات ہے، تو جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے، رسول اللہ

ليس في هذا الطريق، فيتصدق على هؤلاء وهؤلاء. ولكن الأقرب والله أعلم أنه: من أجل إظهار تلك الشعيرة، حتى تظهر شعيرة صلاة العيد بالخروج إليها من جميع سكك البلد. أما في الحج كما جاء في الحديث الذي معنا، فإن الرسول -صلى الله عليه وسلم- خالف الطريق في دخوله إلى مكة دخل من أعلاها، وخرج من أسفلها، وكذلك في ذهابه إلى عرفة، ذهب من طريق ورجع من طريق آخر. واختلف العلماء أيضا في هذه المسألة، هل كان النبي -صلى الله عليه وسلم- فعل ذلك على سبيل التعبُّد؛ أو لأنُّه أسهل لدخوله وخروجه؟ لأنه كان الأسهل لدخوله أن يدخل من الأعلى ولخروجه أن يخرج من الأسفل. فمَنْ قال من العلماء قال بالأول قال: إنه سنة أن تدخل من أعلاها: أي أعلى مكة وتخرج من أسفلها، وسنة أن تأتي عرفة من طريق وترجع من طريق آخر. ومنهم من قال: إن هذا حسب تيسر الطريق، فاسلك المتيسر سواء من الأعلى أو من الأسفل. وعلى كل حال إن تيسر للحاج والمعتمر أن يدخل من أعلاها ويخرج من أسفلها فهذا طيب؛ فإن كان ذلك عبادة فقد أدركه، وإن لم يكن عبادة لم يكن عليه ضرر فيه، وإن لم يتيسر فلا يتكلف ذلك كما هو الواقع في وقتنا الحاضر، حيث إن الطرق قد وجهت توجيهًا واحدًا، ولا يمكن للإنسان أن يخالف ولي الأمر والحمد لله الأمر واسع.

ﷺ نے مکہ میں داخل ہوتے وقت راستہ تبدیل کیا؛ مکہ کی اوپری جانب سے داخل ہوئے اور نچلی جانب سے نکلے۔ اسی طرح عرفہ جاتے وقت آپ ایک راستے سے گئے اور دوسرے راستے سے واپس ہوئے۔ علما کا اس مسئلے میں بھی اختلاف ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ بطور عبادت کیا تھا یا اپنے داخل ہونے اور نکلنے کی سہولت کے مد نظر؟ کیوں کہ ممکن ہے کہ اوپری جانب سے داخل ہونا آسان ہو اور نچلی جانب سے نکلنا۔ پہلے موقف کے قائلین کا کہنا ہے کہ یہ سنت ہے کہ مکہ کی اوپری جانب سے داخل ہوا جائے اور نچلی جانب سے نکلا جائے اور یہ بھی سنت ہے کہ عرفہ میں ایک راستہ سے آیا جائے اور دوسرے سے واپس جایا جائے۔ جب کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ معاملہ راستے کی فراہمی اور آسان ہونے کا ہے۔ جو راستہ سہل لگے، اسے اختیار کیا جائے، بالائی والا ہو یا زیریں والا۔ بہر حال اگر حاجی بالائی حصے سے داخل ہونے اور زیریں حصے سے نکلنے کا اہتمام کر سکے، تو یہ بہتر ہے؛ کیوں کہ اگر یہ عبادت ہے، تو ادا ہوگئی اور اگر عبادت نہیں ہے تو کوئی نقصان بھی نہیں ہوا۔ اور اگر ایسا ممکن نہ ہو سکا، تو اسے اس کا مکلف نہیں کیا جائے گا۔ جیسا کہ موجودہ صورت حال ہے۔ آج راستے یک رخی بنا دیے گئے ہیں اور اولیاء الامور کی مخالفت بھی ممکن نہیں ہے۔ اور الحمد للہ مسئلے میں بڑی گنجائش بھی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام ومسائل الحج والعمرة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- طَرِيق الشَّجَرَة : موضع معروف على طريق من أراد الذهاب إلى مكة من المدينة، وكان النبي -صلى الله عليه وسلم- يخرج منه إلى ذي الحليفة، وهو يبعد ستة أميال من المدينة.
- طَرِيق الْمُعَرَّس : مكان معروف على طريق مكة المكرمة عند ذي الحليفة.
- الثنيَّة : الطريق الضيِّقة بين الجبلين.
- الثَنِيَّةِ العُلْيَا : الثنية العليا في مكة المكرمة هي المعلى، مقبرة أهل مكة، وهي التي يقال لها الحجون.
- الثَنِيَّةِ السُّفْلَى : هي ما انحدر من المسجد الحرام، وهي في مكة المكرمة عند باب الشبيكة، بقرب شعب الشاميين من ناحية قعيقعان، عند المحلة المسماة (حارة الباب)، وتسمى الثنية الآن (ريع الرسام).

فوائد الحديث:

١. استحباب مخالفة الطريق في الذهاب والإياب في الحج؛ لتكثير طرق الخير.

٢. يرى بعض العلماء أن سير النبي -صلى الله عليه وسلم- من هذه الطرق سببه أنها أيسر لطريقه، وليست سنة مقصودة.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الدمام، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، أبو زكريا محيي الدين النووي، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، الطبعة: الرابعة ١٤٢٨هـ. كنوز رياض الصالحين، مجموعة من الباحثين برئاسة حمد بن ناصر العمار، كنوز إشبيليا، الرياض، الطبعة: الأولى١٤٣٠هـ، ٢٠٠٩م. شرح رياض الصالحين، محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3040)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يرفع يديه حذو منكبيه إذا افتتح الصلاة

رسول ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر تک اٹھاتے اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی اسی طرح اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور "سَمِعَ اللہُ لمن حَمِدَہُ رَبَّنَا ولک الحمد" کہتے، جبکہ سجدوں میں ایسا نہیں کرتے تھے

٥٩٠. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يَرفع يَديه حَذو مَنْكِبيه إذا افتتح الصلاة، وإذا كَبَّر للركوع، وإذا رفع رأسه من الركوع، رفَعَهما كذلك أيضا، وقال: سمع الله لمن حَمِدَه، ربَّنَا ولك الحمد، وكان لا يَفعل ذلك في السُّجود.

٥٩٠. حدیث:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر تک اٹھاتے اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تب بھی اسی طرح اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور "سَمِعَ اللہُ لمن حَمِدَہُ رَبَّنَا ولک الحمد" کہتے۔ اور آپ ﷺ سجدوں میں ایسا نہیں کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا افتتح الصلاة بالتكبير يرفع يديه حتى تَصيرا مُقابل منكبيه، مُحاذِيين لهما تمامًا. وكذلك كان -صلى الله عليه وسلم- يرفع يديه عند الشروع في الركوع وعند شروعه في الرفع منه. فهذه ثلاثة مواضع يستحب فيها رفع اليدين حَذو المِنْكَبين. وكان يقول عند الرفع من الركوع: سمع الله لمن حمده، ربنا ولك الحمد، فيجمع بين التسميع والتحميد، وهذا خاص بالإمام والمنفرد، أما المأموم فيقول: ربنا ولك الحمد؛ لمجيء السنة بذلك كما في الصحيحين من حديث أنس -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال : (وإذا قال: سمع الله لمن حمده؛ فقولوا: ربنا ولك الحمد). وكان لا يرفع يديه عند الهوي إلى السجود ولا في الرَّفع منه، ويؤيده رواية البخاري الأخرى: (ولا يفعل ذلك حين يَسجد ولا حين يرفع رأسه من السجود).

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ جب تکبیر کے ساتھ نماز کا آغاز فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھاتے یہاں تک کہ وہ کندھوں کے بالمقابل ان کے بالکل سامنے آجاتے۔ اسی طرح نبی ﷺ رکوع میں جاتے ہوئے اور اس سے اٹھتے ہوئے بھی رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ یہ وہ تین مقامات ہیں جہاں کندھوں کے برابر تک رفع الیدین کرنا مستحب ہے۔ رکوع سے اٹھتے ہوئے آپ ﷺ کہتے: سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا ولک الحمد۔ آپ ﷺ سمع اللہ لمن حمدہ بھی کہتے اور ربنا ولک الحمد بھی۔ ایسا کرنا امام اور اکیلے نماز پڑھنے والے کے ساتھ خاص ہے۔ مقتدی صرف ربنا ولک الحمد کہے گا کیونکہ سنت یہی ہے جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم کہو: ربنا ولک الحمد۔'' سجدے میں جاتے ہوئے اور اس سے اٹھتے ہوئے آپ ﷺ رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ اس کی تائید بخاری شریف کی ایک اور روایت سے ہوتی ہے جس میں اس بات کا بیان ہے کہ: ''آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے یا جب سجدے سے سر مبارک اٹھاتے تب رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔''

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- حَذو : إزاء ومُقابل.
- منْكبيه : المَنْكِب: مُجتمع رأس العَضد والكَتف.

فوائد الحديث:

١. استحباب رفع اليدين حتى تُحاذي المنْكَبين، عند افتتاح الصلاة بتكبيرة الإحرام، وكذلك عند تكبيرة الركوع، وعند رفع رأسه من الركوع.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، حمزة محمد قاسم، راجعه: عبد القادر الأرناؤوط، عني بتصحيحه ونشره: بشير محمد عيون، الناشر: مكتبة دار البيان، دمشق، مكتبة المؤيد، الطائف، عام النشر: ١٤١٠هـ، ١٩٩٠م.

الرقم الموحد: (10907)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يسبح على ظهر راحلته، حيث كان وجهه، يومئ برأسه، وكان ابن عمر يفعله.

رسول اللہ آ اپنی اونٹنی کی پیٹھ پر نفل نماز سر کے اشاروں سے پڑھتے تھے، چاہے اس کا رخ جس جانب بھی ہوتا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

٥٩١. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- «أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يُسَبِّحُ على ظَهرِ رَاحِلَتِهِ حَيثُ كان وَجهُهُ، يُومِئُ بِرَأسِهِ، وكان ابنُ عُمَرَ يَفعَلُهُ». وفي رواية: «كان يُوتِرُ على بَعِيرِهِ». ولمسلم: «غَيرَ أَنَّه لا يُصَلِّ عَليهَا المَكتُوبَة». وللبخاري: «إلا الفَرَائِض».

٥٩١. حدیث:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی کی پیٹھ پر نفل نماز سر کے اشاروں سے پڑھتے تھے، چاہے اس کا رخ جس جانب بھی ہوتا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کیا کرتے تھے"۔ ایک اور روایت میں ہے کہ: آپ ﷺ اپنے اونٹ پر ہی وتر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے: "تاہم آپ ﷺ فرض نماز سواری پر نہیں پڑھا کرتے تھے"۔ صحیح بخاری کی روایت میں ہے: "سوائے فرائض کے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان -صلى الله عليه وسلم- يصلي النافلة فقط على ظهر راحلته حيث توجَّهت به، ولو لم تكن تجاه القبلة، ويومئ برأسه إشارة إلى الركوع والسجود، ولا يتكلف النزول إلى الأرض؛ ليركع ويسجد ويستقبل القبلة، ولا فرق بين أن تكون نفلا مطلقا، أو من الرواتب أو من الصلوات ذوات الأسباب، ولم يكن يفعل ذلك في صلوات الفريضة، وكذلك كان يوتر على بعيره.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ صرف نفل نماز اپنی سواری پر پڑھا کرتے تھے، چاہے وہ آپ ﷺ کو جس جانب بھی لے جا رہی ہوتی اور اگرچہ وہ قبلہ رخ نہ بھی ہوتی۔ اپنے سر کے اشارے سے رکوع و سجدہ کر لیتے۔ رکوع، سجدہ اور قبلہ رو ہونے کے لیے اپنی سواری سے نیچے کا تکلف نہیں فرماتے تھے۔ چاہے نماز مطلق نفل ہوتی، سنت موکدہ ہوتی یا پھر کسی سبب کی وجہ سے پڑھی جانے والی کوئی نماز ہوتی۔ البتہ فرض نمازوں میں آپ ﷺ ایسا نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح آپ ﷺ وتر بھی اپنے اونٹ پر ہی ادا کر لیا کرتے تھے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع
الفضائل والآداب > الآداب الشرعية > آداب وأحكام السفر

راوي الحديث: الروايات الثلاثة الأولى متفق عليها. الرواية الرابعة: رواها البخاري.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- يُسَبِّحُ : يصلي صلاة النافلة.
- الْمَكْتُوبَةَ : الصلوات الخمس المفروضات.
- رَاحِلَتِهِ : الناقة التي تصلح لأن ترحل.
- حَيْثُ كَانَ وَجْهُهُ : اتِّجاه سيره.
- يُومِئُ بِرَأْسِهِ : يشير به للركوع والسجود.
- وَكَانَ ابنُ عُمَرَ يَفْعَلُه : يصلي النافلة في السفر وهو راكب على ناقته حيث كان وجهه.وهذه الجملة من قول مولى ابن عمر: نافع؛ وغرضها بيان استمرار الحكم بعد النبي -صلى الله عليه وسلم- وانتفاء النسخ.
- يُوتِرُ عَلَى بَعِيرِهِ : أي: النبي -صلى الله عليه وسلم- يصلي الوِتر على بعيره.

فوائد الحديث:

١. جواز صلاة النافلة في السفر على الراحلة، وفعل ابن عمر -رضي الله عنهما- لذلك أقوى من مجرد الرواية.

٢. عدم جواز أداء الفريضة، وهي الصلوات الخمس، على الراحلة بلا ضرورة، قال العلماء: لئلا يفوته الاستقبال، فإنه يفوته ذلك وهو راكب، أما عند الضرورة من خوف أو سيل؛ فيصح، كما صحت به الأحاديث.

٣. جهة الطريق هي البدل عن القبلة، فلا ينحرف عنها لغير حاجة المسير.

٤. أنَّ الإيماء هنا، يقوم مقام الركوع والسجود.

٥. الوتر ليس بواجب، حيث صلاه -صلى الله عليه وسلم- على الراحلة.

٦. أنَّه كلما احتِيجَ إلى شيء دخله التيسير والتسهيل، وهذا من بعض ألطاف الله -تعالى- المتوالية على عباده.

٧. سماحة هذه الشريعة، وترغيب العباد في الازدياد من الطاعات، بتسهيل سبلها، ولله الحمد والمنة.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ، ١٩٨٨م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3128)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يصلي بعد العصر، وينهى عنها، ويواصل، وينهى عن الوصال

٥٩٢. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- «أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يصلي بعد العصر، وينهى عنها، ويُوَاصِل، وينهى عن الوِصَالِ».

درجة الحديث: منكر

المعنى الإجمالي:

تبين لنا السيدة عائشة -رضي الله عنها- في هذا الحديث أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يصلي نفلاً بعد صلاة العصر، رغم نهيه عن الصلاة في هذا الوقت، وألحقته -رضي الله عنها- بوصاله في الصوم -عليه السلام- حيث أنه يواصل وينهى عن الوصال أيضا. والحديث منكر، ويغني عنه أحاديث أخرى، أما النهي عن الوصال فعن أنس -رضي الله عنه-، عن النبي -صلى الله عليه وسلم-، قال: «لا تواصلوا» قالوا: إنك تواصل، قال: «لست كأحد منكم إني أطعم، وأسقى، أو إني أبيت أطعم وأسقى». رواه البخاري (٣/ ٣٧) (ح١٩٦١) ومسلم (٢/ ٧٧٦) (ح١١٠٤). وأما النهي عن الصلاة بعد العصر فحديث أبي هريرة أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- «نهى عن الصلاة بعد العصر حتى تغرب الشمس، وعن الصلاة بعد الصبح حتى تطلع الشمس» رواه البخاري (١/ ١٢١) (ح٥٨٨) ومسلم (١/ ٥٦٦) (ح٨٢٥)، وأما صلاته -صلى الله عليه وسلم- بعد العصر فخاص به، فعن أبي سلمة، أنه سأل عائشة عن السجدتين اللتين كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصليهما بعد العصر، فقالت: «كان يصليهما قبل العصر، ثم إنه شغل عنهما، أو نسيهما فصلاهما

رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد (نفل) نماز پڑھا کرتے تھے اور دوسروں کو اس سے منع فرماتے تھے اور آپ ﷺ وصال کیا کرتے تھے (یعنی پے درپے روزے رکھا کرتے تھے) تاہم دوسروں کو وصال کرنے سے منع فرماتے تھے

٥٩٢. حدیث:

عائشہ - رضی اللہ عنہا - سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد (نفل) نماز پڑھا کرتے تھے اور دوسروں کو اس سے منع فرماتے تھے اور آپ ﷺ وصال کیا کرتے تھے (یعنی پہ درپہ روزے رکھا کرتے تھے) تاہم دوسروں کو وصال کرنے سے منع فرماتے تھے۔

حدیث کا درجہ: مُنکَر

اجمالی معنی:

سیدہ عائشہ - رضی اللہ عنہا - حدیث میں بیان کر رہی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ عصر کے بعد نفل نماز پڑھا کرتے تھے حالاں کہ آپ ﷺ نے اس وقت میں نماز پڑھنے سے منع فرما رکھا تھا۔ عائشہ - رضی اللہ عنہا - نے آپ ﷺ کے اس طرزِ عمل کو روزے میں وصال کرنے کے ساتھ ملحق کیا ہے کہ آپ ﷺ خود تو پہ درپہ روزے رکھا کرتے تھے لیکن (دوسرے لوگوں کو) مسلسل روزہ رکھنے سے منع بھی کیا کرتے تھے۔ یہ حدیث منکر ہے اور دوسری احادیث کے ہوتے ہوئے اس کی ضرورت نہیں رہتی۔ پہ درپہ روزے رکھنے کی ممانعت انس - رضی اللہ عنہ - سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مسلسل (بلا سحری و افطاری) روزے نہ رکھو۔ صحابہ کرام نے کہا کہ: آپ خود تو وصال کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ مجھے (اللہ کی طرف سے) کھلایا پلایا جاتا ہے، یا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: میں اس طرح رات گزارتا ہوں کہ مجھے (اللہ کی طرف سے) کھلایا پلایا جاتا ہے۔ اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے (٣/٣٧) (ح ١٩٦١) اور امام مسلم نے بھی (٢/ ٧٧٦) (ح ١١٠٤)۔ عصر کے بعد نفل نماز پڑھنے کی ممانعت ابوہریرہ - رضی اللہ عنہ - کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے، اسی طرح آپ ﷺ نے صبح ہونے کے بعد نفل نماز پڑھنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔ صحیح بخاری: (١/ ١٢١) (ح٥٨٨)۔ صحیح مسلم: (١/ ٥٦٦) (ح ٨٢٥)۔ عصر کے بعد نفل نماز پڑھنا نبی ﷺ کی خصوصیت تھی۔ ابو سلمہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ انھوں نے عائشہ - رضی اللہ عنہ - سے ان دو رکعتوں

بعد العصر، ثم أثبتهما، وكان إذا صلى صلاة أثبتها» قال يحيي بن أيوب: قال إسماعيل: تعني داوم عليها. رواه مسلم (١/ ٥٧٢) (ح٨٣٥).	کے بارے میں پوچھا جو آپ ﷺ عصر کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ انھوں نے جواب دیا کہ: آپ ﷺ انہیں نماز عصر سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔ بعد ازاں کسی مصروفیت یا بھول جانے کی وجہ سے آپ ﷺ نے انہیں عصر کے بعد پڑھا اور پھر آپ ﷺ نے اسے ہمیشہ کا معمول بنا لیا۔ آپ ﷺ جب بھی کوئی نماز پڑھتے تو اس کی ہمیشہ پابندی کیا کرتے تھے۔ یحی بن ایوب کہتے ہیں کہ اسماعیل نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ: عائشہ۔رضی اللہ عنہا۔کی یہاں اثبات سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ اس نماز کو پڑھا کرتے تھے۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے: (١/ ٥٧٢)(ح٨٣٥)۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أوقات النهي عن الصلاة

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الصلاة : التعبد لله تعالى بأقوال وأفعال معلومة، مفتتحة بالتكبير، مختتمة بالتسليم.
- الوصال : الوصال في الصوم: وهو أن لا يفطر يومين أو أياما.

فوائد الحديث:

١. دل الحديث على أن قضاء الرواتب بعد صلاة العصر من خصائصه -صلى الله عليه وسلم-، فمهامه كثيرة وكبيرة، والله -تعالى- أعطاه ذلك؛ لتكميل ثوابه وأعماله، مالم يعط غيره من نوافل العبادات، وهي كالوصال، ووجوب صلاة الليل، مما هو مذكور في كتب الخصائص.

المصادر والمراجع:

إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية،صيدا، بيروت. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣ م.

الرقم الموحد: (10614)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يعتكف في الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ من رمضان، حتى توفاه الله -عز وجل-، ثم اعتكف أزواجه بعده

رسول ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دی۔ پھر اس کے بعد آپ کے بیویوں نے بھی اعتکاف کیا۔

٥٩٣. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها-: «أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يعتكف في الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ من رمضان، حتى توفاه الله -عز وجل-، ثم اعتكف أزواجه بعده». وفي لفظ «كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَعتكِفُ في كلِّ رمضان، فإذا صلى الغَدَاةَ جاء مكانه الذي اعْتَكَفَ فيه».

٥٩٣. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ”نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دی۔ آپ کے بعد آپ کی ازواج اعتکاف بیٹھتی تھی“۔ دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ ”آپ ﷺ ہر رمضان میں اعتکاف بیٹھتے تھے، جب فجر کی نماز پڑھاتے تو اپنے اعتکاف کے حُجرے میں آجاتے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبر عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يعتكف في العشر الأواخر من رمضان، طلبًا لليلة القدر، بعد أن عَلم أنها في العشر الأواخر، وأنه لازَمَ ذلك حتى توفاه الله -تعالى-. وأشارت -رضي الله تعالى عنها- إلى أن الحكم غير منسوخ، ولا خاص بالنبي -صلى الله عليه وسلم-، فقد اعتكف أزواجه من بعده -رضي الله عنهن- . وفي اللفظ الثاني: تبين -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان إذا صلى صلاة الفجر دخل معتكفه؛ ليتفرغ لعبادة ربه ومناجاته، ويكون تحقيق ذلك بقطع العلائق عن الخلائق.

اجمالی معنی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ نبی ﷺ لیلۃ القدر کی تلاش میں رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے جب سے آپ ﷺ کو اس کے آخری عشرہ میں ہونے کا پتہ چلا تھا اور موت تک اس کی پابندی فرماتے رہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ اعتکاف کا حکم منسوخ نہیں اور نہ ہی یہ آپ ﷺ کے ساتھ خاص تھا، اس لیے کہ آپ کے بعد آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے (بھی) اعتکاف کیا۔ دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ آپ ﷺ (رمضان میں) جب فجر کی نماز پڑھاتے تو اپنے اعتکاف کے حُجرے میں چلے جاتے، تاکہ اپنے رب کی عبادت اور اس کے ساتھ مناجات کے لیے اپنے آپ کو فارغ کرلیں اور یہ (تفرغ) مخلوق سے تعلقات ختم کرکے ہی حاصل ہوگا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > الاعتكاف

راوي الحديث: الرواية الأولى متفق عليها. الرواية الثانية رواها البخاري.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- يعتكف : يقيم في المسجد تقربًا إلى الله -تعالى-، وتفرغًا لطاعته.
- توفاه الله : قبضه بالموت.
- ثم اعتكف أزواجه من بعده : بعد موته.
- صلى الغداة : أي: صلى صلاة الغداة، وهي: صلاة الفجر.
- مكانه : أي: مكان اعتكافه، وهو: خِبَاءٌ صغير يُضربُ في رَحَبَة المسجد.

فوائد الحديث:

١. مشروعية الاعتكاف.

٢. يتأكد الاعتكاف في العشر الأواخر من رمضان لملازمة النبي -صلى الله عليه وسلم.-

٣. أن الاعتكاف سُنَّة مستمرة لم تُنسخ، إذ اعتكف أزواجه -صلى الله عليه وسلم- بعده.

٤. مشروعية اعتكاف النساء، بشرط أمن حصول الفتنة.

٥. أن وقت دخول المعتكِف -مكان اعتكافه- يكون بعد صلاة الصبح.

٦. جواز ضرب خَبِاء للمعتكف، إذا لم يضيق على المصلين.

٧. مشروعية انفراد المعتكف إلا لمصلحة.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري ، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4495)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن الشغار	رسول اللہ ﷺ نے نکاحِ شغار سے منع فرمایا ہے۔
٥٩٤. الحديث: عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-: «أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن الشِّغَارِ».	**٥٩٤. حدیث:** عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاحِ شغار سے منع فرمایا ہے۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: الأصل في عقد النكاح أنه لا يتم إلا بصداق للمرأة، يقابل ما تبذله من نفسها. ولهذا فإن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى عن هذا النكاح الجاهلي، الذي يظلم به الأولياء مولياتهم، إذ يزوجونهن بلا صداق يعود نفعه عليهن، وإنما يبذلونهن بما يُرضي رغباتهم وشهواتهم، فيقدمونهن إلى الأزواج، على أن يزوجوهم مولياتهم بلا صداق. فهذا ظلم وتصرف في فروجهن بغير ما أنزل الله، وما كان كذلك فهو محرم باطل.	**اجمالی معنی:** عقدِ نکاح میں اصل تو یہی ہے کہ یہ عورت کو دیے جانے والے حق مہر کے ساتھ پورا ہوتا ہے جو اس کے نفس کے عوض کے طور پر دیا جاتا ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے جاہلیت کے اس نکاح سے منع فرمایا جس کے ذریعے اولیاء اپنے زیر پرورش اور زیر نگرانی موجود لڑکیوں پر ظلم کیا کرتے تھے بایں طور کہ وہ بغیر کسی ایسے مہر کے ان کا نکاح کر دیتے جس کا فائدہ انہیں پہنچتا۔ وہ تو اپنی رغبت اور خواہش کے تقاضے کے مطابق انہیں استعمال کرتے ہوئے اس شرط پر انہیں ان کے شوہروں کے حوالے کر دیتے کہ وہ اپنی زیر پرورش موجود لڑکیوں کا بغیر مہر کے ان کے ساتھ نکاح کر دیں گے۔ یہ ظلم ہے اور اللہ کے نازل کردہ حکم کے برخلاف ان کی شرمگاہوں میں تصرف ہے۔ اور اس طرح کا کوئی بھی معاملہ حرام اور باطل ہوا کرتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > الأنكحة المحرمة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الشغار : عن نكاح الشغار وتفسيره أن يزوج الرجل ابنته؛ على أن يزوجه الآخر ابنته، وليس بينهما صداق، وأصل كلمة"الشغار"من شغر الكلب إذا رفع رجله ليبول، وكأن العاقد يقول: لا ترفع رجل ابنتي حتى أرفع رجل ابنتك ، وقيل: هو من شغر البلد إذا خلى إذا خلى سُمِّي بذلك للشغور عن الصداق.
- ابنته : أو أخته.
- وليس بينهما صداق : بل يجعل نكاح كل منهما صداق الأخرى.

فوائد الحديث:

١. النهي عن نكاح الشغار، والنهي يقتضي الفساد، فهو غير صحيح.
٢. أن العلة في تحريمه وفساده، هو خلوه من الصداق المسمى، ومن صداق المثل، وأشار إليه بقوله: [وليس بينهما صداق].
٣. وجوب النصح للمولية. فلا يجوز تزويجها بغير كفء، لغرض الوَلي ومقصده.
٤. تفسير الشغار صحيح موافق لما ذكر أهل اللغة، فإن كان مرفوعا فهو المقصود، وإن كان من قول الصحابي فمقبول أيضا لأنه أعلم بالمقال وأفقه بالحال.
٥. أجمع العلماء على تحريم هذا النكاح، وهو باطل ولو مع صداق و الله أعلم.

٦. قال النووي: أجمعوا على أن غير البنات من الأخوات وبنات الأخ وغيرهن كالبنات في ذلك.

المصادر والمراجع:
-صحيح البخاري، ط١، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه. -خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام- فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي - الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢ م.

الرقم الموحد: (5849)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن الصلاة نصف النهار حتى تزول الشمس إلا يوم الجمعة

رسول اللہ ﷺ نے نصف النہار کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا، یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے سوائے جمعہ کے دن کے۔

٥٩٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: نَهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن الصلاة نِصف النَّهار حتى تَزول الشمس إلا يوم الجُمعة.

٥٩٥. حدیث :

ابوہریرۃ رضی اللہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ماسوا جمعہ کے باقی دنوں میں نصف النہار کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ : ضعیف

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث النَّهي عن التَّنفل بالصلاة قُبيل الزَّوال، أي قبل أذان الظهر بدقائق يسيرة، واستثناء يوم الجُمعة من هذا النَّهي. والحديث ضعيف ويغني عنه فعل أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ فإنهم كانوا يُصَلُّون نصف النَّهار يوم الجُمعة من غير نَكِير، ولأنه -صلى الله عليه وسلم- حَثَّ على التَّبكير إلى الجمعة، ثم رغَّب في الصلاة إلى خروج الإمام، والغالب أن الإمام لا يخرج إلا بعد الزَّوال، وهذا يؤدي إلى أن جزءًا من الصلاة سيكون في وقت النهي. ثم إن ضبط وقت الزوال يوم الجُمعة فيه عُسر ومشقة خاصة في الأزمان السابقة قبل فشو الساعات؛ لأن الناس يكونون في المساجد تحت السقوف، ولا يشعرون بالزوال، ومطالبة المصلي بالخروج، وتخطي رقاب الناس؛ للنظر في زوال الشمس فيه مشقة لا تأتي الشريعة بمثله.

اجمالی معنیٰ :

مفہوم حدیث : حدیث میں سورج ڈھلنے سے پہلے نفل نماز پڑھنے کی ممانعت ہے، یعنی ظہر کی اذان سے کچھ منٹ پہلے۔ تاہم جمعے کا دن اس ممانعت سے مستثنی ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے اور نبی ﷺ کے صحابہ کے عمل کے ہوتے ہوئے اس کی ضرورت بھی نہیں رہتی۔ صحابۂ کرام جمعے کے دن بغیر کسی روک ٹوک کے نصف النہار کے وقت نماز پڑھتے؛ کیوں کہ نبی ﷺ نے جمعے کے لیے جلدی آنے کی ترغیب دی ہے اور جب تک امام نہ نکلے تب تک نماز پڑھنے پر ابھارا ہے اور عموما امام سورج ڈھلنے کے بعد ہی آتا ہے۔ اس کی وجہ سے نماز کا ایک حصہ ممنوع وقت میں آ جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جمعے کے دن زوال کے وقت کا پتہ لگانا مشکل اور مشقت کا باعث ہے؛ کیوں کہ اس دن لوگ چھتوں کے نیچے مساجد میں ہوتے ہیں۔ انھیں زوال کے وقت کا احساس نہیں ہوپاتا۔ ایسی صورت میں نمازی سے یہ چاہنا کہ وہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے باہر نکل کر سورج ڈھلنے کو دیکھے، مشقت کا باعث ہے، شریعت اس طرح کے کاموں کا حکم نہیں دیتی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أوقات النهي عن الصلاة

راوي الحديث: رواه الشافعي.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- حتَّى تزول : حتَّى تميلَ عن وسط السماء نحو المغرب.

فوائد الحديث:

١. جواز التَّنَفل بالصلاة يوم الجمعة قبل زوال الشمس.
٢. أن يوم الجُمعة له مَزيَّة عن سائر الأيام.

المصادر والمراجع:

مسند الإمام الشافعي، أبو عبد الله محمد بن إدريس الشافعي، رتبه: سنجر بن عبد الله الجاولي، أبو سعيد، حقق نصوصه وخرج أحاديثه وعلق عليه: ماهر ياسين فحل، الناشر: شركة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٥ هـ ٢٠٠٤ م. مشكاة المصابيح، محمد ناصر الدين الألباني، نشر: المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٩٨٥م. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ، ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (10605)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن المنابذة -وهي طرح الرجل ثوبه بالبيع إلى الرجل قبل أن يقلبه، أو ينظر إليه-، ونهى عن الملامسة -والملامسة: لمس الرجل الثوب ولا ينظر إليه

رسول اللہ ﷺ نے منابذہ کی بیع سے منع فرمایا تھا۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ ایک آدمی بیچنے کے لیے اپنا کپڑا دوسرے شخص کی طرف (جو خریدار ہوتا) پھینکتا اور اس سے پہلے کہ وہ اسے الٹے پلٹے یا اس کی طرف دیکھے اسی طرح نبی کریم ﷺ نے بیع ملامسۃ سے بھی منع فرمایا۔ اس کا یہ طریقہ تھا کہ (خریدنے والا) کپڑے کو بغیر دیکھے صرف اسے چھودیتا۔

٥٩٦. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- مرفوعاً: «أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن الْمُنَابَذَةِ- وهي طرح الرجل ثوبه بالبيع إلى الرجل قبل أن يقلبه، أو ينظر إليه-، ونهى عن الْمُلَامَسَةِ -والملامسة: لمس الرجل الثوب ولا ينظر إليه-».

٥٩٦. حدیث :

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منابذہ کی بیع سے منع فرمایا تھا۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ ایک آدمی بیچنے کے لیے اپنا کپڑا دوسرے شخص کی طرف (جو خریدار ہوتا) پھینکتا اور اس سے پہلے کہ وہ اسے الٹے پلٹے یا اس کی طرف دیکھے (صرف پھینک دینے کی وجہ سے وہ بیع لازم سمجھی جاتی تھی) اسی طرح نبی کریم ﷺ نے بیع ملامسۃ سے بھی منع فرمایا۔ اس کا یہ طریقہ تھا کہ (خریدنے والا) کپڑے کو بغیر دیکھے صرف اسے چھودیتا (اور اسی سے بیع لازم ہوجاتی تھی)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- عن بيع الغَرَر، لما يحصل فيه من مضرة لأحد المتعاقدين، بأن يغبن في بيعه أو شرائه. وذلك كأن يكون المبيع مجهولا للبائع، أو للمشتري، أو لهما جميعاً. ومنه بيع المنابذة، بحيث يطرح البائع الثوب -مثلاً- على المشتري يعقدان البيع قبل النظر إليه أو تقليبه. و مثله بيع الملامسة، كأن يجعلا العقد على لمس الثوب، مثلا، قبل النظر إليه أو تقليبه. وهذان العقدان يفضيان إلى الجهل والغرر في المعقود عليه. فأحد العاقدين تحت الخطر إما غانما أو غارماً، فيدخلان في (باب الميسر) المنهي عنه.

اجمالی معنیٰ :

نبی ﷺ نے بیع غرر (دھوکے کی بیع) سے منع فرمایا کیونکہ اس سے دونوں فریقین عقد میں سے کسی ایک کو نقصان ہوتا ہے بایں طور کہ خرید و فروخت میں اسے دھوکا ہو جاتا ہے۔ جیسے اگر سامان تجارت فروخت کنندہ یا خریدار یا دونوں کے لئے مجہول ہو۔ اس کی ایک صورت بیع منابذہ بھی ہے بایں طور کہ فروخت کنندہ مثلا کپڑے کو خریدار کی طرف پھینک دے یعنی اسے دیکھ لینے یا الٹ پلٹ کر جانچ لینے سے پہلے ہی وہ اس کی بیع پکی کر لیں۔ اس کی ایک مثال بیعِ ملامسہ بھی ہے جس کی صورت یہ ہے کہ خریدار و فروخت کنندہ کے مابین کپڑے کو دیکھ لینے یا الٹ پلٹ کر جانچ لینے سے پہلے محض اسے چھو لینے سے عقد بیع ہو جائے۔ یہ دونوں عقد، معقود علیہ کے سلسلے میں جہالت اور دھوکہ دہی کا سبب بنتے ہیں۔ چنانچہ دونوں فریقین میں سے ایک خطرے میں ہوتا ہے، یا تو وہ فائدے میں رہتا ہے یا پھر نقصان اٹھاتا ہے اور اپنے اس عمل کی وجہ سے بائع اور مشتری جوے بازی کے حدود میں داخل ہو جاتے ہیں جو کہ ممنوع ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > البيوع > البيوع المحرمة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- المنابذة : النبذ بمعنى: الطرح، فيقول: أي ثوب أنبذه فهو عليك بكذا، فسيختار البائع أدنى ثوب، والمشتري يكون مغبونا .أو يقول: انبذ حصاة أو عودا أو ما أشبه ذلك ، فعلى أي ثوب يقع فهو لك بكذا.إذا للمنابذة صورتان: الأولى: نبذ المبيع نفسه.الثانية: أن ينبذ شيئا على المبيع.
- الملامسة : أن يلمس بيده ولا ينشره ولا يقلبه، وإذا مسه وجب البيع.

فوائد الحديث:

١. النهي عن بيع الملامسة والمنابذة.

٢. البيع الغائب يصح بيعه إذا كان الوصف يحيط به وإذا وصف وصفاً تنتفي معه جهالته.

٣. أن هذين البيعين غير صحيحين، لأن النهي يقتضي الفساد.

٤. استدل بذلك على عدم صحة شراء المجهول.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه - خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام- فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي - الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢ م.

الرقم الموحد: (5850)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن بيع الثمار حتى تزهي. قيل: وما تزهي؟ قال: حتى تحمر. قال: أرأيت إن منع الله الثمرة، بم يستحل أحدكم مال أخيه؟

رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کو "زہو" سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ دریافت کیا گیا کہ زہو کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: پھلوں کا (پک کر) سرخ ہونا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم بتاؤ کہ اگر اللہ (کسی وجہ سے) پھل نہ لگائے تو تمہارے لیے اپنے بھائی کا مال کیسے حلال ہو جائے گا؟

٥٩٧. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- مرفوعاً: «أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن بيع الثمار حتى تُزْهِي. قيل: وما تُزْهِي؟ قال: حتى تَحْمَرَّ. قال: أرأيت إن مَنَعَ اللهُ الثمرة، بِمَ يستحِلُّ أحدُكُم مال أخيه؟».

٥٩٧. حدیث:

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کو "زہو" سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ دریافت کیا گیا کہ زہو کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: پھلوں کا (پک کر) سرخ ہو جانا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم بتاؤ اگر اللہ (کسی وجہ سے) پھل نہ لگائے تو تمہارے لیے اپنے بھائی کا مال (بلا عوض لینا) کیسے حلال ہو جائے گا؟

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كانت الثمار مُعَرضة لكثير من الآفات قبل بُدُو صلاحها، وليس في بيعها مصلحة للمشتري في ذلك الوقت. فنهى النبي -صلى الله عليه وسلم- البائع والمشتري عن بيعها حتى تزهي، وذلك بُدُو الصلاح، الذي دليله في تمر النخل الاحمرار أو الاصفرار. ثم علل الشارع المنع من تبايعها، بأنه لو أتت عليها آفة، أو على بعضها، فبماذا يحل لك -أيها البائع- مال أخيك المشترى، كيف تأخذه بلا عوض ينتفع به؟

اجمالی معنیٰ:

پکنا شروع ہونے سے پہلے پھلوں پر بہت سی بیماریوں کے آنے کا اندیشہ ہوا کرتا تھا اور اس وقت ان کے بیچنے میں خریدار کا فائدہ نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے فروخت کنندہ اور خریدار کو پھلوں کے 'زہو' سے پہلے ان کی بیع سے منع فرمایا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ پھلوں کی پختگی ظاہر ہو جائے۔ کھجور کے معاملے میں اس کی نشانی اس کا سرخ یا زرد ہو جانا ہے۔ نبی ﷺ نے اس قسم کی خرید و فروخت کی ممانعت کی علت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ان پھلوں پر کوئی آفت آ جائے یا ان کا کچھ حصہ بیماری کی زد میں آ جائے تو پھر تم یعنی فروخت کنندہ کے لیے یہ کیسے روا ہو گا کہ وہ اپنے خریدار بھائی کا مال لے لے؟۔ تم کسی ایسے بدل کے بغیر کیسے اس کا مال لے سکتے ہو جس سے اس کو کوئی فائدہ ہوا ہی نہیں؟۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > البيوع > البيوع المحرمة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- تزهي : تُزهي تحمر كما في متن الحديث.وقد أحال على اللون؛ لأن اللون دليل على الصلاح، لو قلنا إن الزهو هو الطعم لاحتاج الإنسان أن يأكل قبل أن يبيع لينظر هل حصل فيها طعم أم لا؟ لكن اللون كاف.
- إن منع الله الثمرة : بالتلف والزوال.
- بم يستحل أحدكم مال أخيه : كيف يأكله بغير عوض.

فوائد الحديث:

١. النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها.

٢. وضع الجوائح في الثمر الذي يشترى بعد بدو صلاحه ثم تصيبه جائحة، ومعنى وضع الجوائح رد البيع إذا نزلت مصيبة قدرية بالزرع أو الشجر فأتلفته.

٣. فيه تحريم أكل أموال الناس بغير حق، ولو بما فيه صورة رضا من الطرفين.

٤. تفسير بدو الصلاح المشترط لبيع الثمار بالإزهاء.

٥. الاكتفاء بمسمى الإزهاء وابتدائه من غير اشتراط تكامله لأنه جعل مسمى الإزهاء غاية للنهي وبأوله يحصل المسمى.

٦. أن زهو بعض الثمرة كاف في جواز البيع من حيث إنه ينطبق عليها أنها أزهت بإزهاء بعضها مع حصول المعنى وهو الأمن من العاهة غالبا، أما بعض النخيل الذي يبقى أخضر لكنه يُتْمِر فهذا يكتفى فيه بطيب الطعم ، ولا حاجة إلى اللون.

٧. أنه إذا باعها قبل الإزهاء فأصابتها عاهة فهي من مال البائع.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري ، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢ه. -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦ه. -خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام- فيصل بن عبد العزيز بن فيصل ابن حمد المبارك الحريملي النجدي - الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢ م -فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧-

الرقم الموحد: (5851)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن بيع الثمرة حتى يبدو صلاحها، نهى البائع و المبتاع

رسول اللہ ﷺ نے پختہ ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنے سے منع کیا تھا۔ آپ ﷺ نے بیچنے اور خریدنے والے دونوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

٥٩٨. الحديث:

عن عبد الله بن عمر- رضي الله عنهما- مرفوعاً: «أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن بيع الثمرة حتى يبدو صلاحها، نهى البائع و المُبْتَاعَ».

٥٩٨. حدیث :

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پختہ ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنے سے منع کیا تھا۔ آپ ﷺ نے بیچنے اور خریدنے والے دونوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

نهى النبي -صلى الله عليه وسلم- عن بيع الثمار حتى يظهر نضجها، ونهى عن ذلك البائع والمشترى.

اجمالی معنی :

نبی اکرم ﷺ نے پختہ ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے بیچنے اور خریدنے والے دونوں کو ایسا کرنے سے منع کیا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > البيوع > البيوع المحرمة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الثمرة : جنى الشجر وثمر النخل، فكل ما يسمى ثمرًا كالتمر والعنب والتين والرمان والخوخ وغيرها مما يسمى ثمارًا.
- يبدو صلاحها : يبدو بمعنى: يظهر صلاح كل شيء بحسبه، فمنها ما يكون صلاحه باللون، ومنها ما يكون بالطعم ، ومنها ما يكون باللمس، ومنه ما يكون بالرائحة، وصلاحه: أن يطيب أكله ، ويكون مهيئا لما ينتفع به فيه.
- البائع والمبتاع : البائع: الباذل للثمر، المبتاع: الآخذ لها.

فوائد الحديث:

١. المنع من بيع الثمار قبل بدو صلاحها وذلك لأنها معرضة للعاهات، فإذا طرأ عليها شيء منها حصل الإجحاف بالمشتري في الثمن الذي بذله ، وفي منع الشرع هذا البيع قطع للنزاع والتخاصم.
٢. النهي عن بيعها قبل بدو الصلاح يقضي بطلان البيع،لأن النهي يقتضي الفساد.
٣. حكمة الشرع في المعاملات بين الناس والحفاظ على أموالهم،لأن بيع الثمر قبل بدو الصلاح يؤدي إلى أحد أمرين:إما إلى ضياع المال،وإما إلى النزاع والخصومة،وهذا لا شك أنه من حفظ المال من وجه،ومن حفظ المودة بين المسلمين،ومن الإبقاء عليها.
٤. جواز بيعها بعد بُدُو صلاحها، وكذلك لو باعها قبل بدو صلاحها بشرط القطع في الحال، وهو قول الجمهور.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ -الإلمام بشرح عمدة الأحكام للشيخ إسماعيل الأنصاري-مطبعة السعادة-الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ. -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام-عبد الله البسام-تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ. -فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (5852)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن بيع حبل الحبلة

رسول اللہ ﷺ نے حمل کے حمل کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

٥٩٩. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن بيع حَبَلِ الحَبَلَةِ ،وكان بيعا يتبايعه أهل الجاهلية، وكان الرجل يبتاع الجَزُورَ إلى أن تُنتِجَ الناقة، ثم تُنتِج التي في بطنها. قيل: إنه كان يبيع الشارف -وهي الكبيرة المسنة- بنتاج الجنين الذي في بطن ناقته.

٥٩٩. حديث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمل کے حمل کی بیع سے منع فرمایا۔ اس بیع کا طریقہ جاہلیت میں رائج تھا۔ ایک شخص ایک اونٹ یا اونٹنی خریدتا اور قیمت دینے کی میعاد یہ مقرر کرتا کہ ایک اونٹنی جنے پھر اس کے پیٹ کی اونٹنی بڑی ہو کر جنے"۔ یہ بھی کہا گیا کہ ایک شخص اونچی کوہان والی اونٹنی بیچتا تھا اور وہ بڑی عمر کی ہوتی، اس بچے کے جنم کی شرط پر، جو اس کی اونٹنی کے پیٹ میں ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا بيع من البيوع المحرمة، وأشهر تفاسير هذا البيع تفسيران: ١- أن يكون معناه التعليق، وذلك بأن يبيعه الشيء بثمن مؤجل بمدة تنتهي بولادة الناقة، ثم ولادة الذي في بطنها، ونُهِيَ عنه لما فيه من جهالة أجل الثمن، والأجل له وقع في الثمن في طوله وقصره. ٢- أن يكون معناه بيع المعدوم المجهول، وذلك بأن يبيعه نتاج الحمل الذي في بطن الناقة المسنة، ونُهي عنه لما فيه من الضرر الكبير والغرر، فلا يعلم: هل يكون أنثى، وهل هو واحد أو اثنان، وهل هو حي أو ميت؟ ومجهولة مدة حصوله- وهذه من البيعات المجهولة، التي يكثر ضررها وعذرها، فتفضي إلى المنازعات. بمعنى: صارت المسألة لها أربع صور: الأولى: أن يبيع حمل الناقة. الثانية: أن يبيع حمل حمل الناقة، وهذا يعود على جهالة المعقود عليه. الثالثة: أن يؤجل المبيع، أي يؤجل المدة التي يكون فيها الشيء ملكا للمشتري إلى أن تنتج الناقة أو تنتج التي في بطنها. الرابعة: أن يكون المبيع مؤبدا، لكن الثمن مؤجل بأجل مجهول.

اجمالی معنی:

یہ بیع ان بیوع میں سے ہے، جو حرام ہیں۔ اس کی مشہور دو تفسیریں ہیں: ١-اس کا معنیٰ تعلیق ہے، یعنی کوئی چیز اس طرح ادھار پر بیچنا کہ جانور کے پیٹ میں موجود بچے کی ولادت، پھر اس کے بچے کی ولادت پر اس کی مدت ختم ہو۔ اس سے منع کیا گیا ہے، اس لیے کہ اس میں قیمت مجہول ہے اور جس مدت کے ساتھ قیمت کو معلق کیا گیا ہے، وہ لمبی بھی ہو سکتی ہے اور مختصر بھی۔ ٢-اس کے معنیٰ معدوم اور مجہول چیز کو بیچنے کے ہیں۔ یعنی ایک سالہ جانور کے پیٹ میں موجود حمل سے پیدا ہونے والے بچے کو بیچنا۔ اس سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ اس میں بہت زیادہ ضرر اور غرر (غیر یقینی صورت حال) ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ وہ بچہ مادہ ہی ہوگا، ایک ہوگا یا دو، مردہ ہوگا یا زندہ اور کتنے عرصے میں پیدا ہوگا؟ یہ مجہول بیوع میں سے ہے، جس کا ضرر بہت زیادہ ہوتا ہے اور جھگڑے کا سبب بنتا ہے۔ یعنی مسئلے کی چار صورتیں ہیں: پہلی یہ کہ جانور کے حمل کو بیچنا۔ دوسری یہ کہ جانور کے حمل کے حمل کو بیچنا۔ اس میں بیچی جانے والی چیز مجہول ہے۔ تیسری یہ کہ بیچی جانے والی چیز مؤجل ہو، یعنی جس مدت میں وہ چیز مشتری کی ملکیت ہوگی، وہ جانور کا بچہ ہونے یا اس کے بچے کا بچہ ہونے تک مؤخر ہو۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ بیع غیر معلق (دستیاب) ہو، لیکن قیمت مؤجل ہو جس کی مدت مجہول ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > البيوع > البيوع المحرمة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- حبل الحبلة : حمل الحمل، الحبلة جمع حابل، وأكثر استعمال الحبَل للنساء خاصة، والحمل لهن ولغيرهن، من إناث الحيوان.
- الجاهلية : ما كانت عليه العرب قبل الإسلام من الشرك وعبادة الأوثان، وغيرهما.
- يبتاع : يشتري.
- الجزور : هو البعير ذكراً كان أو أنثى، وجمعه، جزر، وجزائر.
- تنتج الناقة : تلد.
- تنتج التي في بطنها : يريد بيع نتاج النتاج، أي بيع أولاد أولادها، وذلك بأن ينتظر أن تلد الناقة، فإذا ولدت أنثى ينتظر حتى تشب، ثم يرسل عليها الفحل، فتلقح فله ما في بطنها.

فوائد الحديث:

١. النهي عن هذا البيع على كلا التفسيرين، لأنه إن كان على المعنى الأول، فَلِمَا فيه من جهالة الأجل وإن كان على المعنى الثاني، فَلِمَا فيه، من فقدان المبيع، وجهالته.

٢. الرد على من قال: لا يقال لشيء من الحيوانات "حبلت" إلا الآدميات.

٣. إذا وجدت معاملة في الجاهلية ولم ينكرها الشارع فهي جائزة، لأن سكوت الشرع عنها بدون إنكار يدل على إقرارها.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - الإلمام بشرح عمدة الأحكام، للشيخ إسماعيل الأنصاري -مطبعة السعادة- الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ -تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، لعبد الله البسام، تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ -فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين -المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.-

الرقم الموحد: (5854)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، كان إذا قام إلى الصلاة، قال: وجهت وجهي للذي فطر السماوات والأرض حنيفا، وما أنا من المشركين، إن صلاتي، ونسكي، ومحياي، ومماتي لله رب العالمين

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ''وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلاَتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ میں نے اپنے چہرے کو اس ذات کی طرف متوجہ کیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، میں تمام ادیان سے کٹ کر سچے دین کا تابع دار ہوں، میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اللہ کے ساتھ دوسرے کو شریک ٹھہراتے ہیں، میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور مرنا سب اللہ ہی کے لئے ہے، جو سارے جہاں کا رب ہے

٦٠٠. الحديث:

عن علي بن أبي طالب، عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، أنه كان إذا قام إلى الصلاة، قال: «وجَّهت وجْهِي للذي فَطَر السَّماوات والأرض حَنيفا، وما أنا من المشركين، إن صلاتي، ونُسُكي، ومَحْيَاي، ومَمَاتِي لله ربِّ العالمين، لا شريك له، وبذلك أُمِرت وأنا من المسلمين، اللهُمَّ أنت الملك لا إله إلا أنت أنت ربِّي، وأنا عَبدُك، ظَلمت نفسي، واعترفت بِذنبي، فاغفر لِي ذُنوبِي جميعا، إنه لا يَغفر الذُّنوب إلا أنت، واهدِنِي لأحْسَن الأخلاق لا يَهدي لأحْسَنِها إلا أنت، واصرف عَنِّي سيِّئها لا يصرف عني سيِّئها إلا أنت، لبَّيك وسَعديك والخير كلُّه في يَديك، والشَرُّ ليس إليك، أنا بِك وإليك، تَبَارَكت وتَعاليت، أستغفرك وأتوب إليك»، وإذا ركع، قال: «اللهُمَّ لك رَكَعت، وبِك آمَنت، ولك أسْلَمت، خَشع لك سَمعِي، وبَصري، ومُخِّي، وعَظمِي، وعَصَبي»، وإذا رفع، قال: «اللهُمَّ ربَّنا لك الحَمد مِلْءَ السماوات، و مِلْءَ الأرض، ومِلْءَ ما بينهما، ومِلْءَ ما شئت من شيءِ بعد»، وإذا سجد، قال: «اللهُمَّ لك سَجدت، وبك آمَنت، ولك أسْلَمت، سجد وجْهِي للذي خَلَقه، وصَوَّره، وشَقَّ سَمعه وبَصره، تبارك الله أحْسَن الخَالقِين»، ثم يكون من آخر ما يقول بين التَّشهد والتَّسليم: «اللهُم اغفِر لي ما قَدَّمت وما أخَّرت، وما أسْرَرْت وما أعْلَنت، وما أَسْرَفْتُ، وما أنت أعْلَم به مِنِّي، أنت المُقَدِّم وأنت المُؤَخِّر، لا إله إلا أنت».

٦٠٠. حدیث:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ''وجَّهت وجْهي للذي فَطَر السَّماوات والأرض حَنيفا، وما أنا من المشركين، إن صلاتي، ونُسُكي، ومَحْيَاي، ومَمَاتي لله ربّ العالمين، لا شريك له، وبذلك أُمرت وأنا من المسلمين، اللهُمَّ أنت الملك لا إله إلا أنت، أنت ربّي، وأنا عَبدُك، ظَلمت نفسي، واعترفت بذنبي، فاغفر لي ذُنوبي جميعا، إنه لا يَغفر الذُّنوب إلا أنت، واهدِني لأحسن الأخلاق لا يهدي لأحسنها إلا أنت، واصرف عَنّي سيّئها لا يصرف عني سيّئها إلا أنت، لبّيك وسَعديك والخير كلُّه في يديك، والشّر ليس إليك، أنا بك وإليك، تَبَارَكت وتَعاليت، أستغفرك وأتوب إليك''۔ (میں نے اپنے چہرے کو اس ذات کی طرف متوجہ کیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، میں تمام ادیان سے کٹ کر سچے دین کا تابع دار ہوں، میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اللہ کے ساتھ دوسرے کو شریک ٹھہراتے ہیں، میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور مرنا سب اللہ ہی کے لئے ہے، جو سارے جہاں کا رب ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں، اے اللہ! تو ہی بادشاہ ہے، تیرے سوا کوئی اور معبود برحق نہیں، تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا، مجھے اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کا اعتراف ہے، تو میرے تمام گناہوں کی مغفرت فرما، تیرے سوا گناہوں کی مغفرت کرنے والا کوئی نہیں، مجھے حسن اخلاق کی ہدایت فرما، تیرے سوا بہترین اخلاق کی راہ پر چلانے والا کوئی نہیں، برے اخلاق مجھ سے ہٹا دے، تیرے سوا برے اخلاق کو مجھ سے دور کرنے والا کوئی نہیں، میں حاضر ہوں، تیرے حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہوں، تمام بھلائیاں تیرے ہاتھ میں ہیں، تیری طرف برائی کی نسبت نہیں کی جا سکتی، میں تیرے ہی سہارے ہوں، اور تیری ہی طرف میرا رخ ہے، تو بڑی برکت والا اور رفعت و بلندی والا ہے، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں)، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جاتے تو

یہ دعا پڑھتے: ''اللّٰهُمَّ لَکَ رَکَعتُ، وَبِکَ آمَنْتُ، وَلَکَ أَسْلَمْتُ، خَشَعَ لَکَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعِظَامِي وَعَصَبِي''۔ (اے اللہ! میں تیرے سامنے جھکا ہوا ہوں، میں تجھی پر ایمان لایا ہوں اور تیرا تابع دار ہوں، میری سماعت، میری بصارت، میرا دماغ، میری ہڈیاں اور میرے پٹھے تیرے ہی حضور جھکے ہوئے ہیں)، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے: «اللهُمَّ ربَّنا لك الحَمد مِلْءَ السماوات، ومِلْءَ الأرض، ومِلْءَ ما بينهما، ومِلْء ما شئت من شيء بعد»۔ (اے اللہ ہمارے رب! تیرے لئے حمد و ثنا ہے آسمانوں کے برابر اور زمین کے برابر، اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کے برابر، اور اس کے بعد جو کچھ تو چاہے اس کے برابر)۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو کہتے: ''اللّٰهُمَّ لَکَ سَجَدْتُ، وَبِکَ آمَنْتُ، وَلَکَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَکَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ''۔ (اے اللہ! میں نے تیرے لئے سجدہ کیا، تجھ پر ایمان لایا اور تیرا فرماں بردار و تابع دار ہوا، میرے چہرے نے سجدہ کیا اس ذات کا جس نے اسے پیدا کیا اور پھر اس کی صورت بنائی، اس کے کان اور آنکھیں تراشیں، اللہ کی ذات بڑی بابرکت ہے وہ بہترین تخلیق فرمانے والا ہے)۔ پھر تشہد اور سلام کے درمیان میں آخری دعا یہ پڑھتے: ''اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ''۔ (اے اللہ! بخش دے جو خطائیں میں نے پہلے کیں یا بعد میں کیں اور چھپا کر کیں یا علانیہ کیں اور جو بھی زیادتی میں نے کی اور جس کا مجھ سے زیادہ تجھے علم ہے، [اطاعت اور خیر میں] تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے اور تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔)

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف بعض الأدعية المأثورة عن النبي -صلى الله عليه وسلم- في الصلاة ألا وهي قول: «وجهت وجهي للذي فطر السماوات والأرض حنيفا، وما أنا من المشركين، إن صلاتي، ونسكي، ومحياي، ومماتي لله رب العالمين، لا شريك له، وبذلك أمرت وأنا من المسلمين، اللّٰهُمَّ أنت الملك لا إله إلا أنت أنت ربي، وأنا عبدك، ظلمت نفسي، واعترفت بذنبي، فاغفر لي ذنوبي جميعا، إنه لا يغفر الذنوب إلا أنت، واهدني لأحسن الأخلاق لا يهدي لأحسنها إلا أنت، واصرف عني سيئها لا يصرف عني سيئها إلا أنت،

اجمالی معنی:

حدیث شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں (پڑھی جانے والی) بعض ماثور دعاؤں کو بیان کر رہی ہے۔ اور وہ آپ ﷺ کا اپنی نماز کے افتتاح میں یہ کہنا ہے: ''وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيکَ لَهُ، وَبِذَلِکَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِکُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُکَ، ظَلَمْتُ نَفْسِي، وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، لَبَّيْکَ وَسَعْدَيْکَ، وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْکَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْکَ أَنَا بِکَ وَإِلَيْکَ، تَبَارَکْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُکَ وَأَتُوبُ إِلَيْکَ''۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جاتے تو یہ پڑھتے: ''اللّٰهُمَّ لَکَ

لبيك وسعديك والخير كله في يديك، والشر ليس إليك، أنا بك وإليك، تباركت وتعاليت، أستغفرك وأتوب إليك» في استفتاح صلاته، كذلك قول: «اللّٰهُمَّ لك ركعت، وبك آمنت، ولك أسلمت، خشع لك سمعي، وبصري، ومخي، وعظمي، وعصبي» في ركوعه -صلى الله عليه وسلم-، وكذا قول: «اللّٰهُمَّ ربنا لك الحمد ملء السماوات، وملء الأرض، وملء ما بينهما، وملء ما شئت من شيء بعد» حال الرفع من الركوع، وقول: : «اللّٰهُمَّ لك سجدت، وبك آمنت، ولك أسلمت، سجد وجهي للذي خلقه، وصوره، وشق سمعه وبصره، تبارك الله أحسن الخالقين» حال السجود، وأخيراً قول: «اللّٰهُمَّ اغفر لي ما قدمت وما أخرت، وما أسررت وما أعلنت، وما أسرفت، وما أنت أعلم به مني، أنت المقدم وأنت المؤخر، لا إله إلا أنت» بين التشهد والسلام.

رَكَعْتُ، وَبِکَ آمَنْتُ، وَلکَ أَسْلَمْتُ، خَشَعَ لکَ سَمْعي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعِظَامی وَعَصَبی''۔ اورجب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے: ''اللهم رَبَّنَا وَلکَ الْحَمْدُ، مِلْءِ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ، وَمِلْءِ مَا بَيْنَهُمَا، وَمِلْءِ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ''۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو کہتے: ''اللَّهُمَّ لکَ سَجَدْتُ، وَبِکَ آمَنْتُ، وَلکَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِی لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تبَارَکَ اللّٰہُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ''۔ اوراخیر میں تشہد اور سلام کے بیچ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے: ''اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِی مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّی، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ، لاإِلَهَ إِلاأَنْتَ''۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أذكار الصلاة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- وجَّهت وجْهي : أي: توجَّهت بالعبادة وأخلصتها للذي فَطَر السَّموات.
- فَطَر السَّموات : أي: أوجدهما وأبْدَعهما على غير مِثال سابق.
- حَنيفا : مائل من الباطل إلى الدِّين الحق، وهو الإسلام.
- نُسُكِي : النُّسك: العبادة، وكل ما يتقرب به إلى الله.
- مَحْيَاي : أي: حياتي.
- مَمَاتِي : أي : موتي.
- لبَّيك وسَعديك : أي أسعد بأمرك، وأتبعه إسعادًا متكررًا، وأجيبك إجابة بعد إجابة، يا رب.
- أَنَا بكَ وَإليك : أي: التِجَائي وانتهائي إليك، وتوفيقي بِك.
- تَبَاركت : أي: ثَبَت الخير عندك وكَثُر.
- مُخِّي : مخ العظام أو الدِّماغ.
- عَصَبي : العَصَب: ما يَشُدُّ المَفَاصل ويربط بَعْضهَا بِبَعْض.
- أسرفت : الإِسْرَاف مُجَاوزَة الحد في كل فعل أو قول وهو في الإنفاق أشهر.

فوائد الحديث:

١. استحباب الاستفتاح بهذا الذِّكر.
٢. استفتاح الصلاة ورد له عدة ألفاظ، والأفضل أن يأتي كل مرَّة بلفظ منها؛ ليعمل بجميع النصوص الواردة فيه، وإن اقتصر على بعضها جاز.
٣. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان ينوع في أدعية الاستفتاح، فمرة يقول بهذا الدعاء وأخرى بغيره.
٤. أن دُعاء الاستفتاح مَحله بعد تكبيرة الإحرام، وقبل التَّعوذ والقِراءة.

٥. البَراءة من أهل الشِّرك.
٦. أن الصلاة وسائر العبادات يجب أن تكون خالصة لله تعالى؛ لقوله تعالى: {إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ}.
٧. أن مَحيا الإنسان ومماته لله، يعني: هو الذي يتصرف بحياته وكذلك بعد مماته لكمال ربوبيته -تبارك وتعالى.
٨. ظُلم الإنسان لنفسه؛ لقوله (ظَلمت نفسي).
٩. إثبات أن النبي -صلى الله عليه وسلم- يقع منه الذَّنب؛ لقوله: (واعترفت بذنبي).
١٠. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- مُفتقر إلى ربِّه وذلك بطلب دعائه إياه؛ لقوله: (فاغفر لي) ولو كان غنيا عن الله ما احتاج إلى أن يدعوه.
١١. أن كل أحدٍ محتاج إلى حُسن الأخلاق، بل إلى أحسنِها؛ لأنه إذا كان النبي -صلى الله عليه وسلم- محتاجا لذلك، فمن دونه من باب أولى.
١٢. أن هِداية الخَلق بيد الله تعالى؛ لقوله: (لا يهدي لأحسنها إلا أنت).
١٣. أنه لا بأس بالتلبية في غير الإحرام؛ لقوله: (لبَّيك).
١٤. فيه أن النبي -صلى الله عليه وسلم- مُفْتَقِر إلى الله تعالى في الإسعاد؛ لقوله : (وسعديك).
١٥. فيه أن مقاليد الأمور خيرها وشَرِّها بيد الله سبحانه وتعالى.
١٦. أن الشرَّ لا يُنسب إلى الله تعالى وهذا من التَّأدب مع الله تعالى، وإلا فكل أمور الخلق بِيَده سبحانه وتعالى، كما جاء في الحديث : (وتؤمن بالقَدَر خيره وشَرِّه).
١٧. أن الإنسان لا تقوم مصالح دينه ودنياه إلا إذا آمن بهذه القضية العظيمة التي أشار إليها النبي -صلى الله عليه وسلم- بقوله (أنا بك وإليك) ففيه الإشارة إلى الاستعانة بالله تعالى والإخلاص له بقوله: (إنا بِك وإليك).
١٨. البَركة العظيمة فيما يتعلق بأسماء الله تعالى وصفاته؛ لقوله: (تَباركت)
١٩. فيه تنزيه الله تعالى عن كل ما لا يَليق بجلالة؛ لقوله: (تَعاليت).
٢٠. عُلو الله تعالى المكاني وأنه تعالى فوق كل شيء.
٢١. فيه أن الركوع لا يكون إلا لله كما هو الحال في السُّجود ؛ لقوله (لك ركعت).
٢٢. فيه خضوع أعضاء الإنسان لخالقها؛ لقوله: (خَشع لك سمعي).
٢٣. استحباب الدُّعاء بعد التَّشهد وقبل التَّسليم من الصلاة.
٢٤. استحباب الدُّعاء بما جاء في الحديث وغيره مما ورد في السُّنة وإن دعا بغير الوارد في مواضع الدعاء كالسجود فلا بأس به.
٢٥. أن أمور الخَلق بِيد الله يُقدم منهم من شاء ويُؤخر منهم من شاء بمقتضى حكمته وعَدْله.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. فتح الباري شرح صحيح البخاري، تأليف: أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، رقمه وبوب أحاديث: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩هـ. شرح الطيبي على مشكاة المصابيح، تأليف: شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي، تحقيق: د. عبد الحميد هنداوي، الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧م. التنوير شرح الجامع الصغير، تأليف: محمد بن إسماعيل الصنعاني، تحقيق: د/ محمد إسحاق محمد إبراهيم، الناشر: مكتبة دار السلام، الطبعة: الأولى، ١٤٣٢هـ نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار، تأليف: محمد بن علي الشوكاني، تحقيق: عصام الدين الصبابطي، الناشر: دار الحديث، الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: عبيد الله بن محمد المباركفوري، الناشر: إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الطبعة: الثالثة - ١٤٠٤هـ. المعجم الوسيط، تأليف: مجمع اللغة العربية بالقاهرة. (إبراهيم مصطفى / أحمد الزيات / حامد عبد القادر / محمد النجار)، الناشر: دار الدعوة توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة.

الرقم الموحد: (10903)

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- رأى رجلًا معتزلًا، لم يصل في القوم، فقال: يا فلان، ما منعك أن تصلي في القوم؟ فقال: يا رسول الله أصابتني جنابة، ولا ماء، فقال: عليك بالصعيد، فإنه يكفيك

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو الگ بیٹھا ہوا دیکھا جس نے باجماعت نماز نہیں پڑھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں! تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روک دیا؟ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں جنبی ہوگیا تھا اور میں نے پانی نہیں پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (پانی نہ ملنے پر) تم مٹی استعمال کرتے وہ تمہارے لیے کافی تھی۔

٦٠١. الحديث:

عن عمران بن حصين -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- رأى رجلًا مُعتزلًا، لم يُصَلِّ في القوم، فقال: (يا فلان، ما منعك أن تصلي في القوم؟) فقال: يا رسول الله أصابتني جنابةٌ، ولا مَاءَ، فقال: (عليك بالصَّعِيدِ، فإنه يَكْفِيَكَ).

٦٠١. حدیث:

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو الگ بیٹھا ہوا دیکھا جس نے باجماعت نماز نہیں پڑھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں! تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روک دیا؟ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں جنبی ہوگیا تھا اور میں نے پانی نہیں پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (پانی نہ ملنے پر) تم مٹی استعمال کرتے وہ تمہارے لیے کافی تھی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

صلى النبي -صلى الله عليه وسلم- بالصحابة صلاة الصبح، فلما فرغ من صلاته رأى رجلا لم يصل معهم، فكان من كمال لطف النبي -صلى الله عليه وسلم-، وحسن دعوته إلى الله، أنه لم يعنفه على تخلفه عن الجماعة، حتى يعلم السبب في ذلك، فقال: يا فلان، ما منعك أن تصلي مع القوم؟، فشرح عذره -في ظنه- للنبي -صلى الله عليه وسلم- بأنه قد أصابته جنابة ولا ماء عنده، فأخر الصلاة حتى يجد الماء ويتطهر، فقال -صلى الله عليه وسلم- إن الله تعالى قد جعل لك -من لطفه- ما يقوم مقام الماء في التطهر، وهو الصعيد، فعليك به، فإنه يكفيك عن الماء.

اجمالی معنی:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو صبح کی نماز پڑھائی، نماز سے فراغت کے بعد آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے صحابہ کے ساتھ نماز نہیں ادا کی تھی۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کمالِ لطف ومہربانی اور دعوت الی اللہ میں خوش اسلوبی ہی تھی کہ آپ نے اس کے جماعت سے پیچھے رہ جانے پر سختی نہیں برتی یہاں تک کہ تاخیر کی وجہ جان لی۔ آپ نے فرمایا: اے فلاں! کس چیز نے تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے روکا؟ اپنی گمان کے مطابق اس نے اپنا عذر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا کہ اسے جنابت لاحق ہوگئی تھی اور پانی نہیں تھا اس لیے پانی کے ملنے اور طہارت حاصل کرنے تک اس نے نماز کو مؤخر کر دیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے اپنی لطف ومہربانی سے طہارت حاصل کرنے میں پانی کے قائم مقام ایک چیز رکھی ہے اور وہ مٹی ہے۔ تو تم مٹی کو استعمال کرو کیوں کہ یہ تمہارے لیے پانی کے قائم مقام ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > التيمم
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام الإمام والمأموم
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو نُجَيد عمران بن حصين الخزاعي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- مُعْتَزِلًا : منفردا عن القوم، متنحيا عنهم، وهو خلاَّد بن رافع -رضي الله عنه-، وكان ممن شهد بدرا.
- فُلانُ : كلمة يكنى بها عن اسم الذكر من بني آدم، والأنثى فلانة.
- مَا مَنَعَكَ : أي شيء منعك عن الصلاة في القوم؟
- في القوم : مع القوم الذين يصلون جماعة.
- أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ : حدث عليَّ جنابة، والظاهر أنه احتلام لقوله: أصابتني، والجنابة هنا نزول المني.
- و لا ماء : لا ماء معي، أو لا ماء موجود حولي.
- عليك : اقصد.
- الصَّعِيد : وجه الأرض وما علا منها، وقيل: التراب خاصة.
- يَكْفِيَكَ : يغنيك عن الماء، حيث لم تجده.

فوائد الحديث:

١. حُسن الملاطفة والرفق في الإنكار.
٢. ترك الشخص الصلاة بحضرة المصلين بغير عذر معيب.
٣. الاكتفاء في البيان بما يحصل به المقصود من الإفهام؛ لأنه أحاله على الكيفية المعلومة من الآية، ولم يصرح له بها.
٤. التيمم ينوب مناب الغسل في التطهير من الجنابة.
٥. التيمم لا يكون إلا لعادم الماء أو المتضرر باستعماله وقد بسط الرجل عذره وهو عدم الماء، فأقره النبي -صلى الله عليه وسلم- على ذلك.
٦. سؤال من اعتزل الجماعة عن سبب اعتزاله.
٧. لا ينبغي لمن رأى مقصرا في عمل، أن يبادره بالتعنيف أو اللوم، حتى يستوضح عن السبب في ذلك، فلعل له عذرا، وأنت تلوم.
٨. جواز الاجتهاد في مسائل العلم بحضرة النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقد ظن الصحابي أن من أصابته الجنابة لا يصلى حتى يجد الماء، وانصرف ذهنه إلى أن آية التيمم خاصة بالحدث الأصغر.
٩. يسر الشريعة الإسلامية، حيث جاز لمن عدم الماء أن يتيمم ويصلي حتى يجد الماء، ولا يعيد الصلاة.
١٠. عناية النبي -صلى الله عليه وسلم- بأصحابه.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3051)

أن عائشة زوج النبي -صلى الله عليه وسلم- انتقلت حفصةَ بنتَ عبد الرحمن بن أبي بكر الصديق حين دخلت في الدم من الحيضة الثالثة

عائشہ رضی اللہ عنہما نے اپنی (بھتیجی) عبدالرحمن کی بیٹی حفصہ کو جب کہ (وہ تین طہر گزار چکیں) اور تیسرا حیض شروع ہوا تو حکم دیا کہ وہ مکان بدل لیں۔

٦٠٢. الحديث:

عن عروة بن الزبير عن عائشة زوج النبي -صلى الله عليه وسلم- أنها انْتَقَلَتْ حفصةَ بنتَ عبد الرحمن بن أبي بكر الصديق، حين دَخَلَتْ في الدَّمِ من الحيضة الثالثة. قال ابن شهاب: فذُكِر ذلك لِعَمْرَةَ بنت عبد الرحمن. فقالت: صدَق عروة. وقد جادلها في ذلك ناس، وقالوا: إن الله -تبارك وتعالى- يقول في كتابه: {ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ} [البقرة ٢: ٢٢٨]. فقالت عائشة: صدقتم، وتدرون ما الأَقْرَاءُ؟. إنما الأَقْرَاءُ الأَطْهَارُ.

٦٠٢. حدیث:

عروہ بن زبیر نبی ﷺ کی بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی (بھتیجی) عبدالرحمن کی بیٹی حفصہ کو جب کہ (وہ تین طہر گزار چکیں) اور تیسرا حیض شروع ہوا تو حکم دیا کہ وہ مکان بدل لیں۔ ابن شہاب کہتے ہیں عروہ رحمہ اللہ نے جب یہ روایت بیان کی تو عمرہ بنت عبدالرحمن نے (جو سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی دوسری بھتیجی ہیں) عروہ کی تصدیق کی اور فرمایا کہ لوگوں نے (اس سلسلے میں) عائشہ رضی اللہ عنہا پر اعتراض بھی کیا، اور کہا: بے شک اللہ تبارک وتعالی اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "تین قروء" [البقرۃ ۲: ۲۲۸] تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تم نے سچ کہا، لیکن کیا تمہیں اَقراء کا (مطلب) معلوم ہے؟ یقیناً اَقراء سے مراد طہر ہیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الأثر يُخبر عروة بن الزبير أنَّ عائشة -رضي الله عنها- نقلت حفصة -بنت شقيقها عبد الرحمن- من بيت العدَّة لما طلقها زوجها المنذر بن العوّام حين نزل عليها الدم من الحيضة الثالثة، وذلك لتمام عدتها، وقد حصل بين عائشة وبين بعض الصحابة نزاع في معنى القرْء الوارد في الآية، عند قوله -تعالى-: {والمطلقات يتربصن بأنفسهن ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ}. فقالوا: هي الحِيض. فأجابتهم عائشة -رضي الله عنها-: أنكم أصبتم في قراءتكم القرآن، وأخطأتم التفسير؛ لأن معنى القرْء هو الطهر الذي يكون بين الحيضتين، والقرء من الأضداد، يقع على الطهر؛ وإليه ذهب مالك والشافعي، وعلى الحيض؛ وإليه ذهب أبو حنيفة وأحمد.

اجمالی معنی:

اس اثر میں عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سگے بھائی عبد الرحمان کی بیٹی حفصہ کو جنھیں ان کے شوہر منذر بن عوام نے طلاق دے دیا تھا، تیسرا حیض آنے کے بعد عدت کے گھر سے منتقل کر دیا اور ایسا عدت پورا ہونے کی وجہ سے کیا، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''والمطلقات یتربصن بأنفسهن ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ'' یعنی "طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین قروء تک روکے رکھیں" میں وارد لفظ 'قرء' کے معنیٰ کے متعلق بعض صحابہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان نزاع تھا۔ صحابہ نے کہا قرء سے مراد حیض ہے۔ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان لوگوں کا جواب دیا کہ بیشک آپ لوگ قراءتِ قرآن میں تو درست اور صحیح ہیں مگر اس کی تفسیر میں خطا کر رہے ہیں کیوں کہ 'قرء' کا مفہوم وہ طہر (پاکی) ہے جو دو حیض کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > العدة

راوي الحديث: رواه مالك.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- انتقلَتْ حفصة : أي أن عائشة نقلت حفصة من بيت العدَّة.
- حِينَ دَخَلَتْ : شرعت.
- فذُكر : هذا قول ابن شهاب، كذا صرح به في "موطأ محمد بن الحسن."
- صَدَقَ عروةُ : أي فيما روى.
- جادلَها : نازع عائشة.
- صدَقْتُم : أي في قراءتكم القرآن.
- الأقراء : جمع قرء، وهو من الأضداد، يقع على الطهر؛ وإليه ذهب مالك والشافعي، وعلى الحيض؛ وإليه ذهب أبو حنيفة وأحمد.
- الأطْهار : بفتح الهمزة، جمع طهر، وهو ما بين الحيضتين.

فوائد الحديث:

١. أنَّ القرْء في قوله -تعالى-: "ثلاثة قروء" هو الطهر، وهو الزمن الذي بين الحيضتين.

٢. أن القرء في الآية محمول على الطهر فتمضي العدة بمضيِّ ثلاثة أطهار وإن لم تنقض الحيضة الثالثة.

المصادر والمراجع:

-موطأ الإمام مالك, مالك بن أنس بن مالك بن عامر الأصبحي المدني, صححه ورقمه وخرج أحاديثه وعلق عليه: محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان, عام النشر: ١٤٠٦ هـ- ١٩٨٥ م - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨هـ- توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م - تسهيل الالمام، للشيخ صالح الفوزان. طبعة الرسالة. الطبعة الأولى ١٤٢٧ – ٢٠٠٦ م - آداب الزفاف في السنة المطهرة، للشيخ الألباني. الناشر: دار السلام. الطبعة: الطبعة الشرعية الوحيدة ١٤٢٣هـ/٢٠٠٢م - التعليق الممجد على موطأ محمد، لأبي الحسنات اللكنوي. الناشر: دار القلم، دمشق. الطبعة: الرابعة، ١٤٢٦ هـ- ٢٠٠٥ م - شرح الزرقاني على موطأ الإمام مالك. الناشر: مكتبة الثقافة الدينية - القاهرة. الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م.

الرقم الموحد: (58167)

أن عبد الله بن عمر طلق امرأته وهي حائض، فذكر ذلك عمر لرسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فتغيظ منه رسول الله -صلى الله عليه وسلم-

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو جب کہ وہ حائضہ تھیں، طلاق دے دی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو رسول اللہ ﷺ اس سے بہت خفا ہوئے۔

٦٠٣. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-: «أنه طلق امرأته وهي حائض، فذكر ذلك عمر لرسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فَتَغَيَّظَ منه رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، ثم قال: لِيُرَاجِعْهَا، ثم لِيُمْسِكْهَا حتى تَطْهُرَ، ثم تَحِيضُ فَتَطْهُرَ، فإن بدا له أن يطلقها فليطلقها طاهرًا قبل أن يَمَسَّهَا، فتلك العِدَّةُ، كما أمر الله -عز وجل-». وفي لفظ: «حتى تَحِيضَ حَيْضَةً مُسْتَقْبَلَةً، سِوَى حَيْضَتِهَا التي طَلَّقَهَا فيها». وفي لفظ «فحُسِبَتْ من طلاقها، ورَاجَعْهَا عبدُ الله كما أمره رسول الله -صلى الله عليه وسلم-».

٦٠٣. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو آپ اس پر بہت غصہ ہوئے اور فرمایا: "وہ اس سے (یعنی اپنی بیوی سے) رجوع کر لے اور اسے روکے رکھے۔ یہاں تک کہ وہ ماہ واری سے پاک ہو جائے، پھر ماہ واری آئے اور پھر پاک ہو جائے۔ اب اگر وہ طلاق دینا مناسب سمجھے، تو اس کی پاکی (طہر) کے زمانے میں اس کے ساتھ ہم بستری سے پہلے طلاق دے سکتا ہے۔ بس یہی وہ وقت ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے (مردوں کو) طلاق دینے کا حکم دیا ہے"۔ اور ایک روایت میں ہے: "یہاں تک کہ اسے اگلا حیض آ جائے، اس حیض کے علاوہ جس میں اس نے طلاق دیا ہے"۔ اور ایک روایت میں ہے: "پس وہ طلاق شمار کی گئی اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے بموجب ان سے رجوع کر لیا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

طلق عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- امرأته وهي حائض، فذكر ذلك أبوه للنبي -صلى الله عليه وسلم-، فتغيظ غضبا، حيث طلقها طلاقا محرما، لم يوافق السنة. ثم أمره بمراجعتها وإمساكها حتى تطهر من تلك الحيضة ثم تحيض أخرى ثم تطهر منها. وبعد ذلك- إن بدا له طلاقها ولم ير في نفسه رغبة في بقائها- فليطلقها قبل أن يطأها، فتلك العدة، التي أمر الله بالطلاق فيها لمن شاء. واختلف العلماء في وقوع الطلاق على الحائض ومع أن الطلاق في الحيض محرم ليس على السنة، والقول المفتى به ما دلت عليه رواية أبي داود وغيره لهذا الحديث: (فردها علي ولم يرها شيئا) وأما الألفاظ الواردة في هذه الرواية فليست صريحة في الوقوع ولا في أن الذي حسبها هو رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وفي الحديث

اجمالی معنی:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حالتِ حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ ان کے والد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ سخت غصہ ہوئے۔ کیوں کہ انھوں نے حرام طلاق دی تھی، جو سنت کے مطابق نہ تھی۔ آپ نے انھیں رجوع کرنے اور اپنے پاس روکے رکھنے کا حکم دیا، یہاں تک کہ وہ ماہ واری سے پاک ہو جائیں، پھر ماہ واری آئے اور پھر اس سے پاک ہو جائیں۔ اس کے بعد اب اگر وہ طلاق دینا چاہیں اور اپنے پاس باقی نہ رکھنا چاہیں، تو ان کے ساتھ ہم بستری سے پہلے طلاق دے سکتے ہیں۔ بس یہی وہ وقت ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے والے کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔ حالتِ حیض میں طلاق کے وقوع کے متعلق علما کا اختلاف ہے؛ جب کہ حالت حیض میں دی ہوئی طلاق حرام اور غیر مسنون ہے۔ اس مسئلے میں قابل اطمنان قول وہی ہے، جس پر ابوداؤد وغیرہ کی یہ روایت دلالت کرتی ہے: "اس عورت کو مجھ پر لوٹا دیا اور اسے شمار نہیں کیا"۔ جب کہ اس روایت میں وارد الفاظ نہ تو طلاق واقع ہونے کے بارے میں صریح ہیں اور نہ ہی اس بارے میں کہ اس کے شمار کرنے والے رسول اللہ ﷺ ہیں۔ جب کہ

المحكم المشهور: (من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد) متفق عليه.	ایک مشہور اور محکم حدیث میں ہے : "جس نے کوئی ایسا کام کیا، جس کے بارے میں ہمارا حکم موجود نہیں ہے، تو وہ مردود ہے‘‘۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > الطلاق > الطلاق السني والطلاق البدعي

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- فتغيظ منه : اشتد غضبه لكون الطلاق في الحيض حراما.
- ليراجعها : ليرجعها إلى ما كانت عليه قبل هذا الطلاق المحرم.
- ثم يمسكها : يستمر بها في عصمته.
- حتى تطهر : من حيضتها.
- فتطهر : تغتسل من الحيضة.
- قبل أن يمسها : أن يجامعها.
- كما أمر الله : أذن الله في قوله :"فطلقوهن لعدتهن."
- فحسبت من طلاقها : يحتمل أنه -صلى الله عليه وسلم- هو الذي حسبها من طلاقها، ويحتمل أنه ابن عمر.

فوائد الحديث:

١. تحريم الطلاق في الحيض، وأنه من الطلاق البِدعِي الذي ليس على أمر الشارع.

٢. الأمر بإرجاعها إذا طلقها في الحيض، وإمساكها حتى تطهر ثم تحيض فتطهر

٣. قوله [قبل أن يمسها] دليل على أنه لا يجوز الطلاق في طُهْرٍ جامعَ فيه.

٤. الحكمة في إمساكها حتى تطهر من الحيضة الثانية، هو أن الزوج ربما واقعها في ذلك الطهر، فيحصل دوام العشرة.وقال ابن عبد البر: الرجعة لا تكاد تعلم صحتها إلا بالوطء لأنه المقصود في النكاح.وأما الحكمة في المنع من طلاق الحائض، فخشية طول العدة.وأما الحكمة في المنع من الطلاق في الطهر المجامع فيه فخشية أن تكون حاملا، فيندم الزوجان أو أحدهما.ولو علما بالحمل لأحسنا العشرة، وحصل الاجتماع بعد الفرقة والنفرة.وكل هذا راجع إلى قوله تعالى { فَطَلقوهُن لعدتهن} ولله في شرعه حكم وأسرار، ظاهرة وخفية.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط٢، دار السعادة. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (5827)

أن عمر بن الخطاب اسْتَشَارَ النَّاسَ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ

عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے عورت کے املاص (اسقاط حمل) کے بارے میں لوگوں سے مشورہ لیا (کہ اس کی دیت کیا ہوگی؟)۔

٦٠٤. الحديث:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ -رضي الله عنه- أَنَّهُ اسْتَشَارَ النَّاسَ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ، فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: «شَهِدْتُ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- قَضَى فِيهِ بِغُرَّةٍ- عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ- فَقَالَ: ائتني بِمَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ، فَشَهِدَ مَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ».

٦٠٤. حدیث:

عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے عورت کے املاص (اسقاط حمل) کے بارے میں لوگوں سے مشورہ لیا (کہ اس کی دیت کیا ہو گی؟)۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اس میں ایک غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ فرمایا۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے پاس کوئی ایسا شخص لاؤ جو تمہارے ساتھ اس کی گواہی دے۔ چنانچہ ان کے ساتھ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے گواہی دی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

وضعَت امرأة ولدها ميتاً قبلَ أوان الولادة على إثر جنايةٍ عليها. وكان من عادَة الخليفة العادل عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- أن يستَشير أصحابه وعلماءَهم في أموره وقضاياه فحين أسقطت هذه المرأة جنيناً ميتاً غيرَ تامٍّ، أشكل عليه الحكم في ديته، فاستشار الصحابة -رضي الله عنهم- في ذلك. فأخبرَه المغيرةُ بن شعبة أنه شهِد النبي -صلى الله عليه وسلم- قضَى بدية الجنين "بغرَّة" عبد أو أمة. فأراد عمر التَّثبُّتَ من هذا الحكم، الذي سيكون تشريعاً عاماً إلى يوم القيامة. فأكَّد على المغيرة أن يأتي بمن يشهد على صدق قوله وصحة نقله، فشهد محمد بن مسلمة الأنصاري على صدق ما قال، -رضي الله عنهم أجمعين-.

اجمالی معنی:

ایک عورت نے اپنے اوپر ہونے والی زیادتی کے نتیجے میں اپنے بچے کو مردہ حالت میں قبل از وقت جن دیا۔ خلیفۂ عادل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ وہ اپنے معاملات اور قضایا میں اپنے اصحاب اور ان میں سے اہلِ علم لوگوں سے مشورہ لیتے تھے۔ جب اس عورت نے ایک مردہ اور ناتمام بچے کو جن دیا تو اس کی دیت کے حکم کے بارے میں انہیں اشکال ہوا۔ لهٰذا انہوں نے اس مسئلے کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے جنین کی دیت کے بارے میں ایک غلام یا باندی کا فیصلہ فرمایا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس حکم کی توثیق وتصدیق کرنا چاہا جو قیامت تک کے لیے ایک عام قانون بننے والا تھا۔ لهٰذا انہوں نے مغیرہ رضی اللہ عنہ پر زور دیا کہ وہ کوئی ایسا شخص پیش کریں جو ان کے قول کی سچائی اور ان کی نقل کردہ بات کی صحت کی گواہی دے۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ انصاری نے ان کی بات کی سچائی کی گواہی دی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الجنايات > الديات

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- إمْلاصُ المرأةِ : أَمْلَصَتِ المرأةُ ولدها: أي أزْلَقَتْه واسقطته، وهو أن تضَعَه قبل أوانه.
- غُرَّةٍ : بياضٌ في الوجه، واستُعمل -هنا- في العبدِ والأمةِ ولو كانا أسودين، لكَرَم الآدميِّ على الله -تعالى-.

فوائد الحديث:

١. دية الجنين إذا سقط ميتاً، بسبب الجناية، عبدٌ أو أمة، أما إذا سقط حياً ثم مات بسببها، ففيه ديةٌ كاملة.
٢. استشارة أهل العلم والعقل فى مهام الأمور ومستَجدها، لطلب الحق والصواب.
٣. التثبت في المسائل، وطلب صحة الأخبار فيها.
٤. دليلٌ على أن العلم الخاص قد يخفى على الأكابر ويعلمه من هو دونهم.
٥. في الحديث دليل على أنه لا اجتهاد مع النص.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)،١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (2937)

أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه، قرأ يوم الجمعة على المنبر بسورة النحل حتى إذا جاء السجدة نزل، فسجد وسجد الناس

٦٠٥. الحديث:

عن رَبيعة بن عبد الله بن الهُدَيْر التَّيْمِيِّ: أن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-، قرأ يوم الجمعة على المِنْبَر بسورة النَّحل حتى إذا جاء السَّجدة نَزل، فسجد وسجد الناس حتى إذا كانت الجمعة القَابِلة قَرأ بها، حتى إذا جاء السَّجدة، قال: «يا أيُّها الناس إنا نَمُرُّ بالسُّجود، فمن سجد، فقد أصاب ومن لم يسجد، فلا إثم عليه ولم يَسجد عمر -رضي الله عنه-» وفي رواية: «إن الله لم يَفرض السُّجود إلا أن نشاء».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: "أن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-، قرأ يوم الجمعة على المِنْبَر بسورة النَّحل حتى إذا جاء السَّجدة " عند قوله تعالى: {وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ * يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ} [النحل: ٤٩، ٥٠] "نَزل، فسجد وسجد الناس" نزل من على المِنْبَر وسجد على الأرض وسجد الناس معه. "حتى إذا كانت الجمعة القَابِلة قَرأ بها" أي: بسورة النَّحل، "حتى إذا جاء السَّجدة" أي: حتى إذا قرأ الآية التي فيها سجدة، وتأهب الناس للسجود لم يُسجد -رضي الله عنه-، ومنعهم من السُّجود كما في رواية الموطأ : "فتهَيَّأ الناس للسجود فقال على رِسْلِكم إن الله لم يكتبها علينا إلا أن نَشاء فلم يسجد ومنعهم أن يسجدوا" ثم قال -رضي الله عنه- : "يا أيُّها الناس إنا نَمُرُّ بالسُّجود، فمن سَجد، فقد أصاب ومن لم يسجد، فلا إثم عليه" يعني: نَمُرُّ بالآيات التي فيها سَجدة، فمن سَجد فيها فقد أصاب السُّنة ومن لم يسجد فلا إثم عليه. "ولم يسجد عمر -رضي الله عنه-" لبيان أن سجود التِّلاوة ليس

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن منبر پر سورۃ النحل پڑھی جب سجدہ کی آیت آئی تو منبر پر سے اترے اور سجدہ کیا تو لوگوں نے بھی سجدہ کیا

٦٠٥. حدیث:

ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیر تیمی بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن منبر پر سورۃ النحل پڑھی، جب سجدہ کی آیت آئی تو منبر پر سے اترے اور سجدہ کیا تو لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ دوسرے جمعہ کو پھر یہی سورت پڑھی جب سجدہ کی آیت آئی تو کہنے لگے : ''اے لوگو! یقیناً ہم آیاتِ سجود سے گزرتے ہیں تو جس نے سجدہٗ تلاوت کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے سجدہ نہ کیا تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں '' اور عمر رضی اللہ عنہ نے سجدہ نہیں کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ : '' اللہ تعالیٰ نے سجدۂ تلاوت فرض نہیں کیا، البتہ اگر قاری چاہے (تو کرلے)۔ ''

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن منبر پر سورۃ النحل پڑھی۔ جب سجدہ کی اس آیت : {وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۔يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ} [النحل : ٤٩، ٥٠] (ترجمہ : ''یقیناً آسمان وزمین کے کل جاندار اور تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اور ذرا بھی تکبر نہیں کرتے اور اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے کپکپاتے رہتے ہیں اور جو حکم مل جائے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔'') پر پہنچے تو ''اترے اور سجدہ کیا، اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا'' یعنی منبر پر سے اترے اور زمین پر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ زمین پر سجدہ کیا۔ '' پھر جب دوسرا جمعہ آیا تو اس کی تلاوت کی'' یعنی سورۃ النحل کی تلاوت کی، اور جب سجدہ پر پہنچے، یعنی جب سجدہ کی آیت پڑھی اور لوگ سجدے کے لئے تیار ہو گئے، عمر رضی اللہ عنہ نے سجدہ نہیں کیا اور انہیں سجدہ کرنے سے روک دیا جیسا کہ مؤطا کی روایت میں ہے کہ : ''لوگ سجدے کے لئے تیار ہو گئے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم اپنی اپنی حالت پر برقرار رہو، اللہ تعالیٰ نے اسے ہم پر فرض نہیں کیا ہے مگر یہ کہ ہم (از خود سجدہ کرنا) چاہیں اور انہوں نے سجدہ نہیں کیا اور لوگوں کو بھی سجدہ کرنے سے روک دیا'' پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا : ''اے لوگو! جب ہمارا گزر سجدہ کی آیت پر سے ہو تو پھر جس نے سجدہ کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے سجدہ نہ کیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ '' یعنی ہم سجدہ کی آیات کو پڑھتے ہیں تو جو کوئی سجدہ کرے اس نے سنت کو پا لیا اور جو سجدہ نہ کرے تو

واجبا. وفي رواية: «إن الله لم يَفرض السُّجود إلا أن نشاء» أي: لم يوجبه علينا إلا إن شِئنا السُّجود سجدنا وإن لم نشأ لم نَسجد. وفي رواية: "يا أيُّها الناس، إنا لم نُؤمر بالسُّجود" فالحاصل: أن هذا الأثر من أمير المؤمنين قاله في خطبة الجمعة، أمام الصحابة كلهم، فلم يُنكر عليه أحد منهم؛ فدلَّ على عدم المعارضة، فحينئذٍ يكون قول الصحابي حجة، لاسيما الخليفة الرَّاشد، الذي هو أولى باتباع السُّنة، وبحضور جميع الصحابة، فيكون إجماعًا.

اس پر کوئی گناہ نہیں۔ ''اور عمر رضی اللہ عنہ نے سجدہ نہیں کیا'' اس چیز کو بیان کرنے کے لئے کہ سجدہ تلاوت واجب نہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے سجدہ فرض نہیں کیا مگر جب ہم چاہیں'' یعنی اس کو ہمارے اوپر واجب نہیں کیا مگر یہ کہ ہم سجدہ کرنا چاہیں تو کریں اور اگر ہم نہ کرنا چاہیں تو سجدہ نہ کریں۔ اور ایک روایت میں ہے: ''اے لوگو! ہمیں سجدہ کا حکم نہیں دیا گیا ہے'' تو خلاصہ یہ ہے کہ یہ اثر امیر المؤمنین سے منقول ہے جسے انہوں نے دورانِ خطبہ تمام صحابہ کی موجودگی میں کہا تھا اور ان میں سے کسی نے ان پر اعتراض نہیں کیا۔ چناں چہ یہ عدم مخالفت پر دلالت کرتا ہے اور ایسی صورت میں صحابی کا قول حجت ہوگا، بالخصوص جب وہ صحابی خلیفہ راشد ہوں جو کہ سنت کی اتباع کے سب سے زیادہ حق دار ہیں، اور چوں کہ یہ صحابہ کی موجودگی میں ہوا اس لیے یہ اجماع قرار پائے گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سجود السهو والتلاوة والشكر
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة الجمعة > أحكام خطبة الجمعة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-

فوائد الحديث:

١. استحباب سجود التلاوة، ثم إنه -رضي الله عنه- قاله بمحضر من الصحابة ولم ينكره عليه أحد، فكان إجماعًا سكوتيًا.
٢. فيه جواز قراءة سورة فيها سجدة في خطبة الجمعة.
٣. فيه أن الفَصل اليَسير في خطبة الجمعة لا يؤثر على صحتها.
٤. فيه أن سجود التلاوة لا يؤثر على صحة خطبة الجمعة.
٥. جواز قراءة سورة النَّحل في خطبة الجمعة.
٦. النُّزول من على المِنْبَر لأداء سجدة التِّلاوة، لكن هذا يُقيد بما إذا كان لا يمكنه السُّجود عليه؛ لضيق المكان، فينزل ويسجد وإن أمكنه سجد عليه.
٧. أن المُستمع تَبَع للقارئ، فإن سَجد، سجد المُستمع معه وإلا فلا.
٨. فيه أن السُّنة يُثاب فاعلها ولا يُعاقب تاركها.
٩. فيه أن خليفة المسلمين هو من يتولى خُطبة الجمعة.
١٠. فيه فقه عمر -رضي الله عنه- وحرصه على بيان ونشر السُّنة.
١١. فيه فضل سورة النَّحل؛ لأن عمر -رضي الله عنه- كرر قراءتها في جمعتين.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، تأليف: أحمد بن محمد بن أبى بكر القسطلاني، الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر، الطبعة: السابعة، ١٣٢٣هـ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ - ٢٠٠٦ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة.

الرقم الموحد: (11242)

أن عويمرًا العجلاني جاء إلى عاصم بن عدي الأنصاري، فقال له: يا عاصم، أرأيت رجلا وجد مع امرأته رجلًا، أيقتله فتقتلونه، أم كيف يفعل؟ سل لي يا عاصم عن ذلك رسول الله -صلى الله عليه وسلم-

عویمر عجلانی، عاصم بن عدی انصاری سے آکر کہنے لگے: اے عاصم! ذرا بتاؤ، اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس کسی (اجنبی) شخص کو پالے تو کیا وہ اسے قتل کر دے، پھر اس کے بدلے میں تم اسے بھی قتل کر دوگے، یا وہ کیا کرے؟ میرے لیے رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھو۔

٦٠٦. الحديث:

عن ابن شهاب، أن سهل بن سعد الساعدي أخبره: أن عُوَيْمِراً العجلاني جاء إلى عاصم بن عدي الأنصاري، فقال له: يا عاصم، أرأيت رجلا وجد مع امرأته رجلا، أيقتله فتقتلونه، أم كيف يفعل؟ سل لي يا عاصم عن ذلك رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فسأل عاصم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن ذلك، فكره رسول الله -صلى الله عليه وسلم- المسائل وعابها، حتى كبر على عاصم ما سمع من رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فلما رجع عاصم إلى أهله جاءه عويمر، فقال: يا عاصم، ماذا قال لك رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ فقال عاصم لعويمر: لم تأتني بخير، قد كره رسول الله -صلى الله عليه وسلم- المسألة التي سألته عنها، فقال عويمر: والله لا أنتهي حتى أسأله عنها، فأقبل عويمر حتى جاء رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وسط الناس، فقال: يا رسول الله، أرأيت رجلا وجد مع امرأته رجلًا، أيقتله فتقتلونه، أم كيف يفعل؟ فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «قد أُنزِل فيك وفي صاحبتك، فاذهب فَأْتِ بها» قال سهل: فَتَلاعَنَا وأنا مع الناس عند رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فلما فَرَغَا مِن تَلاعُنِهما، قال عويمر: كذبت عليها يا رسول الله إنْ أَمْسَكْتُها، فطلقها ثلاثا، قبل أن يأمره رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، قال ابن شهاب: فكانت سُنَّة المُتلاعِنَيْن.

٦٠٦. حدیث:

ابن شہاب سے مروی ہے کہ سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عویمر عجلانی، عاصم بن عدی انصاری سے آکر کہنے لگے: اے عاصم! ذرا بتاؤ- اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس کسی (اجنبی) شخص کو پائے تو کیا وہ اسے قتل کر دے پھر اس کے بدلے میں تم اسے بھی قتل کر دو گے، یا وہ کیا کرے؟ میرے لیے رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھو، چنانچہ عاصم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے (بغیر ضرورت) اس طرح کے سوالات کو ناپسند فرمایا اور اس کی اس قدر برائی کی کہ عاصم پر رسول اللہ ﷺ کی بات گراں گزری، جب عاصم گھر لوٹے تو عویمر رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس آکر پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم سے کیا فرمایا؟ تو عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے تم سے کوئی بھلائی نہیں ملی جس مسئلہ کے بارے میں، میں نے سوال کیا اسے رسول ﷺ نے ناپسند فرمایا۔ عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم میں نبی ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھ کر رہوں گا، وہ سیدھے آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے، اس وقت آپ ﷺ لوگوں کے بیچ تشریف فرما تھے، عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! بتائیے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ (اجنبی) آدمی کو پائے تو کیا وہ اسے قتل کر دے، پھر آپ لوگ اس کے بدلے میں اسے قتل کر دیں گے، یا وہ کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہارے اور تمہاری بیوی کے متعلق قرآن نازل ہوا ہے لہٰذا اسے لے کر آؤ"۔ سہل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان دونوں نے لعان کیا، اس وقت میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا، جب وہ (لعان سے) فارغ ہو گئے تو عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اسے اپنے پاس رکھوں تو (گویا) میں نے جھوٹ کہا ہے، چنانچہ عویمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے پہلے ہی اسے تین طلاق دے دی۔ ابن شہاب (زہری) کہتے ہیں: تو یہی (ان دونوں کا معاملہ) لعان کرنے والوں کا طریقہ بن گیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أفاد الحديث أن عويمرًا العجلاني -رضي الله عنه- جاء يسأل عن حكم من وجد مع امرأته رجلًا ماذا يفعل، فكره النبي -عليه الصلاة والسلام- مثل هذه المسائل لما فيها من التعرض للمكروه، فأصر على السؤال عن ذلك، وقد وقع به ما سأل عنه، ثم جاء إلى النبي -عليه الصلاة والسلام- يسأل عن حكم حالته، فأخبره النبي -صلى الله عليه وسلم- بأن الله أنزل في شأنه وشأن امرأته قرآنًا فيه حكم ما جرى لهما، فتلاعنا، ثم إنَّ عويمراً كان يظن أن اللعان لا يحرمها فبادر بطلاقها ثلاثا، فكان هذا أول لعان في الإسلام.

اجمالی معنی:

حدیث یہ فائدہ دیتی ہے کہ عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ مسئلہ دریافت کرنے آئے کہ کوئی اپنی بیوی کے پاس کسی اجنبی آدمی کو دیکھے تو کیا کرے، تو نبی ﷺ نے ان جیسے مسائل کو ناپسند فرمایا کیونکہ اس میں اپنے آپ کو کسی ناپسندیدہ شے میں بتلا کرنا ہے، توانہوں نے اس سوال پر اصرار کیا، اور سوال کیا گیا مسئلہ وقوع پذیر ہو چکا تھا، پھر وہ نبی ﷺ کے پاس اس حالت کا حکم دریافت کرنے کے لیے آئے، تو نبی ﷺ نے بتایا کہ ان کے اور ان کی بیوی کے بارے میں اللہ نے قرآن کی ایک آیت نازل فرمائی ہے جس میں اس کے متعلق حکم موجود ہے، ان دونوں نے لعان کیا، پھر عویمر رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ لعان نے بیوی کو حرام نہیں کیا اور آگے بڑھ کر تین طلاق دے دی، اس طرح یہ اسلام میں پہلا لعان تھا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > اللعان

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أرأيت : أي: أخبرنا عن حكمه.
- وكره المسائل : أي: التي لا يحتاج إليها سيما ما فيه إشاعة فاحشة.
- حتى كبر : بضم الباء أي: عظم وشق.
- قد أنزل الله فيك : أي: آية اللعان.
- وفي صاحبتك : زوجتك خولة بنت قيس على المشهور.
- فطلقها ثلاثًا : ظنًّا منه أنَّ اللعان لا يحرمها عليه فأراد تحريمها بالطلاق فقال: هي طالق ثلاثًا.
- فكانت : أي الفرقة بينهما.
- سنة المتلاعنين : فلا يجتمعان بعد الملاعنة أبدًا فيحرم عليه بمجرد اللعان نكاحها تحريمًا مؤبدًا ظاهرًا وباطنًا سواء صدقت أم صدق.

فوائد الحديث:

١. تمام التلاعن سبب للفرقة المؤبدة بين الزوجين المتلاعنين، ولا يحتاج بعدها إلى طلاق، ولا إلى فسخ؛ فهذا مقتضى حكم اللعان.
٢. أن الرجل الذي لاعن بين يدي النبي -صلى الله عليه وسلم-، قال مصدقًا نفسه ومؤكدًا قذفه: كذبت عليها -يارسول الله- إن أمسكتها، ثم طلق ثلاثا، قبل أن يأمره النبي -صلى الله عليه وسلم- بذلك.
٣. تثبت الفرقة بين الزوجين بتمام اللعان بتحريم مؤبد، ولو لم يفرق الحاكم بينهما، وهو مذهب الجمهور.
٤. الطلاق الذي يوقعه الزوج الملاعن لاغ لا أثر له في ذلك، والرجل إنما أتى به من شدة الغضب، وتأكيدا لصدق دعواه عليها، وقذفه إياها.
٥. مشروعية أن يكون اللعان بحضرة الحكام، وبمجمع من الناس، وهذا من باب التغليظ في هذه المسألة.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة - منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨الأولى، ١٤١٧هـ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - عمدة القاري شرح صحيح البخاري/بدر الدين العينى -دار إحياء التراث

العربي – بيروت-بدون تاريخ. - ذخيرة العقبى في شرح المجتبى.المؤلف: محمد بن علي بن آدم بن موسى الإثيوبي الوَلَّوِي - دار المعراج الدولية للنشر و دار آل بروم للنشر والتوزيع الطبعة: الأولى ١٤١٦ هـ - ١٩٩٦ م - إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري - أحمد بن محمد بن أبى بكر القسطلاني القتيبي المصري - المطبعة الكبرى الأميرية، مصر- الطبعة: السابعة، ١٣٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (58157)

أن نبي الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- رأى رجلا يسوق بدنة, فقال: اركبها، قال: إنها بدنة، قال: اركبها

اللہ کے نبی ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ ہدی کا ایک اونٹ ہانکے جا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اس پر سوار ہو جاؤ۔ اس نے جواب دیا کہ یہ تو ہدی کا اونٹ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اس پر سوار ہو جاؤ۔

٦٠٧. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- «أن نبي الله -صلى الله عليه وسلم- رأى رجلا يَسُوقُ بَدَنَةً, فقال: اركبها، قال: إنها بَدَنَةٌ، قال اركبها، فرأيته رَاكِبَهَا, يُسَايِرُ النبي -صلى الله عليه وسلم-». وفي لفظ: قال في الثانية، أو الثالثة: «اركبها وَيْلَكَ أو وَيْحَكَ».

٦٠٧. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ''اللہ کے نبی ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ ہدی کا ایک اونٹ ہانکے جا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جاؤ۔ اس نے جواب دیا کہ یہ تو ہدی کا اونٹ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: سوار ہو جاؤ۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ اس پر سوار تھا اور نبی ﷺ کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا''۔ایک اور روایت میں ہے کہ دوسری یا تیسری دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جاؤ، تمہاری ہلاکت ہو، یا تمہارا برا ہو''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لما رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- رجلًا يسوق بدنة، هو في حاجة إلى ركوبها قال له: اركبها، ولكون الهدي معظما عندهم لا يُتعرض له استفهم الصحابي بأنها بدنة مهداة إلى البيت، فقال: اركبها وإن كانت مهداة إلى البيت، فعاوده الثانية والثالثة، فقال: اركبها، مغلظًا له الخطاب ومبينًا له جواز ركوبها ولو كانت هديًا، فركبها الرجل.

اجمالی معنی:

جب نبی ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اونٹ ہانکے جا رہا ہے حالانکہ اس کو اس پر سوار ہونے کی ضرورت تھی تو آپ ﷺ نے اس سے کہا کہ اس پر سوار ہو جاؤ۔ چونکہ ہدی کا جانور ان لوگوں کے نزدیک بہت قابلِ تعظیم ہوتا تھا جسے کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا تو صحابیِ رسول نے استفہامی انداز میں کہا کہ یہ تو بیت اللہ کی طرف بطورِ ہدی جانے والا اونٹ ہے (اس پر کیسے سوار ہوا جا سکتا ہے؟)۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جاؤ اگرچہ یہ بیت اللہ کی طرف بطورِ ہدی بھیجا جانے والا جانور ہی ہے۔ اس شخص نے دوسری اور تیسری باری آپ ﷺ سے ایسے ہی کہا اور آپ ﷺ نے تاکید بھرے انداز میں اس کی سواری کے جائز ہونے کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: کہ اس پر سوار ہو جاؤ اگرچہ یہ ہدی ہی کا جانور ہے۔ چنانچہ وہ آدمی اس پر سوار ہو گیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > الهدي والكفارات

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- بَدَنَة: تطلق على الإبل، والبقر، لعظم أبدانها وضخامتها، والمراد هنا، الناقة المهداة إلى البيت.
- يُسَايِرُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم: يسير إلى جنبه.
- وَيْلَكَ: من الويل، وهو الهلاك، وهي كلمة تستعمل للتغليظ على المخاطب، بدون قصد معناها، وإنما تجرى على ألسنة العرب في الخطاب، لمن وقع في مصيبة فغضب عليه.
- وَيْحَكَ: كلمة يؤتى بها للرحمة، والرثاء لحال المخاطب الواقع في مصيبة.

فوائد الحديث:

١. تعظيم العرب للهدي، واحترامه في قلوبهم، ثم جاء الإسلام فزاد من احترامه.

٢. مشروعية إهداء الإبل.

٣. جواز ركوبه وحلبه مع الحاجة إلى ذلك، بما لا يضره.

٤. جواز الأخذ بالرخصة وترك إجهاد النفس.

٥. جواز الشدة في الإنكار إذا استدعى الأمر ذلك.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦ه. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3152)

أنت أحق به ما لم تنكحي

تو اس کی پرورش کی زیادہ حق دار ہے جب تک کہ تو کسی سے نکاح نہ کرے۔

٦٠٨. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما- أن امرأة قالت: يا رسول الله، إن ابني هذا كان بطني له وِعاء، وثَدْيِي له سِقاء، وحِجْري له حِواء، وإن أباه طَلَّقَني، وأراد أنْ يَنْتَزِعَه مِني، فقال لها رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أنتِ أحقُّ به ما لم تَنكحي».

٦٠٨. حدیث:

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا یہ بیٹا ہے میرا پیٹ اس کے لیے برتن تھا، اور میری چھاتی اس کے لیے مشکیزہ، اور میری گود اس کے لیے جھولا ہے، اور اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے، اور وہ چاہتا ہے کہ اسے مجھ سے چھین لے، آپ ﷺ نے فرمایا ''تو اس کی پرورش کی زیادہ حق دار ہے جب تک کہ تو کسی سے نکاح نہ کرے''۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث أن امرأةً اشتكت إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- زوجَها حين طلقها وأراد أن يأخذ ابنها منها، وذكرت هذه المرأة من الأوصاف ما يقتضي تقديمها عليه في بقائه عندها، فبطنها وعاؤه حينما كان جنينًا، وثديها سقاؤه بعد أن وُلِد، وحِجْرها هو المكان اللين الذي يحويه، وقد أقرَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- المرأة على ما وصفته من نفسها, وقال لها أنتِ أحق به في الحضانة وهو لك ما لم تنكحي زوجًا آخر، فإذا نكحت فلا تكوني أحق به منه، بل يكون أبوه هو أحق, ووجه ذلك أن المرأة إذا تزوجت وبقي ابنها معها صار تحت حجر هذا الزوج الجديد فيمنُّ عليه أو يتعلق به الطفل أكثر مما يتعلق بأبيه، وربما وقعت مفاسد أخرى.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے شکایت کی جب اس کے شوہر نے اسے طلاق دے دی، اور اس نے ارادہ کیا کہ اس کے لڑکے کو اس سے چھین لے، اس عورت نے کچھ ایسے اوصاف بیان کیے تاکہ وہ بچہ اس کے پاس رہ سکے، چنانچہ اس نے کہا کہ میرا یہ بیٹا ہے میرا پیٹ اس کے لئے برتن تھا جب وہ پیٹ کا بچہ تھا، اور اس کی چھاتی اس کی پیدائش کے بعد اس کے لیے مشکیزہ، اور اس کی گود جس جگہ اسے سمیٹ کر رکھتی تھی اس کے لیے جھولا تھا، چنانچہ نبی ﷺ نے اس کی ان باتوں کا اقرار کیا، اور اس سے کہا ''تو اس کی پرورش کی زیادہ حق دار ہے جب تک کہ تو کسی سے نکاح نہ کرے،،۔ اور جب تو کسی سے نکاح کرلے گی تو تمہارا حق اس پر نہیں رہے گا، بلکہ اس کا باپ اس کا زیادہ حق دار ہوگا،،۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت جب شادی کرلے گی اور اس کا بیٹا اس کے ساتھ رہے گا تو ایسی صورت میں اس نئے شوہر کے زیر پرورش ہوجائے گا، چنانچہ اس پر احسان کرے گا، جس کی وجہ سے یہ بچہ اس سے اپنے باپ کے مقابلے زیادہ وابستہ ہوجائے گا، اور بسا اوقات دوسری خرابیاں بھی جنم لے سکتی ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > الحضانة

الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام النساء

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- وِعاء : ظرفًا حال حمله.
- ثَدْيِي : الثدي: هو نتوء في صدر الرجل والمرأة، وهو في المرأة مجتمع اللبن.
- سِقَاء : بكسر السين، بوزن كِساء، هو وعاء من جلد يكون للماء واللبن، جمعه: أَسْقِية.

- حِجري : بفتح الحاء وكسرها، يسمى به الثوب، والحضن، والمراد هنا هو: حضن الإنسان.
- حِوَاء : بكسر الحاء المهملة، اسم المكان الذي يحوي الشيء؛ أي: يضمه ويجمعه.
- أن ينتزعه : يأخذه.
- ما لم تَنكحي : ما لم تتزوجي.

فوائد الحديث:

١. جواز السجع في الكلام.

٢. أن حضانة الأم لا تسقط بالطلاق.

٣. أنَّ الأم أحق بحضانة الطفل من الأب، ما دام في طور الحضانة، ما لم تتزوج.

٤. تقديمُ الأم على الأب في الحضانة -ما دامت متفرغة- في غاية الحكمة والمصلحة، ذلك أنَّ معرفة الأم وخبرتها وصبرها على الأطفال شيء لا يلحقه أحد من أقارب الطفل الآخرين، كالأب.

٥. مِن لُطْف الله -تعالى- بخلقه عنايته بالمستضعفين منهم، ممن ليس لهم حول ولا طول، فهو يوصي بهم، ويُعنى بهم العناية التي تعوضهم الأمر الذي لم يصلوا إليه من العناية بأنفسهم، وهم في حالة الضعف.

٦. أنَّ الأم إذا تزوَّجت، ودخل بها الزوج الثاني، سقطت حضانتها، لأنَّها أصبحت مشغولة عن الولد بمعاشرة زوجها

٧. جواز ذكر الخصم ما يبرر خصومته ويرجح جانبه.

٨. الإشارة إلى أن أهم مقصود في الحضانة هي رعاية الطفل.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود , تحقيق: محمد محي الدين, المكتبة العصرية - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ
- صحيح أبي داود - الأم للألباني , مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ٢٠٠٦ م - فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - عون المعبود شرح سنن أبي داود، للعظيم آبادي دار الكتب العلمية - بيروت, الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ.

الرقم الموحد: (58189)

أنشدك الله، أسمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: أجب عني، اللَّهُمَّ أيده بروح القدس؟ قال: اللَّهُمَّ نعم

میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ میری طرف سے جواب دے، اے اللہ! روح القدس کے ذریعے اس کی مدد فرما'؟ تو انھوں نے کہا: اے اللہ تو (گواہ رہنا) ہاں۔ (میں نے سنا تھا)۔

٦٠٩. الحديث:

عن أبي هريرة أنَّ عمر مرَّ بِحَسَّان -رضي الله عنهم- وهو يَنْشُدُ الشِّعر في المسجد، فَلَحَظَ إليه، فقال: قد كُنْتُ أَنْشُد، وفيه من هو خير مِنْك، ثمَّ الْتَفَتَ إلى أبي هريرة، فقال: أَنْشُدُكَ الله، أَسَمِعْتَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «أَجِبْ عَنِّي، اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بروح الْقُدُسِ»؟ قال: اللَّهُمَّ نعم.

٦٠٩. حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہ مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے تو انھوں نے اس کی طرف غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ تو انھوں نے کہا میں شعر پڑھا کرتا تھا اور اس (مسجد) میں وہ (رسول اللہ ﷺ) موجود ہوتے تھے جو آپ (یعنی عمر رضی اللہ عنہ) سے بہتر ہیں۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ: ''میری طرف سے جواب دو اور اے اللہ! روح القدس کے ذریعے اس کی مدد فرما'؟ تو انھوں نے کہا: اے اللہ تو (گواہ رہنا) ہاں۔ (میں نے سنا تھا)۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن حسان -رضي الله عنه- كان ينشد الشعر في المسجد، بينما كان عمر -رضي الله عنه- هناك، فنظر إليه عمر نظرة استنكار، فلما رأى حسان منه ذلك، قال له: كنت أنشد الشعر في المسجد وفيه من هو خير منك. ثم "استشهد أبا هريرة" أي سأله أداء الشهادة التي يعلمها عن إنشاده الشعر في المسجد بحضور رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، وإقرار النبي -صلى الله عليه وسلم- له على ذلك وتشجيعه له على إنشاد الشعر فقال: "أَنْشُدَكَ الله" أي أسألك بالله وأستحلفك به، "هل سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: يا حسان أجب عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- "أي: أجب شعراء المشركين بشعرك واهجهم به؛ دفاعاً عن النبي -صلى الله عليه وسلم-، ونصرة لدينه، وهل سمعته يقول: "اللَّهُمَّ أيده بروح القدس" أي: قوِّه بجبريل، وسخره له فيلهمه الشعر الذي يقع على أعداء الإسلام وقع السهام؟ قال أبو هريرة: "نعم" أي: سمعتك تنشد الشعر أمامه في المسجد، وسمعته يقول ذلك.

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں پہنچ گیے اور ان کو ناپسندیدہ نظروں سے دیکھا۔ جب حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ان کو اس طرح دیکھا تو ان سے کہا کہ: میں مسجد میں شعر پڑھا کرتا تھا اور اس وقت مسجد میں وہ موجود ہوتے تھے جو آپ سے بہتر ہیں (یعنی رسول اللہ ﷺ)۔ "استشهد أبا هريرة" (پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے گواہی طلب کی) یعنی ان سے گواہی دینے کا سوال کیا کہ جو وہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ان کے شعر پڑھنے کے حوالے سے جانتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور ان کی شعر گوئی پر حوصلہ افزائی فرمائی تھی۔ فرمایا: "أَنْشُدُكَ الله" (تجھے اللہ کی قسم) یعنی میں اللہ کی قسم اور اس کا حلف دے کر پوچھتا ہوں: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''اے حسان! رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جواب دو''، یعنی مشرکین کے شعراء کو اپنے شعروں سے جواب دو اور نبی کریم ﷺ کا دفاع اور اس کے دین کی مدد کرتے ہوئے ان کی ہجو بیان کرو۔ اور کیا تم نے یہ فرماتے ہوئے بھی سنا تھا: "اللهم أيده بروح القدس" (اے اللہ! روح القدس کے ذریعے ان کی مدد فرما) یعنی جبریل علیہ السلام کی قوت کے ساتھ۔ جبریل علیہ السلام ان کو شعر الہام کرتے جو کہ دشمنان اسلام پر تیروں کی طرح لگتے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہاں۔ یعنی میں نے تمھیں رسول اللہ ﷺ کے سامنے مسجد

میں شعر پڑھتے ہوئے بھی سنا اور میں نے (رسول ﷺ کو) یہ فرماتے ہوئے بھی سنا ہے۔''

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد
الدعوة والحسبة > الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر > شروط الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر
راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- حسَّان : وهو ابن ثابت الأنصاري الخزرجي، شاعرُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم-.
- ينشد : يعني: يسمع الناس في المسجد شيئًا من الشعر، ويتغنى به.
- فلحظ إليه : نظر إليه بمؤخر العين، عن يمين ويسار، والمراد: نظر إليه نظر إنكار وعتب.

فوائد الحديث:

١. جواز إنشاد الشعر في المسجد، بل يثاب عليه قائله إذا كان يحقق المصالح الشرعية.
٢. عند إنشاد الشعر لابد من مراعاة عدم تفويت المقاصد الشرعية من إقامة بيوت الله -تعالى-، من إقامة الصلاة، وذِكر الله -تعالى-.
٣. يقاس على الشعر كل كلام، فما كان منه خير ومصلحة للدين، فهو مرغوب فيه، وما لم يكن كذلك فإنَّ بيوت الله تنزه عن ذلك.
٤. الأشعار التي المتضمنة لمحاذير شرعية منهي عنها؛ كالتي فيها: هجاء الأبرياء، أو الغزل المقصود، سواء كان ذلك في المسجد أو غيره.
٥. الحديث دليل على قوة عمر -رضي الله عنه- في الحق، وحرصه على الخير، سواء عند إنكاره على حسان إنشاد الشعر في المسجد، أو حال كفّه عن الإنكار عنه لما سمع دليل الترخيص بقول الشعر.
٦. شجاعة حسان وقوته في الصدع بالحق؛ حيث لم تمنعه قوة عمر وصلابته وهيبته، من الرد عليه لاعتماده على الدليل.

المصادر والمراجع:

تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (10889)

أنهى النبي -صلى الله عليه وسلم- عن صوم يوم الجمعة؟ قال: نعم	کیا نبی ﷺ نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا؟ انہوں نے جواب دیا : ہاں۔
٦١٠. الحديث: عن محمد بن عباد بن جعفر قال: «سألت جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-: أَنَهَى النبي -صلى الله عليه وسلم- عن صوم يوم الجمعة ؟ قال: نعم». وفي رواية: «وَرَبِّ الْكَعْبَة».	**٦١٠. حديث :** محمد بن عباد بن جعفر کہتے ہیں : ''میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا : کیا نبی ﷺ نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا؟ انہوں نے جواب دیا : ہاں۔ ''ایک اور روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں : ''رب کعبہ کی قسم۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: لما كان يوم الجمعة يوم عيد للمسلمين، نهى الشارع عن تخصيصه بصيام أو قيام، إلا أن يصوم يوماً معه قبله أو بعده أو يكون ضمن صوم معتاد، ولئلا يظن العامة أيضاً تخصيص يوم الجمعة بزيادة عبادة على غيره واجبة. أما القيام فجاء في صحيح مسلم (٢/ ٨٠١) (١١٤٤) عن أبي هريرة -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: «لا تختصوا ليلة الجمعة بقيام من بين الليالي، ولا تخصوا يوم الجمعة بصيام من بين الأيام، إلا أن يكون في صوم يصومه أحدكم».	**اجمالی معنی :** چونکہ یوم جمعہ مسلمانوں کے لئے عید کا دن ہے اس لئے نبی ﷺ نے اس دن کو خاص کر کے اس میں روزہ رکھنے یا قیام اللیل کرنے سے منع فرمایا۔ الا یہ کہ وہ شخص اس کے ساتھ ہی اس سے پہلے یا اس کے بعد والے دن بھی روزہ رکھے، یا وہ اس کے معمول کے روزے کے ضمن میں یہ آ جائے۔ یہ ممانعت اس لئے بھی ہے تا کہ عام لوگ کہیں یہ نہ گمان کرنے لگ جائیں کہ جمعہ کے دن بطور خاص زیادہ عبادت کرنا واجب ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > ما يحرم على الصائم

راوي الحديث: متفق عليه، والرواية لمسلم -ولفظ مسلم: (نعم وَرَبِّ هذا البيت) أما لفظ : "ورب الكعبة" فهذا لفظ النسائي في الكبرى برقم (٢٧٦٠)، نبه على ذلك الشيخ ابن عثيمين -رحمه الله-. تنبيه الأفهام (ج٣/ ٤٥٩).

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أنهى : الهمزة للاستفهام، والنهي: طلب الترك ممن دون الطالب.
- صوم يوم الجمعة : أي عن إفراده بالصوم، كما في رواية البخاري.
- نَعم : حرف جواب.
- ورَبِّ الْكَعْبَة : خالقها ومعظمها، والواو للقسم، والغرض منه تأكيد الحكم، ومناسبة ذكر الكعبة أنه سأل جابراً -رضي الله عنه- وهو يطوف.

فوائد الحديث:

١. النهي عن صوم يوم الجمعة.
٢. جواز صومه إذا قُرن بصيامٍ قبله أو بعده، أو كان في صوم معتاد.
٣. يحمل النهي في صومه على التنزيه؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يصومه في جملة صومه الذي يصوم. ورخص بصومه إذا قُرن بغيره، ولو كان حراماً ما صِيمَ، كعيد الفطر والنحر.

٤. حرص السلف على العلم تعلما وتعليمًا.

٥. جواز الحلف على الفُتْيَا ولو لم يُستحلف.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (4526)

أهدى رسول الله صلى الله عليه وسلم مرة غنمًا	رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ بطورہدی (قربانی کے لیے بیت اللہ شریف کی طرف) بکریاں بھیجی تھیں۔
٦١١. الحديث: عن عائشة رضي الله عنها قالت: «أَهدَى رسول الله صلى الله عليه وسلم مَرَّةً غَنَمًا».	**٦١١. حدیث:** عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ بطورہدی (قربانی کے لیے بیت اللہ شریف کی طرف) بکریاں بھیجی تھیں۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: تخبر عائشة -رضي الله عنها- عن هدي النبي -صلى الله عليه وسلم-، والهدي هو ما يُهدى إلى مكة من بهيمة الأنعام، تقرباً إلى الله -عز وجل-، ليذبح في الحرم، والهدي إلى مكة سُنة وقربة، وقد أهدى النبي -صلى الله عليه وسلم- غنماً، وأهدى إبلاً, فالسُّنة ذبحها في الحرم تقرباً إلى الله -عز وجل-، وتوزَّع بين الفقراء والمساكين: مساكين الحرم، أما الهدي الذي يجب بالتمتع، والقران، أو بشيء من ترك الواجبات، أو فعل المحرمات، فيُسمَّى فدية وهو هدي واجب، أما هذا الهدي الذي ذكرت عائشة فهو هدي يتطوع به المؤمن من بلاده، أو يشتريه من الطريق ويهديه إلى هناك هدياً بالغ الكعبة يتقرب به إلى الله -عز وجل- .	**اجمالی معنی:** متفق علیہ

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > الهدي والكفارات

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أَهْدَى : بعث بهدي إلى مكة يذبح للفقراء.
- غَنَماً : اسم جنس للضأن والمعز.

فوائد الحديث:

١. جواز إهداء الغنم إلى البيت الشريف.

٢. الأكثر من هديه -صلى الله عليه وسلم- إهداء أفضل الهدايا والأموال عند العرب، وهي الإبل.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـتنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار

الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. الإفهام في شرح عمدة الأحكام (شرح على متن عمدة الأحكام لشيخ الإسلام الإمام عبد الغني المقدسي - رحمه الله - (٥٤١ - ٦٠٠هـ))، المؤلف: عبد العزيز بن عبد الله بن باز، حققه واعتنى به وخرج أحاديثه: د. سعيد بن علي بن وهف القحطاني، الناشر: توزيع مؤسسة الجريسي. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (3124)

أوتروا قبل أن تصبحوا	صبح ہونے سے پہلے 'وتر' پڑھ لو۔
٦١٢. الحديث: عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «أَوْتِرُوا قبل أن تُصبحِوُا».	**٦١٢. حدیث:** حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''صبح ہونے سے پہلے 'وتر' پڑھ لو۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: الوتر من صلاة الليل، وهو الذي يختم به قيام الليل؛ كما تختم صلاة النهار بصلاة المغرب؛ لتوترها، فيبين الحديث الشريف أن وقت الوتر يكون قبل أن يصبح الإنسان أي قبل طلوع الفجر الثاني.	**اجمالی معنی:** 'وتر' رات کی نماز ہے اور اس کے ساتھ قیام اللیل، ختم ہو جاتی ہے۔جس طرح کہ صبح کی نمازیں، نمازِ مغرب کے ساتھ طاق ہو کر اختتام پذیر ہو جاتی ہیں۔ اس حدیث میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ نماز وتر کا وقت صبح ہونے سے پہلے تک ہے یعنی صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

فوائد الحديث:

١. الوتر يختم به صلاة الليل؛ كما تختم صلاة النهار بصلاة المغرب؛ لتوترها.
٢. أنَّ آخر وقت الوتر هو طلوع الفجر الثاني، فإذا طلع الفجر، فقد فات وقت الوتر، فمن أوتر بعد طلوع الصبح فلا وتر له.
٣. للوتر وقتان: اختياري واضطراري، فالاختياري ينتهي بطلوع الفجر الثاني، والاضطراري لا ينتهي إلاَّ بصلاة الصبح.
٤. ظاهر الحديث: أنَّ الوتر الذي فات وقته إذا كان تركه من عمد، فإنَّ تاركه فوَّت أجره.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان، اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان، ط ١ ، ١٤٢٧هـ - ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (11275)

مجھے میرے دوست (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے تین چیزوں کی وصیت کی ہے؛ ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھنے۔ چاشت کی دو رکعت نماز پڑھنے اور یہ کہ میں سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کروں۔	أوصاني خليلي -صلى الله عليه وسلم- بثلاث: صيام ثَلاثَةِ أَيَّامٍ من كل شهر، وَرَكْعَتَيِ الضُّحَى، وأن أُوتِرَ قبل أن أنام
٦١٣. حدیث: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: "مجھے میرے دوست (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے تین چیزوں کی وصیت کی ہے؛ ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھنا، چاشت کی دو رکعت نماز پڑھنا اور یہ کہ میں سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کروں"۔	**٦١٣. الحديث:** عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: «أوصاني خليلي -صلى الله عليه وسلم- بثلاث: صيام ثَلاثَةِ أَيَّامٍ من كل شهر، وَرَكْعَتَيِ الضُّحَى، وأن أُوتِرَ قبل أن أنام».
حدیث کا درجہ: صحیح	**درجة الحديث:** صحيح
اجمالی معنی: اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے	**المعنى الإجمالي:** اشتمل هذا الحديث الشريف على ثلاث وصايا نبوية كريمة: الأولى: الحث على صيام ثلاثة أيام من كل شهر؛ لأن الحسنة بعشر أمثالها، فيصير صيام ثلاثة الأيام كصيام الشهر كله. والأفضل أن تكون الثلاثة، الثالث عشر، والرابع عشر، والخامس عشر، كما ورد في بعض الأحاديث. الثانية: أن يصلي الضحى، وأقلها ركعتان، لاسيما في حق من لا يصلي من الليل، كأبي هريرة الذي اشتغل بدراسة العلم أول الليل. وأفضل وقتهما، حين تَرْمَضُ الْفِصَالُ، كما جاء في حديث آخر. الثالثة: أن من لا يقوم آخر الليل، فليوتر قبل أن ينام، كيلا يفوت وقته.

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > صيام التطوع

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أوصاني : عهد إليَّ باهتمام.
- خليلي : الصديق الخالص، الذي تخلَّلت محبَّته القلب فصارت في خلاله؛ أي: في باطنه.
- ركعتي الضُّحَى : أي: الركعتين اللتين تصليان في الضحى . وهو : ما بعد ارتفاع الشمس إلى قبيل الزوال.

فوائد الحديث:

١. تعاهد النبي -صلى الله عليه وسلم- أصحابه بما ينفعهم.
٢. استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر. والأولى أن تكون الثالث عشر، والرابع عشر، والخامس عشر.
٣. استحباب صلاة الضحى والمواظبة عليها لمن لم يقم لصلاة الليل، لئلا تفوته صلاة الليل والنهار.

٤. الوتر قبل النوم في حق من يغلب على ظنه أنه لا يقوم آخر الليل، أما من غلب على ظنه القيام، فيؤخره إليه، وإن فاته بنوم أو نسيان، فالمستحب أن يقضيه شفعًا ما بين ارتفاع الشمس وقبيل الزوال.

٥. أهمية هذه الأعمال الثلاثة؛ لوصية النبي -صلى الله عليه وسلم عددًا من أصحابه بها.

٦. جواز اتخاذ النبي -صلى الله عليه وسلم- خليلًا.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ خلاصة الكلام على عمدة الأحكام، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢ هـ صحيح البخاري ، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4538)

أوليس قد جعل الله لكم ما تَصَّدَّقُون: إن بكل تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً، وكل تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةً، وكل تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةً، وكلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةً

٦١٤. الحديث:

عن أبي ذر الغفاري -رضي الله عنه- أن ناسًا من أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وآله وسلم- قالوا للنبي -صلى الله عليه وآله وسلم-: يا رسول الله، ذهب أهل الدُّثُور بالأجور: يُصلون كما نُصلِّي ويَصُومون كما نصومُ، ويَتصدقون بفُضُول أموالِهِم. قال: أوليس قد جعل الله لكم ما تَصَّدَّقُون: إن بكل تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً، وكل تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةً، وكل تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةً، وكلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةً، وأمرٌ بمعروفٍ صَدَقَةٌ، ونَهْيٌ عن مُنكرٍ صَدَقَةٌ، وفي بُضْع أحدكم صدقة. قالوا: يا رسول الله، أيأتي أحدنا شهوتَه ويكونُ له فيها أجر؟ قال أرأيتم لو وضعها في حرام أكان عليه وِزْرٌ؟ فكذلك إذا وضعها في الحلال كان له أجرٌ.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

عن أبي ذر -رضي الله عنه- أن ناسا قالوا: يا رسول الله ذهب أهل الأموال بالأجور وأخذوها عنا، فهم يصلون كما نصلي ويصومون كما نصوم ويتصدقوا بأموالهم الزائدة عن حاجتهم، فنحن وهم سواء في الصلاة وفي الصيام، ولكنهم يفضلوننا بالتصدق بما أعطاهم الله -تعالى- من فضل المال ولا نتصدق. فأخبرهم النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه إذا فاتتهم الصدقة بالمال فهناك الصدقة بالأعمال الصالحة، فللإنسان بكل تسبيحة صدقة وكل تكبيرة صدقة وكل تحميدة صدقة وكل تهليلة صدقة وأمر بالمعروف صدقة ونهي عن المنكر صدقة. ثم أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم-: أن الرجل إذا أتى امرأته فإن في ذلك صدقة. فقالوا: يا رسول الله أيأتي أحدنا شهوته

کیا اللہ نے تمہارے لیے ایسی چیزیں نہیں بنائیں کہ تم ان کا صدقہ کرو؟ بے شک ہر سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، ہر اللہ أکبر کہنا صدقہ ہے، ہر الحمد للہ کہنا صدقہ ہے اور ہر لاالہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے

٦١٤. حدیث:

ابوذر- رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے بعض صحابہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! دولت مند لوگ کہیں (زیادہ) اجر لے گئے، وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں، وہ روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں، (اس پر مزید) وہ اپنے فاضل مالوں میں سے صدقہ وخیرات کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا اللہ نے تمہارے لیے ایسی چیزیں نہیں بنائیں کہ تم ان کا صدقہ کرو؟ بے شک ہر سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، ہر اللہ أکبر کہنا صدقہ ہے، ہر الحمد للہ کہنا صدقہ ہے اور ہر لاالہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے منع کرنا صدقہ ہے، اور تم میں سے کسی کا اپنی بیوی سے صحبت کرنا صدقہ ہے"۔ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ایک شخص اپنی شہوت پوری کرتا ہے، کیا اس میں بھی اسے اجر ملتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "بھلا بتلاؤ! اگر وہ اسے حرام جگہ سے پوری کرے تو اسے گناہ ہوگا؟ اسی طرح جب وہ اسے حلال طریقے سے پوری کرے گا تو اسے اجر ملے گا۔"

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کررہے ہیں کہ کچھ صحابۂ کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مالدار حضرات ثواب میں ہم سے آگے بڑھ گئے۔ چنانچہ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسا کہ ہم نماز پڑھتے ہیں، وہ ہماری طرح روزہ رکھتے ہیں اور وہ اپنی حاجت سے زائد اموال سے صدقہ کرتے ہیں، پس ہم اور وہ نماز اور روزہ میں تو برابر ہیں، لیکن وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ زائد مال کے ذریعہ صدقہ کرکے ہم سے آگے بڑھ جاتے ہیں جبکہ ہم صدقہ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بتلایا کہ اگر وہ مال کا صدقہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں تو اعمال صالحہ کا بھی صدقہ ہوتا ہے۔ چنانچہ انسان کے لیے ہر سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، ہر اللہ أکبر کہنا صدقہ ہے، ہر الحمد للہ کہنا صدقہ ہے اور ہر لاالہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، بھلائی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ: آدمی جب اپنی بیوی کے پاس آتا ہے تو اس میں بھی صدقہ ہے۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم میں

ويكون له فيها أجر. قال: أرأيتم لو زنى ووضع الشهوة في الحرام هل يكون عليه وزر؟ قالوا: نعم، قال فكذلك إذا وضعها في الحلال كان له أجر.	سے کوئی اپنی شہوت پوری کرے تو اس میں بھی اس کے لیے ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم لوگوں کی کیا رائے ہے اگر وہ زنا کرے اور حرام طریقے سے شہوت کی تکمیل کرے تو کیا اس پر گناہ ہوگا؟ صحابہ نے کہا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح جب وہ حلال طریقے سے شہوت پوری کرے گا تو اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > صدقة التطوع

الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الذكر

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الدُّثُور : جمع دَثْر، وهي: الأموال.
- فضول أموالهم : فضول جمع فضل، والفضل: هو ما زاد عن الحاجة.
- البُضْع : يطلق على الجماع، وعلى الفرج نفسه، وكلاهما تصح إرادته هنا.
- شهوته : لذته وما تشتاق إليه نفسه.
- وزر : الوزر الحمل والثقل، وأكثر ما يطلق على الذنب والإثم.

فوائد الحديث:

١. كثرة وجوه أعمال الخير.
٢. تنافس الصحابة على فعل الخيرات، وحرصهم في نيل عظيم الأجر والفضل من عند الله -تعالى.-
٣. سعة مفهوم العبادة في الإسلام، وأنها تشمل كل عمل يقوم به المسلم بنية صالحة وقصد حسن.
٤. يسر الإسلام وسهولته، فكل مسلم يجد ما يعمله ليطيع الله به.
٥. الأغنياء والفقراء مأمورون بفعل الطاعات وترك المنكرات.
٦. فقراء المسلمين كانوا يغبطون أغنياءهم ليفعلوا الخير مثلهم.

المصادر والمراجع:

-1 بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. ٢-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ ٣-شرح رياض الصالحين، للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ ٤-صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ ٥-كنوز رياض الصالحين، فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ ٦-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (4558)

أيُّما مُسلم شَهِد له أربعة بخير، أدخله الله الجنة

٦١٥. الحديث:

عن أبي الأسود، قال: قَدِمْتُ المدينة، فَجَلَسْتُ إلى عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- فَمَرَّتْ بهم جَنازة، فَأُثْنِيَ على صاحِبِها خيرا، فقال عمر: وجَبَتْ، ثم مَرَّ بأُخْرَى فَأُثْنِيَ على صاحِبِها خيرا، فقال عمر: وجَبَتْ، ثم مَرَّ بالثالثة، فَأُثْنِيَ على صاحِبِها شَرًّا، فقال عمر: وجَبَتْ، قال أبو الأسود: فقلت: وما وجَبَتْ يا أمير المؤمنين؟ قال: قلت كما قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «أيُّما مُسلم شَهِد له أربعة بخير، أدخله الله الجنة» فقلنا: وثلاثة؟ قال: «وثلاثة» فقلنا: واثنان؟ قال: «واثنان» ثم لم نَسْأَلْهُ عن الواحد.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

مَرَّت جَنازة على عمر -رضي الله عنه- وكان معه بعض الناس، فشهدوا لها بالخير والصلاح، فقال عمر -رضي الله عنه-: ثبت له ذلك، ثم مَرَّت جَنازة أخرى، فشهدوا لها بالخير والصلاح كالجنازة الأولى، فقال عمر -رضي الله عنه-: ثبت له ذلك، ثم مَرَّت جَنازة ثالثة، فشهدوا عليها بسوء حالها، فقال عمر -رضي الله عنه-: ثبت لها ذلك. فأشكل على أبي الأسود قول عمر -رضي الله عنه- فأراد بيان معنى ذلك، فقال رضي الله عنه: قلت كما قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: أيُّما مُسلم شَهِد له أربعة من أهل الخير والصلاح أنه من أهل الخير والصلاح، ثبتت له الجنة، فقال الصحابة عندما سمعوا ذلك من النبي -صلى الله عليه وسلم-: ومن شهد له ثلاثة بخير؟ قال: وهكذا لو شهد له ثلاثة بخير وجَبَتْ له الجَنَّة، فقال

جس مسلمان کے متعلق چار آدمی بھلائی کی گواہی دے دیں، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا

٦١٥. حدیث:

ابوالاسود فرماتے ہیں کہ میں مدینہ میں آیا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ لوگوں کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی تعریف کی، تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واجب ہوگئی۔ پھر ایک اور جنازہ گذرا تو لوگوں نے اس کا بھی ذکر خیر کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''واجب ہوگئی۔'' پھر تیسرا جنازہ گذرا تو لوگوں نے اس کی برائی کی۔ اس بار بھی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''واجب ہوگئی۔'' ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے امیر المومنین کیا چیز واجب ہوگئی؟ انھوں نے جواب دیا: میں نے وہی بات کہی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے: "جس مسلمان کے متعلق چار آدمی بھلائی کی گواہی دے دیں، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔'' ۔ ہم نے عرض کیا: اور تین لوگ (جس کے حق میں گواہی دیں) تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اور تین آدمی بھی۔'' ۔ ہم نے عرض کیا: اور دو لوگ (جس کے حق میں گواہی دیں)؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اور دو لوگ بھی۔" پھر ہم نے آپ ﷺ سے ایک شخص کے بارے میں نہیں پوچھا۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، اس وقت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ ان لوگوں نے میت کے لیے خیر وصلاح کی گواہی دی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے لیے یہ ثابت ہوگیا۔ پھر ایک دوسرا جنازہ گذرا تو لوگوں نے پہلے جنازہ کی طرح اس کے لیے بھی خیر وصلاح کی گواہی دی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے لیے یہ ثابت ہوگیا۔ پھر تیسرا جنازہ گذرا تو لوگوں نے اس کے لیے برے حال کی کی گواہی دی۔ تو اس پر بھی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے لیے یہ ثابت ہوگیا۔ ابو الاسود' عمر رضی اللہ عنہ کی بات سمجھ نہ سکے تو اس کے مفہوم کی وضاحت چاہی۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے وہی کہا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: جس مسلمان کے متعلق چار اچھے اور نیک لوگ یہ گواہی دے دیں کہ وہ اچھے اور نیک لوگوں میں سے ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ صحابہ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی تو اس شخص کے بارے میں پوچھا جس کے اچھے ہونے کی تین لوگ گواہی دیں؟ تو آپ صلی اللہ

الصحابة: ومن شهد له اثنان، هل يكون من أهل الجنَّة؟ قال: ومن شهد له اثنان وجَبَتْ له الجنَّة، ولم نسأله عَمَّن شَهِد له واحد من الناس بالخير أيدخل الجنَّة؟	علیہ وسلم نے فرمایا: اوراسی طرح اگراس کے اچھے ہونے کی تین لوگ گواہی دیں تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ صحابہ نے عرض کیا: کیاجس کے لیے دو لوگ گواہی دیں اس کے لیے بھی جنت ہے؟ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کے لیے دو گواہ ہوں تو اس کے لیے بھی جنت ہے۔ (راوی کہتے ہیں) اور ہم نے آپ سے اس شخص کے بارے میں دریافت نہیں کیا جس کے حق میں صرف ایک آدمی خیر کی گواہی دے کیا وہ جنت میں داخل ہوگا؟

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > الموت وأحكامه
الدعوة والحسبة > الدعوة إلى الله > فضل الإسلام ومحاسنه
راوي الحديث: رواه البخاري.
التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- وجَبَتْ : أي ثبت ما قيل عنه واستحق عليه الجزاء.

فوائد الحديث:

١. جواز الثناء على الميت بخلاف الحي؛ لأن فيه شهادة له عند الله تعالى بخلاف الحي، بخلاف الحي فإنه قد يكون سببا في الرياء أو الكبر، وغير ذلك من أمراض النفوس.
٢. المُعتبر في مثل هذه الشهادة أهل الفضل والصدق دون غيرهم من الفسقة والمنافقين، فإن شهادتهم مردودة عليهم.
٣. جواز ذكر المرء بما فيه من خَير أو شَرٍّ ولا يكون ذلك من الغِيبة.
٤. المؤمنون لا يختلفون في تقييم الرجال؛ لأنهم ينطلقون من أصل ثابت، وهو اعتبار أعمال الناس بالكتاب والسنة لا العكس ، ولذلك اعتبرت شهادة الأربعة والثلاثة والاثنين.
٥. جواز الشهادة قبل الاستشهاد، وقبولها قبل الاستفصال.
٦. جواز السؤال حال وجود الإشكال في كلام المتكلم.
٧. تأسي عمر-رضي الله عنه- بسنة رسول الله -صلى الله عليه وسلم.-

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧هـ. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. دليل الفالحين، تأليف: محمد بن علان، الناشر: دار الكتاب العربي، نسخة الكترونية، لا يوجد بها بيانات نشر. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، تأليف: أحمد بن محمد بن أبى بكر القسطلاني، الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر، الطبعة السابعة، ١٣٢٣هـ.

الرقم الموحد: (8870)

أيلعب بكتاب الله وأنا بين أظهركم؟

محمود بن لبید (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک آدمی کے متعلق خبر دی گئی کہ اس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دے دیں ہیں تو آپ ﷺ غضبناک ہوکر اٹھے اور فرمایا کہ "کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ کھلواڑ کیا جا رہا ہے جب کہ میں ابھی تمہارے درمیان موجود ہوں؟" یہاں تک کہ ایک آدمی نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میں اسے قتل نہ کردوں؟

٦١٦. الحديث:

عن محمود بن لبيد، قال: أُخبِر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن رجل طَلَّق امرأته ثلاث تَطْلِيقَات جميعًا، فقام غَضْبَان ثم قال: «أَيُلْعَبُ بكتاب الله وأنا بين أَظْهُرِكُم؟» حتى قام رجل وقال: يا رسول الله، ألا أقتله؟

٦١٦. حدیث:

محمود بن لبید (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک آدمی کے متعلق خبر دی گئی کہ اس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دے دیں ہیں تو آپ ﷺ غضبناک ہوکر اٹھے اور فرمایا "کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ کھلواڑ کیا جا رہا ہے جب کہ میں ابھی تمہارے درمیان موجود ہوں؟" یہاں تک کہ ایک آدمی نے کھڑے ہوکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اسے قتل نہ کردوں؟

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

أُخبِر النبي -عليه الصلاة والسلام- عن رجل أوقع ثلاث تطليقات على امرأته مجموعة لم يتخللها رجعة، فغضب -عليه الصلاة والسلام- من ذلك الفعل، واعتبر هذا من الاستهزاء بشرع الله واللعب بأحكامه، لأن المشروع للمسلم أن يطلق واحدة في طهر لم يجامع فيه، وأن يكون طلاقه مرة واحدة ليتمكن من المراجعة، فإذا جمعها كلها ضيق على نفسه، ولم يبقِ طريقا لإرجاع أهله، وعليه فجمع الطلقات الثلاث كلها يعتبر من الطلاق البدعي المحرم، مع ملاحظة ضعف الحديث، لكن معناه صحيح.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ کو اس آدمی کے متعلق خبر دی گئی جس نے اپنی بیوی کو بغیر کسی درمیانی رجعت و فرصت کے یک وقت تین طلاقیں دے دیں، نبی ﷺ اُس کے اِس فعل سے غصہ ہو گئے اور اس عمل کو اللہ کی شریعت کے ساتھ استہزا و مذاق اور اس کے احکام کے ساتھ کھلواڑ قرار دیا، کیوں کہ مسلمان کے لیے مشروع یہی ہے کہ وہ ایسے طہر میں ایک طلاق دے جس میں اُس نے بیوی سے ہمبستری نہ کی ہو اور یہ کہ وہ طلاق ایک ہی بار ہو، تاکہ رجوع کرنے میں گنجائش باقی رہے، پس اگر اس نے تینوں طلاقیں ایک ساتھ دے دیں تو اس نے خود پر وسعت کو تنگ کرلیا اور پھر اس کے لیے اپنی بیوی کو واپس لوٹانے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہے گی، اسی بنا پر یک وقت تین طلاقیں دینا بدعی اور حرام طلاق شمار ہوگی۔ مگر یاد رہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے مگر اس کا مفہوم صحیح ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > الطلاق > الطلاق السني والطلاق البدعي

راوي الحديث: رواه النسائي.

التخريج: محمود بن لبيد -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أيُلعب : أيلعب: مبني للمجهول، ومعناه: هل يُعبث بالأمر، أو يهزَأ بالدين، ويستخف به.
- كتاب الله : المراد به هنا أحكامه المأخوذة منه.
- بين أظهركم : والمعنى: أيلعب بأحكام الله، وأنا ما زلتُ معكم حيًّا.

فوائد الحديث:

١. شدة غيرة الصحابة -رضي الله عنهم- على دين الله وذلك ظاهر من إرادتهم قتل المتعجل في الطلاق.
٢. أن الطلقات الثلاث التي لم يتخللهن رجعة، ولا نكاح وكانت في مجلس واحد أنها طلاق بدعة محرمة.
٣. أن التلاعب بأحكام الله -تعالى-، وتعدي حدوده، من كبائر الذنوب، فإن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يغضب إلا على معصية كبيرة.
٤. التلاعب بكتاب الله -تعالى- وسنة رسوله -صلى الله عليه وسلم- حرام، ولو بعد وفاته -صلى الله عليه وسلم-، وإنما قال ذلك استغرابًا من سرعة تغير الأمور.
٥. جواز الإخبار عن المنكر ليبين الحكم الشرعي فيه.
٦. الغضب عند الموعظة.

المصادر والمراجع:

-سنن للنسائي, تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة, مكتب المطبوعات الإسلامية الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ - مشكاة المصابيح للتبريزي, المحقق: محمد ناصر الدين الألباني, المكتب الإسلامي, الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥ - غاية المرام في تخريج أحاديث الحلال والحرام، للشيخ الألباني. الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثالثة - ١٤٠٥ - منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ - توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧- - ذخيرة العقبى في شرح المجتبى.المؤلف: محمد بن علي بن آدم بن موسى الإثيوبي الوَلَّوِي - دار المعراج الدولية للنشر و دار آل بروم للنشر والتوزيع الطبعة: الأولى/ ١٤١٦ هـ - ١٩٩٦ م.

الرقم الموحد: (58139)

أيما امرأة أدخلت على قوم من ليس منهم فليست من الله في شيء، ولن يدخلها الله جنته، وأيما رجل جحد ولده، وهو ينظر إليه احتجب الله منه، وفضحه على رءوس الأولين والآخرين

جو عورت کسی قوم میں کسی غیر کو داخل کردے، جو ان میں سے نہ ہو تو وہ اللہ کے ہاں کوئی مقام نہیں رکھتی اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی جنت میں ہر گز داخل نہیں کرے گا۔ اور جس شخص نے اپنے بچے کا انکار کیا جب کہ بچہ اس کی طرف دیکھ رہا ہو، تو اللہ تعالیٰ اس سے حجاب فرمالے گا اور اولین و آخرین کے روبرو اسے رسوا کرے گا۔

٦١٧. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أنه سمع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول حين نزلت آية المتلاعنين: «أيَّما امرأة أدخلت على قوم من ليس منهم فليست من الله في شيء، ولن يدخلها الله جنته، وأيما رجل جحد ولده، وهو ينظر إليه، احتجب الله منه، وفضحه على رءوس الأولين والآخرين».

٦١٧. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب لعان کے متعلق آیت اتری تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "جو عورت کسی قوم میں کسی غیر کو داخل کر دے، جو ان میں سے نہ ہو تو وہ اللہ کے ہاں کوئی مقام نہیں رکھتی اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی جنت میں ہر گز داخل نہیں کرے گا۔ اور جس شخص نے اپنے بچے کا انکار کیا جب کہ بچہ اس کی طرف دیکھ رہا ہو، تو اللہ تعالیٰ اس سے حجاب فرما لے گا اور اولین و آخرین کے روبرو اسے رسوا کرے گا"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

يخبر الحديث عن عقوبات لأناس معينين، ومنهم أنَّ المرأة التي تدخل على فراش زوجها ولدا ليس منه بل من زناها مع آخر فإنها ليست مدركة لرحمة الله ورضوانه بل هي في سخطه، وذلك لعظم هذه الجريمة وهي إفساد الفراش واختلاط الأنساب، ومن تبرأ من ولده وهو يعرفه وجحد نسبه لم ينظر الله إليه يوم القيامة، وحرمه من النظر إليه وفضحه على رؤوس الخلائق يوم القيامة جزاءً على نكرانه لنسب ولده.

اجمالی معنی:

اس حدیث میں لعان کرنے والے لوگوں کی سزا کی وضاحت کی جا رہی ہے۔ ان میں سے ایک عورت ہے جو اپنے خاوند کے بستر پر کسی بچے کو جنم دیتی ہے اور وہ بچہ اس خاوند سے نہیں بلکہ کسی دوسرے کے ساتھ زنا کی وجہ سے پیدا ہوا ہو۔ ایسی عورت اللہ کی رحمت و رضامندی حاصل نہیں کر سکتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا شکار ہوگی۔ اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اس نے بہت بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے کہ جس میں فراش اور نسب کا اختلاط وارد ہوا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی بچے سے برأت کا اظہار کردے جب کہ اس کو پتہ بھی ہو (کہ وہ بچہ سچ مُچ اُسی کا ہے لیکن اس کے باوجود) اس کو نسب دینے سے انکار کردے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس بندے کی طرف دیکھے گا بھی نہیں۔ اس کی طرف دیکھنے کی حرمت اس کو قیامت کے دن تمام لوگوں کے سامنے بے نقاب کردے گی اور یہ اس کی اپنے بچے کے نسب سے انکاری ہونے کی سزا ہوگی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > اللعان
الفقه وأصوله > القضاء > الدعاوى والبيِّنات
راوي الحديث: رواه أبوداود وابن ماجه والنسائي.
التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- المتلاعنين : من اللعان وهو شرعًا: شهادات مؤكَّدات بأيمان من الزوجين، مقرونة بلعن، أو غضب وفيه رمي الزوجة بالزنا.
- أيما امرأة أدخلت على قوم من ليس منهم : بأن تنسب لزوجها ولداً من غيره.
- فليست من الله في شيء : أي من رحمته وعفوه.
- ولن يدخلها الله جنته : مع من يدخلها من المحسنين ابتداءً، بل يؤخرها أو يعذبها ما شاء ثم تدخلها إن كانت مؤمنة؛ لأن من عقيدة أهل السنة أنه لا يُحرم من دخول الجنة إلا الكافر.
- وأيما رجل جحد ولده : أنكره ونفاه.
- جنته : الجنة هي الدار التي أعد الله فيها من النعيم ما لا يخطر على بال لمن أطاعه.
- احتجب الله منه : حرمه من النظر إليه يوم القيامة.

فوائد الحديث:

١. الويل العظيم، والعقاب الأليم لامرأة خانت، ومكنت رجلاً أجنبيًّا من نفسها، فحملت منه، فنسبت هذا الولد إلى زوجها وإلى أسرته، وأصبح كأنه منهم، وهو ليس منهم.

٢. هذه المرأة يلحقها من وعيد الله -تعالى- أن الله بريء منها، فليست منه في شيء، وأن الله يحرمها جنته.

٣. يلحق الغضب والعذاب من علم أن الولد ولده، ولكنه نفاه وتبرأ منه، فقطع نسب هذا الولد، وأصبح مكروها مشردا، ومفتضحًا خجلًا أمام الناس، فكان الجزاء من جنس العمل؛ ففضحه الله يوم القيامة على رؤوس الخلائق من الأولين والآخرين.

٤. تبرؤ الإنسان من ولده من كبائر الذنوب لترتب هذه العقوبة العظيمة عليه.

٥. تبرؤ الإنسان من ولده إذا لم يكن عنده يقين أنه منه لا تترتب هذه العقوبة لقوله: "وهو ينظر إليه".

٦. في الحديث أن الإنسان إذا أقر بالولد ثبت نسبه منه ولا يمكن نفيه أبداً.

٧. الشارع الحكيم له تَشَوُّف إلى حفظ الأنساب، وإلحاق الفروع بالأصول قال تعالى: {يا أيها الناس إنا خلقناكم من ذكر وأنثى وجعلناكم شعوبا وقبائل لتعارفوا} [الحجرات: ١٣].

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود - تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. سنن للنسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، الناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب،الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ – ١٩٨٦. سنن ابن ماجه : تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام: تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧. مرقاة المفاتيح :علي بن سلطان محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري - دار الفكر، بيروت – لبنان الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م. التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِيرِ/ محمد بن إسماعيل الصنعاني، أبو إبراهيم، عز الدين، المعروف كأسلافه بالأمير المحقق: د. محمَّد إسحاق محمَّد إبراهيم مكتبة دار السلام، الرياض -الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ- ٢٠١١ م. ضعيف أبي داود – الأم/محمد ناصر الدين الألباني - مؤسسة غراس للنشر و التوزيع – الكويت- الطبعة : الأولى - ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (58159)

أيما امرأة نكحت على صداق أو حباء أو عدة، قبل عصمة النكاح فهو لها، وما كان بعد عصمة النكاح فهو لمن أعطيه، وأحق ما أكرم عليه الرجل ابنته أو أخته

جس عورت نے کسی مہر، عطیہ یا کسی وعدے کے بدلے نکاح کیا، تو نکاح سے قبل ملنے والی چیز عورت کی ملکیت ہوگی۔ اور جو کچھ نکاح کے بعد دیا گیا جائے، وہ اس کی ملکیت ہوگا، جسے دیا گیا ہے۔ اور آدمی جس چیز کے باعث سب سے زیادہ تکریم کا حق دار ہوتا ہے، وہ اس کی بیٹی یا بہن ہے

٦١٨. الحديث:

عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «أيما امرأة نَكحت على صَداق أو حِباء أو عِدَة، قبل عِصمة النكاح، فهو لها، وما كان بعد عِصمة النكاح، فهو لمن أُعطيه، وأحق ما أُكرم عليه الرجل ابنتُه أو أختُه»

٦١٨. حدیث:

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس عورت نے کسی مہر عطیہ یا کسی وعدے کے بدلے نکاح کیا، تو نکاح سے قبل ملنے والی چیز عورت کی ملکیت ہوگی۔ اور جو کچھ نکاح کے بعد دیا گیا جائے، وہ اس کی ملکیت میں ہوگا، جسے دیا گیا ہے۔ اور آدمی جس چیز کے باعث سب سے زیادہ تکریم کا حق دار ہوتا ہے، وہ اس کی بیٹی یا بہن ہے"۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث أنَّ أي امرأةٍ تزوَّجت على صداق، وهو المهرُ، أو حِبَاءٍ، وهي العطية المعطاة لقريب الزوجة، أو عِدَةٍ، وهو ما يعِد به الزوج، وإن لم يُحضِره، إن كانت هذه الأشياء الثلاثة ونحوها من الهدايا والعطايا قد قدمت قبل عقد النكاح، فهو للزوجة لا لغيرها، ولو سمي باسم غيرها من أقاربها، ذلك أنَّه لم يُعط، ولم يقدَّم إلاَّ لأجل النكاح المنتظر. أما ما يقدم بعد عقد النكاح لغير الزوجة من أقاربها من أبٍ، أو أخٍ، أو عمٍّ، أو غيرهم، فهو لمن أعطيه؛ ذلك أنَّ عقد النكاح قد تمَّ، ولم يبق شيءٌ يُحابى من أجله، وإكرام أصهار الرجل أمرٌ مألوفٌ، ومحبوبٌ، ومرغبٌ فيه؛ فقد أصبحوا أقارب، والصلة بين الأقارب مشروعة. مع ملاحظة أن الحديث ضعيف، وهذا الشرح للعلم بمعناه.

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو عورت "صداق" یعنی مہر، "حباء" یعنی وہ تحفہ جو بیوی کے کسی قریبی کو دیا جائے یا شوہر کی جانب سے کیے گئے وعدے پر شادی کرے، گرچہ اس کی ادائیگی نہ ہوئی ہو؛ اگر یہ تینوں اشیا اور ان جیسے دیگر تحفے تحائف شادی سے پہلے پیش کر دیے گئے ہوں، تو یہ بیوی کی ملکیت ہوں گے، کسی اور کی نہیں؛ گرچہ یہ اس کی بجائے اس کے اقارب کے نام سے ہی کیوں نہ دیے گئے ہوں۔ کیوں کہ یہ ساری چیزیں نکاح منتظر کی وجہ سے ہی پیش کی گئی ہیں۔ ہاں گر شادی کے بعد شوہر بیوی کے علاوہ اس کے رشتہ داروں کو کچھ دے، مثلاً اس کے باپ، بھائی، چچا یا کسی اور کو کچھ دے، تو وہ اسی کا ہوگا جسے اس نے دیا ہے؛ کیوں کہ اب نکاح مکمل ہو چکا ہے اور قربت کی کوئی وجہ باقی نہیں رہی۔ آدمی کا اپنے سسرالی رشتے داروں کی عزت و تکریم کرنا محبوب و مرغوب اور پسندیدہ چیز ہے؛ کیوں کہ وہ اب رشتے دار بن چکے اور رشتے دار کے مابین صلہ رحمی مشروع ہے۔ واضح رہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ صرف اس کے مفہوم کی وضاحت و جان کاری کے لیے یہ تشریح کر دی گئی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > الصداق

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- أيَّما : اسمٌ مبهمٌ، متضمنٌ معنى الشرط، نحو: أي امرأة.

- حِبَاء : بكسر الحاء، وفتح الباء ممدودًا، هو ما تُعطاه المرأة زيادةً على مهرها.
- عدة : بكسر العين المهملة، ما وعد به الزوجُ زوجته، وإن لم يُحْضِرهُ.
- عِصمة النكاح : عقد النكاح.
- فَهُوَ لَهَا : للزوجة.
- فهو لِمَن أُعطيه : فالحباء ونحوه لمن أعطاه الزوج، من أولياء الزوجة.

فوائد الحديث:

١. أن ما سماه الزوج قبل عقد النكاح فهو للزوجة وإن كان تسميته لغيرها من أب أو أخ.
٢. لا يجوز لولي أمر الزوجة أن يختص بمهرها لنفسه ولا يحل للزوج أن يعطيه إيَّاه.
٣. ما يُهدى بعد عقد النكاح فهو لمن أُهدي له، سواء كان وليًّا أو غير ولي.
٤. مشروعية صلة أقارب الزوجة وإكرامهم والإحسان إليهم، وأن ذلك حلال لهم.
٥. أن الصداق يصح بالقليل والكثير لقوله -عليه الصلاة والسلام-: (على صداق) فهو نكرة في سياق الشرط فيعم القليل والكثير.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود , ت: محمد محي الدين, المكتبة العصرية . - سنن للنسائي, تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة, مكتب المطبوعات الإسلامية الطبعة: الثانية، ١٤٠٦. - سنن ابن ماجه المؤلف: ت: محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء الكتب العربية. - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. - ضعيف أبي داود - الأم للألباني , مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتبَة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. - فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧. - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م. - شرح سنن النسائي المسمى «ذخيرة العقبى في شرح المجتبى» للإثيوبي, دار آل بروم , الطبعة: الأولى. - نيل الأوطار للشوكاني , ت: عصام الدين الصبابطي, دار الحديث، الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ - البدرُ التمام شرح بلوغ المرام للمَغرِبي, ت: علي بن عبد الله الزبن, دار هجر, الطبعة: الأولى ١٤٢٨ هـ.

الرقم الموحد: (58105)

أيما امرأة نكحت وبها برص أو جنون أو جذام أو قرن، فزوجها بالخيار ما لم يمسها، إن شاء أمسك، وإن شاء طلق، وإن مسها فلها المهر بما استحل من فرجها	جس خاتون نے شادی کی، درآں حالیکہ اسے برص، پاگل پن، کوڑھ یا قرن کی بیماری (اندام نہانی سے متعلق عورت کی ایک خاص بیماری) ہو، تو خاوند کو جب تک وہ اس سے جماع نہ کرلے، اختیار ہے، چاہے تو اسے رکھے اور چاہے تو طلاق دے دے۔ اور اگر اس عورت کے ساتھ ہم بستری کرلی ہے، تو عورت کے لیے مہر ہے کہ جس کے بدلے مرد نے عورت کی شرم گاہ کو حلال کیا ہے۔
٦١٩. الحديث: عن الشعبي قال: قال علي رضي الله عنه: «أَيُّمَا امرأة نكحت وبها بَرَصٌ, أو جُنُونٌ, أو جُذَامٌ, أو قَرَنٌ فزوجها بالخيار ما لم يَمَسَّهَا، إن شاء أمسك، وإن شاء طلق، وإن مَسَّهَا فلها المَهْرُ بما اسْتَحَلَّ من فرجها».	**٦١٩. حدیث:** شعبی کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس خاتون نے شادی کی، درآں حالیکہ اسے برص، پاگل پن، کوڑھ یا قرن کی بیماری (اندام نہانی سے متعلق عورت کی ایک خاص بیماری) ہو، تو خاوند جب تک اس سے جماع نہ کر لے، اسے اختیار ہے؛ چاہے تو اسے رکھے اور چاہے تو طلاق دے دے۔ اور اگر اس عورت کے ساتھ ہم بستری کرلی ہے، تو عورت کے لیے مہر ہے کہ جس کے بدلے مرد نے اس کی شرم گاہ کو حلال کیا ہے“۔
درجة الحديث: لم أجد حكمًا عليه في كتب الشيخ الألباني، وإسناده منقطع فهو ضعيف	**حدیث کا درجہ:**
المعنى الإجمالي: في هذا الأثر بيان أن البَرَص والجنون والجُذام والقَرَن عيوب يفسخ بها النكاح، لأنها عيوب تمنع من دوام العشرة بين الرجل وأهله، ولا يستطيع جماعها بسببها، وأن خيار الفسخ راجع للزوج إن شاء أمسك أو طلَّق، ويرجع له المهر إلا أن يكون قد دخل بها وجامعها؛ فلا مهر له.	**اجمالی معنی:** اس اثر میں اس بات کا بیان ہے کہ برص، جنون، کوڑھ اور قرن ایسے عیوب ہیں، جن کی وجہ سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے؛ اس لیے کہ یہ ایسے عیوب ہیں جو مرد و زن کی ازدواجی زندگی کے قیام سے مانع ہیں اور مرد ان کی وجہ سے مجامعت نہیں کر سکتا۔ ایسے میں شادی فسخ (توڑنے) کرنے کا اختیار شوہر کو حاصل رہتا ہے؛ چاہے تو اسے زوجیت میں رکھے اور چاہے تو طلاق دے دے۔ اسے مہر بھی واپس مل جائے گا، الا یہ کہ دخول و جماع کرلیا ہو۔ اس صورت میں اسے مہر (واپس) نہیں ملے گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > العيوب في النكاح

راوي الحديث: رواه سعيد بن منصور وعبد الرزاق والبيهقي موقوفًا على علي -رضي الله عنه.-

التخريج: الشعبي -رحمه الله-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- برص : هو بياضٌ في الجسد يكون من أثر علَّة.
- جنون : زوال العقل أو فساده.
- جذام : علَّة تتآكل منها الأعضاء وتتساقط، وهو من الأمراض المُعدية.
- قَرَنٌ : هو ورمٌ مدور، يخرج من رحم المرأة، فيكون بين مسلكيها يمنع الجِمَاع أو كماله.

• يمسها : كنايةٌ عن الجماع واستمتاعه بها.

فوائد الحديث:

١. صحة عقد النكاح، مع وجود العيب في أحد الزوجين، ولو لم يعلم عنه الزوج الآخر، ذلك أنَّ العيب لا يعود على أصل العقد، ولا على شرط من شروط صحته، ولكن يثبت معه الخيار.

٢. إثبات خيار العيب للزوج الذي لم يعلم بعيب صاحبه إلاَّ بعد العقد، ولم يرض به، فيثبت له حق فسخ النكاح.

٣. الفسخ إن كان قبل الدخول فلا مهر للزوجة المعيبة، ولا متعة لها.

٤. فيه بيان أنواع من العيوب هي: البرص، والجذام، والجنون. وألحق بها العلماء العيوب المنفرة من العشرة بين الزوجين كالقروح السيالة والروائح المستديمة.

٥. أنَّ العيب إذا لم يعلم به إلاَّ بعد الدخول أو الخلوة، فإنَّ لها الصداق.

المصادر والمراجع:

-الفتح الرباني لترتيب مسند الإمام أحمد بن حنبل الشيباني، للساعاتي. الناشر: دار إحياء التراث العربي. الطبعة: الثانية. - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتبَة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - سنن سعيد بن منصور، المحقق: حبيب الرحمن الأعظمي. الناشر: الدار السلفية – الهند.الطبعة: الأولى، ١٤٠٣هـ-١٩٨٢م السنن الكبرى للبيهقي - المحقق: محمد عبد القادر عطا- دار الكتب العلمية، بيروت – لبنات الطبعة: الثالثة، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٣ م التحجيل في تخريج ما لم يخرج من الأحاديث والآثار في إرواء الغليل /عبد العزيز بن مرزوق الطّريفي- مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، الرياض الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ هـ - ٢٠٠١ م.

الرقم الموحد: (58088)

أيها الناس تأكلون شَجَرَتين ما أَرَاهُما إلا خَبِيثَتَيْن: البَصَل، والثُّوم

٦٢٠. الحديث:

عن عمر بن الخطاب -رضي الله عنه-: أنه خَطب يوم الجمعة فقال في خُطْبَته: ثم إنكم أيها الناس تأكلون شَجَرَتين ما أَرَاهُما إلا خَبِيثَتَيْن: البَصَل، والثُّوم. لقد رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا وجَد رِيحَهُمَا من الرَّجُل في المسجد أَمَرَ به، فأُخرج إلى البَقِيع، فمن أَكَلَهُمَا فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يخبر عمر -رضي الله عنه- من حضر الخطبة بأنهم "يأكلون من شجرتين خَبِيثَتَيْن: البصل والثوم" والمراد بالخُبث هنا: النتانة، والعرب تطلق الخبيث على كل مذموم ومكروه من قول أو فعل أو مال أو طعام أو شخص، ويدل لذلك حديث جابر -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم-: (من أكل من هذه الشجرة المُنْتِنَة، فلا يَقْرَبَنَّ مسجدنا) رواه مسلم. "البَصَل، والثُّوم" وكل ما له رائحة كريهة كالفِجْل والكُراث وغير ذلك لاسيما التُّتَن والتَّبْغ والسيجارة، وإنما خص الثوم والبصل بالذِّكر لكثرة أكلهما، ونص على الكراث في حديث جابر بن عبد الله -رضي الله عنه- عند مسلم. "إذا وجَد رِيحَهُمَا من الرَّجُل في المسجد أَمَرَ به، فأُخرج إلى البَقِيع" كان النبي -صلى الله عليه وسلم- لا يكتفي بإخراجه من المسجد، بل يبعده عن المسجد حتى يوصله إلى البقيع، تعزيرا له؛ لأن ذلك مما يتأذى منه الناس وكذا الملائكة فإنها تتأذى منه، كما في الحديث الصحيح. "فمن أَكَلَهُمَا، فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا" المعنى: أن من أحب أن يأكلهما فليمتهما طبخا؛ لأن الطبخ يذهب رائحتها الكريهة، وإذا ذهبت الرائحة جاز دخول المسجد بعد ذلك لانتفاء العلة، وفي حديث معاوية بن قرة عن

لوگو! تم دو پودے ایسے کھاتے ہو جنہیں میں خبیث (بدبودار و مکروہ) سمجھتا ہوں - یہ پودے لہسن اور پیاز ہیں۔

٦٢٠. حدیث:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ جمعہ کے دن لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: لوگو! تم دو پودے ایسے کھاتے ہو جنہیں میں خبیث (بدبودار و مکروہ) سمجھتا ہوں۔ یہ پودے لہسن اور پیاز ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ جب آپ مسجد میں کسی سے ان کی بو محسوس کرتے تو آپ ﷺ کے حکم سے اسے بقیع کی طرف نکال دیا جاتا۔ چنانچہ جو کوئی انہیں کھائے، اسے چاہیے کہ انھیں پکا کر ان کی بو ختم کر لے۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: عمر رضی اللہ عنہ خطبہ کے حاضرین کو بتا رہے ہیں کہ وہ دو مکروہ پودوں یعنی پیاز اور لہسن کو کھاتے ہیں۔ یہاں "خُبث" سے مراد بدبو ہے۔ عرب لوگ "خبیث" کے لفظ کا اطلاق ہر برے اور ناپسند قول و فعل، مال، کھانے یا شخص پر کرتے ہیں۔ اس پر جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث دلالت کرتی ہے جس میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ بدبودار پودا کھائے وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ (مسلم) یعنی "البَصَل، والثُّوم" (پیاز اور لہسن) اور ہر وہ شے جو بدبودار ہو جیسے مولی، کراث وغیرہ اور خاص طور پر تمباکو اور سگریٹ۔ لہسن اور پیاز کو بطور خاص ذکر کیا گیا کیونکہ کھانے میں ان کا بہت زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ بلکہ مسلم شریف میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں تو کُراث کا صراحتاً ذکر کیا گیا ہے۔ "جب آپ ﷺ کو کسی آدمی سے ان دونوں پودوں کی بو آتی تو آپ ﷺ کے حکم سے اسے بقیع کی طرف نکال دیا جاتا۔" کیونکہ اس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اور اسی طرح فرشتوں کو بھی اس سے تکلیف ہوتی ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے۔ "البقیع"۔ یعنی نبی ﷺ نے اسے مسجد سے نکالنے پر اکتفا نہ کرتے بلکہ بطورِ سزا اسے مسجد سے دور بقیع تک پہنچا دیتے۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دور میں دیکھتا کہ اگر کسی شخص سے بو آتی تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بقیع کی طرف نکال دیا جاتا۔ "فمن أكلهما، فليُمِتْهما طبخًا"۔ یعنی جو انہیں کھانا چاہتا ہے وہ انہیں پکا کر ان کی بو مار دے۔ کیونکہ پکانے سے ان کی بدبو جاتی رہتی ہے اور بو ختم ہو جانے کے بعد مسجد میں آنا جائز ہے کیونکہ ممانعت کی علت باقی نہیں رہتی۔ معاویہ بن قرۃ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی

أبيه عن النبي -صلى الله عليه وسلم- مرفوعا: "إن كنتم لا بد آكليهما فأميتوهما طبخا"رواه أبو داود، ومحل إماتتهما طبخا : إذا أراد دخول المسجد للصلاة أو لغير الصلاة ، أما إذا لم يكن وقت صلاة أو ليس في وقت صلاة فلا بأس من أكلهما نيئًا؛ لإباحة أكلهما وإنما جاء الأمر بالطبخ للتأذي.

ﷺ نے فرمایا : "اگر تمہیں ان کو کھانا ہی ہو تو پکا کران کی بو کو ماردو"۔ اس حدیث کو ابو داؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ یہ نبی ﷺ سے ثابت سنت ہے۔ پکا کر ان کی بو مارنے کا حکم اس وقت کے لیے ہے جب اس کا نماز یا نماز کے علاوہ کسی اور غرض سے مسجد میں آنے کا ارادہ ہو۔ تاہم اگر نماز کا وقت نہ ہو تو پھر ان کو کچا کھا لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ان کو کھانا تو مباح ہے۔ پکانے کا حکم صرف اس لیے ہے کہ (کچا کھانے سے بدبو پیدا ہوتی ہے اور آس پاس کے لوگوں کو) اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ دیکھیے : إكمال المعلم (٥٠٠/٢)، مرقاة المفاتيح (٦١٧/٢)، مرعاة المفاتيح (٤٤٨/، ٤٤٩) اور شرح رياض الصالحين لابن عثيمين (٤٤٧/٦)۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > فضل صلاة الجماعة وأحكامها

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عمرُ بنُ الخطَّاب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- ما أَرَاهُما : لا أعلمها.
- خَبِيثَتَيْن : يطلق الخَبِيْثُ على الحرام، كالزنا وعلى الرَّدِيء المُسْتَكْرَه طَعمُه أو ريحه كالثوم والبصل، ومنه الخبائث التي كانت العرب تَسْتَخْبِثُها، كالحية والعقرب.
- البَقِيع : مقبرة أهل المدينة المنورة، وهي اليوم داخل المدينة المنورة بجوار المسجد النبوي الشريف شرقًا.
- فَلْيُمِتْهُمَا طَبخا : من أراد أكلها فَلْيُمِتْ رائحتها ويذهبه بالطبخ.

فوائد الحديث:

١. النهي عن أكل البصل والثُّوم عند الحضور إلى المسجد؛ لأن رائحتهما خبيثة، ويلحق بهما كل ما له رائحة كريهة كرائحة أسنان أو بَخَر في الفم أو رائحة دخان وما أشبه ذلك؛ لأن العلة قائمة وهي تأذي الملائكة بالروائح الكريهة.
٢. أن البَصَل والثُّوم تذهب رائحتهما بالطبخ ولا بأس عند ذلك من حضور المسجد وشهود الجماعات.
٣. الملائكة تتأذى مما يتأذى منه بنو آدم، فينبغي للمسلم أن يكون طيب الرائحة عند حضور أماكن العبادة ومجامع الناس.
٤. حرص الإسلام على تآلف المسلمين، وإبعاد كل ما من شَأنه تنفيرهم أو تفريق جماعتهم.
٥. إزالة المنكر باليد لمن أمْكَنه ذلك.
٦. على ولاة الأمر أن يقوموا بمراقبة المساجد، ويعتنوا بنظافتها، ويوجهوا الناس إلى ذلك.
٧. حرص عمر -رضي الله عنه- على طهارة المسجد.
٨. بيان حرص الإسلام على النظافة الشخصية.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ الطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـ كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨ هـ- ١٩٩٧م صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ إكمال المعلم بفوائد مسلم، تأليف: عياض بن موسى بن عياض، تحقيق: د/ يحيى بن اسماعيل، الناشر: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع* الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢ هـ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح،

تأليف: عبيد الله بن محمد المباركفوري، الناشر: إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الطبعة: الثالثة - ١٤٠٤ هـ شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة: ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (8953)

أيها الناس، إنكم منفرون، فمن صلى بالناس فليخفف، فإن فيهم المريض، والضعيف، وذا الحاجة

اے لوگو! تم میں سے بعض (دوسروں کو نماز سے) متنفر کرنے والے ہیں۔ دیکھو جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ ہلکی پڑھائے، کیوں کہ ان میں بیمار، کمزور اور حاجت مند لوگ ہوتے ہیں

٦٢١. الحديث:

عن أبي مسعود الأنصاري -رضي الله عنه- قال: قال رجل يا رسول الله، لا أكاد أدرك الصلاة مما يطول بنا فلان، فما رأيت النبي -صلى الله عليه وسلم- في موعظة أشد غضبا من يومئذ، فقال: «أيها الناس، إنكم منفرون، فمن صلى بالناس فليخفف، فإن فيهم المريض، والضعيف، وذا الحاجة».

٦٢١. حدیث:

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے (آکر) کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہوسکتا ہے کہ میں نماز (جماعت کے ساتھ) نہ پاسکوں کیوں کہ فلاں شخص ہمیں (بہت) طویل نماز پڑھایا کرتا ہے، (ابو مسعود کہتے ہیں کہ) اس دن سے زیادہ میں نے کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ و نصیحت کے دوران اتنا غضب ناک نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! تم میں سے بعض (دوسروں کو نماز سے) متنفر کرنے والے ہیں۔ دیکھو جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ ہلکی پڑھائے، کیوں کہ ان میں بیمار، کمزور اور حاجت مند لوگ ہوتے ہیں۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اشتكى رجل للنبي -صلى الله عليه وسلم- أنه يتأخر عن صلاة الجماعة أحيانا بسبب تطويل الإمام، فغضب النبي -صلى الله عليه وسلم- غضبا شديدا، ثم وعظ الناس وأخبرهم أن منهم من ينفر الناس في الصلاة، وأمر -صلى الله عليه وسلم- الإمام بالتخفيف فيها، لتتيسر وتسهل على المأمومين، فيخرجوا منها وهم لها راغبون، ولأن في المأمومين من لا يطيق التطويل، إما لعجزه، أو مرضه أو حاجته. فإن كان المصلي منفردا فليطول ما شاء؛ لأنه لا يضر أحداً بذلك.

اجمالی معنی:

ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ وہ امام کے لمبی نماز پڑھانے کی وجہ سے کبھی کبھار جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے سے پیچھے رہ جاتے ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم شدید غصہ ہوئے اور لوگوں کو نصیحت کی اور خبر دی کہ ان میں سے بعض لوگ نماز سے لوگوں کو نفرت دلانے والے ہیں، اور امام کو حکم دیا کہ وہ ہلکی نماز پڑھائے تاکہ مقتدیوں کو آسانی اور سہولت ہو اور جب وہ نماز سے فارغ ہوں تو ان کی چاہت نماز کے لیے ابھی باقی ہو۔ اور اس لیے کہ مقتدیوں میں بہت سے لوگ کمزوری یا بیماری یا کسی حاجت کی وجہ سے لمبی نماز ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اگر نمازی اکیلا ہو تو جتنی لمبی چاہے ادا کرے کیوں کہ اس سے دوسرے کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام الإمام والمأموم

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو مسعود عقبة بن عمرو البدري الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- فليخفف : أي: القراءة والركوع والسجود وغير ذلك من الأقوال والأفعال الذي لا يبلغ حد الإخلال بالصلاة.
- الضعيف : المراد به: ضعيف الخلقة؛ من مرضٍ، أو كبرٍ، أو نحافةٍ، وغيرها.
- وذا الحاجة : أي: صاحب الحاجة، وهو المحتاج للتخفيف لحاجة له، والغالب أنها أمور الدنيا، كما في قصة الرجل.

فوائد الحديث:

١. استحباب تخفيف الصلاة، إذا أمَّ الناس، والحكمة في ذلك وجود الصغير والكبير والضعيف، ممن لا يطيقون إطالة الصلاة، وكذلك صاحب الحاجة.

٢. أنَّه لو كان العدد محدودًا، وآثروا التطويل، أنَّه جائز؛ لأنَّهم أصحاب الحق في ذلك، وقد جاءت الرغبة منهم، فلا بأس إذن بالتطويل.

٣. إذا صلَّى وحده، فليصل ما شاء؛ لأنَّ ذلك راجع إلى رغبته ونشاطه، وينبغي تقييده بما لا ينشغل به عن الواجبات.

٤. مراعاة الضعفاء والعجزة في جميع الأمور، التي يشاركهم فيها الأقوياء؛ سواء في الأمور الدينية، أو الاجتماعية؛ لأنَّه الذي يجب مراعاته والعمل به.

٥. التخفيف فيه مصالح منها:١ ـ الرفق بمن وراء الإمام. ٢ ـ تأليف الناس وتحبيب الصلاة إليهم. ٣ ـ دعوتهم إلى المواظبة على صلاة الجماعة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة، (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، ط١ ، ١٤٢٨هـ.

الرقم الموحد: (11295)

أيها الناس، إنه لم يبق من مبشرات النبوة إلا الرؤيا الصالحة، يراها المسلم، أو ترى له، ألا وإني نهيت أن أقرأ القرآن راكعا أو ساجدا

لوگو! نبوت کی بشارتوں میں سے اب صرف سچے خواب باقی رہ گئے ہیں، جو مسلمان خود دیکھے گا یا اس کے لیے (کسی دوسرے کو) دکھایا جائے گا۔ خبردار رہو! بلاشبہ مجھے رکوع اور سجدے کی حالت میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے؛ جہاں تک رکوع کا تعلق ہے اس میں اپنے رب عزوجل کی عظمت بیان کرو اور جہاں تک سجدے کا تعلق ہے، اس میں خوب دعا کرو، یہ اس لائق ہے کہ تمھارے حق میں قبول کرلی جائے۔"

٦٢٢. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- قال: كَشف رسول الله -صلى الله عليه وسلم- السِّتَارة والناس صُفوف خَلف أبي بَكر، فقال: «أيها الناس، إنه لم يَبْق من مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إلا الُّرؤيا الصَّالحة، يَراها المُسلم، أو تُرى له، ألا وإنِّي نُهيت أن أقْرَأ القرآن راكِعا أو ساجِدا، فأما الرُّكوع فعظِّموا فيه الرَّب -عز وجل-، وأما السُّجود فَاجْتَهِدُوا في الدُّعاء، فَقَمِنٌ أن يُستَجاب لكم».

٦٢٢. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پردہ اٹھایا، (اس وقت) لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف بستہ تھے۔ آپ نے فرمایا: "لوگو! نبوت کی بشارتوں میں سے اب صرف سچے خواب باقی رہ گئے ہیں، جو مسلمان خود دیکھے گا یا اس کے لیے (کسی دوسرے کو) دکھایا جائے گا۔ خبردار رہو! بلاشبہ مجھے رکوع اور سجدے کی حالت میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے، جہاں تک رکوع کا تعلق ہے، اس میں اپنے رب عزوجل کی عظمت بیان کرو اور جہاں تک سجدے کا تعلق ہے، اس میں خوب دعا کرو، یہ اس لائق ہے کہ تمھارے حق میں قبول کرلی جائے۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كَشف رسول الله -صلى الله عليه وسلم- - السِّتر الذي يكون على باب البيت والدَّار والناس صُفوف خَلف أبي بَكر -رضي الله عنه- يصلُّون جماعة، ولم يتمكن من الصلاة بهم بسبب مرض النبي -صلى الله عليه وسلم- فأمر أبا بَكر أن يُصلِّ بالناس. فقال: "أيها الناس، إنه لم يَبْق من مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إلا الُّرؤيا الصَّالحة" فبعد موت النبي -صلى الله عليه وسلم- وانقطاع الوَحي لم يبق إلا الرُّؤيا الصالحة، أي الحسنة أو الصحيحة المطابقة للواقع، فيراها أهل الإيمان فيستبشرون ويسرون بها ويزادون ثباتا على ثباتهم، وكونها من النبوة؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- مكث في أول نبوته يرى الرؤيا فتقع كفلق الصبح، فهي من أجزاء نبوته -عليه الصلاة والسلام-. وقوله: " إلا المُبَشِّرَاتُ " التَّعبير

اجمالی معنی:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پردہ اٹھایا، جو آپ کے گھر کے دروازے اور دیوار پر لٹک رہا تھا، لوگ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے صفوں میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیماری کی وجہ سے لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکتے تھے۔ آپ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ آپ نے فرمایا "اَيها الناس، إنہ لم يَبْق من مُبَشِّراتِ النُّبُوَّةِ إلا الُّرؤيا الصالحۃ" یعنی آپ کی موت اور وحی کے منقطع ہونے کے بعد نبوت کے بشرات میں سے صرف سچے خواب باقی رہیں گے، جسے اہلِ ایمان دیکھتے ہیں، خوش خبری حاصل کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور ان کی ثابت قدمی میں اضافہ ہوتا ہے۔ خوابوں کا نبوت میں سے ہونا اس لیے ہے کہ ابتداے نبوت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب دیکھا کرتے تھے، جو صبح کی روشنی کی طرح واقع ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اجزا میں سے ہے۔ "إلا المُبَشِّراتُ" بشرات سے تعبیر کرنا اکثر اور غالب کے اعتبار سے ہے۔ ورنہ کچھ خواب اللہ کی طرف سے ڈرانے کے لیے بھی ہوتے ہیں۔ وہ سچے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مومن کو دکھاتا ہے؛

بالمُبَشِرَاتِ: جرى على الغالب، وإلا فإن من الرُّؤيا ما تكون إنذارًا من الله وهي صادقة يُريها الله المؤمن رفقاً به ليستعد لما يقع قبل وقوعه. فعلى هذا تكون الرؤيا الصَّالحة، إما بِشَارة للمؤمن أو تنبيه له عن غَفْلَة. وقوله: "يَراها المُسلم، أو تُرى له" معناه: سَواء رآها المُسلم بنفسه أو رآها غيره له. وقوله: "ألا وإنِّي نُهيت أن أقْرَأ القرآن راكِعا أو ساجِدا" معناه: أن الله تعالى نهى نبيه -صلى الله عليه وسلم- أن يقرأ القرآن في حال الركوع أو السُّجود، وما نُهي عنه -صلى الله عليه وسلم- فالأصل أنَّ أمَّته تبعٌ له إلا بدليل يدل على خصوصيته -صلى الله عليه وسلم-، هذا إذا قَصد التِّلاوة في ركوعه أو سجوده، أي: قصد قراءة القرآن أما إذا قصد الدعاء فلا حرج عليه، وفي الحديث : (وإنما لكل امْرى ما نوى). والحكمة من النَّهي -والله أعلم- أن الرُّكوع والسُّجود هما حالتا ذُل وخُضوع، ثم إن السُّجود يكون على الأرض فلا يَليق بالقرآن أن يُقرأ في مثل هذه الحال. وقوله: "فأما الرُّكوع فعظِّموا فيه الرَّب عز وجل" أي قولوا: سبحان ربي العظيم، ونحوه من التسبيحات والتمجيدات الواردة في الركوع. وقوله: "وأما السُّجود فَاجْتَهِدُوا في الدُّعاء" يعني: ينبغي للمصلِّي أن يُكثر من الدُّعاء حال السُّجود؛ لأنه من المواضع التي يُستجاب فيها الدعاء، وقد ثبت في مسلم عنه -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: (أقرب ما يكون العَبد من ربِّه وهو ساجد فأكثروا الدعاء)، لكن مع قول: سبحان ربي الأعلى؛ لأنه واجب. وقوله: "فَقَمِنٌ أن يُستَجاب لكم" أي حَريٌّ أن يُستجاب لدعائكم؛ لأن أقرب ما يكون العَبد من ربِّه وهو ساجد، ومحل استحباب إطالة الدُّعاء وكثرته: إذا كان الإنسان يُصلي منفردا أو في جماعة يستحبون الإطالة.

تاکہ وہ اس سے پہلے اس کی تیاری کرلے۔ لہٰذا سچے خواب یا تو مؤمن کے لیے خوش خبری ہوتے ہیں یا اسے غفلت سے بیدار کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔ "يَرَاهَا الْمُسْلِمُ، أَوْ تُرَى لَهُ" یعنی مسلمان خود دیکھے یا کوئی اور دیکھے۔ "أَلَا وَإِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا" یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو رکوع اور سجود کی حالت میں قرآن کی تلاوت کرنے سے روکا ہے، جس چیز سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو روکا جائے، وہ اصل میں اس لیے ہے کہ امت آپ کی اتباع کرے، ہاں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہونے پر دلیل موجود ہو، تو امت کے لیے اتباع ضروری نہیں۔ یہ اس وقت ہے کہ جب رکوع اور سجدے میں قرآن کی تلاوت کا ارادہ ہو، اگر دعا کا ارادہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ حدیث میں ہے "وإنما لكل امرئ ما نوى"۔ (ہر شخص کے لیے وہی ہے، جس کی اس نے نیت کی ہے) رکوع اور سجدے میں تلاوتِ قرآن سے روکنا شاید اس لیے ہے کہ یہ ذلت اور عاجزی کی حالتیں ہیں، مزید یہ کہ سجدہ زمین پر ہوتا ہے، اس حالت میں قرآن کی تلاوت کرنا مناسب نہیں۔ "فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ عَزَّ وَجَلَّ" یعنی رکوع کی حالت میں سبحان ربي العظيم اور اس طرح دوسری تسبیحات اور تمجیدات پڑھے، جن کا رکوع میں پڑھنا منقول ہے۔ "وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ" یعنی نمازی کو سجدے کی حالت میں زیادہ دعائیں مانگنا چاہیے، اس لیے کہ اس می دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ صحیح مسلم کی روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے: "بندہ اپنے رب سے سب سے قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے، اس لیے سجدے میں زیادہ دعائیں مانگا کرو"۔ تاہم سبحان ربي الأعلى کے ساتھ دعائیں مانگی جائے؛ اس لیے کہ یہ کہنا واجب ہے۔ "فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ" یعنی سجدے میں تمھاری دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ اس لیے کہ سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب سے سب سے قریب ہوتا ہے، سجدہ لمبی اور بکثرت دعا کرنے کا مقام ہے، جب انسان اکیلے نماز پڑھے یا ایسے لوگوں کے ساتھ پڑھے جو طوالت پسند کرتے ہوں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سنن الصلاة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- السِّتَارة : السِّتر الذي يكون على باب البيت.
- المُبَشِّرَات : المفرحات التي تسر الشخص، وهي الرُّؤيا الصالحة كما جاءت مُفَسَّرة في الحديث.
- عَظِّمُوا : التعظيم وَصْفُ الله -تعالى- بصفات العَظَمة والإجلال والكبرياء، ومن ذلك قول: "سبحان ربي العظيم".
- اجْتَهِدُوا : من الاجتهاد وهو بَذل الوَسع والطَّاقة.
- قَمِنٌ : حَقيق وجَدِير أن يُستجاب لكم دعاؤكم.

فوائد الحديث:

١. فضيلة أبي بَكر -رضي الله عنه- لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- أوكل له الإمَامة بالناس.

٢. أن المريض يُعذر بترك صلاة الجماعة إذا كان مرضه يمنعه من ذلك.

٣. أن من مُبَشِّرات النُّبُوة الرُّؤيا، سواء كانت خيرا لصاحبها أو تحذيرا له.

٤. أن الرُّؤيا قد يَراها المؤمن بنفسه وقد تُرى له.

٥. أن الرُّؤيا جزء من أجزاء النُّبوة.

٦. النَّهي عن قراءة القرآن في حالة الرُّكوع والسُّجود، في الصلاة، سواء كانت فريضة أو نافلة، والنهي للتحريم؛ لأنه الأصل.

٧. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- عَبدٌ لله تعالى يأتمر بأمر الله وينتهي عما نَهاه.

٨. أن الأحكام الثابتة في حق الرسول -صلى الله عليه وسلم- هي لأمته؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يخبرنا إلا لأجل التَّأسي به.

٩. عَظَمة القرآن الكريم، وجه ذلك: أن المصلِّ مَنهي عن قراءة القرآن راكعا أو ساجدا؛ لأن حال الرُّكوع والسُّجود فيها ذُل وانخفاض من العَبد. فمن الأدب أن لا يقرأ كلام الله في هاتين الحالتين.

١٠. وجوب تعظيم الرَّب جلَّ وعلا في حالة الرُّكوع، بقول: "سبحان ربي العظيم"، وما زاد على ذلك سنة.

١١. وجوب تنزيه الرَّب جلَّ وعلا في حالة السُّجود، ويكون بالصيغة الواردة: " سُبحان ربي الأعلى"، وما زاد سنة.

١٢. إثبات اسم الَّرب لله -تعالى.-

١٣. الحث على الإكثار من الدُّعاء في السُّجود.

١٤. مشروعية الدَّعاء حال السجود بأي دُعاء كان، من طلب خيري الدُّنيا والآخرة، والاستعاذة من شرِّهما.

١٥. أن السَّجود من مَواطن إجابة الدعاء.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. معالم السنن، تأليف: حمد بن محمد بن إبراهيم الخطابي، الناشر: المطبعة العلمية، الطبعة: الأولى ١٣٥١هـ. إكمال المعلم بفوائد مسلم، تأليف: عياض بن موسى بن عياض، تحقيق: د/ يحي بن اسماعيل، الناشر: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤١٩هـ. المنهاج شرح صحيح مسلم، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة: الثانية ١٣٩٢هـ. الفتاوى الكبرى لابن تيمية، تأليف: تقي الدين أبو العباس أحمد ابن تيمية، الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى، ١٤٠٨هـ- ١٩٨٧م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. التيسير بشرح الجامع الصغير، تأليف: محمد عبد الرؤوف بن زين العابدين المناوي، الناشر: مكتبة الإمام الشافعي، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٨هـ- ١٩٨٨م. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ_ ٢٠٠٦ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة.

الرقم الموحد: (10922)

بَادِرُوا الصُّبْحَ بالوِتر	صبح کے وقت وِتر کی ادائیگی میں جلدی کیا کرو۔
٦٢٣. الحديث: عن ابن عمر رضي الله عنهما أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «بادروا الصبح بالوتر».	**٦٢٣. حدیث:** ابن عمر رضی اللہ عنہما - سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبح کے وقت وِتر کی ادائیگی میں جلدی کیا کرو۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: معنى الحديث: استحباب تأخير صلاة الوتر إلى آخر الليل، لكن ينبغي لمن أخر وتره إلى آخر الليل أن يَحتاط ويبادر بأدائه قبل أن يَطلع عليه الفجر؛ لأن آخر وقت صلاة الليل طلوع الفجر، فإذا طلع عليه الفجر قبل أن يوتر فاتته الفضيلة.	**اجمالی معنی:** حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وتر کی نماز کو رات کے آخری حصے تک مؤخر کرنا مستحب ہے، تاہم وتر مؤخر کرنے والے کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ اس کی ادائیگی میں احتیاط کیا کرے اور فجر سے پہلے اسے ادا کر لے۔ اس لیے کہ رات کی نماز کا آخری وقت طلوع فجر ہے۔ لہٰذا اگر وتر کی ادائیگی سے پہلے فجر طلوع ہوجائے تو اس سے فضیلت فوت ہوجائے گی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل
راوي الحديث: رواه مسلم.
التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بادروا بالصبح : أي: سارعوا في أداء صلاة الوتر قبل طلوع الفجر.

فوائد الحديث:

١. يستحب تأخير صلاة الوتر إلى ما قبل طلوع الفجر الصادق، لمن وثق في الاستيقاظ آخر الليل، وأما من لا يَثِق بذلك فالتقديم أفضل.
٢. أن وقت صلاة الوتر من بعد صلاة العشاء إلى طلوع الفجر.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. صحيح مسلم -المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (3655)

بَخْ! ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ ما قُلْتَ، وإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا في الأَقْرَبِينَ

بہت خوب! یہ تو بڑا فائدہ بخش مال ہے۔ یہ تو بہت ہی نفع بخش مال ہے۔ اور جو بات تم نے کہی میں نے وہ سن لی۔ اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے نزدیکی رشتہ داروں کو دے دو۔

٦٢٤. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: كان أبو طلحة -رضي الله عنه- أكثر الأنصار بالمدينة مالا من نخل، وكان أحب أمواله إليه بَيْرَحَاء، وكانت مُسْتَقبِلَةَ المسجد وكان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يدخلها ويشرب من ماء فيها طيب. قال أنس: فلما نزلت هذه الآية: {لن تنالوا البر حتى تُنفِقُوا مما تُحبون} قام أبو طلحة إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: يا رسول الله، إن الله -تعالى- أنزل عليك: {لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون} وإن أحب مالي إلي بَيْرَحَاء، وإنها صدقة لله -تعالى-، أرجو بِرَّهَا وذُخْرَهَا عند الله -تعالى-، فَضَعْهَا يا رسول الله حيث أَرَاكَ الله، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «بَخٍ ذلك مال رَابِحٌ، ذلك مال رابح، وقد سمعتُ ما قلتَ، وإني أرى أن تجعلها في الأقربين»، فقال أبو طلحة: أفعل يا رسول الله، فقسمها أبو طلحة في أقاربه، وبني عمه.

٦٢٤. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنے کھجور کے باغات کی وجہ سے مدینہ کے انصار میں سب سے زیادہ مال دار تھے۔ اور اپنے باغات میں سب سے زیادہ پسند انہیں بیرحاء کا باغ تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس میں تشریف لے جایا کرتے اور اس کا میٹھا پانی پیا کرتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: "لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ"۔ (آل عمران: ٩٢) ترجمہ: "تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنہیں تم عزیز رکھتے ہو"۔ یہ سن کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے کہ "تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنہیں تم عزیز رکھتے ہو"۔ اور مجھے بیرحاء کا باغ سب سے زیادہ پیارا ہے۔ اس لیے میں اسے اللہ تعالیٰ کے لیے خیرات کرتا ہوں۔ اس کی نیکی اور اس کے ذخیرہ آخرت ہونے کا امیدوار ہوں۔ اے اللہ کے رسول! اللہ کے حکم سے جہاں آپ مناسب سمجھیں اسے استعمال کریں۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت خوب! یہ تو بڑا فائدہ بخش مال ہے۔ یہ تو بہت ہی نفع بخش مال ہے۔ اور جو بات تم نے کہی میں نے وہ سن لی۔ اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے نزدیکی رشتہ داروں کو دے دو۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یا رسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچا کے بیٹوں میں بانٹ دیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان أبو طلحة -رضي الله عنه- أكثر الأنصار بالمدينة مزارع، وكان له بستان في قبلة المسجد فيه ماء طيب، وكان النبي -صلى الله عليه وسلم- يأتيه ويشرب منه، فلما نزل قوله -تعالى-: (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ) بادر -رضي الله عنه- وسابق وسارع وجاء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- وقال: يا رسول الله، إن

اجمالی معنی:

مدینہ کے انصار میں سب سے زیادہ کھیت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے تھے۔ مسجد نبوی کے قبلہ والی جانب میں ان کا ایک باغ تھا جس کا پانی بہت میٹھا تھا۔ نبی ﷺ اس باغ میں تشریف لاتے اور وہاں سے پانی تناول فرمایا کرتے تھے۔ جب اللہ تعالی کا یہ فرمان نازل ہوا کہ: (لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ)۔ (آل عمران: ٩٢)۔ ترجمہ: "تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو

الله -تعالى- أنزل قوله: (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ) وإن أحب أموالي إلي بيرحاء -وهذا اسم ذلك البستان- وإني جعلتها بين يديك صدقة لله ورسوله؛ فقال النبي -صلى الله عليه وسلم- متعجبًا: بخ بخ ذاك مال رابح، ذاك مال رابح، أرى أن تجعلها في أقاربك. ففعل -رضي الله عنه-، وقسمها في أقاربه وبني عمه.

جنہیں تم عزیز رکھتے ہو"۔ تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فوراً نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ہے: (لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ)۔ اور اپنے اموال میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب بیرحاء کا باغ ہے۔ بیرحاء اس باغ کا نام تھا۔ میں اسے اللہ اور اس کے رسول کے واسطے بطور صدقہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اس پر آپ ﷺ نے حیران ہوتے ہوئے فرمایا: بہت خوب۔ یہ بہت نفع بخش مال ہے۔ یہ بہت نفع بخش مال ہے۔ میری رائے میں تم اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور اسے اپنے قریبی رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > صدقة التطوع
الفقه وأصوله > فقه المعاملات > الوقف
الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأنصار . : أهل مدينة رسول الله صلى الله عليه وسلم الذين ناصروه حين هاجر إليهم
- بيرحاء : أي: حديقة نخل
- مستقبلة المسجد : أي: أمام المسجد النبوي.
- طيب : عذب.
- بِرها : خيرها.
- ذخرها : نفعها وقت حاجتي إليها.
- فضعها : اجعلها، أي: أفوض أمرها إليك.
- بخ : كلمة تقال عند الرضا بالشيء، تفخيما له وإعجابا به.
- رابح : أي: راجع وعائد.

فوائد الحديث:

١. فضل الإنفاق من أحسن أموال العبد وأحبها إلى نفسه.
٢. جواز دخول أهل العلم والفضل البساتين ليستظلوا بظلها، ويأكلوا من ثمرها، ويستريحوا فيها، وخاصة إذا كان أصحابها يُسرون بذلك.
٣. فضل الصحابة رضي الله عنهم، وسرعة استجابتهم لأمر الله تعالى، وحرصهم على بلوغ أعلى درجات الكمال.
٤. تفويض أهل الفضل بتوزيع الصدقات في وجوه الخير.
٥. التشجيع على فعل الخير بالثناء على الفاعل، وشكره على عمله وإظهار الرضا والسرور به.
٦. أولى الناس بالإحسان إليهم ذوو الأرحام، ثم من دونهم إذا كانوا محتاجين.
٧. فيه فضيلة لأبي طلحة واسمه زيد بن سهل رضي الله عنه.
٨. ما يقدمه العبد بين يديه عند مولاه، ويدخره ليوم لا ينفع فيه مال ولا بنون هو المال الرابح.

المصادر والمراجع:

-شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨هـ - رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن

كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى ١٤٣٠ه.

الرقم الموحد: (4290)

بايعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على إقام الصلاة، وإيتاء الزكاة، والنصح لكل مسلم

میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز قائم کرنے، زکوۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔

٦٢٥. الحديث:

عن جرير بن عبد الله -رضي الله عنه- قال: بَايَعْتُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على إِقَام الصَّلاَة، وإِيتَاء الزَّكَاة، والنُّصح لِكُلِّ مُسلم.

٦٢٥. حدیث:

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز قائم کرنے، زکوۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

قال جرير -رضي الله عنه-: بايعت النبي -صلى الله عليه وسلم- على إقام الصلاة، وإيتاء الزكاة، والنصح لكل مسلم، والمبايعة هنا بمعنى المعاهدة، وسميت مبايعة؛ لأن كلا من المتبايعين يمد باعه إلى الآخر، يعني يده من أجل أن يمسك بيد الآخر، وهذه ثلاثة أشياء: ١- حق محض لله. ٢- حق للآدمي محض. ٣- وحق مشترك. أما الحق المحض لله، فهو قوله"إقام الصلاة" أي أن يأتي بها المسلم مستقيمة على الوجه المطلوب، فيحافظ عليها في أوقاتها، ويقوم بأركانها وواجباتها وشروطها، ويتمم ذلك بمستحباتها. ويدخل في إقامة الصلاة بالنسبة للرجال إقامة الصلاة في المساجد مع الجماعة، فإن هذا من إقامة الصلاة، ومن إقامة الصلاة: الخشوع فيها، والخشوع هو حضور القلب وتأمله بما يقوله المصلي وما يفعله، وهو أمر مهم؛ لأنه لب الصلاة وروحها. وأما الثالث -وهو الحق المشترك- فقوله: "إيتاء الزكاة" يعني: إعطاءها لمستحقها. وأما الثاني -وهو حق الآدمي- فقوله: "النصح لكل مسلم"، أي: أن ينصح لكل مسلم: قريب أو بعيد، صغير أو كبير، ذكر أو أنثى. وكيفية النصح لكل مسلم هي ما ذكره في حديث أنس -رضي الله عنه-: "لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه" هذه هي النصيحة أن تحب لإخوانك ما تحب لنفسك، بحيث يسرك ما يسرهم، ويسوءك ما يسوؤهم، وتعاملهم بما تحب أن يعاملوك به، وهذا الباب واسعُ كبيرُ جدًّا.

اجمالی معنی:

جریر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے ہاتھ پر نماز قائم کرنے، زکوۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔ یہاں مبایعت کا معنی باہم معاہدہ کرنا ہے۔ اسے مبایعت کا نام اس لیے دیا گیا کیونکہ دونوں بیعت کرنے والوں میں سے ہر کوئی اپنی "باع" یعنی اپنے ہاتھ کو دوسرے کی طرف بڑھاتا ہے تاکہ وہ دوسرے کے ہاتھ کو پکڑ سکے۔ یہ تین اشیاء ہیں: ١۔ صرف اللہ کا حق ٢۔ صرف آدمی کا حق ٣۔ مشترکہ حق۔ جو شے محض اللہ کا حق ہے وہ اقامت نماز ہے۔ یعنی مسلمان اسے بالکل ٹھیک انداز میں ویسے پڑھے جیسا کہ مطلوب ہے۔ اس کے اوقات میں اس کی پابندی کرے اور اس کے ارکان و واجبات اور شرائط کو پورا کرے نیز اس کے مستحبات کے ساتھ اس کی تکمیل کرے۔ مردوں کے سلسلے میں نماز قائم کرنے میں یہ بات بھی آتی ہے کہ وہ نماز کو مسجدوں میں باجماعت ادا کریں۔ یہ نماز قائم کرنے میں شامل ہے۔ اسی طرح نماز قائم کرنے میں نماز میں خشوع اختیار کرنا بھی آتا ہے۔ خشوع سے مراد یہ ہے کہ دل یکسو ہو اور نمازی جو کچھ کہہ رہا ہو یا کر رہا ہو اس پر غور و فکر کرے۔ یہ بہت اہم بات ہے کیونکہ یہ نماز کا مغز اور اس کی روح ہے۔ دوسری بات "إيتاء الزكاة" ہے۔ یعنی زکوۃ اس کے مستحق کو دینا۔ تیسری بات "النصح لكل مسلم" ہے۔ یعنی ہر مسلمان چاہے اس سے قریبی تعلق ہو یا دور کا، چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور چاہے مرد ہو یا عورت، اس کی خیر خواہی کرنا۔ ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کیسے کی جائے؟ اس کا بیان انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل الایمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی کچھ پسند نہ کرنے لگے جو وہ خود اپنے لیے پسند کرتا ہے"۔ خیر خواہی یہی ہے کہ آپ اپنے بھائیوں کے لیے وہی کچھ پسند کریں جو خود اپنے لیے پسند کرتے ہیں بایں طور کہ جس بات سے وہ خوش ہوں اس سے آپ بھی خوش ہوں اور جو ان کو بُری لگے وہ آپ کو بھی بُری لگے اور یہ

کہ آپ ان سے ویسا ہی طرز سلوک روا رکھیں جیسا آپ چاہتے ہیں کہ وہ آپ سے روا رکھیں۔ یہ باب بہت ہی وسیع اور بہت بڑا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > فضل الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جرير بن عبد الله البجلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- بَايَعْتُ : من مبايعة الجند الأمير، بمعنى عاهدت والتزمت.
- لِكُلِّ مُسلم : ذي إسلام من ذكر أو أنثى.
- الصَّلاَة : التعبُّدُ للَّهِ -تعالى- بأقوال وأفعال معلومة، مفتتَحة بالتَّكبير، مختتَمة بالتَّسليم.
- الزَّكَاة : التعبد لله -تعالى- بإخراج جزء واجب شرعاً في مال معين لطائفة أوجهة مخصوصة.
- النُّصح : النصيحة من النصح: وهو الخلوص، وهي مأخوذة من قولهم، نصح العسل: إذا خلصه من شمعه. والنصيحة شرعا: إرادة الخير للمنصوح وإرشاده إليه.

فوائد الحديث:

١. أهمية النصح والتناصح بين المسلمين حتى أُخِذَ العهد على التزامه.
٢. بذل النصح لجميع الناس.
٣. أهمية الصلاة والزكاة، وهما من أركان الإسلام.
٤. بيعة النبي -صلى الله عليه وسلم- على الإسلام لا تتم إلا بالتزام إيتاء الزكاة، وأن مانعها ناقض لعهده مبطل لبيعته.
٥. النصح والتناصح بين المسلمين ميثاق نبوي أخذ العهد على التزامه، وبايع على ذلك الصحابة -رضي الله عنهم- رسول الله -صلى الله عليه وسلم.-

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين، للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣هـ رياض الصالحين، للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨هـ رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين، للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (3512)

بأي شيء كان يَبْدَأُ النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا دخل بَيته؟ قالت: بالسِّوَاك

نبی ﷺ جب اپنے گھر تشریف لاتے، تو کون سا عمل سب سے پہلے کرتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: (آپ ﷺ سب سے پہلے) مسواک کیا کرتے تھے۔

٦٢٦. الحديث:

عن شريح بن هانىء، قال: قلت لعائشة رضي الله عنها: بأي شيء كان يبدأ النبي - صلى الله عليه وسلم - إذا دخل بيته؟ قالت: بالسواك.

٦٢٦. حدیث:

شریح بن ہانی سے روایت ہے کہ میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ نبی ﷺ جب اپنے گھر تشریف لاتے، تو کون سا عمل سب سے پہلے کرتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: (آپ ﷺ سب سے پہلے) مسواک کیا کرتے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبر عائشة -رضي الله عنها- أن أول ما يبدأ به -صلى الله عليه وسلم- عند دخوله البيت: السواك، ومشروعية السواك عامة في جميع الأوقات، ويتأكد ذلك: في الأوقات التي ندب الشارع إليها ومنها: عند دخول البيت، ولعل ذلك لإزالة ما يحصل عادة بسبب كثرة الكلام الناشئة عن الاجتماع.

اجمالی معنیٰ:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرما رہی ہیں کہ نبی ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے، تو سب سے پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔ مسواک کرنا تمام اوقات میں مشروع ہے، البتہ اس کی اہمیت ان اوقات میں اور بھی بڑھ جاتی ہے، جن میں مسواک کرنے کی شارع نے ترغیب دی ہے۔ انھی اوقات میں سے ایک وقت گھر میں آنے کا ہے۔ شاید ایسا اس بُو کو دور کرنے کے لیے ہے، جو عموما (لوگوں سے باہمی) میل جول کے نتیجے میں بیش کلامی کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > سنن الفطرة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. تأكد استحباب الاستياك عند دخول المنزل.
٢. جواز الاستخبار عن أحوال الصالحين في شؤنهم الخاصة لأجل الاقتداء بهم.
٣. حرص الراوي عن عائشة -رضي الله عنها- على معرفة أحوال النبي -صلى الله عليه وسلم- والعمل بما عَلِم.
٤. أن عائشة -رضي الله عنها- أعلم النساء وأحفظهم لسنة النبي -صلى الله عليه وسلم- فإنها كانت تُسأل عن كثير من أحواله -صلى الله عليه وسلم- الخاصة به.
٥. أخذ العلم من أهله وممن هو أَعْرف به.
٦. حسن معاشرة النبي -صلى الله عليه وسلم- لأهله.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨ه دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج / أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي - دار إحياء التراث العربي – بيروت الطبعة: الثانية.

الرقم الموحد: (3652)

بت عند خالتي ميمونة، فقام النبي -صلى الله عليه وسلم- يصلي من الليل، فقمت عن يساره، فأخذ برأسي فأقامني عن يمينه

٦٢٧. الحديث:

عن عَبدُ اللَّهِ بنِ عَبَّاسٍ -رضي الله عنهما- قال: «بِتُّ عِندَ خَالَتِي مَيمُونَة، فَقَام النَبيَّ -صلى الله عليه وسلم- يُصَلِّي مِن اللَّيل، فَقُمتُ عَن يَسَارِه، فَأَخَذ بِرَأسِي فَأَقَامَنِي عن يَمِينِه».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يخبر الصحابي الجليل ابن عباس -رضي الله عنهما- أنه بات عند خالته زوج النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ ليطلع -بنفسه- على تهجد النبي -صلى الله عليه وسلم- فلما قام -صلى الله عليه وسلم- يصلي من الليل، قام ابن عباس معه؛ ليصلي بصلاته، وصار عن يسار النبي -صلى الله عليه وسلم- مأمومًا؛ ولأن اليمين هو الأشرف، وهو موقف المأموم من الإمام إذا كان واحدًا، أخذ النبي -صلى الله عليه وسلم- برأسه، فأداره من ورائه، فأقامه عن يمينه.

میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گزاری۔ نبی اکرم ﷺ رات میں نماز (تہجد) کے لیے اٹھے، میں بھی اٹھا اور آپ کے بائیں جانب کھڑا ہوگیا، آپ ﷺ نے میرے سر سے پکڑ کر مجھے اپنے دائیں جانب کھڑا کر دیا۔

٦٢٧. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گزاری۔ نبی اکرم ﷺ رات میں نمازِ (تہجد) کے لیے اٹھے، میں بھی اٹھا اور آپ کے بائیں جانب کھڑا ہوگیا، آپ ﷺ نے میرے سر سے پکڑ کر مجھے اپنے دائیں جانب کھڑا کر دیا۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

جلیلُ المرتبت صحابی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کر رہے ہیں کہ انہوں نے ایک رات اپنی خالہ کے پاس گزاری جو نبی ﷺ کی زوجہ تھیں تاکہ وہ بذات خود آپ ﷺ کو تہجد پڑھتا ہوا دیکھ سکیں۔ جب نبی ﷺ رات کو نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ وہ آپ ﷺ کی اقتدا میں آپ ﷺ کے بائیں جانب کھڑے ہوئے اور چونکہ دائیں طرف زیادہ اشرف ہے اور جب مقتدی اکیلا ہو تو وہ امام کے دائیں جانب ہی کھڑا ہوتا ہے اس لیے آپ ﷺ نے انہیں ان کے سر سے پکڑ کر اپنے پیچھے سے گھماتے ہوئے اپنی داہنی جانب کھڑا کر دیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- بِتُّ : نمت ليلا.
- ميمونة : هي بنت الحارث أم المؤمنين -رضي الله عنها.-
- مِن اللَّيل : "من" للتبعيض أو للبيان.
- فَقُمْتُ : وقفت للصلاة.
- فَأَخَذَ بِرَأسِي : أمسك به.

فوائد الحديث:

١. جواز المبيت عند المحارم مع الزوج، إذا كان لا يتضرر بذلك.
٢. مشروعية صلاة الليل واستحبابها.
٣. جواز الجماعة في صلاة التطوع أحيانًا.

٤. صحة وقوف المأموم عن يسار الإمام مع خلو يمينه؛ لكون النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يبطل صلاة ابن عباس.
٥. الأفضل للمأموم أن يقف عن يمين الإمام إذا كان واحدا.
٦. أنَّ المأموم الواحد إذا وقف عن يسار الإمام فاستدار إلى يمينه يأتي من الخلف، كما ورد في بعض ألفاظ الحديث في البخاري.
٧. أنَّ العمل في الصلاة إذا كان مشروعا لصحتها، لا يضرها.
٨. صحة مصافة الصبي وحده مع البالغ.
٩. اجتهاد ابن عباس -رضي الله عنهما-، وحرصه على تحصيل العلم وتحقيقه.
١٠. لا يشترط لصحة الإمامة، أن ينوي الإمام قبل الدخول في الصلاة أنَّه إمام.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ، ١٩٨٨م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3528)

بعث النبي -صلى الله عليه وسلم- خالد بن الوليد إلى أهل اليمن يدعوهم إلى الإسلام فلم يجيبوه، ثم إن النبي -صلى الله عليه وسلم- بعث علي بن أبي طالب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے یمن بھیجا، مگر انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو وہاں بھیجا

٦٢٨. الحديث:

عن البراء -رضي الله عنه- قال: بعث النبي -صلى الله عليه وسلم- خالد بن الوليد إلى أهل اليمن يَدْعُوهُمْ إلى الإسلام فَلَمْ يُجِيبُوهُ، ثم إنَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- بعث علي بن أبي طالب، وأمره أن يَقْفُلَ خالد ومن كان معه إلا رجل ممن كان مع خالد أحب أن يُعَقِّبَ مع علي -رضي الله عنه- فَلْيُعَقِّبْ معه قال البراء فَكُنْتُ مِمَّنْ عَقَّبَ مَعَهُ، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ القوم خرجوا إلينا فصلى بنا عليٌّ -رضي الله عنه- وَصَفَّنَا صَفًّا واحدا، ثم تقدَّم بين أيدينا، فقرأ عليهم كتاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فَأَسْلَمَتْ هَمْدَانُ جَمِيعًا، فكتب علي -رضي الله عنه- إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بإسلامهم، فلمَّا قرأ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- الكتاب خَرَّ ساجدا، ثم رفع رأسه، فقال: السَّلَامُ عَلَى هَمْدَانَ، السلامُ على هَمْدَانَ.

٦٢٨. حدیث :

براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے یمن بھیجا، مگر انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو وہاں بھیجا، اور اس بات کا حکم دیا کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی واپس لوٹ آئیں الا یہ کہ کوئی ان میں سے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہاں رکنا چاہے تو وہ رک سکتا ہے۔ چناں چہ براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ٹھہر گئے۔ جب ہم اہل یمن کے بالکل نزدیک پہنچے تو وہ بھی نکل کر ہمارے سامنے آ گئے، علی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ہمیں نماز پڑھائی پھر انہوں نے ہماری ایک صف بنائی اور ہم سے آگے کھڑے ہوکر ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھ کر سنایا، چناں چہ قبیلہ ھمدان کے سارے ہی لوگ مسلمان ہو گیے، علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قبیلہ ھمدان کے مسلمان ہونے (کی خوش خبری) کا خط بھیجا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خط پڑھا تو (اللہ تعالی کا شکر بجا لاتے ہوئے) فوراً سجدہ میں گر گئے۔ پھر آپ ﷺ نے سجدہ سے سر اٹھا کر قبیلہ ھمدان کو دعا دی کہ ھمدان پر سلامتی ہو، ھمدان پر سلامتی ہو۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ : حَسَن

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يخر ساجداً شكراً لله كلما جاءه أمر يسره، ومن ذلك ما حدث مع علي -رضي الله عنه- حينما أرسله النبي -صلى الله عليه وسلم- إلى اليمن ليدعوهم بعد أن أبوا أن يسلموا على يد خالد بن الوليد -رضي الله عنه-، فلما دعاهم علي أسلمت همدان كلها فكتب بذلك إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فخر ساجداً؛ شكراً لله -تعالى-.

اجمالی معنی :

حدیث مذکور میں اس بات کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی کوئی خوشی حاصل ہوتی تو اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فوراً سجدہ ریز ہو جاتے، اسی سلسلے کا ایک واقعہ وہ بھی ہے جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا، جب اہل یمن نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لانے سے انکار کردیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دینے کے لیے یمن بھیجا اور علی رضی اللہ عنہ نے جب انہیں اسلام کی دعوت دی تو قبیلہ ھمدان کے سارے ہی لوگ مسلمان ہو گیے، پھر انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں قبیلہ ھمدان کے مسلمان ہونے کی خوش خبری کا خط بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے ہوئے فوراً سجدہ میں گر گئے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سجود السهو والتلاوة والشكر
الدعوة والحسبة > الدعوة إلى الله > سير الدعاة وواجباتهم

راوي الحديث: رواه البيهقي.

التخريج: الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- خَرَّ : المراد هنا: انْكَبَّ على الأرض ساجدًا لله -تعالى-.

فوائد الحديث:

١. أنَّ من أعظم نعم الله تعالى على عباده المسلمين، هو عزّ الإسلام، وإعلاء كلمة الله، ونصر دينه؛ فإنَّ حياة المسلمين الحقيقة، وسعادتهم الأبدية هي في عز دينهم ونصرته، فإسلامُ طوائفَ كبيرةٍ، ودخولهم في الإسلام، عزٌّ للمسلمين، وتكثير لسوادهم.

٢. حرص النبي -صلى الله عليه وسلم- على هداية الخلق، وإنقاذهم من ظلام الكفر إلى نور الإيمان، فهو يبعث البعوث إليهم؛ ليدعوهم إلى دين الله تعالى، ويفرح الفرح العظيم بهدايتهم؛ لأنَّ في هذا أمورًا كثيرة:أولاً: إنقاذ هذا الجمع البشري من النار، والتسبب في دخولهم الجنة.الثاني: له الأجر الكبير في هدايتهم، ودلالتهم على الخير، فقد قال -صلى الله عليه وسلم-: "لأنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلًا واحدًا خيرٌ لكَ منْ حُمُرِ النَّعَم". رواه البخاري.[(2942) الثالث: إنَّ في هذا نجاحًا لدعوته، وامتثالاً لأمر ربه، وأداءً لرسالته.

٣. أنَّ سجود الشكر يكون من قيام، أفضل من كونه من قعودٍ؛ لقوله: "وخرَّ ساجدً"؛ فإنَّ الخرور لا يكون إلاَّ من قيام، ويحتمل أنَّ البشارة جاءته وهو قائم، فحينئذٍ لا يكون في الحديث دليل على استحباب سجود الشكر من قيام.

٤. مشروعية هذا السجود عند وجود نعم الله تعالى وفضله، وكمال نعمته وتجددها، والله أعلم.

٥. سجود الشكر لا تشترط له الطهارة إذ لا دليل على ذلك، ولأن سبب السجود قد يأتي فجأة والإنسان غير متطهر.

المصادر والمراجع:

سنن البيهقي الكبرى، لأحمد بن الحسين بن علي بن موسى أبو بكر البيهقي، مكتبة دار الباز، مكة المكرمة ، ١٤١٤ – ١٩٩٤، تحقيق: محمد عبد القادر عطا. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، محمد ناصر الدين الألباني، المكتب الإسلامي – بيروت، ط. الثانية -١٤٠٥ – ١٩٨٥. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط. الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان، اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان،ط ١، ١٤٢٧هـ - ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (11246)

بعث رسول الله -صلى الله عليه وسلم- خيلًا قِبَل نجد، فجاءت برجل من بني حنيفة يقال له: ثمامة بن أثال، سيد أهل اليمامة، فربطوه بسارية من سواري المسجد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑسواروں کا ایک دستہ نجد کی طرف روانہ کیا۔ وہ قبیلہ بنو حنیفہ کے سرداروں میں سے ایک شخص ثمامہ بن اثال نامی کو پکڑکر لائے اور مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔

٦٢٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه-، قال: بعث رسول الله -صلى الله عليه وسلم- خيلا قِبَلَ نَجْدٍ، فجاءت برجل من بني حَنِيفة يُقَالُ لَهُ: ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ، سَيِّدُ أَهْلِ اليَمَامَةِ، فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي المسجد، فخرج إليه رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فقال: «مَاذَا عِنْدَك يا ثمامة؟» فقال: عندي يا محمد خير، إِنْ تَقْتُلْ تَقْتُل ذَا دَمٍ، وَإِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، وإن كنت تريد المال فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ، فَتَرَكَهُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حتى كان بعد الغد، فقال: «ما عندك يا ثمامة؟» قال: ما قلت لك، إن تنعم تنعم على شاكر، وإن تقتل تقتل ذا دم، وإن كنت تريد المال فسل تعط منه ما شئت، فتركه رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حتى كان من الغد، فقال: «ماذا عندك يا ثمامة؟» فقال: عندي ما قلت لك، إن تنعم تنعم على شاكر، وإن تقتل تقتل ذا دم، وإن كنت تريد المال فسل تعط منه ما شئت، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أَطْلِقُوا ثمامة»، فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ المَسْجِدِ، فاغتسل، ثم دخل المسجد، فقال: أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، يا محمد، والله، مَا كَانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ، فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوهِ كُلِّهَا إِلَيَّ، والله، ما كان مِن دِين أبغَضَ إليَّ مِن دِينك، فأصبح دينُك أحبَّ الدِّين كُلِّه إليَّ، والله، ما كان من بلد أبغض إلي من بلدك، فأصبح بلدُك أحبَّ البلاد كلها إليَّ، وإنَّ خَيلَك أخَذَتني وأنا أُريد العمرة فمَاذَا تَرَى؟ فبشَّره رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وأمره أن يَعْتَمِر، فلمَّا قدِم مكَّة قال له قائل: أَصَبَوْت، فقال: لا، ولكنِّي أَسْلَمت مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم-

٦٢٩. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑسواروں کا ایک دستہ نجد کی طرف روانہ کیا، تو وہ قبیلہ بنو حنیفہ کے ایک آدمی کو پکڑلائے جسے ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا۔ وہ اہل یمامہ کا سردار تھا۔ انہوں نے اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (گھر سے) نکل کر اس کے پاس آئے اور پوچھا: ''ثمامہ تمہارے پاس کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا: اے محمد! میرے پاس خیر ہے۔ اگر آپ قتل کریں گے تو ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کے خون کا بدلہ لیا جائے گا اور اگر آپ احسان کریں گے تو ایک ایسے شخص پر احسان کریں گے جو شکر کرنے والا ہے۔ اور اگر آپ کو مال مطلوب ہے تو جتنا چاہیں مجھ سے مال طلب کر سکتے ہیں، آپ کو دیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو (اس کے حال پر) اگلے دن تک کے لیے چھوڑ دیا جب اگلا دن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ثمامہ تمہارے پاس (کہنے کو) کیا ہے؟ انہوں نے کہا: (وہی) جو میں نے آپ سے کہا تھا، اگر آپ احسان کریں گے تو ایک شکر کرنے والے پر احسان کریں گے اور اگر قتل کریں گے تو ایک خون والے کو قتل کریں گے اور اگر مال چاہتے ہیں تو طلب کیجیے، آپ جو چاہتے ہیں آپ کو وہی دیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر انہیں یوں ہی چھوڑ دیا، پھر جب اگلا دن ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''ثمامہ تمہارے پاس کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: میرے پاس وہی ہے جو میں نے آپ سے کہا تھا کہ اگر آپ احسان کریں گے تو ایک احسان شناس پر احسان کریں گے اور اگر قتل کریں گے تو ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کا خون ضائع نہیں جاتا، اور اگر مال چاہتے ہیں تو طلب کیجیے آپ جو چاہیں گے وہی آپ کو دیا جائے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ثمامہ کو آزاد کردو۔'' (رسی کھول دی گئی) تو وہ مسجد (نبوی) کے قریب کھجوروں کے ایک باغ میں گئے، غسل کیا پھر مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے محمد! اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے زیادہ میرے لیے برا نہیں تھا لیکن آج آپ کے چہرے سے زیادہ کوئی چہرہ میرے لیے محبوب نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ مجھے برا نہیں لگتا تھا لیکن آج آپ کا دین مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ اور عزیز

، ولا والله، لا يأتِيكم مِن اليمامة حبة حنطة حتىَّ يأْذَنَ فيها رسول الله -صلى الله عليه وسلم-.

ہے۔ اللہ کی قسم! کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ برا مجھے نہیں لگتا تھا لیکن آج آپ کا شہر میرا سب سے زیادہ محبوب شہر ہے۔ آپ کے گھڑ سواروں نے مجھے پکڑا تو میں عمرہ کا ارادہ کر چکا تھا، اب آپ کا کیا حکم ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (ایمان کی قبولیت کی) بشارت دی اور حکم دیا کہ عمرہ ادا کریں۔ جب وہ مکہ پہنچے تو کسی کہنے والے نے ان سے کہا کہ تم بے دین ہو گئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، بلکہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام میں داخل ہو گیا ہوں، اور اللہ کی قسم! یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی تمہارے پاس نہیں پہنچے گا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت دے دیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان قد أرسل فرساناً إلى نجد بقيادة محمد بن مسلمة في العاشر من محرم سنة ست من الهجرة؛ ليقاتلوا أحياء بني بكر الذين منهم بنو حنيفة، فأغاروا عليهم، وهزموهم، وأسروا ثمامة بن أثال وأتوا به إلى المدينة، وربطوه إلى سارية من سواري المسجد النبوي، فقال له النبي -صلى الله عليه وسلم-: "ما عندك" أي: ماذا تظن أني فاعل بك، "قال: عندي خير" أي لا أظن بك، ولا أؤمل منك إلا الخير، مهما فعلت معي. قول ثمامة: "إن تقتل تقتل ذا دم" أي: إن تقتلني فهناك من يأخذ بالثأر لأني سيد في قومي، وقيل: معناه إن تقتلني فذلك عدل منك، ولم تعاملني إلَّا بما أستحق؛ لأني مطلوب بدم، فإن قتلتني قتلتني قصاصاً، ولم تظلمني أبداً. وأما "وإن تُنْعِمْ تنعم على شاكر" أي: وإن تحسن إليَّ بالعفو عني، فالعفو من شيم الكرام، ولن يضيع معروفك عندي؛ لأنك أنعمت على كريم يحفظ الجميل، ولا ينسى المعروف أبداً. وفي قول ثمامة -رضي الله عنه-: "وإن كنت تريد المال" يعني وإن كنت تريد أن افتدي نفسي بالمال "فسل منه ما شئت" ولك ما طلبت. وبعد هذه المحاورة ما كان من النبي -صلى الله عليه وسلم- إلا أن "تركه حتى كان من الغد، قال له: ما عندك يا ثمامة؟ قال: ما قلت لك" يعني فتركه مربوطاً إلى السارية حتى كان اليوم الثاني

اجمالی معنی:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ کی نگرانی میں دس محرم سن چھ ہجری کو گھوڑ سواروں کا ایک دستہ نجد کی طرف روانہ کیا تھا تاکہ وہ بنو بکر کے قبائل جس میں بنو حنیفہ کے لوگ بھی ہیں ان سے قتال کریں۔ چناں چہ انہوں نے ان پر حملہ کیا اور شکست دی اور ثمامہ بن اثال کو قید کر لیا اور انہیں مدینہ لے کر آئے اور مسجد نبوی کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس جا کر کہا: ثمامہ! تمہارے پاس کیا ہے؟ یعنی تمہارا میرے بارے میں کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟ انہوں نے کہا: میرا خیال بہت اچھا ہے یعنی میرا یہی گمان ہے اور میں یہی امید رکھتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ جو بھی برتاؤ کریں گے بہتر کریں گے۔ ثمامہ کا یہ کہنا: ''اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کے خون کا بدلہ لیا جائے گا'' یعنی اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایسے لوگ موجود ہیں جو میرے قتل کا بدلہ لیں گے کیوں کہ میں اپنی قوم کا سردار ہوں۔ اور کہا گیا ہے کہ اس کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ: اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو آپ کا یہ اقدام انصاف پر مبنی ہوگا اور آپ گویا میرے ساتھ وہی سلوک کر رہے ہیں جس کا میں مستحق ہوں کیوں کہ ایک خون میں مَیں مطلوب ہوں، اس لئے اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو میرا قتل کیا جانا قصاص کے طور پر ہوگا اور آپ ہرگز میرے اوپر ظلم کرنے والے نہیں ہوں گے۔ اور رہا ثمامہ کا یہ کہنا: ''اور اگر آپ مجھ پر احسان کرتے ہیں تو ایک ایسے شخص پر احسان کریں گے جو احسان فراموش نہیں بلکہ احسان کا قدر دان ہے'' یعنی اگر آپ میری معافی کے ذریعہ میرے ساتھ احسان کریں تو معاف کر دینا بھلے لوگوں کے اخلاق میں سے ہے اور میرے یہاں آپ کے اس احسان کو فراموش نہیں کیا جائے گا اور آپ ایک ایسے شخص کے ساتھ احسان کریں گے جو احسان کا قدر دان ہے، احسان فراموش نہیں۔ اور ثمامہ

فأعاد عليه سؤاله الأوّل، وأجابه ثمامة بنفس الجواب الأوّل، ثم تركه اليوم الثالث، وأعاد عليه النبي -صلى الله عليه وسلم- السؤال، وأجابه ثمامة بالجواب نفسه، فلما كان اليوم الثالث، أمر النبي -عليه الصلاة والسلام- فقال: "أطلقوا ثمامة" أي فكُّوه من رباطه. فما كان من ثمامة إلى أن "انطلق إلى نخل قريب من المسجد" أي فذهب إلى ماء قريب من المسجد "فاغتسل ثم دخل المسجد فقال: أشهد أن لا إله إِلَّا الله" أي وأعلن إسلامه ونطق بالشهادتين، وهذه رواية الصحيحين: أن ثمامة اغتسل من تلقاء نفسه وليس بأمر النبي -صلى الله عليه وسلم-. ثم عبّر ثمامة -رضي الله عنه- عن شعوره نحو النبي -صلى الله عليه وسلم-، ونحو دينه الحنيف، ونحو بلده الحبيب المدينة النبوية، فقال -رضي الله عنه-: ما كان هناك وجه أكرهه مثل وجهك فقد أصبح وجهك لما أسلمت أحب الوجوه إليّ، حيث تحول البغض والكراهية إلى محبة شديدة لا تعدلها أي محبة أخرى. "والله ما كان من دين أبغض إليّ من دينك، فأصبح دينك أحب الدين إليّ" وهكذا عاطفة الإيمان حين تخالط بشاشته القلوب. "والله ما كان من بلد أبغض إليّ من بلدك، فأصبح بلدك أحب البلاد إليّ"؛ لأن محبتي لك دفعتني إلى مزيد الحب لبلادك. ثم قال: "وإن خيلك أخذتني وأنا أريد العمرة، فماذا ترى" أي فهل تأذن لي في العمرة "فبشره" بغفران ذنوبه كلها، وبخيري الدنيا والآخرة" وأمره أن يعتمر، فلما قدم مكة قال له قائل: صبوت "أي خرجت من دين إلى دين" قال: لا والله، ولكني أسلمت مع محمد رسول الله "أي ولكني تركت الدين الباطلَ ودخلت في دين الحق" ولا والله لا يأتيكم من اليمامة حبة حنطة حتى يأذن بها رسول الله "أي: حتى يأذن رسول الله في إرسالها إليكم، فانصرف إلى اليمامة، وكانت ريف مكة، فمنع الحنطة عنهم حتى جهدت قريش، وكتبوا إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يسألونه بأرحامهم أن يكتب إلى ثمامة، ففعل -صلى الله عليه وسلم-.

رضی اللہ عنہ کے اس قول میں کہ : ''اور اگر آپ مال چاہتے ہیں'' یعنی اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ مال دے کر میں اپنی جان کا فدیہ ادا کروں تو جس قدر چاہتے ہیں کہیے آپ کو طلب کے مطابق دیا جائے گا۔ اس گفتگو کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ ''اور جب اگلا دن ہوا تو آپ نے ان سے فرمایا : ثمامہ! تمہارا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا : وہی جو میں نے آپ سے کہہ دیا تھا'' یعنی آپ نے ان کو ان کے حال پر کھمبے سے بندھا ہوا چھوڑ دیا یہاں تک کہ جب دوسرا دن ہوا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر پہلا سوال دہرایا تو ثمامہ نے پھر پہلے دن والا جواب ہو بہو دہرایا، آپ نے ان کو تیسرے دن تک کے لیے ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ تیسرے دن آپ نے ان پر سوال دہرایا تو ثمامہ نے ہو بہو وہی جواب دہرایا۔ تیسرے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ''ثمامہ کو آزاد کردو'' یعنی ان کے بند ڈھیلے کر دو۔ ''ثمامہ فوراً مسجد کے قریب کھجوروں کے ایک باغ میں چلے گئے'' یعنی مسجد کے قریب پانی کے پاس چلے گئے۔ ''وہاں انہوں نے غسل کیا اور پھر مسجد میں داخل ہوئے اور کہا : میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں'' یعنی انہوں نے اپنے اسلام لانے کا اعلان کر دیا اور شہادتین کو پڑھا، اور یہ صحیحین کی روایت ہے کہ ثمامہ رضی اللہ عنہ نے خود سے غسل کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے سے نہیں۔ اس کے بعد ثمامہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ دین حنیف اور آپ کے محبوب شہر مدینہ نبویہ کے تعلق سے اپنے احساسات کو بیان کیا۔ ثمامہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ تھے : میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرہ سے زیادہ ناپسندیدہ نہیں تھا لیکن اسلام لانے کے بعد اب آپ کا چہرہ میرے لیے تمام چہروں سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے بایں طور کہ نفرت اور ناپسندیدگی ایسی محبت میں تبدیل ہو گئی جس کی برابری کوئی دوسری محبت نہیں کر سکتی۔ ''اللہ کی قسم! روئے زمین پر کوئی دین مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے زیادہ ناپسندیدہ نہیں تھا اور اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین مجھے سارے دینوں سے زیادہ پیارا اور محبوب ہے'' اور یہی ہے ایمان کی تاثیر جب اس کی چاشنی دل کو چھو لیتی ہے۔ ''اللہ کی قسم! کوئی شہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر سے زیادہ برا دکھائی نہیں دیتا تھا اور اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر مجھے سب شہروں سے زیادہ محبوب دکھائی دیتا ہے'' اس لئے کہ آپ کی محبت نے مجھے آپ کے شہر سے مزید محبت کرنے پر ابھارا ہے۔ پھر انہوں نے کہا : ''اور آپ کے گھڑسواروں نے جب مجھے گرفتار کیا اس وقت میں عمرہ کا ارادہ کر چکا تھا، تو اب آپ کا کیا خیال ہے؟'' یعنی کیا آپ مجھے عمرہ کر لینے کی اجازت دیں گے؟ ''تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بشارت دی'' یعنی ان کے تمام گناہوں کے بخشے جانے اور دنیا و آخرت کی بھلائی کی بشارت دی۔ ''اور حکم دیا کہ وہ عمرہ کر لیں، جب وہ مکہ پہنچے تو کسی کہنے

والے نے کہا تو بدمذہب ہوگیا ہے ''یعنی ایک دین سے نکل کر دوسرا دین اپنا لیا۔ انہوں نے کہا : ''ہرگز نہیں اللہ کی قسم بلکہ میں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر مسلمان ہوچکا ہوں ''یعنی میں جھوٹے دین کو چھوڑ کر دین حق کو قبول کر چکا ہوں۔ ''اللہ کی قسم! اس کے بعد یمامہ سے تمہارے پاس گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آیا کرے گا یہاں تک کہ اس کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دے دیں'' یعنی یہاں تک کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں تک اس کے بھیجنے کے بارے میں اجازت دے دیں۔ ثمامہ رضی اللہ عنہ یمامہ لوٹ گئے اور وہ مکہ کا دیہی علاقہ تھا۔ وہاں پہونچ کران کو گندم روک دیا یہاں تک کہ قریش کے لوگ فاقہ کرنے پر مجبور ہوئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرابت داری کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ثمامہ سے سفارش کردیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام من أدلة الأحكام.

معاني المفردات:

- خيلًا : المراد بالخيل: راكبوها من الفرسان.
- سارية : السارية مفرد، والجمع: سواري، وهي الأسطوانة.

فوائد الحديث:

١. جواز ربط الأسير في المسجد، وإن كان كافرًا.

٢. جواز دخول المشركين والكتابيين المسجد للحاجة؛ كأعمال تتعلق بالمسجد هم أقدر من غيرهم عليها، ونحو ذلك، فقد كان الكفار يدخلون عليه مسجده، ويطيلون الجلوس.

٣. قال الشيخ صديق حسن في تفسير قوله تعالى: {فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ ...} [التوبة: ٢٨]: عدم قربانهم الحرم متفرع عن نجاستهم، وإنما نهوا عن الاقتراب للمبالغة في المنع من دخول الحرم، ونهي المشركين أن يقربوا الحرم، راجع إلى نهي المسلمين عن تمكينهم من ذلك، والمراد بالمسجد الحرام: جميع الحرم.

٤. يجوز للإمام أن يمن على الأسير بغير فداء؛ لأن الرسول -صلى الله عليه وسلم- منَّ على ثمامة.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر - الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. فتح ذي الجلال والإكرابم شرح بلوغ المرام، تأليف محمد بن صالح العثيمين، المكتبة الإسلامية للنشر والتوزيع، مصر، ط١، ١٤٢٧هـ. منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، لحمزة محمد قاسم، راجعه: الشيخ عبد القادر الأرناؤوط، مكتبة دار البيان، دمشق، مكتبة المؤيد، الطائف ، ط ١٤١٠ هـ.

الرقم الموحد: (10888)

بني سلمة، دِيارَكُم، تُكتب آثارُكُم، ديارَكُم تُكتب آثارُكُم

٦٣٠. الحديث:

عن جابر -رضي الله عنه- قال: أراد بنو سلمة أن ينتقلوا للسكن قرب المسجد فبلغ ذلك رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال لهم: «إنه قد بلغني أنكم تُريدون أن تنتقلوا قُرب المسجد؟» فقالوا: نعم، يا رسول الله قد أردنا ذلك، فقال: «بَنِي سَلِمَة، دِيارَكُم، تُكتب آثارُكُم، ديارَكُم تُكتب آثارَكُم». وفي رواية: «إن بكلِّ خَطْوَة درجة».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

معنى هذا الحديث: أن بني سلمة أرادوا أن ينتقلوا من ديارهم -البعيدة من المسجد- إلى أماكن تقرب من المسجد، فكرِهِ النبي -صلى الله عليه وسلم- أن تُعرَّى المدينة، كما في رواية البخاري، ورغبته -عليه الصلاة والسلام- أن تُعمَّر ليعظم منظر المسلمين في أعين المنافقين والمشركين عند توسعها. ثم سألهم، قال: (إنه قد بلغني أنكم تريدون أن تنقلوا قرب المسجد) قالوا: نعم يا رسول الله قد أردنا ذلك، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: (دياركم تكتب آثاركم)، قالها مرتين، وبين لهم أن لهم بكل خطوة حسنة أو درجة. وعن أبي هريرة -رضي الله عنه- موقوفا عليه: "إن أعظمكم أجرًا أبعدكم دارًا، قيل: لِمَ يا أبا هريرة ؟ قال: "من أجل كثرة الخطا" رواه مالك في "الموطأ" برقم (٣٣). فكلما بَعُد المنزل عن المسجد، كان في ذلك زيادة فضل في الدرجات والحط من السيئات. وإنما يتحقق هذا الفضل: إذا توضأ في بيته وأسبغ الوضوء، ومشى ولم يركب، سواء كان ذلك قليلا، يعني سواء كانت الخطوات قليلة، أم كثيرة، فإنه يكتب له بكل خطوة شيئان: يرفع بها درجة، ويحط عنه بها خطيئة. فعن رجل من أصحاب النبي

اے بنو سلمہ! اپنے گھروں میں ہی رہو، تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں، اپنے گھروں میں ہی رہو تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں۔

٦٣٠. حدیث:

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو سلمہ (قبیلہ) نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔ نبی کریم ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان سے فرمایا "مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم لوگ مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ رکھتے ہو" تو انہوں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ ہمارا ارادہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اے بنوسلمہ! اپنے گھروں میں ہی رہو، تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں، اپنے گھروں میں ہی رہو تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں"۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ "تمہارے ہر قدم پر ایک درجہ ہے"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

اس حدیث کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ بنوسلمہ نے مسجد سے دور اپنی جگہ سے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے ناپسند فرمایا تاکہ مدینہ خالی نہ ہو جائے جیسا کہ بخاری کی روایت میں ہے۔ اور آپ ﷺ کی یہ خواہش تھی کہ مدینے کو زیادہ سے زیادہ آباد کیا جائے تاکہ اس کی وسعت کے باعث منافقین اور مشرکین پر رعب قائم ہو۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ "مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم لوگ مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ رکھتے ہو؟" تو انہوں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ! ہمارا ایسا ہی ارادہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اے بنوسلمہ! اپنے گھروں میں ہی رہو تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ بات دو مرتبہ کہی۔ اور ان کو بتایا کہ تمہارے ہر قدم پر ایک نیکی یا درجہ ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے سب سے زیادہ اجر کا حقدار وہ ہے جس کا گھر (مسجد سے) دور ہو۔ پوچھا گیا: وہ کیوں اے ابو ہریرہ؟ تو فرمایا (مسجد تک چلنے والے) قدموں کی کثرت کے باعث۔ اسے امام مالک نے مؤطا میں روایت کیا ہے، نمبر: (٣٣)۔ پس جو مسجد سے جتنا دور ہوگا یہ اس کے لیے درجات میں بلندی اور گناہوں کے کفارے کا باعث ہوگا۔ یہ فضیلت اس وقت حاصل ہوگی جب کوئی شخص گھر میں اچھی طرح وضو کرے، پھر پیدل جائے سوار نہ ہو۔ پھر چاہے قدم تھوڑے ہوں یا زیادہ اس کے لیے ہر قدم پر دو چیزیں لکھی جائیں گی: اس کا ایک درجہ بڑھے گا اور ایک گناہ معاف ہوگا۔ نبی ﷺ کے ایک صحابی سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی

-صلى الله عليه وسلم- مرفوعا: "إذا توضأ أحدكم فأحسن الوضوء ثم خرج إلى الصلاة، لم يرفع قدمه اليمنى إلا كتب الله -عز وجل- له حسنة، ولم يضع قدمه اليسرى إلا حط الله -عز وجل- عنه سيئة، فليقرب أحدكم أو ليبعد) رواه أبو داود (٥٦٣)، وصححه الشيخ الألباني في صحيح أبي داود (٩٧/٣) برقم (٥٧٢). وعن ابن عباس، أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "أتاني ربي -عز وجل- الليلة في أحسن صورة -أحسبه يعني في النوم- فقال: يا محمد، هل تدري فيم يختصم الملأ الأعلى؟ قال: قلت: نعم، يختصمون في الكفارات والدرجات، قال: وما الكفارات والدرجات؟ قال: المكث في المساجد بعد الصلوات، والمشي على الأقدام إلى الجماعات، وإبلاغ الوضوء في المكاره.) رواه أحمد برقم (٣٤٨٤)، وصححه الشيخ الألباني في "صحيح الجامع الصغير وزيادته" (٧٢/١). فدل ذلك على أن نَيل الدرجات إنما يتحقق بأمور: ١ـ الذهاب إلى المسجد على طهارة. ٢ـ احتساب الأجر؛ لحديث: (إنما الأعمال بالنيات وإنما لكل امرئ ما نوى) متفق عليه. ٣ـ أن يخرج من بيته لا يخرج إلا لقصد المسجد. ٤ـ المشي على الأقدام وعدم الركوب، إلا من عذر.

شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر نماز کے لیے جائے تو جب دایاں پاؤں اٹھائے گا تو اللہ اس کے لیے ایک نیکی لکھے گا۔ اور جب بایاں پاؤں اٹھائے گا تو اللہ اس کا ایک گناہ معاف کر دے گا۔ پس جو قریب ہو سکے ہو جائے اور جو دور ہونا چاہے دور ہو جائے ''۔ اسے ابو داود نے روایت کیا ہے (٥٦٣) اور شیخ البانی نے اس کو صحیح ابی داود میں صحیح قرار دیا ہے۔ (٣/٩٧) نمبر (٥٧٢)۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ آج رات میرا رب میرے پاس خوبصورت شکل میں آیا۔ راوی کا بیان ہے کہ میرا گمان ہے اس سے آپ ﷺ کی مراد نیند میں ہے۔ اور مجھ سے فرمایا ''اے محمد ﷺ کیا آپ کو یہ علم ہے کہ ملأ اعلی (بلند فرشتے) کس چیز میں تکرار کرتے ہیں؟ تو میں نے کہا ہاں، وہ کفارات اور درجات میں تکرار کر رہے ہیں! پوچھا یہ کفارات اور درجات کیا ہیں؟ کہا: کفارات اور درجات یہ ہیں کہ نماز کے بعد مسجد میں ہی ٹھہرنا اور باجماعت نماز کے لیے پیدل چلنا اور ناپسندیدگی کے باوجود مکمل طور سے وضو کرنا۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ حدیث نمبر (٣٤٨٤)۔ اور شیخ البانی نے اسے "صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ" میں صحیح کہا ہے (٧٢/١)۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ درجات کا حصول چند باتوں پر منحصر ہے: ١۔ طہارت کے ساتھ مسجد جانا۔ ٢۔ ثواب کی نیت۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ (متفق علیہ)۔ ٣۔ گھر سے مسجد جانے ہی کے ارادے سے نکلنا۔ ٤۔ سواری کے بجائے پیدل جانا سوائے ایسے شخص کے جسے کوئی عذر لاحق ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > فضل صلاة الجماعة وأحكامها
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد

راوي الحديث: رواه مسلم، ورواه بمعناه من حديث أنس: البخاري.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- دياركم : أي: الزموا دياركم وابقوا فيها.
- آثاركم : خطاكم إلى المسجد لشهود الجمعة والجماعة.
- الخطوة : بضم الخاء: ما بين القدمين. وبفتحها: المرة من الخطوات.
- درجة : منزلة.

فوائد الحديث:

١. أن الأجر على قدر ما يبذله المكلف من جهد يحتاج إليه العمل دون أن يتكلف زيادة هذا الجهد أو تخفيفه.
٢. الحث على صلاة الجماعة في المسجد ولو كان يسكن بعيدا عنه.
٣. فضيلة الذهاب إلى المسجد والرجوع منه ماشيا.
٤. في الحديث : إشعار ؛ بأن هذا الجزاء للماشي لا للراكب إلا أن يكون معذورا.

٥. التثبت في النقل، فإن النبي صلى الله عليه وسلم لم يخبرهم بالأمر إلا بعد أن تأكد منهم.

٦. حسن طريقة النبي صلى الله عليه وسلم في طرح سؤاله لبني سلمة.

٧. بيان أن الجَنَّة درجات ومنازل.

٨. رغبة النبي -صلى الله عليه وسلم- في المحافظة على حدود المدينة أن تعرى من أهلها.

٩. تقديم المصلحة العامة على المصلحة الخاصة ، فإن النبي صلى الله عليه وسلم رغَّبَهم بالبعد عن المسجد ؛ لأجل ألا تضيق المدينة بأهلها ولأجل أن يَعظم منظرها في أعين المنافقين والمشركين عند توسعها.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، أ. د. حمد بن ناصر بن عبد الرحمن العمار، دار كنوز اشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ بهجة الناظرين، الشيخ: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي، الكتاب غير نازل في الشاملة وحملته من المكتبة الوقفية، ولم أجد بيانات غير ما ذكرنا. نزهة المتقين، د. مصطفى سعيد الخن، د. مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشرجبي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، ١٣٩٧هـ - ١٩٧٧م.
شرح رياض الصالحين، الشيخ: محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن للنشر، طبع عام ١٤٢٦هـ رياض الصالحين، د. ماهر بن ياسين الفحل، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ - ٢٠٠٧م. صحيح البخاري، محمد بن اسماعيل البخاري، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. شرح الزرقاني على موطأ الإمام مالك، المؤلف: محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني، تحقيق: طه عبد الرءوف سعد، الناشر: مكتبة الثقافة الدينية - القاهرة، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م. موطأ الإمام مالك، المؤلف: مالك بن أنس بن مالك الأصبحي، صححه ورقمه وخرج أحاديثه وعلق عليه: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت - لبنان، عام النشر: ١٤٠٦هـ - ١٩٨٥م. سنن أبي داود، المؤلف: أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. صحيح أبي داود - الأم، المؤلف: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م. مسند الإمام أحمد بن حنبل، المؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني، المحقق: شعيب الأرناؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م.

الرقم الموحد: (3713)

بينما الناس بقباء في صلاة الصبح إذ جاءهم آت، فقال: إن النبي -صلى الله عليه وسلم- قد أنزل عليه الليلة قرآن، وقد أمر أن يستقبل القبلة، فاستقبلوها

لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آنے والا ان کے پاس آیا، اور اس نے کہا کہ آج کی رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کیا گیا ہے اور آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ کعبہ کی طرف رخ کریں۔ لہذا آپ لوگ بھی کعبہ کی طرف رخ کرلیں

٦٣١. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: «بَيْنَمَا النَّاس بِقُبَاء في صَلاَة الصُّبح إِذْ جَاءَهُم آتٍ، فقال: إنَّ النبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- قد أُنزِل عليه اللَّيلة قرآن، وقد أُمِرَ أن يَستَقبِل القِبْلَة، فَاسْتَقْبِلُوهَا، وكانت وُجُوهُهُم إلى الشَّام، فَاسْتَدَارُوا إلى الكَّعبَة».

٦٣١. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آنے والا ان کے پاس آیا، اور اس نے کہا کہ آج کی رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کیا گیا ہے اور آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ کعبہ کی طرف رخ کریں۔ لہذا آپ لوگ بھی کعبہ کی طرف رخ کرلیں۔ (اس وقت) ان لوگوں کے چہرے شام کی طرف تھے، تو (یہ سن کر) سب کعبہ کی طرف گھوم گئے

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

خرج أحد الصحابة إلى مسجد قباء بظاهر المدينة، فوجد أهله لم يبلغهم نسخ القبلة، ولا زالوا يصلون إلى القبلة الأولى، فأخبرهم بصرف القبلة إلى الكعبة، وأنَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- قد أنزل عليه قرآن في ذلك -يشير إلى قوله تعالى:{ قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ}، [البقرة: ١٤٤] وأنه -صلى الله عليه وسلم- استقبل الكعبة، فمن فقههم وسرعة فهمهم وصحته استداروا عن جهة بيت المقدس -قبلتهم الأولى- إلى قبلتهم الثانية، الكعبة المشرفة.

اجمالی معنی:

ایک صحابی مدینہ کے نواح میں مسجد قباء کی طرف گئے تو پتہ چلا کہ وہاں کے لوگوں کو اب تک قبلہ کی تبدیلی کا علم نہیں ہوا ہے اور وہ لوگ ابھی بھی قبلۂ اول (بیت المقدس) کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہے ہیں، تو انہیں بتلایا کہ قبلہ کو کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا ہے، اور اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا ہے، صحابی رضی اللہ عنہ کا اشارہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف تھا: { قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ} [البقرة: ١٤٤] "ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، اب آپ کو ہم اس قبلہ کی طرف متوجہ کریں گے جس سے آپ خوش ہو جائیں آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں آپ جہاں کہیں ہوں اپنا منہ اسی طرف پھیرا کریں۔ اہل کتاب کو اس بات کے اللہ کی طرف سے برحق ہونے کا قطعی علم ہے اور اللہ تعالیٰ ان اعمال سے غافل نہیں جو یہ کرتے ہیں۔"(سورہ بقرہ: ١٤٤) اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہے۔ لہذا ان لوگوں نے دین کی گہری سمجھ، تیز فہمی اور صحیح فہم کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے پہلے قبلہ بیت المقدس کی طرف سے اپنا رخ موڑ کر اپنے دوسرے قبلہ خانہ کعبہ کی طرف کرلیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > شروط الصلاة
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- آتٍ : وهو رجل من بني سلمة.
- أُنْزِلَ عَلَيْهِ : أنزل الله عليه، وكان ذلك بعد صلاة الظهر مباشرة، في النصف من شهر رجب، في السنة الثانية من الهجرة.
- اللَّيْلَةَ : يحتمل أنَّ هذا المُخبِر لم يعلم بنزول الآية إلا في الليل فظنَّ أنَّها نزلت ليلا، كما يحتمل أنه أراد بها اليوم الذي قبلها فأطلق الليلة عليه.
- قرآن : هو قوله تعالى: قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ، [البقرة: ١٤٤].
- أُمِرَ : أمره الله.
- أَنْ يَسْتَقبِلَ القِبلَةَ : يتجه إليها حين صلاته.
- فَاسْتَقبِلُوهَا : أمر لأهل قباء باستقبال الكعبة، وفي لفظ آخر للحديث بفتح الباء: أن أهل قباء استقبلوا القبلة حين أخبرهم الآتي بذلك.
- وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ : وهذه الجملة إلى آخر الحديث من قول ابن عمر.
- إِلَى الشَّام : أي بيت المقدس.
- فَاسْتَدَارُوا : انحرفوا.

فوائد الحديث:

١. القبلة: أوَّل الهجرة كانت إلى بيت المقدس، ثم صرفت إلى الكعبة.

٢. أن قبلة المسلمين، استقرت على الكعبة المشرفة، فالواجب استقبال عينها عند مشاهدتها واستقبال جهتها عند البعد عنها.

٣. أن ما يؤمر به النبي -صلى الله عليه وسلم- يلزم أمته إلا بدليل.

٤. أفضل البقاع: هو بيت الله؛ لأن القبلة أقرت عليه، ولا يقر هذا النبي العظيم وهذه الأمة المختارة إلا على أفضل الأشياء.

٥. جواز النسخ في الشريعة، خلافا لليهود ومن شايعهم من منكري النسخ.

٦. أنَّ من استقبل جهة في الصلاة ثم تبين له الخطأ أثناء الصلاة استدار ولم يقطعها، وما مضى من صلاته صحيح.

٧. أنَّ الحكم لا يلزم المكلف إلا بعد بلوغه، فإن القبلة حُوِّلت وبعد التحويل وقبل أن يبلغ أهل قباء الخبر صلوا إلى بيت المقدس، ولم يعيدوا صلاتهم.

٨. جواز تنبيه من ليس في الصلاة لمن هو فيها، وإن استماع المصلي لكلامه لا يضر صلاته.

٩. خبر الواحد الثقة -إذا حفَّت به قرائن القبول- يصدق ويعمل به ويفيد العلم.

١٠. قبول الخبر عن طريق الهاتف واللاسلكي ونحوهما في دخول شهر رمضان أو خروجه، وغير ذلك من الأخبار المتعلقة بالأحكام الشرعية؛ لأنه وإن كان نقل الخبر من فرد إلى فرد، إلا أنه قد حف به من قرائن الصدق، مما يجعل النفس تطمئن ولا ترتاب في صدق الخبر، والتجربة المتكررة أيدت ذلك.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تنبيه الأفهام، للعثيمين -طبعة مكتبة الصحابة الامارات -مكتبة التابعين- القاهرة- الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (3009)

بينما رجل واقف بِعَرَفَةَ، إذ وقع عن راحلته، فَوَقَصَتْهُ -أو قال: فَأَوْقَصَتْهُ- فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: اغْسِلُوهُ بماء وسدر، وكَفِّنُوهُ في ثوبيه، ولا تُحَنِّطُوهُ، ولا تُخَمِّرُوا رأسه؛ فإنه يُبْعَثُ يوم القيامة مُلبِّياً

ایک شخص میدان عرفات میں (احرام باندھے ہوئے) کھڑا ہوا تھا کہ اپنی سواری سے گر پڑا اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ یا (وقصته کے بجائے یہ لفظ) فَأَوْقَصَتْهُ (پس اس نے اُس ہڈی کو توڑ دیا اور وہ مر گیا) کہا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر اس کے دونوں کپڑوں میں اسے کفن دے دو۔ اسے نہ خوشبو لگاؤ اور نہ ہی اس کا سر ڈھانپو۔ اسے قیامت کے دن اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ وہ تلبیہ پڑھتا ہوگا۔

٦٣٢. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- قال: «بينما رجل واقف بِعَرَفَةَ، إذ وقع عن راحلته، فَوَقَصَتْهُ -أو قال: فَأَوْقَصَتْهُ- فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: اغْسِلُوهُ بماء وسدر، وكَفِّنُوهُ في ثوبيه، ولا تُحَنِّطُوهُ، ولا تُخَمِّرُوا رأسه؛ فإنه يُبْعَثُ يوم القيامة مُلبِّياً».

٦٣٢. حدیث:

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ: ایک شخص میدان عرفہ میں (احرام باندھے ہوئے) کھڑا ہوا تھا کہ اپنی سواری سے گر پڑا اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ یا (وَقَصَتْهُ کے بجائے یہ لفظ) فَأَوْقَصَتْهُ (پس اُس نے اس ہڈی کو توڑ دیا اور وہ فوت ہو گیا) کہا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر اس کے دونوں کپڑوں میں اسے کفن دے دو۔ اسے نہ خوشبو لگاؤ اور نہ ہی اس کا سر ڈھانپو۔ اسے قیامت کے دن اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ وہ تلبیہ پڑھتا ہوگا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

بينما كان رجل من الصحابة واقفاً في عرفة على راحلته في حجة الوداع محرمًا إذ وقع منها، فانكسرت عنقه فمات؛ فأمرهم النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يغسلوه كغيره من سائر الموتى، بماء، وسدر، ويكفنوه في إزاره وردائه، اللذين أحرم بهما. وبما أنه محرم بالحج وآثار العبادة باقية عليه، فقد نهاهم النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يُطيبوه وأن يغطوا رأسه، وذكر لهم الحكمة في ذلك؛ وهي أنه يبعثه الله على ما مات عليه، وهو التلبية التي هي شعار الحج.

اجمالی معنی:

حجۃ الوداع کے موقع پر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص عرفہ کے میدان میں اپنی سواری پر حالت احرام میں کھڑا تھا کہ اس سے گر پڑا جس سے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ فوت ہو گیا۔ نبی ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ اسے دیگر مُردوں کی طرح پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دیں اور اسے اس کی ازار اور چادر ہی میں کفن دیں جسے اس نے احرام کے طور پر پہن رکھا تھا۔ چونکہ وہ حالتِ احرام میں تھا اور اس پر آثارِ عبادت ابھی موجود تھے اس وجہ سے نبی ﷺ نے صحابہ کو اسے خوشبو لگانے اور اس کا سر ڈھانپنے سے منع فرمایا اور انہیں اس کی حکمت بھی بتا دی کہ جس حالت پر اس کی موت واقع ہوئی ہے اللہ تعالی اسی حال میں اسے روز قیامت اٹھائے گا یعنی تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا جو کہ شعائرِ حج میں سے ایک شعار ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > محظورات الإحرام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- واقف : ماكث على بعيره.
- بعرفة : اسم لمشعر معروف ينزل فيه الحجاج في اليوم التاسع من ذي الحجة.
- إذ وقع : سقط فجأة.
- وقصته : صرعته فكسرت عنقه.
- راحلته : بعيره.
- سدر : شجر النبق، وقد يكون ذا شوك، وله ورقة عريضة مدورة.
- كَفِّنُوهُ : لفُّوه بالكفن، وهو ما يغطى به الميت قبل الدفن.
- ثوبيه : ثوبي إحرامه: الرداء والإزار.
- ولا تُحَنِّطُوهُ : لا تجعلوا في شيء من غسله أو كفنه حنوطًا، وهو أخلاط من الطيب تجمع للميت.
- تُخَمِّرُوا : تغطوا.
- يبعث مُلبِّياً : أي يخرج من قبره وهو يقول: لبيك اللَّهُمَّ لبيك، وذلك شعار الإحرام.

فوائد الحديث:

١. وجوب تغسيل الميت، وأنه فرض كفاية.

٢. جواز اغتسال المحرم، كما ثبت ذلك في حديث أبي أيوب أيضًا.

٣. الاعتناء بنظافة الميت وتنقيته، إذ أمرهم أن يجعلوا مع الماء سدراً.

٤. أن تغير الماء بالطاهرات، لا يخرج الماء عن كونه مطهرا لغيره.

٥. وجوب تكفين الميت، وأن الكفن مقدم على حق الغريم، والوصيّ، والوارث.

٦. مشروعية تكفين المحرم بثوبي إحرامه.

٧. جواز الاقتصار في الكفن على الإزار والرداء، وبهذا يعلم أنه يكفي للميت لفافة واحدة.

٨. تحريم الطيب على المحرم: حيًّا أو ميتًا، ذكرا أو أنثى.

٩. مشروعية تحنيط الميت غير المحرم.

١٠. أن المحرم غير ممنوع من مباشرة الأشياء التي ليس فيها طيب: كالسِّدْرِ، والأشنان، والصابون غير المطيّب، ونحوها.

١١. تحريم تغطية رأس الميت المحرم، والوجه للأنثى.

١٢. فضل من مات محرماً، وأن عمله لا ينقطع إلى يوم القيامة، حين يبعث عليه.

١٣. أن من شرع في عمل صالح -من طلب علم أو جهاد، أو غيرهما ومن نيته أن يكمله، فمات قبل ذلك- بلغت نيته الطيبة، وجرى عليه ثمرته إلى يوم القيامة.

١٤. المحرم إذا مات لا يكمل عنه بقية نسكه ولو كان فرضا.

١٥. حسن تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم- حيث يقرن الحكم بعلته؛ ليزداد الاطمئنان إليه، ويعرف به سمو الشريعة، وموافقتها للحكمة.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م. الإفهام في شرح عمدة الأحكام لابن باز، تحقيق: سعيد القحطاني، مؤسسة عبد العزيز بن باز الخيرية، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ. خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام، فيصل بن عبد العزيز المبارك، الطبعة: الثانية ١٤١٢هـ ١٩٩٢م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تاج العروس من جواهر القاموس، محمّد أبو الفيض الملقّب بمرتضى الزَّبيدي، نشر: دار الهداية.

الرقم الموحد: (3180)

بينما رجل يمشي بفلاة من الأرض فسمع صوتًا في سحابة

٦٣٣. الحديث:

عن أبي هريرة عن النبيِّ -صلى الله عليه وسلم- قال: "بينما رجلٌ يمشي بفلاةٍ من الأرضِ، فسمع صوتًا في سحابةٍ: اسقِ حديقةَ فلانٍ. فتنحَّى ذلك السحابُ، فأفرغ ماءَه في حرةٍ، فإذا شَرْجَةٌ من تلك الشِّرَاج قد استوعبتْ ذلك الماءَ كلَّه، فتتَّبع الماءَ، فإذا رجلٌ قائمٌ في حديقته يُحوِّلُ الماءَ بمسحاته، فقال له: يا عبدَ اللهِ؛ ما اسمُك؟، قال: فلانٌ للاسم الذي سمعَ في السحابة، فقال له: يا عبدَ اللهِ؛ لم تسألني عن اسمي؟، فقال: أني سمعت صوتًا في السحابِ الذي هذا ماؤه، يقول: اسق حديقةَ فلانٍ لاسمِك، فما تصنعُ فيها؟، قال: أما إذ قُلتَ هذا فإني أنظرُ إلى ما يخرُجُ منها، فأتصدَّقُ بثُلثِه، وآكُلُ أنا وعيالي ثُلثا، وأرُدُّ فيها ثُلثه".

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

بينا رجل بصحراء واسعة من الأرض، فسمع صوتًا في سحابة يقول: اسق بستان فلان، فابتعد ذلك السحاب عن مقصده، فأفرغ ماءه في أرض ذات حجارة سود، فإذا مسيل من تلك المسايل قد استوعب الماء كله، فتتبع الرجل الماء، فوجد رجلا قائما في حديقته يحول الماء من مكان إلى مكان من حديقته بمسحاته، فقال له: يا عبد الله ما اسمك؟ قال: فلان - للاسم الذي سمع في السحابة - فقال له: يا عبد الله لم تسألني عن اسمي؟ فقال: إني سمعت صوتا في السحاب الذي هذا ماؤه يقول: اسق حديقة فلان، لاسمك، فما تصنع في حديقتك من الخير حتى تستحق هذه الكرامة-، قال: أما إذ قلت هذا فإني

ایک مرتبہ ایک آدمی ایک لق ودق صحرا سے گزر رہا تھا

٦٣٣. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’ایک مرتبہ ایک آدمی ایک لق و دق صحرا سے گزر رہا تھا کہ اس نے بادل سے ایک آواز سنی: فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر دو۔ پس بادل کا ایک ٹکڑا وہاں سے الگ ہوا اور ایک پتھریلی زمین پر پانی برسایا۔ پھر ایک نالی میں ساری نالیوں کا پانی جمع ہوکر آگے بڑھنے لگا۔ وہ صحرا نورد اس پانی کے ساتھ چلتا رہا، تا آں کہ اس نے ایک آدمی کو دیکھا، جو اپنے باغ میں کھڑا اپنے کدال سے پانی ادھر اُدھر پھیر رہا تھا۔ اس نے اس باغبان سے کہا: اے اللہ کے بندے! تیرا نام کیا ہے؟ اس نے اپنا نام بتلایا، تو وہ وہی نام تھا، جو اس نے بادل سے سنا تھا۔ باغبان نے اس نووارد سے پوچھا: اے اللہ کے بندے! تم میرا نام کیوں پوچھ رہے ہو؟ اس نے کہا: بات یہ ہے کہ میں نے اس بدلی میں، جس کا پانی برس کر تیرے باغ میں آیا ہے، تیرا نام سنا تھا؛ کوئی کہہ رہا تھا: فلاں کے باغ کو سیراب کرو۔ اور وہ تیرا ہی نام تھا، جو تو نے مجھے بتلایا ہے۔ ذرا مجھے بتلا کہ تو کیا عمل کرتا ہے؟ اس نے کہا: تو مجھ سے پوچھ ہی ڈالا، تو سن! میرے اس باغ سے جتنی پیداوار ہوتی ہے، میں اس کے تین حصے کرلیتا ہوں؛ ایک حصہ صدقہ کردیتا ہوں، ایک حصہ میں اور میرے بچے کھا لیتے ہیں اور تیسرا حصہ میں پھر (اگلی فصل تیار کرنے کے لیے) باغ میں لگا دیتا ہوں‘‘۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ایک مرتبہ ایک آدمی ایک وسیع صحرا میں تھا کہ اس نے ایک بادل سے ایک آواز سنی: فلاں کے باغ کو سیراب کردو۔ پس بادل کا ایک ٹکڑا وہاں سے اپنے مقصد کے لیے الگ ہوا اور ایک کالے پتھروں والی زمین پر پانی برسایا۔ پھر ایک نالی میں ساری نالیوں کا پانی جمع ہوکر آگے بڑھنے لگا۔ وہ صحرا نورد پانی کے پیچھے چلتا رہا۔ اس نے ایک آدمی دیکھا جو اپنے باغ میں کھڑا اپنی کدال سے پانی ادھر اُدھر پھیر رہا تھا۔ اس نے اس باغبان سے کہا: اے اللہ کے بندے! تیرا نام کیا ہے؟ اس نے اپنا نام بتلایا، تو وہ وہی نام تھا، جو اس نے بادل سے سنا تھا۔ باغبان نے اس نووارد سے پوچھا: اے اللہ کے بندے! تم میرا نام کیوں پوچھ رہے ہو؟ اس نے کہا: میں نے اس بدلی میں، جس کا پانی برس کر تیرے باغ میں آیا ہے، تیرا نام سنا تھا؛ کوئی کہہ رہا تھا: فلاں کے باغ کو سیراب کردو۔ وہ دراصل تیرا ہی نام تھا۔ اب ذرا مجھے بتلا کہ تو کون سا خیر و بھلائی والا عمل کرتا ہے، جس کی بنا پر اس فضل و کرامت کے مستحق قرار

أنظر إلى ما يخرج منها من زرع الحديقة وثمرها، فأتصدق بثلثه، وآكل أنا وعيالي ثلثًا، وأصرف في الحديقة للزراعة والعمارة ثلثه.	پائے؟ اس نے کہا: تو مجھ سے پوچھ ہی ڈالا تو سن! میرے اس باغ سے جتنی پیداوار اور پھل ہوتا ہے، میں اس کے تین حصے کرلیتا ہوں؛ ایک حصہ صدقہ کردیتا ہوں، ایک حصہ میں اور میرے بچے کھا لیتے ہیں، اور ایک حصہ باغ کی زراعت و آبادکاری میں لگا دیتا ہوں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > صدقة التطوع

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فلاة : الأرض التي لا ماء فيها.
- حديقة : القطعة من النخيل، ويطلق على الأرض ذات الشجر، وهي: البستان.
- حرة : أرض ملبَّسة حجارة سوداء.
- شرجة : مَسِيل الماء من الحَرَّة إلى السَّهل.
- بمسحاته : المسحاة المجرفة من الحديد.

فوائد الحديث:

١. فضل الصدقة والإحسان إلى المساكين وأبناء السبيل.
٢. الصدقة تنتج بالبركة والمعونة من الله -تعالى.-
٣. فضل أكل الإنسان من كسبه والإنفاق على العيال.
٤. من الملائكة من هو موكل بالأرزاق أو السحاب.
٥. إثبات كرامات الأولياء.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين، تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. جامع الأصول في أحاديث الرسول، للإمام مجد الدين ابن الأثير الجزري، حققه عبدالقادر الأرناؤوط، نشر مكتبة الحلواني وغيرها، ١٣٩٢هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح صحيح مسلم، للإمام محي الدين النووي، دار الريان للتراث-القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٠٧هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. كرامات أولياء الله عزوجل-، للإمام أبي القاسم اللالكائي، تحقيق د. أحمد حمدان، دار طيبة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ. كنوز رياض الصالحين، فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف ملا علي القاري، تحقيق صدقي العطار، دار الفكر-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٢هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. النهاية في غريب الحديث والأثر، لابن الأثير، تحقيق محمود الطناحي، المكتبة الإسلامية.

الرقم الموحد: (5776)

شب قدر کو (رمضان کے) آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو	تَحَرَّوْا ليلة القَدْر في الوِتْرِ من الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ
٦٣٤. حدیث: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شب قدر کو (رمضان کے) آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔“	**٦٣٤. الحديث:** عن عائشة أم المؤمنين -رضي الله عنها- أن رسولَ الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «تَحَرَّوْا ليلة القَدْر في الوِتْرِ من الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ».
حدیث کا درجہ: صحیح	**درجة الحديث:** صحيح
اجمالی معنی: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ بیان کر رہی ہیں کہ نبی ﷺ نے شب قدر کو تلاش کرنے اور اس میں نیک اعمال اور قیام اللیل کرنے کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ شب قدر کو اسی طرح سے تلاش کیا جائے گا، اور یہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے۔	**المعنى الإجمالي:** تخبر أم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أرشد لطلب إصابة ليلة القدر والاشتغال فيها بالعمل الصالح وقيام الليل، فتحري ليلة القدر يكون بذلك، وذلك في أوتار العشر الأواخر من رمضان.

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > العشر الأواخر من رمضان

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- تَحَرَّوْا ليلة القَدْر : اطلبوا مصادفتها بالعمل الصالح والقيام فيها.
- في الوِتْرِ من العشر : هي : ليلة إحدى وعشرين، وثلاث وعشرين، وخمس وعشرين، وسبع وعشرين، وتسع وعشرين.
- من العَشْر الأواخر : أي: البواقي من رمضان، وتبدأ من ليلة إحدى وعشرين.

فوائد الحديث:

١. فضل ليلة القَدْر.
٢. أن ليلة القَدْر في رمضان.
٣. الإرشاد إلى تَحَرِّي ليلة القدر في العشر الأواخر من رمضان.
٤. أوتار العشر أرجى من أشفاعها.
٥. محبة النبي -صلى الله عليه وسلم- للتيسير على أمته.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي، نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى، ١٤٢٦هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4540)

تَسَحَّرُوا؛ فإن في السَّحُورِ بَرَكة

سحری کھایا کرو، اس لیے کہ سحری میں برکت ہوتی ہے۔

٦٣٥. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- «تَسَحَّرُوا؛ فإن في السَّحُورِ بَرَكة».

٦٣٥. حدیث :

انس بن مالک - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا : سحری کھایا کرو، اس لیے کہ سحری میں برکت ہوتی ہے ۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يأمر النبي -صلى الله عليه وسلم- بالتَّسَحُّرِ، الذي هو الأكل والشرب وقت السحر، استعدادًا للصيام، ويذكر الحكمة الإلهية فيه، وهي حلول البركة، والبركة تشمل منافع الدنيا والآخرة. فمن بركة السَّحُورِ، ما يحصل به من الإعانة على طاعة الله -تعالى- في النهار. ومن بركة السَّحُورِ أن الصائم إذا تسحر لا يمل إعادة الصيام، خلافا لمن لم يتسحر، فإنه يجد حرجا ومشقة يثقلان عليه العودة إليه. ومن بركة السَّحُورِ الثواب الحاصل من متابعة الرسول -عليه الصلاة والسلام-، ومخالفة أهل الكتاب. ومن بركته إذا قام للسحور ربما صلى وربما تصدق على بعض المحاويج الذين يعلمهم، بل وربما قرأ شيئاً من القرآن. ومن بركة السَّحُورِ، أنه عبادة، إذا نوي به الاستعانة على طاعة الله -تعالى-، والمتابعة للرسول -صلى الله عليه وسلم-، ولله في شرعه حكم وأسرار. ومن أعظم الفوائد فيه الاستيقاظ لصلاة الفجر ولهذا أمر بتأخير السَّحُورِ حتى لا ينام بعده فتفوت عليه صلاة الفجر بخلاف من لم يتسحر، وهذا مشاهد، فإن عدد المصلين في صلاة الصبح مع الجماعة في رمضان أكثر من غيره من أجل السَّحُورِ.

اجمالی معنیٰ :

آپ ﷺ سحری کھانے کا حکم فرما رہے ہیں۔ جو کہ روزے کی تیاری کے لیے طلوعِ فجر سے پہلے کھانے پینے کو کہتے ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکمت بھی ذکر کر رہے ہیں، اور وہ ہے برکت کا نزول اور برکت دنیا و آخرت کے منافع پر مشتمل ہے۔ سحری کی ایک برکت یہ ہے کہ اس کے ذریعے دن میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مدد ملتی ہے۔ اسی طرح سحری کھانے کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ روزہ دار مسلسل روزہ رکھنے سے اکتاتا نہیں، بخلاف اس شخص کے جو سحری نہیں کھاتا، وہ حرج اور پریشانی محسوس کرتا ہے، جس کی وجہ سے اس پر دوبارہ روزہ رکھنا مشکل ہوجاتا ہے۔ سحری کی ایک برکت یہ ہے کہ اس سے آپ ﷺ کا اتباع اور اہلِ کتاب کی مخالفت کرکے ثواب حاصل ہوتا ہے۔ سحری کی برکت یہ بھی ہے کہ سحری کے لیے اٹھنے سے بسااوقات نماز بھی پڑھ لی جاتی ہے اور کبھی بعض ضرورتمندوں پر صدقہ کرنے کی بھی توفیق مل جاتی ہے، بسا اوقات قرآن کی تلاوت کا بھی موقع مل جاتا ہے۔ سحری کی برکتوں میں سے یہ بھی ہے کہ یہ اُس وقت ایک عبادت بن جاتی ہے جب اس سے اللہ کی اطاعت پر مدد حاصل ہونے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کی نیت کی جائے۔ علاوہ ازیں اللہ کی شریعت میں اور بھی کئی حکمتیں اور راز ہوتے ہیں۔ سحری کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ فجر کی نماز کے لیے اٹھا جاتا ہے، اسی وجہ سے سحری کو موخر کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اس کے بعد سویا نہ جائے کہ کہیں فجر کی نماز فوت نہ ہوجائے، بخلاف اس شخص کے جو سحری نہیں کرتا۔ اس کا مشاہدہ ہوچکا ہے کہ رمضان میں سحری کی وجہ سے فجر کی نماز میں نمازیوں کی تعداد غیر رمضان کی بنسبت زیادہ ہوتی ہے۔ تیسير العلام(ص٣١٧) تنبيه الأفهام(ج٣/٤١٧) تأسيس الأحكام، (٣/٢١٧)۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > سنن الصيام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- السَّحُورِ : بفتح السين: ما يؤكل ويشرب في آخر الليل. وبضمها: الفعل، والبركة مضافة إلى كلٍّ من الفعل وما يتسحر به جميعاً.
- بَركة : خيرًا كثيرًا ثابتًا، والبركة قد تكون حسية وقد تكون معنوية ولعلها هنا شاملة للجميع.

فوائد الحديث:

١. استحباب السَّحُورِ وامتثال الأمر الشرعي بفعله.

٢. أن في السَّحُورِ بركة دينة، ودنيوية.

٣. أن السَّحُورِ لا يختص بنوع من الطعام.

٤. كمال الشريعة الإسلامية في مراعاة العدل.

٥. حسن تعليم النبي صلى الله عليه وسلم حيث يقرن الحكم بالحكمة ؛ لينشرح به الصدر ويعرف به سمو الشريعة.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي، نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4498)

تَسَحَّرْنَا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، ثم قام إلى الصلاة. قال أنس: قلت لزيد: كم كان بين الأذان وَالسَّحُورِ ؟ قال: قَدْرُ خمسين آية

ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کی۔ پھر آپ ﷺ (صبح کی) نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سحری اور اذان میں کتنے وقت کا وقفہ ہوتا تھا؟ تو انھوں نے کہا کہ پچاس آیتیں پڑھنے کے بقدر۔

٦٣٦. الحديث:

عن أنس بن مالك عن زيد بن ثابت -رضي الله عنهما- قال: «تَسَحَّرْنَا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، ثم قام إلى الصلاة. قال أنس: قلت لزيد: كم كان بين الأذان وَالسَّحُورِ؟ قال: قدر خمسين آية».

٦٣٦. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کی۔ پھر آپ ﷺ (صبح کی) نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سحری اور اذان میں کتنے وقت کا وقفہ ہوتا تھا تو انہوں نے کہا کہ پچاس آیتیں پڑھنے کے بقدر۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر زيد بن ثابت -رضي الله عنه- أنه -صلى الله عليه وسلم- لما تسحر قام إلى صلاة الصبح، فسأل أنس زيدًا: كم كان بين الإقامة والسحور؟ قال: "قدر خمسين آية" أي مدة قراءة خمسين آية، والظاهر أن هذا التقدير يكون من الآيات الوسط التي هي بين الطويلة جدًّا كما في آخر سورة البقرة وأول سورة المائدة والقصيرة جدًّا كما في سورة الشعراء والصافات والواقعة وما أشبه ذلك.

اجمالی معنی:

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ نبی ﷺ جب سحری کھا چکے تو آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ انس رضی اللہ عنہ نے زید رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اقامت اور سحری کے مابین کتنے وقت کا وقفہ ہوا کرتا تھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ پچاس آیتوں کے پڑھنے کے بقدر وقت کا وقفہ۔ ظاہری معنی یہ ہے کہ اس سے مراد درمیانی آیات ہیں جو بہت زیادہ لمبی آیات جیسا کہ سورۂ بقرہ کے آخر میں اور سورہ مائدہ کے شروع میں ہیں اور بہت زیادہ چھوٹی آیات جیسا کہ سورہ شعراء، سورہ صافات اور سورۂ واقعہ جیسی سورتوں میں ہیں کے مابین ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > سنن الصيام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: زيد بن ثابت الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- تَسَحَّرْنَا : أَكَلْنَا في وقت السحر قبيل الفجر
- إلى الصلاة : أي : صلاة الفجر.
- كم كان بين الأذان والسَّحُور : أي : المدة التي يمكن أن تكون بينهما.
- الأذان : الإعلام بوقت الصلاة بألفاظ مخصوصة في أوقات مخصوصة.
- قدر خمسين : أي : قدر قراءة خمسين آية قراءة متوسطة.
- آية : طائفة مستقلة من القرآن ، والمراد : آية متوسطة الطول

فوائد الحديث:

١. استحباب بالسحور.

٢. أفضلية تأخير السحور إلى قبيل الفجر؛ لأنه إذا أخر كانت منفعة البدن منه أعظم وكان نفعه له في اليوم أكثر.
٣. أن التأخير يحصل به إقامة صلاة الفجر.
٤. فيه تأنيس الفاضل أصحابه بالمؤاكلة.
٥. كرم النبي صلى الله عليه وسلم وتواضعه.
٦. حرص الصحابة بالاجتماع بالنبي صلى الله عليه وسلم ليتعلموا منه.
٧. فيه الاجتماع على السحور.
٨. فيه رفق النبي - صلى الله عليه وسلم - بأمته ؛ لأنه لو لم يتسحر لاتبعوه فيشق على بعضهم.
٩. فيه جواز المشي بالليل للحاجة؛ لأن زيد بن ثابت ما كان يبيت مع النبي - صلى الله عليه وسلم. -
١٠. المبادرة بصلاة الصباح، حيث قربت من وقت الإمساك.
١١. أن وقت الإمساك هو طلوع الفجر، كما قال الله تعالى: (كُلُوا واشْرَبُوا حتَّى يَتَبَيَّنَ لكُمُ الخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ).
١٢. مخالفة أهل الكتاب في أكلة السحر

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ خلاصة الكلام على عمدة الأحكام، تأليف: فيصل بن عبد العزيز آل مبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢ هـ صحيح البخاري ، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4457)

تَوَكَّلَ اللهُ لِلْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِهِ إِنْ تَوَفَّاهُ: أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يُرْجِعَهُ سَالِمًا مَعَ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ

٦٣٧. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «انْتَدَبَ الله (ولمسلم: تَضَمَّنَ الله) لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ، لا يُخْرِجُهُ إلاَّ جِهَادٌ فِي سَبِيلِي، وإيمان بي، وتصديق برسلي فهو عَلَيَّ ضامن: أَنْ أُدْخِلَهُ الجنة، أو أرجعه إلى مسكنه الذي خرج منه، نائلًا ما نال من أجر أو غنيمة». ولمسلم: «مثل المجاهد في سبيل الله -والله أعلم بمن جاهد في سبيله- كَمَثَلِ الصَّائِمِ القائم، وَتَوَكَّلَ الله لِلْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِهِ إِنْ تَوَفَّاهُ: أن يدخله الجنة، أو يرجعه سالما مع أجر أو غنيمة».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث ضمان من الله لمن خرج في سبيله لا يخرجه إلا جهاد في سبيله مؤمناً مخلصاً أنه ضامن على الله واحدًا من ثلاثة أو اثنتين منها فإن قتل فهو ضامن على الله أن يدخله الجنة وإن بقي فقد تضمن الله أن يرجعه إلى مسكنه بما نال من أجر أو غنيمة أي من أجر بدون غنيمة أو يجمع الله له بين الغنيمة والأجر. أما الرواية الثانية التي عزاها صاحب العمدة إلى مسلم وهي متفق عليها وفيها أن فضيلة الجهاد في سبيل الله أي التي تقوم مقام الجهاد أمر لا يستطيعه البشر وذلك كالآتي: أن يكون بدلاً من الخروج يدخل في مصلاه فيواصل الصلاة والصيام والقيام ولهذا قال -صلى الله عليه وسلم- لا تستطيعونه.

اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والے کی حفاظت کی ذمے داری لی ہے؛ اگر اس کی وفات ہوگئی، تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور اگر وہ واپس آیا، تو ثواب اور مالِ غنیمت کے ساتھ واپس ہوگا۔

٦٣٧. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی سن لی ہے (اور مسلم کی روایت میں ہے کہ اللہ نے اس شخص کی حفاظت کی ذمے داری لے لی ہے)، جو اس کے راستے میں (جہاد کے لیے) نکلے۔ (اللہ فرماتا ہے :) اگر اس کا یہ نکلنا محض میری راہ میں جہاد کے لیے اور مجھ پر ایمان اور میرے انبیا کی تصدیق کے جذبے سے ہو، تو میں اسے اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ یا تو اسے جنت میں داخل کردوں گا، یا ثواب یا غنیمت کے ساتھ اس کے گھر میں واپس پہنچا دوں گا، جس سے وہ نکلا تھا''۔ مسلم کی روایت میں ہے : ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال -اور اپنی راہ میں جہاد کرنے والے کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے- قیام کرنے والے روزے دار کی طرح ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والے کی حفاظت کی ذمے داری لے لی ہے؛ اس کی وفات ہوگئی، تو جنت میں داخل کرے گا۔ ورنہ صحیح سالم ثواب اور مالِ غنیمت کے ساتھ واپس لائے گا''۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے لیے اللہ کی طرف سے اس ضمانت کا بیان ہوا ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا اگر محض اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے خالص جہاد کے لئے نکلتا ہے، تو اللہ اسے تین یا دو چیزوں میں سے کسی ایک کی ضمانت دیتا ہے۔ اگر وہ شہید کردیا گیا، تو اللہ اسے جنت میں داخل کرنے کا ضامن ہے اور باقی بچ گیا تو اسے ثواب یا غنیمت کے ساتھ گھر واپس پہنچائے گا۔ یعنی یا تو ثواب کے ساتھ بغیر غنیمت کے یا ثواب اور غنیمت دونوں کے ساتھ۔ رہی دوسری روایت، جسے صاحبِ 'عمدہ' نے مسلم کی طرف منسوب کیا ہے، حالاں کہ وہ متفق علیہ ہے، اس میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی فضیلت یعنی ایسا عمل جو جہاد کے قائم مقام ہو، انسانی طاقت سے باہر کی چیز ہے؛ کیوں کہ وہ عمل لگاتار نماز، روزہ اور قیام اللیل میں لگے رہنا ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها. الرواية الثانية: متفق عليها أيضا.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- انْتَدَبَ الله : ندبته فانتدب، أي بعثته فانبعث، ودعوته فأجاب.
- ضامِن : بمعنى مضمون.

فوائد الحديث:

١. جود الله -تعالى-؛ إذ ألزم نفسه بهذا الجزاء الكبير للمجاهدين.

٢. فضل الجهاد في سبيل الله، إذ تحقق ربحه العظيم، وهذا بنيل الجزاء الأخروي سواء حصل ذلك بالشهادة أو حصول الثواب، أو الجزاء الدنيوي بتحصيل الغنيمة.

٣. يؤخذ من قوله مثل المجاهد في سبيل الله أن ثواب المجاهد كثواب الصائم الذي لا يفطر والقائم الذي لا يفتر أي الذي لا يفتر عن الصلاة وفي هذا من الفضل ما لا يستطاع وصفه.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ. تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ.

الرقم الموحد: (2957)

تُقْطَعُ الْيَدُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِداً

ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ قیمت کی چیز چرانے پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔

٦٣٨. الحديث:

عن عائشةُ -رضي اللهُ عنها- مرفوعًا: «تُقْطَعُ الْيَدُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِداً».

٦٣٨. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ قیمت کی چیز چرانے پر ہاتھ کاٹا جائے گا"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أمَّن الله -عز وجل- دماء الناس وأعراضهم وأموالهم، بكل ما يكفل ردع المفسدين المعتدين. فجعل عقوبة السارق -الذي أخذ المال من حرزه على وجه الاختفاء- قطع العضو الذي تناول به المال المسروق؛ ليكفر القطع ذنبه، وليرتدع هو وغيره عن الطرق الدنيئة، وينصرفوا إلى اكتساب المال من الطرق الشرعية الكريمة؛ فيكثر العمل، وتستخرج الثمار؛ فيعمر الكون، وتعز النفوس. ومن حكمته -تعالى- أن جعل المقدار الأدنى الذي تقطع بسرقته اليد، ما يعادل ربع دينار من الذهب؛ حماية للأموال، وصيانة للحياة؛ ليستتب الأمن، وتطمئن النفوس، وينشر الناس أموالهم للكسب والاستثمار.

اجمالی معنی:

اللہ عز و جل نے لوگوں کی جان، آبرو اور مال کو ان تمام ذرائع سے تحفظ فراہم کیا ہے، جو فسادی اور سرکش افراد کو (ان کی شر انگیزیوں سے) باز رکھنے کی ضمانت دیتے ہیں۔ چنانچہ اللہ نے چور کی سزا، جو مخفی طریقے سے مال کو اس کے محفوظ مقام سے لے اڑتا ہے، اس عضو کا کاٹنا متعین کی ہے، جس کے ذریعے وہ چرایا ہوا مال اٹھاتا ہے؛ تاکہ ہاتھ کاٹنا اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے اور آئندہ وہ اور دیگر لوگ (حصول مال کے) ان گھٹیا طریقوں سے باز رہیں اور شرعی اور باعزت طریقوں سے مال کمائیں، جس کے نتیجے میں کام کاج کو فروغ ملے، منافع کا حصول ہو، یہ عالم تعمیر و ترقی کی طرف بڑھے اور لوگ باعزت زندگی گزاریں۔ اللہ نے اپنی حکمت کے تقاضے کے تحت مال کی اس کم ترین مقدار کا تعین فرمادیا، جس کے چرانے پر ہاتھ کاٹا جائے گا، جو کہ سونے سے بنے دینار کے ایک چوتھائی کے مساوی ہے؛ تاکہ جان و مال محفوظ رہیں، امن کا دور دورہ ہو، دل پر سکون ہوں اور حصول رزق اور سرمایہ کاری کی غرض سے لوگ اپنا مال (بلاخوف وخطر) لگائیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الحدود > حد السرقة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- فَصَاعِداً : فزائدا، أي فأكثر.

فوائد الحديث:

١. أن نصاب القطع ربع دينار من الذهب، أو ما قيمته ثلاثة دراهم من الفضة.
٢. الحديث رد على الذين يرون أن القطع ليد السارق في الكثير والقليل من المال.
٣. قطع يد السارق -الذي يأخذ المال من حرزه على وجه الاختفاء- وليس منه الغاصب والمنتهب والمختلس.
٤. أنَّ الحَدَّ كَفَّارَةٌ للمعصِية التي أُقِيمَ الحَدُّ لَهَا، وَهُو إجماع.
٥. للعلماء شروط في قطع يد السارق، وأهمها أن يكون المسروق من حرز مثله، والحرز يختلف باختلاف الأموال والبلدان والحكام.
٦. لهذا الحكم السامي، حكمته التشريعية العظمى، فالحدود كلها رحمة ونعمة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ.

الرقم الموحد: (2964)

تبلغ الحلية من المؤمن حيث يبلغ الوضوء

٦٣٩. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: ((إن أمتي يُدْعَون يوم القيامة غُرًّا مُحَجَلِّين من آثار الوُضُوء)). فمن اسْتَطَاع منكم أن يُطِيل غُرَّتَه فَلْيَفعل. وفي لفظ لمسلم: ((رأَيت أبا هريرة يتوضَّأ, فغسل وجهه ويديه حتى كاد يبلغ المنكبين, ثم غسل رجليه حتى رَفَع إلى السَّاقين, ثم قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: إنَّ أمتي يُدْعَون يوم القيامة غُرًّا مُحَجَّلين من آثار الوُضُوء)) فمن استطاع منكم أن يطيل غُرَّتَه وتَحْجِيلَه فَلْيَفعَل. وفي لفظ لمسلم: سمعت خليلي -صلى الله عليه وسلم- يقول: ((تَبْلُغ الحِلْيَة من المؤمن حيث يبلغ الوُضُوء)).

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

يبشر النبي -صلى الله عليه وسلم- أمته بأن الله -سبحانه وتعالى- يخصهم بعلامة فضل وشرف يومَ القيامة، من بين الأمم، حيث ينادون فيأتون على رؤوس الخلائق تتلألأ وجوههم وأيديهم وأرجلهم بالنور، وذلك أثر من آثار هذه العبادة العظيمة، وهي الوضوء الذي كرروه على هذه الأعضاء الشريفة ابتغاء مرضاة الله، وطلبا لثوابه، فكان جزاؤهم هذه المحمدة العظيمة الخاصة. ثم يقول أبو هريرة -رضي الله عنه-: "من قدر على إطالة هذه الغرّة فليفعل"؛ لأنه كلما طال مكان الغسل من العضو طالت الغرة والتحجيل، ولكن المشروع فقط أن يكون غسل اليدين في الوضوء إلى المرفقين ويستوعب المرفق بالشروع في العضد وغسل جزء منه، وغسل القدمين إلى الكعبين يستوعب الكعبين بالشروع في الساق، ولا يغسل العضد والساق في الوضوء، وفي الرواية الخرى ينقل

مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو پہنچے گا

٦٣٩. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کے لوگوں کو قیامت والے دن اس حال میں پکارا جائے گا کہ وضو کے نشانات سے ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں روشن ہونگے۔'' پس تم میں سے جو اپنی روشنی بڑھانے کی طاقت رکھے تو وہ ضرور ایسا کرے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت کے الفاظ ہیں: ''میں نے ابو ہریرہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، انہوں نے اپنا چہرہ اور بازو دھوئے یہاں تک کہ کندھوں کے قریب پہنچ گئے، پھر انہوں نے اپنے پاؤں دھوئے یہاں تک کہ اوپر پنڈلیوں تک لے گئے، پھر کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ''میری امت کے لوگوں کو قیامت والے دن اس حال میں پکارا جائے گا کہ وضو کے نشانات سے ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں روشن ہونگے۔'' پس تم میں سے جو اپنی چمک اور روشنی بڑھانے کی طاقت رکھے تو وہ ضرور ایسا کرے۔ صحیح مسلم کے دوسرے الفاظ یہ ہیں: میں نے اپنے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ: ''(جنت میں) مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا، جہاں تک وضو پہنچے گا۔''

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو اس بات کی بشارت دے رہے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت کے دن انہیں دیگر امتوں کے ما بین شرف وفضیلت کی ایک مخصوص نشانی بخشے گا اس طور پر کہ جب انہیں پکارا جائے گا تو وہ لوگوں کے سامنے حاضر ہونگے اور ان کے چہرے اور ہاتھ اور پیر روشنی سے چمک رہے ہوں گے، اور یہ سب وضو جیسی عظیم عبادت کے نتیجے میں ہوگا، وہ وضو جسے وہ اللہ کی رضا اور ثواب کی امید میں بار بار ان اعضاء شریفہ پر کرتے تھے، تو یہ ان کا خاص بڑا انعام اور بدلہ ہے۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''جو کوئی اس چمک کو بڑھانے کی طاقت رکھتا ہو تو چاہئے کہ وہ ایسا کرے۔ کیوں کہ دھلنے کی جگہیں جس قدر دراز ہوں گی اسی قدر روشنی اور چمک بھی لمبی ہوگی، کیوں کہ روشنی کا زیور وہاں تک پہونچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہونچا ہے۔ لیکن وضو میں مشروع صرف کہنی تک دونوں ہاتھوں کا دھلنا ہے اس لئے کہنی کو مکمل دھوئے گا بازو سے شروع کرتے ہوئے اور اس کے کچھ حصہ کو دھلتے ہوئے اسی طرح دونوں پاؤں کو دھوئے گا دونوں ٹخنوں کو مکمل

عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن حلية المؤمن في الجنة تبلغ ما بلغ ماء الوضوء.	دھوتے ہوئے پنڈلی سے شروع کرتے ہوئے، البتہ وضو میں بازو اور پنڈلی کا دھلنا مشروع نہیں ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الوضوء > فضل الوضوء

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليه. الرواية الثانية: رواها مسلم. الرواية الثالثة: رواها مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أمتي : أمة الاستجابة، والمراد: من آمن به واتبعه.
- يُدْعَون : ينادَوْن نداء تشريف وتكريم.
- يوم القيامة : يوم يدعى الناس لرب العالمين من قبورهم مبعوثين للحساب والجزاء.
- غُرّاً : جمع " أغر " أصلها لمعة بيضاء في جبهة الفرس، فأطلقت على نور وجوههم.
- مُحَجَلِّين : من " التحجيل " وهو بياض يكون في قوائم الفرس، والمراد به هنا: النور الكائن في هذه الأعضاء يوم القيامة، تشبيها بتحجيل الفرس.
- من آثار الوُضوء : العلة والسبب للغرة والتحجيل.
- اسْتَطَاع : قدر.
- يُطِيل : يمد ويزيد.
- رَأَيت : أبصرت، والرائي: نُعَيم المجمِّر.
- كاد : قارب.
- يَبلُغ : يصل.
- المَنكِبَين : تثنية منكب، وهو ما يجمع رأس الكتف والعضد.
- السَّاقين : تثنية ساق، وهو العظم الذي بين الركبة والكعبين.
- خليلي : من اتخذته خليلا، والخليل: من بلغت محبته أعلى منازل المحبة، والمراد به هنا النبي -صلى الله عليه وسلم.-
- الحِلية : هي ما يتحلى به لكمال الجمال.
- الوُضُوء : هو فعل الوضوء.

فوائد الحديث:

١. الجزاء على الوضوء بالغرة والتحجيل يوم القيامة، وبأن حلية المؤمن في الجنة تبلغ حيث يبلغ الوضوء.

٢. لما كان الوضوء مشتقًّا من الوضاءة، وهو النور، كان بذلك نورا للمؤمنين يوم القيامة في وجوههم و أيديهم و أرجلهم، ويعرفون بهذه الخصيصة من بين الأمم يوم القيامة.

٣. في رواية لمسلم: سَمِعْتُ خَلِيلِي -صلى الله عليه وسلم- يقولُ: (تَبلُغُ الحِليَة من المُؤمِن حيث يَبلُغُ الوُضُوءُ) فيه دليل أن الوضوء كما كان زينة في الدنيا، فهو كذلك في الآخرة.

٤. الحلي في الجنة للرجال والنساء.

٥. الحديث إثبات يوم القيامة، وما فيه من حساب وجزاء.

٦. فضيلة هذه الأمة، وفضيلة الوضوء، وأنه خاص بهم.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. شرح العمدة للسعدي، قيده عنه تلميذه: عبد الله العوهلي، تقديم: عبد الله بن عبد العزيز العقيل، تحقيق: أنس بن عبد الرحمن بن عبد الله العقيل، ط١، دار التوحيد، الرياض، ١٤٣١هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار

طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3368)

تزوج النبي -صلى الله عليه وسلم- ميمونة وهو محرم، وبنى بها وهو حلال، وماتت بسرف

جب نبی کریم ﷺ نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ حالتِ احرام میں تھے اور جب ان سے خلوت کی تو آپ احرام کھول چکے تھے اور ان کا انتقال بھی مقام سرف میں ہوا۔

٦٤٠. الحديث:

عن ابن عباس، قال: "تَزَوَّج النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- مَيْمُونَة وهو مُحْرِمٌ، وبَنَى بِها وهو حَلالٌ، وماتَتْ بِسَرِف".

٦٤٠. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ محرم (حالتِ احرام میں) تھے اور جب ان سے خلوت کی تو آپ احرام کھول چکے تھے اور ان کا انتقال بھی مقام سرف میں ہوا۔''

درجة الحديث: إسناده صحيح

حدیث کا درجہ: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

المعنى الإجمالي:

يفيد هذا الحديث الذي رواه ابن عباس -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- عقَد على أم المؤمنين ميمونة وهو متلبس بالإحرام, وأنه دخل بها وهو متحلل غير محرم, وأنها -رضي الله عنها- ماتت بمكان بين مكة والمدينة اسمه سرف, وهو المكان الذي دخل بها فيه، وبيَّن العلماء أن ما ذكره ابن عباس-رضي الله عنهما- في هذا الحديث -مِن كون النبي صلى الله عليه وسلم تزوج ميمونة وهو محرم- وَهمٌ منه -رضي الله عنه-؛ لأنه انفرد برواية ذلك وحده، وخالفه أكثر الصحابة، وممن خالفه ميمونة وأبو رافع -رضي الله عنهما-، وهما أعلم بالقصة؛ لأنهما المباشران لها, فقد قال أبو رافع -رضي الله عنه- : "كنتُ السفير بين النبي -صلى الله عليه وسلم- وميمونة، فتزوَّجها وهو حلال، وبنى بها حلالًا" وكانت أم المؤمنين ميمونة -رضي الله عنها- تقول: "تزوجني وهو حلال". ولعل ابن عباس -رضي الله عنهما- لم يطلع على زواجه -صلى الله عليه وسلم- بميمونة إلا بعد أن أحرم- صلى الله عليه وسلم-, فظن أنه تزوجها وهو محرم, وحمل بعض أهل العلم حديث ابن عباس على أنه تزوجها في الحرم وهو حلال.

اجمالی معنیٰ:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی اس حدیث سے یہ فوائد مستفاد ہوتے ہیں کہ جس وقت نبی ﷺ نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تو آپ احرام کا لباس زیب تن کیے ہوئے تھے اور ان سے خلوت فرمائی تو احرام کھول کر حلال ہو چکے تھے۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع 'سرف' نامی مقام پر اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی اور یہی وہ مقام ہے جہاں آپ ﷺ نے ان سے خلوت فرمائی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ذکر کردہ اس حدیث کے تئیں کہ نبی ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالتِ احرام میں نکاح کیا، علماء نے یہ وضاحت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو وہم ہوگیا؛ کیوں کہ اس روایت کے وہی منفرد راوی ہیں اور جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے ان کی مخالفت ثابت ہے اور اس قصہ کا سب سے زیادہ علم رکھنے والی شخصیات میمونہ رضی اللہ عنہا اور ابورافع رضی اللہ عنہ سے ان کی مخالفت مروی ہے، کیوں کہ ان دونوں سے اس قصہ کا براہ راست تعلق رہا۔ ابورافع رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میں نبی ﷺ اور میمونہ رضی اللہ عنہا کے مابین سفیر کی حیثیت سے تھا اور آپ ﷺ نے ان سے حالت حلال ہی میں نکاح فرمایا اور حالت حلال ہی میں خلوت فرمائی۔" خود ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں "آپ ﷺ نے مجھ سے حالت حلال ہی میں نکاح فرمایا"۔ یہ ہوسکتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو نبی ﷺ کے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا علم، آپ ﷺ کے حالتِ احرام میں آنے کے بعد ہوا ہو اور انھیں یہ گمان ہوگیا کہ آپ ﷺ نے حالت احرام میں ان سے نکاح فرمایا۔ بعض اہلِ علم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو اس بات پر محمول کیا کہ آپ ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے حدود حرم میں نکاح فرمایا اور آپ اس وقت حلال تھے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > أحكامه وشروط النكاح

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- محرم : أي متلبس بإحرام, والإحرام نيَّةُ الدخول في النسك.
- بنى بها : دخل بها.
- حلال : غير محرم بحج أو عمرة.
- سرف : مكان بين مكة والمدينة, وهو قريب من مكة دون الوادي المشهور بوادي فاطمة.

فوائد الحديث:

١. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- عقَد على أم المؤمنين ميمونة وهو متلبس بالإحرام, وأنه دخل بها وهو متحلل غير محرم, وتقدم في المعنى الإجمالي أن أكثر الصحابة خالفوا ابن عباس في هذه الرواية, ورووا أن النبي -صلى الله عليه وسلم- تزوجها وهو حلال غير محرم, ومنهم ميمونة نفسها.

٢. الحديث فيه ذكر المكان الذي ماتت فيه ميمونة -رضي الله عنها-, وهو سرف.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. المطلع على ألفاظ المقنع, محمد بن أبي الفتح بن أبي الفضل البعلي، المحقق: محمود الأرناؤوط وياسين محمود الخطيب, مكتبة السوادي للتوزيع, الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ- ٢٠٠٣ م. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، للنووي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثانية، ١٣٩٢ه. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه - ٢٠٠٦ م فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧ه. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ- ١٤٣١ هـ.

الرقم الموحد: (58073)

تقدموا فأتموا بي، وليأتم بكم من بعدكم، لا يزال قوم يتأخرون حتى يؤخرهم الله

آگے بڑھو، اور میری اقتدا کرو، اور جو تمہارے بعد کے لوگ ہیں وہ تمہاری اقتدا کریں، کچھ لوگ برابر پیچھے ہٹتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اللہ ان کو پیچھے ہی کر دیتا ہے

٦٤١. الحديث:

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- رأى في أصحابه تأخُّرًا فقال لهم: «تَقَدَّمُوا فَأْتَمُّوا بي، وليأتمَّ بكم مَن بعدكم، لا يزال قومٌ يتأخرون حتى يؤخرَّهم اللهُ».

٦٤١. حدیث:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں (صفوں میں) پیچھے رہنے کا عمل دیکھا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”آگے بڑھو، اور میری اقتدا کرو۔ اور جو تمہارے بعد کے لوگ ہیں وہ تمہاری اقتدا کریں، کچھ لوگ برابر پیچھے ہٹتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اللہ ان کو پیچھے ہی کر دیتا ہے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف فضل الدنو من الإمام ، كما يبين أن الصفوف المتأخرة تأتم بالصفوف القريبة من الإمام ، كما توعد المتأخرين في الصفوف الخلفية بالتأخر عن رحمته أو عظيم فضله ورفع المنزلة وعن العلم ونحو ذلك.

اجمالی معنی:

حدیث شریف امام سے قریب رہنے کی فضیلت کو بیان کرتی ہے، جس طرح یہ بیان کرتی ہے کہ پیچھے کی صفیں امام سے قریب صفوں کی اقتدا کریں گی۔ اسی طرح حدیث میں پہلی صف سے پیچھے رہنے والوں کے لئے اللہ کی رحمت، اس کے عظیم فضل، رفعتِ درجات اور علم وغیرہ سے پیچھے رہ جانے کی وعید ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام الإمام والمأموم

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- تأخرًا : أي: تخلفًا، وبُعْدًا في صفوف الصلاة.

فوائد الحديث:

١. استحباب الدنو من الإمام، فأوائل الصفوف خير للرجال من أواخرها؛ لحديث: "خير صفوف الرجال أولها"، ولحديث: "لو يعلم الناس ما في الصف الأول، لاستهموا عليه."

٢. أنَّ الإمام هو القدوة في الصلاة في جميع أعمالها وأقوالها، فلا يُخْتَلَف عليه فيها.

٣. في الصلاة الانضباط والنظام الإسلامي؛ ليتعود المسلمون على حسن التنظيم، وجمال الترتيب، والامتثال والطاعة بالمعروف، فهو من جملة أسرار صلاة الجماعة.

٤. أنَّ المامومين الذين لا يرون الإمام، ولا يسمعونه، يقتدون بمن أمامهم من المأمومين المتقدمين.

٥. قوله: "وليأتم بكم من بعدكم" يحتمل أن يراد به الاقتداء في الصلاة، فيليه العلماء ثم العقلاء، والصف الثاني يقتدون بالصف الأول.ويحتمل حمل العلم عنه في غير الصلاة، فليتعلم منه -صلى الله عليه وسلم- الصحابة، وليتعلم منهم التابعون، وهكذا.

٦. الدنو من الإمام والقرب من الصف الأول له جملة من الفوائد والمصالح، وهي: أنه ينوب عن الإمام إذا عرض له عارض، ومنها: أنه يقتدي بصلاة إمامه ويستفيد منه، لا سيما إذا كان الإمام فقيهاً.

٧. قال الإمام النووي: يشترط لصحة الاقتداء علم المأموم بانتقالات الإمام؛ سواء صلاها في المسجد، أو غيره بالإجماع، ويحصل العلم له بذلك بسماع الإمام، أو من خلفه، أو جواز اعتماد واحد من هذه الأمور، واشترط النووي -رحمه الله- ألا تطول المسافة في غير مسجد، وهو قول جمهور العلماء.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم, تأليف: مسلم بن حجاج النيسابوري, تحقيق: محمد فؤاد عبدالباقي, دار إحياء التراث العربي. - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبَة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م. - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨هـ. - المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج, المؤلف: أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت, الطبعة: الثانية، ١٣٩٢.

الرقم الموحد: (11291)

ثلاث جدهن جد، وهزلهن جد: النكاح والطلاق والرجعة

تین کام ایسے ہیں کہ انھیں چاہے سنجیدگی سے کیا جائے یا ہنسی مذاق میں، ان کا اعتبار ہوگا؛ نکاح، طلاق اور رجعت۔

٦٤٢. الحديث:

عن أبي هريرة أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: "ثلاث جِدُّهُنَّ جِدٌّ، وهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: النكاح، والطلاق، والرَّجْعَةُ".

٦٤٢. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: "تین کام ایسے ہیں کہ انھیں چاہے سنجیدگی سے کیا جائے یا ہنسی مذاق میں، ان کا اعتبار ہوگا؛ نکاح، طلاق اور رجعت"۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

يدل الحديث على أنَّ من تلفظ هازلاً بلفظ نكاح أو طلاق أو رجعة وقع منه ذلك، فالقصد والجد والمزح حكمهم واحد في هذه الأحكام، فمن عقد لموليَّته، أو طلَّق زوجته، أو أرجَعَها؛ نفذ ذلك من حين تلفظه بذلك، سواء كان جادًّا، أو هازلاً، أو لاعبًا؛ حيث إنه ليس لهذه العقود خيار مجلس ولا خيار شرط. وهذه الأحكام الثلاثة عظيمة المنزلة في الشريعة، ولهذا لا يجوز اللعب بها ولا المزح، فمن تلفظ بشيء من أحكامها لزمته.

اجمالی معنی:

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ گر کوئی شخص الفاظ نکاح، طلاق یا رجعت کو مذاق کے طور پر کہے، تو یہ اس کی طرف سے واقع ہو جائیں گے؛ کیوں کہ ان احکام میں قصد وارادہ، سنجیدگی اور مذاق کا حکم ایک ہی ہے۔ چنانچہ جس ولی نے اپنے ما تحت کے کسی فرد کا عقد کرایا، اپنی بیوی کو طلاق دیا یا اس (طلاق) سے رجوع کیا، تو یہ ان (کلمات) کی ادائیگی کے وقت ہی سے نافذ ہو جائے گا، چاہے اسے سنجیدگی سے کہا ہو یا مذاق یا لہو ولعب کے طور پر کہا ہو؛ کیوں کہ ان عقود میں کوئی خیارِ مجلس اور خیارِ شرط کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ تینوں احکام شریعت کی نگاہ میں بہت ہی بلند مرتبہ کے حامل ہیں۔ چنانچہ ان میں کھلواڑ کرنا یا ان کے متعلق مذاق کرنا جائز نہیں۔ پس جس کسی نے ان احکام کے متعلق کوئی لفظ اپنی زبان سے نکالے گا، وہ اس پر لازم ہو جائے گی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > الرجعة

الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > أحكامه وشروط النكاح

الفقه وأصوله > فقه الأسرة > الطلاق > أحكام ومسائل الطلاق

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- جِدهن : الجد ما يراد به ما وضع له، أو ما صلح له اللفظ، وهو ضد الهزل.
- هَزْلهن : الهزل أن يراد بالشيء غير ما وضع له بغير مناسبة بينهما، وهو ضد الجِدّ.
- الرَّجْعَة : ارتجاع الرجل زوجته في عدتها.

فوائد الحديث:

١. الحديث يدل على نفوذ الأحكام المذكورة، وهي عقد النكاح، والطلاق، ورجعة الزوجة إلى عصمة النكاح ولو بالمزح.

٢. تنبيه الإنسان بأن لا يمزح ولا يهزل بمثل هذه الأحكام؛ كما يفعله بعض الناس في مجالسهم العامة والخاصة، بل يكون الإنسان حذرًا؛ لئلا يقع فيما يورطه من الأمور.

٣. الحديث مخصِّصٌ؛ لعموم حديث: "إنَّما الأعمال بالنِّيَّات"، فالعقود لا تنعقد عن هزل إلا هذه الثلاثة.

٤. أنه لا يجوز التلاعب في ألفاظ هذه الأحكام لعظم هذه العقود وخطرها.

٥. حسن تعليم الرسول -صلى الله عليه وسلم- حيث يذكر أشياء أحياناً للتقسيم والحصر.

المصادر والمراجع:

-بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ- ٢٠١٤ م - سنن ابن ماجه. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي - سنن أبي داود. المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد. الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. - سنن الترمذي، تحقيق بشار عواد، دار الغرب الإسلامي – بيروت، ١٩٩٨ م - مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، لعلي القاري، الناشر:دار الفكر، بيروت - لبنان. الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للشيخ الألباني. الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ- ١٩٨٥م - نيل الأوطار، للشوكاني. الناشر: دار الحديث، مصر. الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ- ١٩٩٣م - فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٣ م - تسهيل الالمام، للشيخ صالح الفوزان. طبعة الرسالة. الطبعة الأولى ١٤٢٧ – ٢٠٠٦ م فتاوى اللجنة الدائمة - المجموعة الأولى- : اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء- جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش.

الرقم الموحد: (58142)

ثلاث ساعات كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ينهانا أن نصلي فيهن، أو أن نقبر فيهن موتانا: حين تطلع الشمس بازغة حتى ترتفع، وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل الشمس، وحين تضيف الشمس للغروب حتى تغرب

تین اوقات ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں روکتے تھے کہ ہم ان میں نماز پڑھیں یا اپنے مردوں کو قبروں میں اتاریں؛ جب سورج چمکتا ہوا طلوع ہورہا ہو، یہاں تک کہ وہ بلند ہوجائے، جب دوپہر کو ٹھہرنے والا (سایہ) ٹھہر جائے، حتی کہ سورج (آگے کو) جھک جائے اور جب سورج غروب ہونے کے لیے جھک جائے، یہاں تک کہ وہ (پوری طرح) غروب ہوجائے۔

٦٤٣. الحديث:

عن عُقبة بن عامر الجُهَنِي -رضي الله عنه- قال: ثلاث ساعات كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَنهَانا أن نُصَلِّي فيهن، أو أن نَقْبُر فيهن مَوْتَانَا: «حِين تَطلع الشَّمس بَازِغَة حتى ترتفع، وحِين يقوم قَائم الظَّهِيرة حتى تَميل الشَّمس، وحين تَضيَّف الشمس للغُروب حتى تَغرب».

٦٤٣. حدیث:

عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تین اوقات ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں روکتے تھے کہ ہم ان میں نماز پڑھیں یا اپنے مردوں کو قبروں میں اتاریں؛ جب سورج چمکتا ہوا طلوع ہورہا ہو، یہاں تک کہ وہ بلند ہوجائے، جب دوپہر کو ٹھہرنے والا (سایہ) ٹھہر جائے، حتی کہ سورج (آگے کو) جھک جائے اور جب سورج غروب ہونے کے لیے جھک جائے، یہاں تک کہ وہ (پوری طرح) غروب ہوجائے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر عقبة -رضي الله عنه- عن ثلاث ساعات كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَنهَى الصحابة أن يصلوا فيهن، أو أن يقْبُروا فيهن المَوْتى، والمراد بالساعات هنا: الأوقات، يعني ثلاثة أوقات نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن الصلاة والدفن فيها، وهو وقت النهي المضيق والمغلظ: الوقت الأول: حِين تَطلع الشَّمس بَازِغَة حتى ترتفع، يعني: تطلع في الأفق نَقيَّة بأشِعَّتِها، ونُورها حتى ترتفع في الأُفُق، وقد جاء في رواية أخرى مقدار الارتفاع، وأنه قِيْد رُمح، وفي رواية: (فترتفع قَيْسَ رُمْح أو رُمْحين) كما في أبي داود من حديث عمرو بن عَبَسَة -رضي الله عنه-، والرُّمح معروف عند العرب، وهو السلاح الذي كانوا يستخدمونه في معاركهم. والثاني: حِين يقوم قائم الظَّهِيرة، أي: حِين تتوسط الشمس كَبد السماء، وإذا بَلغَت وسط السماء أبطأت حَركة الظّل إلى أن تزول، فيتخيَّل النَّاظر المتأمل أنها واقِفة وهي سائرة، إلا أن سَيرها بِبطء، فيُقال لذلك الوقوف المُشاهد: "قائم الظهيرة"، فهذا الوقت تمنع فيه صلاة التطوع، حتى

اجمالی معنیٰ:

عقبہ رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ تین گھڑیوں میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو نماز پڑھنے اور مردوں کو دفن کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہاں گھڑیوں (ساعات) سے مراد اوقات ہیں۔ یعنی ان تین اوقات میں رسول اللہ ﷺ نے نماز اور تدفین سے منع کیا ہے: پہلا وقت: جب سورج طلوع ہورہا ہو، یہاں تک کہ اچھی طرح ظاہر اور بلند ہوجائے اور اس کی روشنی افق پر پھیل جائے۔ ایک روایت میں ہے کہ سورج ایک نیزے کے برابر اونچا ہوجائے۔ جب کہ ایک روایت میں ہے: (فترتفع قَيْسَ رُمْح أو رُمْحين) (کہ سورج ایک نیزہ یا دو نیزے کے برابر بلند ہوجائے) یہ روایت ابوداؤد میں عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ 'رمح' (نیزہ) اہل عرب کے یہاں معروف ہے۔ یہ ایک ہتھیار ہے جسے وہ اپنی جنگوں میں استعمال کرتے تھے۔ دوسرا وقت: جس وقت سورج آسمان کے درمیان میں پہنچ جائے۔ جب سورج وسط آسمان میں پہنچ جاتا ہے، تو اس کے ڈھلنے تک سایے کی حرکت سست پڑ جاتی ہے، چنانچہ غور سے دیکھنے والے کو لگتا ہے کہ حرکت رکی ہوئی ہے، حالاں کہ وہ جاری ہوتی ہے، البتہ وہ دھیمی ہوتی ہے، اسی مشاہداتی ٹھہراؤ کو "قائم الظهيرة" کہا جاتا ہے۔ اس وقت نفل نماز پڑھنا ممنوع ہے، جب تک سورج درمیان آسمان سے مغرب کی طرف جھک نہ جائے اور مشرق کی طرف سایہ نمودار نہ ہوجائے۔ اسی کو "فی زوال" کہا جاتا ہے۔ یہ وقت مختصر ہوتا ہے۔ بعض علما نے تاریخ منٹ اور

تَميل الشَّمس، أي: عن وسَط السَّماء، ويظهر الظِّل من جهة المشرق، وهذا ما يسمى بِفَيء الزَّوال. وهذ الوقت قصير، وقد قَدَّرَه بعض العلماء بخمس دقائق، وبعضهم بعشر دقائق. والثالث: حين تَضيَّف الشمس للغُروب حتى تَغْرب، أي: تشرع وتبدأ في الغروب ويستمر النَّهي حتى تَغْرب. فهذه ثلاثة أوقات يُنهى فيها عن أمرين: الأمر الأول: صلاة النافلة ولو كانت من ذوات الأسباب؛ كتحية المسجد، وركعتي الوضوء، وصلاة الكسوف؛ لعموم الحديث، أما الفريضة فلا تحرم في أوقات النَّهي مع أن الحديث عام، إلا أن عمومه خُص بحديث أبي قتادة -رضي الله عنه-: (من نام عن صلاة أو نسيها فليصلها إذا ذكرها). متفق عليه. الأمر الثاني: دَفن الأموات. فلا يجوز دَفن الميِّت في وقت النهي، فلو جِيء بميت إلى المقبرة في أوقات النَّهي الثلاثة، فيُنتظر به، حتى يخرج وقت النهي ثم يُدْفَن، أما لو شرعوا في دَفن الميت قبل طلوع الشمس وتأخر الدَّفن لعارض، ثم طلعت عليهم الشمس وهم يدفنون، فإنهم يستمرون ولا يتوقفون، أو أنهم شرعوا في الدَّفن قبل الزوال، ثم إنهم تأخروا لعارض، ثم صادف وقت النهي وهم يدفنون الميِّت، فإن يستمرون ولا يتوقفون، أو شرعوا في الدَّفن بعد صلاة العصر، ثم تأخروا في الدَّفن لعارض فصادف وقت النهي وهم يدفنون، فإنهم يستمرون ولا يتوقفون؛ لأنهم لم يقصدوا الدَّفن في هذه الأوقات المَنْهي عنها، كمن صلى نافلة ثم دخل وقت النهي وهو فيها فإنه يتمها، والقاعدة عند العلماء -رحمهم الله-: يغتفر في الدَّوام ما لا يُغتفر في الابتداء.

بعض نے دس منٹ کہا ہے۔ تیسرا وقت: جب سورج غروب ہونے لگے، اس وقت سے سورج غروب ہونے تک۔ یہ تین اوقات ہیں، جن میں دو کام ممنوع ہیں: پہلا کام: نفل نماز پڑھنا، اگرچہ نفل "ذوات الاسباب" میں سے ہو۔ جیسے تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء اور نماز کسوف۔ کیوں کہ حدیث عام ہے۔ جب کہ عموم حدیث کے باوجود ان اوقات میں فرائض کی ادائیگی حرام نہیں ہے؛ کیوں کہ اس بات کا عموم ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے خاص ہو جاتا ہے، جس میں ہے: (من نام عن صلاۃ أو نسیها فلیصلها إذا ذکرها) (جو نماز کے وقت سو جائے یا بھول جائے، تو جب یاد آئے، پڑھ لے) متفق علیہ۔ دوسرا کام: مردوں کو دفنانا۔ ان ممنوعہ اوقات میں میت کی تدفین جائز نہیں۔ اگر میت ان تین ممنوعہ اوقات میں قبرستان پہنچ گئی ہو تو انتظار کیا جائے گا اور ممنوع وقت نکلنے کے بعد ہی تدفین کی جائے گی۔ البتہ اگر سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی تدفین کا عمل شروع ہو جائے، لیکن کسی عارض کی وجہ سے تدفین میں دیر ہو جائے اور دوران تدفین ہی سورج طلوع ہو جائے تو تدفین کا عمل جاری رہے گا، رکنے کی ضرورت نہیں۔ یا زوال سے پہلے تدفین کا عمل شروع ہو جائے، لیکن کسی عارض کی وجہ سے تدفین میں دیر ہو جائے اور دوران تدفین ہی ممنوعہ وقت آجائے تو تدفین کا عمل جاری رہے گا، رکنے کی ضرورت نہیں۔ اسی اگر عصر کی نماز کے بعد تدفین کا عمل شروع ہو جائے، لیکن کسی عارض کی وجہ سے تدفین میں دیر ہو جائے اور دوران تدفین ہی ممنوعہ وقت آجائے تو تدفین کا عمل جاری رہے گا، رکنے کی ضرورت نہیں۔ کیوں کہ ان ممنوعہ اوقات میں تدفین کا ارادہ نہیں تھا۔ جیسے کسی نے نفل نماز شروع کی اور نماز ہی میں تھا کہ ممنوعہ وقت داخل ہوگیا، تو نماز مکمل کرے گا۔ علما کے یہاں قاعدہ ہے: اس عمل کا جاری رکھنا قابل درگزر ہے، جس کا شروع کرنا قابل درگزر نہیں ہوتا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أوقات النهي عن الصلاة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عُقبة بن عامر الجُهَني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- حِين : وقت -طال أو قَصر-، والمراد به هنا: وقتُ الزوال.
- نَقْبُر : نَدْفُن فيها المُوتى.

- بَازِغَة : بَزَغَت الشَّمس: طَلعت.
- يقوم قَائم الظَّهِيرة : هو قيام الشمس وقت الزَّوال.
- حتَّى تَزول : حتَّى تميلَ عن وسط السماء نحو المغرب.
- تَضَيَّف الشمس للغروب : تشرع وتبدأ في الغُروب.

فوائد الحديث:

١. ظاهر الحديث: النَّهي عن الصلاة في الأوقات الثلاثة المنهي عنها، باستثناء الفرائض؛ لحديث أبي قتادة -رضي الله عنه-: (من نام عن صلاة أو نسيها فليُصَلِّها إذا ذَكَرَها لا كَفارة لها إلا ذلك) متفق عليه.

٢. النَّهي عن دَفن الأموات في هذه الأوقات الثلاثة، إلا أنه يُستثنى من ذلك ما إذا وجدت ضرورة في تعجيل دَفْنِه في وقت النَّهي، كما لو كان في تأخير دفنه ضرر على المُشَيِّعِين، كحرب مثلا أو مطر لا يمكن اتقاؤه، وكذلك عند اشتداد الحرِّ وما أشبه ذلك، فلا بأس من دفنه في وقت النهي؛ لأن الضَّرورات تُبيح المحظورات، وقوله -صلى الله عليه وسلم-: (لا ضرر ولا ضرار). رواه أبو داود وغيره.

٣. جواز دفن الميت في أي ساعة من ليل أو نهار؛ لأن النهي جاء في ثلاثة أوقات، فدل على أن ما عداها من الأوقات يجوز الدَّفن فيها.

٤. النَّهي عن مُشابهة المشركين في عِباداتهم، وهذا يُؤخذ من عِلَّة النَّهي المُصَرّح بها في حديث عمرو بن عَبَسَة -رضي الله عنه.-

٥. أن واجب المسلمين الامتثال لأوامر الشَّرع وإن لم تظهر لهم الحِكمة من التَّكليف، فالنبي -صلى الله عليه وسلم- بين الحِكمة من النهي عن الصلاة في أوقات النهي، كما في حديث عمرو بن عَبَسة -رضي الله عنه- ولم نقف على دليل في بيان الحِكمة من النَّهي عن الدَّفن في أوقات النَّهي، فالواجب على المسلمين في مثل هذه الأحوال أن يقولوا: سَمعنا وأطعنا.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ.

الرقم الموحد: (10604)

ثلاثة لهم أجْرَان: رجُلٌ من أهل الكتاب آمن بِنَبِيِّه، وآمَن بمحمد، والعَبْد المملوك إذا أَدَّى حَقَّ الله، وحَقَّ مَوَالِيه، ورَجُل كانت له أمَة فأدَّبها فأحسن تَأدِيبها، وَعَلَّمَهَا فأحسن تَعْلِيمَهَا، ثم أعْتَقَها فتزوجها؛ فله أجران

تین قسم کے افراد کے لیے دوہرا اجر ہے: ایک وہ شخص جو اہل کتاب میں سے ہے، وہ اپنے نبی پر ایمان لایا اور (پھر) محمد ﷺ پر بھی ایمان لایا۔ (دوسرا) مملوک غلام جب وہ اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے آقاؤں کا حق بھی۔ (تیسرا) وہ شخص جس کی ایک باندی ہو۔ چنانچہ اس نے اسے ادب سکھایا اور اس کی خوب اچھی تربیت کی، اور اسے علم سکھایا اور اسے خوب اچھی تعلیم سے آراستہ کیا، پھر اسے آزاد کرکے اس کے ساتھ شادی کرلی، اس کے لیے بھی دوہرا اجر ہے

٦٤٤. الحديث:

عن أبي موسى الأشعري-رضي الله عنه- مرفوعاً: «ثلاثة لهم أجْرَان: رجُلٌ من أهل الكتاب آمن بِنَبِيِّه، وآمَن بمحمد، والعَبْد المملوك إذا أَدَّى حَقَّ الله، وحَقَّ مَوَالِيه، ورجل كانت له أمَة فأدَّبَها فأحسن تَأدِيبَها، وَعَلَّمَهَا فأحسن تَعْلِيمَهَا، ثم أعْتَقَها فتزوجها؛ فله أجران».

٦٤٤. حدیث:

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے افراد کے لیے دوہرا اجر ہے: ایک وہ شخص جو اہل کتاب میں سے ہے، وہ اپنے نبی پر ایمان لایا اور (پھر) محمد ﷺ پر بھی ایمان لایا۔ (دوسرا) مملوک غلام جب وہ اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے آقاؤں کا حق بھی۔ (تیسرا) وہ شخص جس کی ایک باندی ہو۔ چنانچہ اس نے اسے ادب سکھایا اور اس کی خوب اچھی تربیت کی، اور اسے علم سکھایا اور اسے خوب اچھی تعلیم سے آراستہ کیا، پھر اسے آزاد کرکے اس کے ساتھ شادی کرلی، اس کے لیے بھی دوہرا اجر ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ثلاثة أصناف من البشر يُضاعف لهم الأجر مرتين يوم القيامة، ثم ذكرهم بقوله: رجُلٌ من أهل الكتاب، أي من اليهود والنصارى، آمن بِنَبِيِّه الذي أرسل إليه سابقا، وهو موسى أو عيسى عليهما الصلاة والسلام، وذلك قبل بعثة النبي صلى الله عليه وسلم وقبل بلوغ دعوته. فلما بعث النبي -صلى الله عليه وسلم- وبلغته دعوته آمن به، فهذا له أجران، أجر على إيمانه برسوله الذي أرسله إليه أولاً، وأجر على إيمانه بمحمد -صلى الله عليه وسلم-، والعَبْد المملوك إذا قام بعبادة الله تعالى وأدى ما يكلفه به سيده على أحسن وجه فله أجران، ورجل كانت عنده جارية مملوكة فربَّاها تربية صالحة، وعلمها أمور دينها من حلال وحرام، ثم حررها من العبودية، ثم تزوجها، فله أجران: الأجر الأول: على تعليمها وعتقها. والأجر الثاني: على

اجمالی معنی:

تین قسم کے آدمیوں کو قیامت کے دن دوہرا اجر ملے گا۔ پھر آپ ﷺ نے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ایک وہ شخص جو یہودیوں یا عیسائیوں میں سے ہے، وہ اپنے اس نبی پر بھی ایمان لایا جو اس کی طرف پہلے بھیجے گئے تھے اور وہ موسی یا عیسی علیہما الصلوۃ والسلام ہیں، اور ایسا نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے اور آپ ﷺ کی دعوت کے پہنچنے سے پہلے ہے۔ پھر جب نبی ﷺ مبعوث ہوئے اور اس تک آپ ﷺ کی دعوت پہنچی تو وہ اس پر بھی ایمان لے آیا، تو۔ اس شخص کے لئے دوہرا اجر ہے، ایک تو اس کے اپنے اس رسول پر ایمان لانے کا اجر ہے جسے اللہ نے اس کی طرف پہلے بھیجا تھا اور دوسرا اس کے محمد ﷺ پر ایمان لانے کا اجر۔ مملوک غلام جب اللہ کی عبادت کرے اور اس کا آقا اسے جن کاموں کی ذمہ داری سونپتا ہے ان سے بھی وہ اچھے انداز میں عہدہ برآ ہو، تو اسے دوہرا اجر ملتا ہے۔ اور اسی طرح وہ شخص جس کی ملکیت میں کوئی باندی ہو اور وہ اس کی اچھے طریقے سے پرورش کرے اور اسے حلال و حرام پر مشتمل دینی امور سکھائے اور پھر اسے غلامی سے آزاد کرکے اس سے شادی کرلے تو اس کے لئے بھی دوہرا اجر ہے۔ پہلا اجر: اسے علم سکھانے اور اسے آزاد کرنے پر۔ دوسرا اجر: اسے آزاد کرنے کے بعد اس کے ساتھ احسان و

إحسانه إليها بعد أن أعتقها لم يضيعها، بل تزوجها وكفَّها وأحصن فرجها	بھلائی کرنے پر۔ کیوں کہ اسے آزاد کرنے کے بعد اسے ضائع نہیں کیا، بلکہ اس کی ساتھ شادی کرلی اور اس کی شرم گاہ کی حفاظت کی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > العتق

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مواليه : جمع مولى، وهو المالك للعبد
- أَمَة : امرأة مملوكة

فوائد الحديث:

١. فضل العبد المملوك الصالح الناصح، ومضاعفة أجره عند الله لتحمله لما يدخل عليه من المشقة في قيامه بعبادة ربه، واشتغاله بخدمة سيده.

٢. مواساة الضعفاء كالعبيد ومن في معناهم وتطييب خاطرهم وحثهم على الصبر على ما امتحنوا به، وأن يحتسبوا ذلك عند ربهم تبارك وتعالى.

٣. حث المسلمين على العناية بمن في أيديهم من المماليك، وإحسان تربيتهم، وتعليمهم ما ينفعهم.

٤. حث أهل الكتاب للدخول في الإسلام ليكون لهم فضل الإيمان بنبيهم، وفضل الإيمان برسالة محمد _ صلى الله عليه وسلم _ فيكون أجرهم مضاعفا.

٥. من تزوج أمته بعد عِتقها؛ فله أجران.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧ه ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (3697)

ثلاثة لهم أجران	تین آدمی ہیں جن کے لیے دوہرا اجر ہے۔
٦٤٥. الحديث: عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه- مرفوعاً: «ثلاثة لهم أجران: رجل من أهل الكتاب آمن بنبيه، وآمن بمحمد، والعبد المملوك إذا أدى حق الله، وحق مواليه، ورجل كانت له أمة فأدبها فأحسن تأديبها، وعلمها فأحسن تعليمها، ثم أعتقها فتزوجها؛ فله أجران».	**٦٤٥. حديث :** ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ : "تین آدمی ہیں جن کے لیے دوہرا اجر ہے : ایک اہل کتاب میں سے وہ آدمی جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور (پھر) محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا۔ (دوسرا) مملوک غلام جب وہ اللہ کا حق اور اپنے آقا کا حق (بھی) ادا کرے۔ اور (تیسرا) وہ آدمی جس کی ایک لونڈی ہو، جسے اس نے ادب سکھایا اور اس کی خوب اچھی تربیت کی، اسے علم سکھایا اور اسے خوب اچھی تعلیم سے آراستہ کیا، پھر اسے آزاد کرکے اس کے ساتھ شادی کرلی، تو اس کے لیے (بھی) دوہرا اجر ہے۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ :** صحیح
المعنى الإجمالي: في هذا الحديث بيان فضل من آمن من أهل الكتاب بالإسلام لمزية اتباع دينهم واتباع النبي -صلى الله عليه وسلم-، وفيه فضل العبد الذي يُؤدي حق الله وحق مواليه، وفيه فضل من أدَّب مملوكته وأحسن تربيتها، ثم أعتقها فتزوجها، فله أجرٌ؛ لأنه أحسن إليها وأعتقها، وله أيضاً أجر آخر عندما تزوجها وكَفَّها وأحصن فرجها.	**اجمالی معنیٰ :** اس حدیث میں اہل کتاب (یہودو نصاری) میں سے اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے جو دین اسلام پر ایمان رکھنے والا ہے اور یہ امتیاز اسے اپنے دین کی تابع داری کرنے کے ساتھ نبی ﷺ کی بھی اتباع کرنے کی وجہ سے حاصل ہے۔ اسی طرح اس میں اس غلام کی فضیلت بیان کی گئی ہے جو اللہ کا حق ادا کرتا ہے اور اپنے آقاؤں کا حق بھی ادا کرتا ہے۔ نیز اس حدیث میں اس شخص کی بھی فضیلت بیان کی گئی ہے جو اپنی باندی کی اچھی طرح سے تعلیم وتربیت کرے، پھر اسے آزاد کرکے اس کے ساتھ شادی کرلے۔ چنانچہ اس شخص کے لئے ایک اجر اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور اسے آزاد کرنے کے عوض ہے اور اس کے لئے دوسرا اجر اس کے ساتھ شادی کرکے اسے روک لینے اور اس کی شرم گاہ کی حفاظت کرنے کے سبب ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > العتق
الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل التوحيد
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.
معاني المفردات:
- أهل الكتاب : اليهود والنصارى
- مواليه : جمع مولى وهو اسم يقع على جماعة كثيرة منها المالك والسيد.
- أَمَة : امرأة مملوكة.
- فأدَّبها : رباها على الأخلاق الإسلامية.
- علمها : أي : ما تحتاج إليه في حياتها وأخراها.
- فتزوجها : بالشروط المشروعة ومنها إعطاء المهر، ويجوز أن يجعل عتقها صداقها، والحديث يحتمله.

فوائد الحديث:

١. من تزوج أمته بعد عتقها فله أجران.

٢. ينبغي للرجل تعليم أمته وأهله.

٣. فضل مؤمني أهل الكتاب الذين آمنوا بما أنزل الله على أنبيائهم فعرفوا أن محمدا رسول الله حقٌّ؛ فآمنوا به وبما أنزل الله إليه فآتاهم الله أجرهم مرتين.

٤. العبد المملوك الذي يؤدي حق الله وحق مواليه يُؤتى أجره مرتين.

٥. حثّ أهل الكتاب على الدخول في الإسلام ليكون لهم فضل الإيمان بنبيهم وفضل الإيمان برسالة محمد – صلى الله عليه وسلم – فيكون أجرهم مضاعفاً.

٦. فضل المملوك الذي يُؤدي حق الله وحق مواليه.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم, ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي, دار إحياء التراث العربي, بيروت. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين, مؤسسة الرسالة, الطبعة الرابعة عشر, ١٤٠٧ه. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد بن علان الصديقي, دار الكتاب العربي. كنوز رياض الصالحين بإشراف حمد العمار, دار كنوز إشبيليا, الطبعة الأولى, ١٤٣٠ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، لسليم الهلالي, دار ابن الجوزي. شرح رياض الصالحين لابن عثيمين , دار مدار الوطن للنشر، الرياض, الطبعة : ١٤٢٦ هـ.

الرقم الموحد: (5034)

جاء أعرابي فبال في طائفة المسجد

ایک اعرابی آیا اور اس نے مسجد کے ایک گوشے میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔

٦٤٦. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: «جاء أعرابيٌّ، فبَالَ في طَائِفَة المَسجد، فَزَجَرَه النَّاسُ، فَنَهَاهُمُ النبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- فَلمَّا قَضَى بَولَه أَمر النبي -صلى الله عليه وسلم- بِذَنُوب من ماء، فَأُهرِيقَ عليه».

٦٤٦. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے مسجد کے ایک گوشے میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے اسے ڈانٹا تو آپ ﷺ نے انہیں منع کر دیا۔ جب وہ پیشاب کر چکا تو نبی ﷺ نے پانی کا ایک ڈول لانے کا حکم دیا جسے اس پر بہا دیا گیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من عادة الأعراب، الجفاء والجهل، لبعدهم عن تعلم ما أنزل الله على رسوله -صلى الله عليه وسلم-. فبينما كان النبي -صلى الله عليه وسلم- في أصحابه في المسجد النبوي، إذ جاء أعرابي وبال في أحد جوانب المسجد، ظناً منه أنه كالفلاة، فعظم فعله على الصحابة -رضي الله عنهم- لعظم حرمة المساجد، فنهروه أثناء بوله، ولكن صاحب الخلق الكريم، الذي بعث بالتبشير والتيسير نهاهم عن زجره، لما يعلمه من حال الأعراب، لئلا يُلوث بقعاً كثيرة من المسجد، ولئلا يلوث بدنه أو ثوبه، ولئلا يصيبه الضرر بقطع بوله عليه، وليكون أدعى لقبول النصيحة والتعليم حينما يعلمه النبي -صلى الله عليه وسلم-، وأمرهم أن يطهروا مكان بوله بصب دلو من ماء عليه.

اجمالی معنی:

اعرابی لوگ عموماً سخت مزاج اور جاہل ہوتے ہیں کیونکہ وہ ان باتوں کو نہیں سیکھ پاتے جو اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ پر نازل کی ہیں۔ نبی ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی نے آکر مسجد کے ایک گوشے میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ اس کے خیال میں یہ مسجد بھی ویرانے ہی کی مانند تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اس کا یہ فعل بہت گراں گزرا کیونکہ مساجد تو بہت حرمت والی جگہیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ پیشاب کرنے کے دوران ہی انہوں نے اسے جھڑکنا شروع کر دیا۔ تاہم نبی ﷺ نے جو بہت بلند اخلاق سے متصف تھے اور جنہیں خوشخبری دینے اور آسانی پیدا کرنے کے لیے مبعوث کیا گیا تھا انہیں اسے جھڑکنے سے منع کر دیا کیونکہ آپ ﷺ اعرابی لوگوں کے احوال سے خوب آگاہ تھے۔ آپ ﷺ کے منع کرنے کا سبب یہ تھا کہ وہ مسجد کی مختلف جگہوں، اپنے جسم اور کپڑوں کو خراب نہ کرے اور اس لیے کہ اسے پیشاب سے روکنے کی وجہ سے کوئی ضرر لاحق نہ ہو اور جب نبی ﷺ اسے تعلیم دیں اور نصیحت کریں تو وہ پورے طریقے سے اسے قبول کرے۔ آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ پیشاب والی جگہ پر پانی کا ڈول بہا کر اسے صاف کر دیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > إزالة النجاسات
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- أعرابي : الأعراب هم: سكان البادية وقد جاءت النسبة فيه إلى الجمع دون الواحد.
- في طائِفة المسجد : في ناحية المسجد.
- فزَجَرَه الناس : نهروه.
- نَهاهُم : طلب منهم أن يكفوا عنه.

- بِذَنُوب من ماء : الدلو الممتلئ ماءً.
- فَأُهرِيق عليه : صُبَّ على بوله.

فوائد الحديث:

١. العناية بالمساجد وتنزيهها عن القذر والبول.

٢. وجوب تطهير المساجد من النجاسة فورا إذا حصلت فيها.

٣. البول على الأرض يطهر بصب الماء عليه بحيث يغطى البول ولا يبقى له أثر، ولا يشترط نقل التراب من المكان بعد ذلك.

٤. سماحة خلق النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقد أرشد الأعرابي برفق ولين بعد ما بال.

٥. بُعْدُ نظره -صلى الله عليه وسلم-، ومعرفته لطبائع الناس.

٦. عند تزاحم المفاسد، يرتكب أخفها، فقد تركه يكمل بوله، لأجل ما يترتب من الأضرار بقطعه عليه.

٧. البعد عن الناس والمدن، يسبب الجفاء والجهل.

٨. الرفق عند تعليم الجاهل.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (3036)

جاء رجل والنبي -صلى الله عليه وسلم- يَخْطُبُ الناس يوم الجمعة، فقال: صليت يا فلان؟ قال: لا، قال: قم فاركع ركعتين

نبی ﷺ جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک شخص آیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اے فلاں! کیا تو نے (تحیہ المسجد کی) نماز پڑھی؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اٹھو اور دو رکعت پڑھ لو۔

٦٤٧. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال: «جاء رجل والنبي -صلى الله عليه وسلم- يَخْطُبُ الناس يوم الجمعة، فقال: صليت يا فلان؟ قال: لا، قال: قم فاركع ركعتين، -وفي رواية: فصل ركعتين-».

٦٤٧. حدیث:

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک شخص آیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اے فلاں! کیا تو نے (تحیہ المسجد کی) نماز پڑھی؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اٹھو اور دو رکعت پڑھ لو۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

دخل سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ المسجد النبوي والنبي -صلى الله عليه وسلم- يخطب الناس، فجلس ليسمع الخطبة، ولم يصل تحية المسجد؛ إما لجهله بحكمها، أو ظنه أن استماع الخطبة أهم، فما منع النبي -صلى الله عليه وسلم- تذكيره واشتغاله بالخطبة عن تعليمه، بل خاطبه بقوله: أصليت يا فلان في طرف المسجد قبل أن أراك؟ قال: لا، فقال: قم فاركع ركعتين، وفي رواية لمسلم أمره أن يتجوز فيهما أي: يخففهما، قال ذلك بمشهد عظيم؛ ليُعَلِّمَ الرجل في وقت الحاجة، وليكون التعليم عامًّا مشاعاً بين الحاضرين. ومن دخل المسجد والخطيب يخطب المشروع له الصلاة، ويدل عليه هذا الحديث، وبحديث: "إذا جاء أحدكم يوم الجمعة والإمام يخطب، فليركع ركعتين". ولذا قال النووي في شرح مسلم عند قوله -صلى الله عليه وسلم-: "إذا جاء أحدكم والإمام يخطب فليركع ركعتين وليتجوز فيهما" قال: هذا نص لا يتطرق إليه تأويل، ولا أظن عالما يبلغه هذا اللفظ ويعتقده صحيحا فيخالفه.

اجمالی معنی:

سُلیک غطفانی رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے جب کہ نبی ﷺ لوگوں کے سامنے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ وہ خطبہ سننے کے لئے بیٹھ گئے اور تحیۃ المسجد کی نماز نہ پڑھی؛ یا تو اس وجہ سے کہ وہ اس کے حکم سے واقف نہیں تھے یا پھر اس لئے کہ ان کے گمان میں خطبہ سننا زیادہ اہم تھا۔ نبی ﷺ اگرچہ وعظ و نصیحت اور خطبہ دینے میں مصروف تھے لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ انہیں تعلیم دینے سے نہ رکے بلکہ آپ ﷺ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے فلاں! کیا میرے دیکھنے سے پہلے تم نے مسجد کے ایک گوشے میں نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ: نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو۔ مسلم شریف کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ: آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ یہ دو رکعتیں ہلکی پڑھیں۔ آپ ﷺ نے ایک بڑے مجمع کے سامنے یہ کہا تھا تاکہ اس آدمی کو ضرورت کے وقت تعلیم دیں، اور تاکہ یہ تعلیم سب حاضرین کے لئے ہو جائے۔ لہذا جو شخص مسجد میں آئے اور خطیب خطبہ دے رہا ہو تو اس کے لئے مشروع یہ ہے کہ وہ تحیۃ المسجد کی نماز پڑھے۔ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے اور اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ: تم میں سے جب کوئی جمعہ کے دن (مسجد میں) آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ دو رکعت پڑھ لے۔ اسی لئے علامہ نووی رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کی شرح میں آپ ﷺ کے اس فرمان: "تم میں سے جب کوئی جمعہ کے دن (مسجد میں) آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ دو رکعت مختصر پڑھ لے۔" فرمایا کہ: یہ نص ہے جس میں تاویل کا کوئی راستہ نہیں۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ایسا عالم بھی ہو گا جس کے پاس یہ الفاظ پہنچیں اور وہ ان کو صحیح جانے اور پھر بھی ان کی مخالفت کرے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة الجمعة > أحكام خطبة الجمعة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- جاء رجل : هو سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ، والمراد جاء الى المسجد فجلس.
- يَخْطُبُ الناس : يتكلم فيهم بالموعظة والتوجيه.
- فلان : كلمة يكنى بها عن الرجل، ويكنى عن المرأة بفلانة.
- صليت : أي أصليت؟ على وجه الاستفهام.

فوائد الحديث:

١. مشروعية خطبتَي الجمعة، وأن هذا من شعارها الذي يلزم الإتيان به.
٢. أهمية تحية المسجد؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- قطع خطبته وأمر بهما، ومع انشغال المصلي بهما عن سماع الخطبة.
٣. جواز الكلام حال الخطبة للخطيب، ومن يخاطبه للحاجة والمصلحة.
٤. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- لا يسكت عن خطأ يراه في أي حال.
٥. أن الجلوس الخفيف لا يذهب وقتها وسنيتها؛ لأن الرجل جلس، فأمره النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يقوم ويصلي، ولكن يكون فعلها قبل الجلوس أداءً وبعده قضاء.
٦. مشروعية تحية المسجد وتأكُّدُها، وأنها ركعتان.
٧. أن لا يزيد في الصلاة على ركعتين؛ لأنه لابد من الإنصات للخطيب.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٦م. الإفهام في شرح عمدة الأحكام، لابن باز، تحقيق: سعيد القحطاني، مؤسسة عبد العزيز بن باز الخيرية، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٥هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة الأولى، ١٣٨١هـ. خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام، فيصل بن عبد العزيز المبارك، الطبعة الثانية، ١٤١٢هـ- ١٩٩٢م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة، ١٤٢٣هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (5205)

جمع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بين المغرب والعشاء بجمع: صلى المغرب ثلاثا، والعشاء ركعتين، بإقامة واحدة	نبی ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھا کر کے پڑھیں، مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعت ایک اذان کے ساتھ۔
٦٤٨. الحديث: عن ابن عمر-رضي الله عنهما-، قال: «جمع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بين المغرب والعشاء بجمع: صلى المغرب ثلاثاً، والعشاء ركعتين، بإقامة واحدة».	**٦٤٨. حديث:** عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھا کر کے پڑھیں، مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعت ایک اذان کے ساتھ۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يبين الحديث فعل النبي -صلى الله عليه وسلم- ليلة جمع وهو بالمزدلفة بعد مجيئه من عرفة من جمعه بين صلاتي المغرب والعشاء، وقصره صلاة العشاء ركعتين، بأذان واحد لهما وإقامة لكل صلاة.	**اجمالی معنی:** حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے عرفہ سے لوٹتے ہوئے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھا کر کے پڑھیں اور آپ ﷺ نے نمازِ عشاء کو دو رکعت قصر کر کے پڑھیں اور دونوں کے لیے ایک اذان اور دو اقامت کہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة أهل الأعذار

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- بجمع : في مزدلفة وفي ليلة مزدلفة.

فوائد الحديث:

١. مشروعية جمع التأخير بمزدلفة والتي تسمى جمعاء لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان وقت الغروب بعرفة فلم يجمع بينهما بالمزدلفة إلا وقد أخر المغرب وهذا الجمع لا خلاف فيه.

٢. أن الذي يجمع بين الصلاتين فإنه يقتصر على أذان واحد لهما ويقيم لكل صلاة.

٣. أن أول عمل يبدأ به الحاج إذا وصل إلى مزدلفة أن يبدأ بالصلاة قبل أن يحط رحله، ثم إذا صلى وضع رحله.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان، اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان، ط ١، ١٤٢٧هـ- ٢٠٠٦م. إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام، المؤلف: تقي الدين أبو الفتح محمد بن علي القشيري، المعروف بابن دقيق العيد، المحقق: مصطفى شيخ مصطفى و مدثر سندس، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٥م.

الرقم الموحد: (10623)

حُرْمَةُ نساء المجاهدين على القَاعِدِين كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِم

٦٤٩. الحديث:

عن بريدة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «حُرْمَةُ نساء المجاهدين على القَاعِدِين كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِم، ما من رَجُلٍ من القَاعِدِين يَخْلِف رجُلا من المجاهدين في أهله، فَيَخُونُهُ فيهم إلا وقَف له يوم القيامة، فيأخذ من حسناته ما شاء حتى يَرْضى» ثم التفت إلينا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: «ما ظَنَّكم؟».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

الأصل أن المرأة الأجنبية تحرم على غيرها من الرجال الأجانب ويزداد الأمر حُرْمَة في نساء المجاهدين الذين خرجوا للجهاد في سبيل الله -تعالى- وتركوا نساءهم خلفهم، وائتمنوا المقيمين عليهن. فالواجب عليهم الحذر من أن يقعوا في أعراضهم، لا بخلوة ولا نظر ولا كلام فاحش؛ لأنهن في التحريم كَحُرمة أمهاتهم عليهم، فبين النبي -صلى الله عليه وسلم- أن على الإنسان أن يقوم بما يجب لهم ولا يخونه فيهم لا بأن ينظر أو يحاول أن يقع في أمر محرم، ولا في أن يُقَصِّر فيما هو مطلوب منه من الرعاية والعناية وإيصال الخير إليهم ودفع الأذى عنهم. "ما من رَجُلٍ من القَاعِدِين يَخْلِف رجُلا من المجاهدين في أهله، فَيَخُونُهُ فيهم إلا وقَف له يوم القيامة، فيأخذ من حسناته ما شاء حتى يَرْضى" والمعنى : أن من تجرأ على نساء المجاهدين حال غيبتهم وخانهم في نسائهم، فإن الله -تعالى- يمكن المجاهد منه يوم القيامة؛ فيأخذ المجاهد من حسنات الخائن ما شاء حتى يرضى وتقرَّ

مجاہدین کی عورتوں کی عزت وحرمت پیچھے رہ جانے والوں (یعنی جہاد کے لیے نہ جانے والوں) پر اسی طرح لازم ہے جس طرح کہ ان کی ماؤں کی عزت وحرمت ان پر لازم ہے

٦٤٩. حديث :

بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "مجاہدین کی عورتوں کی عزت وحرمت پیچھے رہ جانے والوں (یعنی جہاد کے لیے نہ جانے والوں) پر اسی طرح لازم ہے جس طرح کہ ان کی ماؤں کی عزت وحرمت ان پر لازم ہے۔ پیچھے رہ جانے والوں میں سے جو شخص، مجاہدین میں سے کسی کے گھر والوں کا جانشین (نگران) بنے اور پھر اس کے ساتھ ان کے بارے میں خیانت کرے، تو اس کو قیامت کے دن اس مجاہد کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور وہ اس کی نیکیوں میں سے جس قدر چاہے گا، لے لے گا یہاں تک کہ وہ راضی ہوجائے۔" پھر رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا : "ایسی حالت میں تمہارا کیا خیال ہے ؟" (یعنی کیا وہ اس کے پاس کوئی نیکی چھوڑے گا ؟)

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

بنیادی اصول یہ ہے کہ اجنبی عورت اجنبی مردوں پر حرام ہے۔ لیکن ان مجاہدین کی عورتوں کے بارے میں حرمت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے، جو اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے لیے نکلے ہیں اور اپنی بیویوں کو پیچھے چھوڑ کر گئے ہیں، اور مقیم لوگوں کو ان پر امین بنا کر گئے ہیں۔ لہٰذا ان پر واجب ہے کہ مجاہدین کی بیویوں کی عزتیں پامال کرنے سے بچیں، نہ ان کے ساتھ تنہائی میں رہیں، نہ ان کی طرف دیکھے اور نہ ہی کوئی بے ہودہ گفتگو کرے، کیوں کہ وہ ان پر اسی طرح حرام ہیں جیسے ان کی اپنی مائیں ان پر حرام ہیں۔ کیونکہ مجاہدین نے باقی رہنے والوں کو وصیت کی ہے کہ ان کے اہلِ خانہ کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمادیا کہ انسان کے اوپر لازم ہے کہ ان کے حقوق ادا کرے اور ان کے معاملے میں خیانت نہ کرے، نہ تو ان کی طرف دیکھے اور نہ ہی کسی حرام چیز کے ارتکاب کی کوشش کرے۔ اور نہ ہی ان کی دیکھ بھال کرنے، ان سے ہمدردی و بھلائی کرنے اور ان سے نقصان کو دور کرنے میں کوئی کوتاہی کرے۔ "ما من رَجُلٍ من القاعِدِين يَخْلِف رجُلا من المجاهدين في أهله، فَيَخُونُهُ فيهم إلا وقَف له يوم القيامة، فيأخذ من حسناته ما شاء حتى يَرْضى" یعنی جس شخص نے مجاہدین کی عدم موجودگی میں ان کی بیویوں پر جسارت کیا اور ان کی بیویوں کے معاملے میں ان کے ساتھ خیانت کیا، تو

عينه. ثم قال -صلى الله عليه وسلم-: "فما ظنكم؟" أي فما تظنون في رغبة المجاهد في أخذ حسناته والاستكثار منها في ذلك المقام؟ أي لا يبقى منها شيء إلا أخذه.

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجاہد کو خیانت کرنے والے پر قادر بنا دے گا، چنانچہ وہ مجاہد اس خائن کی نیکیوں میں سے جس قدر چاہے گا، لے لے گا یہاں تک کہ وہ راضی ہوجائے گا اور اس کی آنکھ ٹھنڈی ہوجائے گی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فما ظنکم" (تو تمہارا کیا خیال ہے؟) یعنی اس مقام پر مجاہد کے اس کی نیکیوں کو لینے کی خواہش اور انہیں زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ یعنی ان نیکیوں میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہ جائے گی، وہ سب لے لے گا۔ مرقاۃ المفاتیح (٢٤٦١/٦) شرح سنن أبی داود للعباد، الیکٹرانک کاپی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > أحكام ومسائل الجهاد
الفضائل والآداب > فقه الأخلاق > الأخلاق الذميمة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: بُرَيْدَة بن الحُصَيب الأَسْلَمِيّ -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يَخْلِفُ رجُلا : يكون خليفة عنه وقت غيابه ويقوم عنه بحوائجهم.
- فيخونهم : بدلًا من القيام بحوائجهم يتعرض بهم بالسوء من النظر أو الكلام أو محاولة الفاحشة.

فوائد الحديث:

١. الحضُّ على التكافل بين المسلمين وحرص كل منهم على سلامة الآخرين.
٢. التحذير من الخيانة ويشتد ذلك في حقِّ المجاهدين في سبيل الله؛ لأن المجاهدين يقومون بنصرة الدين ويدافعون عن القاعدين، فلا يجوز لقاعد أن يتعرض لنسائهم بوجه من الوجوه مستغلا غياب الزوج.
٣. يعاقب المعتدي على نساء المجاهدين بعرض حسناته يوم القيامة على ذلك المجاهد ليأخذ منه ما شاء.
٤. حِيطة الإسلام على سلامة أمن المجاهدين والغائبين عن أهليهم.
٥. فيه عِظم فضل المجاهدين وأن الشرع قد حَمى أعراضهم حال غيبتهم وتوعَّد من ينتهكها بأشد العقوبات.
٦. ثبوت القصاص بين الخلائق يوم القيامة.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـالطبعة الرابعة عشر ١٤٠٧ هـصحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت رياض الصالحين، تأليف : محيي الدين يحيى بن شرف النووي ، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل ، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـشرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية.

الرقم الموحد: (8901)

حُرِّمَ لِباسُ الحَرِيرِ والذَّهَبِ على ذُكُورِ أُمَّتِي، وأُحِلَّ لإِنَاثِهِمْ

ریشم کا کپڑا اور سونا میری امت کے مردوں کے لیے حرام اور ان کی عورتوں کے لئے حلال ہیں

٦٥٠. الحديث:

عن عليٍّ -رضي الله عنه- قال: رأيتُ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- أَخَذَ حَرِيرًا، فجعله في يمينه، وذَهَبًا فجعله في شماله، ثم قال: «إنَّ هَذَيْنِ حرامٌ على ذُكُورِ أُمَّتِي». عن أبي موسى الأشعري -رضي الله عنه-: أَنَّ رسولَ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- قال: «حُرِّمَ لِباسُ الحَرِيرِ والذَّهَبِ على ذُكُورِ أُمَّتِي، وأُحِلَّ لإِنَاثِهِمْ».

٦٥٠. حدیث:

علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ریشم لے کر اپنے داہنے ہاتھ پر رکھا اور سونا لے کر اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اور فرمایا: ”یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔“ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ریشم کا کپڑا اور سونا میری امت کے مردوں کے لیے حرام اور ان کی عورتوں کے لئے حلال ہیں۔“

درجة الحديث: صحيح بروايتيه

حدیث کا درجہ: یہ حدیث اپنی دونوں روایات کے اعتبار سے صحیح ہے۔

المعنى الإجمالي:

أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم حريرا فجعله في يده اليمنى، وأخذ ذهبا فجعله في يده اليسرى، ثم قال: إن هذين -الحرير والذهب- حرام على ذكور أمتي؛ فلبس الحرير والذهب حرام على ذكور هذه الأمة؛ إلا فيما استثني كلباس الحرير لحكة أو جرب لا يقوم فيها غيره مقامه، وكأنف الذهب؛ أما النساء فهما حلال لهن، فلهن أن يلبسن منهما ما شئن؛ إلا إذا بلغ حد الإسراف، فإن الإسراف لا يحل؛ لقول الله تعالى: {وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ} (لأعراف: ٣١).

اجمالی معنیٰ:

رسول اللہ ﷺ نے ریشم کو اٹھا کر اپنے دائیں ہاتھ پر رکھا اور سونے کو اٹھا کر اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا، پھر فرمایا: یہ دونوں یعنی ریشم اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ چنانچہ اس امت کے مردوں کے لئے ریشم اور سونا پہننا حرام ہے، ماسوا ان صورتوں کے جو حرمت سے مستثنیٰ کی گئی ہیں جیسے ایسی کھجلی یا خارش کے علاج کے طور پر ریشم کا لباس پہننا جس میں کوئی اور شے بطور علاج استعمال نہ ہو سکتی ہو، یا جیسے سونے کی ناک لگوانا۔ جب کہ عورتوں کے لئے یہ دونوں حلال ہیں چنانچہ عورتوں کے لئے جائز ہے کہ وہ ان سے بنی جو چیز چاہیں پہنیں ماسوا اس صورت کے جب ان کا استعمال اسراف کی حد کو پہنچ جائے۔ کیوں کہ اسراف جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے: اسراف مت کرو۔ بے شک وہ (اللہ) اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“ (الأعراف: ٣١)۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > اللباس والزينة

راوي الحديث: حديث علي رضي الله عنه: رواه أبو داود والنسائي وابن ماجه وأحمد. حديث أبي موسى رضي الله عنه: رواه الترمذي والنسائي وأحمد.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. الذهب والحرير حلال لنساء الأمة الإسلامية، حرام على ذكورها.

المصادر والمراجع:

دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ه. بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثانية. سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، نشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. السنن الصغرى للنسائي "المجتبى"، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، نشر: مكتب

المطبوعات الإسلامية – حلب، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ه – ١٩٨٦م. سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. مشكاة المصابيح، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. صحيح الجامع الصغير وزياداته، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للألباني، نشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثانية ١٤٠٥هـ- ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (4292)

حُمِلْتُ إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وَالقَمْلُ يَتَنَاثَرُ على وجهي. فقال: ما كُنْتُ أُرَى الوَجَعَ بَلَغَ بِكَ ما أَرَى -أو ما كنت أُرَى الجَهْدَ بَلَغَ بك ما أَرى-! أَتَجِدُ شاة؟ فقلت: لا. فقال: صُمْ ثلاثة أيام، أو أطعم ستة مساكين

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا، تو جوئیں سر سے میرے چہرے پر گر رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ دیکھ کر فرمایا) میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم اتنی تکلیف میں ہوگے۔ یا (آپ نے یوں فرمایا کہ) میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم اتنی جہد (مشقت) میں ہوگے۔ کیا تمھیں ایک بکری مل سکتی ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تین دن کے روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ ہر مسکین کو آدھا صاع کھلانا۔

٦٥١. الحديث:

عن عبد الله بن مَعْقِلٍ قال: «جلستُ إلى كَعْبِ بن عُجْرَةَ، فسألته عن الفدية، فقال: نزلت فِيَّ خاصة. وهي لكم عامة. حُمِلْتُ إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وَالقَمْلُ يَتَنَاثَرُ على وجهي. فقال: ما كُنْتُ أُرَى الوَجَعَ بَلَغَ بِكَ ما أَرَى -أو ما كنت أُرَى الجَهْدَ بلغ بك ما أَرى-! أَتَجِدُ شاة؟ فقلت: لا. فقال: صم ثلاثة أيام، أو أطعم ستة مساكين -لكل مسكين نصف صاع-». وفي رواية: «فأمره رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن يُطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ ، أو يُهْدِي شَاةً ، أو يصوم ثلاثة أيام».

٦٥١. حدیث:

عبداللہ ابن معقل روایت کرتے ہیں کہ: میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے ان سے فدیہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ (قرآن شریف کی آیت) اگرچہ خاص میرے بارے میں نازل ہوئی تھی لیکن اس کا حکم تم سب کے لیے ہے۔ ہوا یہ کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو جوئیں سر سے میرے چہرے پر گر رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ دیکھ کر فرمایا) میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم اتنی تکلیف میں ہوگے۔ یا (آپ نے یوں فرمایا کہ) میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم اتنی جہد (مشقت) میں ہوگے۔ کیا تمہیں ایک بکری مل سکتی ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تین دن کے روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ، ہر مسکین کو آدھا صاع کھلانا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ چھے افراد میں ایک فرق (تین صاع) غلہ تقسیم کر دیں، یا ایک بکری کی قربانی دے دیں یا تین دن کے روزے رکھیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- كَعْب بن عُجْرَةَ -رضي الله عنه- في الحديبية وهو محرم، وإذا القمل يتناثر على وجهه من المرض، فَرَقَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- لحاله وقال: ما كنت أظن أن المشقة بلغت منك هذا المبلغ، الذي أراه. ثم سأله: أتجد شاة فقال: لا، فأنزل الله -تبارك وتعالى-: {فَمَنْ كَانَ مِنْكُم مَرِيضاً أوْ به أذَىً مِنْ رَأسِه فَفِدْيَة مِنْ صِيَامٍ أوْ صَدَقَةٍ أوْ نُسُكٍ} الآية. وعند ذلك خيَّره النبي -صلى الله عليه وسلم- بين صيام ثلاثة أيام، أو إطعام ستة مساكين، لكل مسكين نصف صاعٍ من بُرٍّ، أو

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو حدیبیہ کے مقام پر حالت احرام میں دیکھا کہ بیماری کی وجہ سے جوئیں ان کے چہرے پر گر رہی ہیں۔ نبی ﷺ کو ان کی یہ حالت دیکھ کر ان پر بہت ترس آیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: میرا انہیں خیال تھا کہ تمھیں اس حد تک مشقت ہو رہی ہوگی، جس پر میں تمھیں اب دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: کیا تمھیں ایک بکری دستیاب ہو سکتی ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ" (البقرۃ: ۱۹٦) ترجمہ: پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اسے سر میں تکلیف ہو، تو روزوں سے یا صدقہ سے یا قربانی سے فدیہ دے۔ اس پر نبی ﷺ نے انھیں اختیار دیا کہ یا تو وہ تین دن

غيره، ويكون ذلك كفارة عن حلق رأسه، الذي اضطر إليه في إحرامه، من أجل ما فيه من هوام، وفي الرواية الأخرى، خيَّره بين الثلاثة.

کے روزے رکھیں یا چھ مسکینوں کا کھانا کھلا دیں، بایں طور کہ ہر مسکین کو نصف صاع گیہوں یا کوئی اور غلہ دیں۔ یہ ان کے حالت احرام میں سر میں جوئیں پڑنے کی وجہ سے مجبوراً اسے منڈانے کا کفارہ ہو جائے گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے انھیں تینوں کے مابین اختیار دیا کہ وہ کسی کو بھی کر لیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > الفدية وجزاء الصيد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: كعب بن عجرة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- نَزَلت فيَّ : يعني الآية وهي قوله -تعالى-: {فَمَنْ كَانَ مِنْكُم مَرِيضاً أَوْ به أَذَىً مِنْ رَأسِه فَفِدْية مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ}.
- القَمْلُ : حشرة معروفة تنتشر في البدن وتسبب حكة.
- ما كنت أُرَى : ما كنت أظن.
- ما أَرَى : أي: أشاهد.
- الجَهْد : المقصود به المشقة.
- الفَرَقُ : مِكْيَال يَسَعُ ثلاثة آصع نبوية. والصاع: أربعة أمداد. والمُد: مِلْءُ كَفَّيْنِ مُعْتَدِلَتَيْن .ومقدار الصاع بالكيلو: " ثلاثة كيلو غرامات تقريبا "
- أَتَجِدُ شاة : أتحصل على شاة لتذبح وتوزع على الفقراء مكة
- يَتَنَاثَرُ : يتساقط.
- الوَجَع : المرض والألم.
- بَلَغَ : انتهى.
- صم : الصيام الإمساك عن شهوتي الفرج والبطن نهارا كاملا بنية التقرب.

فوائد الحديث:

١. حرص السلف على فهم معاني القرآن وأسباب نزوله.
٢. جواز حلق المحرم شعره للعذر.
٣. تحريم حلق المحرم رأسه من غير عذر، ولو فدى.
٤. وجوب الفدية في حلق المحرم رأسه ولو للعذر.
٥. فدية الحلق على التخيير بين ثلاثة أشياء : ذبح شاة أو صيام ثلاثة أيام أو إطعام ستة مساكين.
٦. أن فدية حلق الرأس ، أن يُعطى لكل مسكين نصف صاع (كيلو ونصف تقريبا) سواء من البر أو من غيره.
٧. كون السنة مُفَسِّرة، ومُبَيِّنَة للقرآن. فإن "الصدقة " المذكورة في الآية مُجْمَلَة، بيَّنها الحديث.
٨. سبب نزول الآية { فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضَاً...} الخ قضية كَعْبِ بن عُجْرَةَ.
٩. فيه رأفة النبي -صلى الله عليه وسلم.-
١٠. فيه تفقد الأمير والقائد أحوال رعيته.
١١. يُسر الشريعة الإسلامية بإباحة فعل المحظور في الإحرام عند الحاجة وجبره بالفدية دفعا للحرج.
١٢. أن الآية إذا نزلت لسبب فالعبرة بعمومها لا بخصوص السبب.
١٣. جواز التصريح بما يستحيا منه في مقام التعليم؛ لقول كَعْبِ بن عُجْرَةَ :"والقمل يتناثر على وجهي."
١٤. أن النبي صلى الله عليه وسلم لا يعلم الغيب إلا ما أطلعه الله عليه.
١٥. يجوز الحلق قبل التكفير وبعده، ككفارة اليمين، تجوز قبل الحِنْثِ وبعده.
١٦. من وجب عليه دم بسبب لبسه ثوبه مثلا وهو محرم بالعمرة، فإنه يذبحه في مكة، ويوزع لحمه على الفقراء ولا يأكل منه.

المصادر والمراجع:
عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ صحيح البخاري ، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4536)

حُوسِب رجل ممن كان قَبْلَكُمْ، فلم يُوجد له من الخَيْر شيء، إلا أنه كان يُخَالط الناس وكان مُوسِرًا، وكان يأمُر غِلْمَانَه أن يَتَجَاوَزُوا عن المُعْسِر، قال الله -عز وجل-: نحن أحَقُّ بذلك منه؛ تَجَاوزُوا عنه

تم سے پہلے لوگوں (پچھلی امتوں) میں سے ایک شخص کا حساب کیا گیا اور اس کے نامہ اعمال میں کوئی نیکی نہ ملی سوائے اس کے کہ وہ لوگوں سے لین دین کرتا اور ایک امیر شخص تھا۔ وہ اپنے ملازمین کو حکم دیتا کہ وہ تنگ دست سے درگزر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم ایسا کرنے کے اس سے زیادہ حق دار ہیں۔ اس سے درگزر کرو۔

٦٥٢. الحديث:

عن أبي مسعود البدري -رضي الله عنه- قَال: قَالَ رَسُولُ اللَّه -صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم-: «حُوسِب رجُل ممن كان قَبْلَكُمْ، فلم يُوجد له من الخَيْر شيء، إلا أنه كان يُخَالط الناس وكان مُوسِرا، وكان يأمُر غِلْمَانَه أن يَتَجَاوَزُوا عن المُعْسِر، قال الله -عز وجل-: نحن أحَقُّ بذلك منه؛ تَجَاوزُوا عنه».

٦٥٢. حدیث:

ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ: ''تم میں سے پہلے امتوں میں سے ایک شخص کا حساب کیا گیا اور اس کے نامہ اعمال میں کوئی نیکی نہ ملی سوائے اس کے کہ وہ لوگوں سے لین دین کرتا اور ایک امیر شخص تھا۔ وہ اپنے ملازمین کو حکم دیتا کہ وہ تنگ دست سے درگزر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم ایسا کرنے کے اس سے زیادہ حق دار ہیں۔ اس سے درگزر کرو''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

"حُوسِب رجُل" أي حاسبه الله -تعالى- على أعماله التي قدمها. "ممن كان قَبْلَكُمْ" من الأمم السابقة. "فلم يُوجد له من الخَيْر شَيء" أي من الأعمال الصالحة المقربة إلى الله -تعالى-. "إلا أنه كان يُخَالط الناس وكان مُوسِرًا" أي يتعامل معهم بالبيوع والمداينة وكان غنيا. "وكان يأمُر غِلْمَانَه أن يَتَجَاوَزُوا عن المُعْسِر" أي يأمر غلمانه عند تحصيل الديون التي عند الناس، أن يتسامحوا مع المُعسر الفقير المدين الذي ليس عنده القدرة على القضاء بأن ينظروه إلى الميسرة، أو يحطوا عنه من الدَّين. "قال الله -عز وجل-: نحن أحق بذلك منه؛ تَجَاوزُوا عنه" أي عفا الله عنه، مكافأة له على إحسانه بالناس، والرفق بهم، والتيسير عليهم.

اجمالی معنیٰ:

"حُوسِب رجُل" یعنی اللہ تعالیٰ نے ایک شخص سے اس کے آگے بھیجے گئے اعمال پر حساب لیا۔ "ممن كان قَبْلَكُمْ"۔ یعنی وہ پچھلی امتوں میں سے تھا۔ "فلم يُوجد له من الخَيْر شَيء" یعنی اس کے پاس کوئی ایسا نیک عمل نہ نکلا جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہو۔ "إلا أنه كان يُخَالط الناس وكان مُوسِرا" یعنی وہ لوگوں سے خرید و فروخت اور لین دین کیا کرتا تھا اور امیر شخص تھا۔ "وكان يَأمُر غِلْمَانَه أن يَتَجَاوَزُوا عن المُعْسِر" یعنی جب لوگوں سے ان کے ذمہ واجب الادا قرض وصول کرنے ہوتے تو وہ اپنے نوکروں سے کہتا کہ تنگ دست یعنی ایسے غریب قرض دار سے نرمی کے ساتھ معاملہ کریں جو قرض ادا کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو بایں طور کہ خوشحالی تک اسے مہلت دیں یا پھر اس کا کچھ قرض کم کر دیں۔ "قال الله -عز وجل-: نحن أحق بذلك منه؛ تَجَاوزُوا عنه"۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کے لوگوں سے اچھے سلوک، ان کے ساتھ مہربانی کا معاملہ کرنے اور ان کے لیے آسانی پیدا کرنے کے بدلے میں اسے معاف فرما دیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > القرض

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو مسعود عقبة بن عمرو البدري الأنصاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حوسب : أي بعد موته في قبره أو أنه إخبار عما سيكون يوم القيامة بصيغة الماضي.
- يخالط الناس : يعاملهم بالبيوع والمداينة.
- موسرًا : غنيًّا.
- غلمانه : جمع غلام والمراد به الخادم.
- المعسر : الذي عجز عن قضاء ما عليه من الدين في الحال.

فوائد الحديث:

١. فيه أن التسامح مع المَدِين المُعْسِر وتفريج كُرْبته من أفضل الأعمال.
٢. الحث على مخالطة الناس والتعامل معهم.
٣. شَرعُ من قبلنا شَرْعٌ لنا إذا لم يخالف شرعِنا.
٤. الجزاء من جنس العمل.
٥. الحث على التسامح مع المدين إما بالإنظار أو العفو الكلي.
٦. فضل تيسير مصالح الناس.
٧. جواز التعامل بالدَّين.
٨. صحة تبرع الوكيل إذا كان بإذن المُوَكِّل.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، ١٣٩٧ هـ. كنوز رياض الصالحين، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ- ١٩٩٧م. التنوير شرح الجامع الصغير، تأليف: محمد بن إسماعيل الصنعاني، تحقيق: د/ محمد إسحاق محمد إبراهيم، الناشر: مكتبة دار السلام، الطبعة: الأولى، ١٤٣٢هـ. التيسير بشرح الجامع الصغير، تأليف: محمد عبد الرؤوف بن زين العابدين المناوي، الناشر: مكتبة الإمام الشافعي، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٨هـ- ١٩٨٨م.

الرقم الموحد: (3707)

حجَّ بي مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في حجة الوداع، وأنا ابن سبع سنين	حجۃ الوداع میں مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرایا گیا تھا اور میں اس وقت سات سال کا تھا۔
٦٥٣. الحديث: عن السَّائب بن يزيد -رضي الله عنهما- قال: «حُجَّ بي مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في حجة الوداع، وأنا ابن سبع سنين».	**٦٥٣. حدیث:** سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرایا گیا تھا اور میں اس وقت سات سال کا تھا۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: السائب بن يزيد -رضي الله عنهما- صحابيٌّ صغير، حجَّ به أَهْلُهُ على عهد النبي -صلى الله عليه وسلم- فأدرك حجة الوداع، وأقرهم النبي -عليه الصلاة والسلام- على الحج بالصبيان، وتُحسَبُ له حجة تطوع، لكن إذا بلغ يَلْزَمُهُ أن يحج مَرةً أخرى حجة الإسلام، ويفعل الصَّبِيُّ في الحج مثل فعل الكبير من الإحرام والتَّجرُّد مِنَ المخِيطِ والتلبية ونحوها، فإذا عجز عنها فعلها عنه وَلِيُّهُ، كأبيه وأمه.	**اجمالی معنی:** سائب بن یزید رضی اللہ عنہ ایک کم سن صحابی تھے۔ ان کے گھر والوں نے نبی ﷺ کے زمانے میں انھیں لے کر حج کیا۔ اس طرح وہ حجۃ الوداع میں شریک ہو گئے۔ نبی ﷺ نے بچوں کو ساتھ لے کر حج کرنے پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔ بچے کے لیے یہ ایک نفلی حج شمار ہوتا ہے اور بلوغت کے بعد اس پر دوبارہ اسلام کی رو سے فرض شدہ حج کرنا ضروری ہوتا ہے۔ حج کے دوران بچہ بھی ویسے ہی کرتا ہے، جیسے بڑا (بالغ) کرتا ہے۔ یعنی احرام باندھتا ہے، سلے ہوئے کپڑے اتار دیتا ہے، تلبیہ کہتا ہے اور اس طرح کے دیگر افعال سر انجام دیتا ہے۔ اگر بچہ ایسا نہ کر سکے تو اس کی طرف سے اس کا سربراہ مثلاً باپ یا ماں کرے۔ التوضیح لشرح الجامع الصحیح ٤٧٣/١٢، عمدۃ القاري ٢١٨/١٠، نزہۃ المتقین ٨٩٨/٢، شرح ریاض الصالحین لابن عثیمین ٣٢٦/٥-٣٢٧.

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام ومسائل الحج والعمرة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: السَّائب بن يزيد -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- حجة الوداع : سُمِّيَتْ حَجَّة الْوَدَاع؛ لِأَنَّهُ -عليه الصلاة والسلام- وَدَّعَ النَّاس لما خَطَبَهُم في عرفة.

فوائد الحديث:

١. جواز حجِّ الصبي قبل البلوغ؛ ليتعود على الطاعة ويَألَفَهَا.
٢. تَدْرِيبُ الأبناء على أداء العبادات.
٣. كِتَابَةُ الأجر للصبي والولي على أداء الحج وإن كان تطوعًا.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح البخاري –الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري،

عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ.

الرقم الموحد: (2750)

حديث المسيء صلاته من رواية رفاعة -رضي الله عنه-

٦٥٤. الحديث:

عن رفاعة بن رافع الزرقي -رضي الله عنه-، وكان من أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: جاء رجل ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- جالس في المسجد، فصلى قريبا منه، ثم انْصَرَف إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فَسَلَّمَ عليه فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: أَعِد صَلَاتك، فإنك لم تصل، قال: فرجع فصلى كَنَحْو مِمَّا صَلَّى، ثم انصرف إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فقال له: " أَعِدْ صلاتك، فإنك لم تُصَلِّ ". فقال: يا رسول الله، عَلِّمْنِي كيف أَصْنَع، قال: "إذا اسْتَقْبَلت القبلة فَكَبِّر، ثُمَّ اقْرَأ بأُمِّ القرآن، ثم اقرأ بما شِئْت، فإذا رَكَعْت، فَاجْعَل رَاحَتَيْكَ على رُكْبَتَيك، وامْدُد ظَهْرَك وَمَكِّنْ لِرُكُوعِك، فإذا رفعت رأسك فأَقِم صُلْبَكَ حتى ترجع العظام إلى مَفَاصِلَها، وإذا سَجَدتَ فَمَكِّنْ لِسُجُودِك، فإذا رَفَعْت رَأْسَك، فَاجْلِس على فَخِذِك اليسرى، ثم اصْنَع ذلك في كل ركعة وسجدة. وفي رواية: «إنها لا تَتِمُّ صلاة أَحَدِكُم حتى يُسْبِغَ الوُضُوء كما أمره الله عز وجل، فيغسل وجهه ويديه إلى المرفقين، ويمسح برأسه ورجليه إلى الكعبين، ثم يكبر الله عز وجل ويحمده، ثم يقرأ من القرآن ما أَذِن له فيه وتَيَسَّر، ثم يُكَبِّرَ فيَسْجُد فَيُمَكِّن وَجْهَه -وربما قال: جَبْهَتَه من الأرض- حتى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُه وَتَسْتَرْخِيَ، ثم يكبر فَيَسْتَوِي قاعدا على مَقْعَدَه ويقيم صُلْبَهُ، فوصف الصلاة هكذا أربع ركعات تَفْرَغ، لا تَتِمُّ صلاة أحدكم حتى يفعل ذلك. وفي رواية: «فتوضأ كما أمرك الله جل وعز، ثم تَشَهَّدْ، فأقم ثم كبر، فإن كان معك قرآن فاقرأ به، وإلا فاحمد الله وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ».

اپنی نماز کو اچھی طرح نہ پڑھنے والے کی حدیث جس کو رفاعہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

٦٥٤. حدیث:

رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ (جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے) سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی نماز پڑھنے لگا، نماز سے فارغ ہو کر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور آپ سے سلام کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ''اپنی نماز دوبارہ پڑھو، کیوں کہ تم نے نماز نہیں پڑھی''۔ وہ چلا گیا اور پہلے کی طرح نماز پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آ گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پھر یہی فرمایا: ''جاؤ پھر سے نماز پڑھو، کیوں کہ تم نے نماز نہیں پڑھی''، وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے نماز پڑھنے کا طریقہ سمجھا دیجئے کہ کیسے پڑھوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم قبلہ کی طرف رخ کر لو تو اللہ اکبر کہو، پھر سورۂ فاتحہ پڑھو، پھر تم جو (سورت) چاہو پڑھو۔ جب رکوع کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھو، اپنی پیٹھ دراز کر لو اور رکوع کے لیے اسے خوب برابر (سیدھی) کر لو، جب رکوع سے سر اٹھاؤ تو اپنی پشت کو سیدھا کھڑا کر لو یہاں تک کہ تمام ہڈیاں اپنے جوڑوں پر لوٹ آئیں اور جب سجدہ کرو تو خوب اچھی طرح کرو اور جب سجدے سے سر اٹھاؤ تو بائیں ران پر بیٹھ جاؤ، پھر ہر رکوع اور سجدے میں اسی طرح کرو۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ: ''تم میں سے کسی کی نماز اس وقت تک پوری نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اسی طرح مکمل وضو نہ کرے جس طرح اللہ عز وجل نے اس کو کرنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ وہ اپنا منہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئے، اپنے سر کا مسح کرے اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے۔ اس کے بعد اللہ عز وجل کی بڑائی بیان کرے اور اس کی حمد و ثنا کرے۔ پھر قرآن مجید میں سے پڑھے جس کی اسے نماز میں پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے اور جو آسان ہے۔ پھر تکبیر کہہ کر سجدہ کرے تو اپنا منہ اطمینان سے زمین پر رکھ دے۔ (ہمام کہتے ہیں کہ) بسا اوقات راوی نے کہا: اپنی پیشانی زمین پر رکھ دے، یہاں تک کہ اس کے جوڑ آرام پائیں اور ڈھیلے پڑ جائیں، پھر تکبیر کہے اور اپنی سرین پر بالکل سیدھا ہو کر بیٹھ جائے اور پیٹھ کو سیدھا رکھے، پھر نماز کی چاروں رکعتوں کی کیفیت فارغ ہونے تک اسی طرح بیان کی (پھر فرمایا): ''تم میں سے کسی کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ ایسا نہ کرے''۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وضو کر جس طرح اللہ تعالیٰ نے تجھ کو حکم دیا ہے، پھر اذان دے اور اقامت کہہ، پھر تکبیر تحریمہ کہہ، اور اگر

قرآن مجید میں سے کچھ یاد ہو تو اسے پڑھ، نہیں تو پھر صرف اللہ کی حمد و ثنا اور تکبیر و تہلیل بیان کر یعنی الحمد للہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ پڑھ۔"

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث معروف بحديث المسيء صلاته، وهو عمدة الشراح في بيان صفة الصلاة بأركانها وواجباتها وشروطها، حيث بيَّن النبي -صلى الله عليه وسلم- غاية التعليم والتبيين لأعمال الصلاة، التي يجب الإتيان بها ويعتبر ما ترك في هذا الحديث من فعلها غير واجب. ومجمل هذا الحديث: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- دخل المسجد، فدخل رجل من الصحابة، اسمه (خَلاّد بن رافع)، فصلى صلاة غير تامة الأفعال والأقوال. فلما فرغ من صلاته، جاء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-، فسلم عليه فرد عليه السلام ثم قال له: ارجع فَصَلِّ، فإنك لم تصل. فرجع وعمل في صلاته الثانية كما عمل في صلاته الأولى، ثم جاء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقال له: ارجع فَصَلِّ فإنك لم تصل ثلاث مرات. فأقسم الرجل بقوله: والذي بعثك بالحق، ما أحسن غير ما فعلت فعَلِّمني فعندما اشتاق إلى العلم، وتاقت نفسه إليه، وتهيأ لقبوله بعد طول الترديد قال له النبي -صلى الله عليه وسلم- ما معناه: إذا قمت إلى الصلاة فكبر تكبيرة الإحرام، ثم اقرأ ما تيسر من القرآن، بعد قراءة سورة الفاتحة ثم اركع حتى تطمئن راكعاً، ثم ارفع من الركوع حتى تعتدل قائما وتطمئن في اعتدالك ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً، ثم ارفع من السجود واجلس حتى تطمئن جالساً. وافعل هذه الأفعال والأقوال في صلاتك كلها، ماعدا تكبيرة الإحرام، فإنها في الركعة الأولى دون غيرها من الركعات. وقد لفتت الروايات الأخرى إلى بعض شروط الصلاة كاستقبال القبلة وطهارة الوضوء.

اجمالی معنی:

یہ حدیث مسیئ صلوٰۃ یعنی اپنی نماز کو بگاڑ کر پڑھنے والے کی حدیث سے معروف ومشہور ہے اور یہ نماز کے طریقے کو اس کے ارکان وواجبات اور شروط کے ساتھ بیان کرنے کے باب میں شارحین کا اساس اور بنیادی مستند ہے۔ کیوں کہ اس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے ان افعال کو پوری طرح واضح اور بیان فرما دیا ہے جن کو انجام دینا ضروری ہے اور اس حدیث میں نماز سے متعلق جس فعل کو چھوڑ دیا گیا ہے وہ واجب نہیں سمجھا جاتا ہے۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لے گئے، تو ایک صحابی جن کا نام خلاد بن رافع رضی اللہ عنہ تھا، مسجد میں آئے اور ایسی نماز پڑھی جس میں مکمل طور پر تمام اقوال وافعال کی ادائیگی نہیں کی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا پھر ان سے فرمایا کہ لوٹ جاؤ اور نماز پڑھو، کیوں کہ تم نے نماز نہیں پڑھی ہے۔ چنانچہ وہ لوٹ گئے اور دوبارہ نماز اسی طرح پڑھی جس طرح پہلے پڑھی تھی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پھر کہا کہ لوٹ جاؤ اور نماز پڑھو، کیوں کہ تم نے نماز نہیں پڑھی ہے، اسی طرح تین مرتبہ ہوا. تو صحابی رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میں نے جس طرح نماز پڑھی ہے اس سے بہتر نہیں پڑھ سکتا۔ لہٰذا آپ مجھے سکھلا دیجئے۔ لہٰذا جب ان کے اندر سیکھنے کا شوق وجذبہ پیدا ہوگیا اور وہ صحیح طریقۂ نماز جاننے کے لیے مشتاق اور بار بار لوٹانے جانے کے بعد طریقۂ نماز کو قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا (جس کا مفہوم ہے کہ): جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکبیرۂ تحریمہ کہو، پھر سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد جتنا قرآن تم آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھو، پھر رکوع کرو یہاں تک کہ اطمینان سے رکوع کرلو، پھر رکوع سے اٹھو یہاں تک کہ اطمینان کے ساتھ سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ اطمینان سے سجدہ کرلو، پھر سجدے سے سر اٹھاؤ یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ اور سوائے تکبیرۂ تحریمہ کے اِن اقوال و افعال کی ادائیگی ایسے ہی پوری نماز میں کرو، کیوں کہ تکبیرۂ تحریمہ پہلی رکعت کے علاوہ کسی اور رکعت میں نہیں کہی جاتی ہے۔ اسی حدیث کی دوسری روایات میں نماز کی بعض شرطوں جیسے قبلہ رخ ہونے اور وضو کرنے کا ذکر ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: رفاعة بن رافع الزرقي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أسبغَ : أسبغ: من قولهم: أسبغت الوضوء: أي أتممته؛ بمعنى: أبلغته مواضعه، ووفَّيت كل عضو حقه.
- أم الكتاب : هي الفاتحة، سميت بذلك؛ لجمعها المعاني العظيمة التي اشتمل عليها القرآن، ولأنَّها فاتحته في التلاوة والكتاب.
- ما تيسر من القرآن : ما سهل عليك معرفته من القرآن، والمراد بذلك سورة الفاتحة.
- ركعت : الركوع: حني الظهر حتى تمس اليدان الركبتين، وكماله حتى يستوي الرأس بالظهر.
- أقم صلبك : الصلب هو آخر فقار الظَّهر.
- كبره وهلله : قال: "الله أكبر" و"لا إله إلاَّ الله".
- فكبر : يعني: قل: "الله أكبر".

فوائد الحديث:

١. هذا حديثٌ عظيمٌ جليلٌ يسميه العلماء "حديث المسيء في صلاته."

٢. أنَّ المعلِّم يبدأ في تعليمه بالأهم فالأهم، وتقديم الفروض على المستحبات.

٣. أنَّ الاستفتاح، والتعوذ، والبسملة، ورفع اليدين، وجعلهما على الصدر، وهيئات الركوع، والسجود، والجلوس، وغير ذلك -كلها مستحبة.

٤. أنَّ من أتى بعبادة على وجه غير صحيح جهلًا، ومضى زمنها، فإنَّه لا يطلب منه إعادتها؛ وهذا ما دلت عليه قواعد الإسلام.

٥. النفي في قوله: "فإنَّك لم تصل" نفى أن يكون عملُه صلاةً، والعمل لا يكون منفيًا إلاَّ إذا انتفى شيء من واجباته.

٦. أنَّ صلاة المسيء بالكيفية التي صلاها غير صحيحة، ولا مجزئة، ولولا ذلك لم يؤمر بإعادتها, وليكن في ذلك عبرة وعظة لمن ينقرون صلاتهم، ولا يتمونها, وليعلموا أنَّها صلاة غير مجزئة.

٧. أنَّ هذه الأركان لا تسقط جهلًا ولا سهوًا، بدليل أمر المصلي بالإعادة، ولم يكتف -صلى الله عليه وسلم- بتعليمه، ولأنَّها من باب المأمورات التي لا يعذر تاركها بجهل ولا نسيان.

٨. يستحب للمسؤول أن يزيد في الجواب إذا اقتضت المصلحة ذلك، كأن تكون قرينة الحال تدل على جهل السائل ببعض الأحكام التي يحتاجها.

٩. مشروعية حسن التعليم، وطريقة الأمر بالمعروف؛ بأن يكون بطريقة سهلة ميسرة، حتى لا ينفره، فيرفض المتعلم إذا عُلِّم بطريق العنف والشدة والغلظة.

١٠. وجوب الترتيب بين الأركان؛ لأنَّه ورد بلفظ "ثم"، كما أنَّه مقام تعليم جاهل بالأحكام.

١١. وجوب استقبال القبلة للصلاة، وأنَّ ذلك شرط.

١٢. وجوب الوضوء وإسباغه للصلاة، وأنَّ ذلك شرط.

١٣. وجوب الطمأنينة في الرفع من الركوع، والرفع من السجود.

١٤. الطمأنينة: هي الركن التاسع من أركان الصلاة.

١٥. يفعل هذه الأركان في كل ركعة من أركان الصلاة، عدا تكبيرة الإحرام، فهي في الركعة الأولى دون غيرها.

١٦. يدل الحديث على وجوب الأعمال المذكورة في هذا الحديث؛ بحيث لا تسقط سهوًا ولا جهلًا، وهي : (أ) تكبيرة الإحرام: وهي ركن من أركان الصلاة في الركعة الأولى فقط.(ب) قراءة الفاتحة في كل ركعة، ثم الركوع، والاعتدال منه، ثم السجود، والاعتدال منه، والطمأنينة في كل هذه الأفعال، حتى في الرفع.(ت) أما بقية الأركان -كالتشهد، والصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم-، والتسليم- فقال البغوي: إنَّها معلومة لدى السائل.

المصادر والمراجع:

مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط، الناشر: مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. سنن أبي داود، للإمام أبي داود تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. سنن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، ط١، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، ١٤١٢هـ توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. تيسير العلام، للبسام الناشر: مكتبة الصحابة، الأمارات- مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة- العاشرة، ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٦ م . سنن النسائي، مكتب المطبوعات الإسلامية

- حلب، الطبعة الثانية، ١٤٠٦هـ. صحيح الجامع الصغير وزيادته، للألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٤٠٨هـ. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض- المملكة العربية السعودية الطبعة الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (10901)

حديث سلمة بن صخر -رضي الله عنه- في الظهار

ظہار سے متعلق سلمہ بن صخر رضی اللہ عنہ کی حدیث

٦٥٥. الحديث:

عن سلمة بن صخر -رضي الله عنه- قال: كُنْتُ امْرَأً أُصِيبُ من النساء ما لا يُصِيبُ غيري، فلما دخل شهر رمضان خِفْتُ أن أصيب من امرأتي شيئا يُتَابَعُ بي حتى أصبح، فَظَاهَرْتُ منها حتى يَنْسَلِخَ شهر رمضان، فَبَيْنَا هي تَخْدُمُنِي ذات ليلة، إذ تَكَشَّفَ لي منها شيء، فلم أَلْبَثْ أن نَزَوْتُ عليها، فلما أصبحت خرجت إلى قومي فأخبرتهم الخبر، وقلت امشوا معي إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، قالوا: لا والله. فانطلقت إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فأخبرته، فقال: «أنت بِذَاكَ يا سلمة؟»، قلت: أنا بذاك يا رسول الله -مرتين- وأنا صابر لأمر الله، فاحكم فِيَّ ما أراك الله. قال: «حَرِّرْ رقبة»، قلت: والذي بعثك بالحق ما أملك رقبة غيرها، وضربت صَفْحَةَ رَقَبَتِي، قال: «فصم شهرين متتابعين»، قال: وهل أصبت الذي أصبت إلا من الصيام؟ قال: «فأطعم وَسْقًا من تمر بين ستين مسكينًا»، قلت: والذي بعثك بالحق لقد بِتْنَا وَحْشَيْنِ ما لنا طعام، قال: «فانطلق إلى صاحب صَدَقَةِ بَنِي زُرَيْقٍ فَلْيَدْفَعْهَا إليك، فأطعم ستين مسكينًا وسقًا من تمر وكُلْ أنت وعِيَالُكَ بَقِيَّتَهَا»، فَرَجَعْتُ إِلَى قَوْمِي، فقلت: وجدت عندكم الضِّيقَ، وَسُوءَ الرَّأْيِ، ووجدت عند النبي -صلى الله عليه وسلم- السَّعَةَ، وَحُسْنَ الرَّأْيِ، وَقَدْ أَمَرَنِي -أَوْ أَمَرَ لِي- بِصَدَقَتِكُمْ.

٦٥٥. حدیث:

سلمہ بن صخر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں ایک ایسا شخص تھا، جو بیوی کے ساتھ اتنی مرتبہ صحبت کیا کرتا تھا، جو عام طور پر لوگ نہیں کرتے۔ جب ماہ رمضان آیا، تو مجھے ڈر ہوا کہ اپنی بیوی کے ساتھ کوئی ایسی حرکت (جماع) نہ کر بیٹھوں، جس کی برائی صبح تک پیچھا نہ چھوڑے۔ چنانچہ میں نے ماہ رمضان کے ختم ہونے تک کے لیے اس سے ظہار کر لیا۔ ایک رات کی بات ہے، وہ میری خدمت کر رہی تھی کہ اچانک اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آ گیا، تو میں اس سے صحبت کیے بغیر نہیں رہ سکا۔ جب میں نے صبح کی تو اپنی قوم کے پاس آیا اور سارا ماجرا سنایا۔ نیز ان سے درخواست کی کہ وہ میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے پاس چلیں۔ وہ کہنے لگے: اللہ کی قسم یہ نہیں ہو سکتا! چنانچہ میں خود ہی آپ صلی اللہ علیہ سلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوری بات بتائی۔ آپ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا: "سلمہ! تم نے ایسا کر ڈالا ہے؟" میں نے جواب دیا: ہاں اللہ کے رسول! مجھ سے یہ حرکت ہو گئی ہے، -دو بار اس طرح کہا- میں اللہ کا حکم بجا لانے کے لیے تیار ہوں۔ آپ میرے بارے میں حکم کیجیے جو اللہ آپ کو سجھائے۔ آپ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا: "ایک گردن آزاد کر دو"۔ میں نے اپنی گردن پر ہاتھ مار کر کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! اس کے علاوہ میں کسی اور گردن (غلام) کا مالک نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا: "تو دو مہینے کے مسلسل روزے رکھو"۔ میں نے کہا: میں تو روزے ہی کے سبب اس صورتِ حال سے دوچار ہوا ہوں! آپ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا: "تو پھر ساٹھ صاع کھجور ساٹھ مسکینوں کو کھلاؤ"۔ میں نے جواب دیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، ہم دونوں تو رات بھی بھوکے سوئے، ہمارے پاس کھانے کا کوئی سامان نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا: "بنی زریق کے صدقے والے کے پاس جاؤ، وہ تمھیں اسے دے دیں گے۔ ساٹھ صاع کھجور ساٹھ مسکینوں کو کھلا دینا اور جو بچے اسے تم خود کھا لینا اور اپنے اہل و عیال کو کھلا دینا" اس کے بعد میں نے اپنی قوم کے پاس آ کر کہا: مجھے تمھارے پاس تنگی اور غلط رائے ملی، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے پاس گنجائش اور اچھی رائے ملی۔ آپ صلی اللہ علیہ سلم نے مجھے -یا میرے لیے- تمھارے صدقے کا حکم فرمایا ہے۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

أراد الصحابي سلمة بن صخر -رضي الله عنه- الامتناع من جماع زوجه في رمضان لقوة شهوته فظاهر منها، خشية أن يستمر في جماعها فيطلع عليه الفجر وهو كذلك، إلا أنه رأى منها ليلة ما يدعوه إلى جماعها فجامعها، وخاف من تبعات هذه المعصية فأمر قومه أن يذهبوا معه لرسول الله -صلى الله عليه وسلم- ويسألوا عن الحكم في هذه المسألة ويعتذروا عنه، فرفضوا الذهاب معه فذهب بنفسه وعرض مسألته على رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فقال له أنت فاعل ذلك الفعل والمرتكب له، فأجاب بنعم، فأخبره النبي -عليه الصلاة والسلام- بما عليه من حكم الله في هذه المسألة، وهي أن يعتق رقبة، فإن لم يجد صام شهرين متتابعين، فإن لم يستطع أطعم ستين مسكينًا، فأخبره بضعف حاله وقلة ذات يده وعدم ملكه للرقبة ولا للطعام، فأمر له -عليه الصلاة والسلام- بصدقة قومه أن يدفعوا له تمرًا ليكفر به عن ظهاره ثم يطعم الباقي أهله وعياله.

اجمالی معنی :

صحابئ رسول سلمہ بن صخر رضی اللہ عنہ نے رمضان میں اپنی شدتِ شہوت کی وجہ سے اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرنے سے رکنا چاہا۔ انھوں نے اس اندیشے کے تحت ان سے ظہار کر لیا کہ کہیں وہ اپنی بیوی کے ساتھ عملِ جماع میں مصروف ہوں اور فجر طلوع ہو جائے۔ مگر ایک رات انھوں نے جماع پر ابھارنے والی چیز دیکھی اور جماع کر بیٹھے اور اس گناہ کی زود اثری سے خائف ہو کر اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ وہ ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور اس مسئلے کا حکم دریافت کریں اور ان کا عذر پیش کریں۔ لوگوں نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اس لئے وہ خود گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا مسئلہ پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کیا واقعی تم نے یہ کام کیا ہے اور اس کے مرتکب ہوئے ہو؟ انھوں نے جواب دیا : ہاں! تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلے کے سلسلے میں اللہ کا حکم انھیں بتلایا کہ وہ ایک گردن آزاد کریں اور یہ نہ پائیں تو مسلسل دو ماہ کا روزہ رکھیں اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں۔ انھوں نے اپنی کمزور حالی، قلاشی، غلام آزاد کرنے اور کھانا کھلانے کی عدمِ ملکیت سے باخبر کیا، تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی قوم سے صدقہ لینے کا حکم دیا کہ وہ انہیں کھجور دیں تاکہ اسے اپنے ظہار کا کفارہ بنائیں اور اس میں سے جو بچ رہے اسے اپنے اہل و عیال کو کھلائیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > الظهار

راوي الحديث: رواه أبوداود والترمذي وابن ماجه وأحمد والدارمي.

التخريج: سلمة بن صخر البياضي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يتابع بي : يلازمني ولا أنفك منه وأستمر في الجماع حتى يطلع الفجر في رمضان.
- فلم ألبث : لم أتأخر.
- أن نزوتُ : وقعتُ عليها وجامعتها.
- أنت بذاك يا سلمة؟ : أنت المُلِمُّ بذلك أو أنت المرتكب له.
- ما أملك رقبة غيرها : لا أملك غير رقبتي هذه، أي: ليس لدي ما أعتقه.
- وَسْقاَ من تمر : الوسق ستون صاعًا.
- لقد بتنا وحشين : يقال رجل وحش بالسكون إذا كان جائعًا لا طعام له، والمعنى بتنا جائعين لا طعام لنا.
- وكل أنت وعيالك بقيتها : أباح له أن يأكل بقية الصدقة التي بقيت بعد إطعام ستين.

فوائد الحديث:

١. أن الواجب هو إطعام ستين مسكينًا، والعدد هنا معتبر شرعًا، فلا يجوز أن يعطيها لشخص واحد.

٢. أهمية البعد عما يثير الغرائز من مناظر مثيرة أو مجالس ماجنة أو أمكنة موبوءة بالفساد والمغريات، التي تهيج صاحبها إلى ارتكاب الخطيئة، والوقوع في الفاحشة.

٣. تحصين الشارع المسلمين عن المعاصي بفرض هذه العقوبات التي تمنعهم من الوقوع في المعاصي.

٤. رحمة الله تعالى بعباده المسلمين؛ حيث هيأ لهم هذه الكفارات التي تمحو ذنوبهم، وتزيل خطاياهم التي ارتكبوها.

٥. تشوف الشارع إلى عتق الرقاب، وتحرير العبيد وإلى إطعام الفقراء والمساكين؛ فإنه جعل عتق الرقبة كفارة لكثير من الذنوب والمعاصي.

٦. الظهار حرام، وهذا الرجل الذي ظاهر: إما أن يكون لم يبلغه التحريم، أو أنه يرى أن الوطء في رمضان أشد حرمة من الظهار؛ فحصن نفسه بالظهار عن الجماع.

٧. سلمة -رضي الله عنه- ظاهر ثم جامع، فوقع في ذنبين عظيمين؛ فجاء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ ليجد عنده حل مشكلته.

٨. الرجل جاء نادمًا تائباً خائفاً لذا لم يُعنفه النبي -صلى الله عليه وسلم-، وإنما أفتاه بما يكفر خطيئته، فأمره بالكفارة عن جماعه في حال ظهاره.

٩. كفارة الظهار مرتبة وجوبا كما يلي:- عتق رقبة مؤمنة، فإن لم يجدها، أو لم يجد ثمنها:- صام شهرين متتابعين، فإن لم يستطع:- أطعم ستين مسكينًا، لكل مسكين مد بر، أو نصف صاع من غيره.

١٠. أن من ظاهر من امرأته ثم عاد وجامع فإنه تلزمه الكفارة السابقة.

١١. أنه إذا جامع قبل أن يكفر لم تلزمه إلا كفارة واحدة.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م سنن ابن ماجه :ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم، للعظيم آبادي. دار الكتب العلمية – بيروت. الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـمسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي) عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل الدارمي، التميمي تحقيق: حسين سليم أسد الداراني - دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ - ٢٠٠٠ م. صحيح أبي داود – الأم - محمد ناصر الدين، الألباني، مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨ توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة – الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧ البدرُ التمام شرح بلوغ المرام/ الحسين بن محمد بن سعيد ، المعروف بالمَغرِبي - المحقق: علي بن عبد الله الزبن: دار هجر الطبعة: الأولى- ١٤١٤ هـ - ١٩٩٤ م بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م.

حديث قصة بريرة وزوجها

٦٥٦. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما- في قصة بريرة وزوجها، قال: قال لها النبي -صلى الله عليه وسلم-: «لو رَاجَعْتِهِ؟» قالت: يا رسول الله تأمرني؟ قال: «إنما أَشْفَع» قالت: لا حاجة لي فيه.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

كان زوج بريرة رضي الله عنها عبدا يقال له مغيث رضي الله عنه، وكانت بريرة رضي الله عنها تخدم عائشة رضي الله عنها قبل شرائها، فلما أعتقتها، وجُعِل لها الخيار في البقاء مع مغيث أو الفراق فارقته بريرة رضي الله عنها، فكان مغيث رضي الله عنه بعد هذا التصدع الأسري يدور خلفها في سكك المدينة وطرقها يبكي ودموعه تسيل على لحيته؛ وهذا من شدَّة محبته لبريرة رضي الله عنها، علَّها تراجع قرارها وترجع إليه. فقال النبي صلى الله عليه وسلم لبريرة رضي الله عنها: لو راجعته لكان لك ثواب. فقالت بريرة رضي الله عنها: يا رسول الله أتأمرني بمراجعته وجوبًا. فقال صلى الله عليه وسلم: إنما أتوسط له. فقالت رضي الله عنها: لا غرض ولا رغبة لي في مراجعته.

بریرۃ اوران کے شوہر کی کہانی کی حدیث

٦٥٦. حدیث :

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بریرہ اوران کے خاوند کے قصے میں منقول ہے کہ نبی ﷺ نے ان (بریرہ) سے فرمایا کہ اگر تم اس (شوہر) سے رجوع کرلو (تواچھا ہے)۔ انہوں نے کہا : اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !کیا آپ مجھے (لوٹنے کا) حکم دے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا : ''میں تو صرف سفارش کررہا ہوں۔'' انہوں نے کہا :مجھے ان کی ضرورت نہیں۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

بریرۃ رضی اللہ عنہا کے شوہر ایک غلام تھے جن کا نام مغیث تھا۔ بریرۃ رضی اللہ عنہا خریدے جانے سے قبل عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں آزاد کردیا اورانہیں مغیث کے ساتھ رہنے یاان سے علیحدہ ہونے کا اختیار مل گیا توبریرۃ رضی اللہ عنہا نے ان سے علیحدگی اختیار کرلی۔ مغیث رضی اللہ عنہ اس خاندانی بندھن کے ٹوٹنے کے بعد مدینے کی گلیوں اورراستوں میں ان کے پیچھے روتے ہوئے پھرتے اور ان کے آنسو ان کی داڑھی پر بہہ رہے ہوتے ۔ یہ حالتِ زار بریرۃ رضی اللہ عنہا سے شدت محبت کی وجہ سے تھی۔ اس امید کے ساتھ کہ شاید وہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں اور دوبارہ ان کی طرف لوٹ آئیں۔ اس پر نبی ﷺ نے بریرۃ رضی اللہ عنہا سے فرمایا : اگر تم ان سے رجوع کرلو تو تمہیں اجر ملے گا۔ انہوں نے کہا : اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !کیا آپ مجھے اس بات کا حکم دے رہے ہیں کہ میں لازمی طورپران سے رجوع کرلوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا : میں تو صرف ان کے لیے سفارش کر رہا ہوں۔ اس پر بریرۃ رضی اللہ عنہا نے کہا : مجھے ان سے رجوع کرنے کی خواہش اورحاجت نہیں ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام النساء > العلاقة بين الرجل والمرأة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. قال النووي: أجمعت الأمة على أن الأمة إذا اعتقت كلها تحت زوجها وهو عبد كان لها الخيار في فسخ النكاح .
٢. الإسلام يراعي الحقوق الشخصية والحرية التي يعتبر فيها الفرد عن كامل إرادته من غير إكراه.
٣. الشفاعة ليست أمرا وإنما هي واسطة خير وتوسل ؛ لقضاء حاجة المسلم.
٤. جواز رد الشفيع وليس ذلك قدح في الراد أو الشفيع.
٥. استحباب الشفاعة فيما أجازه الشرع.

٦. بذل الإحسان إلى الآخرين.

٧. ظاهره امتثال بريرة رضي الله عنها لأمر النبي -صلى الله عليه وسلم- لو أمرها بذلك ؛ لأنها سألته : أتأمرني؟ ولو لم تأتمر بأمره لكن سؤالها عبثا.

٨. في الحديث شفاعة الإمام إلى الرعية وهي من مكارم الأخلاق السنية.

٩. عدم مؤاخذة الإمام على من امتنع من قبول شفاعته.

١٠. المرء إذا خير بين مباحين، فاختار ما ينفعه لم يلم، ولو أضر ذلك برفيقه.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، أ. د . حمد بن ناصر بن عبد الرحمن العمار، دار كنوز اشبيليا الطبعة الأولى : ١٤٣٠ هـ. بهجة الناظرين، الشيخ: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. نزهة المتقين، د. مصطفى سعيد الخن، د. مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشرجبي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة ، بيروت، الطبعة الأولى : ١٣٩٧ هـ١٩٧٧ م، الطبعة الرابعة عشرة ١٤٠٧ هـ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، المؤلف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦ هـ. رياض الصالحين، د. ماهر بن ياسين الفحل، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م. صحيح البخاري، لمحمد بن إسماعيل البخاري، دار طوق النجاة، الطبعة : الأولى، ١٤٢٢هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، المؤلف: علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م.

الرقم الموحد: (3741)

حكم طلاق البتة

٦٥٧. الحديث:

عن يزيد بن ركانة -رضي الله عنه-: أنه طلق امرأته البَتَّة، فأتى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: «ما أردت»، قال: واحدة، قال: «آلله؟»، قال: آلله، قال: «هو على ما أردت».

درجة الحديث: إسناده ضعيف

المعنى الإجمالي:

يخبر علي بن يزيد بن ركانة بأن والده أبا ركانة طلق امرأته ثلاثًا فحزن عليها، فسأل النبي -صلى الله عليه وسلم- عن قصده بذلك فأخبره بأنه ما قصد إلا واحدة، فاستحلفه النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه ما أراد إلا واحدة، فأجاب بأنه فعلا قصد واحدة، فقال له: لك ما أردت، أي أن إطلاقك هذا اللفظ وأنت تنوي به واحدة يكون محسوبًا لك على حسب نيتك، فتحسب واحدة فقط.

طلاق بتۃ کا حکم

٦٥٧. حدیث:

یزید بن رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق بتۃ (ایسی طلاق جس کے بعد رجوع نہ ہو سکتا ہو) دے دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے پوچھا "تمہاری اس سے کیا نیت تھی؟"۔ انہوں نے جواب دیا کہ میری اس سے ایک طلاق کی نیت تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا "کیا واقعی اللہ کی قسم تم نے ایک طلاق کی نیت کی تھی؟"۔ رکانہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "ہاں، اللہ کی قسم! میں نے ایک ہی طلاق کی نیت کی تھی"۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اس سے وہی طلاق ہوئی جس کی تم نے نیت کی تھی"۔

حدیث کا درجہ: اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

اجمالی معنیٰ:

علی بن یزید بن رکانہ رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ ان کے والد یعنی ابو رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور پھر انہیں اس پر افسوس ہوا۔ نبی ﷺ نے ان سے ان کی نیت کے بارے میں دریافت فرمایا تو انہوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ ان کی نیت صرف ایک طلاق کی تھی۔ اس پر نبی ﷺ نے ان سے قسم لی کہ واقعاً ان کی نیت صرف ایک ہی طلاق کی تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ واقعاً ان کا ارادہ ایک ہی طلاق کا تھا۔ اس پر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ "تمہارے لیے وہی ہے جس کی تم نے نیت کی"۔ یعنی تمہارے اس لفظ کے بولنے سے تمہاری نیت ایک طلاق کی تھی تو یہ تمہارے حق میں تمہاری نیت کے مطابق ہی متصور ہوگی یعنی صرف ایک ہی طلاق سمجھی جائے گی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > الطلاق > ألفاظ الطلاق

راوي الحديث: رواه أبوداود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: يزيد بن ركانة -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- البتة : البت هو القطع، وهو هنا الطلاق الذي لا رجعة فيه.
- آلله : كلمة تستعمل في القسم.

فوائد الحديث:

١. أن طلاق ألبتة يكون بحسب نية المطلق، فإن نوى به الثلاث، صار ثلاثا، وإن نوى به واحدة، فهو واحدة رجعية.

٢. أن ركانة طلق زوجته ألبتة، وهو من كنايات الطلاق، يقع به واحدة إن نوى واحدة، ويقع به ثلاثا إن نواها.

٣. استدل الجمهور بالحديث على أن طلاق الثلاث الأصل أنه يقع ثلاثا بدليل استحلاف النبي -صلى الله عليه وسلم- لأبي ركانة، فدل على أنه إن أراد أكثر من واحدة أنه يقع كذلك، لكن الحديث ضعيف.

٤. مراعاة القصود في المعاملات.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م. سنن ابن ماجه - ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي- دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام: تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ ابن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني -تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهيري-الناشر: دار الفلق – الرياض- الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ.

خَرَجْنَا مع رسول الله - صلى الله عليه وسلم- في شهر رمضان، في حَرٍّ شَدِيدٍ، حتى إن كان أَحَدُنَا لَيَضَعُ يَدَهُ على رأسِهِ من شِدَّةِ الْحَرِّ، وما فِينَا صائمٌ إلا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وعبد الله بن رَوَاحَةَ

ہم رمضان کے مہینے میں سخت گرمی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، ہم میں سے بعض نے اپنے سر پر سخت گرمی کی وجہ سے ہاتھ رکھ لیا تھا۔ ہمارے درمیان صرف اللہ کے رسول ﷺ اور عبداللہ بن رواحہ -رضی اللہ عنہ- روزے سے تھے۔

٦٥٨. الحديث:

عن أَبِي الدَّرْدَاءِ -رضي الله عنه- قال: «خَرَجْنَا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في شهر رمضان، في حَرٍّ شَدِيدٍ ، حتى إن كان أَحَدُنَا لَيَضَعُ يَدَهُ على رأسِهِ من شِدَّةِ الْحَرِّ. وما فِينَا صائمٌ إلا رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- وعبدءالله بن رَوَاحَةَ».

٦٥٨. حدیث:

ابو الدرداء - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رمضان کے مہینے میں سخت گرمی کے وقت رسول اللہ -رضی اللہ عنہ- کے ساتھ نکلے، ہم میں سے بعض نے اپنے سر پر سخت گرمی کی وجہ سے ہاتھ رکھ لیا تھا۔ ہمارے درمیان صرف اللہ کے رسول ﷺ اور عبداللہ بن رواحہ -رضی اللہ عنہ- روزے سے تھے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر أبو الدَّرْدَاءِ -رضي الله عنه- أنهم خرجوا في سفر في شهر رمضان، وكان ذلك في حرٍ شديد، حتى إنه من شدة الحر ليَضع الرجل يده على رأسه ليقي رأسه بيده من شدة الحر ، وما فيهم صائم إلا النبي -صلى الله عليه وسلم-، وعبد الله بن رَوَاحَةَ الأنصاري -رضي الله عنه-، فقد تحملا الشدة وصاما، مما يدل على جواز الصيام في السفر مع المشقة التي لا تصل إلى حد التَّهْلُكَةِ.

اجمالی معنی:

ابو الدرداء - رضی اللہ عنہ - فرمارہے ہیں کہ وہ رمضان کے مہینے میں سفر پر نکلے، یہ سخت گرمی کا زمانہ تھا، گرمی کی شدت کی وجہ سے کوئی شخص اپنے سر پر ہاتھ رکھا ہوا تھا تاکہ ہاتھ کے ذریعہ سر، گرمی کی شدت سے بچ جائے۔ ان میں صرف اللہ کے رسول ﷺ اور عبداللہ بن رواحہ انصاری - رضی اللہ عنہ - روزے سے تھے۔ انھوں نے گرمی کو برداشت کرکے روزہ رکھ لیا تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سفر میں اگر مشقت اس حد تک نہ ہو کہ بندہ اس سے ہلاک ہو جائے تو روزہ رکھنا جائز ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > صيام أهل الأعذار

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو الدَّرْدَاء -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- في حرٍّ شديد : في زمن حر شديد.
- وما فِينا صائم : ليس فينا أحد صائم.

فوائد الحديث:

١. جواز فطر المسافر في رمضان.
٢. أن الفطر أفضل مع المشقة المحتملة.
٣. إذا جاز الفطر في رمضان لأجل المشقة الشديدة في السفر جاز في غير رمضان، كصيام النذر، فله الفطر.
٤. أن التوقي من أسباب الضرر لا ينافي كمال التوكل على الله -تعالى-.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ صحيح البخاري ، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4505)

خَمسٌ من الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ، يُقْتَلْنَ في الحَرَمِ: الغُرابُ، وَالحِدَأَةُ، وَالعقرَبُ، وَالفَأْرَةُ، وَالكَلْبُ العَقُورُ

پانچ جانور ایسے ہیں جو موذی ہیں اوران کو حرم میں بھی مارڈالنا چاہیے : کوا، چیل، بچھو، چوہا اور کاٹنے والا کتا۔

٦٥٩. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «خمسٌ من الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ، يُقْتَلنَ في الحَرَمِ: الغراب، وَالحِدَأَةُ، وَالعَقرَبُ، وَالفَأْرَةُ، وَالكَلْبُ العَقُورُ». وفي رواية: « يقتل خَمْسٌ فَوَاسِق في الحِلِّ وَالحَرَمِ ».

٦٥٩. حديث :

عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "پانچ جانور ایسے ہیں جو موذی ہیں اوران کو حرم میں بھی مارڈالنا چاہیے : کوّا، چیل، بچھو، چوہا اور کاٹنے والا کتّا"۔ اور ایک روایت میں ہے : "پانچ موذی جانوروں کو حرم اور غیر حرم ہر جگہ ماردینا چاہیے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث تخبر عائشة -رضي الله عنها- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- أمر بقتل خمس من الدواب كلهن يتصف بالفسق، سواء في الحِل أو الحرم، ثم بين تلك الخمس بقوله: الغُرابُ والحِدَأَةُ، وَالعَقْرَبُ، وَالفَأْرَةُ، والكلب العَقُورُ. فهذه خمسة أنواع من الحيوانات، وصفت بالفسق، وهو خروجها بطبعها عن سائر الحيوانات، بالتعدي والأذى. ونبه بها معدودة، لاختلاف أذاها، فيلحق بها ماشاكلها في فسقها من سائر الحيوانات، فتقتل لأذيتها واعتدائها، فإن الحرم لا يجيرها والإحرام لا يعيذها.

اجمالی معنی :

اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کر رہی ہیں کہ نبی ﷺ نے پانچ قسم کے جانوروں کو مارنے کا حکم دیا، جو سب کے سب موذی ہیں؛ چاہے وہ حرم میں ہوں یا غیر حرم میں۔ پھر آپ ﷺ نے ان پانچوں کے نام بتائے کہ یہ کوا، چیل، بچھو، چوہا اور کاٹنے والا کتا ہیں۔ یہ پانچ قسم کے جانور فسق کی صفت سے متصف ہیں جس سے مراد یہ ہے کہ اپنی طبیعت کے اعتبار سے یہ باقی تمام جانوروں سے الگ ہیں؛ کیوں کہ یہ حملہ آور ہوتے ہیں اور موذی ہیں۔ آپ ﷺ نے چند کے نام گنوائے؛ کیوں کہ ان کی اذیت ناکی ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ باقی تمام جانوروں میں جو بھی اذیت ناکی میں ان سے مشابہ ہوں گے، ان کا حکم بھی یہی ہوگا، انھیں بھی ان کے موذی پن اور نقصان دہ ہونے کی وجہ سے قتل کر دیا جائے گا۔ نہ حرم انھیں بچائے گا اور نہ احرام انھیں پناہ دے گا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام المسجد الحرام والمسجد النبوي وبيت المقدس
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام ومسائل الحج والعمرة

راوي الحديث: متفق عليه. وفي مسلم "الغراب الأبقع."

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الدَّوَابِّ : جمع دابة، وهي ما يدب على الأرض من طير وغيره.
- الفاسق : معتدٍ بالإيذاء.
- الكلب العَقُورُ : أي المتصف بالعقر، وهو الذي يجرح بنابه أو ظفره.
- الحَرَمُ : حَرَمُ مكة؛ وسُمِيَ بذلك لاحترامه وتعظيمه، وهو ما كان داخل الأميال التي تبعد عن الكعبة بنسب مختلفة:١. أطولها: ١٤ ميلا من جهة بطن عرنة.٢. أقصرها: ٣ أميال من جهة التنعيم.٣. بين ذلك: ٣ و٧ و٩.
- الحِل : ما كان خارج حدود الحرم.

• الحِدَأَةُ : طائر من الجوارح، يعيش على أكل الجيف وصغار الطيور.

فوائد الحديث:

١. مشروعية قتل هذه الدَّوَابُّ الخمسِ في الحِلِّ والحرم، للمُحل والمُحرم.

٢. جواز قتل كل ما شابهها في طبعها من الأذية.

٣. جواز قتلها ولو كانت صغيرة اعتبارا بمآلها.

٤. محاربة الإسلام للأذى والعدوان، حتى في البهائم.

٥. كمال التشريع الإسلامي، حيث طلب القضاء على ذوي الفساد والإفساد.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (4543)

خُذِي مِنْ مَالِهِ بِالْمَعْرُوفِ مَا يَكْفِيكِ وَيَكْفِي بَنِيكِ

مناسب انداز سے اس کے مال میں سے اتنا لے لو، جو تمھیں اور تمھاری اولاد کے لیے کافی ہو۔

٦٦٠. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: «دخلت هند بنت عُتْبَةَ- امرأة أبي سفيان- على رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقالت: يا رسول الله، إنَّ أَبَا سُفْيَان رَجُلٌ شَحِيحٌ، لا يُعْطِيني من النفقة ما يكفيني ويكفي بَنِيَّ، إلاَّ ما أَخَذْتُ مِنْ مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمِهِ، فَهَلْ عَلَيَّ فِي ذَلِكَ مِنْ جُنَاحٍ؟ فَقَالَ رسول الله: خُذِي مِنْ مَالِهِ بِالْمَعْرُوفِ مَا يَكْفِيكِ وَيَكْفِي بَنِيكِ».

٦٦٠. حدیث:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ھند بنت عُتبۃ رضی اللہ عنہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! ابوسفیان بخیل آدمی ہے، وہ مجھے اتنا نفقہ نہیں دیتا، جو میرے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو، تاہم میں اس کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ لے لیتی ہوں۔ کیا اس میں میرے اوپر کوئی گناہ ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مناسب انداز سے اس کے مال میں سے اتنا لے لو، جو تمھارے اور تمھاری اولاد کے لیے کافی ہو"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

اسْتَفْتَت هند بِنْتُ عُتْبَة رسول الله -صلَّى الله عليه وسلم- أَنَّ زوجها لا يعطيها ما يكفيها هي وأبناءها من النفقة، فهل لها أن تأخذ من مال زوجها أبي سُفيان بغير علمه؟ فأفتاها بجواز ذلك إذا أخذت قَدْرَ الكفاية بالمعروف، أي دون زيادة وتعدي.

اجمالی معنی:

ھند بنت عتبہ نے رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ مانگا کہ ان کا شوہر انھیں اتنا خرچ نہیں دیتا، جو ان کے اور ان کی اولاد کے لیے کافی ہو، تو کیا وہ اپنے شوہر ابو سفیان کے مال سے ان کی اجازت کے بغیر لے سکتی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی مقدار اچھے طریقے سے لینے کے جواز کا فتویٰ دیا، جوان کے لیے کافی ہو۔ یعنی زیادتی اور تعدی نہ ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النفقات

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- شَحِيحٌ : بمعنى أَنَّه لا يُعْطي زَوْجَه وَأَبْنَاءَهُ إلا الْقلِيل من النَّفقة.
- جُنَاحٍ : إِثْم.
- بِالْمَعْرُوفِ : الْقَدر الذِي عُرِفَ بِالْعادة أنه كِفَايَة.

فوائد الحديث:

١. وجوب النفقةِ على الزَّوجة والأَولَاد الفقراء والصّغار.
٢. أَنَّ النَّفَقَة تُقَدَّرُ بِكِفَايَة الْمُنْفَق عليه وحال المنفِق معًا.
٣. جواز سماع كَلَام الأَجنبية للحاجة.
٤. جواز ذكر الانسان بما يكره للشَّكْوى والفُتْيا، إذا لم يقصد الغيبة.
٥. اعتماد العُرْف في الأمُور التي ليس فيها تحدِيدٌ شرعي، فقد جعل لها مِن النَّفَقَة الكِفَايَة، وهذا راجعٌ إلى مَا كَان مُتَعَارَفَاً في نفَقة مِثْلها وأوْلَادها.

٦. أن من ظفر بحقه من عند شخص أنكره عليه له أن يأخذ حقه من ذلك الشخص إذا قدر ولم يترتب على ذلك مفسدة وكان ذلك ظاهراً كدين ونفقة ونحوها.

٧. جواز خروج الزوجة من بيتها لحاجتها من محاكمة واستفتاء وغيرهما، إذا أذن لها زوجها في ذلك، أو علمت رضاه به.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ. تأسيس الأحكام، للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. الإعلام بفوائد عمدة الأحكام، لابن الملقن، المحقق: عبد العزيز بن أحمد بن محمد المشيقح، دار العاصمة للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٧ هـ - ١٩٩٧م.

الرقم الموحد: (2965)

خرج النبي -صلى الله عليه وسلم- يَسْتَسْقِي، فتوجه إلى القبلة يدعو، وحوّل رِدَاءه، ثم صلَّى ركعتين، جَهَرَ فيهما بالقِراءة

نبی کریم ﷺ استسقاء کے لیے باہر نکلے تو قبلہ رو ہو کر دعا کرنا شروع کر دیا اور اپنی چادر کو پھیر کر الٹ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی جس میں آپ ﷺ نے جہری طور پر قرأت کی۔

٦٦١. الحديث:

عن عبد الله بن زيد بن عَاصِم المازِنِي -رضي الله عنه- قال: «خرج النبي -صلى الله عليه وسلم- يَسْتَسْقِي، فتوَجَّه إلى القبلة يدْعو، وحَوَّل رِدَاءه، ثم صلَّى ركعتين، جَهَرَ فيهما بالقِراءة». وفي لفظ «إلى المُصَلَّى».

٦٦١. حدیث:

عبد اللہ بن زید بن عاصم مازنی روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ استسقاء کے لیے باہر نکلے تو قبلہ رو ہو کر دعا کرنا شروع کر دیا اور اپنی چادر کو پھیر کر الٹ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی جس میں آپ ﷺ نے جہری طور پر قرأت کی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ عید گاہ کی طرف گئے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبتلي الله -تعالى- العباد بأنواع من الابتلاء؛ ليقوموا بدعائه وحده وليذكروه، فلما أجدبت الأرض في عهد النبي -صلى الله عليه وسلم-، خرج بالناس إلى مصلى العيد بالصحراء؛ ليطلب السقيا من الله -تعالى-، وليكون أقرب في إظهار الضراعة والافتقار إلى الله -تعالى-، فتوجه إلى القبلة، مظنة قبول الدعاء، وأخذ يدعو الله أن يغيث المسلمين، ويزيل ما بهم من قحط. وتفاؤلا بتحول حالهم من الجدب إلى الخصب، ومن الضيق إلى السعة، حوَّل رداءه من جانب إلى آخر، ثم صلى بهم صلاة الاستسقاء ركعتين، جهر فيهما بالقراءة؛ لأنها صلاة جامعة.

اجمالی معنیٰ:

اللہ تعالی بہت سی آزمائشوں میں بندوں کو بتلا کرتا ہے تاکہ وہ اس سے دعا کریں اور اس کو یاد کریں۔ نبی ﷺ کے دور میں جب ایک دفعہ زمین خشک سالی کا شکار ہو گئی تو آپ ﷺ لوگوں کو لے کر صحراء میں عید گاہ کے طرف نکلے تاکہ اللہ تعالی سے پانی کی دعا کریں اور اس طرح سے زیادہ عاجزی اور حاجت مندی کا اظہار کر سکیں۔ آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ کیا جہاں سے دعاؤں کی قبولیت کی امید ہوتی ہے اور اللہ سے دعا کرنے لگے کہ وہ مومنوں کی مدد کرے اور ان پر طاری قحط کو دور کرے۔ اور ان کی حالت کے خشک سالی سے شادابی اور تنگی سے کشادگی میں بدل جانے کے شگون کے طور پر آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک کو ایک جانب سے دوسری جانب الٹ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو نمازِ استسقاء کی دو رکعتیں پڑھائیں اور ان میں جہری قرأت فرمائی کیونکہ یہ مجمع کی صورت میں ادا کی جانے والی نماز ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة الاستسقاء

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن زيد بن عاصم المازني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- خرج النبي : أي من بيته إلى مصلى العيد وهو خارج المسجد.
- يستسقي : الاستسقاء طلب السقيا وهو إنزال المطر عند التضرر بفقده.
- فتوجه إلى القِبْلة : استقبلها بوجهه وهي تجاه الكعبة بمكة.
- حوَّل رِدَاءه : جعل أيمنه أيسره وظهره بطنا وبطنه ظهرا.
- رداء : ما يوضع على المنكبين ويستر أعلى الجسم.

فوائد الحديث:

١. مشروعية صلاة الاستسقاء.

٢. مشروعية إقامتها في مصلى العيد.

٣. استقبال القبلة عند الدعاء؛ لأنها مظنة الإجابة.

٤. مشروعية تحويل الرداء أثناء الدعاء للاستسقاء، تفاؤلاً بتحول الحال من القحط والجدب إلى الرخاء والخصب.

٥. الجهر في صلاة الاستسقاء بالقراءة، كالجمعة، والعيدين، والكسوف وأنها ركعتان.

٦. أن الدعاء بالسقيا قبل الصلاة، ويجوز بعدها كما في روايات أخرى.

٧. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- مفتقر إلى الله -تعالى- في جلب المنافع ودفع المضار ولا يملك لنفسه ولا لغيره نفعا ولا ضرا.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٦ م. تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة، الامارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. تأسيس الأحكام، لأحمد بن يحيي النجمي، دار المنهاج، القاهرة، مصر، الطبعة الأولى. تهذيب اللغة، لمحمد بن أحمد الأزهري، المحقق: محمد عوض مرعب، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة الأولى، ٢٠٠١م.

الرقم الموحد: (5274)

خرج رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إلى قباء يصلي فيه	رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کے لئے قبا تشریف لے گئے
٦٦٢. الحديث: عن عبد الله بن عمر-رضي الله عنهما- قال: «خرج رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إلى قُبَاءَ يُصَلِّي فيه»، قال: «فَجَاءَتْه الأنصار، فَسَلَّمُوا عليه وهو يُصلِّي»، قال: " فقلت لبِلاَل: كيف رأَيْت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يَرُدُّ عليهم حِين كانوا يُسَلِّمُونَ عليه وهو يُصلِّي؟ "، قال: يقول هَكَذا، وبَسَط كَفَّه، وجعل بطنه أسفل، وجعل ظَهْرَه إلى فوْق.	**٦٦٢. حدیث:** عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نماز پڑھنے کے لئے قبا گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس انصار آئے اور انہوں نے حالتِ نماز میں آپ صلی اللہ علیہ و سلم کو سلام کیا''، وہ کہتے ہیں: تو میں نے بلال سے پوچھا: جب انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو حالتِ نماز میں سلام کیا تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو کس طرح جواب دیتے ہوئے دیکھا؟ بلال رضی اللہ عنہ کہا: آپ صلی اللہ علیہ و سلم اس طرح کر رہے تھے، اور بلال رضی اللہ عنہ نے اپنی ہتھیلی کو پھیلایا اور اس کے اندرونی حصے کو نیچے اور اس کے پشت یعنی بالائی حصے کو اوپر رکھا۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يبين الحديث الشريف جواز رد السلام بالإشارة حال الصلاة لفعل النبي -صلى الله عليه وسلم- ذلك مع الأنصار حين سلموا عليه وهو يصلي في مسجد قباء، وصفته ببسط الكف فقط.	**اجمالی معنی:** حدیث شریف میں اس بات کا بیان ہے کہ حالتِ نماز میں سلام کا جواب دینا جائز ہے، نبی صلی اللہ علیہ و سلم کے اس عمل کی وجہ سے جو آپ نے انصار کے ساتھ کیا جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ و سلم کو سلام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ و سلم اس وقت مسجدِ قبا میں نماز ادا کر رہے تھے اور اس کی کیفیت صرف ہتھیلی پھیلا کر ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عمر-رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- كيف : اسمٌ جامدٌ يأتي على وجهين، فيكون شرطًا، ويكون استفهامًا، وهنا للاستفهام.
- يقول هكذا : الأصل في القولِ هو النطقُ باللسان، إلاَّ أنَّه يعبَّر به عن الفعل.
- بسط كفَّه : نَشَرَهَا، ضِدّ قبضها.
- كفه : الكف:هي راحةُ اليد مع الأصابع.

فوائد الحديث:

١. حِرْصُ ابن عمر-رضي الله عنهما- على سُنَّةِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- وتتَبُّع آثاره، فما فاته من سنته يسألُ عنه من حضره.
٢. أنَّ الإشارة في الصّلاة لا تُبْطِلُهَا، ولو كانت إشارةً مفهومة تكفي عن الكلام، سواءٌ أكانتْ بالرأس، أو باليد، أو بالعين، أو غيرها.
٣. أنَّ الحركة إذا كانَتْ قليلةً لحاجة لا تُبْطِلُ الصلاة، فهذا النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- يبسط يده لكل مُسَلِّم عليه.
٤. جوازُ السلام على المصلِّي، فإنَّ النَّبيَّ -صلى الله عليه وسلم- لمَّا سلَّم من الصلاة، أقرَّهم، ولم ينههم عن ذلك.
٥. استحباب رَدِّ السلام من المصلِّي بالإشارة.

٦. حُسْنُ خلق النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ فإنَّه يأتي أبوابَ الخيرات بِحَسَبِ حاله فيها، وهو بهذه الأعمالِ يأتي فعلَ الخير، ويشرعه لأمته، عليه الصلاة والسلام.

٧. استحبابُ زيارة مسجد قباء، والصلاةِ فيه لِمَنْ هو في المدينة.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، تحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي، بيروت. السنن، لأبي داود سليمان بن الأشعث أبو داود السجستاني الأزدي، دار الفكر، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد. مسند أحمد بن حنبل، لإبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق أبو المعاطي النوري، عالم الكتب. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي، الرياض . توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها للألباني، ط١، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، ١٤٢٢هـ.

الرقم الموحد: (10655)

خير النكاح أيسره

سب سے بہتر نکاح وہ ہے جس میں آسانی زیادہ ہو۔

٦٦٣. الحديث:

عن عقبة بن عامر قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «خير النكاح أَيْسَرُه»، وقال النبي -صلى الله عليه وسلم- لرجل: أترضى أن أُزَوِّجَكَ فُلانة «قال: نعم، قال لها: أترْضَين أن أُزوِّجَكِ فلانا» قالت: نعم، فزوجها رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، ولم يَفرض صداقًا، فدخل بها، فلم يُعطها شيئًا، فلما حضرتْهُ الوفاة قال: إن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- زوجني فلانة، ولم أُعطها شيئًا، وقد أعطيتها سَهمي من خَيبر، فكان له سهم بخيبر فأخذتْهُ فباعتْهُ فبلغ مائة ألف.

٦٦٣. حدیث:

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "سب سے بہتر نکاح وہ ہے جس میں آسانی زیادہ ہو"۔ نبی ﷺ نے ایک آدمی سے پوچھا: کیا تم اس بات پر رضامند ہو کہ میں فلاں عورت سے تمہارا نکاح کردوں؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے اس عورت سے پوچھا کہ کیا تمہیں یہ بات قبول ہے کہ میں فلاں شخص سے تمہاری شادی کردوں؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس کی شادی کردی اور حق مہر مقرر نہ کیا۔ اس شخص نے اس عورت سے جماع کر لیا لیکن (بطور حق مہر) اسے کچھ نہ دیا۔ اپنی وفات کے وقت کہنے لگا کہ رسول اللہ ﷺ نے فلاں عورت سے میری شادی کرائی تاہم (بطور حق مہر) میں نے اسے کچھ نہیں دیا۔ اب میں خیبر کی زمین سے میرا جو حصہ بنتا ہے وہ اسے دیتا ہوں۔ خیبر کی زمین میں سے اس شخص کا ایک حصہ تھا جو اس عورت نے لے کر بیچ دیا اور جس کی قیمت ایک لاکھ تک پہنچ گئی۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ذكر عقبة بن عامر -رضي الله عنه- في هذا الحديث أن النبي -صلى الله عليه وسلم- حث على تيسير النكاح, وبين أن أفضلية النكاح تكون مع قلة المهر، وأنَّ الزواج بمهر قليل مندوب إليه؛ وأنَّ الكثرة في المهر على خلاف الأفضل، وإن كان ذلك جائزًا, لأن المهر إذا كان قليلًا لم يستصعب النكاح من يريده فيكثر الزواج المرغب فيه، ويقدر عليه الفقراء ويكثر النسل الذي هو أهم مطالب النكاح، ثم ذكر عقبة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- عرض على رجل أن يزوِّجه امرأة, ثم عرض ذلك على المرأة, فلما وافق الطرفان زوَّجهما النبي -صلى الله عليه وسلم-, ولم يسم الرجل للمرأة صداقًا، ودخل بها دون أن يُعطيها شيئًا، فلما حضرتْهُ الوفاة أعطاها أرضًا له من غنائم خيبر مهرًا لها, فأخذتْهُ المرأة وباعتْهُ فبلغ ثمنه مائة ألف.

اجمالی معنی:

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اس حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نکاح کو آسان بنانے پر ابھارا اور وضاحت فرمائی کہ نکاح کی افضلیت حق مہر کم ہونے کے ساتھ ہے اور یہ کہ کم حق مہر کے عوض نکاح کرنا مستحب ہے اور بہت زیادہ حق مہر خلافِ افضل ہے اگرچہ یہ جائز ضرور ہے۔ کیونکہ جب حق مہر کم ہوگا تو جو شخص نکاح کرنا چاہے گا اس کے لئے اس میں دشواری نہیں ہوگی اور یوں نکاح کی کثرت ہوگی جو کہ ایسا عمل ہے جس کی ترغیب دی گئی ہے اور غریب لوگ بھی شادی کر سکیں گے اور اس سے نسل انسانی میں اضافہ ہوگا جو کہ نکاح کا اہم مقصد ہے۔ پھر عقبہ رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کے سامنے یہ بات رکھی کہ آپ ﷺ اس کی شادی ایک عورت سے کر دیتے ہیں اور پھر یہی بات عورت کے سامنے بھی رکھی۔ جب دونوں اطراف نے رضامندی کا اظہار کردیا تو نبی ﷺ نے ان کی شادی کرا دی۔ مرد نے عورت کے لیے حق مہر مقرر نہ کیا اور (بطور حق مہر) اسے کچھ دیے بغیر ہی اس سے مباشرت کرلی۔ جب اس شخص کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنی غنیمت میں ملنے والی خیبر کی زمین میں سے ایک حصہ اسے بطور مہر دے دیا۔ عورت نے اسے لے کر بیچ دیا جس کی قیمت ایک لاکھ ہوئی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > الصداق

راوي الحديث: رواه أبو داود.
التخريج: عُقبة بن عامر الجُهَنِي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- أيسره : أسهله على الرجل.
- سهم بخيبر : نصيب من غنائم خيبر.

فوائد الحديث:

١. أنَّ خير الصداق أيسره وأسهله وأقلَّه مؤنة على الزوج.
٢. استحباب تخفيف المهر، وأن غير الأيسر على خلاف ذلك، وإن كان جائزا كما أشارت إليه الآية الكريمة في قوله {وآتيتم إحداهن قنطارًا} [النساء: ٢٠].
٣. أنَّ الشارع الحكيم يتشوَّف إلى عقد النكاح، ويحثُّ عليه، ويسهِّل طريقه؛ لتحصل المقاصد الطيبة، والثمار الحميدة من الزواج.
٤. إباحة دخول الرجل على زوجته، وإن لم يعطها شيئًا.
٥. أنَّه لابد في النكاح من صداقٍ وإن قلَّ؛ والأفضل كونه قبل الدخول ليكون هديَّةً للزوجة، وتحفةً تُقدَّم لها عند الدخول عليها.
٦. أنَّ الصداق ليس مقصودًا لذاته في النكاح، فليس هو عوضًا مرادًا، وإنما هو نِحلة في هذا العقد المبارك.
٧. أنَّه ينبغي أن لا يكون الفقر عائقًا ومانعًا من الزواج؛ فعلى الزوج أن يقدِّم ما تيسَّر، وعلى الزوجة وأوليائها أن يقبلوا ما يُقدم إليهم، فليس القصد من الزواج التجارة والمساومة، وإنما القصد الاتصال وتحقيق نتاجه.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود , ت: محمد محي الدين, المكتبة العصرية. - ضعيف أبي داود - الأم للألباني , مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - سبل السلام للصنعاني، نشر: دار الحديث. - شرح سنن النسائي المسمى «ذخيرة العقبى في شرح المجتبى» للإثيوبي, دار آل بروم , الطبعة: الأولى. - نيل الأوطار للشوكاني , تحقيق: عصام الدين الصبابطي , دار الحديث، مصر الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ - التَّحبير لإيضَاح مَعَاني التَّيسير للصنعاني، ت: مُحَمَّد صُبْحي حَلّاق, مَكتَبَةُ الرُشد، الطبعة: الأولى، ١٤٣٣ هـ.

الرقم الموحد: (58110)

خير صفوف الرجال أولها, وشرها آخرها, وخير صفوف النساء آخرها, وشرها أولها

مردوں کی بہترین صف ان کی پہلی صف ہے اور بدترین صف ان کی آخری صف ہے۔ جب کہ خواتین کی بہترین صف ان کی آخری صف ہے اور بدترین صف ان کی پہلی صف ہے

٦٦٤. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «خَيْرُ صفوف الرِّجال أوَّلُها, وشرُّها آخرُها, وخَيْرُ صفوف النِّساء آخِرُها, وشَرُّها أولها».

٦٦٤. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی بہترین صف ان کی پہلی صف ہے اور بدترین صف ان کی آخری صف ہے۔ جب کہ خواتین کی بہترین صف ان کی آخری صف ہے اور بدترین صف ان کی پہلی صف ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أفضل صفوف الرِّجال وأكثرها أجرا الصف الأول؛ لقربهم من الإمام وبُعدهم عن النساء، وأقلها أجرا وفضلا الصف المؤخر؛ لبُعد المصلِّي عن سماع القراءة، وبُعده من حرَم الإمام، والدلالة على قِلَّة رغْبَة المتأخر في الخير والأجر، وأفضل صفوف النساء، وأكثرها أجرا: الصَّف المُؤَخر؛ وذلك؛ لأنه أستر للمرأة؛ لبُعدها عن صفوف الرِّجال، وأقلها أجرا وفضلا الصفوف الأولى؛ لقُربها من الفتنة، أو التعرض لها. وهذا إذا صلت النساء مع الرجال في مكان واحد وتحت سقف واحد، أما إذا صَلين وحدهن أو منفصلات عن الرجال فحكم صفوفهن حكم صفوف الرجال، ويكون خير صفوف النَّساء أولها، وشرها آخرها. وبناء على هذا: فمصليات النساء التي قد سترت بساتر بحيث لا يرين الرجال ولا يرونهن، فتكون صفوفهن الأولى أفضل من الصفوف المؤخرة لانتقاء المحظور.

اجمالی معنی:

مردوں کی افضل اور زیادہ اجر و ثواب والی صف ان کی پہلی صف ہے، امام کے قریب ہونے اور عورتوں سے دور ہونے کی وجہ سے۔ جب کہ مردوں کی آخری صف کم اجر و فضیلت والی ہے؛ کیوں کہ نمازی سماعِ قرأت اور امام سے دور ہوتا ہے۔ نیز تاخیر سے آنا خیر و بھلائی میں عدمِ دل چسپی کی دلیل بھی ہے۔ اس کے برخلاف عورتوں کی افضل اور زیادہ اجر و ثواب والی صف آخری صف ہے؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ مردوں کی صفوں سے دوری کی وجہ سے عورت زیادہ پردے میں رہتی ہے اور عورتوں کی کم اجر و فضیلت والی صف ان کی پہلی صف ہے؛ کیوں کہ وہ صف فتنے کے زیادہ قریب ہوتی ہے یا فتنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ یہ حکم ایسی صورت واقعہ کے لیے ہے، جہاں عورتیں مردوں کے ساتھ ایک ہی جگہ اور ایک ہی چھت کے نیچے نماز پڑھ رہی ہوں۔ اور اگر وہ اکیلے یا مردوں سے علیحدہ پڑھ رہی ہوں، تو ان کی صفوں کا حکم مردوں کی صفوں کے حکم کی طرح ہوگا۔ یعنی کہ خواتین کی پہلی صف بہترین اور آخری صف بدترین ہوگی۔ اسی بنیاد پر نماز پڑھنے والی ایسی خواتین جو اس طرح پردے میں ہوں کہ وہ نہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مرد انھیں دیکھ سکیں، ان کی پہلی صف آخری صف سے افضل ہوگی، محظور کے عدمِ وجود کی وجہ سے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > فضل صلاة الجماعة وأحكامها

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. فضيلة الصَّف الأول، وأنَّه أفضل الأمْكِنة، وأنَّ شَرَّ الصفوف المؤخرة؛ لبُعد المصلي عن سماع القراءة، وبُعده من حرَم الإمام، والدلالة على قِلَّة رغبة المتأخر في الخير والأجر.

٢. الحث والترغيب في الصَّف الأول بالنِّسبة للرجال، والأول : هو الذي له الأولوية المطلقة، وهو ما يلي الإمام، وقد قال -صلى الله عليه وسلم-: (لو يعلم الناس ما في الصِّف الأول، لاسْتَهموا عليه).

٣. أن أفضل صفوف النِّساء وأكثرها أجرا الصف المؤخر، وهذا إذا صلين مع الرجال تحت سقف واحد؛ لأن المطلوب منهن السِّتر، والبُعد عن نظر الرجال، وأما إذا صَلَّين لوحْدِهن أو في مكان لا يرين الرجال فحكم صفوفهن حكم صفوف الرجال، فأفضلها أولها.

٤. جواز صلاة النساء في المسجد مع الرِّجال في صفوف مستقلة، لكن مع التَّستُّر والحِشْمَة.

٥. أن النِّساء إذا اجتمعن في المسجد، فإنهن يَكُنَّ صفوفا، كصفوف الرِّجال، ولا يتفرقن ولو كانت مقتدية بالإمام، بل عليهن التَّراص في الصّف وسدّ الخلل، كما في صفوف الرجال.

٦. ثبوت التفاضل بين الأعمال، أي أن الأعمال تتفاضل فيكون بعضها أفضل من بعض.

٧. أن الناس يتفاضلون بحسب أعمالهم، وهذا فيه رد على طائفتين مبتدعتين، وهما: الخوارج، والمعتزلة؛ لأن هؤلاء يقولون: أن الإيمان لا يتفاضل، إما أن يوجد كله أو يُعدم كله، وهذا لا شك أن فيه ضلالًا وخطأ.

٨. أن الشارع يَتَشوَّف إلى صَرف النِّساء عن الرِّجال حتى في مواطن العبادة.

٩. أن النساء في أول الإسلام لم يكن بين صفوفهن وصفوف الرجال سَاتر، ولعل ذلك لضيق الحال أو لغير ذلك مما يتعذر معه جعل السَّاتر.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، للتبريزي، الناشر: دار الكتب العلمية. سنة النشر: ١٤٢٢ - ٢٠٠١ ط ١.

الرقم الموحد: (11299)

دَبَّرَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ غُلاماً لَهُ

٦٦٥. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال: دَبَّرَ رَجُلٌ مِنْ الأَنْصَارِ غُلاماً لَهُ-، وَفِي لَفْظٍ: بَلَغَ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم-: أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِهِ أَعْتَقَ غُلاماً لَهُ عن دُبُرٍ- لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَاعَهُ رَسُولُ الله بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ، ثُمَّ أَرْسَلَ ثَمَنَهُ إِلَيْهِ.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

علق رجل من الأنصار عتق غلامه بموته، ولم يكن له مال غيره، فبلغ ذلك النبي -صلى الله عليه وسلم- ، فَعَدَّ هذا العتق من التفريط، ولم يقرَّه على هذا الفعل، فردَّه وباع غلامه بثمانمائة درهم، أرسل بها إليه، فإن قيامه بنفسه وأهله أولى له وأفضل من العتق، ولئلا يكون عالَةً على الناس. ومثل هذه الأحاديث فيها أحكام يتعرف عليها الإنسان ولو لم يعمل بها، ولا ينبغي أن يترك تعلمها وفهمها بحجة أنه لا يوجد رقيق اليوم، فإن الرق موجود في أماكن من أفريقيا، وقد يعود مرة أخرى، وكان موجودًا من قديم الزمان وحتى جاء الإسلام وبعد ذلك، ولكن الإسلام يتشوف للحرية والعتق إذا حصل الرق.

ایک انصاری شخص نے اپنے ایک غلام کو مدبَّر قرار دے دیا۔

٦٦٥. حدیث:

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری شخص نے اپنے ایک غلام کو مدبَّر قرار دے دیا۔ ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ: نبی ﷺ کو اطلاع ملی کہ آپ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص نے بطور مدبر اپنے ایک غلام کو آزاد کر دیا ہے۔ اس شخص کے پاس اس غلام کے علاوہ کوئی اور مال نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے اس غلام کو آٹھ سو درہم کے عوض بیچ دیا اور اس کی قیمت اس (انصاری) کی طرف بھجوا دی۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ایک انصاری آدمی نے اپنے غلام کی آزادی کو اپنی موت کے ساتھ معلق کر دیا (اسی کو غلاموں کی تدبیر کہتے ہیں)۔ اس غلام کے علاوہ اس کے پاس کوئی دوسرا مال نہیں تھا۔ جب نبی ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے اس آزادی کو تفریط گردانتے ہوئے اس کے اس فعل کی تایید نہیں فرمائی بلکہ آپ ﷺ نے اسے مسترد کرتے ہوئے اس غلام کو آٹھ سو درہم کے عوض بیچ دیا اور یہ دراہم اس کی طرف بھیج دیئے۔ اس شخص کا اپنی اور اپنے اہل خانہ کی کفالت کرنا آزاد کرنے سے بہتر اور افضل تھا تاکہ وہ لوگوں کا دست نگر نہ ہو جائے۔ اس طرح کی احادیث میں ایسے احکام ہوتے ہیں جن سے انسان کو واقف ہونا چاہیے، اگرچہ وہ ان پر عمل نہ ہی کرے۔ یہ مناسب نہیں کہ اس حجت کی بنا پر وہ انھیں سیکھنا اور سمجھنا ہی چھوڑ دے کہ آج کل غلام پائے ہی نہیں جاتے۔ غلامی افریقہ کے بعض علاقوں میں ابھی بھی موجود ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ پھر سے رائج ہو جائے جب کہ یہ آدم علیہ السلام سے لے کر اسلام کی آمد اور اس کے بعد تک موجود رہی ہے۔ تاہم غلامی کی صورت میں اسلام حریت اور آزادی کی طرف میلان رکھتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > العتق

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- دُبُر: بضم الدال المهملة، وضم الباء الموحدة، وهو عكس القبُل من كل شيء، والمراد هنا: بعد موته.

فوائد الحديث:

١. صحة التدبير، وهو متفق عليه بين العلماء، ولكن الأنصاري لا يملك غير هذا العبد فلذلك لم يقره النبي -صلى الله عليه وسلم-.

٢. المدبَّر يعتق من ثلث المال، لا من رأس المال، لأن حكمه حكم الوصية؛ لأن كلا منهما لا ينفذ إلا بعد الموت.

٣. جواز بيع العبد المدبر مطلقا للحاجة، كالدَّين والنفقة؛ لأن الوصية يجوز تعديلها.

٤. أن الأولى والأحسن لمن ليس عنده سَعَةُ في الرزق أن يجعل ذلك لنفسه ولمن يعول، فهم أولى من غيرهم، ولا ينفقه في نوافل العبادات من الصدقة والعتق ونحوها، أما الذي وسَّعَ الله عليه رزقه، فلْيحرِصْ على اغتنام الفرص بالإنفاق في طرق الخير {وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ تَجِدُوُه عِنْدَ اللهِ}.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب، الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله البسام -تحقيق محمد صبحي حسن حلاق- مكتبة الصحابة- الشارقة- الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (2966)

جس چیز میں تمھیں شک ہو، اسے چھوڑ کر وہ چیز اختیار کر لو جس میں تمھیں کوئی شک نہ ہو۔	دَعْ ما يَرِيبك إلى ما لا يَرِيبك
٦٦٦. حدیث: حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو چیز تمھیں شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر وہ اختیار کرو جو شک میں ڈالنے والی نہ ہو''۔	**٦٦٦. الحديث:** عن الحسن بن علي بن أبي طالب -رضي الله عنهما- قال: حفظت من رسول الله -صلى الله عليه وآله وسلم-: «دَعْ ما يَرِيبك إلى ما لا يَرِيبك».
حدیث کا درجہ: صحیح	**درجة الحديث:** صحيح
اجمالی معنی: مومن کو چاہیے کہ وہ ہر اس شے کو ترک کر دے جس کے حلال ہونے میں اسے شک ہو اس اندیشے کے تحت کہ کہیں وہ انجانے میں حرام ہی میں مبتلا نہ ہو جائے۔ بلکہ اسے چاہیے کہ جس بات میں اسے شک ہو اسے چھوڑ کر وہ اس بات کو اپنائے جس کے بارے میں اسے یقین ہو اور اس میں کوئی شبہہ نہ ہو تاکہ اُس دل مطمئن اور نفس پر سکون رہے اور اسے خالص حلال کی خواہش رہے اور وہ حرام اشیاء، شبہات اور ہر ان بات سے دور رہے جن میں تردد ہو۔	**المعنى الإجمالي:** على المؤمن أن يترك ما يشك في حله خشية أن يقع في الحرام وهو لا يشعر؛ بل عليه أن ينتقل مما يشك فيه إلى ما كان حِله متيقنًا ليس فيه شبهة ليكون مطمئن القلب، ساكن النفس، راغبًا في الحلال الخالص، متباعدًا عن الحرام والشبهات وما تتردد فيه النفس.

التصنيف: الفقه وأصوله > أصول الفقه > التعارض والترجيح
راوي الحديث: رواه الترمذي والنسائي وأحمد والدارمي.
التخريج: الحسن بن علي -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: الأربعون النووية.

معاني المفردات:

- دع : اترك.
- يريبك : بفتح ياء المضارعة وضمها، والفتح أفصح وأشهر: أي ما تشك فيه.
- إلى مالا يريبك : ما لا تشك فيه.

فوائد الحديث:

١. على المسلم بناء أموره على اليقين، وأن يكون في دينه على بصيرة.
٢. النهي عن الوقوع في الشبهات، والحديث أصل عظيم في الورع.
٣. إذا أردت الطمأنينة والاستراحة فاترك المشكوك فيه واطرحه جانبا.
٤. المشتبهات تورث قَلَقًا في النفس.
٥. الترغيب في الصدق والتحذير من الكذب.
٦. رحمة الله بعباده إذ أمرهم بما فيه راحة النفس والبال ونهاهم عمّا فيه قلق وحيرة.
٧. النبي -صلى الله عليه وسلم- أعطي جوامع الكلم، واختصر له الكلام اختصارا.

المصادر والمراجع:

-التحفة الربانية في شرح الأربعين حديثًا النووية، مطبعة دار نشر الثقافة، الإسكندرية، الطبعة: الأولى، ١٣٨٠ هـ -شرح الأربعين النووية، للشيخ ابن عثيمين، دار الثريا للنشر. -فتح القوي المتين في شرح الأربعين وتتمة الخمسين، دار ابن القيم، الدمام المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م. -الفوائد المستنبطة من الأربعين النووية، للشيخ عبد الرحمن البراك، دار التوحيد للنشر، الرياض. -الأربعون النووية وتتمتها رواية

ودراية، للشيخ خالد الدبيخي، ط. مدار الوطن. -الجامع في شروح الأربعين النووية، للشيخ محمد يسري، ط. دار اليسر. -مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: أحمد محمد شاكر، نشر: دار الحديث – القاهرة، الطبعة: الأولى، ١٤١٦هـ - ١٩٩٥م. -سنن الترمذي، نشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ - ١٩٧٥م. -السنن الصغرى للنسائي "المجتبى"، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، نشر: مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ه – ١٩٨٦م. -سنن الدارمي، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، نشر: دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى، ١٤١٢هـ - ٢٠٠٠م.

الرقم الموحد: (4564)

دخل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- البيت, وأسامة بن زيد وبلال وعثمان بن طلحة

رسول اللہ ﷺ، اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہم خانۂ کعبہ کے اندر داخل ہوئے۔

٦٦٧. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: «دخل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- البيت, وأسامة بن زيد وبلال وعثمان بن طلحة، فأغلقوا عليهم الباب فلما فتحوا كنت أولَ من وَلَجَ. فلقيتُ بلالًا , فسألته: هل صلى فيه رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ قال: نعم , بين العَمُودَيْنِ اليَمَانِيَيْنِ».

٦٦٧. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے : "رسول اللہ ﷺ، اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہم خانۂ کعبہ کے اندر گئے اور اندر سے دروازہ بند کرلیا۔ پھر جب انھوں نے دروازہ کھولا، تو اندر داخل ہونے والا میں پہلا شخص تھا۔ میری ملاقات بلال رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ میں نے پوچھا کہ کیا نبی ﷺ نے خانۂ کعبہ میں نماز پڑھی؟ انھوں نے بتلایا کہ ہاں! آپ ﷺ نے دونوں یمنی ستونوں کے درمیان نماز پڑھی ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لما فتح الله -تبارك وتعالى- مكة في السنة الثامنة من الهجرة، وطهر بيته من الأصنام والتماثيل والصور، دخل -صلى الله عليه وسلم- الكعبة المشرفة، ومعه خادماه، بلال، وأسامة، وحاجب البيت عثمان بن طلحة -رضي الله عنهم-، فأغلقوا عليهم الباب لئلا يتزاحم الناس عند دخول النبي -صلى الله عليه وسلم- فيها ليروا كيف يتعبد، فيشغلوه عن مقصده في هذا الموطن، وهو مناجاة ربه وشكره على نعمه؛ فلما مكثوا فيها طويلا فتحوا الباب. وكان عبد الله بن عمر حريصا على تتبع آثار النبي -صلى الله عليه وسلم- وسنته، ولذا فإنه كان أول داخل لما فتح الباب، فسأل بلالا: هل صلى فيها رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ قال بلال: نعم، بين العمودين اليمانيين. وكانت الكعبة المشرفة على ستة أعمدة، فجعل ثلاثة خلف ظهره، واثنين عن يمينه، وواحدا عن يساره، وجعل بينه وبين الحائط ثلاثة أذرع، فصلى ركعتين، ودعا في نواحيها الأربع.

اجمالی معنی:

جب اللہ تعالی نے ہجرت کے آٹھویں سال مکہ پر فتح عطا فرمائی اور اپنے گھر کو بتوں، مورتیوں اور تصویروں سے پاک صاف کر دیا، تو نبی ﷺ اپنے دونوں خادم، یعنی بلال رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ اور خانۂ کعبہ کے دربان عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کعبہ شریف میں داخل ہوئے۔ انھوں نے داخل ہوکر دروازہ بند کر لیا؛ تاکہ نبی ﷺ کے اس میں داخل ہونے پر لوگ یہ دیکھنے کے لیے بھیڑ نہ لگالیں کہ آپ ﷺ کیسے عبادت کرتے ہیں اور یوں اس جگہ آنے میں آپ ﷺ کا جو مقصد ہے، یعنی اللہ سے مناجات اور اس کی نعمتوں پر اس کی شکر گزاری، اسی سے آپ ﷺ کی توجہ ہٹا دیں۔ کافی دیر اندر رہنے کے بعد انھوں نے دروازہ کھول دیا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے آثار اور سنت کی جستجو میں ہمیشہ آگے رہتے تھے۔ اسی وجہ سے جب دروازہ کھولا گیا، تو سب سے پہلے اندر داخل ہونے والے وہی تھے۔ انھوں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا : "کیا نبی ﷺ نے خانۂ کعبہ میں نماز پڑھی؟"۔ بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ : "ہاں، آپ ﷺ نے دونوں یمنی ستونوں کے مابین نماز پڑھی"۔ خانۂ کعبہ کے چھے ستون تھے۔ آپ ﷺ نے تین ستونوں کو اپنی پیٹھ پیچھے، دو کو اپنی دائیں طرف اور ایک کو اپنی بائیں جانب رکھا۔ اپنے اور دیوار کے مابین آپ ﷺ نے تین گز کا فاصلہ رکھتے ہوئے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور خانۂ کعبہ کے چاروں گوشوں میں دعا مانگی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > شروط الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- البَيت : الكعبة.
- أَغلَقُوا : قفلوا الباب، وهم النبي -صلى الله عليه وسلم- ومن معه، والذي باشر الإغلاق: عثمان بن طلحة.
- البَاب : باب الكعبة.
- وَلَجَ : دخل.
- بَيْنَ العَمُودَين : أي صلى بين العمودين.
- اليَمَانِيَين : اللذين من جهة اليمن، وكان في البيت يومئذٍ أعمدة، فجعل النبي -صلى الله عليه وسلم- عمودين عن يمينه، وعمودًا عن يساره، وثلاثة خلفه، أما اليوم ففيه ثلاثة أعمدة فقط.

فوائد الحديث:

١. استحباب دخول الكعبة المشرفة، والصلاة فيها، والدعاء في نواحيها.

٢. دخول الكعبة ليس من مناسك الحج، وإنما هي فضيلة في ذاتها؛ ولهذا فإن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يدخلها في حجته، وإنما دخلها في عام الفتح، ولم يدخلها إلا مرة واحدة.

٣. جواز صلاة الفريضة في جوف الكعبة؛ لأن ما جازت فيه النافلة جازت فيه الفريضة إلا بدليل.

٤. جواز إغلاق باب الكعبة للحاجة.

٥. جواز صلاة المنفرد بين العمودين.

٦. جعل الجدار سترة، في الصلاة، أولى من جعل العمود.

٧. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على العلم بأفعال النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ ليتبعوه فيها.

٨. قبول خبر الواحد في الأمور الدينية إذا كان ثقة.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (3148)

دخل علينا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حين تُوفِّيَتْ ابنته، فقال: اغْسِلْنَهَا ثلاثًا، أو خمسًا، أو أكثر من ذلك -إن رَأَيْتُنَّ ذلك- بماء وَسِدْرٍ، واجعلن في الأخيرة كافورًا -أو شيئًا من كافور- فإذا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي

جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی وفات ہوئی، تو آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ انھیں تین یا پانچ یا اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ مرتبہ بیری کے پتے ملے پانی سے غسل دو اور آخر میں کافور یا (یہ کہا کہ) کچھ کافور کا استعمال کرلینا اور غسل سے فارغ ہونے پر مجھے بتا دینا۔

٦٦٨. الحديث:

عن أُمّ عَطِيَّةَ الأنصارية -رضي الله عنها- قالت: «دخل علينا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حين تُوُفِّيَتْ ابنته، فقال: اغْسِلْنَهَا ثلاثا، أو خمسا، أو أكثر من ذلك -إن رَأَيْتُنَّ ذلك- بماء وَسِدْرٍ، واجْعَلْنَ في الأخيرة كافُورا -أو شيئا من كافور- فإذا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي ». فلما فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فأعطانا حَقْوَهُ، وقال: أَشْعِرْنَهَا بِهِ -تعني إزاره-. وفي رواية «أو سَبْعا»، وقال: « ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا ومَوَاضِعِ الوُضوء منها» وإن أُمّ عَطِيَّةَ قالت: وجعلنا رأسها ثلاثة قُرُون».

٦٦٨. حدیث:

ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: "جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی وفات ہوئی، تو آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ انھیں تین یا پانچ یا اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ مرتبہ بیری کے پتے ملے پانی سے غسل دو اور آخر میں کافور یا (یہ کہا کہ) کچھ کافور کا استعمال کرلینا اور غسل سے فارغ ہونے پر مجھے بتا دینا"۔ چنانچہ ہم جب فارغ ہوئے تو ہم نے آپ ﷺ کو خبر دی۔ آپ ﷺ نے ہمیں اپنا حقوہ (ازار) دیا اور فرمایا کہ ان کے بدن کو اس سے لپیٹ دو۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی مراد آپ ﷺ کی ازار تھی۔ ایک اور روایت میں ہے "یا پھر سات دفعہ"۔ اور فرمایا کہ: "ان کے دائیں اعضا اور وضو کی جگھوں سے آغاز کرو"۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے ان کے سر کی تین چوٹیاں بنا دیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لما تُوفيت زينب -رضي الله عنها-، وهي بنت النبي -صلى الله عليه وسلم- ، دخل النبي -صلى الله عليه وسلم- على النسوة اللاتي يغسلنها، وفيهن "أم عطية الأنصارية" ليعلمهن صفة غسلها، لتخرج من هذه الدنيا إلى ربها، طاهرة نقية فقال: اغسلنها ثلاثاً، أو خمسا، ليكون قطع غسلهن على وتر أو أكثر من ذلك، إن رَأَيْتُنَّ أنها تحتاج إلى الزيادة على الخمس، وأنه لازم. وليكون الغسل أنقى، والجسد أصلب، اجعلن مع الماء سدراً، وفي الأخيرة كافورا، لتكون مطيبة بطيب يبعد عنها الهوام، ويشد جسدها، ووصاهن أن يبدأن بأشرف أعضائها، من الميامن، وأعضاء الوضوء، وأمرهن - إذا فرغن من غسلها على هذه الكيفية- أن يخبرنه. فلما فرغن وأعلمنه، أعطاهن إزاره الذي باشر جسده الطاهر، ليشعرنها إياه، أي ليكون مما يلي جسدها، فيكون بركة عليها في قبرها،

اجمالی معنی:

جب نبی ﷺ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی، تو آپ ﷺ انھیں نہلانے والی عورتوں کے پاس تشریف لائے، اس غرض سے کہ انھیں نہلانے کا طریقہ سکھلا سکیں؛ تاکہ وہ اس دنیا سے صاف ستھری ہو کر اپنے رب کے حضور پیش ہوں۔ ان عورتوں میں ام عطیہ انصاریہ بھی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انھیں تین یا پانچ مرتبہ نہلاؤ؛ تاکہ ان کا غسل طاق عدد کے ساتھ ختم ہو یا پھر اگر تم سمجھو کہ انھیں اس سے بھی زیادہ کی ضرورت ہے، تو اس سے بھی زیادہ مرتبہ نہلاؤ۔ غسل میں زیادہ صفائی اور جسم میں سختی پیدا کرنے کے لیے پانی کے اندر بیری کے پتے ملا لو اور آخر میں اس میں کچھ کافور ملا لینا؛ تاکہ وہ خوش بودار ہو جائیں اور کیڑے مکوڑے ان سے دور رہیں اور ان کا جسم سخت رہے۔ آپ ﷺ نے انھیں تلقین فرمائی کہ وہ ان کے اشرف اعضا یعنی دائیں طرف والے اور وضو کے اعضا سے پہل کریں اور انھیں حکم فرمایا کہ جب وہ اس طرح غسل دینے سے فارغ ہو جائیں، تو آپ کو بتا دیں۔ جب انھوں نے فارغ ہو کر آپ ﷺ کو اطلاع دی، تو آپ ﷺ نے انھیں اپنی ازار دی، جو آپ ﷺ کے جسد طاہر کے ساتھ مس ہوتی رہی تھی؛ تاکہ وہ اسے ان کے جسم پر لپیٹ دیں اور اس کی وجہ سے انھیں قبر میں برکت حاصل ہو۔ جو

وقد نقضت النسوة اللاتي يغسلن زينب رأسها وغسلنه وجعلنه ثلاثة قرون الناصية قرن والجانبان قرنان وألقينه خلفها.	عورتیں زینب رضی اللہ عنہا کو غسل دے رہی تھیں، انھوں نے ان کے سر کے بالوں کو کھول کر ان کی تین چوٹیاں بنا دیں۔ پیشانی کے بالوں کی ایک چوٹی اور دونوں اطراف کے بالوں کی دو چوٹیاں اور انھیں ان کے پیچھے ڈال دیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجنائز > غسل الميت

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أم عطية نُسيبة بنت الحارث الأنصارية -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- رَأَيْتنَّ ذلكِ : إن كان رأيكن واجتهادكن أنها تحتاج أكثر من الخمس، المخاطبة أنثى.
- سِدْر : هو شجر النبق، والذي يغسل الميت بورقه بعد طحنه.
- في الأخيرة : في الغسلة الأخيرة.
- كافور : نوع من الطيب، من خواصه أنه يُصلبُ الجسد.
- شيئا من كافور : أو للشك من الراوي وهذا يشعر بقلة الكافور.
- فَرَغْتُنَّ : انتهيتن من غسلها.
- آذنني : أعلمنَنِي.
- حَقْوه : بفتح الحاء وكسرها الأصل فيه أنه موضع شد الإزار، وتوسعوا فيه فأطلقوه على الإزار نفسه.
- أَشْعِرْنَهَا إياه : الشعار ما يلي الجسد من الثياب، ومعناه: اجعلن إزاري مما يلي جسدها بحيث يكون ملاصقا له ليس بينه وبين جسدها ثوب قبله.
- بميامنها : الميامن: جمع "ميمنة" بمعنى اليمين، ومنه قوله تعالى: {وأصحاب الميمنة}.
- مواضع الوضوء : هي اليدان إلى المرفقين والرجلان إلى الكعبين والوجه والرأس.
- قُرون : ضفائر.

فوائد الحديث:

١. وجوب غسل الميت المسلم، وأنه فرض كفاية.
٢. أن المرأة لا يغسلها إلا النساء، والرجل لا يغسله إلا الرجال، إلا ما استثنى من المرأة مع زوجها، والأمة مع سيدها، فلكل منهما غسل صاحبه.
٣. أن يكون بثلاث غسلات، فإن لم يكفِ، فخمس، فإن لم يكفِ، زِيدَ على ذلك، بحسب المصلحة والحاجة، وبعد ذلك إن كان ثَمَّ شيء من النجاسات خرج من الجسد، سُدَّ المحل الذي يخرج منه الأذى.
٤. أن يقطع الغاسل غسلاته على وتر، ثلاث، أو خمس، أو سبع.
٥. أن يكون مع الماء سِدر؛ لأنه يُنَقي، ويُصلب جسد الميت وأن الماء المتغير بالطاهر باق على طهوريته.
٦. أن يُطَيَّبَ الميت مع آخر غسلاته، لئلا يذهب الماءُ، ويكون الطيب من كافور، لأنه- مع طيب رائحته- يشد الجسد، فلا يسرع إليه الفساد.
٧. البداءة بغسل الأعضاء الشريفة، وهي: الميامن، وأعضاء الوضوء.
٨. استحباب تسريح شعر الميتة وضفره ثلاث ضفائر، وجعله خلف الميتة.
٩. جواز التعاون في غسل الميت لكن لا يحضر إلا من يحتاج إليه.
١٠. التبرك بآثار النبي -صلى الله عليه وسلم- كملابسه ، وهذا شيء خاص به، فلا يتعداه إلى غيره من العلماء والصالحين، لأن هذه الأشياء توقيفية، والصحابة لم يعملوها مع غيره قط ولأنه مع غيره وسيلة للشرك وفتنة لمن تُبرك به.
١١. شفقة النبي -صلى الله عليه وسلم- وكمال صلته لرحمه.
١٢. جواز تفويض الشخص الأمين في العمل بما اؤتمن عليه إذا كان أهلا للتفويض.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام للبسام الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة- العاشرة، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٦ م . تنبيه الأفهام للعثيمين -طبعة مكتبة الصحابة الإمارات - مكتبة التابعين- القاهرة- الطبعة الأولى ١٤٢٦. الإفهام في شرح عمدة الأحكام، عبد العزيز بن باز، اعتناء سعيد بن علي

بن وهف القحطاني، الرياض. الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (1751)

دخلنا على خباب بن الأرت رضي الله عنه نعوده وقد اكتوى سبع كيات

٦٦٩. الحديث:

عن قيس بن أبي حازم، قال: دخلنا على خباب بن الأرت - رضي الله عنه - نعودُه وقد اكْتَوى سبعَ كَيّات، فقال: إن أصحابنا الذين سَلفوا مضوا، ولم تَنقصهم الدنيا، وإنّا أصبنا ما لا نجد له مَوضعا إلا التراب ولولا أن النبي - صلى الله عليه وسلم - نهانا أن ندعوَ بالموت لدعوتُ به. ثم أتيناه مرة أخرى وهو يبني حائطا له، فقال: إن المسلم ليُؤجَر في كل شيء يُنفقه إلا في شيء يجعلُه في هذا التراب.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

في الحديث أن خباب بن الأرت -رضي الله عنه- كُوِيَ سبع كيات ثم جاءه أصحابه يعودونه فأخبرهم أن الصحابة الذين سبقوا ماتوا ولم يتمتعوا بشيء من ملذات الدنيا، فيكون ذلك منقصاً لهم مما أُعدَ لهم في الآخرة. وإنه أصاب مالا كثيرا لا يجد له مكانًا يحفظه فيه إلا أن يبني به، وقال: ولولا أن رسول الله نهانا أن ندعو بالموت لدعوت به، إلا عند الفتن في الدين فيدعو بما ورد. وأن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: إن الإنسان يؤجر على كل شيء أنفقه إلا في شيء يجعله في التراب يعني: في البناء؛ لأن البناء إذا اقتصر الإنسان على ما يكفيه، فإنه لا يحتاج إلى كبير نفقة، ، فهذا المال الذي يجعل في البناء الزائد عن الحاجة لا يؤجر الإنسان عليه، اللَّهُمَّ إلا بناء يجعله للفقراء يسكنونه أو يجعل غلته في سبيل الله أو ما أشبه ذلك، فهذا يؤجر عليه، لكن بناء يسكنه، هذا ليس فيه أجر. والنهي الذي جاء عن الكي هو لمن يعتقد أن الشفاء من الكي، أما من اعتقد أن الله عز وجل هو

ہم خبّاب بن ارت رضی اللہ عنہ کے یہاں ان کی عیادت کے لیے گئے۔ انہوں نے (بغرضِ علاج) سات داغ لگوا رکھے تھے۔

٦٦٩. حديث:

قیس بن حازم رحمہ اللہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ہم خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے یہاں ان کی عیادت کے لیے گئے۔ انہوں نے (بغرض علاج) سات داغ لگوا رکھے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ ہمارے ساتھی جو پہلے وفات پا چکے وہ اس حال میں رخصت ہوئے کہ دنیا ان کا اجر و ثواب کچھ نہ گھٹا سکی اور ہم نے (مال و دولت) اتنی پائی کہ جس کے خرچ کرنے کے لیے ہمیں مٹی کے علاوہ اور کوئی جگہ نہیں ملتی۔ اگر نبی کریم ﷺ نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اس کی دعا کرتا۔ پھر ہم ان کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے تو وہ اپنی دیوار بنا رہے تھے۔ انہوں نے کہا: مسلمان کو ہر اس چیز پر ثواب ملتا ہے جسے وہ خرچ کرتا ہے ماسوا اس خرچ کرنے کے جو وہ مٹی پر کرتا ہے (عمارتیں وغیرہ بنواتا ہے۔)

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

حدیث میں بیان ہے کہ خباب بن ارت کو سات دفعہ (بطور علاج) داغ لگایا گیا تھا۔ ان کے کچھ دوست احباب ان کی عیادت کو آئے تو انہوں نے انہیں بتایا کہ وہ صحابہ جو ان سے پہلے وفات پا چکے ہیں انہوں نے دنیا کی لذات سے کچھ فائدہ اٹھایا ہی نہیں کہ اس کی وجہ سے ان کے لیے جو آخرت میں اجر و ثواب تیار کر کے رکھا گیا ہے اس میں کچھ کمی ہو۔ جب کہ انہیں بہت زیادہ مال ملا ہے جسے محفوظ کرنے کے لیے انہیں سوائے اس کے کوئی جگہ نہیں ملتی کہ اس سے عمارتیں بنائیں۔ انہوں نے مزید فرمایا: اگر اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں موت کی دعا مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ضرور موت کی دعا کرتا۔ سوائے اس وقت کے جب دین کے سلسلے میں فتنوں میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو، اس صورت میں آدمی موت کی دعا کر سکتا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان جو کچھ خرچ کرتا ہے اس پر اسے اجر ملتا ہے ماسوا اس خرچ کے جو وہ مٹی پر کرتا ہے یعنی عمارت کی تعمیر پر۔ کیونکہ عمارت کے سلسلے میں اگر انسان صرف بقدر کفایت پر انحصار کر لے تو اسے زیادہ خرچ نہیں کرنا پڑتا۔ جب کہ یہ مال جو وہ زائد از ضرورت عمارت پر خرچ کرتا ہے اس پر انسان کو کوئی اجر نہیں ملتا ماسوا اس عمارت کے جسے وہ فقراء کے لئے بناتا ہے تاکہ وہ اس میں سکونت اختیار کریں یا پھر وہ عمارت جس کی آمدن کو وہ اللہ کے راستے میں وقف کر دیتا ہے یا اس طرح کی کوئی عمارت۔ صرف اس صورت میں اسے اجر ملتا

الشافي فلا بأس به، أو ذلك للقادر على مداواة أخرى وقد استعجل ولم يجعله آخر الدواء.

ہے۔ تاہم ایسی عمارت جسے وہ خود اپنی سکونت کے لیے بنائے اس میں اسے کوئی اجر نہیں ملتا۔ داغ لگوانے کے سلسلے میں جو نہی وارد ہوئی ہے وہ اس شخص کے لئے ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ داغ لگوانے میں شفاء ہے۔ اس کے برعکس جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ شفاء دینے والی ذات اللہ عزوجل کی ہے تو اس کے داغ لگوانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یا پھر یہ ممانعت اس شخص کے لیے ہے جو کسی اور طریقۂ علاج کو اختیار کرنے پر قادر ہو لیکن جلد بازی کرے اور اسے آخری طریقۂ علاج کے طور پر استعمال نہ کرے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الطب والتداوي والرقية الشرعية > الطب النبوي

راوي الحديث: متفق عليه، واللفظ للبخاري

التخريج: قيس بن أبي حازم -رحمه الله-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- سلفوا : تقدموا وسبقوا.
- مضوا : ماتوا.
- ولم تنقصهم الدنيا : لم يتمتعوا بشيء من ملذات الدنيا، فيكون ذلك منقصاً لهم مما أُعدَ لهم في الآخرة.
- لا نجد له موضعا إلا التراب : أي جمعنا مالاً زائداً عن الحاجة لا نجد له مكاناً نحفظه فيه إلا التراب ندفنه مخافة السرقة، أو أنه أراد البناء الزائد عن الحاجة.
- اكتوى : استعمل الكيّ في بدنه. والكي: معروف إحراق مواضع من البدن بحديدة ونحوها للعلاج.

فوائد الحديث:

١. فضل خباب بن الأرت، ومزيد عرفانه بمولاه، وشدة اتهامه لنفسه، ومحاسبته لها حتى في المباحات.
٢. النهي عن تمني الموت.
٣. كراهية الزيادة في البناء من غير حاجة.
٤. الحث على عيادة المريض.
٥. جواز الاكتواء عند الحاجة، هذا ما دل عليه الحديث، ولكن ذلك مع الكراهة وألا يبدأ به بدلالة النصوص الأخرى.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي. تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبدالعزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ. رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن-الرياض، ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري – الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبدالباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. عمدة القاري شرح صحيح البخاري؛ تأليف بدر الدين العيني، تحقيق عبدالله محمود، دار الكتب العلمية-بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ. فتح الباري بشرح صحيح البخاري؛ للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار المعرفة-بيروت. كنوز رياض الصالحين؛ فريق علمي برئاسة أ.د. حمد العمار، دار كنوز إشبيليا-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٣٠هـ. نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ.

الرقم الموحد: (6011)

دعهما يا أبا بكر؛ فإنها أيام عيد، وتلك الأيام أيام منى.

ابو بکر چھوڑدو، یہ عید کے دن ہیں۔ اور وہ ایام منیٰ کے ایام تھے۔

٦٧٠. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- أن أبا بكر -رضي الله عنه-، دخل عليها وعندها جاريتان في أيام منى تُدَفِّفَانِ، وتضربان، والنبي -صلى الله عليه وسلم- مُتَغَشٍّ بثوبه، فانتهرهما أبو بكر، فكشف النبي -صلى الله عليه وسلم- عن وجهه، فقال: «دعهما يا أبا بكر؛ فإنها أيام عيد»، وتلك الأيام أيام منى، وقالت عائشة: رأيت النبي -صلى الله عليه وسلم- يسترني وأنا أنظر إلى الحبشة وهم يلعبون في المسجد، فزجرهم عمر، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «دعهم أَمْنًا بني أَرْفِدَة».

٦٧٠. حدیث:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے ہاں (منیٰ کے دنوں میں) تشریف لائے اس وقت گھر میں دو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور نبی کریم ﷺ چہرہ مبارک پر کپڑا ڈالے ہوئے تشریف فرما تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو ڈانٹا۔ اس پر آپ ﷺ نے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹا کر فرمایا کہ: ''ابو بکر چھوڑ دو یہ عید کے دن ہیں''، اور وہ ایام منیٰ تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے مجھے چھپا رکھا تھا اور میں حبشہ کے لوگوں کو دیکھ رہی تھی جو مسجد میں تیروں سے کھیل رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جانے دو اور ان سے فرمایا اے بنو ارفدہ! تم بے فکر ہو کر کھیل دکھاؤ۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث بيان يسر الشريعة وسماحتها، وأنَّ نهجها مخالف لما عليه كثير من المتشددين والمتنطعين، الذين يرون الدين شدةً وجفاءً وعنفًا؛ فيبين الحديث الشريف جواز ضرب الدف والغناء في أيام الأعياد؛ وذلك لفعل الجواري ذلك أمام النبي -صلى الله عليه وسلم- وإنكاره على من أنكر عليهن، وكذلك الأمر في اللهو بالحراب ونحوها. والحبشة جُبِلُوا على حب اللعب والطرب؛ فالنبي -صلى الله عليه وسلم- سمح لهم بإقامة غرضهم هذا في المسجد، مراعيًا في ذلك سياسة شرعية هامة، أشار إليها في بعض ألفاظ الحديث، وهي: ١/ إعلام الطوائف التي لم تدخل في الإسلام؛ -لخوفها من شدته وعنفه- أنَّ الإسلام دين سماح، وانشراح، وسعة، لاسيما من تلك الطوائف، طائفة اليهود، الذين ينأون عنه وينهون عنه؛ ولذا جاء في بعض ألفاظ الحديث أنَّ عمر أنكر عليهم، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: "دعهم؛ لتعلم اليهود أنَّ في ديننا فسحة، وأني بعثتُ بالحنيفية السمحة". ٢/ أنَّ لعبهم كان في يوم عيد، والأعياد هي أيام فرح

اجمالی معنیٰ:

حدیث میں شریعت کی آسانی وکشادگی اور اس بات کا بیان ہے کہ شریعت کا منہج ان بے جا سختی اور غلو کرنے والوں کے برخلاف ہے جو سمجھتے ہیں کہ دین شدت اور سختی کا نام ہے۔ حدیث شریف میں ایام عید میں دف بجانے اور گانے کے جواز کا بیان ہے کیوں کہ کچھ بچیوں نے نبی ﷺ کے سامنے ایسا کیا اور جس نے انہیں ایسا کرنے سے منع کرنا چاہا اسے آپ ﷺ نے منع کرنے سے روک دیا۔ اسی طرح نیزوں وغیرہ سے کھیلنے کا بھی یہی حکم ہے۔ اور حبشی لوگ تو فطری طور پر کھیل کود اور (خوشی سے) جھومنے کے دلدادہ ہوتے ہیں چنانچہ نبی ﷺ نے مسجد ہی میں انہیں اپنے اس شوق کو پورا کر لینے کی اجازت دے دی۔ آپ ﷺ نے یہ اجازت ایک اہم شرعی حکمت عملی کو مدنظر رکھتے ہوئے مرحمت فرمائی جس کی طرف حدیث کے بعض الفاظ میں اشارہ موجود ہے اور وہ مندرجہ ذیل حکمتیں ہیں: ١۔ وہ گروہ جو اسلام کی شدت اور سختی کے ڈر سے دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے انہیں یہ باور کرانا کہ اسلام کشادگی اور وسعت پر مبنی دین ہے، خاص طور پر یہودیوں کو جو خود بھی اس سے گریزاں رہتے اور دوسروں کو بھی اس سے منع کرتے۔ اس لیے حدیث کے بعض الفاظ میں آیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اس سے روکا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "انہیں ایسا کرنے دو تاکہ یہودیوں کو معلوم ہو کہ ہمارے دین میں وسعت ہے اور میں کشادگی پر مبنی دینِ حنیف کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں"۔ ٢-ان

ومسرة، وتوسُّع في المباحات. ٣/ أنَّه لعب رجال فيه خشونة، وحماس، وشجاعة.	کا یہ کھیل کو دعید کے دن تھا۔ اور عید کے ایام خوشی ومسرت کے ایام ہوتے ہیں جن میں مباحات میں توسع ہوتی ہے۔ ٣۔ یہ ایک مردانہ کھیل تھا جس میں خشونت، جوش اور اظہارِ شجاعت تھا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد

السيرة والتاريخ > التاريخ > مناسبات دورية

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- جاريتان : بنتان صغيرتان، أو خادمتان مملوكتان.
- مِنى : منى: موضع قرب مكة، ويقال: بينه وبين مكة المكرمة ثلاثة أميال، ينزله الحجاج أيام التشريق، ومن مناسك الحج.
- تدففان : تضربان بالدُف، وَهُوَ الَّذِي يضْرب بِهِ فِي الأعراس.
- متغش : متغط.
- عيد : هو عيد الأضحى وهو العاشر من ذي الحجة من كل سنة، وهو يوم النحر الذي تذبح فيه الأنعام تقربا إلى الله، ويحتفل فيهما المسلمون، ويصلون صلاة العيد، ويستمعون خطبة العيد.
- الحبشة : جيل من الناس من السود في أفريقيا، وتسمى بلادهم الآن أثيوبيا، وعاصمتها "أديس أبابا" تحدها شمالاً أرتيريا، وشرقًا الصومال، وغربًا السودان، دخلها الإسلام في القرن السابع.
- يلعبون : يطلق اللعب على كل ما يلعب به، ورواية مسلم: "يلعبون في المسجد بحِرابهم."
- الـمَسْجِدُ : المسجد: المكان المهيأ للصلوات الخمس.

فوائد الحديث:

١. إعلام الطوائف التي لم تدخل في الإسلام؛ -لخوفها من شدته وعنفه- أنَّ الإسلام دين سماح، وانشراح، وسعة وأن الأعياد هي أيام فرح ومسرة، وتوسُّع في المباحات، وأنَّ لعب الحبشة لعب رجال فيه خشونة، وحماس، وشجاعة.

٢. بيان يسر الشريعة وسماحتها.

٣. استغلال هذه النصوص الشريفة وأمثالها، واستغلال سماحة الإسلام لإفشاء الأغاني المحرمة، والمجالس الخليعة، والأصوات الفاتنة الرقيقة الرخيمة، والمناظر المخجلة لا يجوز؛ والإسلام وسط بين الغالي والجافي.

٤. أنَّ لعبهم بحرابهم فيه تدريب على الشجاعة، والبسالة، والقتال، والاستعداد للعدو، وفيه مصلحة شرعية عامة، فسماحة الإسلام ويسره مع تلك المبررات الهادفة، سوَّغت قيام مثل هذا في المسجد النبوي الشريف.

٥. أنَّ المرأة تنظر إلى الرجال الأجانب، إذا لم يكن ذلك نظر شهوة.

٦. حسن خلق النبي -صلّى الله عليه وسلّم- وكريم معاشرته لأهله، فينبغي على المسلم امتثال ذلك، والاقتداء بنبيه -صلّى الله عليه وسلّم-، والله تعالى أعلم.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣ م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. الموسوعة الفقهية الكويتية، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت، الطبعة: (من ١٤٠٤- ١٤٢٧ هـ) الأجزاء (١- ٢٣) الطبعة الثانية، دار السلاسل، الكويت. الأجزاء (٢٤-٣٨) الطبعة الأولى، مطابع دار الصفوة، مصر. الأجزاء (٣٩ - ٤٥) الطبعة الثانية، طبع الوزارة. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، علي بن سلطان الملا الهروي القاري، الناشر: دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢م. تاج العروس من جواهر القاموس، محمّد أبو الفيض الملقّب بمرتضى الزَّبيدي، نشر: دار الهداية.

الرقم الموحد: (10894)

دية الخطإِ أخماسًا عشرون حقة، وعشرون جذعة، وعشرون بنات لبون، وعشرون بنو لبون، وعشرون بنات مخاض	قتلِ خطا کی دیت پانچ قسم کے اونٹ ہیں : بیس حِقّے (تین سالہ اونٹنیاں)، بیس جذعے (چار سالہ اونٹنیاں)، بیس بنت لبون (دو سالہ اونٹنیاں) بیس ابن لبون (دو سالہ اونٹ) اور بیس بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنیاں)۔
٦٧١. الحديث: عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه قال: «دِيَةُ الخطإِ أخماسا عشرون حِقَّة، وعشرون جَذَعَة، وعشرون بناتِ لَبُون، وعشرون بَنُو لَبُون، وعشرون بناتِ مَخَاضٍ».	**٦٧١. حدیث :** عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "قتلِ خطا کی دیت پانچ قسم کے اونٹ ہیں : بیس حِقّے (تین سالہ اونٹنیاں)، بیس جَذَعے (چار سالہ اونٹنیاں)، بیس بنت لبون (دو سالہ اونٹنیاں)، بیس ابن لبون (دو سالہ اونٹ) اور بیس بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنیاں)"۔
درجة الحديث: ضعيف مرفوعا, ويصح موقوفا ولم أقف على حكم للشيخ الألباني -رحمه الله- على هذا الحديث	**حدیث کا درجہ :**
المعنى الإجمالي: هذا الحديث أفاد أنَّ دية قتل الخطأ -بأن يفعل المكلف ما له فعله، فيصيب آدميًّا معصومًا، لم يقصده بالفعل فيقتله- تقسم أخماسًا: عشرون حِقة، وعشرون جذعة، وعشرون بنات مَخاض، وعشرون بنات لبون، وعشرون بني لبون, وهي أخف من دية العمد وشبه العمد، ووجه التخفيف في دية الخطأ أنها وجبت أخماسا, وأدخل فيها الذكور, والذكور عند الناس أقل رغبة من الإناث, كما أنها تجب على العاقلة, وتكون مؤجلة فلا تدفع مرة واحدة.	**اجمالی معنیٰ :** اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قتلِ خطا یعنی انسان کوئی مباح کام کر رہا ہو اور اسی دوران وہ کسی ایسے معصوم الدم انسان کو جا لگے جس کا وہ اپنے فعل سے بالکل بھی ارادہ نہ کیا ہو اور اسے قتل کر دے۔ اس کی دیت پانچ قسموں میں تقسیم کی جاتی ہے : بیس حقے، بیس جذعے، بیس بنت مخاض، بیس بنت لبون اور بیس ابن لبون 'قتلِ خطا' کی دیت، قتل عمد اور قتل شبہ عمد کی دیت سے کچھ ہلکی ہے۔ قتل خطا کی دیت ہلکی اس وجہ سے ہے کیوں کہ یہ پانچ اقسام کی صورت میں واجب ہوتی ہے اور اس میں نر جانور بھی شامل ہیں جن میں لوگوں کی رغبت مادہ جانوروں کی بنسبت ذرا کم ہوتی ہے۔ قتلِ خطا کی دیت کے ہلکے ہونے کی ایک دیگر وجہ یہ بھی ہے کہ یہ عاقلہ پر واجب ہوتی ہے اور مؤجل (بہ دیر ادا کرنے کی گنجائش) ہوتی ہے چنانچہ اسے یکبارگی ادا نہیں کرنا پڑتا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الجنايات > الديات

راوي الحديث: رواه ابن أبي شيبة والدارقطني.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الخَطَأ : الخطأ ضد الصواب، والمراد به هنا: أن يفعل المكلف ما له فعله، فيصيب آدميًّا معصومًا، لم يقصده بالفعل، فيقتله.
- حِقَّة : بكسر الحاء وتشديد القاف، ثم تاء التأنيث: هي من الإبل ما دخلت في السنة الرابعة، سمِّيت بذلك؛ لأنَّها استحقت الركوب والحمل أو طرق الفحل.
- جذعة : هي ما دخلت في السنة الخامسة، سميت بذلك؛ لأنَّها أسقطت مقدم أسنانها.
- بنت مخاض : هي التي أتى عليها الحول من الإبل، ودخلت في السنة الثانية، فأمها غالبًا ماخض: أي حامل.

- لبون : ما أتى عليه سنتان، ودخل في الثالثة، فصارت أمه غالبًا ذات لبن؛ لأنَّها حملت ووضعت بعده.
- دية : الدية: المال المدفوع إلى المجني عليه, أو إلى وليه بسبب الجناية.
- أخماسًا : أي موزعة على خمسة أسنان.

فوائد الحديث:

١. أنَّ الأصل في الدية هي الإبل، وأنَّ الأجناس الباقية هي أبدال؛ وذلك أنَّ الإبل هي التي يدخلها التغليظ، والتخفيف.

٢. أنَّ دية قتل الخطأ تقسم أخماسًا: عشرون حِقة، وعشرون جذعة، وعشرون بنات مَخاض، وعشرون بنات لبون، وعشرون بني لبون.

المصادر والمراجع:

-الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار, أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي العبسي, المحقق: كمال يوسف الحوت, مكتبة الرشد – الرياض, الطبعة: الأولى، ١٤٠٩ - سنن الدارقطني, أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادي الدارقطني, حققه شعيب الارنؤوط، حسن عبد المنعم شلبي، عبد اللطيف حرز الله، أحمد برهوم, مؤسسة الرسالة، بيروت – لبنان, الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٤ م. - الدراية في تخريج أحاديث الهداية, أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني, المحقق : السيد عبد الله هاشم اليماني المدني, دار المعرفة - بيروت. -تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ٢٠٠٦ م -فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ -منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر : دار ابن الجوزي الطبعة : الأولى ، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١ هـ -توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م -بلوغ المرام من أدلة الأحكام, أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني, تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهيري, دار الفلق - الرياض, الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ.

الرقم الموحد: (58207)

دية المعاهد نصف دية الحر

٦٧٢. الحديث:

عن عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «دِيَةَ المُعَاهِدِ نصف دِيَة الحُرِّ».

درجة الحديث: حسن

المعنى الإجمالي:

يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- بأن دية الكتابي نصف دية الحر المسلم؛ سواء كان ذميًّا أقر على الإقامة بديار المسلمين بعقد الذّمة ببذل مال الجزية والتزام أحكام الملة، أو معاهَدًا أجري معه صلح وهو مستقر ببلده، أو مستأمنًا وهوكافر دخل بلاد المسلمين بأمان لتجارة أوغيرها؛ لاشتراكهم في وجوب حقن الدم. وجراحاتهم من دياتهم، كجراحات المسلمين من دياتهم؛ لأنَّ الجرح تابع للقتل. فالرجل منهم بخمسين من الإبل والمرأة منهم بخمس وعشرين؛ لأن المرأة على النصف من الرجل في الدية. وأما الكافر الحربي فلا يضمن لا بقصاص أو دية.

معاہِدکی دیت آزاد(مسلمان)کی دیت کا نصف ہے۔

٦٧٢. حدیث:

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ "معاہِدکی دیت آزاد(مسلمان)کی دیت کا نصف ہے"۔

حدیث کا درجہ: حَسَن

اجمالی معنی:

نبی ﷺ بتا رہے ہیں کہ اہلِ کتاب میں سے کسی فرد کی دیت آزاد مسلمان کی دیت کا نصف ہوتی ہے چاہے وہ ذمی ہو جسے عقدِ ذمہ کے تحت اس شرط پر مسلمانوں کے علاقے میں رہنے کی اجازت دی گئی ہو کہ وہ جزیہ ادا کرے گا اور دینِ اسلام کے احکام کی پاسداری کرے گا یا پھر وہ معاہِد ہو جس کے ساتھ صلح طے پا گئی ہو اور وہ اپنے علاقے میں رہائش پذیر ہو یا پھر مستامن ہو یعنی ایسا کافر ہو جو مسلمانوں کے علاقے میں حصولِ امان کے بعد تجارت وغیرہ کے لیے آیا ہو کیونکہ اس بات میں یہ سب شریک ہیں کہ ان کی جان کی حفاظت واجب ہے۔ ان کے جراحات کی بھی دیت ہوتی ہے جس طرح مسلمانوں کی جراحات کی دیت ہوتی ہے۔ کیونکہ جرح (زخم) قتل کا تابع ہوتا ہے۔چنانچہ اہلِ کتاب میں سے مرد کی دیت پچاس اونٹ اور عورت کی دیت پچیس اونٹ ہوں گے کیونکہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہوتی ہے۔ جب کہ حربی کافر کی نہ تو قصاص کی شکل میں کوئی ضمانت ہے اور نہ ہی دیت کی شکل میں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الجنايات > الديات

راوي الحديث: رواه أبوداود والترمذي والنسائي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- المُعاهَد : هو الكافر الذي أُعطي أمانًا وعهدًا، يَحرم به قتله، ورِقه، وأسره.
- الدِّيَةُ : هي: المال الواجب بالجناية على حر في نفس أو غيرها.

فوائد الحديث:

١. دية الكافر المعاهد نصف دية الحر المسلم.
٢. المعاهد عام يشمل كل الكفار من اليهود والنصارى وغيرهم وفي بعض الروايات عند الترمذي: (عقل الكافر) وهو اختيار الشيخ ابن باز -رحمه الله-.
٣. سماحة الإسلام وعدله في حقن دماء المعاهدين.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد . الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت . سنن الترمذي ، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (جـ١، ٢) ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ٣) وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف (جـ٤، ٥) الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر . الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م . سنن للنسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، الناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب،الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ – ١٩٨٦. سنن ابن ماجه-تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي-الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. توضيح الأحكام من بلوغ المرام ، عبد الله بن عبد الرحمن البسام ، مكتبة الأسدي ،مكة، الطبعة الخامسة ،١٤٢٣. منحة العلام شرح بلوغ المرام، عبد الله الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة الأولى، ١٤٢٨. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني - تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهيري-الناشر: دار الفلق – الرياض-الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، الناشر: دار الحديث. إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل- محمد ناصر الدين الألباني، إشراف: زهير الشاويش،الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت،الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (58213)

دينار أنفقته في سبيل الله، ودينار أنفقته في رقبة، ودينار تصدقت به على مسكين، ودينار أنفقته على أهلك، أعظمها أجرا الذي أنفقته على أهلك

وہ دینار جسے تم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو اور وہ دینار جسے تم غلام پر خرچ کرتے ہو اور وہ دینار جسے تم نے مسکین پر خیرات کر دیا اور وہ دینار جسے تم نے اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا ہے ان میں سب سے زیادہ ثواب اس دینار کا ہے جسے تم اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتے ہو۔

٦٧٣. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «دينار أنفقته في سبيل الله، ودينار أنفقته في رقبة، ودينار تصدقت به على مسكين، ودينار أنفقته على أهلك، أعظمها أجرا الذي أنفقته على أهلك».

٦٧٣. حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''وہ دینار جسے تم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو اور وہ دینار جسے تم غلام پر خرچ کرتے ہو اور وہ دینار جسے تم نے مسکین پر خیرات کر دیا اور وہ دینار جسے تم نے اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا ہے ان میں سب سے زیادہ ثواب اس دینار کا ہے جسے تم اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتے ہو۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

بين النبي صلى الله عليه وسلم أن أوجه الإنفاق والبر كثيرة، منها ما يُنفق في الجهاد في سبيل الله، وما يُنفق في عتق الرقاب، وما يُنفق في على المساكين، وما ينفق على الأهل والعيال، ولكن أفضلها الإنفاق على الأهل والنفقة على الأهل والأولاد واجبة فالنفقة الواجبة أعظم أجراً من المندوبة.

اجمالی معنی:

آپ ﷺ نے یہ بیان فرمایا کہ خرچ کرنے اور نیکی کی بہت ساری شکلیں ہیں۔ انہی میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، غلام کو آزاد کرنے کے لیے خرچ کرنا، مسکینوں پر خرچ کرنا اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا ہے۔ تاہم ان میں سب سے افضل اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرنا ہے۔ بیوی بچوں پر خرچ کرنا واجب ہے اور واجب خرچے میں مستحب خرچے سے زیادہ ثواب ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > صدقة التطوع
الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النفقات

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- أنفقته : الإنفاق: يعني إخراج المال لأجل الأولاد والزوجة.
- رقبة : أي: في إعتاق عبد أو أمة.

فوائد الحديث:

١. النفقة على الأهل من أعظم القربات.
٢. كثرة أبواب الإنفاق في سبيل الله.

المصادر والمراجع:

-صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - نزهة المتقين بشرح رياض الصالحين/تأليف مصطفى سعيد الخن-مصطفى البغا-محي الدين مستو-علي الشربجي-محمد أمين لطفي-مؤسسة الرسالة-بيروت -لبنان-الطبعة الرابعة عشرة١٤٠٧-. - بهجة الناظرين شرح

رياض الصالحين –سليم بن عيد الهلالي دار ابن الجوزي –الطبعة الأولى ١٤١٨. - تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (5813)

ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشيطان في أُذُنَيْهِ أو قال: في أُذُنِه

یہ وہ آدمی ہے جس کے دونوں کانوں میں ¬- یا فرمایا: جس کے کان میں- شیطان نے پیشاب کر دیا ہے

٦٧٤. الحديث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- قال: ذُكِرَ عند النبي -صلى الله عليه وسلم- رجل نام ليلة حتى أصبح، قال: «ذاك رجل بال الشيطان في أُذُنَيْهِ - أو قال: في أُذُنِه».

٦٧٤. حدیث:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا گیا کہ وہ رات کو صبح ہونے تک سویا رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ وہ آدمی ہے جس کے دونوں کانوں میں ¬- یا فرمایا: جس کے کان میں- شیطان نے پیشاب کر دیا ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: يقول ابن مسعود -رضي الله عنه-: "ذُكِرَ عند النبي -صلى الله عليه وسلم- رَجُلٌ نام ليلة حتى أصبح" أي: استمر نائمًا ولم يَستيقظ للتهجد، حتى طلع عليه الفجر، والقول الثاني: أنه لم يستيقظ لصلاة الفجر حتى طلعت الشمس. فقال: "ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشيطان في أُذُنَيْهِ" هو على ظاهره وحقيقته؛ لأنه ثبت أن الشيطان يأكل ويشرب وينكح، فلا مانع من أن يَبول، وهذا غاية الإذلال والإهانة له، أن يتخذه الشيطان كنيفا. وخص الأذن بالذكر وإن كانت العين أنسب بالنوم إشارة إلى ثِقَل النوم، فإن المَسَامع هي موارد الانتباه وخص البول؛ لأنه أسهل مدخلا في التَجَاويف وأسرع نفوذا في العروق فيُورِث الكَسَل في جميع الأعضاء.

اجمالی معنی:

مفہوم حدیث: ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا گیا جو رات کو صبح ہونے تک سویا رہا۔ یعنی مسلسل سوتا رہا اور تہجد کے لئے نہیں اٹھا یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ فجر کی نماز کے لیے بیدار نہیں ہوا یہاں تک کہ سورج طلوع ہوگیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ ایسا شخص ہے جس کے دونوں کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔" یہ اپنے ظاہری اور حقیقی معنی پر محمول ہے۔ کیونکہ یہ بات ثابت ہے کہ (بسم اللہ نہ کہنے کی صورت میں) شیطان (انسان کے ساتھ) کھاتا، پیتا اور جماع کرتا ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی مانع نہیں کہ وہ پیشاب بھی کرتا ہو۔ یہ اس شخص کے لیے بڑی تحقیر اور اہانت کا باعث ہے کہ شیطان اسے رفع حاجت کی جگہ بنا لیتا ہے۔ یہاں بطور خاص کان کا ذکر کیا گیا اگرچہ نیند کی گرانی کی طرف اشارہ کرنے کے لیے آنکھ نیند کے لیے سب سے زیادہ مناسب ہے کیونکہ کان ہی (نیند سے) بیداری کے وسائل ہیں۔ پیشاب کا ذکر اس لئے کیا کیونکہ وہ آسانی کے ساتھ خالی جگھوں میں چلا جاتا ہے اور تیزی کے ساتھ رگوں میں سرایت کرکے تمام اعضاء میں سستی پیدا کرتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > وجوب الصلاة وحكم تاركها

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

فوائد الحديث:

١. كراهية ترك قيام الليل وأن ذلك بسبب الشيطان.

٢. قيام الليل حرز من الشيطان.

٣. إهمال حقوق الله تعالى تَنَشأ من تمكن عَدو الله تعالى من النفس والهوى والشيطان من ذلك الإنسان، حتى يحول بينه وبين الطاعات.

٤. الشيطان يستخدم كل أساليبه؛ ليبعد العبد عن الطاعة ويلهيه عنها

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م. نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ه. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨هـ. فتح الباري شرح صحيح البخاري، تأليف: أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، رقمه وبوب أحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩هـ. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة، ١٤٢٦هـ. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي، الطبعة الثانية، ١٣٩٢ه.

الرقم الموحد: (3714)

ذهب المفطرون اليوم بالأجر

آج توروزہ نہ رکھنے والے اجر و ثواب لے گئے

٦٧٥. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: كنَّا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في السفر فمنَّا الصائم، وَمِنَّا المُفطر، قال: فنزلنا مَنْزِلًا فِي يوم حارٍّ، وأكثرنا ظِلًّا صاحب الْكِسَاءِ، وَمِنَّا من يَتَّقِي الشمس بيده، قال: فَسقط الصُّوَّامُ، وقام المُفْطِرُونَ فَضربوا الْأَبْنِيَةِ، وَسَقَوْا الرِّكَاب، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "ذهب المُفْطِرُونَ اليوم بالأجر".

٦٧٥. حدیث :

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں : ''ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ہم میں سے کچھ لوگوں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور کچھ روزے سے نہیں تھے۔ ہم نے ایک گرم دن میں ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ ہم میں سے سب سے زیادہ سایہ اسے میسر تھا جو چادر والا تھا۔ کچھ لوگ ہم میں سے ایسے بھی تھے جو اپنے ہاتھ سے سورج کی تپش سے بچ رہے تھے۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے روزہ رکھا ہوا تھا وہ تو گر گئے اور جنہوں نے روزہ نہیں رکھا تھا وہ اٹھے، انہوں نے خیمے لگائے اور سواریوں کو پانی پلایا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ''آج توروزہ نہ رکھنے والے اجر و ثواب لے گئے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

كان الصحابة مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في أحد أسفاره، ويحتمل أنها غزوة الفتح، فكان بعضهم مفطرًا، وبعضهم صائمًا، والنبي -صلى الله عليه وسلم- يُقر كلًّا منهم على حاله. فنزلوا في يوم حار ليستريحوا من عناء السفر وحر الهاجرة، فلما نزلوا في هذه الهاجرة، سقط الصائمون من الحر والظمأ، فلم يستطيعوا العمل، وقام المفطرون، فضربوا الأبنية، بنصب الخيام والأخبية، وسقوا الإبل، وخدموا إخوانهم الصائمين، فلما رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- فعلهم وما قاموا به من خدمة الجيش شجعهم، وبين فضلهم وزيادة أجرهم وقال: "ذهب المفطرون اليوم بالأجر".

اجمالی معنی :

صحابہ کرام ایک سفر میں نبی ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ان میں سے بعض نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا اور بعض روزہ دار تھے۔ نبی ﷺ نے ہر ایک کو اس کی حالت پر رہنے دیا۔ سخت گرمی کے دن میں انہوں نے ایک جگہ سفر کی مشقت اور دوپہر کی گرمی سے کچھ راحت پانے کے لئے پڑاؤ کیا۔ جب انہوں نے اس گرمی میں پڑاؤ کیا تو روزہ دار لوگ گرمی اور پیاس کی شدت سے نڈھال ہو کر گر پڑے اور کوئی کام نہ کر سکے، جب کہ جن لوگوں نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا انہوں نے اٹھ کر خیمے نصب کر کے پڑاؤ کی جگہیں بنائیں، اونٹوں کو پانی پلایا اور اپنے روزہ دار بھائیوں کی خدمت کی۔ نبی ﷺ نے جب ان کے اس عمل کو اور جس طرح سے انہوں نے اہل لشکر کی خدمت کی تھی اسے دیکھا تو آپ ﷺ نے ان کی حوصلہ افزائی کی اور ان کی فضیلت بیان کی اور فرمایا : ''آج تو جن لوگوں نے روزہ نہیں رکھا تھا وہ اجر و ثواب لے گئے۔''

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > صيام أهل الأعذار

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- السفر : لعله سفر غزوة الفتح.
- فنزلنا منزلاً : أي: مكانًا للنزول، ولم يتبين اسم الموضع.
- أكثرنا ظلا : أوسعنا.
- صاحب الكِساء : صاحب الثوب، الذي ينشره فوقه يتقي به حرارة الشمس.

- ومنَّا من يتقي الشمس بيده : أي: يجعل يده على رأسه؛ لعدم وجود الثياب معه.
- فسقط الصُّوَّامُ : السقوط عبارة عن عدم استطاعة مزاولة الأعمال.
- الأبنية : الأبنية هي: ما يجعله المسافر خباء؛ ليتقي به حرارة الشمس.
- الرِّكَابَ : الإبل وما في معناها.

فوائد الحديث:

١. جواز الإفطار والصيام في السفر؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- أقر كلًّا على ما هو عليه.

٢. ما كان عليه الصحابة -رضي الله عنهم- من رقة الحال في الدنيا، ومع ذلك لم تمنعهم رقة الحال من ارتكاب الصعاب في الجهاد في سبيل الله -تعالى.-

٣. فضل خدمة الإخوان والأهل، وأنها من الدين ومن الرجولة التي سبقنا فيها صفوة هذه الأمة، خلافًا لفعل كثير من المترفعين المتكبرين.

٤. أن الفطر في السفر أفضل لا سيما إذا اقترن بذلك مصلحة من التقوي على الأعداء ونحوه، فإن فائدة الصوم تلزم صاحبها، أما فائدة الإفطار في مثل ذلك اليوم فإنها تتعدى المفطر إلى غيره.

٥. حث الإسلام على العمل وترك الكسل، فقد جعل للعامل نصيبًا كبيرًا من الأجر، وفضله على المنقطع للعبادة، وأين هذه من الناعقين الذين يرونه دِينا عائقا عن العمل والتقدم والرقي؟

٦. أن التوقي من أسباب الضرر لا ينافي كمال التوكل على الله -تعالى.-

٧. أن الثواب على الأعمال بحسب مصالحها.

٨. مشروعية التشجيع على العمل الصالح والترغيب فيه.

المصادر والمراجع:

تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق ، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣ هـ.

الرقم الموحد: (4439)

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- حِينَ يَقْدَمُ مكَّة إذا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الأَسْوَدَ -أول ما يَطُوفُ- يَخُبُّ ثلاثَةَ أَشْوَاطٍ

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ جب آپ ﷺ مکہ تشریف لاتے، تو پہلے طواف شروع کرتے وقت حجر اسود کو بوسہ دیتے اور سات چکروں میں سے پہلے تین چکروں میں رمل کرتے تھے۔

٦٧٦. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: « تَمَتَّعَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فِي حَجَّةِ الوَدَاع بالعُمرَة إلى الحج وأهدَى، فَسَاقَ مَعَهُ الهَدْيَ مِن ذِي الحُلَيفَة، وَبَدَأَ رَسولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَأَهَلَّ بالعمرة, ثُمَّ أَهَلَّ بالحج, فَتَمَتَّعَ النَّاس مع رسول اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَأَهَلَّ بالعمرة إِلَى الحج, فَكَان مِن النَّاس مَنْ أَهْدَى, فَسَاقَ الهَدْيَ مِن ذي الحُلَيفَة، وَمِنهُم مَنْ لَمْ يُهْدِ، فَلَمَّا قَدِمَ رسول اللَّه -صلى الله عليه وسلم- قَالَ للنَّاس: مَنْ كَانَ مِنكُم أَهْدَى, فَإِنَّهُ لا يَحِلُّ مِن شَيء حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ، وَمَن لَم يَكُن أَهْدَى فَلْيَطُفْ بالبَيت وَبالصَّفَا وَالمَروَة, وَلْيُقَصِّر وَلْيَحْلِل, ثُمَّ لِيُهِلَّ بالحج وليُهدِ, فَمَن لم يجد هَدْياً فَلْيَصُم ثَلاثَةَ أَيَّام فِي الحج وَسَبعة إِذَا رَجَعَ إلى أَهلِهِ فَطَافَ رسول اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ, وَاستَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ, ثُمَّ خَبَّ ثَلاثَةَ أَطْوَافٍ مِنْ السَّبعِ, وَمَشَى أَربَعَة, وَرَكَعَ حِينَ قَضَى طَوَافَهُ بالبيت عِند المَقَام رَكعَتَين, ثُمَّ انصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا, وطاف بِالصَّفَا وَالمَروَة سَبعَةَ أَطوَاف, ثُمَّ لَم يَحلِل مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ منه حَتَّى قَضَى حَجَّهُ, وَنَحَرَ هَدْيَهُ يوم النَّحرِ, وَأَفَاضَ فَطَافَ بالبيت, ثُمَّ حَلَّ مِن كُلِّ شَيء حَرُمَ مِنهُ, وَفَعَلَ مِثل مَا فَعَلَ رَسول اللَّه -صلى الله عليه وسلم-: مَن أَهدَى وَسَاقَ الهَديَ مِن النَّاسِ». «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- حِينَ يَقْدَمُ مكة إذا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الأَسْوَدَ -أول ما يَطُوفُ- يَخُبُّ ثَلاثَةَ أَشْوَاطٍ».

٦٧٦. حدیث:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر تمتع کیا اور ذوالحلیفہ کے مقام سے ہدی (قربانی) کا جانور ساتھ لے لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کا تلبیہ پڑھا پھر اس کے بعد حج کا تلبیہ پڑھا۔ لوگوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر تمتع کیا۔ بعض لوگ قربانی کے جانور اپنے ساتھ لائے تھے، چنانچہ وہ ذو الحلیفہ سے انہیں لیکر چلے اور بعض وہ تھے جو قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہیں لائے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ (مکہ) پہنچ گئے تو لوگوں سے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص قربانی کا جانور ساتھ لایا ہے، اس کے لئے کوئی حرام چیز حلال نہیں ہے جب تک کہ وہ حج کو پورا نہ کرلے اور جو شخص قربانی کا جانور ساتھ نہ لایا ہے تو وہ (عمرہ کے لئے) خانہ کعبہ کا طواف کرے، صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور بال کتروا کر (عمرہ کا) احرام کھول دے (یعنی جو چیزیں حالت احرام میں ممنوع تھیں انہیں مباح کر لے) اور اس کے بعد حج کے لئے دوبارہ احرام باندھے اور قربانی کرے۔ جس شخص کو قربانی کا جانور میسر نہ ہو وہ ایام حج میں تین روزے رکھے اور سات روزے تب رکھے جب وہ اپنے اہل و عیال میں واپس پہنچ جائے۔ بہر کیف رسول اللہ ﷺ نے مکہ پہنچ کر (عمرہ کے لئے) خانہ کعبہ کا طواف کیا اور سب سے پہلے حجر اسود کو استلام کیا۔ پھر طواف کے سات چکروں میں سے تین چکروں میں رمل فرمایا (یعنی تیز رفتاری سے چلے) اور باقی چار چکروں میں اپنی معمول حالت میں چلے، پھر خانہ کعبہ کے گرد طواف پورے کرنے کے بعد مقام ابراہیمی پر دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد (خانہ کعبہ) سے لوٹ کر صفاء پر آئے اور صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگائے۔ پھر ان چیزوں میں سے کسی کو اپنے اوپر حلال نہیں فرمایا جن کو احرام کی وجہ سے اپنے اوپر حرام کیا تھا (یعنی احرام سے باہر نہ آئے) یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنے حج سے فارغ ہو گئے اور قربانی کے دن اپنی قربانی ذبح کی اور پھر مکہ واپس لوٹ آئے اور طواف افاضہ کیا اور ان چیزوں کو جن کو احرام کی وجہ سے اپنے اوپر حرام کیا تھا حلال کرلیا اور لوگوں میں سے جو لوگ اپنے ساتھ قربانی لائے تھے انہوں نے بھی اسی طرح کیا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا۔ (ایک اور روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ مکہ

تشریف لائے تو طواف شروع کرتے وقت پہلے حجر اسود کو استلام کیا اور (طواف کے سات چکروں میں سے) تین چکروں میں رمل کیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

لما خرج النبي -صلى الله عليه وسلم- إلى ذي الحليفة "ميقات أهل المدينة" ليحج حجته التي ودع فيها البيت ومناسك الحج، وودع فيها الناس، وبلغهم برسالته وأشهدهم على ذلك، أحرم -صلى الله عليه وسلم- بالعمرة والحج، فكان قارنا، والقران تمتع، فتمتع الناس مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فبعضهم أحرم بالنسكين جميعا، وبعضهم أحرم بالعمرة، ناويا الحج بعد فراغه منها، وبعضهم أفرد الحج فقط، فقد خيرهم النبي -صلى الله عليه وسلم- بين الأنساك الثلاثة، وساق -صلى الله عليه وسلم- وبعض أصحابه الهدي معهم من ذي الحليفة، وبعضهم لم يسقه، فلما اقتربوا من مكة حَضَّ من لم يسق الهدي من المفردين والقارنين إلى فسخ الحج وجعلها عمرة، فلما طافوا وسعوا، أكد عليهم أن يقصروا من شعورهم، ويتحللوا من عمرتهم ثم يحرموا بالحج ويهدوا، لإتيانهم بنسكين بسفر واحد، فمن لم يجد الهدي، فعليه صيام عشرة أيام، ثلاثة في أيام الحج، يدخل وقتها بإحرامه بالعمرة، وسبعة إذا رجع إلى أهله. فلما قدم النبي -صلى الله عليه وسلم- مكة استلم الركن، وطاف سبعة، خب ثلاثة، لكونه الطواف الذي بعد القدوم، ومشى أربعة، ثم صلى ركعتين عند مقام إبراهيم، ثم أتى إلى الصفا، فطاف بينه وبين المروة سبعا، يسعى بين العلمين، ويمشي فيما عداهما، ثم لم يحل من إحرامه حتى قضى حجه، ونحر هديه يوم النحر، فلمَّا خلص من حجه ورمى جمرة العقبة، ونحر هديه وحلق رأسه يوم النحر، وهذا هو التحلل الأول، أفاض في ضحوته إلى البيت، فطاف به، ثم حل من كل شيء حرم عليه حتى النساء، وفعل مثله من ساق الهدي من أصحابه.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ جب اپنے اس حج کے لیے اہل مدینہ کے میقات ذوالحلیفہ کی طرف روانہ ہوئے، جس میں آپ ﷺ نے بیت اللہ، مناسکِ حج اور لوگوں کو الوداع کہا، لوگوں تک اپنا پیغام رسالت پہنچایا اور اس پر انھیں گواہ بنایا، تو آپ ﷺ نے عمرہ اور حج دونوں کی نیت سے احرام باندھا۔ آپ ﷺ حج قران کر رہے تھے۔ حج قران تمتع کہلاتا ہے۔ لوگوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کیا۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے تو عمرہ وحج دونوں کی نیت سے احرام باندھا اور بعض نے صرف عمرہ کے لیے احرام باندھا اور اس سے فارغ ہونے کے بعد دل میں حج کی نیت رکھی، جب کہ کچھ لوگوں نے اکیلے حج کی نیت سے احرام باندھا۔ نبی ﷺ نے لوگوں کو ان تینوں صورتوں میں اختیار دیا تھا کہ وہ جیسے چاہیں، کر لیں۔ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے کچھ صحابہ ذوالحلیفہ ہی سے اپنے ساتھ ہدی کا جانور لے کر چلے تھے، جب کہ بعض لوگوں نے ہدی کے جانور اپنے ساتھ نہیں لیے تھے۔ جب وہ مکہ کے قریب پہنچے، تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کو جو ہدی کا جانور ساتھ نہیں لائے تھے اور انھوں نے یا تو اکیلے حج کی نیت کر رکھی تھی یا پھر عمرہ وحج دونوں کی نیت کے ساتھ احرام باندھا تھا، ترغیب دلائی کہ وہ حج کی نیت کو فسخ کرتے ہوئے اسے عمرہ بنا دیں۔ جب انھوں نے طواف اور سعی کر لی، تو آپ ﷺ نے انھیں تاکید فرمائی کہ اپنے بال کتروا کر عمرہ کا احرام کھول دیں اور پھر حج کے لیے احرام باندھیں اور قربانی دیں؛ کیوںکہ انھوں نے ایک ہی سفر میں دو عبادتیں کی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جسے قربانی کا جانور دستیاب نہ ہو، وہ دس دن روزے رکھے۔ تین دن ایام حج میں۔ ان کا وقت تب سے شروع ہو جاتا ہے، جب آدمی عمرہ کے لیے احرام باندھتا ہے اور سات اس وقت رکھے، جب اپنے گھر والوں کے پاس واپس لوٹ آئے۔ نبی ﷺ جب مکہ تشریف لائے، تو حجر اسود کو استلام کیا اور کعبہ کے گرد سات چکر لگائے۔ تین میں رمل کیا؛ کیوںکہ یہ مکہ آنے کے فورا بعد کیا جانے والا طواف تھا اور چار چکروں کو چل کر پورا کیا۔ پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر صفا پر آئے اور اس کے اور مروہ کے مابین سات چکر لگائے؛ دونوں علامتوں کے درمیان آپ ﷺ دوڑتے اور باقی مسافت چل کر طے کرتے۔ آپ ﷺ نے تب تک اپنا احرام نہیں کھولا، جب تک اپنا حج پورا کر کے یوم النحر میں قربانی ذبح نہیں کر لیا۔ جب آپ ﷺ اپنے حج، جمرہ عقبہ کی رمی، یوم النحر کو قربانی

ذبح کرکے اور اپنے سر کو مونڈ کر فارغ ہو چکے، جسے تحلل اول کہا جاتا ہے، تو اس دن صبح کو بیت اللہ کی طرف لوٹ گئے اور اس کا طواف (یعنی طواف افاضہ) کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے لیے ہر اس شے کو حلال کر لیا، جس سے آپ ﷺ (احرام کی وجہ سے) اجتناب کر رہے تھے، حتی کہ بیویوں سے مباشرت بھی۔ آپ ﷺ کے جو صحابہ اپنے ساتھ ہدی کا جانور لائے تھے، انھوں نے بھی ویسے ہی کیا، جیسے آپ ﷺ نے کیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > صفة الحج

راوي الحديث: متفق عليه بروايتيه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- تَمَتَّعَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- : أتى بالعمرة والحج في سفر واحد؛ ليصير متمتعًا بالمعنى العام؛ لأنه كان قارنًا والتمتع العام يشمل القران والتمتع، ويقابلهما الإفراد، وهذه أنواع الأنساك الثلاثة في الحج.
- الحج : الحج في اللغة: القصد، وفي الشرع: القصد إلى البيت الحرام؛ لأعمال مخصوصة في أزمنة مخصوصة.
- حجة الوداع : حجته -صلى الله عليه وسلم- سنة عشر، ولم يحج بعد هجرته سواها، وسُميت بذلك؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- ودَّع الناس فيها؛ حيث قال: "لعلي لا ألقاكم بعد عامي هذا."
- بالعُمرَة إلى الحج : بالعمرة مضمومة إلى الحج.
- أَهْدَى : أتى بالهدي.
- فَسَاقَ مَعَهُ الهَدْي : اصطحبه معه، وكان ثلاثة وستين بعيرًا، وكمله بمائة، بما قدم به علي -رضي الله عنه- من اليمن إلى مكة.
- ذي الحُلَيفَة : ميقات أهل المدينة.
- وَأَهَلَّ بالعُمرَة : رفَع صوته بالتلبية بها.
- ثُمَّ أَهَلَّ بالحَجِّ : رفَع صوته بالتلبية به بعد العمرة، فيقول: لبيك عمرة وحجًّا.
- فَتَمَتَّعَ النَّاس : بعضهم.
- من أهدى : من أتى بالهدي من ذوي الغنى من الصحب الكرام -رضي الله عنهم-، وكان الذين أهدوا نفرًا يسيرًا.
- مَن لَم يُهْد : من لم يأت بهدي.
- فَلَمَّا قَدِمَ : وصل مكة.
- مِنْ شَيء : من شيء محظور.
- حَرُمَ مِنْهُ : حرم عليه.
- يَقْضِيَ حَجَّهُ : يتم حجه، بفعل ما يحصل به التحلل.
- الصَّفَا : أسفل الجبل المعروف في بداية المسعى.
- المَرْوَةِ : أسفل الجبل المعروف في نهاية المسعى، والمراد: التردد بينهما.
- وليُقَصِّر : وليقص من شعر رأسه.
- وليَحْلِل : الخروج من الإحرام، واللام للأمر.
- ثُمَّ لِيُهِلَّ : الإحرام، والإهلال: رفع الصوت بالتلبية، واللام للأمر.
- وليُهْدِ : وليذبح هديًا، من أجل التمتع، واللام للأمر.
- لم يَجِد : لم يدرك بعد الطلب.
- هَدْياً : ذبحًا يتقرب به إلى الله -تعالى-، من بدنة، أو بقرة، أو شاة، أو سبع بدنة، أو سبع بقرة.
- في الحج : في أيامه، وأولها من حين إحرامه بالعمرة، وآخرها آخر أيام التشريق.
- إلى أهله : مكان إقامته.

- اسْتَلَمَ الرُّكْن : تناول بيده الحَجَر الأسود.
- أَوَّلَ شَيء : أول شيء عمله.
- خَبَّ : أسرع في المشي، والمراد: الرمَل.
- قَضَى طَوَافَهُ : أتمه وفرغ منه.
- المَقَام : مقام إبراهيم -عليه السلام-، وهو حَجَر كان يقوم عليه الخليل -عليه السلام- زمن بناء الكعبة.
- هَدْيَهُ : ما أهداه، وكان مائة بعير، نحر منها -صلى الله عليه وسلم- ثلاثة وستين بيده الشريفة، ونحر علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- الباقي.
- يَوْمَ النَّحْر : اليوم العاشر من ذي الحجة.
- فَطَافَ بالبَيْت : طواف الحج وهو طواف الركن وطواف الإفاضة.
- مِنْ كُلِّ شَيْءٍ : أي: من كل محظور من محظورات الإحرام.

فوائد الحديث:

١. كون النبي -صلى الله عليه وسلم- أحرم متمتعا، والمراد بالتمتع هنا القران.

٢. مشروعية سوق الهدي من الحل، فهو من فعل النبي -صلى الله عليه وسلم.-

٣. جواز أنواع الحج الثلاثة: التمتع، والقران، والإفراد، إذ أقر النبي -صلى الله عليه وسلم- أصحابه -رضي الله عنهم- عليها كلها.

٤. مشروعية فسخ الحج إلى العمرة لمن لم يسق الهدي، وتحلله، وبقاء من ساقه على إحرامه حتى ينتهي من حجه يوم النحر، فيحل، ويدخل في هذا: كل متمتع ضاق عليه الوقت، فلم يتمكن من الطواف قبل الوقوف بعرفة فإنه يقلب نسكه إلى القران.

٥. أنَّ فسخ الحج لمن لم يسق الهدي، يكون ولو بعد طواف القدوم والسعي، وينقلبان للعمرة.

٦. أنَّ على من لم يجد هدي التمتع صيام عشرة أيام، ثلاثة منها في الحج، وسبعة بعد الرجوع إلى أهله، فأما الثلاثة، فلا تصح قبل الإحرام بالعمرة بالإجماع، واتفقوا على مشروعيتها بعد الإحرام بالحج.

٧. مشروعية طواف القدوم لغير المتمتع، الذي لم يسق الهدي، وهو سنة.

٨. سنية استلام الحجر الأسود في أول الطواف، وفي كل شوط من الأشواط السبعة، إن سهل.

٩. الرَمَل في الثلاثة، من طواف القدوم، والمشي في الأربعة الباقية.

١٠. مشروعية ركعتي الطواف، عند مقام إبراهيم -عليه السلام.-

١١. السعي بين الصفا والمروة بعد طواف القدوم سبعا، هو أحد أركان الحج.

١٢. الموالاة بين الطواف والسعي مستحب.

١٣. أن التحلل الأول لمن ساق الهدي بالنحروالرمي، والتحلل الأكبر بطواف الحج.

١٤. طواف الإفاضة هو الركن الأعظم للحج، والسنة والأفضل، أن يكون يوم النحر، بعد الرمي والنحر.

١٥. التحلل الكامل بعد طواف الإفاضة في كل الأنساك الثلاثة من كل شيء حرم عليه بإحرامه.

١٦. أن هذه الأفعال من النبي -صلى الله عليه وسلم-، تشريع لأمته؛ لحديث "خذوا عني مناسككم."

١٧. استحباب الخبب، وهو الرمل، في الأشواط الثلاثة الأول كلها، في طواف القدوم.

١٨. المشي في الأربعة الباقية منها، ولو فاته بعض الرمل أو كله في الثلاثة الأول؛ لأنها سنة فات محلها، فالأربعة الأخيرة لا رمل فيها.

١٩. الخبب وهو المشي السريع في الأشواط الثلاثة الأول كلها، هو فعل النبي -صلى الله عليه وسلم- المتأخر والأخذ به هو الأولى.

٢٠. رمل النبي -صلى الله عليه وسلم- بعد زوال سببه، وهو إظهار القوة للمشركين في عمرة القضية سنة ٧، لما قال المشركون عن المسلمين: يقدم عليكم قوم قد وهنتهم حمى يثرب، فأمر -صلى الله عليه وسلم- بالرمل، لتذكر تلك الحال التي كانوا عليها؛ فنحن نرمل إحياء لتلك الذكرى.

٢١. استلام الحجر الأسود في ابتداء كل طواف، وعند محاذاته في كل طوفة لمن سهل عليه ذلك، وتقدم مشروعية تقبيله.

٢٢. مشروعية رفع الصوت بالتلبية.

٢٣. أن القارن يكفيه طواف واحد وسعي واحد لعمرته وحجه جميعا.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي،

دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3309)

رَحِمَ الله رجلًا قام من الليل، فَصَلى وأيْقَظ امرأته، فإن أَبَتْ نَضَحَ في وَجْهِهَا الماء، رَحِمَ الله امرأةً قامت من الليل، فَصَلَّتْ وأَيْقَظت زوجها، فإن أَبَى نَضَحَت في وجْهِه الماء

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھے اور نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرے، اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے، اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو بھی جگائے، اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔

٦٧٧. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «رَحِمَ الله رجلا قام من الليل، فَصَلى وأيْقَظ امرأته، فإن أَبَتْ نَضَحَ في وَجْهِهَا الماء، رَحِمَ الله امرأة قامت من الليل، فَصَلت وأَيْقَظت زوجها، فإن أَبَى نَضَحَت في وجْهِه الماء».

٦٧٧. حدیث:

ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھے اور نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرے، اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے، اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو بھی جگائے، اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔“

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

أخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن من قام من الليل فصلى وأيقظ زوجته للصلاة، فامتَنَعت من الاستيقاظ؛ لغَلَبة النوم، وكثرة الكسل؛ فرش على وجْهها الماء رشًا خفيفًا؛ فإنه مستحق لرحمة الله -تعالى- وكذا العكس إذا فعلت المرأة ذلك مع زوجها.

اجمالی معنی:

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور اپنی بیوی کو نماز کے لیے جگاتا ہے اور وہ نیند کے غلبے یا زیادہ سستی کی وجہ سے نہیں جاگتی تو اس کے چہرے پر پانی کے ہلکے چھینٹے مارتا ہے، یہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق ہے، اسی طرح اگر عورت اپنے شوہر کے ساتھ ایسا کرے تو وہ بھی رحمت کی مستحق ہوتی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > أحكام النساء

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه والنسائي وأحمد.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- نضح في وجهها الماء : رش في وجهها الماء.

فوائد الحديث:

١. الحث على التعاون على الطاعة والعمل الصالح.
٢. استحباب إيقاظ كل من الزوجين الآخر لقيام الليل، والاستعانة على ذلك بما يُذهب عنه النوم الغالب.
٣. إشارة إلى أن الرَجُل والمرأة في العبادة سواء، إلا ما دل الدليل على التفريق بينهما.
٤. أن من أصاب خيراً ينبغي له أن يتحرى إصابة الغير، وأن يُحب له ما يُحب لنفسه، فيأخذ بالأقرب فالأقرب.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية. -سنن ابن ماجه، ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. - السنن الصغرى للنسائي، أحمد بن شعيب، النسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة الثانية، ١٤٠٦هـ – ١٩٨٦م. -مسند الإمام أحمد بن حنبل، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠١م. -

صَحِيحُ التَّرْغِيب وَالتَّرْهِيب، محمد ناصر الدين الألباني، مكتَبة المَعارف لِلنَشْرِ والتوزيْع، الرياض، المملكة العربية السعودية - الطبعة الأولى، ١٤٢١هـ-٢٠٠٠م. - نزهة المتقين بشرح رياض الصالحين، تأليف مصطفى سعيد الخن، مصطفى البغا - محي الدين مستو- علي الشربجي- محمد أمين لطفي - مؤسسة الرسالة - بيروت – لبنان - الطبعة الرابعة عشرة. - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا، الطبعة الأولى، ١٤٣٠ه. - مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، المؤلف: أبو الحسن عبيد الله المباركفوري، إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء - الجامعة السلفية - بنارس الهند- الطبعة: الثالثة، ١٤٠٤هـ- ١٩٨٤م.

الرقم الموحد: (3717)

رَقِيت يومًا على بيت حفصة، فرأيت النبي -صلى الله عليه وسلم- يقضي حاجته مستقبل الشام، مستدبر الكعبة

میں ایک دن حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر چڑھا، تو دیکھا کہ نبی ﷺ شام کی طرف منہ اور کعبہ کی طرف پشت کرکے قضائے حاجت کررہے ہیں۔

٦٧٨. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: ((رَقِيت يومًا على بيت حفصة، فرَأَيتُ النبيَّ -صلَّى الله عليه وسلَّم-يَقضِي حاجته مُسْتَقبِل الشام، مُسْتَدبِر الكعبة)). وفي رواية: ((مُسْتَقبِلا بَيتَ المَقدِس)) .

٦٧٨. حدیث :

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں : "میں ایک دن حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر چڑھا، تو دیکھا کہ نبی ﷺ شام کی طرف منہ اور کعبہ کی طرف پشت کرکے قضائے حاجت کررہے ہیں"۔ ایک اور روایت میں ہے : "بیت المقدس کی طرف منہ کرکے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

ذكر ابن عمر -رضي الله عنهما-: أنه جاء يوماً إلى بيت أخته حفصة، زوج النبي -صلى الله عليه وسلم- ، فصعد فوق بيتها، فرأى النبي -صلى الله عليه وسلم-، يقضى حاجته وهو متجه نحو الشام، ومستدبر القبلة. وكان ابن عمر -رضي الله عنه- قال ذلك ردًّا على من قالوا: إنه لا يستقبل بيت المقدس حال قضاء الحاجة، ومن ثمَّ أتى المؤلف بالرواية الثانية: مستقبلا بيت المقدس. فإذا استقبل الإنسان القبلة داخل البنيان فلا حرج.

اجمالی معنیٰ :

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک دن اپنی بہن اور نبی ﷺ کی زوجہ حفصہ رضی اللہ عنہ کے گھر آئے۔ جب گھر کی چھت پر چڑھے، تو نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ شام کی طرف رخ اور قبلے کی طرف پیٹھ کرکے قضائے حاجت کر رہے ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے رد میں یہ حدیث سنائی، جن کا کہنا تھا کہ قضائے حاجت کے دوران بیت المقدس کی طرف رخ نہیں کرنا چاہیے۔ اسی لیے مولف نے دوسری روایت بھی ذکر کی جس میں "بیت المقدس کی طرف منہ کیے ہوئے" کے الفاظ ہیں۔ چنانچہ اگر انسان عمارت کے اندر قبلہ کی طرف منہ کرکے قضائے حاجت کرلے، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > آداب قضاء الحاجة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- رَقِيتُ : صعدت.
- يَقضِي حاجته : قضاء الحاجة: كناية عن الخارج النجس من البول والغائط.
- بيت حفصة بنت عمر : دارها التي أسكنها فيها النبي -صلى الله عليه وسلم.-
- حفصة بنت عمر : شقيقة عبد الله تزوجها النبي -صلى الله عليه وسلم- سنة ثلاث من الهجرة، بعد موت زوجها من جراحة أصيب بها يوم أحد؛ فهي إحدى أمهات المؤمنين، وكانت ذات رأي وفضل، توفيت٤١.
- مُسْتَقبِلَ الشام : موليها وجهه، والشام في ناحية الشمال لأهل المدينة.
- مُسْتَدْبِرَ الكعبة : موليها ظهره، والكعبة في ناحية الجنوب لأهل المدينة.
- بيت المقدس : هو المسجد الأقصى بفلسطين.

فوائد الحديث:

١. جواز صعود بيت القريب ونحوه إذا لم يعلم عدم رضاه بذلك.

٢. الكناية عما يُستحى من ذكره بلفظ آخر.

٣. جواز استدبار الكعبة عند قضاء الحاجة، إذا كان في البنيان.

٤. جواز استقبال بيت المقدس عند قضاء الحاجة خلافا لمن كرهه.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، دار الميمان، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ، ١٩٨٨. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، عبيد الله بن محمد عبد السلام المباركفوري، إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الجامعة السلفية، بنارس الهند، الطبعة: الثالثة ١٤٠٤هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار علماء السلف، الطبعة: الثانية ١٤١٤هـ.

الرقم الموحد: (3023)

رَمَقْتُ الصلاة مع محمد -صلى الله عليه وسلم- فوجدت قيامه، فَرَكْعَتَهُ، فاعتداله بعد ركوعه، فسجدته، فَجِلْسَتَهُ بين السجدتين، فسجدته، فَجِلْسَتَهُ ما بين التسليم والانصراف: قريبا من السَّوَاء

میں نے محمد ﷺ کے ساتھ نماز کو غور سے دیکھا۔ آپ ﷺ کا قیام، رکوع، رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا، آپ ﷺ کا سجدہ اور دونوں سجدوں کے مابین بیٹھنا، آپ ﷺ کا (دوسرا) سجدہ اور سلام پھیرنے اور (نمازیوں کی طرف) رُخ کرنے کے مابین آپ ﷺ کا بیٹھنا، میں نے یہ سب اعمال تقریبا برابر پائے۔

٦٧٩. الحديث:

عن الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ -رضي الله عنهما- قال: «رَمَقْتُ الصلاة مع محمد -صلى الله عليه وسلم- فوجدت قيامه، فَرَكْعَتَهُ، فاعتداله بعد ركوعه، فسجدته، فَجِلْسَتَهُ بين السجدتين، فسجدته، فَجِلْسَتَهُ ما بين التسليم والانصراف: قريبا من السَّوَاءِ». وفي رواية: «ما خلا القيام والقعود، قريبا من السَّوَاءِ».

٦٧٩. حدیث:

براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے محمد ﷺ کے ساتھ نماز کو غور سے دیکھا۔ آپ ﷺ کا قیام، رکوع، رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا، آپ ﷺ کا سجدہ اور دونوں سجدوں کے مابین بیٹھنا، آپ ﷺ کا (دوسرا) سجدہ اور سلام پھیرنے اور (نمازیوں کی طرف) رُخ کرنے کے مابین آپ ﷺ کا بیٹھنا، میں نے یہ سب اعمال تقریبا برابر پائے۔ ایک دیگر روایت میں ہے کہ: "سوائے قیام وقعود کے، (باقی سب اعمالِ نماز) تقریبا برابر ہوتے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يصف البراء بن عازب -رضي الله عنهما- صلاة النبي -صلى الله عليه وسلم- حيث كان يراقبه بتأمل ليعرف كيف يصلي فيتابعه، فذكر أنها متقاربة متناسبة، فإن قيامه للقراءة، وجلوسه للتشهد، يكونان مناسبين للركوع والاعتدال والسجود فلا يطوَّل القيام مثلاً، ويخفف الركوع، أو يطيل السجود، ثم يخفف القيام، أو الجلوس بل كل ركن يجعله مناسبًا للركن الآخر، وليس معناه: أن القيام والجلوس للتشهد، بقدر الركوع والسجود، وإنما معناه أنه لا يخفف واحدًا ويثقل الآخر.

اجمالی معنی:

براء بن عازب رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کی نماز کی کیفیت کو بیان کر رہے ہیں۔ وہ یہ جاننے کے لیے غور سے آپ ﷺ کو دیکھتے تاکہ جان سکیں کہ آپ ﷺ کس طرح سے نماز پڑھتے ہیں اور یوں آپ ﷺ کی پیروی کر سکیں۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ کی نماز کے اعمال باہم قریب قریب اور متناسب ہوتے تھے۔ قراءت کے لیے آپ ﷺ کا قیام اور تشہد کے لیے آپ ﷺ کا بیٹھنا، آپ ﷺ کے رکوع، اعتدال اور سجدے سے مناسبت رکھتا تھا۔۔ مثلاً ایسا نہیں تھا کہ آپ ﷺ قیام کو بہت زیادہ لمبا کر دیتے اور رکوع کو مختصر یا پھر سجدے کو لمبا کر دیتے اور قیام یا جلوس کو مختصر۔ بلکہ آپ ﷺ نماز کے ہر رکن کو دوسرے رکن سے متناسب رکھتے۔ اس کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ قیام اور تشہد کے لیے بیٹھنا، آپ ﷺ کے رکوع اور سجدہ کے برابر ہوتا تھا۔ بلکہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ایسا نہیں تھا کہ آپ ﷺ ایک رکن کو مختصر کر دیتے اور دوسرے کو طویل۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سنن الصلاة

الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- رَمَقْتُ : نظرت نظرة تأمل.
- قيامه : القيام للقراءة قبل الركوع.
- فركعته : ركوعه.
- ركوعه : انحناء ظهره.
- فسجدته : النزول إلى الأرض واضعا عليها الجبهة والأنف والكفين والركبتين وأطراف القدمين.
- الانصراف : انصرافه إلى بيته بعد السلام من الصلاة.
- قريبًا من السَّوَاء : كانت قريبة التساوي في المقدار الزماني.
- ما خلا : ما عدا.
- القيام والقعود : القيام للقراءة والقعود للتشهد.

فوائد الحديث:

١. الأفضل أن يكون الركوع والاعتدال منه،والسجود والاعتدال منه متساوية المقادير، فلا يطيل المصلي بعضها على بعض.
٢. الأفضل أن يكون القيام للقراءة والجلوس للتشهد الأخير، أطول من غيرهما.
٣. أن تكون الصلاة في جملتها متناسبة، فيكون طول القراءة مناسبًا مثلًا للركوع والسجود.
٤. ثبوت الطمأنينة في الاعتدال من الركوع والسجود، خلافا للمتلاعبين في صلاتهم ممن لا يقيمون أصلابهم في هذين الركنين.
٥. الرفع من الركوع ليس ركنا صغيرا، فإن الذكر المشروع في الاعتدال من الركوع أطول من الذكر المشروع في الركوع.
٦. حرص الصحابة على الإحاطة بكيفية صلاة النبي -صلى الله عليه وسلم- ليتبعوه فيها وينقلوها إلى الأمة.
٧. مشروعية جلوس الإمام بين التسليم والانصراف بقدر الركوع أو السجود.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٦ م. تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤٢٦. تهذيب اللغة, المؤلف: محمد بن أحمد بن الأزهري الهروي، المحقق: محمد عوض مرعب, الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت, الطبعة: الأولى، ٢٠٠١م. - تأسيس الأحكام، لأحمد بن يحيى النجمي, طبعة دار المنهاج. صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (3175)

رأيت ابن عمر أتى على رجل قد أناخ بدنته، فنحرها، فقال ابعثها قياما مقيدة سنة محمد -صلى الله عليه وسلم-

میں نے دیکھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک شخص کے پاس آئے، جس نے اپنا اونٹ بٹھا رکھا تھا اور اسے نحر کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: اسے کھڑا کر کے باندھ دو اور پھر نحر کرو، جیسا کہ محمد ﷺ کی سنت ہے۔

٦٨٠. الحديث:

عن زياد بن جبير قال: رَأَيتُ ابنَ عُمَرَ أَتَى عَلَى رجل قد أَنَاخَ بَدَنَتَهُ، فَنَحَرَهَا، فَقَالَ: ابْعَثْهَا قِيَاماً مُقَيَّدَةً، سُنَّةَ مُحَمَّدٍ -صلَّى الله عليه وسلَّم-.

٦٨٠. حدیث:

زیاد بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک شخص کے پاس آئے، جس نے اپنا اونٹ بٹھا رکھا تھا اور اسے نحر کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا: اسے کھڑا کر کے باندھ دو اور پھر نحر کرو، جیسا کہ محمد ﷺ کی سنت ہے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

السُنَّة في البقر والغنم وغيرهما -ماعدا الإبل- ذبحها من الحلق مضجعة على جانبها الأيسر، ومستقبلة القبلة، وأما الإبل، فالسنة نحرها في لبتها، قائمة معقولة يدها اليسرى؛ لأن في هذا راحة لها، بسرعة إزهاق روحها، ولذا لما مر عبد الله بن عمر -رضي الله عنه- على رجل يريد نحر بدنة مناخة، قال: ابعثها قياما، مقيدة، فهي سنة النبي -صلى الله عليه وسلم- الذي نهج أدب القرآن في نحرها بقوله: (فإذا وجبت جنوبها) يعني: سقطت، والسقوط لا يكون إلا من قيام.

اجمالی معنی:

اونٹوں کے سوا گایوں اور بھیڑ بکریوں میں سنت یہ ہے کہ انھیں بائیں پہلو پر قبلہ رو لٹا کر حلق کے مقام سے ذبح کیا جائے۔ جب کہ اونٹوں میں سنت یہ ہے کہ انھیں کھڑا کر کے اور اگلا بایاں پاؤں باندھ کر سینے پر سے نحر کیا جائے کیونکہ اس طریقے سے اس کی روح جلدی نکل جاتی ہے اور اسے کم تکلیف ہوتی ہے۔ اسی لیے جب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک ایسے شخص سے گزر ہوا، جو اونٹ کو بٹھا کر نحر کرنا چاہ رہا تھا، تو انھوں نے اس سے فرمایا: اسے کھڑا کر کے باندھ دو (اور پھر نحر کرو)۔ یہی نبی ﷺ کی سنت ہے جنھوں نے اونٹ کو نحر کرنے میں قرآن کے بتائے ہوئے طریقۂ عمل کی پیروی کی کہ: "فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا"۔ (ترجمہ: پھر جب ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں)۔ "وجبت" کا معنی ہے: جب وہ گر پڑیں اور کسی شے کا گرنا تب ہی ہوتا ہے، جب وہ پہلے کھڑی ہو۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > التذكية
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.
معاني المفردات:

- أَنَاخَ : برك.
- فَنَحَرَهَا : يريد نحرها (أي: أوشك أن ينحرها).
- ابْعَثْهَا : اجعلها تقف.
- قِيَاما : قائمة.
- مُقَيَّدَة : معقولة اليد اليسرى.
- سُنَّةَ مُحَمَّدٍ -صلى الله عليه وسلم- : طريقته أو شريعته.

فوائد الحديث:

١. كراهة ذبحها باركة؛ لأن فيه تطويلا في إزهاق روحها.

٢. سنة النبي -صلى الله عليه وسلم- نحر الإبل قائمة مقيدة؛ لأنه من إحسان الذبحة، والرفق بالحيوان. وتشير إلى ذلك الآية الكريمة التي سبق ذكرها.

٣. حرص الصحابة -رضي الله عنهم- على الإرشاد إلى السنة.

٤. ذكر الدليل عند الإرشاد؛ ليكون أدعى للقبول والطمأنينة.

٥. رحمة الله -تعالى- ورأفته بخلقه، حتى في حال إزهاق الروح، وبمثل هذه الأحكام الرحيمة، والحنان العظيم، يعلم أنه دين عطف وشفقة، لا دين وحشية وعنف.

٦. جواز ذكر النبي -صلى الله عليه وسلم- باسمه في باب الإخبار لا في النداء.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم-، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3464)

رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصلي، وفي صدره أزيز كأزيز الرحى من البكاء -صلى الله عليه وسلم-

میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو رونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے سینے سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے چکی چلنے کی آواز ہوتی ہے۔

٦٨١. الحديث:

عن عبد الله بن الشِّخِير -رضي الله عنه- قال: «رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يُصَلِّي، وفي صَدره أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الرَّحَى من البُكَاءِ -صلى الله عليه وسلم-».

٦٨١. حدیث:

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو رونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے سینے سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے چکی چلنے کی آواز ہوتی ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر عبد الله بن الشِّخِير -رضي الله عنه- أنه رأى النبي -صلى الله عليه وسلم- يصلِّي، ويُسمع له صوت يُشبه صوت الرَّحَى؛ لأن الرَّحَى عندما يُطحن بها يصدر لها صَوت حَرْحَرَتِها، فشبَّه الصحابي -رضي الله عنه- بكاءه -صلى الله عليه وسلم- في الصلاة بصوت الرَّحَى، وهذا هو حاله -صلى الله عليه وسلم- مع ربِّه، وهو الذي قد غَفَرَ اللهُ له ما تقدَّم من ذَنْبِهِ وما تَأخَّر، ولكنَّه مع هذا هو أخشَى النَّاسِ وأتْقَاهُم، وأخوفُهُم من الله -تعالى-؛ لِكَمال مَعرفته بربِّه.

اجمالی معنیٰ:

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بتا رہے ہیں کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے ایک آواز سنی جیسے چکی چلنے کی آواز ہوتی ہے۔ جس وقت چکی کسی چیز کو پیس رہی ہو تو اس وقت اس کے گرم ہونے کی وجہ سے آواز آتی ہے۔ چنانچہ صحابی رضی اللہ عنہ نے نماز میں آپ ﷺ کی رونے کو چکی کی آواز سے تشبیہ دی ہے۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ کا اپنے رب کے ساتھ حال تھا جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے پہلے اور بعد والے سارے گناہ معاف کر دیے تھے لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ لوگوں میں سے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے، اس کا تقویٰ اختیار کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے تھے اور یہ سب کچھ اپنے رب کی کمالِ معرفت کی وجہ سے تھا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الصفات الخُلُقية > بكاؤه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: رواه أبو داود والنسائي وأحمد.

التخريج: عبد الله بن الشِّخِير -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أَزِيزٌ: صَوت.
- الرَّحَى: يعني: الطاحون. أزيز الرَّحى: صَوت حَرْحَرَتِها.

فوائد الحديث:

١. جواز البُكاء في الصلاة من خَشية الله -عزَّ وجل-، وأن هذا لا يؤثر على صحة الصلاة، بشرط أن يَغْلِبه، وإلا فليحرص على كَظْم صوته ما أمكن.

٢. جواز تَشبيه الأعلى بالأدْنَى، إذا قصد بذلك التَّقريب، وجه ذلك: بُكاء النبي -صلى الله عليه وسلم- أعلى من أَزِيز الرَّحَى، لكن شبهه به للتَّقريب، ونظير ذلك: قول النبي -صلى الله عليه وسلم-: (إنكم سترون ربكم كما ترون القمر ليَّلة البدر)، وكذلك في حديث الوَحي (كأنه سَلسلة على صَفوان).فهذه الأمثلة التَّقريبية لا تستلزم بأي حال من الأحوال التماثل بين المُشبه والمُشبه به، فكل له حُكمه.

٣. استحبَابُ الخشوع في الصَّلاة، والانْطراح فيها بين يَدي الله -تعالى-.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ، ٢٠٠١م. المجتبى من السنن (السنن الصغرى)، أحمد بن شعيب النسائي، تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة: الثانية ١٤٠٦هـ، ١٩٨٦م. مشكاة المصابيح، ولي الدين محمد الخطيب التبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة ١٩٨٥م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، عبيد الله بن محمد عبد السلام المباركفوري، إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الجامعة السلفية، بنارس الهند، الطبعة: الثالثة ١٤٠٤هـ. عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته، محمد أشرف بن أمير العظيم آبادي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية، ١٤١٥هـ. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ، ٢٠١٤م.

الرقم الموحد: (10653)

رأيت عمار بن ياسر توضأ فخلل لحيته، فقيل له: -أو قال: فقلت له:- أتخلل لحيتك؟ قال: وما يمنعني؟ ولقد رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يخلل لحيته

میں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا اور اپنی داڑھی کا خلال کیا۔ ان سے دریافت کیا گیا: یا پھر راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ اپنی داڑھی کا خلال کرتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ میرے لئے ایسا کرنے میں کیا مانع ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی داڑھی کا خلال کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

٦٨٢. الحديث:

عن حسان بن بلال قال: رأيت عمار بن ياسر-رضي الله عنه- توضأ فخَلَّلَ لِحْيَتَهُ، فقيل له: -أو قال: فقلت له:- أَتُخَلِّلُ لِحْيَتَكَ؟ قال: «وما يمنعُني؟ ولقد رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يُخَلِّلُ لِحْيَتَه».

٦٨٢. حدیث:

حسان بن بلال کہتے ہیں کہ میں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا اور اپنی داڑھی کا خلال کیا۔ ان سے دریافت کیا گیا: یا پھر راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ اپنی داڑھی کا خلال کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ''میرے لیے ایسا کرنے میں کیا مانع ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی داڑھی کا خلال کرتے ہوئے دیکھا ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر حسان بن بلال أنه رأى عمار بن ياسر يخلل لحيته في الوضوء، فسأله عن تخليل اللحية في الوضوء، كأنه تعجب من هذه الصفة التي لم يكن يعلمها من قبل إلا عندما رأى عمار بن ياسر يفعل ذلك. فأجابه عمار -رضي الله عنه- بأنه ليس هناك ما يمنع من تخليلها، وقد رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يفعل ذلك. وتخليل اللحية له صفتان: الأولى: أن يأخذ كفًّا من ماء، ويجعله تحتها ويَعْرُكُها حتى تتخلل به. الثانية: أن يأخذ كفًّا من ماء، ويخللها بأصابعه كالمُشْط.

اجمالی معنی:

حسان بن بلال بیان کر رہے ہیں کہ انہوں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو دوران وضو اپنی داڑھی کا خلال کرتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے ان سے وضو میں داڑھی کا خلال کرنے کے بارے میں پوچھا۔ گویا کہ ایسے طریقے سے وضو کو دیکھ کر انہیں تعجب ہوا جس سے وہ پہلے واقف نہیں تھے بلکہ انہیں اس کا تب ہی علم ہوا تھا جب عمار بن یاسر کو انھوں نے ایسا کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ "اور ایسا کرنے میں میرے لیے مانع بھی کیا ہے؟ جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی داڑھی کا خلال کرتے ہوئے دیکھا ہے۔" عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب دیا کہ کوئی ایسی بات نہیں جو داڑھی کے خلال میں مانع ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ داڑھی کے خلال کے دو طریقے ہیں: اول: ایک یہ کہ آدمی پانی کا ایک چلو لے اور اسے داڑھی کے نیچے لے جائے اور پھر اسے ملے یہاں تک کہ اس میں پانی گھس جائے۔ دوم: پانی کا چلو لے اور اپنی انگلیوں کو اس میں ایسے پھیرتے ہوئے خلال کرے جیسے کنگھی پھیری جاتی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الوضوء > سنن وآداب الوضوء

راوي الحديث: رواه الترمذي وابن ماجه.

التخريج: عمار بن ياسر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- التَّخْلِيل : تفريق شَعْر اللِّحْيَة، وأصابع اليدين والرجلين، في الوضوء، وأصله من إدخال الشيء في خِلال الشيء وهو وسطه.

• اللِّحْيَة : شعر العارضَيْن والذَّقَنِ.

فوائد الحديث:

١. حرص عمار بن ياسر -رضي الله- على متابعة سنة النبي -صلى الله عليه وسلم.-

٢. مشروعية تخليل اللحية في الوضوء، وهو تفريقها وإسالة الماء فيما بينها؛ ليدخل ماء الوضوء خلال الشعر، ويصل إلى البشرة، وهذا إذا كانت اللحية كثيفة بحيث لا تُرى ظاهر البشرة التي تحتها، أما إن كانت خفيفة تُرى ظاهر البشرة فالواجب غسلها وما تحتها.

المصادر والمراجع:

سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة: الثانية: ١٣٩٥هـ ١٩٧٥م. سنن ابن ماجه، ابن ماجه محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي. النهاية في غريب الحديث والأثر، مجد الدين أبو السعادات المبارك بن الأثير، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى، محمود محمد الطناحي، نشر: المكتبة العلمية، بيروت، الطبعة: ١٣٩٩هـ ١٩٧٩م. الشرح الممتع على زاد المستقنع، محمد بن صالح العثيمين، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٢، ١٤٢٨هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣ م. صحيح وضعيف سنن الترمذي، محمد ناصر الدين الألباني، مصدر الكتاب: برنامج منظومة التحقيقات الحديثية -المجاني- من إنتاج مركز نور الإسلام لأبحاث القرآن والسنة بالإسكندرية.

الرقم الموحد: (8379)

رباط يوم وليلة خير من صيام شهر وقيامه، وإن مات جرى عليه عمله الذي كان يَعمل، وأجري عليه رزقه، وأمن الفتان

(راہِ جہاد میں دشمن کے مقابلے میں) ایک دن اور رات کی پہرے داری پورا ماہ روزہ رکھنے اور اس میں قیام کرنے سے بہتر ہے اور اگر اس دوران اس شخص کی موت واقع ہوجائے تو اس کے اُس عمل کا ثواب بھی اس کے لیے لکھا جاتا رہے گا جو وہ اپنی زندگی میں کیا کرتا تھا اور اس کو رزق بھی دیا جائے گا اور وہ قبر کے فتنہ (فرشتوں کے سوالات) سے بھی محفوظ رہے گا۔

٦٨٣. الحديث:

عن سلمان الفارسي -رضي الله عنه- مرفوعاً: «رباط يوم وليلة خير من صيام شهر وقيامه، وإن مات جرى عليه عمله الذي كان يعمل، وأُجْرِيَ عليه رزقه، وأَمِنَ الفَتَّانَ».

٦٨٣. حدیث:

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (راہِ جہاد میں دشمن کے مقابلے میں) ایک دن اور رات کی پہرے داری پورا ماہ روزہ رکھنے اور اس میں قیام کرنے سے بہتر ہے اور اگر اس دوران اس شخص کی موت واقع ہوجائے تو اس کے اُس عمل کا ثواب بھی اس کے لیے لکھا جاتا رہے گا جو وہ کیا کرتا تھا اور اس کو رزق بھی دیا جائے گا اور وہ قبر کے فتنے (فرشتوں کے سوالات) سے بھی محفوظ رہے گا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

حراسة يوم وليلة في سبيل الله لحماية المسلمين خير من صيام شهر وقيام ليله، وإذا مات المجاهد بقي أجر عمله مستمرا لا ينقطع، و كذلك يرزق من الجنة ؛لأنه حي عند ربه في الجنة، وتحصل له كرامة بأن لا يأتيه الملكان ليسألاه، وذلك لأنه مات مرابطا في سبيل الله -تعالى-، مع العلم أن الرباط من الجهاد في سبيل الله، لأنه ملازمة أماكن الحدود لحماية المسلمين من الكفار.

اجمالی معنیٰ:

مسلمانوں کی حفاظت کی غرض سے ایک دن رات کی پہرے داری کرنا ایک ماہ کے روزوں اور اس کی راتوں کو عبادت کی غرض سے قیام کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ جب مجاہد شہید ہوجاتا ہے تو اس کے عمل کا اجر لکھا جاتا رہتا ہے اور وہ منقطع نہیں ہوتا۔ اسی طرح اسے جنت سے رزق بھی دیا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہوتا ہے اور اسے یہ عزت و شرف ملتا ہے کہ اس کے پاس فرشتے سوال و جواب کے لیے نہیں آتے۔ کیونکہ اس کی موت اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے آتی ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ سرحدوں پر پہرہ دینا جہاد فی سبیل اللہ ہی ہے کیونکہ اس سے مراد مسلمانوں کی کفار سے حفاظت کی غرض سے سرحدوں پر جمے رہنا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: رواه مسلم

التخريج: سلمان الفارسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين

معاني المفردات:

- رباط : الرباط ملازمة المكان الذي بين المسلمين والكفار لحراسة المسلمين منهم.
- جرى عليه عمله : أي بقي أجر ما كان يعمله حال جهاده ويبقى مستمرا.
- أجري عليه رزقه : أي يرزق من الجنة.
- أمن الفتان : أي فتنة القبر، والمعنى أن الناس إذا ماتوا ودفنوا أتاهم ملكان يسألان كل من مات عن ربه ودينه ونبيه وينتهرانه إلا من مات مجاهدا في سبيل الله فإنه لا يأتيه الملكان يسألانه.

فوائد الحديث:

١. فضيلة الرباط والجهاد في سبيل الله -تعالى.-

٢. ثواب عمل المرابط لا ينقطع بل يستمر، وكذلك رزقه يأتيه من الجنة.

٣. إكرام الله للمرابط بأن لا يسأل في قبره عن ربه ودينه ونبيه، ولا يأتيه الملكان من أجل ذلك.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير، دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى ١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى،١٤١٧هـ
- شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (2752)

رخص النبي -صلى الله عليه وسلم- للمسافر ثلاثة أيام ولياليهن، وللمقيم يومًا وليلةً

نبی ﷺ نے مسافر کو تین دن اور تین رات اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات تک کی رخصت دی۔

٦٨٤. الحديث:

عن أبي بكرة نُفيع بن الحارث الثقفي -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه رَخَّصَ للمسَافر ثلاثةَ أيّام ولَيَالِيهنَّ، وللمُقِيم يوما وليلة، إذا تطَهَّر فَلَبِسَ خُفَّيه: أَن يَمسَحَ عليهما.

٦٨٤. حدیث :

ابو بکرہ نُفیع بن الحارث الثقفی - رضی اللہ عنہ - نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مسافر کو تین دن اور تین رات اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات تک اپنے موزوں پر مسح کرنے کی رخصت دی بشرطیکہ کہ اس نے (حدثِ اکبر اور حدث اصغر سے) پاکیزگی کی حالت میں انہیں پہنا ہو۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ : حَسَن

المعنى الإجمالي:

جاء عن أبي بكرة -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم-: (رخَّص للمسافر) أي: في المسح على الخفين (ثلاثةَ أيَّام ولَيَالِيهنَّ، وللمُقِيم يوما وليلة) ففيه دليل على توقيت المسح بثلاثة أيام للمسافر، ويوم وليلة للمقيم، وقد ورد في التوقيت بذلك أحاديث عن أكثر من عشرة من الصحابة. وإنما زاد في المدة للمسافر؛ لأنه أحق بالرخصة من المقيم؛ لمشقة السفر، وتبدأ مدة المسح من المسح بعد الحدث. وقوله: (إذا تطهر فلبس خفيه) أي: كل من المسافر والمقيم إذا تطهر من الحدث الأصغر، والخف نعل من أدم يغطي الكعبين، والجورب لفافة الرجل من أي شيء كان من الشعر، أو الصوف أو الكرباس، أو الجلد ثخيناً أو رقيقاً إلى ما فوق الكعب يتخذ للبرد. ومعنى هذه الجملة من الحديث: أن لبس خفيه حصل بعد تمام الطهارة، فيشترط أن يلبس الخفين على طهارة، ولو كان هناك فاصل بين تطهره ولبس خفيه. فمن تحققت له الطهارة فله: (أن يمسح عليهما) والمسح إمرار اليد المبتلة بالعضو؛ فوق الخف دون داخله وأسفله على ما ورد.

اجمالی معنیٰ :

"آپ ﷺ نے مسافر کو تین دن اور تین رات اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات تک اپنے موزوں پر مسح کرنے کی رخصت دی بشرطیکہ کہ اس نے (حدث اکبر اور حدث اصغر سے) پاکیزگی کی حالت میں انہیں پہنا ہو۔" ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے: (رَخَّص للمسافر) یعنی موزوں پر مسح کرنے کی رخصت دی۔ (ثلاثةَ أيّام ولَيَالِيهنَّ، وللمُقِيم يوما وليلة): اس میں دلیل ہے کہ مسافر کے لئے مسح کرنے کا وقت تین دن ہے اور مقیم کے لئے ایک دن ہے۔ وقت کی اس حد بندی پر مشتمل دس سے زیادہ صحابہ سے مروی بہت سی احادیث آئی ہیں۔ آپ ﷺ نے مسافر کی مدت کو زیادہ رکھا کیوں کہ وہ مقیم شخص کی بنسبت رخصت کا زیادہ حق دار ہے کیوں کہ سفر میں مشقت ہوتی ہے۔ مسح کی مدت کا آغاز حدث کے لاحق ہونے کے بعد مسح کرنے کے ساتھ ہوتا ہے۔ (إذا تطهر فلبس خفيه): یعنی مسافر اور مقیم دونوں نے جب حدث اصغر سے پاکیزگی حاصل کرلی ہو۔ 'موزہ' چمڑے سے بنا ہوا ایک ایسا جوتا ہوتا ہے جو دونوں ٹخنوں کو ڈھانپ لیتا ہے۔ جب کہ 'جراب' پاؤں پر ٹخنوں سے اوپر تک لپیٹا جانے والا ایک غلاف ہوتا ہے چاہے وہ کسی بھی چیز سے بنا ہو مثلاً بال، اون، سوتی کپڑے یا موٹے یا باریک چمڑے وغیرہ سے۔ اسے سردی سے بچنے کے لیے پہنا جاتا ہے۔ حدیث میں اس جملے کا معنی یہ ہے کہ موزوں کو پوری طرح طہارت کے حصول کے بعد پہنا گیا ہو۔ چنانچہ شرط ہے کہ موزوں کو حالتِ طہارت میں پہنا گیا ہو اگرچہ طہارت حاصل کرنے اور موزوں کے پہننے میں کچھ وقفہ ہو۔ چنانچہ جس شخص نے حالتِ طہارت میں موزوں کو پہنا ہو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ موزوں پر مسح کرلے۔ مسح کا معنی ہے: گیلے ہاتھ کو عضو پر موزے کے اوپر پھیرنا نہ کہ اس کے اندر اور نیچے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > المسح على الخفين

راوي الحديث: رواه ابن ماجه والدارقطني.
التخريج: أبو بكرة نُفَيع بن الحارث الثقفي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- رخّص : الرخصة: التسهيل في الأمور والتيسير.
- إذا تطهر : المراد: الطهارة من الحدثين.

فوائد الحديث:

١. قوله : "رخَّص" دليل على أن المسح على الخفين رخصة لا عزيمة، والرخصة ليست بواجبة، فيكون المسح على الخفين ليس بواجب.
٢. مدة مسح المسافر ثلاثة أيام ولياليهن، ومسح المقيم يوم وليلة.
٣. أن يكون المسح بعد طهارة كاملة، ولبس الخفين بعدها.
٤. الفرق بين المسافر والمقيم: هو أن المسافر في مظنة الحاجة إلى طول المدة لمشقة السفر والبرد وتوفير الوقت، بخلاف المقيم فهو في راحة من هذا كله.
٥. المسح على الخفين ونحوهما رخصة من الله -تعالى-، وتسهيل على خلقه، والنبي -صلى الله عليه وسلم- المرخص مبلغ عن الله -تعالى.-
٦. كلما اشتدت الحاجة حصلت الرخصة والتيسير، وهذه هي قاعدة الإسلام الكبرى في أحكامه الرشيدة.

المصادر والمراجع:

صحيح ابن خزيمة، محمد بن إسحاق بن خزيمة النيسابوري، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: ١٣٩٠هـ. صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة: الثانية ١٤١٤هـ، ١٩٩٣م. سنن الدارقطني،أبو الحسن علي بن عمر الدارقطني، تحقيق: شعيب الارنؤوط وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ، ٢٠٠٤م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ، ١٤٣٢هـ. مشكاة المصابيح، محمد ناصر الدين الألباني، نشر: المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الثالثة ١٩٨٥م.

الرقم الموحد: (10659)

رفع القلم عن ثلاثة: عن النائم حتى يستيقظ، وعن الصبي حتى يحتلم، وعن المجنون حتى يعقل

تین آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے؛ سوئے ہوئے شخص سے، یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے، بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے اور دیوانے سے، یہاں تک کہ اسے عقل آ جائے

٦٨٥. الحديث:

عن علي -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "رُفِعَ الْقَلَمُ عن ثلاثة: عن النائم حتى يَسْتَيْقِظَ، وعن الصبي حتى يَحْتَلِمَ، وعن المجنون حتى يَعْقِلَ".

٦٨٥. حدیث:

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے، سوئے ہوئے شخص سے، یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے، بچے سے، یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے اور دیوانے سے، یہاں تک کہ اسے عقل آ جائے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

في الحديث دليل على أنَّ الصغر والنوم والجنون من أسباب فقد الأهلية، والأهلية صلاحية الشخص للحقوق المشروعة التي تثبت له أو عليه، وعلى هذا فهؤلاء الصغير والمجنون والنائم غير مكلفين بالأوامر والنواهي، وهذا من رحمة الله ولطفه بهم، ويزول عذر الصغير بالاحتلام أي البلوغ، والنائم بالاستيقاظ، والمجنون بالإفاقة والوعي.

اجمالی معنی:

حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ چھوٹا ہونا، نیند اور دیوانگی اہلیت کو کھو دینے کے اسباب میں سے ہیں۔ اہلیت آدمی کی وہ شخصی صلاحیت ہے، جس کی بنا پر اس کے حق میں یا اس کے خلاف شرعی حقوق ثابت ہوتے ہیں۔ اسی بنا پر کم سن، پاگل اور سونے والے واجبات و منہیات کے مکلف نہیں ہوتے۔ یہ ان کے ساتھ اللہ کا لطف و مہربانی ہے۔ کم سن کا عذر احتلام یعنی بلوغت سے ختم ہو جاتا ہے، سونے والے کا بیدار ہونے سے اور پاگل کا شعور و آگاہی کے بعد۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > شروط الصلاة

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه وأحمد.

التخريج: علي بن أبي طالب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- رُفِعَ : بالبناء للمجهول، يُقال: رفع يرفع رفعًا، خلاف خفض، والقلم لم يوضع على الصغير، وإنَّما معناه: لا تكليف، فلا مؤاخذة.
- القلم : هو ما يكتب به، والمراد هنا: القلم الذي بيد الملائكة الكتبة، والله أعلم بكيفيته.
- عن ثلاثة : ثلاثة أنواع من الناس.
- النائم : المغطى على عقله.
- حتى يحتلم : حتى يبلغ.
- المجنون : فاقد العقل خِلقة أو لآفة.
- يفيق : يرجع إليه عقله.

فوائد الحديث:

١. أنه لا عقاب على الصبي في فعل المحذور أو ترك واجب.
٢. أن الصبي لا يقع طلاقه؛ لأنه رُفع عنه القلم.
٣. أن النائم لو طلق زوجته أثناء نومه لم يقع طلاقه.
٤. أن المجنون لو طلق زوجته لم يقع الطلاق.

٥. أن السكران لو طلق امرأته لم يقع طلاقه.

٦. الأهلية: هي صلاحية الشخص للحقوق المشروعة التي تثبت له أو عليه؛ فلابد من اعتبارها في التصرفات.

٧. فقد الإنسان الأهلية يكون إما بسبب النوم الذي أفقده الاستيقاظ لأداء واجباته، أو بسبب حداثة السن والصغر الذي هو معها فاقد للأهلية، أو بسبب الجنون الذي اضطربت معه وظائفه العقلية، أو ما يلحق به كالسكر، فمن فقد التمييز والتصور الصحيحين، فانتفت عنه الأهلية بسبب من هذه الأسباب الثلاثة؛ فإن الله -تبارك وتعالى- بعدله، وحلمه، وكرمه، قد رفع عنه المؤاخذة بما يصدر عنه من تعدٍّ أو تقصير في حق الله -تعالى.-

٨. أن كل شخص يقع الطلاق منه بغير اختيار حقيقي فليس عليه طلاق.

المصادر والمراجع:

-فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨ه - سنن أبي داود. المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد. الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. - سنن الترمذي، تحقيق بشار عواد، دار الغرب الإسلامي – بيروت، ١٩٩٨ م - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للشيخ الألباني. الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م - سنن ابن ماجه, ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي, الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي.

الرقم الموحد: (58148)

زِنْ وأرْجح

٦٨٦. الحديث:

عن أبي صَفْوان سُوَيْدِ بن قيس -رضي الله عنه- قال: جَلَبْتُ أنا وَمَخْرَمَةُ العَبْدِيُّ بَزًّا من هَجَر، فجاءنا النبي -صلى الله عليه وسلم- فَسَاوَمَنَا بسَرَاوِيلَ، وعندي وَزَّانٌ يَزِنُ بالأَجْر، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم- للوَزَّان: «زِنْ وأرْجِح».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

أن صفوان بن سُوَيْدِ وَمَخْرَمَةُ العَبْدِيُّ -رضي الله عنهما- جاءا بثياب من بلدة يقال لها هجر. "فجاءنا النبي -صلى الله عليه وسلم- فَسَاوَمَنَا بسَرَاوِيلَ" أي أراد النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يشتري منهما سراويل، ففاصلهما في السِعر وفي رواية للنسائي: " فاشترى منَّا سراويل" ولم يذكر المفاصلة. "وعندي وَزَّانٌ يَزِنُ بالأَجْر" أي: يوجد في السوق رجل عنده ميزان، والناس يزنون عنده ويعطونه أجرة على الوزن. فقال النبي -صلى الله عليه وسلم- للوَزَّان: "زِنْ وأرْجِح" أي: أمر النبي -صلى الله عليه وسلم- الوَزَّان أن يزيد في الكِفة التي فيها السلع التي توزن بحيث تميل الكِفة وترجح على الأخرى، وليس معنى ذلك: أنها تميل ميلًا عظيمًا، فهذا قد يكون فيه ضرر على البائع، لكن يميل الميزان ميلا يسيرا، بحيث يتحقق أن المشتري قد أخذ حقه من غير نقص، وذكر الوزن في هذا الحديث لا علاقة له بشراء السراويل، فإن السراويل لا توزن.

تولو اور کچھ جھکتا ہوا تولو

٦٨٦. حديث:

ابو صفوان سوید بن قیس - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اور مخرمہ عبدی ہجر کے علاقے سے کچھ کپڑا خرید کر لائے۔ رسول اکرم ﷺ ہمارے پاس سے گزرے ہم سے کچھ شلواروں کا بھاؤ طے کیا۔ میرے پاس ہی ایک وزن کرنے والا تھا جو اجرت لے کر تولا کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے اس وزن کرنے والے کو مخاطب ہو کر کہا کہ ''تولو اور کچھ جھکتا ہوا تولو''۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

صفوان بن سوید اور مخرمہ عبدی - رضی اللہ عنہما - ہجر نامی ایک علاقے سے کچھ کپڑا لے کر آئے۔ "فجاء نا النبي - صلى الله عليه وسلم - فَسَاوَمَنَا بسَرَاوِيلَ"۔ یعنی نبی ﷺ ان سے کچھ شلواریں خریدنا چاہتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے بھاؤ تاؤ کیا۔ سنن نسائی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: "فاشترى منَّا سراويل" یعنی اس روایت میں بھاؤ تاؤ کا ذکر نہیں ہے۔ "وعندي وَزَّانٌ يَزِنُ بالأَجْر"۔ یعنی بازار میں ایک وزن کرنے والا تھا جس سے لوگ پیسے دے کر وزن کرایا کرتے تھے۔ نبی ﷺ نے وزان سے کہا کہ: "زِنْ وأرْجِح"۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ نے وزن کرنے والے کو حکم دیا کہ جس پلڑے میں سودا ہو اُسے وزن کرتے ہوئے ذرا زیادہ رکھے تاکہ وہ کچھ جھک جائے اور دوسرے پلڑے سے ذرا وزنی ہو جائے۔ اس کا معنی یہ بالکل نہیں ہے کہ وہ بہت زیادہ جھک جائے کیوں کہ اس سے تو فروخت کنندہ کو نقصان ہو گا بلکہ مراد یہ ہے کہ تھوڑا سا جھک جائے بایں طور کہ یقین ہو جائے کہ خریدار نے بغیر کسی کمی کے اپنا پورا حق لے لیا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه المعاملات > البيوع

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي والنسائي والدارمي.

التخريج: أبو صفوان سُوَيْدِ بن قيس -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- جلبت : جلبه ساقه من موضع إلى آخر.
- بزا : البز : الثياب، أو متاع البيت من الثياب ونحوه.

- هجر : اسم بلد قريبة من البحرين.
- ساومنا : من المساومة وهي المجاذبة بين البائع والمشتري على السلعة وفصل ثمنها.
- سروايل : لباس يغطي ما بين السرة والركبة وله أكمام كالبنطال ونحوه.
- وزان يزن بالأجر : يأخذ على وزنه أجرة.
- زن وأرجح : زن قدر الثمن المتفق عليه وزد شيئا عليه.

فوائد الحديث:

١. جواز المفاصلة شريطة ألا يكون في ذلك ما يُضَجِّر البائع.
٢. يستحب للمشتري أن يتسامح مع البائع ويزيد له شيئا على الثمن المتفق عليه.
٣. يستحب للبائع أن يتنازل عن شيء من الثمن أو يزيد شيئا في السلعة بعد الرضى بها.
٤. جواز اتخاد الوزان وأخذ الأجرة على عمله.
٥. جواز أن يطلب المشتري من البائع أن يرجح في الوَزْن.
٦. بيان ما كان عليه النبي -صلى الله عليه وسلم- من تسامح وحسن معاملة، وكريم خلق.
٧. جواز لبس السراويل.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه . - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - كنوز رياض الصالحين، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه - مرقاة المفاتيح :علي بن سلطان محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري - دار الفكر، بيروت - لبنان الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ-٢٠٠٢م - سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت - سنن الترمذي - محمد بن عيسى ، الترمذي، تحقيق وتعليق:أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقي وإبراهيم عطوة عوض -شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م - السنن الكبرى للنسائي - حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي- أشرف عليه: شعيب الأرناءوط مؤسسة الرسالة – بيروت الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ، ٢٠٠١ م - مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي) عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل الدارمي التميمي - تحقيق: حسين سليم أسد الداراني - دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ - ٢٠٠٠ م - صحيح الجامع الصغير وزياداته - الألباني دار المكتب الإسلامي.

الرقم الموحد: (3737)

٦٨٧. الحديث:

عن الحسن، أن أبا بَكْرَة جاء ورسول الله راكع، فركع دون الصَّف ثم مَشَى إلى الصَّف فلما قَضَى النبي -صلى الله عليه وسلم- صلاته، قال: «أيُّكم الذي ركع دون الصَّف ثم مَشَى إلى الصَّف؟» فقال أبو بَكْرَة: أنا، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «زادَكَ الله حِرْصًا ولا تَعُد».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

أن أبا بَكْرَة دخل المسجد فوجد النبي -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه في حال الرُّكوع، فبَادر بالرُّكوع قبل أن يَصل إلى الصَّف لأجل أن يدرك الرَّكعة، ثم مَشَى إلى الصَّف وهو راكع، حتى دخل مع المأمومين في الصِّف. فالنبي -صلى الله عليه وسلم- شَعَر بحركة خَلف الصَّف، وأن هناك من جاء مسرعا وركع قبل أن يصل إلى الصَّف، بل من خصائصه أنه يرى من خلفه في الصلاة كما يرى من أمامه، فلمَّا فرغ النبي -صلى الله عليه وسلم- من صلاته سأل قائلا: من الذي ركع قبل الصَّف ثم مَشَى إلى الصَّف؟ فقال أبو بَكْرَة: أنا يعني: أنا من فعل ما ذكرت يا رسول الله، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم-: زادك الله رغْبَة وشِدة في الخير، والمُسَارعة إليه، ولا تَعُد إلى الإسْرَاع في المشي لإدراك الركعة ولا الرُّكوع قبل الصف؛ لأن الإسْرَاع مُناف للسَّكينة والوَقار، وقد قال -صلى الله عليه وسلم-: (لا صلاة لمنفرد خلف الصَّف)، وفعل أبي بكرة لم يدخل فيه لأنه انفراد بعمل يسير، كمن ركع وحده ثم أدرك آخر وصف معه في حال الركوع، لكنه لا يشرع لقوله: (ولا تعد).

٦٨٧. حدیث:

حسن سے روایت ہے کہ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ (مسجد میں) آئے اس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں تھے، توانہوں نے صف میں پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کرلیا، پھر وہ صف میں ملنے کے لیے چلے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے، توآپ نے پوچھا: ''تم میں سے کس نے صف میں پہنچنے سے پہلے رکوع کیا تھا، پھر وہ صف میں ملنے کے لیے چل کر آیا؟'' ابو بکرہ نے کہا: میں نے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تمہاری (نیکی کی) حرص کو بڑھائے، دوبارہ ایسا نہ کرنا۔''

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو رکوع کی حالت میں پایا، چناں چہ انہوں نے صف میں پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کرلیا تاکہ رکعت پاسکیں، پھر وہ رکوع کی حالت میں صف میں ملنے کے لئے چلے یہاں تک کہ مقتدیوں کے ساتھ صف میں داخل ہو گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صف کے پیچھے کی حرکت کو محسوس کیا اور سمجھ گئے کہ کوئی تیز چل کر آیا ہے اور صف میں پہنچنے سے پہلے رکوع کیا ہے، بلکہ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے تھی کہ آپ نماز میں اپنے پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھ لیتے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے سے دیکھتے۔ پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: تم میں سے کس نے صف میں پہنچنے سے پہلے رکوع کیا تھا، پھر صف میں ملنے کے لئے چل کر آیا؟ ابو بکرہ نے کہا: میں نے، یعنی جو آپ دریافت کررہے ہیں اے اللہ کے رسول! وہ میں نے کیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تمہاری نیکی کی حرص وچاہ اور رغبت کو بڑھائے، لیکن دوبارہ رکعت پانے کے لئے تیز چل کر نہ آنا اور نہ صف میں پہنچنے سے پہلے رکوع کرنا، اس لئے کہ جلد بازی سکون اور وقار کے منافی وخلاف ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ہے کہ: ''صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز نہیں ہوتی۔'' ابو بکرہ کا عمل اس سے خارج ہے کیوں کہ صف کے پیچھے ان کا تنہا رہنا تھوڑی دیر کے لیے تھا، جیسے کہ کسی نے تنہا رکوع کیا اور حالت رکوع ہی میں کوئی اس کے ساتھ آکر مل گیا، پھر بھی ایسا کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان: ''دوبارہ ایسا نہ کرنا'' کی وجہ سے مشروع ودرست نہیں ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام الإمام والمأموم
راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد، وأصله عند البخاري.
التخريج: أبو بكرة نُفَيع بن الحارث الثقفي -رضي الله عنه-
مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- حِرْصًا : معناه: الرَّغبة الشَّدِيدة في الخير، والمُسَارعة إليه.
- ولا تَعُد : أي: إلى السُرعة، لإدراك الرَّكعة، والرُّكوع دون الصف.

فوائد الحديث:

١. أن من أدرك الإمام راكعاً، فركع دون الصَّف، ثم دخل فيه، أو وقف معه آخر فقد أدرك الرَّكعة.
٢. النَّهي عن الدخول في الصلاة قبل الوصول إلى الصَّف؛ لقوله: (ولا تَعُد).
٣. نهي النَّبي -صلى الله عليه وسلم- أبا بَكرة عن الإسراع إلى الصلاة؛ لأنَّه مُناف للسَّكينة والوَقَار.
٤. أنَّ المَشْي اليَسِير في الصلاة لمصلحتها لا يَضر الصلاة، ولا يُخِلُّ بها؛ لقوله: (ثم مَشَى إلى الصَّف).
٥. أنَّ الركعة تُدرك بإدراك الرُّكوع مع الإمام؛ فالنبي -صلى الله عليه وسلم- أجاز له ركعته، ولو كانت غير مجزئة لأمره بإعادتها، وقد حكى الإجماع على ذلك شيخ الإسلام ابن تيمية -رحمه الله تعالى.-
٦. استدل به على جواز صلاة المنفرد خلف الصَّف، وهذا الاستدلال فيه نظر؛ لأن أبا بَكْرَة -رضي الله عنه- لم يستمر في جميع صلاته منفردا، بل كَبَّر منفردا، ثم ركع ثم دخل في الصف قبل أن يرفع الإمام رأسه من الرُّكوع، وعلى هذا لا يتم الاستدلال بهذا الحديث على جواز الصلاة منفردا خلف الصف.
٧. سقوط قراءة الفاتحة في حق من أدرك الإمام راكعا.
٨. فضيلة أبي بَكْرَة -رضي الله عنه- وحرصه على إدراك صلاة الجماعة ودُعَاء النبي -صلى الله عليه وسلم- له، وتأييد أنَّ ما فعله هو من دواعي الحرص على العبادة، وطاعة الله.
٩. حُسن خُلق النبي -صلى الله عليه وسلم- ؛ حيث لم يُعنف أبا بَكَرَة -رضي الله عنه- بل علَّمه ما يجهله برفق.
١٠. أن من ارتكب محظورا جاهلا فإنه لا إثم عليه، لكن يُعلَّم كما فعل النبي -صلى الله عليه وسلم- مع أبي بَكرة -رضي الله عنه.-
١١. المستحب الدخول في الصلاة مع الإمام على أية حال وجده عليها، سواء كان راكعا أو ساجدا، ولا ينتظره حتى يستتم قائما.
١٢. المُبادرة في إنكار المنكر وعدم السُّكوت عليه، والقاعدة عند الفقهاء : "لا يجوز تأخير البيان عن وقت الحاجة."

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. مسند الإمام أحمد، تأليف: أحمد بن محمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: الناشر: مؤسسة الرسالة ، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. سبل السلام، تأليف: محمد بن إسماعيل الصنعاني، الناشر: دار الحديث. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة.

الرقم الموحد: (11302)

زوجتكها بما معك من القرآن

میں نے تمہاری شادی اس عورت سے ان سورتوں کے بدلے کردی جو تمہیں یاد ہے

٦٨٨. الحديث:

عن سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنهما- أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- جاءته امرأة فقالت: إني وَهَبْتُ نفسي لك: فقامت طويلا، فقال رجل: يا رسول الله، زَوِّجْنِيهَا، إن لم يكن لك بها حاجة. فقال: هل عندك من شيء تُصْدِقُهَا؟ فقال: ما عندي إلا إِزَارِي هذا. فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: إِزَارُكَ إن أَعْطَيْتَهَا جلست ولا إِزَارَ لك، فالْتَمِسْ شيئا قال: ما أجد. قال: الْتَمِسْ ولو خَاتَمًا من حَدِيدٍ. فالْتَمَسَ فلم يجد شيئا. فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- هل معك شيء من القرآن؟ قال: نعم. فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: زَوَّجْتُكَهَا بما معك من القرآن».

٦٨٨. حدیث:

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت نے آکر عرض کیا کہ میں نے اپنے آپ کو آپ کے لیے ہبہ کر دیا۔ پھر وہ کافی دیر کھڑی رہی (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہیں دیا) تو ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ کو اس کی حاجت نہ ہو تو اس سے میری شادی کر دیجئیے۔ آپ نے فرمایا: "کیا تمہارے پاس مہر ادا کرنے کے لیے کوئی چیز ہے؟"، اس نے عرض کیا: میرے پاس میرے اس تہبند کے سوا کچھ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم اپنا تہبند اسے دے دو گے تو تم بغیر تہبند کے رہ جاؤ گے، لہذا تم کوئی اور چیز تلاش کرو"، اس نے عرض کیا: میں کوئی چیز نہیں پا رہا ہوں۔ آپ نے (پھر) فرمایا: "تم تلاش کرو، بھلے لوہے کی ایک انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو"۔ چناں چہ اس نے تلاش کیا لیکن اسے کوئی چیز نہیں ملی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تمہیں کچھ قرآن یاد ہے؟"، اس نے کہا: جی ہاں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے تمہاری شادی اس عورت سے ان سورتوں کے بدلے کر دی جو تمہیں یاد ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

خُص النبي -صلى الله عليه وسلم- بأحكام ليست لغيره. منها: تزوجه من تهب نفسها له بغير صداق، فجاءت امرأة واهبة له نفسها، لعلها تكون إحدى نسائه. فنظر إليها فلم تقع في نفسه، ولكنه لمْ يردها، لئلا يخجلها، فأعرض عنها، فجلست، فقال رجل: يا رسول الله، زَوجْنيهَا إن لم يكن لك بها حاجة. وبما أن الصداق لازم في النكاح، قال له: هل عندك من شيء تصدقها؟. فقال: ما عندي إلا إزاري. وإذا أصدقها إزاره يبقى عريانا لا إزار له، فلذلك قال له: "التمس، ولو خاتَماً من حديد". فلما لم يكن عنده شيء قال: "هل معك شيء من القرآن؟" قال: نعم. قال

اجمالی معنی:

کچھ احکام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہیں جو دوسروں کے لئے جائز نہیں: انہیں میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح کرنا بغیر کسی مہر کے اس عورت سے جو خود سے اپنے آپ کو آپ کے لئے ہبہ کر دیے، چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور اس نے اپنے آپ کو آپ کے لئے ہبہ کر دیا اس امید میں کہ شاید وہ آپ کی ایک بیوی بن سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا لیکن وہ آپ کے دل میں جگہ نہ بنا سکی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس نہیں کیا تاکہ وہ شرمندہ نہ ہو، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کیا، تو وہ بیٹھ گئی تو ایک شخص کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ کو حاجت نہیں تو اس سے میرا نکاح کرا دیجئے۔ چوں کہ نکاح میں مہر ضروری ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے فرمایا: کیا تمہارے پاس اسے مہر میں ادا کرنے کے لئے کچھ ہے؟ وہ بولا: میرے اس تہبند

-صلى الله عليه وسلم-: زوجتكها بما معك من القرآن، تعلمها إياه، فيكون صداقها.

کے علاوہ میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ اور اگر وہ اپنا ازار اسے مہر میں دے دیتا تو ننگا بچتا، اس کے پاس کوئی ازار نہیں رہتا، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تلاش کرو چاہے لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو'' جب اس کے پاس (تلاش کرنے کے باوجود) کچھ نہ ملا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: ''کیا تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟'' کہنے لگا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا: جو کچھ تجھے قرآن یاد ہے اسی کے یاد کرانے کے بدلے میں نے اس کے ساتھ تیرا نکاح کر دیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > الصداق

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: سهل بن سعد الساعدي -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- وهبت نفسي لك : أعطيتك أمر نفسي لأن رقبة الحر لا تملك.
- طويلا : قياما طويلا.
- جلست و لا إزار لك : بقيت وليس عندك إزار فتنكشف عورتك، والإزار ثوب يحيط بالنصف الأسفل من البدن.
- فالتمس : فاطلب.
- ولو خاتما من حديد : ولو كان الذي تجده خاتما من حديد فأصدقها إياه.
- زوجتكها بما معك من القرآن" : في رواية البيهقي في "المعرفة": "انطلق فقد زوجتكها بما تعلمها من القرآن"، وهي مبينة.
- الصداق : مهر الزوجة.

فوائد الحديث:

١. جواز عرض المرأة نفسها، أو الرجل ابنته، على رجل من أهل الخير والصلاح.

٢. جواز نظر من له رغبة في الزواج إلى المرأة التي يريد الزواج منها، والحكمة في ذلك، ما أشار إليه -صلى الله عليه وسلم- بقوله: "انظر إليها، فهو أحرى أن يؤدم بينكما".والمسلمون -الآن- بين طَرَفَيْ نقيض.فمنهم: المتجاوزون حدود الله تعالى، بتركها مع خطيبها في المسارح والمتنزهات والخلوات.ومنهم: المقصرون الذين يمنعون رؤيتها ممن يريد الزواج. وسلوك السبيل الوسط هو الحق كما قال تعالى: { وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَاماً }.

٣. ولاية الإمام على المرأة التي ليس لها ولي من أقربائها.

٤. أنه لابد من الصداق في النكاح، لأنه أحد العوضين.

٥. يجوز أن يكون الصداق يسيرا جدا للعجز لقوله: "ولو خاتما من حديد"، على أنه يستحب تخفيفه للغني والفقير؛ لما في ذلك من المصالح الكثيرة.

٦. الأَولى ذكر الصداق في العقد ليكون، أقطع للنزاع، فإن لم يذكر، صح العقد، ورجع إلى مهر المثل.

٧. أن خطبة العقد لا تجب، حيث لم تذكر في هذا الحديث.

٨. أنه يصح أن يكون الصداق منفعة، كتعليم قرآن، أو فقه، أو أدب، أو صنعة، أو غير ذلك من المنافع.

٩. أن النكاح ينعقد بكل لفظ دال عليه.والدليل على ذلك، ألفاظ الحديث، فقد ورد بلفظ "زوجتكها" وبلفظ "مَلَّكْتُكَهَا" وبلفظ "أمكناكَهَا".

١٠. حسن خلقه ولطفه -صلى الله عليه وسلم-، إذ لم يردها حين لم يرغب فيها، بل سكت حتى طلبها منه بعض أصحابه.

١١. لا دلالة بحديث الكتاب على جواز لبس خاتم الحديد، لأنه لا يلزم من جواز الاتخاذ جواز اللبس، وقد جاء رجل إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- وعليه خاتم من حديد، فقال: مالي أرى عليك حلية أهل النار؟ فطرحه، وقد أخرج هذا الحديث أصحاب السنن.

١٢. المراوضة في الصداق وخطبة المرء لنفسه.

المصادر والمراجع:
تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام لفيصل بن عبد العزيز آل المبارك ، ط٢، ١٤١٢هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١ه الإفهام في شرح عمدة الأحكام لابن باز، تحقيق: سعيد القحطاني، ط١، مؤسسة عبد العزيز بن باز الخيرية، ١٤٣٤هـ. صحيح البخاري، ط١، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (6045)

سَتُفْتَحُ عليكم أَرَضُونَ، ويَكْفِيكُمُ اللهُ، فلا يَعْجِزْ أَحَدُكُم أن يَلْهُوَ بِأَسْهُمِهِ

عنقریب علاقے تمہارے لئے فتح کردیے جائیں گے اور (دشمنوں کے مقابلے میں) اللہ تمہارے لیے کافی ہوجائے گا چنانچہ تم میں سے کوئی بھی اپنے تیروں سے کھیلنے میں سستی نہ کرے۔

٦٨٩. الحديث:

عن عقبة بن عامر -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «سَتُفْتَحُ عليكم أَرَضُونَ، ويكفيكم الله، فلا يَعْجِزْ أحدكم أن يَلْهُوَ بِأَسْهُمِه».

٦٨٩. حدیث :

عقبہ بن عامر - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: عنقریب علاقے تمہارے لئے فتح کردیئے جائیں گے اور (دشمنوں کے مقابلے میں) اللہ تمہارے لئے کافی ہوجائے گا چنانچہ تم میں سے کوئی بھی اپنے تیروں سے کھیلنے میں سستی نہ کرے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أصحابه بأنه سَتُفْتح عليهم البلاد من غير اقتتال، فعليهم أن لا يعجزوا عن تَعَلُّم الرَّمي بالسهام، فإن ذلك من أولى ما يَلهو به المسلمون، -ما لم يُضَيَّع به حقًا واجبًا-؛ لأن ذلك مما يُعينهم على الجهاد في سبيل الله، وذلك من أفضل المقاصد وأسمى الغايات. وإنما كان التعبير باللهو؛ لأن النُّفوس مَجْبُولة على حُبِّه فعبر به، وإلا فإن المقصود الأعظم من تعلمه، هو: الإعداد في سبيل الله -تعالى-، لا مجرد اللعب به.

اجمالی معنی :

نبی ﷺ اپنے صحابہ کو خبر دے رہے ہیں کہ عنقریب علاقے بغیر لڑے ان کے لئے فتح ہوجائیں گے۔ چنانچہ ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ تیر اندازی سیکھنے میں سستی نہ کریں۔ یہ وہ سب سے بہترین مشغلہ ہے جس میں مسلمانوں کو مصروف رہنا چاہیے جب تک کہ اس میں کسی حقِ واجب کا ضیاع نہ ہو کیوں کہ یہ ایک ایسی شے ہے جو جہاد فی سبیل اللہ میں معاون ہوتی ہے جو کہ نہایت افضل مقصد اور بلند مرتبہ غایت ہے۔ "لہو" کا لفظ استعمال کیا گیا کیوں کہ دلوں میں فطری طور پر لہو و لعب کی محبت ہوتی ہے چنانچہ پیرایۂ تعبیر میں اس لفظ کو استعمال کیا گیا ورنہ تیر اندازی سیکھنے کا سب سے بڑا مقصد تو جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری کرنا ہے نہ کہ محض لہو و لعب۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عُقبة بن عامر الجُهَنِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- يكفيكم الله : أي الحرب والقتال لانتصاركم على معظم الأعداء.
- فلا يعجز : فلا يقعد ولا يضعف.
- يلهو بسهمه : أن يشغل وقت فراغه بالرمي بها تمرنا.

فوائد الحديث:

١. النَّدب إلى الرَّمي والتَّمرن عليه، ولو في غير وقت الحاجة إليه.
٢. دعوة الإسلام إلى الإعداد، والاستعداد، حتى في أوقات السلم؛ تحسبا لكل طارئ.
٣. من دلائل النبوة إخبار الرسول -صلى الله عليه وسلم- بما سيفتح على أمته من البلاد.
٤. الجهاد من أسباب كفاية الناس في معاشهم، وسعة أرزاقهم؛ لأن رزق هذه الأمة تحت رماحها، وليس في تخلفها وتثقلها إلى الأرض.

المصادر والمراجع:

نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، الناشر: دار ابن الجوزي، سنة النشر: ١٤١٨هـ- ١٩٩٧م. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة الأولى، ١٤٢٨هـ. شرح رياض الصالحين، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، الناشر: دار الوطن للنشر، الطبعة ١٤٢٦هـ التنوير شرح الجامع الصغير، تأليف: محمد بن إسماعيل الصنعاني، تحقيق: د. محمد إسحاق محمد إبراهيم، الناشر: مكتبة دار السلام، الطبعة الأولى، ١٤٣٢هـ. شرح الطيبي على مشكاة المصابيح، تأليف: شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي، تحقيق: د. عبد الحميد هنداوي، الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة -الرياض- الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ- ١٩٩٧م.

الرقم الموحد: (3720)

سُئِلَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- عَنِ الأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ

نبی ﷺ سے اس باندی کے بارے میں پوچھا گیا جو غیر شادی شدہ ہو اور زنا کا ارتکاب کرلے۔

٦٩٠. الحديث:

عن أبي هُرَيْرة وزَيْدُ بْنُ خَالِدٍ الجُهَنِيِّ -رضي الله عنهما- أنه سُئِلَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- عَنِ الأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ؟ قَالَ: «إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ بِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ». قالَ ابنُ شِهابٍ: «ولا أدري، أَبَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعةِ».

٦٩٠. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے اس باندی کے بارے میں پوچھا گیا جو غیر شادی شدہ ہو اور زنا کا ارتکاب کرلے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ زنا کرے تو اسے کوڑے مارو۔ اگر پھر زنا کرے تو اسے پھر کوڑے مارو اور اگر پھر زنا کرے تو پھر کوڑے مارو اور پھر اسے بیچ دو خواہ ایک رسی ہی کے عوض بکے۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ آیا تیسری دفعہ کے بعد بیچنے کا حکم دیا یا چوتھی دفعہ کے بعد۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سُئِلَ النبيُّ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ حَدِّ الأَمَةِ إذا زَنَتْ ولَم تُحْصَنْ، أي لَم تتزوج، فأَخْبَرَ -صَلَّى اللهُ عليه وسلم-: أَنَّ عَلَيْها الجَلْدَ، وجَلْدُها نِصْفُ ما على الحُرَّةِ مِنَ الحَدِّ، فَيكون خمسين جَلْدَة؛ لقوله تعالى: (فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ). ثُمَّ إذا زَنَتْ ثانيةً، تُجْلَدُ خمسين جلدةً أيضاً لَعَلَهَا تَرْتَدِع عَنِ الفَاحِشَة. فإذا زَنَت الثالثة ولم يَرْدَعْها الحَدُّ ولم تَتُبْ إلى اللهِ -تعالى- وتَخْشَ الفَضِيحة حِينئذٍ فاجْلِدُوها الحَدَّ وبِيْعُوها، ولو بأقلّ ثَمَن وهو الحبل الرَّخِيص؛ لأَنَّه لا خَيْرَ في بقائِها، وليس في اسْتقامَتِها رجاءٌ قريب وبُعْدُها أَوْلَى من قُرْبِها؛ لِئَلَّا تكون سَبَبَ شرٍّ في البيت الذي تُقيمُ فيه.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ سے اس باندی کی حد کے بارے میں دریافت کیا گیا جو محصنہ نہ ہو یعنی غیر شادی شدہ ہو اور زنا کرلے۔ نبی ﷺ نے بتایا کہ اسے کوڑے لگائے جائیں اور اسے لگائے جانے والے کوڑے آزاد عورت کی حد سے نصف ہوں گے یعنی پچاس کوڑے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ'' (النساء: ٢٥)۔ ترجمہ: "پس جب یہ لونڈیاں نکاح میں آجائیں پھر اگر وہ بے حیائی کا کام کریں تو انھیں آدھی سزا ہے اس سزا سے جو آزاد عورتوں کی ہے"۔ پھر اگر وہ دوبارہ زنا کرے تو اسے پھر پچاس کوڑے مارے جائیں تا کہ وہ بدکاری سے باز آجائے۔ جب وہ تیسری دفعہ زنا کرے اور سزا اسے برائی سے باز نہ رکھ سکے اور نہ ہی وہ اللہ کے حضور تائب ہو اور تمھیں رسوائی کا ڈر ہو تو اس صورت میں اس پر کوڑوں کی سزا نافذ کرکے اسے بیچ دو اگرچہ کم ترین قیمت یعنی ایک ارزاں رسی ہی کے عوض بکے۔ کیونکہ نہ تو اس کے تمہارے پاس رہنے میں کوئی خیر ہے اور نہ ہی اس کے راہ راست پر آنے کی کچھ امید ہے۔ چنانچہ اس کا دور رہنا قریب رہنے سے بہتر ہے تاکہ جس گھر میں تم رہائش پذیر ہو اس کے بگاڑ کا باعث نہ بنے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الحدود > حد الزنا

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-
زيد بن خالد الجُهني -رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- وَلَمْ تُحْصَنْ : بالتَزْوِيج.
- فَاجْلِدُوهَا : اضربوها نصف ما على الحرائر من الحد.
- بِضَفِيرٍ : الضَفِيْرُ الحَبْلُ.

فوائد الحديث:

١. حدُّ الأَمَةِ إذا زنَت ولم تُحْصن أن تجلد خمسين جلدة، ولا رجم عليها، وهو نصفُ ما على الحُرَّة غير المحصنة.

٢. أنه إذا تكرَّرَ منها الزِّنا وأقيم عليها الحد ولم يَرْدَعْها الجلدُ فإنها تباع ولو بأرْخَصِ ثَمَنٍ، لأنَّه لا خَير في بقَائِها، وقد يكون المكان الجديد سببًا في إصلاحها.

٣. أنَّ الزِّنا عَيْبٌ في الرَّقِيق، فإذا لم يَعْلَم به المشتري فلَه الخِيَارُ في رَدِّه.

٤. أنَّ للسَّيِّد إقامةُ الحدِّ في الجَلْدِ خَاصَة على رقيقه، أمَّا في القتْل والقَطْع، فإقامَتُه إلى الإمام.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، للشيخ إسماعيل الأنصاري -مطبعة السعادة، الطبعة الثانية، ١٣٩٢هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله البسام، تحقيق محمد صبحي حسن حلاق، مكتبة الصحابة، الشارقة، الطبعة العاشرة- ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (2968)

سُئِل رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: أي الصلاة أفضل؟ قال: طُول القُنُوتِ	رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سی نماز افضل ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "لمبے قیام والی نماز۔"
٦٩١. الحديث: وعن جابر -رضي الله عنه- قال: سُئِل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أي الصلاة أفضل؟ قال: «طُول القُنُوتِ».	**٦٩١. حدیث:** جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کون سی نماز افضل ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "لمبے قیام والی نماز۔"
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: سأل الصحابة رضوان الله عليهم النبي صلى الله عليه وسلم: أي الصلاة أفضل؟ وهذا السؤال من حرصهم على إصابة أكثر قدر من الحسنات، والمراد به: أي أنواع الصلوات أفضل؟ أو: أي أعمال الصلاة أفضل؟ القيام أم الركوع أم السجود؟ فأخبر صلى الله عليه وسلم أنه طول القيام فيها.	**اجمالی معنی:** صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ کون سی نماز سب سے زیادہ فضیلت والی ہے؟۔ یہ سوال اس لئے کیا گیا کیونکہ صحابہ کو اس بات کی چاہت تھی کہ وہ زیادہ سے زیادہ نیکیاں کر سکیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ: کس قسم کی نماز افضل ہے؟ یا پھر یہ مراد ہے کہ: نماز کا کون سا عمل افضل ہے؟ قیام کرنا یا رکوع کرنا یا سجدہ کرنا؟۔ چنانچہ آپ ﷺ نے بتایا کہ نماز میں لمبا قیام کرنا افضل عمل ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > فضل الصلاة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- القنوت : القيام.

فوائد الحديث:

١. أن تطويل القيام في الصلاة أفضل من تطويل الركوع والسجود، على قول، وقيل طول السجود؛ لأن أقرب ما يكون العبد من ربه في حال السجود.

المصادر والمراجع:

رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3569)

سأل رجل النبي -صلى الله عليه وسلم- وهو على المنبر، ما ترى في صلاة الليل؟ قال: مثنى مثنى، فإذا خشي الصبح صلى واحدة، فأوترت له ما صلى

ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اس وقت سوال کیا جب آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے کہ رات کی نماز کے بارے میں آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دو دو رکعت کر کے (پڑھو) اور جب صبح ہونے کا خدشہ ہو تو پھر ایک رکعت پڑھ لو وہ تمہاری ساری نماز کو طاق کر دے گی۔

٦٩٢. الحديث:

عن ابن عمر -رضي الله عنهما- قال: سَأل رَجُل النبي -صلَّى الله عليه وسلم- وهو على المِنْبَر، ما تَرى في صلاة الليل؟ قال: « مَثْنَى مَثْنَى، فإذا خَشْيَ الصُّبح صلَّى واحِدَة، فأَوْتَرت له ما صلَّى» وإنَّه كان يقول: اجْعَلُوا آخِر صَلاَتِكُمْ وتْرَا، فإنَّ النبِيَّ -صلَّى الله عليه وسلَّم- أمَر بِه. وفي رواية: فقيل لابن عمر: ما مَثْنَى مَثْنَى؟ قال: «أن تُسَلِّم في كل ركعتين».

٦٩٢. حدیث:

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اس وقت سوال کیا جب آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے کہ رات کی نماز کے بارے میں آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دو دو رکعت کر کے (پڑھو) اور جب صبح ہونے کا خدشہ ہو تو پھر ایک رکعت پڑھ لو وہ تمہاری ساری نماز کو طاق کر دے گی۔''، (ابن عمر رضی اللہ عنہما) یہ بھی فرماتے تھے کہ وتر کو اپنی آخری نماز بناؤ کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے اسی کا حکم دیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ دو دو سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ: ''ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرا جائے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: "سَأل رَجُل النبي -صلى الله عليه وسلم- وهو على المِنْبَر، ما تَرى في صلاة الليل". أي: ما الحكم الشَّرعي الذي علَّمك الله إياه، عن عدد ركعات صلاة الليل، والفصل فيها، أو الوَصل. وفي رواية في الصحيحين: (كيف صلاة الليل). قال: "مَثْنَى مَثْنَى". أي: اثنين اثنين، وفائدة التَّكرار: المُبالغة في التأكيد. ومعناه: أن المشروع في صلاة الليل أن يُسلِّم من كل ركعتين، كما فسره ابن عمر -رضي الله عنه-؛ لكن يُستثنى من ذلك صلاة الوتر، فلو أوتر بسبع أو خمس أو ثلاث، فله سردها ثم يسلم في الركعة الأخيرة. "فإذا خَشِيَ الصُّبح صلَّى واحدة". أي: خاف طلوع الفجر بادر بركعة واحدة، أي صلى ركعة بتشهد وسلام. "فأَوْتَرَت له ما صلَّى". والمعنى: أن الركعة التي أضيفت للشَّفع تُصَيِّر صلاته وترًا. "وإنه كان يقول". أي: أن راوي الحديث، وهو نافع: أخبر أن ابن عمر -رضي الله عنه- كان يقول: "اجْعَلوا آخر صَلاَتِكُمْ وتْرًا". وفي رواية مسلم: "اجعلوا آخر

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: "سَأَل رَجُل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو علی المِنْبَر، ما تَرَى فی صلاۃ اللیل" (ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اس وقت سوال کیا جب آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے کہ رات کی نماز کے بارے میں آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟) یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو خاص علم عطا فرمایا ہے اس کی روشنی میں رات کی نماز کی تعداد رکعات اور ان کے وصال اور انفصال کے حوالے سے شرعی حکم کیا ہے؟ صحیحین کی ایک روایت میں ہے (کیف صلاۃ اللیل) (رات کی نماز کیسے (پڑھی جاتی) ہے؟) فرمایا: "مَثْنَى مَثْنَى" (جوڑا جوڑا) یعنی دو، دو رکعات۔ تکرار سے بتانے کا مقصد تاکید میں مبالغہ ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ رات کی نماز کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا جائے جیسا کہ اس کی وضاحت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس طرح کی ہے۔ تاہم اس سے نمازِ وتر مستثنیٰ ہے۔ اگر انسان وتر سات یا پانچ یا تین رکعات پڑھتا ہے تو انھیں ایک ساتھ پڑھے گا اور آخری رکعت میں سلام پھیر دے گا۔ "فإذا خَشِيَ الصُّبح صلَّى واحدة" (جب صبح ہونے کا ڈر ہو تو ایک ہی رکعت وتر پڑھے گا)۔ یعنی طلوعِ فجر کا خدشہ ہو تو پھر جلدی سے ایک رکعت پڑھ لے۔ یعنی ایک رکعت پڑھ کر تشہد کرے اور سلام پھیر دے۔ "فأَوْتَرَت له ما صلَّى" (اس نے جو بھی نمازی پڑھی ہے اس کو طاق کر دے گا) مطلب یہ کہ ایک رکعت

صلاتكم بالليل وترا". والمعنى: اجعلوا آخر تهجدكم بالليل وترا. ثم بَيَّن ابن عمر -رضي الله عنه- أن قوله: "اجعلوا آخر صلاتكم وترا" أنه من قَبيل المرفوع لا اجتهاد منه -رضي الله عنه-؛ لقوله: "فإن النبي -صلى الله عليه وسلم- أمَر به". أي: أمَر؛ بأن نجعل صلاة الوتر ختاما لصلاة الليل، كما أن صلاة المَغرب وِتر صلاة النهار وختامها؛ فكذلك صلاة الوِتر بالنسبة لقيام الليل. وفي رواية: فقيل لابن عمر: ما مَثْنَى مَثْنَى؟". أي: ما معنى قوله -صلى الله عليه وسلم-: "مَثْنَى مَثْنَى؟". فبَيَّن ابن عمر مُراد النبي -صلى الله عليه وسلم-: بقوله: "أن تُسَلِّم في كل ركعتين". يعني: تصلِّي ركعتين، ثم تسلِّم، ثم تصلِّي ركعتين، ثم تسلِّم... من غير زيادة عليهما.

کے اضافہ کے ساتھ جفت نماز طاق ہو جائے گی۔ "وإنہ کان یقول" (اور وہ یہ کہتے تھے) یعنی راویٔ حدیث حضرت نافع فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ: "اجْعَلوا آخر صَلاَتِكُم وِتْرًا" (وتر کو اپنی آخری نماز بناؤ) اور مسلم کی روایت میں ہے: "اجعلوا آخر صلاتكم بالليل وترا" (اپنی رات کی آخری نماز کو وتر کیا کرو) اس کا مطلب ہے کہ اپنی رات کی تہجد کی نماز کو وتر کیا کرو۔ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے قول کے بارے میں وضاحت فرماتے ہیں "اجْعَلوا آخر صَلاَتِكُم وِتْرًا" (کہ اپنی آخری نماز کو 'وتر' کرو) یہ مرفوع روایت ہے ان کا اپنا اجتہاد نہیں ہے،.جس کی دلیل خود ان کا یہ قول ہے "فإن النبي صلى الله عليه وسلم أَمَر به" (بے شک نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا تھا) یعنی یہ حکم دیا کہ ہم رات کی نماز کا اختتام نماز وتر سے کریں.جس طرح سے کہ دن کی نمازوں کو وترا اوران کا اختتام نمازِ مغرب کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہی مناسبت نماز وتر کی قیام اللیل کے ساتھ بھی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا ''ما مَثْنَى مَثْنَى؟ "کہ دو دو (جوڑا جوڑا) رکعات سے کیا مراد ہے؟ یعنی رسول اللہ ﷺ کے فرمان ''دو دو'' سے کیا مراد ہے؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وضاحت یوں فرمائی کہ "أن تُسَلِّم في كل ركعتين" (ہر دو رکعت میں سلام پھیر دے)۔ یعنی دو رکعتیں پڑھو پھر سلام پھیر دو، پھر دو رکعتیں پڑھو اور سلام پھیر دو، بغیر کسی کمی بیشی کے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- أَوْتَرت : الوتر: يُراد به الرَّكعة المُفردة، أو العَدد المقطوع على فَرد.
- خشِي : هي الخوف المقرون بالعلم.
- صلاتكم : الصلاة: التعبد لله -تعالى- بأقوال وأفعال معلومة، مفتتحة بالتكبير، مختتمة بالتسليم.

فوائد الحديث:

١. فيه حرص ذلك الصحابي على أخذ العلم.
٢. فيه إجابة السَّائل على مَشهد من الناس؛ لتعميم الفائدة.
٣. فيه أن الأصل في صلاة الليل أن يسلِّم من كل ركعتين، في غير الوِتر.
٤. فيه أن صلاة الليل غير مُقيدة بعَدد؛ لإطلاق اللفظ.
٥. فيه دليل على أن صلاة الليل يَمتد وقتها إلى طلوع الفَجر، فإذا طلع الفجر خرج وقت صلاة الليل.
٦. فيه دليل على أن الأفضل أن يكون الوتر بعد شفع.
٧. فيه دليل على خَتْم صلاة الليل بالوِتر.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، أحمد بن محمد القسطلاني القتيبي، الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر، الطبعة: السابعة ١٣٢٣هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (11259)

سألت ابن عباس عن المتعة ؟ فأمرني بها، وسألته عن الهدي؟ فقال: فيه جزور، أو بقرة، أو شاة، أو شرك في دم، قال: وكان ناس كرهوها

میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تمتع کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مجھے اس کے کرنے کا حکم دیا، پھر میں نے قربانی کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ: تمتع میں ایک اونٹ، یا ایک گائے یا ایک بکری (کی قربانی واجب ہے) یا کسی (اونٹ یا گائے وغیرہ کی) قربانی میں شریک ہوجائے، ابوجمرہ نے کہا کہ بعض لوگ تمتع کو ناپسندیدہ قرار دیتے تھے۔

٦٩٣. الحديث:

عن أبي جَمرة -نصر بن عمران الضُّبَعي- قال: «سألت ابن عباس عن المُتْعَةِ؟ فأمرني بها، وسألته عن الهَدْيِ؟ فقال: فيه جَزُورٌ، أو بقرةٌ، أو شَاةٌ، أو شِرْكٌ في دم، قال: وكان ناس كرهوها، فنمت، فرأيت في المنام: كأن إنسانا ينادي: حَجٌّ مَبْرُورٌ، ومُتْعَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ. فأتيت ابن عباس فحدثته، فقال: الله أكبر! سُنَّةُ أبي القاسم -صلى الله عليه وسلم-».

٦٩٣. حدیث:

ابوجمرہ نصر بن عمران الضبعی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تمتع کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مجھے اس کے کرنے کا حکم دیا، پھر میں نے قربانی کے متعلق پوچھا؟ آپ نے فرمایا کہ تمتع میں ایک اونٹ، یا ایک گائے یا ایک بکری (کی قربانی واجب ہے) یا کسی (اونٹ، یا گائے کی) قربانی میں شریک ہو جائے۔ ابوجمرہ نے کہا کہ بعض لوگ حج تمتع کو ناپسندیدہ قرار دیتے تھے۔ پھر میں سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص پکار رہا ہے: یہ حج مبرور ہے اور یہ مقبول تمتع ہے۔ چنانچہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے خواب کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا: ''اللہ اکبر! یہ تو ابوالقاسم ﷺ کی سنت ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سأل أبو جمرة ابن عباس -رضي الله عنهما- عن التمتع بالعمرة إلى الحج، فأمره بها، ثم سأله عن الهدي المقرون معها في الآية في قوله -تعالى- {فمن تمتع بالعمرة إلى الحج فما استيسر من الهدي}، فأخبره أنه جزور، وهي أفضله، ثم بقرة، ثم شاة، أو سُبع البدنة أو البقرة، أي: أن يشترك مع من اشتركوا فيهما للهدي أو الأضحية، حتى يبلغ عددهم سبعة. فكأن أحدا عارض أبا حمزة في تمتعه، فرأى هاتفا يناديه في المنام "حج مبرور، ومتعة متقبلة" فأتى ابن عباس -رضي الله عنهما-؛ ليبشره بهذه الرؤيا الجميلة، ولما كانت الرؤيا الصالحة جزءا من أجزاء النبوة، فرح ابن عباس -رضي الله عنهما- بها واستبشر أن وفقه الله -تعالى- للصواب، فقال: الله أكبر، هي سنة أبي القاسم -صلى الله عليه وسلم-.

اجمالی معنی:

ابوجمرہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عمرہ کے ساتھ حج (حج تمتع کرنے) کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے ایسا کرنے کا حکم دیا۔ پھر ان سے قربانی کے بارے میں سوال کیا گیا جو کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں حکم موجود ہے: {فمن تمتع بالعمرة إلى الحج فما استيسر من الهدي} ''پس جو شخص عمرے سے لے کر حج تک تمتع کرے پس اسے جو قربانی میسر ہو اسے کر ڈالے''۔ تو انھوں نے بتایا کہ اونٹ کی قربانی سب سے افضل ہے پھر اس کے بعد گائے، پھر بکری یا پھر اونٹ یا گائے میں سات افراد کی شراکت۔ یعنی سات افراد ایک قربانی یا ہدی میں شریک ہوجائیں۔ ان میں سے ایک شخص کو ابو حمزہ کے تمتع پر اعتراض تھا۔ انھوں نے خواب میں ایک منادی لگانے والے کو دیکھا کہ وہ یہ کہہ رہا تھا "حج مبرور، ومتعة متقبلة" (حج مبرور، تمتع قبول) تو وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تاکہ ان کو یہ خوبصورت خواب بتائیں کیوں کہ اچھا خواب نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما خوش ہو گیے اور یہ خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں درست کام کی توفیق عطا فرمائی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ''اللہ اکبر! یہ ابو القاسم ﷺ کی سنت ہے''۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام ومسائل الحج والعمرة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الهَدْي : الهدي هو: ما يهديه الحاج إلى الكعبة، سمي بذلك؛ لأنه مبذول للتقرب والتحبب إلى المبذول له: كالهدية.
- فقال فيه : قال ابن عباس في جوابه عن الهدي، فالضمير يعود على الهدي، وفي صحيح البخاري: فقال فيها، أي: المتعة.
- الجَزُور : هو الذكر أو الأنثى من الإبل.
- الشَاة : هي الذكر أو الأنثى من الضأن أو المعزى.
- شِرْكٌ : أي: مشاركة في ذبيحة من البقر أو الإبل.
- ناس : جماعة.
- كَرِهُوها : كرهوا المتعة في الحج.
- يُنَادِي : يصوت، وفي رواية: فأتاني آت في منامي فقال.
- الحج : الحج في اللغة: القصد، وفي الشرع: القصد إلى البيت الحرام؛ لأعمال مخصوصة في أزمنة مخصوصة.
- حَجٌّ : أي: حجك حج.
- مَبرُور : موافق للشرع.
- التمتع : التمتع في اللغة: فعل ما به متعة، في الشرع: أن يحرم بالعمرة في أشهر الحج ويحل منها، ثم يحرم بالحج من عامه.
- ومُتعَةٌ مُتَقَبَّلَة : مرضية عند الله -تعالى.-
- فحَدَّثتُهُ : فأخبرته بما رأيت في منامي.
- الله أكبر : الله أعظم وأجل.
- سُنَّة : طريقة وشريعة، وهي: خبر لمبتدأ محذوف، أي: هذه سنة.
- أبي القاسم : كنية النبي، والقاسم أكبر أولاده.

فوائد الحديث:

١. حرص السلف على نشر العلم.

٢. جواز التمتع والإتيان بالعمرة في أشهر الحج.

٣. فضيلة ابن عباس -رضي الله عنهما-، حيث أفتى بموافقة السنة مع وجود المخالفين له.

٤. المراد بالهدي المذكور في قوله -تعالى-: {فما استيسر من الهدي} البدنة أو البقرة، أو الشرك فيهما أو الشاة.

٥. الاستئناس بالرؤيا فيما يقوم عليه الدليل الشرعي؛ تأييدا بها، لأنها عظيمة القدر في الشرع، وجزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة، قال ابن دقيق العيد: هذا الاستئناس والترجيح لا ينافي الأصول.

٦. الفرح بإصابة الحق، والاغتباط به؛ لأنه علامة التوفيق.

٧. التكبير عند التعجب: سواء كان للفرح بالواقع أو إنكاره.

٨. جواز تكنية النبي -صلى الله عليه وسلم- في مقام الخبر عنه دون ندائه به.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ ١٩٨٨م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3072)

سألت أنس بن مالك: أكان النبي -صلى الله عليه وسلم- يُصَلِّي في نَعْلَيْهِ؟ قال: نعم	میں (سعید بن یزید) نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ "کیا نبی ﷺ اپنے جوتوں میں نماز پڑھتے تھے"؟ تو انھوں نے کہا 'ہاں'۔
٦٩٤. الحديث: عن مَسْلَمَةَ سَعِيدِ بْنِ يَزِيد قال: سألت أنس بن مالك: أكان النبي -صلى الله عليه وسلم- يُصَلِّي في نَعْلَيْهِ؟ قال: «نعم».	**٦٩٤. حدیث:** حضرت ابو مسلمہ سعید بن یزید فرماتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ 'کیا نبی ﷺ اپنے جوتوں میں نماز پڑھتے تھے؟ تو انھوں نے کہا 'ہاں'۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: من المقاصد الشرعية مخالفة أهل الكتاب، وإزالة كل شيء فيه مشقة وحرج على المسلم، وقد سأل سعيد بن يزيد وهو من ثقات التابعين أنس بن مالك -رضي الله عنه- عن النبي صلى الله عليه وسلم: أكان يصلي في نعليه؛ ليكون له قدوة فيه؟ أو كأنه استبعد ذلك لما يكون فيها من القذر والأذى غالبًا، فأجابه أنس: نعم، كان يصلي في نعليه، وأن ذلك من سنته المطهرة، وهذا ليس خاصًّا بأرض أو زمن معين.	**اجمالی معنی:** یہود کی مخالفت اور اس چیز کا ازالہ جس میں مسلمانوں کے لیے کوئی تنگی یا مشقت ہو اس کو دور کرنا مقاصدِ شریعت میں شامل ہے۔ سعید بن یزید جو کہ ثقات تابعین میں سے ہیں انھوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھا کہ کیا آپ ﷺ اپنے جوتوں میں نماز پڑھتے تھے، تاکہ یہ ان کے لیے اس سلسلے میں قابلِ تقلید نمونہ بن جائے؟ یا آپ ﷺ جوتے دور رکھتے کیوں کہ ان میں زیادہ طور پر گندگی اور تکلیف دہ چیزیں لگی ہوتی ہیں! تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دیا کہ: ہاں رسول اللہ ﷺ اپنے جوتوں میں نماز پڑھتے تھے اور یہ آپ کی سنت مطہرہ سے ہے، یہ کسی خاص جگہ یا مخصوص وقت کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سنن الصلاة

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو مَسْلَمَةَ سَعِيدِ بْنِ يَزِيد -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- نَعْلَيْه : تثنية نعل، وهو ما يلبس في الرجل لتُتَّقى به الأرض.
- نعم : حرف جواب؛ لإثبات المسؤول عنه.

فوائد الحديث:

١. حرص السلف في البحث في العلم.
٢. استحباب الصلاة في النعلين، حيث كان من فعل النبي -صلى الله عليه وسلم-.
٣. جواز دخول المسجد بهما، بعد تنظيفهما من الأقذار والأنجاس.
٤. أن غلبة الظن في نجاستهما لا تخرجهما عن أصل الطهارة فيهما.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ ٢٠٠٦م. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة

ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، الطبعة: ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (3112)

سألت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن الالتفات في الصلاة؟ فقال: هو اختلاس يختلسه الشيطان من صلاة العبد

میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا "یہ بندے کی نماز سے شیطان کا کچھ اُچک لینا ہے"۔

٦٩٥. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: سَأَلتُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن الالتِفَات في الصلاة؟ فقال: «هو اخْتِلاس يَختَلِسُهُ الشَّيطان من صلاة العَبْد».

٦٩٥. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا "یہ بندے کی نماز سے شیطان کا کچھ اُچک لینا ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

سألت عائشة رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، عن حكم الالتفات في الصلاة، هل يَضرُّ بالصلاة ويؤثر عليها؟ فذكر لها أن هذا الالتفات هو اختطاف يختطفه الشيطان من صلاة العَبْد على وجه السُّرعة والخُفْيَة من أجل أن يُخِلَّ بها وينقص ثوابها.

اجمالی معنی:

عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے نماز کے دوران ادھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا کہ یہ نماز کے لیے نقصان دہ ہے یا اس میں کوئی فرق پیدا کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیطان بندے کی نماز سے جلدی اور خفیہ طریقے سے اُچک لیتا ہے، جس کی وجہ سے نماز میں خلل پیدا ہوتا ہے اور اس کا ثواب کم ہوتا ہے۔ دیکھیے: المغنی، کشاف القناع، سبل السلام، توضیح الأحکام، تسہیل الإلمام، منحۃ العلام۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أخطاء المصلين

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- الالتِفَات : صَرف الوجه إلى جِهة اليَمين أو الشِّمال.
- اخْتِلاس : انتقاص ينتقصه الشيطان من صلاة العبد على وجه الخفية والسرعة.

فوائد الحديث:

١. حِرص عائشة -رضي الله عنها- على أخذ العلم لأجل العمل به.
٢. التَّحذير من الالتِفَات في الصلاة؛ لأنه من عَمَل الشيطان؛ لما يترتب عليه من حصول النَّقص في الصلاة.
٣. كراهة الالتِفَات في الصلاة إلاَّ لحاجة، ما لم يكن الالتِفَات باستدَارة جميع البَدن عن القِبْلة أو استدبارها، فإنه يبطل الصلاة؛ لأن استقبال القبلة شرط في الصلاة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. المغني، تأليف: أبي محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد، الشهير بابن قدامة المقدسي، الناشر: مكتبة القاهرة، الطبعة: بدون طبعة. كشاف القناع عن متن الإقناع، تأليف: منصور بن يونس بن صلاح الدين البهوتي الحنبلي، الناشر: دار الكتب العلمية. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح

بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧هـ-٢٠٠٦ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر: دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ ١٤٣١هـ.

الرقم الموحد: (10878)

سألت رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، عما يحل للرجل من امرأته وهي حائض؟ قال: فقال: ما فوق الإزار، والتعفف عن ذلك أفضل

میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: مرد کے لیے اس کی حائضہ بیوی (کے جسم) کا کون سا حصہ حلال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تہبند کے اوپر کا حصہ، لیکن اس سے بھی بچنا افضل ہے۔

٦٩٦. الحديث:

عن معاذ بن جبل -رضي الله عنه-، قال: سألتُ رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، عما يَحِلُّ للرجل من امرأته وهي حائض؟ قال: فقال: «ما فوق الإزار، والتعفُّف عن ذلك أفضل».

٦٩٦. حدیث:

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: مرد کے لیے اس کی حائضہ بیوی (کے جسم) کا کون سا حصہ حلال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تہبند کے اوپر کا حصہ، لیکن اس سے بھی بچنا افضل ہے۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

يبين النبي -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث الذي يجوز للمرء الاستمتاع به من زوجته وهي حائض، وهو النصف الأعلى من البدن، لكنه بين عليه الصلاة السلام أنَّ تركه أولى لئلا يفضي إلى المحذور الذي هو جماع الحائض. وهو المراد بقوله: (والتعفف) أي: ومع ذلك التجنب والامتناع. (عن ذلك) أي: عن الاستمتاع بما فوق الإزار. وفي قوله :(أفضل) لأنه من حام حول الحمى يوشك أن يقع فيه، فلعل غلبة الشهوة توقعه في الحرام، فندب إلى التعفف احتياطاً. والحديث دليل على تحريم المباشرة فيما بين السرة والركبة، لكن الحديث ضعيف، وقد عارضه حديث أنس: "اصنعوا كل شيء إلا النكاح"،وهو أصح من هذا، فهو أرجح منه.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ اس حدیث میں حیض کے دوران بیوی سے جو استمتاع جائز ہے اسے بیان کر رہے ہیں، جو کہ جسم کا اوپری نصف حصہ ہے تاہم آپ ﷺ نے یہ بھی واضح کیا کہ اس کا چھوڑ دینا اَولیٰ ہے تاکہ انسان اس چیز کی طرف نہ بڑھے جو کہ محذور ہے یعنی حائضہ سے ہمبستری۔ تعفف سے یہی مراد ہے اوپری حصہ کے جائز ہونے کے باوجود اس سے اجتناب اور پرہیز کیا جائے۔ عن ذلک "یعنی تہبند کے اوپری حصہ کے استمتاع سے باز رہنا۔ "افضل" اس لیے کہا کہ جو منڈیر کے اطراف گھومے گا قریب ہے کہ وہ اس میں جا گرے گا، پھر ہو سکتا ہے کہ شہوت کا غلبہ اسے حرام کام میں ملوث کر دے، چنانچہ احتیاطاً اس سے بھی باز رہنے کے لیے کہا گیا۔ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ ناف اور گھٹنوں کے درمیان مباشرت کرنا حرام ہے تاہم یہ حدیث ضعیف ہے اس کے خلاف انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ "صحبت (جماع) کے علاوہ سب کچھ کر سکتے ہو" جو کہ اس حدیث سے زیادہ صحیح اور راجح ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الحيض والنفاس والاستحاضة

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: معاذ بن جبل -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- ما فوق الإزار: الإزار ثوب يحيط بالنصف الأسفل من البدن، وما فوق الإزار هو النصف الأعلى من البدن.

فوائد الحديث:

١. جواز مباشرة الحائض بما فوق الإزار.
٢. النهي عن جماع الحائض.
٣. أمر الحائض بالاتزار أو لبس السروال عند إرادة مباشرة المرأة فيما بين السرة والركبة.

٤. الحديث يفهم منه تحريم مباشرة المرأة فيما بين السرة والركبة، والحديث مع ضعفه فهو معارض للحديث الصحيح: "اصنعوا كل شيء إلا النكاح"، فالراجح جواز مباشرة المرأة بكل بدنها، عدا الفرج.

المصادر والمراجع:

توضيح الأحكام للشيخ البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، ١٤٢٣هـ. سنن أبي داود، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، بيروت. مشكاة المصابيح للتبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، ط٣، المكتب الإسلامي، بيروت، ١٩٨٥هـ.

الرقم الموحد: (10009)

سبحان الله، إن هذا من الشيطان لتجلس في مركن، فإذا رأت صفرة فوق الماء فلتغتسل للظهر والعصر غسلا واحدا، وتغتسل للمغرب والعشاء غسلا واحدا، وتغتسل للفجر غسلا واحدا، وتتوضأ فيما بين ذلك

سبحان اللہ! یہ تو شیطان کی طرف سے ہے۔ انہیں چاہیے کہ وہ ایک ٹب میں بیٹھ جائیں، جب پانی کے اوپر زردی دیکھیں تو ایک غسل ظہر اور عصر کی نمازوں کے لیے، اسی طرح ایک غسل مغرب اور عشاء کی نمازوں کے لیے اور ایک غسل فجر کی نماز کے لیے کرلیا کریں اور ان کے مابین وضوء کرتی رہیں

٦٩٧. الحديث:

عن أسماء بنت عُمَيْس -رضي الله عنها- قالت: قلت: يا رسول الله، إن فاطمة بنت أبي حُبَيْش اسْتُحِيضَتْ -مُنْذُ كذا وكذا- فلم تُصَل فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «سُبحان الله، إن هذا من الشَّيطان لِتَجْلِسْ في مِرْكَنٍ، فإذا رأت صُفْرَة فوق الماء فلتَغْتَسِل للظهر والعصر غُسْلاً واحدا، وتغتسل للمغرب والعشاء غسلا واحدا، وتغتسل للفجر غسلا واحدا، وتتوضأ فيما بَيْنَ ذلك».

٦٩٧. حدیث :

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا : اے اللہ کے رسول! فاطمہ بنت ابی حبیش کو اتنے دنوں سے استحاضہ کا خون آرہا ہے اور انہوں نے نماز نہیں پڑھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا : سبحان اللہ! یہ تو شیطان کی طرف سے ہے۔ انہیں چاہیے کہ وہ ایک ٹب میں بیٹھ جائیں، جب پانی کے اوپر زردی دیکھیں تو ایک غسل ظہر اور عصر کی نمازوں کے لیے، اسی طرح ایک غسل مغرب اور عشاء کی نمازوں کے لیے اور ایک غسل فجر کی نماز کے لیے کرلیا کریں اور ان کے مابین وضوء کرتی رہیں۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبر أسماء بنت عُمَيْس -رضي الله عنها- عما أصاب فاطمة بنت أبي حبيش من الدم ،وأن ذلك منعها من الصلاة منذ وقت. "فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: سُبحان الله .." هذا من باب التَّعجب، والمعنى: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- تَعَجَّب من انقطاعها عن الصلاة، مع أن الدَّم ليس بِدم حيض، بل هو رَكْضَة من الشَّيطان، كما في الحديث الآخر "لِتَجْلِسْ في مِرْكَنٍ فإذا رأت صُفْرَة فوق الماء" ثم أرشدها النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ لتمييز الحيض من الاستحاضة، بأن تَجْلس في مِرْكَنٍ وهو وعاء تَغسل فيه الثياب فإذا رأت صُفْرَة فوق الماء الذي قَعَدت عليه، فهذا دليل على أنها قد طهرت من حيضها؛ لأن دم الحيض أَسْوَد غَليظ، وما سواه دم استحاضة. "فلتَغْتَسِل للظهر والعصر غُسْلاً واحدا، وتغتسل للمغرب والعشاء غسلا واحدا، وتغتسل للفجر غسلا واحدا" يعني: إذا رأت الصُّفْرَة فوق الماء، فلتغتسل في يومها وليلتها ثلاث مرات،

اجمالی معنی :

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا (استحاضہ کے) اس خون کے بارے میں بتا رہی ہیں جو فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کو لاحق ہوا تھا اور اس نے ایک عرصے سے انہیں نماز پڑھنے سے روک دیا تھا۔ " رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : سبحان اللہ" آپ ﷺ کا یہ فرمانا اظہارِ تعجب کے لیے تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے نماز نہ پڑھنے پر تعجب کا اظہار فرمایا حالانکہ یہ خون حیض کا خون نہیں بلکہ شیطان کا ایک کچوکا ہے، جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے۔ "انہیں چاہیے کہ وہ ایک ٹب میں بیٹھ جائیں، جب پانی کے اوپر زردی دیکھیں" پھر نبی ﷺ نے انہیں حیض اور استحاضہ کے خون میں فرق کرنے کا طریقہ بتایا کہ وہ ایک ٹب (لگن) میں بیٹھ جائیں۔ اور وہ ایسا برتن ہوتا ہے جس میں کپڑے دھوئے جاتے ہیں۔ جب اس پانی کے اوپر جس میں وہ بیٹھی ہوں زردی دیکھیں تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ وہ اپنے حیض سے پاک ہو چکی ہیں کیونکہ حیض کا خون سیاہ اور گاڑھا ہوتا ہے، اس کے علاوہ ہر خون استحاضہ کا خون ہوتا ہے۔ "تو ایک غسل ظہر اور عصر کی نمازوں کے لیے، اسی طرح ایک غسل مغرب اور عشاء کی نمازوں کے لیے اور ایک غسل فجر کی نماز کے لیے کرلیا کریں۔" یعنی جب پانی پر زردی دیکھ لیں تو پھر دن رات میں تین دفعہ غسل کریں۔ ایک غسل ظہر اور عصر کی نمازوں کے لیے، ایک غسل مغرب اور عشاء کی

للظهر والعصر غسلا واحدا وللمغرب والعشاء غسلا واحدا وللفجر غسلا واحدا. "وتتوضأ فيما بَيْنَ ذلك" يعني: إذا أرادت أن تصلي بين الصلوات صلاة أخرى، لزمها أن تتوضأ للصلاة، وقد رأت ناقضا فإنها تتوضأ ولا تغتسل له؛ لأن الغسل مختص بالصلوات الخمس. وهذا الاغتسال مستحب وليس بواجب كما في الأحاديث الأخرى.

نمازوں کے لیے اور ایک غسل فجر کی نماز کے لیے۔ "اوران کے مابین وضو کرتی رہا کریں۔" یعنی ان (فرض) نمازوں کے مابین اگر کوئی اور نماز پڑھنا چاہیں تو ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے وضو کریں جب کہ انہوں نے ایک ناقضِ وضو کو دیکھا ہے۔ اس صورت میں وہ غسل نہیں کریں گی کیونکہ غسل پنج وقتہ فرض نمازوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ غسل مستحب ہے، واجب نہیں ہے، جیسا کہ دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الحيض والنفاس والاستحاضة

راوي الحديث: رواه أبو داود.

التخريج: أسماء بنت عُمَيْس -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- اسْتُحِيضَت : أي استمر خروج الدم بعد أيام حيضها المعتادة.
- مِرْكَن : وِعَاءٌ تُغسل فيه الثياب.
- صُفْرَة : أثر الدم في الماء.

فوائد الحديث:

١. تَعدد المستحاضات في زمن النَّبيِّ -صلى الله عليه وسلم-، وقد ذَكَر بعض العلماء أن اللاتي اسْتُحِضْنَ في عهده -صلى الله عليه وسلم- بلغْنَ تِسْعَا من النِّسْوة وعَدَّهُن.

٢. فيه أن مَرْجع الصحابة -رضي الله عنه- في الاستفتاء إلى النبي -صلى الله عليه وسلم.-

٣. فيه استحباب التسبيح عند وجود أمر يُتعجب منه.

٤. فيه اسْتِعْظَام النبي -صلى الله عليه وسلم- لتوقف فاطمة بنت أبي حُبيش عن الصلاة تلك المدة.

٥. كَون النبي -صلى الله عليه وسلم- جعل دَم الاستحاضة من الشيطان، دَلَّ على أن الشَّيطان قد يُسَلَّط على بَني آدم تَسَلُّطًا حِسِّيا، وفي الحديث الآخر: إنما هي رَكْضَة من الشيطان.

٦. فيه بيان كيفية تَعرف المستحاضة نهاية حيضها، وذلك بأن تَخْتَبِر نفسها فتجلس على مِرْكَن، فإن عَلَت الصُّفرة على الماء فذلك علامة على طُهرها.

٧. دَمُ الاستحاضة ليس له حكم دم الحيض، من ترك الصلاة ونحوها، وإنَّما هو دَمُ مرض تكونُ معه المرأة طاهرةً، تفعل كلَّ ما تفعله النساء الطاهرات من الصلاة والصوم والطواف.

٨. استحباب اغتسال المستحاضة لكلِّ صلاتين غسلًا واحدًا، فتغتسل للظهر والعصرغسلا واحدا، وللمغرب والعشاء غسلا واحدا وللفجر غسلا واحدا ويستحب من باب الأكمل أن تغتسل لكلِّ صلاة.

٩. وجوب الوضوء على المستحاضة لوقت كل صلاة إن خَرج منها شيء، ويستحب غسلها لكلِّ صلاة.

١٠. فيه أنَّ المستحاضة تصلِّي وتصوم، ولو مع جريان الدَّم؛ لأنَّها معذورة.

١١. فيه عمل المستحاضة بالتمييز، وهذا إذا لم يكن لها عادة متقررة.

١٢. فيه أن فاطمة بنت أبي حُبيش -رضي الله عنها- لم يكن لها عادة مُتقررة وإلا لَرُدَّت إليها.

١٣. وجوب غسل الدم للصلاة؛ لأنه نجس بالإجماع.

١٤. في الحديث أنَّ المرأة مقبولٌ قولها في أحوالها، من الحمل، والعدَّة وانقضائها، ونحو ذلك.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله التبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧هـ - ٢٠٠٦ م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف:

عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر: دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ ـ ١٤٣١هـ.

الرقم الموحد: (10017)

سمعت النبي -صلى الله عليه وسلم- يقرأ في المغرب بِالطُّور	میں نے بنی کریم ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھتے سنا۔
٦٩٨. الحديث: عن جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ -رضي الله عنه- قال: «سمعت النبي -صلى الله عليه وسلم- يقرأ في المغرب بِالطُّور».	**٦٩٨. حدیث:** جبیر بن مطعم -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھتے سنا۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: العادة في صلاة النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه كان يُطيل القراءة في صلاة الصبح، ويقصرها في المغرب، ويتوسط في غيرهما من الصلوات الخمس. ولكنه قد يترك العادة لبيان الجواز، ولأغراض أخرى، كما في هذا الحديث من أنه قرأ في صلاة المغرب بسورة "والطور" وهي من طوال المفصل.	**اجمالی معنی:** آپ ﷺ کی عادت تھی کہ آپ پانچوں نمازوں میں سے فجر کی نماز میں لمبی قرأت کرتے تھے اور مغرب میں مختصر کیا کرتے تھے اور دوسری نمازوں میں درمیانے درجے کی قرأت کرتے تھے۔ لیکن کبھی آپ ﷺ بیانِ جواز اور دوسرے مقاصد کی وجہ سے ایسا کرنا چھوڑ دیتے تھے، جیسا کہ اس حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھی، یہ طوالِ مفصل سورتوں میں سے ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جُبير بن مُطعم -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- سمعت النبي -صلى الله عليه وسلم- : سمعت قراءته.
- في المغرب : في صلاة المغرب.
- بالطور : بسورة الطور كلها.

فوائد الحديث:

١. أن المشروع هو الجهر في صلاة المغرب.

٢. جواز إطالة القراءة فيها أحيانًا.

٣. استحباب قراءة سورة الطور في المغرب أحيانًا.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٦ م . تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، طبعة دار الفكر، دمشق، الطبعة الأولى ١٣٨١هـ صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (5321)

سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يخطب بِعَرَفَاتٍ: من لم يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الخُفَّيْنِ، ومن لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ السَّرَاوِيلَ -للمحرم-

میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ جس محرم کو جوتے نہ ملیں وہ موزے پہن لے اور جس کے پاس تہبند نہ ہو وہ شلوار پہن لے۔

٦٩٩. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- قال: «سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يخطب بِعَرَفَاتٍ: من لم يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الخُفَّيْنِ، ومن لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ السَّرَاوِيلَ -للمحرم-».

٦٩٩. حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ ''جس مُحرم کو جوتے نہ ملیں وہ موزے پہن لے اور جس کے پاس تہبند نہ ہو وہ شلوار پہن لے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر ابن عباس -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- خطب الناس يوم عَرَفَة بعَرَفات، فأباح لهم لبس الخُفين في حال عدم وجود النَّعْلين، ولم يذكر قطعهما أسفل من الكَعْبَيْن، وأباح لهم لبس السراويل لمن لم يجد إزارا ولم يشترط شقه تخفيفاً من الشارع الحكيم -سبحانه-.

اجمالی معنیٰ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کر رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے عرفہ کے دن مقام عرفات میں خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں لوگوں کو جوتے نہ ملنے کی صورت میں موزے پہننے کی اجازت دی اور اس میں یہ ذکر نہیں کیا کہ ٹخنوں کے نیچے سے انہیں کاٹ دیا جائے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے لوگوں کو اجازت دی کہ جسے تہبند نہ ملے وہ شلوار ہی پہن لے اور اس میں بھی آپ ﷺ نے اسے پھاڑنے کا حکم نہیں دیا۔ یہ شارع (اللہ سبحانہ وتعالی) کی پُر حکمت ذات کی طرف سے دی گئی ایک سہولت تھی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > محظورات الإحرام

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- عَرَفَاتٍ : ويقال: عرفة: اسم مشعر ينزله الحجاج في اليوم التاسع من ذي الحجة للذكر والدعاء، وسميت عرفة؛ لارتفاعها على ما حولها، أو لارتفاع جبالها، أو لأنها موضع اعتراف الناس بذنوبهم.
- سَرَاويل : ما يلبس في أسفل البدن وتكون كل رجل على حدة.
- الإِزَار : ثوب يستر به أسفل البدن من السُّرَّة فما دون.

فوائد الحديث:

١. كمال نصح النبي -صلى الله عليه وسلم- وحرصه على إبلاغ الشريعة.
٢. مشروعية الخطبة في عَرَفَة؛ لتعليم الناس مناسكهم ولبيان قواعد الإسلام.
٣. ينبغي تذكير الناس في كل وقت بما يناسبهم.
٤. جواز لبس الخُفَيْن لمن لم يجد النَّعْلين ولو سَتَرَا الكَعْبَين.
٥. جواز لبس السراويل بدون شق إذا لم يجد الإزار.
٦. لا تجب الفدية في حال لبس الخُفَيْن والسَّراويل من غير قطع ولا شق؛ لعدم ذكرها والمقام مقام بيان ولا يجوز تأخير البيان عن وقت الحاجة.
٧. سماحة الشريعة الإسلامية ويسرها، إذ لا تكليف إلا بمقدور عليه.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ
تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ صحيح البخاري ، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4532)

سووا صفوفكم، فإن تسوية الصفوف من تمام الصلاة

اپنی صفیں درست کیا کرو۔ اس لیے کہ صفوں کی درستی کمال نماز میں سے ہے

٧٠٠. الحديث:

عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «سَوُّوا صُفُوفَكُم، فإنَّ تَسوِيَة الصُّفُوف من تَمَام الصَّلاَة».

٧٠٠. حدیث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے : ''اپنی صفیں درست کیا کرو۔ اس لیے کہ صفوں کی درستی کمال نماز میں سے ہے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يرشد النبي -صلى الله عليه وسلم- أمته إلى ما فيه صلاحهم وفلاحهم، فهو -هنا- يأمرهم بأن يسووا صفوفهم، بحيث يكون سمتهم نحو القبلة واحدا، ويسدوا خلل الصفوف، حتى لا يكون للشياطين سبيل إلى العبث بصلاتهم، وأرشدهم -صلى الله عليه وسلم- إلى بعض الفوائد التي ينالونها من تعديل الصف، وذلك أن تعديلها علامة على تمام الصلاة وكمالها، وأن اعوجاج الصف خلل ونقص فيها.

اجمالی معنیٰ:

نبی ﷺ اپنی امت کی ایسے کام کی طرف راہنمائی فرما رہے ہیں جس میں ان کا فائدہ اور فلاح ہے۔ چنانچہ۔یہاں۔آپ ﷺ انہیں حکم دے رہے ہیں کہ وہ اپنی صفوں کو درست کیا کریں بایں طور کہ وہ قبلہ کی طرف یک سو ہوں اور صفوں کے مابین کوئی خالی جگہ نہ رہنے دی جائے تاکہ شیاطین کو ان کی نماز خراب کرنے کا موقع نہ ملے۔ نیز آپ ﷺ نے ان کو بعض فوائد کی طرف توجہ دلائی جنہیں وہ صف کو سیدھا کر کے حاصل کر سکتے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ صفوں کا سیدھا ہونا نماز کے تمام وکمال کی نشانی ہے اور صف کا ٹیڑھا ہونا نماز میں خلل اور نقص ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام الإمام والمأموم
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- سَوُّوا صُفُوفَكُم : اجعلوها متساوية بحيث لا يتقدم بعضكم على بعض ولا يتأخر عنه.
- من تمام الصلاة : "من" تبعيضية، أي: أن تسوية الصف بعض كمال الصلاة وحسنها.

فوائد الحديث:

١. مشروعية تعديل الصفوف في الصلاة، باعتدال القائمين بها على سمت واحد، من غير تقديم ولا تأخير.

٢. وجوب تسوية الصفوف؛ لحديث "لتسون صفوفكم أو ليخالفن الله بين وجوهكم".

٣. أنَّ اعوجاج الصف نقص في الصلاة.

٤. فضل صلاة الجماعة؛ وذلك لأنَّ الأجر الحاصل من تعديل الصف متسبب عن صلاة الجماعة.

٥. الحكمة في تسوية الصفوف هي موافقة الملائكة في صفوفهم فقد أخرج مسلم عن جابر قال: "خرج علينا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فقال: ألا تصفون كما تصف الملائكة عند ربها؟ قلنا: يا رسول الله كيف تصف الملائكة عند ربها؟ قال: يتمون الصفوف الأول، ويتراصون في الصف."

٦. حكمة النبي -صلى الله عليه وسلم- في التعليم، حيث قرن الحُكم مع عِلَّته؛ لتتبين حكمة التشريع، وتنشط النفوس على الامتثال.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة لأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ الإفهام في شرح عمدة الأحكام لابن باز، تحقيق: سعيد القحطاني، ط١، مؤسسة عبد العزيز بن باز الخيرية، ١٤٣٤هـ عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

الرقم الموحد: (3031)

شكا أهل الكوفة سعدًا يعني: ابن أبي وقاص -رضي الله عنه- إلى عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- فعزله، واستعمل عليهم عمارًا

٧٠١. الحديث:

عن جابر بن سمرة -رضي الله عنهما- قال: شكا أهل الكوفة سعدًا يعني: ابن أبي وقاص -رضي الله عنه- إلى عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- فعزله، واستعمل عليهم عمارًا، فشَكَوا حتى ذكروا أنه لا يُحسن يصلي، فأرسل إليه، فقال: يا أبا إسحاق، إن هؤلاء يزعمون أنك لا تُحسن تصلي، فقال: أَمَّا أنا والله فإني كنت أصلي بهم صلاة رسول الله -صلى الله عليه وسلم- لا أَخْرِمُ عنها، أصلي صلاتَي العشاء فأَرْكُدُ في الأُولَيَيْنِ، وأُخِفُّ في الأُخْرَيَيْنِ. قال: ذلك الظن بك يا أبا إسحاق، وأرسل معه رجلًا -أو رجالًا- إلى الكوفة يسأل عنه أهل الكوفة، فلم يَدَعْ مسجدًا إلا سأل عنه، ويُثْنُونَ معروفًا، حتى دخل مسجدًا لبني عَبْسٍ، فقام رجل منهم، يقال له أسامة بن قتادة، يكنى أبا سَعْدَةَ، فقال: أما إذ نشدتنا فإن سعدًا كان لا يسير بالسّرية ولا يَقْسِم بالسَّوية، ولا يَعْدِل في القضية. قال سعد: أما والله لأدعون بثلاث: اللّٰهُمَّ إن كان عبدك هذا كاذبًا، قام رِياء، وسُمعة، فأطل عمره، وأطل فقره، وعرضه للفتن. وكان بعد ذلك إذا سئل يقول: شيخ كبير مفتون، أصابتني دعوة سعد. قال عبد الملك بن عمير الراوي عن جابر بن سمرة: فأنا رأيته بعد قد سقط حاجباه على عينيه من الكبر، وإنه ليتعرض للجواري في الطرق فيَغْمِزُهُنَّ.

درجة الحديث: صحيح

اہلِ کوفہ نے سعد یعنی ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کی۔ اس لیے عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر کے عمار رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا حاکم بنایا

٧٠١. حدیث:

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اہل کوفہ نے سعد یعنی ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کی۔ اس لیے عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر کے عمار رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا حاکم بنادیا؛ کوفہ والوں نے سعد رضی اللہ کے متعلق یہاں تک کہہ دیا کہ انھیں تو اچھی طرح نماز پڑھانا بھی نہیں آتا۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلا بھیجا اور ان سے ان سے پوچھا کہ اے ابو اسحاق! ان کوفہ والوں کا خیال ہے کہ تمھیں اچھی طرح نماز پڑھانا بھی نہیں آتا۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں تو انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرح نماز پڑھاتا تھا اور اس میں کوتاہی نہیں کرتا تھا۔ عشا کی نماز پڑھاتا، تو اس کی پہلی دو رکعات میں (قراءت) لمبی کرتا اور دوسری دو رکعتیں ہلکی پڑھاتا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابواسحاق! مجھ کو آپ سے یہی امید تھی۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک یا کچھ آدمیوں کو کوفہ بھیجا۔ قاصد نے ہر ہر مسجد میں جا کر سعد رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا۔ سب نے آپ کی تعریف کی؛ لیکن جب مسجد بنی عبس میں گئے، تو ایک شخص جس کا نام اسامہ بن قتادہ اور کنیت ابو سعدہ تھی، کھڑا ہوا۔ اس نے کہا کہ جب آپ نے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا ہے، تو (سنیے کہ) سعد نہ فوج کے ساتھ خود جہاد کرتے تھے، نہ مالِ غنیمت کی تقسیم صحیح طریقے سے کرتے تھے اور نہ فیصلے میں عدل و انصاف کرتے تھے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ اللہ کی قسم میں (تمھاری اس بات پر) تین بد دعائیں کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور صرف ریا و نمود کے لیے کھڑا ہوا ہے، تو اس کی عمر دراز کر اور اسے بہت زیادہ محتاج بنا اور اسے فتنوں میں مبتلا کر۔ اس کے بعد (وہ شخص اس درجہ بدحال ہوا کہ) جب اس سے پوچھا جاتا، تو کہتا کہ آزمائش میں مبتلا ایک بوڑھا ہوں۔ مجھے سعد رضی اللہ عنہ کی بد دعا لگ گئی ہے۔ راوی عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں کہ جابر بن سمرہ نے بیان کیا: میں نے اسے دیکھا؛ اس کی بھویں بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں پر آ گئی تھیں، لیکن اب بھی راستوں میں وہ لڑکیوں کو چھیڑتا اور ان پر دست درازی کرتا تھا۔

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أمَّر عمرُ بن الخطاب رضي الله عنه سعدَ بن أبي وقاص رضي الله عنه على الكوفة، فشكاه أهل الكوفة إلى أمير المؤمنين عمر، حتى قالوا إنه لا يحسن أن يصلي، وهو صحابي جليل شهد له النبي صلى الله عليه وسلم بالجنة، فأرسل إليه عمر، فحضر وقال له: إن أهل الكوفة شكوك حتى قالوا: إنك لا تحسن تصلي، فأخبره سعد رضي الله عنه أنه كان يصلي بهم صلاة النبي صلى الله عليه وسلم وذكر صلاة العشاء وكأنها - والله أعلم - هي التي وقع تعيينها من هؤلاء الشكاة، فقال: إني لأصلي بهم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم، لا أنقص منها، فكنت أطول في العشاء بالأوليين وأقصر في الأخريين، فقال له عمر رضي الله عنه: ذلك الظن بك يا أبا إسحاق، فزكاه عمر؛ لأن هذا هو الظن به، أنه يحسن الصلاة وأنه يصلي بقومه الذين أمر عليهم صلاة النبي صلى الله عليه وسلم ولكن مع ذلك تحرى ذلك عمر رضي الله عنه؛ لأنه يتحمل المسئولية ويعرف قدر المسئولية، أرسل رجالًا إلى أهل الكوفة، يسألونهم عن سعد وعن سيرته، فكان هؤلاء الرجال، لا يدخلون مسجدًا ويسألون عن سعد إلا أثنوا عليه معروفًا. حتى أتى هؤلاء الرجال إلى مسجد بني عبس، فسألوهم، فقام رجل فقال: أما إذ ناشدتمونا، فإن هذا الرجل لا يخرج في الجهاد، ولا يقسم بالسوية إذا غنم، ولا يعدل في القضية إذا حكم بين الناس، فاتهمه هذه التهم، فهي تهم ثلاث، فقال سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه: أمَا إن قلت كذا فلأدعون عليك بثلاث دعوات، دعا عليه أن يطيل الله تعالى عمره وفقره ويعرضه للفتن، نسأل الله العافية، ثلاث دعوات عظيمة، لكنه رضي الله عنه استثنى، قال: إن كان عبدك هذا قام رياء وسمعة يعني لا بحق، فأجاب الله دعاءه، فعمر هذا الرجل طويلًا وشاخ حتى إن حاجبيه سقطت على عينيه من الكبر، وكان فقيرًا وعرض للفتن، حتى وهو في هذه الحال وهو كبير إلى هذا الحد كان يتعرض للجواري، يتعرض لهن في

اجمالی معنی:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا حاکم بنایا، تو اہلِ کوفہ نے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی شکایت کی۔ انھوں نے یہاں تک کہا کہ وہ تو اچھی طرح سے نماز بھی نہیں پڑھاتے۔ سعد رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی تھے، جنھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی تھی؛ اس لیے عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں بلا بھیجا۔ وہ حاضر ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اہلِ کوفہ نے آپ کی شکایت کی ہے۔ وہ یہاں تک کہتے ہیں کہ آپ اچھی طرح سے نماز بھی نہیں پڑھاتے! سعد رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی طرح نماز پڑھایا کرتے تھے اور عشا کی نماز کا ذکر کیا۔ شاید شکایت کرنے والوں کو اسی نماز کے متعلق شکایت تھی۔ انہوں نے کہا: میں تو انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرح نماز پڑھاتا تھا۔ اس میں کوتاہی نہیں کرتا تھا۔ عشا کی نماز پڑھاتا، تو اس کی پہلی دو رکعات میں (قراءت) لمبی کرتا اور بعد کی دو رکعتیں ہلکی پڑھاتا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے ابو اسحاق! مجھ کو آپ سے یہی امید تھی۔ گویا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا تزکیہ کیا؛ کیوں کہ ان کو اس بات کا یقین تھا کہ وہ نماز اچھی طرح ادا کرتے ہوں گے اور قوم کو اسی طرح نماز پڑھاتے ہوں گے، جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح کی کارروائی کی؛ کیوں کہ وہ ذمے داری کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھے اور ذمے داری کی اہمیت کو سمجھتے تھے۔ آپ نے کچھ آدمیوں کو کوفہ والوں کے پاس بھیجا؛ تاکہ وہ اہلِ کوفہ سے سعد رضی اللہ عنہ اور ان کی سیرت کے متعلق معلومات حاصل کریں۔ ان لوگوں نے ہر مسجد میں جا کر ان کے متعلق پوچھا۔ سب نے ان کی تعریف کی؛ لیکن جب مسجد بنی عبس میں گئے اور ان سے پوچھا، تو ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ جب آپ نے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا ہے، تو (سنیے کہ) یہ شخص نہ جہاد میں نکلتا ہے، نہ صحیح طور پر مالِ غنیمت تقسیم کرتا ہے اور نہ فیصلے میں عدل و انصاف کرتا ہے۔ اس نے سعد رضی اللہ عنہ پر تین تہمتیں لگائیں۔ سعد رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ جب تم نے ایسا کہا ہے، تو اللہ کی قسم! میں (تمھاری اس بات پر) تین بد دعائیں کرتا ہوں۔ چنانچہ انھوں نے بد دعا کی کہ اللہ اس کی عمر دراز کرے، بہت زیادہ محتاج بنائے اور فتنوں میں مبتلا کردے! العیاذ باللہ۔ یہ تین بڑی بد دعائیں تھیں۔ لیکن سعد رضی اللہ عنہ نے استثنا کا طریقہ اپنایا اور فرمایا: "اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور صرف ریا و نمود کے لیے کھڑا ہوا ہے"۔ یعنی ناحق تہمت لگائی ہے۔ چنانچہ اللہ نے ان کی دعا قبول فرمالی اور اس آدمی کو لمبی عمر عطا کی۔ وہ اتنا بوڑھا ہوا کہ اس کی بھویں بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں پر آ گئی تھیں۔ وہ فقیر و قلاش اور فتنوں میں مبتلا تھا۔ حتیٰ کہ اس بڑھاپے میں بھی لڑکیوں کو چھیڑا کرتا تھا۔ وہ انھیں بازاروں میں روکتا

الأسواق ليغمزهن والعياذ بالله، وكان يقول عن نفسه شيخ مفتون كبير أصابتني دعوة سعد.	تھا؛ تاکہ ان سے شہوت انگیز گفتگو کرے۔ -اللہ کی پناہ!- وہ اپنے بارے میں کہا کرتا تھا : آزمائش میں مبتلا بوڑھا آدمی ہے، جسے سعد کی بد دعا لگی ہوئی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة
الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم
الدعوة والحسبة > السياسة الشرعية > واجبات الإمام

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابر بن سمرة -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- استعمل عليهم عمارا : ولاه الإمرة عليهم.
- ما أخرم : لا أنقص.
- لا يسير في السرية : لا يخرج في الجهاد.
- فأركد في الأوليين : أقوم طويلا بإطالة القراءة فيهما.
- بني عبس : قبيلة كبيرة من قيس.
- نشدتنا : طلبت منا القول.
- القضية : الحكم
- لأدعون بثلاث : أي لأدعون بثلاث عليك.
- فيغمزهن : من الغمز، ومن معانيه الإشارة كالرمز بالعين، أو الحاجب أوليد.

فوائد الحديث:

١. أن من تولى أمرًا في الناس فإنه لا يسلم منهم مهما كانت منزلته، لابد أن يناله السوء.
٢. جواز دعاء المظلوم على ظالمه بمثل ما ظلمه.
٣. أن الله -تعالى- يستجيب دعاء المظلوم.
٤. أنه يجوز للإنسان أن يستثني في الدعاء، إذا دعا على شخص يستثني فيقول: اللَّهُمَّ إن كان كذا فافعل به كذا.
٥. حرص أمير المؤمنين عمر -رضي الله عنه- على الرعية وتحمله المسئولية والإحساس بها وشعوره بها -رضي الله عنه.-
٦. كرامة ظاهرة لسعد بن أبي وقاص -رضي الله عنه- وأنه مستجاب الدعاء.
٧. يجب على الحاكم ألا يحكم بالسماع من طرف قبل التثبت وسماعه من الطرف الأخر.
٨. تثبت أمير المؤمنين في الأخبار لا يقدح في عماله وولاته.
٩. مخاطبة الرجل الجليل بكنيته كما صنع عمر فقال لسعد: يا أبا إسحاق.
١٠. عزل عمر سعدًا؛ حسما لمادة الفتنة، وإيثارا لقربه منه لكونه من أهل الشورى، وفي ذلك بيان جواز عزل الإمام بعض عماله إذا شكى إليه وإن لم يثبت عليه شيء إذا اقتضت المصلحة الشرعية ذلك.

المصادر والمراجع:

بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين لسليم الهلالي، ط١، دار ابن الجوزي، الدمام، ١٤١٥هـ تطريز رياض الصالحين للشيخ فيصل المبارك، ط١، تحقيق: عبد العزيز بن عبد الله آل حمد، دار العاصمة، الرياض، ١٤٢٣ هـ دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين لمحمد علي بن محمد بن علان، ط٤، اعتنى بها: خليل مأمون شيحا، دار المعرفة، بيروت، ١٤٢٥ هـ رياض الصالحين للنووي، ط١، تحقيق: ماهر ياسين الفحل، دار ابن كثير، دمشق، بيروت، ١٤٢٨ هـ رياض الصالحين، ط٤، تحقيق: عصام هادي، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية القطرية، دار الريان، بيروت، ١٤٢٨هـ شرح رياض الصالحين للشيخ ابن عثيمين، دار الوطن للنشر، الرياض، ١٤٢٦هـ صحيح البخاري، ط١، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت. منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري لحمزة محمد قاسم، راجعه: الشيخ عبد القادر الأرناؤوط، مكتبة دار البيان، دمشق، مكتبة المؤيد، الطائف، ١٤١٠ هـ

نزهة المتقين شرح رياض الصالحين لمجموعة من الباحثين، ط١٤، مؤسسة الرسالة، ١٤٠٧هـ. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج للنووي، ط٢، دار إحياء التراث العربي - بيروت، ١٣٩٢هـ.

الرقم الموحد: (5219)

شكي إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- الرجل يخيَّل إليه أنه يجد الشيء في الصلاة، فقال: لا ينصرف حتى يسمع صوتًا، أو يجد ريحًا

نبی ﷺ سے ایک ایسے شخص کی حالت بیان کی گئی، جسے یہ خیال گزرتا تھا کہ نماز میں اس کی ہوا نکل رہی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ (اپنی نماز سے) نہ پلٹے، جب تک آواز نہ سن لے یا بو محسوس نہ کرے۔

٧٠٢. الحديث:

عن عبد الله بن زيد بن عاصم المازني -رضي الله عنه- قال: (شُكِيَ إلى النبيِّ -صلى الله عليه وسلم- الرَّجلُ يُخَيَّلُ إليه أنَّه يَجِدُ الشَّيءَ في الصَّلاة، فقال: لا ينصرف حتَّى يَسمعَ صَوتًا، أو يَجِدَ رِيحًا).

٧٠٢. حدیث:

عبد اللہ بن زید بن عاصم مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: نبی ﷺ سے ایک ایسے شخص کی حالت بیان کی گئی، جسے یہ خیال گزرتا تھا کہ نماز میں اس کی ہوا نکل رہی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ (اپنی نماز سے) نہ پلٹے، جب تک آواز نہ سن لے یا اسے بو محسوس نہ کرے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث- كما ذكر النووي -رحمه الله- من قواعد الإسلام العامة وأصوله التي تبنى عليها الأحكام الكثيرة الجليلة، وهي أن الأصل بقاء الأشياء المتيقنة على حكمها، فلا يعدل عنها لمجرد الشكوك والظنون، سواء قويت الشكوك، أو ضعفت، مادامت لم تصل إلى درجة اليقين أو غلبة الظن، وأمثلة ذلك كثيرة لا تخفى، ومنها هذا الحديث، فما دام الإنسان متيقنا للطهارة، ثم شك في الحدث فالأصل بقاء طهارته، وبالعكس فمن تيقن الحدث، وشك في الطهارة فالأصل بقاء الحدث، ومن هذا الثياب والأمكنة، فالأصل فيها الطهارة، إلا بيقين نجاستها، ومن ذلك عدد الركعات في الصلاة، فمن تيقن أنه صلى ثلاثًا مثلًا، وشك في الرابعة، فالأصل عدمها، وعليه أن يصلي ركعة رابعة، ومن ذلك من شك في طلاق زوجته فالأصل بقاء النكاح، وهكذا من المسائل الكثيرة التي لا تخفى.

اجمالی معنی:

یہ حدیث جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، اسلام کے عمومی قواعد اور اصولوں میں سے ایک ہے، جن پر بہت سے اہم ترین احکامات کی بنیاد کھڑی ہے۔ اصول یہ ہے کہ یقینی چیزیں اپنے حکم پر باقی رہیں گی، محض شک اور گمان کی بنا پر انھیں اس سے الگ نہیں کیا جائے گا؛ شک چاہے قوی ہو یا کمزور، جب تک یہ شک یقین یا ظن غالب کے درجے تک نہ پہنچ جائے۔ اس کی بہت سی واضح مثالیں موجود ہیں۔ ایک مثال خود اس حدیث میں موجود ہے کہ جب انسان کو اپنی طہارت کا یقین ہو، پھر طہارت زائل ہونے کا شک ہونے لگے، تو اصولی طور پر یہی سمجھا جائے گا کہ اس کی طہارت باقی ہے۔ اس کے برعکس جسے عدم طہارت کا یقین ہو، اور طہارت ہونے کا شک ہو، اس کے بارے میں یہ سمجھا جائے گا کہ وہ حالت حدث میں ہے۔ کپڑے اور مقامات بھی اسی اصول کے تحت آتے ہیں کہ ان میں بھی طہارت ہی اصل ہوگی، ماسوا اس کے کہ نجاست کا یقین ہو جائے۔ اسی کی ایک مثال نماز میں رکعتوں کی تعداد ہے۔ جسے یہ یقین ہو کہ اس نے مثلا تین رکعتیں ادا کی ہیں اور چوتھی کا شک ہو، تو اصولا چوتھی کو معدوم سمجھا جائے گا اور اس شخص پر لازم ہوگا کہ وہ چوتھی رکعت پڑھے۔ اسی طرح ایک مثال طلاق کی ہے۔ جسے یہ شک ہو کہ اس نے اپنے بیوی کو طلاق دی ہے یا نہیں؟ تو اصولا اس کا نکاح باقی رہے گا۔ اسی طرح بہت سے دوسرے مسائل میں بھی یہ اصول کارفرما ہوتا ہے، جو مخفی نہیں ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > مبطلات الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن زيد بن عاصم المازني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- شُكِيَ : الشكوى هي التوجع من الشيء طلبا لإزالته، والشاكي: عبد الله بن زيد راوي الحديث.
- يُخَيَّل : يظن.
- يَجِد الشَّيء : يحس بالحدث من ريح ونحوه.
- يَسمَع صَوتا أو يَجِد ريحا : يتيقن ذلك بسمعه أو شمِّه.
- صَوتًا : ضُراطا.
- رِيحًا : فساء.

فوائد الحديث:

١. القاعدة العامة وهي: أنَّ" الأصل بقاء ما كان على ما كان"، بمعنى أن ما حكم بثبوته في الماضي يحكم بثبوته في الحاضر حتى يثبت خلافه.

٢. مجرد الشك في الحدث لا يبطل الوضوء ولا الصلاة.

٣. تحريم الخروج من الصلاة لغير سبب بيِّن.

٤. الريح الخارجة من الدبر، بصوت أو بغير صوت، ناقضة للوضوء.

٥. يراد من سماع الصوت ووجدان الريح في الحديث التيقن من الحدث.

٦. من الأدب أن يتَجنَّب الألفاظ التي يستحيا من ذكرها.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة، (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.
تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، للعلامة أحمد بن يحي النجمي -رحمه الله.-

الرقم الموحد: (3064)

شهدت عمرو بن أبي حسن سأل عبد الله بن زيد عن وضوء النبي -صلى الله عليه وسلم-؟ فدعا بتور من ماء، فتوضأ لهم وضوء رسول الله -صلى الله عليه وسلم-

میں عمرو بن ابی حسن کے پاس تھا کہ انھوں نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے وضو کے بارے میں پوچھا۔۔ اس پر انھوں نے پانی کا ایک طشت منگوایا اور لوگوں کو اس طرح سے وضو کر کے دکھایا، جیسے رسول اللہ ﷺ وضو کیا کرتے تھے۔ انھوں نے طشت سے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا، پھر تین بار اپنے ہاتھ دھوئے۔

٧٠٣. الحديث:

عن يحيى المازني -رحمه الله- قال: ((شَهِدتُّ عمرو بن أبي حسن سأل عبد الله بن زيد عن وُضوء النبي -صلى الله عليه وسلم-؟ فدعا بتَور من ماء، فتوضَّأ لهم وُضُوء رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فأكفَأ على يديه من التَّورِ، فغسَل يديه ثلاثًا، ثم أدخل يدهُ في التور، فمَضْمَض واسْتَنْشَق واسْتَنْثَر ثلاثا بثلاثِ غَرَفَات، ثم أدخل يده فغسل وجهه ثلاثا، ثم أدخل يده في التور، فغَسَلَهُما مرّتين إلى المِرْفَقين، ثم أدخل يدَه في التَّور، فمَسَح رأسَه، فأَقْبَل بهما وأَدْبَر مرَّة واحدة، ثم غَسَل رِجلَيه)). وفي رواية: ((بدأ بمُقَدَّم رأسه، حتى ذَهَب بهما إلى قَفَاه، ثم رَدَّهُما حتَّى رَجَع إلى المكان الذي بدأ منه)). وفي رواية ((أتانا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فأَخْرَجنا له ماء في تَورٍ من صُفْرٍ)).

٧٠٣. حدیث:

یحیٰ مازنی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: "میں عمرو بن ابی حسن کے پاس تھا کہ انھوں نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے وضو کے بارے میں پوچھا۔۔ اس پر انھوں نے پانی کا ایک طشت منگوایا اور لوگوں کو اس طرح وضو کر کے دکھایا، جیسے رسول اللہ ﷺ وضو کیا کرتے تھے۔ انھوں نے طشت سے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا، پھر تین بار اپنے ہاتھ دھوئے، پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا، پھر تین دفعہ تین چلوؤں سے کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا اور اسے صاف کیا۔ پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا اور تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا، پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا، پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا اور اپنے سر کا مسح کیا؛ چنانچہ ان کو ایک مرتبہ آگے لائے اور پھر پیچھے لے گئے اور پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے"۔ ایک اور روایت میں ہے کہ: "انھوں نے اپنے سر کے اگلے حصے سے (مسح کرنا) شروع کیا، یہاں تک کہ ہاتھوں کو گدی تک لے گئے اور پھر انھیں لوٹا کر اسی جگہ لے آئے، جہاں سے شروع کیا تھا"۔ ایک اور روایت میں ہے کہ: "ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ ہم آپ ﷺ کے پاس تانبے سے بنے ایک طشت میں پانی لائے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

من أجل حرص السلف الصالح -رحمهم الله- على اتباع السنة، كانوا يتساءلون عن كيفية عمل النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ ليتأسوا به فيها، وفي هذا الحديث يحدث عمرو بن يَحيى المازني عن أبيه: أنه شهد عمه عمرو بن أبي حسن، يسأل عبد الله بن زيد أحد الصحابة -رضي الله عنه- عن كيفية وضوء النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ فأراد عبد الله أن يبينها له بصورة فعلية؛ لأن ذلك أسرع إدراكا، وأدق تصويرا وأرسخ في النفس، فطلب إناء من ماء، فبدأ

اجمالی معنی:

سلف صالحین رحمہم اللہ اتباعِ سنت کی بہت زیادہ حرص رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نبی ﷺ کے عمل کی کیفیت کے بارے میں دریافت کرتے رہتے، تاکہ آپ ﷺ کی پیروی کر سکیں۔ اس حدیث میں عمرو بن یحیٰ مازنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے چچا عمرو بن ابی حسن کے پاس تھے کہ انھوں نے صحابی رسول عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے وضو کی کیفیت کے بارے میں پوچھا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ عملی انداز میں اسے بیان کر دیں؛ کیونکہ عملی انداز سے بات جلد سمجھ میں آ جاتی ہے، کیفیت زیادہ دقیق انداز میں سامنے آتی ہے اور بات زیادہ ذہن نشین ہوتی ہے۔ چنانچہ انھوں نے پانی کا ایک برتن منگوایا اور پہلے اپنی

أولا بغسل كفيه؛ لأنهما آلة الغسل وأخذ الماء، فأكفأ الإناء فغسلهما ثلاثا، ثم أدخل يده في الإناء، فاغترف منه ثلاث غرفات يتمضمض في كل غرفة ويستنشق ويستنثر، ثم اغترف من الإناء فغسل وجهه ثلاث مرات، ثم اغترف منه فغسل يديه إلى المرفقين مرتين مرتين، ثم أدخل يديه في الإناء فمسح رأسه بيديه بدأ بمقدم رأسه حتى وصل إلى قفاه أعلى الرقبة، ثم ردهما حتى وصل إلى المكان الذي بدأ منه، صنع هكذا؛ ليستقبل شعر الرأس ويستدبره فيعم المسح ظاهره وباطنه، ثم غسل رجليه إلى الكعبين، وبيَّن عبد الله بن زيد -رضي الله عنه- أن هذا صنيع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حين أتاهم، فأخرجوا له ماء في تور من صفر؛ ليتوضأ به -صلى الله عليه وسلم-، بيَّن ذلك عبد الله؛ ليثبت أنه كان على يقين من الأمر.

دونوں ہتھیلیوں کو دھویا؛ کیونکہ یہ دھونے اور پانی لینے کا آلہ ہیں۔ انھوں نے برتن کو انڈیل کر دونوں ہاتھوں پر پانی ڈال کر انھیں دھویا۔ انھوں نے اپنا ہاتھ پھر برتن میں ڈال کر اس سے تین چلو بھرے اور ہر چلو سے کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا اور اسے جھاڑا۔ اس کے بعد پھر برتن سے چلو بھر کے تین دفعہ اپنا چہرہ دھویا۔ پھر اس سے پانی لے کر اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دو دو دفعہ دھویا۔ پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور اپنے ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کیا۔ سر کے آگے والے حصے سے آغاز کیا، یہاں تک کہ ہاتھوں کو گردن کے بالائی حصے تک لے گئے اور پھر انھیں لوٹا کر وہیں لے آئے، جہاں سے آغاز کیا تھا۔ انھوں نے اس طرح اس لیے کیا، تاکہ آگے سے بھی سر کے بالوں پر ہاتھ پھیر دیں اور پیچھے سے بھی۔ یوں سر کے بیرونی اور اندرونی ہر حصے کا مسح ہو جائے۔ پھر اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک دھویا۔ عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے وضاحت کی کہ رسول اللہ جب صحابہ کے پاس تشریف لائے، تو آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا۔ وہ پیتل سے بنے ایک طشت میں آپ ﷺ کے وضو کے لیے پانی لے کر آئے۔ عبد اللہ رضی اللہ نے یہ وضاحت اس لیے کی؛ تاکہ ثابت ہو جائے کہ انھیں اس بات کا یقینی طور پر علم ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الوضوء > صفة الوضوء

راوي الحديث: الرواية الأولى: متفق عليها الرواية الثانية: متفق عليها الرواية الثالثة : رواها البخاري.

التخريج: عبد الله بن زيد بن عاصم المازني -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- بتور من ماء : هو الطست، وهو الإناء الصغير.
- فأكفأ على يديه : أمال وصب على يديه.
- من صُفر : نوع من النحاس أصفر، ويعد من أجود أنواع النحاس.
- غَرَفَات : جمع غرفة، وهو أخذ الماء باليد.
- فأقْبَل بهما : أي: بدأ بقبل الرأس يعني مقدمه.
- وأَدْبَر : رجع بهما إلى دبر الرأس، أي: مؤخره.
- وُضوء : نفس فعل الوضوء.
- إلى الكعبين : إلى بمعنى: مع. والكعبان: عظمان ناتئان في أسفل الساق.
- إلى المرفقين : أي: مع المرفقين. والمرفق هو: مفصل العضد من الذراع.
- مَضْمَض : أدار الماء في فمه وأخرجه.
- اسْتَنْشَق : جذب الماء بنفسه إلى باطن أنفه.
- اسْتَنْثَر : أخرج من أنفه الماء الذي استنشقه.
- وَجهَه : الوجه معروف، وحده: من منابت شعر الرأس المعتاد، إلى ما نزل من اللحية والذقن طولا، ومن الأذن إلى الأذن عرضًا.
- مَسَح بِرَأسِه : أمر يده عليه مبلولة بالماء، وحد الرأس: منابت الشعر من جوانب الوجه إلى أعلى الرقبة.
- ذَهَب بِهِما إلى قَفَاه : أوصل يداه إلى قفاه، والقفا: مُؤَخر الرأس والعُنُق، والمراد مسح رأسه إلى آخره من جهة القفا لا مسح الرقبة.
- أتانا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- : جاء إلينا: إما زائرا أو مدعوا.

فوائد الحديث:

١. حرص السلف الصالح على معرفة سنة النبي؛ ليتأسوا به فيهما.

٢. سلوك المعلم أقرب الوسائل إلى الفهم ورسوخ العلم.

٣. ذكر المخبر ما يدل على توكيد خبره.

٤. مشروعية الوُضُوء على هذه الكيفية: يغسل كفيه ثلاث مرات، ثم يتمضمض ويستنشق ويستنثر ثلاثا بثلاث غرفات، ثم يغسل وجهه ثلاثا، ثم يديه إلى المرفقين مرتين مرتين، ثم يمسح رأسه بيديه يبدأ بمقدَّم رأسه إلى قفاه ثم يردهما إلى المكان الذي بدأ منه ثم يغسل رجليه إلى الكعبين، وهذه من كيفيات وضوء النبي -صلى الله عليه وسلم.-

٥. غسل اليدين قبل إدخالهما في الإناء في ابتداء الوضوء.

٦. كيفية المضمضة بالنسبة إلى الفصل والجمع، فقد دل الحديث على أنه تمضمض واستنشق من غرفة ثم فعل كذلك مرة أخرى، ثم فعل كذلك مرة أخرى.

٧. استيعاب الرأس بالمسح، وتفسير الإقبال والإدبار.

٨. جواز التكرار ثلاثا في بعض أعضاء الوضوء واثنتين في بعضها، وقد ثبت من فعل النبي -صلى الله عليه وسلم- الوضوء مرة مرة، ومرتين مرتين، وثلاثا ثلاثا، وبعضه ثلاثا، وبعضه مرتين، والأخير هو الذي دل عليه هذا الحديث.

٩. عدم التكرار في مسح الرأس.

١٠. جواز مخالفة أعضاء الوضوء بتفضيل بعضها على بعض، وأن التثليث هو الصفة الكاملة وما دونها يجزئ كما صحت بذلك الأحاديث.

١١. مراعاة الترتيب بين أعضاء الوضوء، فلا يقدم المتأخر على سابقه.

١٢. تجديد ماء الوضوء لكل عضو؛ فلا يمسح رأسه بالبلل الباقي بعد غسل يديه مثلاً، لكن الأذنين مع الرأس عضو واحد، فلا يأخذ ماء جديدا للأذنين إلا إذا جفت يده ولم يبق بلل للأذنين.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى، ١٣٨١هـ. الإفهام في شرح عمدة الأحكام، لابن باز، تحقيق: سعيد القحطاني، مؤسسة عبد العزيز بن باز الخيرية، الطبعة: الأولى، ١٤٣٤هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحي النجمي، دار علماء السلف، الطبعة: الثانية، ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم-، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية، ١٤٠٨هـ. شرح العمدة للسعدي، قيده عنه تلميذه: عبد الله العوهلي، تقديم: عبد الله بن عبد العزيز العقيل، تحقيق: أنس بن عبد الرحمن بن عبد الله العقيل، دار التوحيد، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٣١هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3444)

صَلَّيْتُ أنا و عِمْرَانُ بْنُ حصَيْنٍ خلف علي بن أبي طالب، فكان إذا سجد كَبَّرَ، وإذا رفع رأسه كَبَّرَ، وإذا نهض من الركعتين كَبَّرَ	میں اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ جب سجدہ کرتے تو تکبیر (اللّٰہُ أکبر) کہتے اور جب سر اٹھاتے تو بھی تکبیر کہتے اور جب دو رکعات سے اٹھتے تو بھی تکبیر کہتے۔
٧٠٤. الحديث: عن مُطَرِّفِ بن عبد الله قال: «صَلَّيْتُ أنا وعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ خَلْفَ عليِّ بنِ أَبِي طالب، فكان إذا سجد كَبَّرَ، وإذا رفع رأسه كَبَّرَ، وإذا نهض من الركعتين كَبَّرَ، فلمَّا قضَى الصلاةَ أَخَذَ بيدَيَّ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، وقال: قد ذَكَّرني هذا صلاةَ محمد -صلى الله عليه وسلم- أو قال: صَلَّى بنا صلاة محمد -صلى الله عليه وسلم-».	**٧٠٤. حدیث:** مطرِّف بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ جب سجدہ کرتے تو تکبیر (اللّٰہُ أکبر) کہتے اور جب سر اٹھاتے تو بھی تکبیر کہتے اور جب دو رکعات سے اٹھتے تو بھی تکبیر کہتے۔ جب نماز پوری کر چکے تو عمران بن حصین نے میرے ہاتھ پکڑے اور فرمایا انہوں نے مجھے آپ ﷺ کی نماز یاد دلائی یا یہ فرمایا کہ انہوں نے ہمیں آپ ﷺ کی نماز پڑھائی۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: في هذا الحديث بيان شعار الصلاة، وهو إثبات الكبرياء والعظمة لله -سبحانه وتعالى-، وذلك بالتكبير. فيحكي مطرف أنه صلى هو وعمران بن حصين خلف علي بن أبي طالب فكان يكبر في هُويه إلى السجود، ثم يُكبِّر حِين يرفع رأسه من السجود، وإذا قام من التشهُّد الأوَّل في الصلاة ذات التشهدين، كبَّر في حال قيامه، وقد ترك كثير من الناس الجهر بالتكبير في هذه المواضع، فلمَّا فرغ من صلاته أخذ عمران بيد مُطرِّف، وأخبره بأنَّ عليًّا -رضي الله عنه- ذكَّره بصلاته هذه صلاةَ النبيِّ -صلى الله عليه وسلم- ، حيث كان يُكبِّر في هذه المواضع.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں نماز کے شعار کو بیان کیا گیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت کا اثبات ہے، یہ تکبیر سے ثابت ہوتی ہیں۔ مطرِف نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، وہ سجدے کے لیے جھکتے ہوئے تکبیر (اللّٰہُ اکبر) کہتے، پھر سجدے سے اٹھتے ہوئے تکبیر کہتے، جب دو تشہدوں والی نماز میں پہلی تشہد سے کھڑے ہوتے تو قیام کی حالت میں تکبیر کہتے، بہت سے لوگوں نے ان مواقع میں بلند آواز سے تکبیر کہنی چھوڑ دی ہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو عمران رضی اللہ عنہ نے مطرف کو ہاتھ سے پکڑا اور فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز سے ہمیں آپ ﷺ کی نماز یاد دلا دی، کہ آپ ﷺ ان مواقع میں تکبیر کہا کرتے تھے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو نُجَيد عمران بن حصين الخزاعي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- إذا سجد : بدأ في النزول للسجود، وهو نزول المصلي إلى الأرض واضعًا عليها الجبهة والأنف والكفين والركبتين وأطراف القدمين.
- نهض من الركعتين : أي شرع في النهوض من التشهد الأول.
- ذَكَّرني : جعلني أذكر بعد أن تركه الناس ونسيه من نسيه.
- هذا : علي بن أبي طالب أشار إليه باسم الإشارة احتراما وتعظيما له.
- قضى : أكمل صلاته.

فوائد الحديث:

١. التكبير في حال الهوِي من القيام إلى السجود.
٢. التكبير حال الرفع من السجود إلى الجلوس بين السجدتين.
٣. أن يفعل ما تقدم في جميع الركعات.
٤. التكبير حال القيام من التشهد الأول إلى القيام في الصلاة ذات التشهدين.
٥. مشروعية جهر الإمام بذلك ليتمكن المأموم من متابعته.
٦. فضيلة علي بن أبي طالب -رضي الله عنه- بملازمته السنة.
٧. تأييد فاعل السنة بالشهادة له بالحق.
٨. أن موقف الاثنين خلف الإمام.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام، للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٦ م. تنبيه الأفهام، للعثيمين، طبعة مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، طبعة دار الفكر، دمشق، الأولى ١٣٨١هـ صحيح البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، لأبي الحسين مسلم بن الحجاج النيسابوري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تأسيس الأحكام، لأحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، مصر، الطبعة الأولى.

الرقم الموحد: (5275)

صَلَّيْتُ مع أبي بكر وعمر وعثمان، فلم أسمع أحدا منهم يقرأ "بسم الله الرحمن الرحيم"

میں نے ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی، تو میں نے ان میں سے کسی کو بھی ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھتے ہوئے نہیں سنا

٧٠٥. الحديث:

عن أَنَس بن مالك -رضي الله عنه- «أنّ النبي -صلى الله عليه وسلم- وأبا بكر وعمر -رضي الله عنهما- : كانوا يَسْتَفْتِحُونَ الصلاة بـ"الحمد لله رب العالمين"».

وفي رواية: « صَلَّيْتُ مع أبي بكر وعمر وعثمان، فلم أسمع أحدا منهم يقرأ "بسم الله الرحمن الرحيم"».

ولمسلم: « صَلَّيْتُ خلف النبي -صلى الله عليه وسلم- وأبي بكر وعمر وعثمان فكانوا يَسْتَفْتِحُونَ بـ"الحمد لله رب العالمين"، لا يَذْكُرُونَ "بسم الله الرحمن الرحيم" في أول قراءة ولا في آخرها».

٧٠٥. حديث:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نماز "الحمد للہ رب العالمین" سے شروع کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے: "میں نے ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنھم کے ساتھ نماز پڑھی، تو میں نے ان میں سے کسی کو بھی "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھتے ہوئے نہیں سنا"۔ اور مسلم کی روایت میں ہے: "میں نے نبی ﷺ، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنھم کے پیچھے نماز پڑھی ہے، وہ نماز "الحمد للہ رب العالمین" سے شروع کرتے تھے اور "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کا ذکر نہ شروع قرآت میں اور نہ آخر میں کرتے تھے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يذكر أنس بن مالك، -رضى الله عنه-: أنه- مع طول صحبته للنبي -صلى الله عليه وسلم- وملازمته له ولخلفائه الراشدين - لم يسمع أحداً منهم يقرأ (بسم الله الرحمن الرحيم) في الصلاة، لا في أول القراءة، ولا في آخرها، وإنما يفتتحون الصلاة بـ"الحمد لله رب العالمين"، وقد اختلف العلماء في حكم قراءة البسملة والجهر بها على أقوال، والصحيح من أقوال العلماء أن المصلي يقرأ البسملة سرا قبل قراءة الفاتحة في كل ركعة من صلاته، سواء كانت الصلاة سرية أم جهرية.

اجمالی معنیٰ:

انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انھوں نے، نبی ﷺ کے ساتھ لمبی صحبت و وابستگی اور خلفاے راشدین کی ہم نشینی کے باوجود، کبھی ان میں سے کسی کو نماز میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھتے نہیں سنا؛ نہ ہی شروع قرات میں اور نہ ہی آخر میں۔ وہ نماز "الحمد للہ رب العالمین" سے شروع کرتے تھے۔ بسم اللہ کو جہراً پڑھنے کی مشروعیت کے حکم میں علما کا اختلاف ہے۔ اس سلسلے میں ان سے کئی اقوال وارد ہیں اور ان میں صحیح قول یہی ہے کہ نمازی نماز کی ہر رکعت میں فاتحہ سے پہلے بسم اللہ سراً پڑھے گا؛ نماز خواہ سری ہو یا جہری۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه. الرواية الثانية رواها مسلم.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- يَسْتَفْتِحُونَ : يبتدئون.
- لا يَذْكُرُونَ بسم الله : لا يَذْكُرُونَهَا جهرا.
- ولا في آخرها : آخر القراءة وهذا من باب المبالغة؛ فإنه لا يتوهم أحد أن البسملة تكون في آخر القراءة حتى ينفي ذلك، إلا أن يراد بآخر القراءة السورة التي بعد الفاتحة ، أو يريد أول ركعة وآخر ركعة في الصلاة.

فوائد الحديث:

١. أن البسملة، ليست آية من الفاتحة.

٢. تقديم الفاتحة على السورة.

٣. مشروعية قراءة "بسم الله الرحمن الرحيم" بعد الاستفتاح والتعوذ قبل الفاتحة ويكون ذلك سرا ولو في الصلاة الجهرية.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام للبسام، الناشر: مكتبة الصحابة، الغمارات - مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة- العاشرة، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٦ م . تنبيه الأفهام للعثيمين - طبعة مكتبة الصحابة الإمارات - مكتبة التابعين- القاهرة- الطبعة الأولى ١٤٢٦. الإفهام في شرح عمدة الأحكام –عبد العزيز بن باز-اعتناء سعيد بن علي بن وهف القحطاني –الرياض –الطبعة الأولى -١٤٣٥. الإلمام بشرح عمدة الأحكام لإسماعيل الأنصاري -طبعة دار الفكر- دمشق -الأولى ١٣٨١. خلاصة الكلام –فيصل المبارك الحريملي -الطبعة: الثانية، ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢ م. صحيح البخاري -أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر : دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم - المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (3327)

صببت للنبي -صلى الله عليه وسلم- غسلا

میں نے نبی ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا۔ آپ ﷺ نے پہلے پانی کو دائیں ہاتھ سے بائیں پر بہایا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ پھر اپنی شرم گاہ کو دھویا۔ پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر مار کر مٹی کے ساتھ اسے رگڑا اور پھر اسے دھویا۔ پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ پھر اپنے چہرے کو دھویا اور اپنے سر پر پانی بہایا۔ پھر ایک طرف ہو کر دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر آپ کو رومال دیا گیا۔ لیکن آپ ﷺ نے اس سے پانی کو خشک نہیں کیا۔

٧٠٦. الحديث:

عن ميمونة -رضي الله عنها- قالت: «صَبَبْتُ للنبي -صلى الله عليه وسلم- غُسْلا، فَأَفْرَغ بيمينه على يساره فغَسَلَهُما، ثم غسل فَرْجَه، ثم قال بِيَدِه الأرض فَمَسَحَها بالتُّراب، ثم غَسلها، ثم تَمَضْمَضَ واسْتَنْشَقَ، ثم غَسَل وجْهَه، وأفَاضَ على رأسِه، ثم تَنَحَّى، فغسل قَدَمَيه، ثم أُتِيَ بمنْدِيل فلم يَنْفُضْ بها».

٧٠٦. حدیث:

میمونہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا۔ آپ ﷺ نے پہلے پانی کو دائیں ہاتھ سے بائیں پر بہایا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ پھر اپنی شرم گاہ کو دھویا۔ پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر مار کر مٹی کے ساتھ اسے رگڑا اور پھر اسے دھویا۔ پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ پھر اپنے چہرے کو دھویا اور اپنے سر پر پانی بہایا۔ پھر ایک طرف ہو کر دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر آپ کو رومال دیا گیا۔ لیکن آپ ﷺ نے اس سے پانی کو خشک نہیں کیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: تخبر ميمونة أنها هيَّأت له الماء لأجل أن يَغتسل به رسول الله -صلى الله عليه وسلم- من الجَنَابة، فتناول الإناء بيمينه، فصبَّه على يساره، ثم غسل كلتا يديه معاً؛ لأن اليدين آلة لنقل الماء، فاستحب غسلهما تحقيقا لطهارتهما، وتنظيفا لهما. فَغَسَلَهُما، وفي رواية أخرى عن ميمونة -رضي الله عنها- عند البخاري: "فغسل يديه مرتين أو ثلاثا". وبعد أن غَسل يديه غَسل فَرْجَه بشماله لإزالة ما لوثه من آثار المَني وغيره، والمراد بالفَرْجِ هُنا: القُبل، يوضحه رواية البخاري: " ثم أفرغ على شِماله، فغسل مَذَاكِيرَه ". ثم قال بِيَدِه الأرض والمراد ضرب بها الأرض واليد هنا: " اليَد اليُسرى، يوضحه رواية البخاري: " ثم ضَرب بِشِمَاله الأرض، فدَلَكَها دَلْكًا شديدا ". فَمَسَحَها بالتُّراب لِيُزِيل ما قد يعلَق بها من آثار مُسْتَقْذَرة أو روائح كَرِيهة، ثم غَسل يَدَه اليُسرى بالماء لإزالة ما عَلَق بها من تُراب وغيره مما يُسْتَقْذَر،

اجمالی معنی:

حدیث کا مفہوم: میمونہ رضی اللہ عنہا بتا رہی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کے لیے پانی تیار کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ سے برتن کو تھاما اور اپنے بائیں ہاتھ پر انڈیلا۔ پھر آپ ﷺ نے ایک ساتھ دونوں ہاتھوں کو دھویا؛ کیوں کہ ہاتھ پانی منتقل کرنے کا آلہ ہیں۔ چنانچہ ان کی اچھی طرح سے طہارت و صفائی کے لیے آپ ﷺ نے انھیں دھونا پسند فرمایا۔ "دونوں ہاتھوں کو دھویا"۔ صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے : "آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دو یا تین دفعہ دھویا"۔ اپنے ہاتھ دھو لینے کے بعد شرم گاہ پر منی وغیرہ کی گندگی کے اثرات کو دور کرنے لیے آپ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ سے اپنی شرم گاہ کو دھویا۔ یہاں شرم گاہ سے مراد سامنے کی شرم گاہ ہے، جس کی وضاحت بخاری شریف کی روایت سے ہوتی ہے (جس میں یہ الفاظ ہیں کہ) : "پھر آپ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور اس سے اپنے عضو تناسل کو دھویا"۔ "ثم قال بِيَده الأرض" یعنی اپنے ہاتھ کو زمین پر مارا۔ یہاں ہاتھ سے مراد بایاں ہاتھ ہے، جس کی وضاحت بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ : "پھر آپ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کو زمین پر مارا اور اسے زور زور سے رگڑا"۔ آپ ﷺ نے اسے مٹی کے ساتھ رگڑا، تاکہ اس کے ساتھ لگی گندگی اور بدبو زائل ہو جائے۔ پھر آپ ﷺ نے

وبعد أن غسل يديه ونَظَّفَها مما قد يعَلق بها تمضمض وستنشق، ثم غَسَل وجْهَه. وليس فيه أنه توضأ -عليه الصلاة والسلام- ، لكن في حديثها الآخر عند البخاري ومسلم :" ثم توضأ وضوءه للصلاة "وهكذا جاء عن عائشة -رضي الله عنها-. ثم صَبَّ الماء على رأسه، وفي روايتها الأخرى: " ثم أَفْرَغ على رأسه ثلاث حَفَنَات مِلءَ كَفِّه، ثم غَسَل سَائر جَسَده ". ويُكتفى بالمرة الواحدة، إذا عَمَّت جميع البَدن. ثم تحول إلى جهة أخرى بعيدا عن موضع الاغتسال فغسل قَدَمَيه بعد أن فَرَغ من وضوءه واغتساله، غسل قَدَميه مرة ثانية. ثم أُتِيَ بمنْدِيل فلم يَنْفُضْ بها ولم يَتَمَسَّح بالمِنْدِيل من بَلَلِ الماء، وفي رواية أخرى عنها -رضي الله عنها-: " ثم أَتَيْتُه بالمِندِيل فَرَدَّه " وفي رواية أخرى : " أُتِيَ بِمِنْدِيلٍ فلم يَمَسَّه وجعل يقول: بالماء هكذا " يعني يَنْفُضُه.

اپنے بائیں ہاتھ کو اس پر لگی مٹی اور میل کچیل دور کرنے کے لیے دھویا۔ اپنے ہاتھوں سے لگے میل کچیل کو دھولینے اور صاف کر لینے کے بعد آپ ﷺ نے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور پھر اپنا چہرہ مبارک دھویا۔ اس حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ آپ ﷺ نے وضو بھی فرمایا، تاہم صحیح بخاری و صحیح مسلم میں میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ : "پھر آپ ﷺ نے نماز کے لیے کیے جانے والے وضو کی طرح وضو فرمایا"۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایسے ہی مروی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے سر پر پانی ڈالا اور ایک اور روایت میں ہے کہ : "پھر آپ ﷺ نے اپنے سر پر تین چلو ہتھیلی بھر کر ڈالے اور پھر سارے جسم کو دھویا"۔ ایک دفعہ پر بھی اکتفا کیا جا سکتا ہے، بشرطے کہ پانی سارے جسم تک پہنچ جائے۔ پھر آپ ﷺ نے غسل کی جگہ سے دور ایک دوسری جانب ہٹ کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے، یعنی جب آپ ﷺ اپنے وضو اور غسل سے فارغ ہو چکے، تو آپ ﷺ نے دوسری دفعہ اپنے پاؤں دھوئے۔ پھر آپ ﷺ کے پاس رومال لایا گیا، تو آپ ﷺ نے پانی کی تری کو اس سے خشک نہ کیا اور نہ ہی اس سے پونچھا۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک اور حدیث میں ہے : "پھر میں آپ ﷺ کے پاس رومال لائی، تو آپ ﷺ نے اسے واپس کر دیا"۔ ایک اور روایت میں ہے : "آپ ﷺ کے پاس ایک رومال لایا گیا، لیکن آپ ﷺ نے اسے چھویا تک نہیں اور اس طرح سے پانی جھٹکنے لگے"۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الغسل

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: ميمونة بنت الحارث -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- أَفْرَغ : صَبَّ.
- فَرْجَه : الفَرْج: من الإنسان: يُطلق على القُبُل والدُّبر؛ لأنَّ كلَّ واحدٍ منهما منفرِجٌ، وكثر استعماله في العُرف في القُبُل.
- تَمَضْمَض : المَضْمَضَة: أن يجعل الماء في فَمِه ويخرجه، وكمالها إدَارة الماء في فَمِه.
- اسْتَنْشَقَ : الاسْتِنْشَاق: إدخال الماء إلى داخل الأنْف، وكماله أن يجذب الماء بالنَّفَس لأقصى الأنف.
- أَفَاض : أسال الماء على بقية جسده وأجراه عليه.
- تَنَحَّى : أي: تحول إلى ناحية.
- مِنْدِيل : نسيجٌ من قُطن أو حَرير أو نحوهما، يُمسح به رَذَاذ الماء ونحوه.
- لم يَنْفُضْ : لم يَتَمَسَّح.

فوائد الحديث:

١. في هذا الحديث بيان لصِفَةُ غُسْل النَّبي -صلى الله عليه وسلم- من الجَنابة.

٢. فيه جواز تصريح المرأة بما قد يُسْتَحيا منه لبيان الحق.

٣. استحبابُ البداءة بغَسْلِ يديه؛ لأنَّ اليَدين هما أداةُ غَرْفِ الماء، وأداةُ دلك الجسد، فينبغي طهارتهما قبل كُلِّ شيءٍ، والمرادُ باليدين عند الإطلاق هما الكَفَّان.

٤. فيه استعمال اليَد اليُسرى لإزالة الأذى.

٥. فيه دليل على بَدَاءة الجُنب بغسل فَرْجَه ويزيل ما عليه من أثَر الخارج.

٦. استحباب ضَرب اليَد على الأرض أو الجدار إذا كان من الطِّين لإزالة اللزوجة العالقة بها، من غسل الفَرْج المتلوِّث بالنجاسة أو المني، فإن تَعَذر التَّراب -وهو كذلك في زماننا- فإن المُطَهِرات المعروفة تقوم مقامه.

٧. استحباب الوضوء قبل الاغتسال من الجَنَابة، وهذا على رواية ميمونة الأخرى.

٨. مشروعية غَسْل القَدَمَين بعد الانتهاء من الاغتسال، إذا دَعَت الحاجة إلى ذلك.

٩. لا يشترط دَلْك البَدن في الغسل من الجنابة؛ لعدم ذِكْره في الحديث، لكن إذا خَشي الإنسان عدم وصول الماء إلى جميع بَدَنِه فينبغي أن يَمُرَّ بيده إلى تلك المواضع، حتى يَغلب على ظَنِّه وصول الماء إليها.

١٠. فيه حِرص أُمْهات المؤمنين على نَشْر سُنته -صلى الله عليه وسلم.-

١١. فيه جواز نظر المرأة إلى عَورة زوجها؛ لأن ميمونة -رضي الله عنها- وصفت كيفية اغتساله -صلى الله عليه وسلم- من الجَنابة من أوله إلى آخره بما في ذلك تَطْهِير الفَرْج.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم ، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. النهاية في غريب الحديث والأثر، تأليف: مجد الدين أبو السعادات المعروف بابن الأثير، الناشر: المكتبة العلمية - بيروت، ١٣٩٩هـ- ١٩٧٩م، تحقيق: طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي. إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، تأليف: أحمد بن محمد بن أبى بكر القسطلاني، الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر، الطبعة: السابعة، ١٣٢٣هـ. شرح سنن أبي داود، تأليف: محمود بن أحمد بن موسى، بدر الدين العيني، تحقيق: خالد بن إبراهيم المصري، الناشر: مكتبة الرشد – الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٠ هـ-١٩٩٩م. سبل السلام، تأليف: محمد بن إسماعيل الصنعاني، الناشر: دار الحديث. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ ه _ ٢٠٠٦ م. حاشية الروض المربع شرح زاد المستقنع، تأليف: عبد الرحمن بن محمد بن قاسم النجدي، الناشر: (بدون ناشر) ، الطبعة: الأولى - ١٣٩٧ هـ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة. شرح سنن أبي داود، تأليف: عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن العباد، نسخة الإلكترونية.

الرقم الموحد: (10031)

صحبت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فكان لا يزيد في السَّفَر على ركعتين، وأبا بكر وعُمر وعُثْمان كذلك

میں آپ ﷺ کے ساتھ رہا، آپ ﷺ سفر میں دو سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھتے تھے، اسی طرح حضرت ابو بکر، عُمر اور عثمان بھی دو سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھتے تھے۔

٧٠٧. الحديث:

عن عبد الله بن عُمر -رضي الله عنهما- قال: «صحبت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فكان لا يزيد في السَّفَر على ركعتين، وأبا بكر وعُمر وعُثْمان كذلك».

٧٠٧. حدیث :

حضرت عبداللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”میں آپ ﷺ کے ساتھ رہا، آپ ﷺ سفر میں دو سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھتے تھے، اسی طرح حضرت ابو بکر، عُمر اور عثمان بھی دو سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھتے تھے“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يذكر عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- أنه صحب النبي -صلى الله عليه وسلم- في أسفاره، وكذلك صحب أبا بكر وعمر وعثمان -رضي الله عنهم- في أسفارهم، فكان كل منهم يقصر الصلاة الرباعية إلى ركعتين، ولا يزيد عليهما، أي لا يتم أحد منهم الفرائض، ولا يصلي الرواتب في السفر، وذكره لأبي بكر وعمر وعثمان للدلالة على أن الحكم غير منسوخ بل ثابت بعد وفاة النبي -صلى الله عليه وسلم- ولا له معارض راجح. ويجوز الإتمام في السفر، ولكن القصر أفضل؛ لقوله تعالى: {لَيْسَ عَلَيكُمْ جُنَاحٌ أن تَقصُرُوا مِنَ الصَّلاَةِ} فَنَفْيُ الجناح يفيد أنه رخصة، وليس عزيمة؛ ولأن الأصل الإتمام، والقصر إنما يكون من شيء أطول منه. والأولى للمسافر أن لايدع القصر؛ اتباعاً للنبي -صلى الله عليه وسلم-، ولأن الله -تعالى- يحب أن تُؤتى رخصه، وخروجًا من خلاف من أوجبه؛ ولأنه الأفضل عند عامة العلماء.

اجمالی معنی :

حضرت عبداللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ وہ آپ ﷺ کے اسفار میں آپ کے ساتھ تھے، اسی طرح ابو بکر، عُمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے بھی ساتھ تھے، ان میں سے ہر ایک چار رکعت والی نماز کو مختصر کرکے دو رکعات پڑھتا تھا، اس سے زیادہ نہیں پڑھتا تھا یعنی ان میں سے کوئی بھی فرض نماز پوری نہیں پڑھتا تھا اور نہ ہی یہ سنن مؤکدہ پڑھتے تھے۔ حدیث میں ابو بکر، عُمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کا ذکر اس لیے کیا کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حکم منسوخ نہیں۔ بلکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی ثابت ہے اور نہ ہی اس کا کوئی معارض موجود ہے جس کو ترجیح حاصل ہو۔ سفر میں پوری نماز پڑھنی جائز ہے، تاہم قصر کرنا افضل ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے {لَيْسَ عَلَيكُمْ جُنَاحٌ أن تَقصُرُوا مِنَ الصَّلاَةِ}۔ جناح کی نفی کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں رخصت ہے عزیمت نہیں۔ دوسرے اس لیے کہ اصل اتمام ہے۔ اور قصر اس چیز میں ہوتا ہے جو اس سے زیادہ طویل ہو۔ اور مسافر کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے اور جو قصر کو واجب کہتے ہیں ان کے اختلاف سے بچنے کے لیے قصر نماز نہ چھوڑے۔ تیسرے اس لیے بھی قصر نہ چھوڑے کہ اکثر علماء کے ہاں یہی افضل ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة أهل الأعذار

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- صحبتُ رسول الله : كنتُ معه في سفر.

- كان لا يزيد : أي: في الصلاة الرباعية، وكان تفيد الاستمرار غالبًا.
- وأبا بكر وعُمر وعُثْمان كذلك : أي: وصحبت أبا بكر وعمر وعثمان، وهم من الخلفاء الراشدين.

فوائد الحديث:

١. مشروعية قصر الصلاة الرباعية في السفر إلى ركعتين، وهو أمر مجمع عليه.
٢. أن القصر عام في سفر الحج والجهاد، وكل سفر طاعة، وكل سفر مباح.
٣. أن القصر هو سنة النبي -صلى الله عليه وسلم-، وسنة خلفائه الراشدين في أسفارهم.
٤. لا قصر في صلاة الفجر ولا في صلاة المغرب، وهذا بالإجماع.
٥. السُنَّة للمسافر ترك التنفل بنوافل الفرائض إلا راتبة الفجر والوتر؛ لورود تخصيصهما بذلك.
٦. لطف المولى بخلقه، وسماحة هذه الشريعة المحمدية وسهولتها.
٧. من يريد السفر له أن يقصر إذا خرج من بيوت القرية.
٨. إذا اقتدى المسافر بمقيم صلى صلاة مقيم.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ. الإفهام في شرح عمدة الأحكام لابن باز، تحقيق: سعيد القحطاني، مؤسسة عبد العزيز بن باز الخيرية، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام، فيصل بن عبد العزيز المبارك، الطبعة: الثانية ١٤١٢هـ، ١٩٩٢م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (5207)

صحبت شيخًا من الأنصار، ذكر أنه كانت له صحبة يقال له: كعب بن زيد أو زيد بن كعب

مجھے کعب بن زید یا زید بن کعب رضی اللہ عنہ نامی، صحبت نبوی ﷺ سے مشرف، ایک انصاری صحابی کا ساتھ نصیب ہوا۔

٧٠٨. الحديث:

عن جميل بن زيد، قال: صحبت شيخًا من الأنصار، ذكر أنه كانت له صحبة يقال له: كعب بن زيد أو زيد بن كعب، فحدثني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم تزوج امرأة من بَنِي غِفَارٍ، فلما دخل عليها فوضع ثوبه، وقعد على الفراش، أَبْصَرَ بِكَشْحِهَا بَيَاضًا، فَانْحَازَ عن الفراش، ثم قال: "خذي عليك ثيابك"، ولم يأخذ مما أتاها شيئًا.

٧٠٨. حدیث:

جمیل بن زید سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں مجھے کعب بن زید یا زید بن کعب رضی اللہ عنہ نامی، صحبت نبوی ﷺ سے مشرف، ایک انصاری صحابی کا ساتھ نصیب ہوا، انھوں نے مجھ سے یہ روایت بیان کی کہ نبی ﷺ نے بنی غفار کی ایک خاتون سے نکاح کیا، جب اس کے پاس گیے، اپنا لباس اتارا اور بستر پر بیٹھے، تو اس کے پہلو میں سفیدی دیکھی، پس آپ بستر سے الگ ہو گیے اور اس سے فرمایا "تم اپنا لباس پہن لو۔" پھر آپ ﷺ نے اس کو جو کچھ دیا تھا، اس میں سے کچھ بھی واپس نہیں لیا۔

درجة الحديث: ضعيف جداً

حدیث کا درجہ: ضعیف جدًا (یہ حدیث بہت ضعیف ہے)۔

المعنى الإجمالي:

أفاد هذا الحديث أن النبي -صلى الله عليه وسلم- تزوج امرأة من قبيلة غفار، فلما دخل بها رأى بياضًا بين خاصرتها وضلوعها وهو المرض الذي يسمى البرص، فلما رأى ذلك منها أعرض عنها وفارقها بقوله الحقي بأهلك -وهو كناية عن الطلاق- ولم يأخذ من مهرها شيئاً، ولكن الحديث ضعيف وإنما شرح ليعلم.

اجمالی معنی:

اس حدیث سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے قبیلہ غفار کی ایک خاتون سے نکاح کیا اور جب اس کے پاس گیے تو اس کے پہلو اور پسلیوں کے درمیان کچھ سفیدی (جس کو جذام و کوڑھ کی بیماری کہا جاتا ہے) دیکھی اور آپ ﷺ کی نظر جیسے ہی اس پر پڑی تو آپ نے اس سے منہ پھیر لیا اور یہ کہتے ہوئے اس سے جدائی اختیار کرلی کہ "اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ" اور یہ طلاق کے لیے کنایہ کے طور پر استعمال کیا جانے والا جملہ ہے اور آپ ﷺ نے اس کے مہر میں سے کچھ بھی واپس نہیں لیا۔ گرچہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن اس مسئلہ سے متعلق علم کی تشریح کے لیے ذکر کردی گئی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > العيوب في النكاح
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > زوجاته صلى الله عليه وسلم وأحوال بيت النبوة

راوي الحديث: رواه أحمد.

التخريج: كعب بن زيد أو زيد بن كعب -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- غِفار : قبيلة من قبائل عدنان، هم بنو غفار بن مليل بن صخرة بن مدركة بن إلياس بن مضر، ومنازلهم قرب مكة.
- بِكَشْحِهَا : هو المكان الذي بين الخاصرة والضلوع.
- بياضًا : المراد به البرص، وهو مرض يحدث في الجسد بياضًا مخالفًا للون جلد الجسد.
- الحَقِي بِأَهلِك : هذه الصيغة من كنايات الطلاق الظاهرة، يقع بها الطلاق مع نيته، أو قرينة تدل على إرادة الطلاق.
- ولم يأخذ مما أتاها شيئا : أي لم يأخذ شيئًا من الصداق الذي أعطاه إياها.

فوائد الحديث:

١. أن البرص منفر من العشرة.

٢. أَنَّ الْبَرَصَ عيبٌ يُفْسَخُ بِه النكاح.

٣. أنَّ إثبات خيار العيب للزوج الذي لم يعلم بعيب صاحبه إلاَّ بعد العقد، ولم يرض به، فيثبت له حق فسخ النكاح.

٤. أنَّ العيب إذا لم يُعلم به إلاَّ بعد الدخول أو الخلوة، فإنَّ لها الصداق.

٥. أن كل عيب ينفر أحد الزوجين من الآخر فإنه يفسخ به النكاح؛ لأنه لا يحقق مقاصده، الجنون والجذام والبرص والعنة في الزوج وهو عدم قدرته على وطء الزوجة وكذا العقم.

المصادر والمراجع:

-مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للشيخ الألباني. الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن حجر. دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - نيل الأوطار، للشوكاني. الناشر: دار الحديث، مصر. الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ - ١٩٩٣م - البدرُ التمام شرح بلوغ المرام، للمغربي. الناشر: دار هجر. الطبعة: الأولى. - الفتح الرباني لترتيب مسند الإمام أحمد بن حنبل الشيباني، للساعاتي. الناشر: دار إحياء التراث العربي. الطبعة: الثانية. - منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨.

الرقم الموحد: (58087)

صدق الله، وكذب بطن أخيك، اسقه عسلا

٧٠٩. الحديث:

عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- أنَّ رجلًا أتى النبيَّ صلى الله عليه وسلم فقال: أخي يَشْتكي بطنَه، فقال: «اسْقِه عَسَلًا» ثم أتى الثانيةَ، فقال: «اسْقِه عَسَلًا» ثم أتاه الثالثةَ فقال: «اسْقِه عَسَلًا» ثم أتاه فقال: قد فعلتُ؟ فقال: «صدق اللهُ، وكذب بطنُ أخيك، اسْقِه عَسَلًا» فسقاه فبرأ.

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فأخبره بأن أخاه يتألم من مرض في بطنه، وهذا المرض هو الإسهال، كما اتضح من روايات أخرى للحديث، فأمره النبي صلى الله عليه وسلم أن يسقي أخاه عسلا، فسقاه فلم يُشف، ثم أتى النبي صلى الله عليه وسلم فأخبره، فأمره أن يسقيه عسلا مرة أخرى، فسقاه فلم يُشف، ثم أتى النبي صلى الله عليه وسلم فأخبره، فأمره أن يسقيه عسلا مرة ثالثة، فسقاه فلم يُشف، فأتى النبي صلى الله عليه وسلم فأخبره، فقال صلى الله عليه وسلم: «صدق الله وكذب بطن أخيك اسقه عسلا» وهذا فيه احتمالان: أحدهما: أن يكون النبي صلى الله عليه وسلم أخبر عن غيب أطلعه الله عليه، وأعلمه بالوحي أن شفاء ذلك من العسل، فكرر عليه الأمر بسقي العسل ليظهر ما وعد به. والثاني: أن تكون الإشارة إلى قوله تعالى: {فيه شفاء للناس} ويكون قد علم أن ذلك النوع من المرض يشفيه العسل. فلما أمره في المرة الرابعة أن يسقيه عسلا، ذهب الرجل فسقى أخاه عسلا فشُفي بإذن الله تعالى. ولا يلزم حصول الشفاء به لكل مرض في كل زمن وبأي نوع من أنواع العسل، لكن (لكل داء دواء إذا أصيب دواء الداء برئ بإذن الله) كما

اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، اس کو شہد پلاؤ۔

٧٠٩. حديث :

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے بھائی کو پیٹ کی بیماری لاحق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "اس کو شہد پلاؤ"۔ پھر دوسری بار آیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا : "اس کو شہد پلاؤ"۔ پھر (تیسری بار) آیا اور عرض کیا کہ میں نے پلایا (لیکن فائدہ نہیں ہوا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "اللہ سچا ہے، اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، اس کو شہد پلاؤ"۔ چنانچہ اس نے پھر شہد پلایا، تو وہ تندرست ہوگیا۔

حدیث کا درجہ : صحیح

اجمالی معنی :

ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ ﷺ کو بتایا کہ اس کا بھائی پیٹ کے مرض کی تکلیف میں بتلا ہے۔ یہ اسہال کا مرض تھا جیسا کہ اسی حدیث کی دیگر روایات سے واضح ہوتا ہے۔ نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ اپنے بھائی کو شہد پلائے۔ اس نے اسے شہد پلایا، لیکن وہ صحت یاب نہ ہوا۔ وہ پھر آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو اس بارے میں آگاہ کیا۔ آپ ﷺ نے دوبارہ اسے حکم دیا کہ وہ اسے شہد پلائے۔ اس نے پھر پلایا لیکن اسے کچھ افاقہ نہ ہوا۔ وہ پھر آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو صورت حال بتائی۔ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ پھر اسے حکم دیا کہ اسے شہد پلائے۔ اس نے پھر شہد پلایا، لیکن وہ شفایاب نہ ہوا۔ وہ پھر آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ اسے شہد پلاؤ۔" اس میں دو احتمالات کا امکان ہے : پہلا احتمال : یہ کہ نبی ﷺ نے یہ بات غیبی طور پر بتائی ہو، جس سے آپ ﷺ کو اللہ تعالی نے مطلع کیا تھا اور بتایا تھا کہ اس کی شفا شہد میں ہے۔ اسی وجہ سے نبی ﷺ نے بار بار اسے شہد پلانے کا حکم دیا؛ تاکہ اللہ نے جو وعدہ کیا ہے وہ ظاہر ہو جائے۔ دوسرا احتمال : ہوسکتا ہے کہ یہ اللہ تعالی کے اس قول کی طرف اشارہ ہو کہ : "اس (شہد) میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔" اور آپ ﷺ کو اس بات کا علم ہو کہ اس قسم کے مرض کی شفا شہد ہی میں ہے۔ جب آپ ﷺ نے چوتھی دفعہ شہد پلانے کا حکم دیا، تو اس آدمی نے جا کر اپنے بھائی کو شہد پلایا، جس سے وہ اللہ کے حکم سے شفایاب ہوگیا۔

قال -صلى الله عليه وسلم-، رواه مسلم (٤/ ١٧٢٩، ح٢٢٠٤).

التصنيف: الفقه وأصوله > الطب والتداوي والرقية الشرعية > الطب النبوي

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو سعيد الخُدْرِي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- يشتكي بطنه : تألّم ممّا به من مرض.
- برأ : شُفِي.

فوائد الحديث:

١. فيه أن ما جعل الله فيه شفاء من الأدوية قد يتأخر تأثيره حتى يتم أمره وتنقضى مدته المكتوبة فى اللوح المحفوظ.

٢. الصدق صفةٌ ذاتيةٌ ثابتةٌ لله عَزَّ وجَلَّ بالكتاب والسنة، قال تعالى: (ومن أصدق من الله حديثا).

٣. العسل فيه شفاء للناس، ولا يلزم حصول الشفاء به لكل مرض في كل زمن وبأي نوع من أنواع العسل، لكن (لكل داء دواء إذا أصيب دواء الداء برئ بإذن الله)كما قال -صلى الله عليه وسلم-، رواه مسلم (٤/ ١٧٢٩، ح٢٢٠٤).

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. كشف المشكل من حديث الصحيحين، لجمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي، المحقق: علي حسين البواب، الناشر: دار الوطن – الرياض. شرح صحيح البخاري لابن بطال، تحقيق: أبي تميم ياسر بن إبراهيم، نشر: مكتبة الرشد، الرياض-السعودية، الطبعة: الثانية ١٤٢٣ه، ٢٠٠٣م. معجم اللغة العربية المعاصرة، للدكتور أحمد مختار عبد الحميد عمر بمساعدة فريق عمل، الناشر: عالم الكتب، الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ - ٢٠٠٨ م. - صفات الله عز وجل الواردة في الكتاب والسنة : علوي بن عبد القادر السَّقَّاف دار الهجرة الطبعة : الثالثة ، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٦ م.

الرقم الموحد: (8300)

صفة صلاة الخوف كما رواها جابر

٧١٠. الحديث:

عن جابر بن عبد الله الأنصاري -رضي الله عنهما- قال: «شَهِدْتُ مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- صلاة الخوف فَصَفَفْنَا صَفَّيْنِ خلف رسول الله -صلى الله عليه وسلم- والعدو بيننا وبين القبلة، وكَبَّرَ النبي -صلى الله عليه وسلم- وكَبَّرنا جميعا، ثم ركع ورَكَعْنا جميعا، ثم رفع رأسه من الركوع ورفعنا جميعا، ثم انحدر بالسجود والصف الذي يليه، وقام الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ في نَحْرِ الْعَدُوِّ، فلما قضى النبي -صلى الله عليه وسلم- السجود، وقام الصفّ الذي يليه انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بالسجود، وقاموا، تَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ، وَتَأَخَّرَ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ، ثم ركع النبي -صلى الله عليه وسلم- وركعنا جميعا، ثم رفع رأسه من الركوع ورفعنا جميعا، ثم انحدر بالسجود، والصفّ الذي يليه -الذي كان مُؤَخَّرا في الركعة الأولى- فقام الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ، فلما قضى النبي -صلى الله عليه وسلم- السجود والصف الذي يليه: انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بالسجود، فسجدوا ثم سلَّم -صلى الله عليه وسلم- وسَلَّمْنا جميعا، قال جابر: كما يصنع حَرَسُكُمْ هؤلاء بأُمرائهم». وذكر البخاري طرفا منه: «وأنه صلى صلاة الخوف مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في الغزوة السابعة، غزوة ذات الرِّقَاع».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث صفةٌ من صفات صلاة الخوف وهذه الصفة فيما إذا كان العدو في جهة القبلة حيث قسم النبي -صلى الله عليه وسلم- الجيش فرقتين، فرقة تكون صفاً مقدماً وفرقة تكون صفاً ثانيًا، ثم يصلي بهم فيكبر بهم جميعاً ويقرأون جميعًا ويركعون جميعًا ويرفعون من الركوع جميعًا ثم يسجد ويسجد معه الصف الذي يليه ثم إذا قام للركعة الثانية سجد

خوف کی نماز کا طریقہ جیسا کہ جابر-رضی اللہ عنہ-نے روایت کیا ہے۔

٧١٠. حدیث:

جابر بن عبداللہ انصاری-رضی اللہ عنہما-فرماتے ہیں کہ میں خوف کی نماز پڑھتے وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا، دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان حائل تھا ہم لوگوں نے نبی ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنائیں نبی ﷺ نے تکبیر کہی ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ تکبیر کہی پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور ہم سب نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ رکوع کیا پھر جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھایا تو ہم سب نے بھی سر اٹھایا پھر آپ ﷺ سجدہ میں چلے گیے تو آپ ﷺ کے ساتھ صرف پہلی صف والوں نے سجدہ کیا جب کہ دوسری صف دشمن کے سامنے کھڑی رہی جب نبی ﷺ اور پہلی صف کے لوگ کھڑے ہوئے تو پچھلی صف والوں نے سجدہ کیا اور پھر کھڑے ہو گیے اس کے بعد پچھلی صف کے لوگ آگے آ گیے اور اگلی صف کے لوگ پیچھے چلے گیے، پھر نبی ﷺ نے رکوع کیا اور ہم سب نے اکٹھے ہی رکوع کیا پھر آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھایا اور ہم سب بھی اکٹھے رکوع سے سر اٹھایا اور پھر آپ ﷺ سجدہ میں چلے گئے تو آپ ﷺ کے ساتھ صرف پہلی صف والوں نے سجدہ کیا- جو کہ پہلے پچھلی صف میں تھے- جب کہ دوسری صف دشمن کے سامنے کھڑی رہی جب نبی ﷺ اور پہلی صف کے لوگ کھڑے ہوئے تو پچھلی صف والوں نے سجدہ کیا اور تو اب پہلی صف والوں نے بھی سجدہ کیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو ہم سب نے اکٹھے سلام پھیرا جابر-رضی اللہ عنہ-کہتے ہیں: جیسے آج کل تمہارے حفاظتی دستے اپنے امراء کے ساتھ کرتے ہیں۔ (امام مسلم نے یہ روایت مکمل ذکر کی ہے)، امام بخاری نے اس کا کچھ حصہ ہی ذکر کیا ہے کہ انھوں (جابر-رضی اللہ عنہ-) نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ساتویں غزوے 'ذات الرقاع' میں نمازِ خوف پڑھی۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

اس حدیث میں خوف کی نماز کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ذکر کیا گیا ہے۔ خوف کی نماز کے اس طریقے میں دشمن قبلے کی جانب ہے، آپ ﷺ نے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک حصہ پہلی صف میں اور دوسرا دوسری صف میں ہے، پھر آپ نے انہیں نماز پڑھائی، جس میں تمام لوگ ایک ساتھ تکبیر، ایک ساتھ قرأت، ایک ساتھ رکوع اور ایک ساتھ رکوع سے اٹھتے ہیں، پھر سجدہ کرتے اور آپ کے ساتھ ساتھ والی صف بھی سجدہ کرتی، پھر جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے

الصف المؤخر الذي كان يحرس العدو فإذا قاموا تقدم المؤخر وتأخر المقدم مراعاة للعدل حتى لا يكون الصف الأول في مكانه في كل الصلاة، وفعل في الركعة الثانية كما فعل في الأولى وتشهد بهم جميعًا وسلم بهم جميعًا. وهذه الكيفية المفصلة في هذا الحديث عن صلاة الخوف، مناسبة للحال التي كان عليها النبي -صلى الله عليه وسلم- وأصحابه حين ذاك، من كون العدو في جهة القبلة، ويرونه في حال القيام والركوع، وقد أمنوا من كمين يأتي من خلفهم.

تو پچھلی صف جو کہ دشمن کے سامنے پہرا دے رہی تھی سجدہ کرتی، جب کھڑے ہوئے تو برابری کی رعایت کرتے ہوئے پچھلی صف آگے اور اگلی صف پیچھے ہوجاتی کہ پوری نماز میں پہلی صف اپنی جگہ پر نہیں رہتی، پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا جیسا پہلی صف میں کیا، پھر تمام کو تشہد کروائی اور سب کے لیے سلام پھیرا۔ اس حدیث میں نمازِ خوف کی یہ کیفیت تفصیل سے ذکر ہوئی، یہ اس واقع حال کے مناسبت سے تھی جو آپ ﷺ اور صحابہ کرام ۔ رضی اللہ عنہم۔ کو درپیش تھی کہ دشمن قبلے کی جانب ہے، وہ دشمن کو قیام اور رکوع کی حالت میں دیکھ رہے ہیں اور پچھلی جانب سے دشمن کے حملے سے محفوظ ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة الخوف

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- شَهِدْتُ : حضرت.
- فَصَفَفْنَا صَفَّيْن : أي جعلنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- صفين.
- والعدو بيننا وبين القبلة : أي كان العدو في جهة القبلة. والقبلة موضع الكعبة، وسميت بذلك لأن الناس يقابلونها في صلاتهم، وما فوق الكعبة إلى السماء يعد قبلة، وهكذا ما تحتها مهما نزل.
- فكبّر : قال الله أكبر والمراد تكبيرة الإحرام.
- جميعا : جميع الجيش.
- انْحَدَرَ بالسجود : نزل إليه.
- نَحْرِ الْعَدُوِّ : أمام العدو.
- قضى النبي -صلى الله عليه وسلم- السجود : فرغ من السجدتين.
- ركع : انحنى في صلاته قدر بلوغ راحتيه ركبتيه، وكمال السنة فيه: أن يسوي ظهره وعنقه وعجزه، ويجافي مرفقيه عن جنبيه.
- سجد : أكمل السجود هو أن يسجد المصلي على سبعة أعضاء، وهي الجبهة مع الأنف، واليدان، والركبتان، والقدمان.
- وقام الصفّ الذي يليه : أي قام من السجود بعد قيام النبي صلى الله عليه وسلم.
- قال جابر : ناقل هذا عن جابر الراوي عنه وهو عطاء.
- حَرَسُكُمْ : جمع حارس وهم المرتبون لحفظ الأمير وحمايته.
- بأمرائهم : جمع أمير وهو ولي أمر الناس ذو السلطة فيهم.

فوائد الحديث:

١. مشروعية صلاة الخوف على هذه الصفة المذكورة، عند وجود الحال المناسبة، وانتفاء المحاذير المنافية.
٢. الحراسة- هنا- وقعت في حال السجود فقط، لأنهم في غيره يرون العَدوَّ كلهم.
٣. وجوب المحافظة على صلاة الجماعة على الرجال حضرًا وسفرًا في حال الأمن والخوف.
٤. حسن تنظيم الإسلام وعدالته.
٥. جواز الحركة من غير جنس الصلاة لمصلحة الصلاة.
٦. جواز تخلف المأموم عن الإمام في صلاة الخوف للحاجة.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام للبسام الناشر: مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة الطبعة- العاشرة، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٦ م . تنبيه الأفهام للعثيمين -طبعة مكتبة الصحابة الامارات - مكتبة التابعين- القاهرة- الطبعة الأولى ١٤٢٦. صحيح البخاري -أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر -الناشر : دار طوق النجاة -الطبعة : الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. تأسيس الأحكام -أحمد بن يحيى النجمي- دار المنهاج- القاهرة- مصر -الطبعة الأولى. الموسوعة الفقهية الكويتية-وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية – الكويت-الطبعة: (من ١٤٠٤ -١٤٢٧ هـ) الأجزاء ١ - ٢٣: الطبعة الثانية، دار السلاسل – الكويت- الأجزاء ٢٤ - ٣٨: الطبعة الأولى، مطابع دار الصفوة - مصر الأجزاء ٣٩ - ٤٥: الطبعة الثانية، طبع الوزارة.

الرقم الموحد: (6050)

صل قائما، فإن لم تستطع فقاعدا، فإن لم تستطع فعلى جنب	کھڑے ہو کر پڑھو اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں تو بیٹھ کر پڑھ لو اور اگر بیٹھ کر بھی پڑھنے کی طاقت نہیں تو پہلو کے بل لیٹ کر پڑھ لو۔
٧١١. الحديث: عن عمران بن حصين -رضي الله عنهما- قال: كانت بي بَوَاسِيرُ، فسألت النبي -صلى الله عليه وسلم- عن الصلاة، فقال: «صَلِّ قائما، فإن لم تستطع فقاعدا، فإن لم تستطع فعلى جَنْبٍ».	**٧١١. حدیث:** حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے بارے میں پوچھا کہ کیسے پڑھوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کھڑے ہو کر پڑھو اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں تو بیٹھ کر پڑھ لو اور اگر بیٹھ کر بھی پڑھنے کی طاقت نہیں تو پہلو کے بل لیٹ کر پڑھ لو۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يبين الحديث الشريف كيفية الصلاة لمن كان به مرض من بواسير أو ألم عند القيام ونحو ذلك من الأعذار، فأخبر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن الأصل القيام، إلا في حال عدم الاستطاعة فيصلي جالساً وإن لم يستطع الصلاة جالساً فله أن يصلي على جنبه.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں اس شخص کی نماز کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے جس کو بواسیر کا مرض ہو یا کوئی اور تکلیف یا عذر لاحق ہو جس وجہ سے وہ کھڑا نہ ہو سکتا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بتایا ہے کہ اصل قیام ہے اور اگر کسی میں کھڑے ہونے کی طاقت نہیں تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ لے اور اگر کسی میں بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے کی استطاعت نہیں تو وہ پہلو کے بل لیٹ کر پڑھ سکتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة أهل الأعذار

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: أبو نُجَيد عمران بن حصين الخزاعي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- جنب : الجنب مصدر، ويطلق على عدة معانٍ متعددة، ومنها: شق الإنسان وجانبه، وجمعه: جنوب وأجناب، وهو المراد هنا.
- بواسير : جمع باسور، وهو ورم يكون في مقعدة الإنسان.

فوائد الحديث:

١. وجوب مراعاة مراتب صلاة المريض المكتوبة، فيجب عليه القيام إن قدر عليه؛ لأنَّه ركن من أركان الصلاة المكتوبة، ولو معتمدًا، أو مستندًا إلى شيء من عصا، أو جدار، أو نحو ذلك.

٢. فإن لم يستطع القيام، أو شقَّ عليه، فتلزمه قاعدًا، ولو مستندًا أو متكئًا، ويركع ويسجد مع القدرة عليه، فإن لم يستطع القعود، أو شقَّ عليه فيصلي على جنبه، والجنب الأيمن أفضل، فإن صلى مستلقيًا إلى القبلة صحَّ، فإن لم يستطع أومأ إيماء برأسه، ويكون إيماؤه للسجود أخفض من إيمائه للركوع، للتمييز بين الركنين، ولأنَّ السجود أخفض من الركوع.

٣. لا ينتقل من حال إلى حال أقل منها إلاَّ عند العجز، أو عند المشقة عن الحالة الأولى، أو في القيام بها؛ لأنَّ الانتقال من حال إلى حال مقيد بعدم الاستطاعة.

٤. حد المشقة التي تبيح الصلاة المفروضة جالسًا، هي المشقة التي يذهب معها الخشوع؛ ذلك أنَّ الخشوع هو أكبر مقاصد الصلاة.

٥. الأعذار التي تبيح الصلاة المكتوبة قاعدًا كثيرة، فليس خاصًّا بالمرض فقط، فقِصر السقف الذي لا يستطيع الخروج منه، والصلاة في السفينة، أو الباخرة، أو السيارة، أو الطيارة عند الحاجة إلى ذلك، وعدم القدرة على القيام، كلها أعذار تبيح ذلك.

٦. الصلاة لا تسقط ما دام العقل ثابتًا، فالمريض إذا لم يقدر على الإيماء برأسه أومأ بعينيه، فيخفض قليلاً للركوع، ويخفض أكثر منه للسجود، فإن قدر على القراءة بلسانه قرأ، وإلاَّ قرأ بقلبه، فإن لم يستطع الإيماء بعينه صلَّى بقلبه.

٧. مقتضى إطلاق الحديث أنَّه يصلي قاعدًا، على أيَّةِ هيئة شاء، وهو إجماع، والخلاف في الأفضل، فعند الجمهور أنَّه يصلي متربعًا في موضع القيام، وبعد الرفع من الركوع، ويصلي مفترشًا في موضع الرفع من السجود.

٨. أنَّ أوامر الله تعالى يؤتى بها حسب الاستطاعة والقدرة، فلا يكلف الله نفسًا إلاَّ وسعها.

٩. سماحة ويُسر هذه التشريعة المحمدية، وأنَّها كما قال تعالى: {وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ} [الحج:٧٨]. {يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ} [النساء]، فرحمة الله تعالى بعباده واسعة.

١٠. ما تقدم هو حكم الصلاة المكتوبة، أما النافلة فتصح قاعدًا، ولو من دون عذر، لكن إن كانت بعذر فأجرها تام، وبدون عذر على النصف من أجر صلاة القائم كما ثبت في السنة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري. تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، شرحه الشيخ د. صالح بن فوزان الفوزان، اعتنى بإخراجه: عبد السلام السليمان، ط ١، ١٤٢٧هـ- ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي.

الرقم الموحد: (10951)

صلاةُ الرجلِ في جماعةٍ تَزِيدُ على صلاتِه في سُوقِهِ وبَيْتِهِ بِضْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً

٧١٢. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «صلاةُ الرجلِ في جماعةٍ تَزِيدُ على صلاتهِ في سُوقِهِ وبَيْتِهِ بِضْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً، وذلك أنَّ أحدَهُم إذا توضأَ فأَحْسَنَ الوُضُوءَ، ثُمَّ أتى المسجدَ لا يُرِيدُ إلا الصلاةَ، لا يَنْهَزُهُ إلا الصلاةُ لم يخطُ خطوةً إلا رُفِعَ له بها درجةٌ، وحُطَّ عنه بها خطيئةٌ حتى يدخلَ المسجدَ، فإذا دخل المسجد كان في الصلاةِ ما كانت الصلاةُ هي تَحْبِسُهُ، والملائكةُ يُصلونَ على أحدِكُم ما دَامَ في مَجْلِسِهِ الذي صَلَّى فيه، يقولون: اللهُمَّ ارْحَمْهُ، اللهُمَّ اغْفِرْ له، اللهُمَّ تُبْ عليه، ما لم يُؤْذِ فِيهِ، ما لم يُحْدِثْ فِيهِ».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

إذا صلى الإنسان في المسجد مع الجماعة كانت هذه الصلاة أفضل من الصلاة في بيته أو في سوقه سبعاً وعشرين مرة؛ لأن الصلاة مع الجماعة قيام بما أوجب الله من صلاة الجماعة. ثم ذكر السبب في ذلك: بأن الرجل إذا توضأ في بيته فأسبغ الوضوء، ثم خرج من بيته إلى المسجد لا يخرجه إلا الصلاة، لم يخط خطوة إلا رفع الله بها درجة وحط عنه بها خطيئة، سواء أقرب مكانه من المسجد أم بعد، وهذا فضل عظيم، حتى يدخل المسجد، فإذا دخل المسجد فصلى ما كتب له، ثم جلس ينتظر الصلاة، فإنه في صلاة ما انتظر الصلاة، وهذه أيضاً نعمة عظيمة، لو بقيت منتظراً للصلاة مدة طويلة، وأنت جالس لا تصلي، بعد أن صليت تحية المسجد، وما شاء الله، فإنه يحسب لك أجر الصلاة. والملائكة تدعوا له ما

آدمی کی جماعت کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز اس کی بازار یا اپنے گھر میں پڑھی گئی نماز سے بیس سے کچھ زیادہ درجے افضل ہے۔

٧١٢. حدیث:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کی جماعت کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز اس کی بازار یا اپنے گھر میں پڑھی گئی نماز سے بیس سے کچھ زیادہ درجے افضل ہے۔ کیوں کہ جب تم میں سے کوئی اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر مسجد میں صرف نماز کے ارادے سے آتا ہے۔ نماز کے سوا اور کوئی چیز اسے مسجد لے جانے کا باعث نہیں بنتی تو جو بھی قدم وہ اٹھاتا ہے اس سے اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے یا اس کی وجہ سے اس کا ایک گناہ معاف ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جائے۔ جب وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ نماز میں سمجھا جاتا ہے جب تک کہ نماز اس کے وہاں رکنے کا سبب ہوتی ہے۔ تم میں سے جب تک کوئی اس جگہ رہتا ہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہوتی ہے اس وقت تک فرشتے اس کے لیے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: اے اللہ! اس پر رحم فرما، اے اللہ! اس کی مغفرت فرما، اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما، (وہ اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں) جب تک کہ وہ (کسی کو) اس میں تکلیف نہ دے، یہاں تک کہ اس کا وضو نہ ٹوٹ جائے“۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

جب انسان مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کی یہ نماز اس کے گھر میں یا بازار میں ادا کی جانے والی نماز سے ستائیس گنا زیادہ افضل ہوتی ہے کیونکہ باجماعت نماز سے اللہ تعالی کے باجماعت نماز پڑھنے کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کا سبب بیان کیا کہ آدمی جب اپنے گھر میں وضو کرتا ہے اور گھر سے مسجد کی طرف جانے کے لیے نکلتا ہے اور اس نکلنے کا مقصد صرف نماز ہوتی ہے تو وہ جو بھی قدم اٹھاتا ہے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کا ایک گناہ معاف فرماتا ہے چاہے اس کا مکان مسجد کے قریب ہو یا دور ہو۔ یہ ایک بہت بڑا فضل ہے۔ جب وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے اور جتنی نماز پڑھنی اس کا مقدر ہوتی ہے وہ پڑھ لیتا ہے اور پھر بیٹھ کر نماز کا انتظار شروع کر دیتا ہے تو جب تک وہ نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا تب تک وہ نماز ہی میں گردانا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اگر آپ تحیۃ المسجد اور جتنے (نوافل وغیرہ) اللہ تعالیٰ چاہیں پڑھ چکے ہوں اور ایک لمبی مدت کے لیے بیٹھے نماز کا انتظار کرتے

دام في مجلسه الذي صلي فيه، تقول: "اللَّهُمَّ صل عليه، اللَّهُمَّ اغفر له، اللَّهُمَّ ارحمه، اللَّهُمَّ تب عليه"، وهذا أيضًا فضل عظيم لمن حضر بهذه النية وبهذه الأفعال.

رہیں حالانکہ آپ نماز نہ پڑھ رہے ہوں تو بھی آپ کے لیے نماز ہی کا اجر لکھا جائے گا۔ فرشتے ایسے شخص کے لیے دعا کرتے ہیں جب تک کہ وہ اپنی اس جگہ بیٹھا رہتا ہے جہاں اس نے نماز ادا کی ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں : اے اللہ! اس پر رحمت کا نزول کر، اے اللہ! اسے بخش دے۔ ! اے اللہ اس پر رحم کر، اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔ یہ بھی اس شخص کے لیے ایک بہت بڑا فضل ہے جو اس نیت اور ان افعال کے ساتھ مسجد میں رہتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > فضل صلاة الجماعة وأحكامها

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- في سوقه : السوق: الموضع الذي يُجلب إليه المتاع والسلع للبيع والشراء.
- بِضعا : البضع: من الثلاثة إلى العشرة.
- أحسن الوضوء : أسبغه وأتى بسننه وآدابه.
- ينهزه : يخرجه ويُنهضه.
- خطوة : بضم الخاء: ما بين القدمين.بفتح الخاء: المرة من الخطو.
- درجة : مرتبة ومنزلة.
- حط : محي
- خطيئة : ذنب
- يصلون : يدعون.
- ما لم يحدث : ما لم ينقض وضوءه ويؤذي به الملائكة.

فوائد الحديث:

١. صلاة المنفرد في بيته أو سوقه صحيحة، ولو لم تكن كذلك لما ترتب عليها درجة من الأجر، ولكنهم يأثمون لترك الجماعة الواجبة حيث لا عذر.
٢. صلاة الجماعة في المسجد أفضل من صلاة الإنسان منفردا بخمس أو ست أو سبع وعشرين درجة، كما جاء مصرحا به في بعض الروايات، وهذه الأفضلية لا تعني الاستحباب، فالجماعة كما سبق واجبة.
٣. الإخلاص معتبر في تحقيق هذا الثواب.
٤. مشروعية الاجتماع والتعاون على الطاعة، والألفة بين الجيران.
٥. من وظائف الملائكة الدعاء للمؤمنين.
٦. استحباب انتظار الصلاة إلى الصلاة.
٧. استحباب بقاء المسلم على وضوء.

المصادر والمراجع:

-نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. -كنوز رياض الصالحين، نشر: دار كنوز إشبيليا، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ- ٢٠٠٩م. -شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ -تطريز رياض الصالحين، لفيصل الحريملي، نشر: دار العاصمة، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ- ٢٠٠٢م. -بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. -المعجم الوسيط، نشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت – لبنان، الطبعة: الثانية. -صحيح البخاري، نشر: دار طوق النجاة (مصورة عن

السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ -صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4566)

صلاة الأوابين حين ترمض الفصال

اوابین کی نماز کا وقت وہ ہے، جب اونٹنی کے بچوں کے پاؤں شدتِ گرمی کی وجہ سے جلنے لگیں

٧١٣. الحديث:

عن زَيد بن أرْقَم -رضي الله عنه-: أنه رأى قوما يصلُّون من الضُّحى، فقال: أمَا لقد عَلِموا أن الصلاة في غير هذه السَّاعة أفضل، إن رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، قال: «صلاة الأَوَّابِين حين تَرْمَضُ الفِصَال».

٧١٣. حدیث:

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا: کیا انھیں معلوم نہیں کہ یہ نماز اس وقت کے علاوہ میں افضل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اوابین کی نماز کا وقت وہ ہے، جب اونٹنی کے بچوں کے پاؤں شدت گرمی کی وجہ سے جلنے لگیں''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

رأى زيد بن أرقم -رضي الله عنه- بعض الناس يصلِّي الضُّحى, فذكر أنه سمع رسول الله -صلى الله عليه وسلم-يقول: صلاة الأوابين حين تَرْمضُ الفِصَال, أي أن أفضل وقت لصلاة الضحى هو عند شدة ارتفاع الشمس, حين تحترق خفاف صغار الإبل من شِدِّة حَرِّ الشمس على الأرض, فهذا هو الوقت الذي يصلي فيه المطيعون لله تعالى كثيرو الرجوع إليه صلاة الضحى.

اجمالی معنی:

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو بتایا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: اوابین کی نماز کا وقت وہ ہے، جب اونٹنی کے بچوں کے پاؤں شدتِ گرمی کی وجہ سے جلنے لگیں۔ یعنی چاشت کی نماز کا اول وقت وہ ہے، جب سورج کافی اونچا ہو جائے اور اونٹنی کے بچوں کے پاؤں شدتِ گرمی کی وجہ سے جلنے لگیں۔ یہی وہ وقت ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرماں بردار اور اس کی طرف رجوع کرنے والے بندے چاشت کی نماز ادا کرتے ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > صلاة الضحى
الدعوة والحسبة > الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر > أحكام ومسائل متعلقة بالأمر بالمعروف والنهي عن المنكر

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: زيد بن أرْقَم -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الأَوَّابِينَ : الأَوَّاب: الرَّجاع إلى الله تبارك وتعالى، بترك الذُّنوب، وفعل الطَّاعات والخير.
- تَرْمَضُ : أي: تحترق أخفافها من الرَّمضاء، وهي شِدَّة حرارة الأرض من وقوع الشمس على الرَّمل، عند ارتفاع الشمس.
- الفِصَال : جمع "فصيل"، وهو ولد النَّاقة، سُمي بذلك؛ لفَصْلِه عن أُمِّه.

فوائد الحديث:

١. استحباب صلاة الضُّحَى.

٢. أن أفضل أوقات صلاة الضحى: عند اشتداد حرارة الأرض من وقوع الشمس على الرَّمل وغيره.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. المجموع شرح المهذب (مع تكملة السبكي والمطيعي) تأليف: محيي الدين يحي بن شرف النووي، الناشر: دار الفكر. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام،

تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ _ ٢٠٠٦ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: **محمد بن صالح بن محمد العثيمين**، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة.

الرقم الموحد: (11283)

صلاة الجماعة أفضل من صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة	باجماعت نماز منفرد (اکیلے) کی نماز سے ستائیس (۲۷) درجے زیادہ افضل ہے۔
٧١٤. الحديث: عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ: «صلاةُ الجَمَاعَةِ أَفضَلُ من صَلاَة الفَذِّ بِسَبعٍ وعِشرِين دَرَجَة».	**٧١٤. حدیث:** عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''باجماعت نماز منفرد (اکیلے) کی نماز سے ستائیس (۲۷) درجے زیادہ افضل ہے''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يشير هذا الحديث إلى بيان فضل صلاة الجماعة على صلاة المنفرد، بأن الجماعة -لما فيها من الفوائد العظيمة والمصالح الجسيمة- تفضل وتزيد على صلاة المنفرد بسبع وعشرين مرة من الثواب؛ لما بين العملين من التفاوت الكبير في القيام بالمقصود، وتحقيق المصالح، ولاشك أنَّ من ضيَّع هذا الربح الكبير محروم.	**اجمالی معنی:** اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ باجماعت پڑھی جانے والی نماز منفرد شخص کی نماز سے افضل ہے بایں طور کہ باجماعت نماز جس میں بہت زیادہ فوائد اور مصالح ہیں، ثواب کے لحاظ سے منفرد شخص کی نماز سے ستائیس گنا زیادہ افضل ہے کیونکہ حصول مقاصد و فوائد کے اعتبار سے دونوں عملوں میں بہت زیادہ تفاوت ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جس نے اس عظیم نفع کو کھو دیا وہ محروم رہا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > فضل صلاة الجماعة وأحكامها

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- الفَذّ : الفرد.
- دَرَجَة : مرة.
- صلاة الجماعة : الصلاة في جماعة.
- أفضل : أكثر فضلا، وأزيد أجرا.

فوائد الحديث:

١. بيان فضل الصلاة مع الجماعة؛ مع ورود أدلة أخرى على وجوبها.
٢. صحة صلاة المنفرد وإجزاؤها عنه؛ لأن لفظ "أفضل" في الحديث يدل عن أن كلا الصلاتين فيها فضل؛ ولكن تزيد إحداهما على الأخرى، وهذا في حق غير المعذور، أما المعذور فقد دلت النصوص على أن أجره تام.
٣. الفرق الكبير في الثواب، بين صلاتي الجماعة والانفراد.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة، ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى، ١٤٢٦هـ عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية، ١٤٠٨هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق:

محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3441)

صلى النبي -صلى الله عليه وسلم- إحدى صلاتي العشي -قال محمد: وأكثر ظني العصر- ركعتين، ثم سلم، ثم قام إلى خشبة في مقدم المسجد، فوضع يده عليها

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی دو نمازوں میں سے ایک نماز– محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میرا غالب گمان ہے کہ وہ عصر کی نماز تھی- دو رکعت پڑھی، پھر سلام پھیر دیا، پھر آپ ﷺ مسجد کے اگلے حصے میں نصب شدہ لکڑی کے ساتھ جا کھڑے ہوئے اور اپنا ہاتھ اس پر رکھ لیا۔

٧١٥. الحديث:

عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: صَلَّى النبي -صلى الله عليه وسلم- إِحْدَى صَلاَتَيِ العَشِيِّ -قال محمد: وَأَكْثَرُ ظَنِّي العصر- رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثم قام إلى خَشَبَةٍ فِي مُقَدَّمِ المَسْجِدِ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا، وفيهم أبو بكر، وعمر -رضي الله عنهما-، فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ، وخرج سَرَعَانُ النَّاسِ فَقَالُوا: أَقَصُرَتِ الصلاة؟ وَرَجُلٌ يَدْعُوهُ النبي -صلى الله عليه وسلم- ذُو اليَدَيْنِ، فَقَالَ: أَنَسِيتَ أَمْ قَصُرَتْ؟ فَقَالَ: لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ، قَالَ: «بَلَى قَدْ نَسِيتَ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ كَبَّرَ، فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَكَبَّرَ، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ، فكبر، فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ».

٧١٥. حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی دو نمازوں میں سے ایک نماز– محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میرا غالب گمان ہے کہ وہ عصر کی نماز تھی- دو رکعت پڑھی، پھر سلام پھیر دیا، پھر آپ ﷺ مسجد کے اگلے حصے میں نصب شدہ لکڑی کے ساتھ جا کھڑے ہوئے اور اپنا ہاتھ اس پر رکھ لیا۔ لوگوں میں ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی موجود تھے، لیکن وہ دونوں آپ ﷺ سے بات کرنے سے ڈرے، اور جلدباز لوگ (مسجد سے) باہر نکلے اور کہنے لگے: کیا نماز کم کردی گئی ہے؟ ان میں ایک شخص جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذوالیدین کہتے تھے، اس نے کہا: (اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ بھول گئے ہیں یا نماز کم کردی گئی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز میں کمی کی گئی ہے۔ ذوالیدین نے کہا: کیوں نہیں، یقیناً آپ بھول گئے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر سلام پھیرا، پھر تکبیر کہہ کر اپنے معمول کے سجدوں کی طرح یا اس سے بھی لمبا سجدہ کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی، پھر اپنا سر زمین پر رکھا اور تکبیر کہی اور اپنے معمول کے سجدوں کی طرح یا اس سے بھی لمبا سجدہ کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف ما على المصلي فعله إذا نسي وأنقص في صلاته؛ بأنه يكمل ما تبقى عليه ثم يسلم ثم يسجد سجدتين للسهو تجبر ما حصل، ويروي أبو هريرة، -رضي الله عنه-، أن النبي -صلى الله عليه وسلم-، صلى بأصحابه إما صلاة الظهر أو العصر، فلما صلى الركعتين الأوليين سلّم. ولما كان -صلى الله عليه وسلم- كاملا، لا تطمئن نفسه إلا بالعمل التام، شعر بنقص وخلل، لا يدرى ما سببه. فقام إلى خشبة في المسجد واتكأ عليها كأنه غضبان، وَشَبَّك بين أصابعه، لأن نفسه الكبيرة تحس بأن هناك شيئا لم

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر نمازی بھول کر اپنی نماز میں کوئی کمی کر دے تو وہ کیا کرے؛ اسے چاہیے کہ وہ اپنی بقیہ نماز پوری کرے، پھر سلام پھیر دے، اس کے بعد سہو کے دو سجدے کرے، جو نماز میں واقع ہونے والی کمی کو پورا کر دیں گے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی۔ جب آپ ﷺ نے پہلی دو رکعتیں پڑھ لیں تو سلام پھیر دیا۔ لیکن چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسان کامل تھے، آپ کے دل کو صرف مکمل عمل ہی سے اطمئنان حاصل ہوتا تھا، آپ کو نماز میں کچھ کمی و خلل کا احساس ہوا، لیکن آپ کو اس کا سبب معلوم نہ تھا۔ چنانچہ آپ بے قرار دل کے ساتھ مسجد میں نصب ایک لکڑی کے ساتھ جا کھڑے ہوئے اور اس سے ٹیک لگا

تستكمله. وخرج المسرعون من المصلين من أبواب المسجد، وهم يتناجون بينهم، بأن أمراً حدث، وهو قصر الصلاة، وكأنهم أكبروا مقام النبوة أن يطرأ عليه النسيان. ولهيبته -صلى الله عليه وسلم- في صدورهم لم يَجْرُؤ واحد منهم أن يفاتحه في هذا الموضوع، بما في ذلك أبو بكر، وعمر -رضي الله عنهما-. إلا أن رجلا من الصحابة يقال له "ذو اليدين" قطع هذا الصمت بأن سأل النبي -صلى الله عليه وسلم- بقوله: يا رسول الله، أنسيت أم قصرت الصلاة؟ فقال صلى الله عليه وسلم -بناء على ظنه-: لم أنس ولم تقصر. حينئذ لما علم ذو اليدين -رضي الله عنه- أن الصلاة لم تقصر، وكان متيقنا أنه لم يصلها إلا ركعتين، فعلم أنه -صلى الله عليه وسلم- قد نَسِيَ، فقال: بل نسيت. فأراد -صلى الله عليه وسلم- أن يتأكد من صحة خبر ذي اليدين، فقال لمن حوله من أصحابه: أكما يقول ذو اليدين من أني لم أصل إلا ركعتين؟ فقالوا: نعم، حينئذ تقدم -صلى الله عليه وسلم-، فصلى ما ترك من الصلاة. وبعد التشهد سلم ثم كبر وهو جالس، و سجد مثل سجود صُلْب الصلاة أو أطول، ثم رفع رأسه من السجود فكَبَّرَ، ثم كبر وسجد مثل سجوده أو أطول، ثم رفع رأسه وكبر، ثم سلم ولم يتشهد.

لیا، اور اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا۔ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی چیز رہ گئی ہے جس کو آپ نے مکمل نہیں کیا ہے۔ جلدباز نمازی مسجد کے دروازوں سے نکل گئے اور وہ آپس میں سرگوشی کر رہے تھے کہ کوئی معاملہ پیش آیا ہے اور وہ یہ کہ نماز کم کر دی گئی ہے، گویا کہ وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ نبی ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نسیان نہیں طاری ہو سکتی۔ اوران کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسم کی ہیبت کیوجہ سے کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ اس معاملہ میں آپ سے زبان کھولے، حالانکہ ان میں ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں ایک شخص، جسے لوگ ذوالیدین کہتے تھے، اس چپ کو توڑتے ہوئے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ بھول گئے ہیں یا نماز کم کر دی گئی؟ تو آپ ﷺ نے اپنے گمان کے مطابق۔ فرمایا: نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز کم ہوئی ہے۔ اس وقت جب ذوالیدین کو معلوم ہوگیا کہ نماز کم نہیں کی گئی ہے اور ان کو یقین تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں، تو وہ سمجھ گئے کہ آپ ﷺ بھول گئے ہیں، لہٰذا انہوں نے کہا: بلکہ آپ بھول گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالیدین کی خبر کی صحت کی تاکید کے لیے اپنے ارد گرد موجود صحابہ سے پوچھا: کیا ذو الیدین جو کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے کہ میں نے صرف دو ہی رکعت نماز پڑھی ہے؟ صحابہ کرام نے جواب دیا: ہاں۔ اس وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور جو نماز چھوٹ گئی تھی اسے پڑھی، اور تشہد کے بعد سلام پھیرا، پھر بیٹھے ہوئے تکبیر کہی اور اصل نماز کے سجدے کے مثل یا اس سے بھی لمبا سجدہ کیا، پھر سجدے سے اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی، پھر تکبیر کہی اور دوسرے سجدے کے مثل یا اس سے بھی لمبا سجدہ کیا پھر اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی، پھر سلام پھیرا اور تشہد میں نہیں بیٹھے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > سجود السهو والتلاوة والشكر

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر الدوسي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- العشي : هي ما بين زوال الشمس وغروبها.
- فهابا أن يكلماه : الهيبة: الإجلال، فهابا أن يكلماه: أجلاَّه وأعظماه.
- سرعان الناس : وهم أوائل الناس المسرعون إلى الخروج.
- ذا اليدين : صاحب يدين فيهما طول، فلقب بذلك، واسمه: الخرباق بن عمرو، قيل: من بني سليم، وقيل: من خزاعة.
- لم أنس ولم تقصر : أي في ظنه -صلى الله عليه وسلم.-
- بلى : حرف جواب، يختص وقوعه بعد النفي، فتجعله إثباتًا؛ فإنَّه لما قال: "لم أنس ولم تقصر"، أجابه: بلى نسيت.
- نعم : حرف جواب، يتبع ما قبله في إثباته ونفيه، فقوله: "أصدق ذو اليدين؟ "، أثبتوا صدقه بجوابهم بـ"نعم."

فوائد الحديث:

١. جواز السهو على الأنبياء في أفعالهم التي يبلغونها للناس وهذا لبشريتهم؛ إلا أن الإجماع استثنى امتناع حصول السهو منهم في أقوالهم التبليغية.

٢. من الأسرار التي تترتب على سهوه -صلى الله عليه وسلم- بيان: التشريع، والتخفيف عن الأمة.

٣. أنَّ الخروج من الصلاة قبل إتمامها -مع ظن أنَّها تمت- لا يبطلها:١. فيبني بعضها على بعض، إن قرب الزمن عرفًا.٢. ويعيدها إن طال الفصل عُرْفًا، أو أحدث، أو خرج من المسجد.

٤. أنَّ الكلام في صلب الصلاة من الناسي، والجاهل لا يبطلها، على الصحيح من قولي العلماء.

٥. أنَّ الحركة الكثيرة سهوًا لا تبطلها، ولو كانت من غير جنس الصلاة.

٦. وجوب سجدتي السهو لمن سها وسلَّم عن نقص فيها؛ ليجبر خلل الصلاة، ويرغم به الشيطان.

٧. أنَّ سهو الإمام لاحقٌ بالمأمومين؛ لتمام المتابعة والاقتداء، ولأنَّ ما طرأ من نقص على صلاة الإمام يلحق بالمأمومين معه.

٨. قال القاضي عياض: لا خلاف بين العلماء أنه لو سجد بعد السلام، أو قبله للزيادة، أو للنقص: أنه يجزئه، ولا تفسد صلاته، وإنما اختلافهم في الأفضل.

٩. قال شيخ الإسلام: التشهد بعد سجدتي السهو وقبل السلام لم يرد فيه أي شيء من أقوال الرسول -عليه الصلاة والسلام-، ولا أفعاله، وعمدة من يراه حديث غريب ليس له متابع، وهذا يوهي الحديث ويضعفه، والله أعلم.

١٠. النفس الكبيرة تشعر بالنقص الذي يعتريها؛ لأنَّها ألفت الكمال، فلا تقف دونه.

١١. عِظَم هيبة النبي -صلى الله عليه وسلم- في نفوس الصحابة.

١٢. أنَّ سجود السهو كسجود صلب الصلاة في أحكامه؛ إذ لو اختلف عنه لبيَّنه -صلى الله عليه وسلم-، والله أعلم.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري, تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، (ط١٠)، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ.

الرقم الموحد: (11229)

صلى النبي -صلى الله عليه وسلم- يوم النَّحر، ثم خطب، ثم ذبح، وقال: من ذبح قبل أن يصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ أُخرى مكانها، ومن لم يذبح فَلْيَذْبَحْ باسم الله

نبی ﷺ نے قربانی کے دن نماز پڑھنے کے بعد خطبہ دیا، پھر قربانی کی اور فرمایا: ''جس نے نماز سے پہلے ذبح کر دیا، وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور جس نے ذبح نہیں کیا ہے، وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔''

٧١٦. الحديث:

عن جُنْدُب بن عَبْدِ الله البجَلِيِّ -رضي الله عنه- قال: «صلى النبي -صلى الله عليه وسلم- يوم النَّحر، ثم خطب، ثم ذبح، وقال: من ذبح قبل أن يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ أُخرى مكانها، ومن لم يذبح فَلْيَذْبَحْ باسم الله».

٧١٦. حدیث:

جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قربانی کے دن نماز پڑھنے کے بعد خطبہ دیا، پھر قربانی کی اور فرمایا: ''جس نے نماز سے پہلے ذبح کر دیا، وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور جس نے ذبح نہیں کیا ہے، وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔''

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ابتدأ النبي -صلى الله عليه وسلم- يوم النحر بالصلاة، ثم ثنى بالخطبة، ثم ثلَّث بالذبح، وكان يخرج بأضحيته للمصلى؛ إظهارًا لشعائر الإسلام وتعميمًا للنفع وتعليمًا للأمة، وقال مبينًا لهم حكمًا وشرطًا من شروط الأضحية: من ذبح قبل أن يصلي صلاة العيد فإن ذبيحته لم تجزئ، فليذبح مكانها أخرى، ومن لم يذبح فليذبح بسم الله؛ ليكون الذبح صحيحًا والذبيحة حلالًا، مما دل على مشروعية هذا الترتيب الذي لا يجزئ غيرُه. وهذا الحديث يدل على دخول وقت الذبح بانتهاء صلاة العيد، لا بوقت الصلاة ولا بنحر الإمام إلا من لا تجب عليه صلاة العيد كمن كان مسافرًا.

اجمالی معنی:

نبی کریم ﷺ نے قربانی کے دن کی ابتدا نماز سے کی، پھر دوسرے نمبر پر خطبہ دیا اور تیسرے نمبر پر ذبح کیا۔ آپ جب نماز کے لیے نکلتے تو شعائر اسلام کے اظہار، نفع کو عام کرنے اور امت کی تعلیم و تربیت کی غرض سے اپنی قربانی کو بھی ساتھ لے کر جاتے۔ آپ نے قربانی کے احکام و شروط سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے قربانی کی، اس کی قربانی نہیں ہوگی، اسے اس کی جگہ پر دوسرا جانور ذبح کرنا پڑے گا۔ جس نے ذبح نہیں کیا ہے، وہ اللہ کے نام سے ذبح کرے، تاکہ وہ ذبح درست ہو اور ذبیحہ حلال ہو۔ مشروع ترتیب یہی ہے، جو اس کے خلاف کرے گا، اس کا عمل درست نہیں ہوگا۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ذبح کا وقت نماز عید کے اختتام سے شروع ہوگا، نماز کا وقت شروع ہونے اور امام کے قربانی کرنے سے نہیں، سوائے اس شخص کے جس پر نماز عید واجب نہیں جیسے کہ مسافر وغیرہ۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > الأضحية

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جندب بن عبد الله بن سفيان البجلي -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- البَجَلِيّ : منسوب إلى قبيلته (بَجِيلة).
- يوم النَّحر : يوم عيد النحر أضيف للنحر؛ لأنه تذبح وتنحر فيه الضحايا.
- مكانها : بدلها.
- فليذبح بسم الله : أي قائلاً: بسم الله، بدليل رواية: (فَلْيَذْبَحْ على اسْمِ الله).

فوائد الحديث:

١. مشروعية الخطبة في العيدين وأنها بعد الصلاة ووجوب مراعاة الترتيب في عبادات يوم النحر.
٢. يشرع في الخطبة أن تكون مناسبة للوقت والحال فيذكر في كل وقت وحال ما يناسبها.
٣. مشروعية تأخير ذبح الأضحية إلى ما بعد الخطبة وجوازه قبلها بعد الصلاة.
٤. وجوب ذكر اسم الله عند الذبح.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ، ٢٠٠٥م. الإفهام في شرح عمدة الأحكام لابن باز، تحقيق: سعيد القحطاني، مؤسسة عبد العزيز بن باز الخيرية، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ العمدة في الأحكام، عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي الجماعيلي، تحقيق: سمير بن أمين الزهيري، الناشر: مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤١٩هـ، ١٩٩٨م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (5400)

صلى بنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في رمضان ثمان ركعات والوتر، فلما كان من القابلة اجتمعنا في المسجد ورجونا أن يخرج إلينا، فلم نزل في المسجد حتى أصبحنا

ہمیں رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں آٹھ رکعات (نمازِ تراویح) اور وتر پڑھائی۔ اگلے دن ہم پھر مسجد میں اکٹھے ہوئے اور ہمیں امید تھی کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف نکل کر (مسجد میں) آئیں گے لیکن صبح ہونے کی قریب آگئی اور آپ باہر تشریف نہیں لائے۔

٧١٧. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال: صلَّى بِنَا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في رمضان ثَمَان رَكَعَات والوِتر، فلمَّا كان من القَابِلَة اجْتَمَعْنَا في المسجد ورَجَونا أن يَخْرُجَ إِلَينَا، فلم نَزَلْ في المسجد حتى أَصْبَحْنَا، فدَخَلْنَا على رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فقلنا له: يا رسول الله، رَجَوْنَا أن تَخْرُجَ إِلَينَا فَتُصَلِّيَ بِنَا، فقال: «كَرِهت أن يُكْتَبَ عليكُم الوِتر».

٧١٧. حدیث:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں آٹھ رکعات (تراویح کی) اور وتر پڑھائی۔ اگلے دن ہم پھر مسجد میں اکٹھے ہوئے اور ہمیں امید تھی کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف نکل کر (مسجد میں) آئیں گے لیکن صبح ہونے کی قریب آگئی اور آپ باہر تشریف نہیں لائے۔ جب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے تو ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اس امید پر تھے کہ آپ آئیں گے اور ہمیں نماز پڑھائیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ یہ وتر تم پر فرض کر دی جائے۔''

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

معنى الحديث: "صلَّى بِنَا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في رمضان ثَمَان ركعات والوِتر". يعني: صلَّى النبي -صلى الله عليه وسلم- بأصحابه في المسجد ثمان ركعات والوِتر، وكان ذلك في رمضان. "فلما كان من القَابِلَة" أي: في الليلة التي بعدها. "اجْتَمَعْنَا في المسجد" أي: حضر الصحابة -رضي الله عنهم- ظَنًّا منهم أن النبي -صلى الله عليه وسلم- سيخرج ويصلي بهم كالليلة التي قبلها، ولهذا قالوا: "ورَجَونا أن يخرج إلينَا" أي: ليصلِّي بهم صلاة الليل. "فلم نَزَلْ في المسجد حتى أَصْبَحْنَا" يعني: أنهم انتظروه في المسجد، حتى طلع عليهم الصُّبح. "فدَخلنا على رسول الله -صلى الله عليه وسلم-" أي: أتوا النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ ليسألوا عن سبب عدم حضوره للصلاة بهم. "فقلنا له: يا رسول الله، رَجَوْنَا أن تخرج إلينَا فتصلِّي بِنَا" أي: تمنينا وتأملنا خروجك؛ لتُصلي بِنَا، كما في الليلة الماضية. "فقال: كَرِهت أن يُكتب عليكم الوِتر"، علَّل النَّبي -صلى الله عليه وسلم- عدم

اجمالی معنیٰ:

حدیث کا مفہوم: "صلَّى بِنَا رسول الله صلى الله عليه وسلم في رمضان ثمان ركعات والوتر" (ہمیں رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں آٹھ رکعات اور وتر (نماز) پڑھائی)۔ یعنی نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو رمضان میں مسجد کے اندر آٹھ رکعات نماز اور وتر پڑھائی۔ "فلما كان من القابِلة" (جب اگلی رات آئی) یعنی اس کے بعد دوسری رات۔ "اجْتَمَعْنَا في المسجد" (ہم مسجد میں جمع ہوئے) یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس امید پر پھر مسجد میں حاضر ہوئے کہ نبی کریم ﷺ آج پھر آئیں گے اور جیسے ہم نے کل نماز پڑھی تھی ویسے آج پھر پڑھائیں گے۔ اس لیے انھوں نے کہا "ورَجَونا أن يخرج إلينا" (ہمیں امید تھی کہ آپ ﷺ باہر ہمارے پاس تشریف لائیں گے) یعنی ان کو رات کی نماز پڑھائیں گے۔ "فلم نَزَلْ في المسجد حتى أَصْبَحْنَا" (ہم مسجد میں رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی) یعنی صحابہ مسجد میں انتظار ہی کرتے رہے یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی۔ "فدَخلنَا على رسول الله صلى الله عليه وسلم" (ہم نبی کریم ﷺ کے پاس گیے) یعنی وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تاکہ آپ ﷺ سے پوچھ سکیں کہ آج آپ ﷺ نماز پڑھانے کے لیے تشریف کیوں نہیں لائے؟ "فقلنا له: يا رسول الله، رَجَوْنَا أن تخرج إلينا فتصلِّي بنا" (ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ آپ باہر تشریف لائیں گے اور ہمیں نماز پڑھائیں گے) یعنی ہم یہ تمنا اور امید لگائے بیٹھے تھے کہ آپ کل رات کی طرح آج پھر آئیں گے اور ہمیں

خروجه إليهم بأنه كَرِه أن يُكتب عليهم الوِتر، وفي رواية: "خَشيت أن تُفرض عليكم"، وفي لفظ : "خَشيت أن تفرض عليكم صلاة الليل" فهذا هو السبب الذي جعل النبي -صلى الله عليه وسلم- يمتنع من الخروج إليهم، وهذا من رحمته بأمَّته وشفقَتِه عليهم -صلى الله عليه وسلم-، وقد وصفه الله بقوله: {لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ} [التوبة: ١٢٨]. وأصل هذا الحديث في الصحيحين من حديث عائشة -رضي الله عنها-: أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- خرج ذات ليلة من جَوف الليل، فصلَّى في المسجد، فصلَّى رجال بصلاته، فأصبح الناس، فتحدَّثُوا، فاجتمع أكثر منهم، فصلَّوا معه، فأصبح الناس، فتحدَّثُوا، فَكَثُرَ أهل المسجد من الليلة الثالثة، فخرج رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فصلُّوا بصلاته، فلما كانت الليلة الرابعة عَجَز المسجد عن أهله حتى خرج لصلاة الصُّبح، فلما قضى الفجر أقبل على الناس، فتشهد، ثم قال: «أما بعد، فإنه لم يَخْفَ عليَّ مكانَكم، لكني خَشِيت أن تُفرض عليكم، فتَعْجَزوا عنها».

(باجماعت) نماز پڑھائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا : کَرِهت اَن يُكتب عليكم الوِتر (میں نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ یہ وتر تم پر فرض کر دی جائے)۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے نہ آنے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ آپ ﷺ کو یہ بات اچھی نہیں لگی کہ کہیں وتر بھی ان پر فرض نہ کر دی جائے۔ ایک روایت میں ہے : "خَشيت اَن تُفرض عليكم" (میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ کر دی جائے) اور ایک روایت میں ہے "خَشيتُ اَن تفرض عليكم صلاة الليل" (اس بات سے ڈرا کہ کہیں قیام اللیل تم پر فرض نہ کر دیا جائے) یہ وہ سبب تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ ان کے پاس تشریف نہیں لائے اور آپ ﷺ کی امت کے ساتھ یہی وہ رحمت و شفقت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ان اوصاف کے ساتھ بیان فرمایا ہے { لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ } [التوبۃ : ١٢٨] ترجمہ : ''لوگو! تمھارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں۔ تمھاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمھاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں۔ اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں''۔ اس حدیث کی اصل صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ (رمضان کی) نصف شب میں مسجد تشریف لے گیے اور وہاں تراویح کی نماز پڑھی۔ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہو گیے۔ صبح ہوئی تو انھوں نے اس کا چرچا کیا۔ چنانچہ دوسری رات میں لوگ پہلے سے بھی زیادہ جمع ہو گیے اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ دوسری صبح کو اور زیادہ چرچا ہوا اور تیسری رات اس سے بھی زیادہ لوگ جمع ہو گیے۔ آپ ﷺ نے (اس رات بھی) نماز پڑھی اور لوگوں نے آپ ﷺ کی اقتداء کی۔ چوتھی رات کو یہ عالم تھا کہ مسجد میں نماز پڑھنے آنے والوں کے لیے جگہ بھی باقی نہیں رہی تھی۔ (لیکن اس رات آپ باہر نکلے ہی نہیں) بلکہ صبح کی نماز کے لیے باہر تشریف لائے۔ جب نماز پڑھ لی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر (کلماتِ) شہادت کے بعد فرمایا۔ اما بعد! تمھارے یہاں جمع ہونے کا مجھے علم تھا، لیکن مجھے خوف اس کا ہوا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے اور پھر تم اس کی ادائیگی سے عاجز ہو جاؤ۔''

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع > قيام الليل

راوي الحديث: رواه ابن خزيمة.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- القَابِلة : أي: الليلة المُقْبِلة.
- يُكْتَب : يُفرض عليكم ويوجب، قال -تعالى-: {كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ} [البقرة: ١٨٣] أي: فُرِضَ.

فوائد الحديث:

١. أن من صور وتر النبي -صلى الله عليه وسلم- من الليل صلاة ثمان ركعات، ثم يوتر، والوتر قد يكون بركعة أو بأكثر.
٢. جواز صلاة التَّطوع في المسجد.
٣. جواز التَّطوع بصلاة الليل جماعة.
٤. مشروعية صلاة الليل في رمضان جماعة في المَسجد، وتسمى التراويح.
٥. حِرص الصحابة -رضي الله عنهم- على نوافل العِبادات.
٦. رَحمة النبي -صلى الله عليه وسلم- وشفَقَته بأُمَّتِه وخَوفه عليهم من أن يُكلَّفوا من العِبادات ما يَشُق عليهم.
٧. عدم وجوب صلاة الليل والوِتر.

المصادر والمراجع:

صحيح ابن خزيمة، محمد بن إسحاق بن خزيمة النيسابوري، المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة: ١٣٩٠هـ. صلاة التراويح، محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٢١. سبل السلام، محمد بن إسماعيل الصنعاني، دار الحديث، الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٣م.
تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ، ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (11264)

صلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- العصر، ثم دخل بيتي، فصلى ركعتين، فقلت: يا رسول الله، صليت صلاة لم تكن تصليها، فقال: قدم علي مال، فشغلني عن الركعتين كنت أركعهما بعد الظهر، فصليتهما الآن.

رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز ادا کی اور پھر میرے گھر تشریف لائے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپ نے ایسی نماز پڑھی ہے جسے آپ (پہلے) نہیں پڑھا کرتے تھے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس کچھ مال آیا جس میں مصروف ہونے کی وجہ سے میں وہ دو رکعت نہ پڑھ سکا جو میں نماز ظہر کے بعد پڑھا کرتا تھا۔ چنانچہ انہیں میں نے اب پڑھا ہے۔

٧١٨. الحديث:

عن أم سلمة -رضي الله عنها- قالت: صلَّى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- العصر، ثم دخل بَيْتِي، فصلى ركعتين، فقلت: يا رسول الله، صَليت صلاة لم تكن تُصلِّيها، فقال: قدم عليَّ مَالٌ، فَشَغَلَنِي عن الرَّكعتين كنت أَرْكَعُهُمَا بعد الظهر، فَصَلَّيْتُهُمَا الآن، فقلت: يا رسول الله، أَفَنَقْضِيهِمَا إذا فَاتَتْنَا؟ قال: لا.

٧١٨. حديث:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز ادا کی اور پھر میرے گھر تشریف لائے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ نے ایسی نماز پڑھی ہے جسے آپ (پہلے) نہیں پڑھا کرتے تھے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''میرے پاس کچھ مال آیا جس میں مصروف ہونے کی وجہ سے میں وہ دو رکعت نہ پڑھ سکا جو میں نمازِ ظہر کے بعد پڑھا کرتا تھا۔ چنانچہ انہیں میں نے اب پڑھا ہے''۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

استشكلت أم المؤمنين أم سلمة -رضي الله عنها- صلاة النبي -صلى الله عليه وسلم- ركعتين بعد العصر على خلاف عادته، فسألته بقولها: "يا رسول الله صليت صلاة لم تكن تصلِّيها"، فأخبرها -صلى الله عليه وسلم- بأن هاتين الركعتين قضاء عن الركعتين اللتين شُغل عنهما بعد صلاة الظهر بسبب أنه قَدِم عليه مالٌ فَشُغل به، وفي بعض الروايات: أن الذي شَغَله عنهما وفدٌ قدموا عليه -صلى الله عليه وسلم- وهم: وفدُ عَبد القَيس، وهذا القدر من الحديث صحيح، وارد في روايات أخرى في الصحيح. ثم سألته -رضي الله عنها- سؤالا آخر، وهو: (أَفَنَقْضِيهِمَا إذا فَاتَتا؟) قال -صلى الله عليه وسلم-: (لا) يعني: لا تَقضوهما في هذا الوقت؛ لأن الوقت وقت نهي عن التطوع، وهذا ضعيف، ولكن النهي عن الصلاة بعد العصر محفوظ في أحاديث صحيحة كثيرة، فيبقى القضاء في وقت النَّهي بعد العصر من خصائصه -صلى الله عليه وسلم-. وهذا الحكم خاص بصلاة العصر، أما راتبة الفجر، فإنها تُقضى في

اجمالی معنی:

اُمُّ المومنین اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو ان دو رکعتوں پر اشکال ہوا جو آپ ﷺ نے خلافِ معمول عصر کے بعد پڑھی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپ نے ایسی نماز پڑھی ہے جو آپ پہلے نہیں پڑھا کرتے تھے؟۔ اس پر آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ یہ دو رکعتیں ان دو رکعتوں کی قضا ہیں جنہیں وہ بوجہ مصروفیت نمازِ ظہر کے بعد نہیں پڑھ سکے تھے، کیونکہ آپ ﷺ کے پاس کچھ مال آیا تھا جس میں آپ ﷺ مصروف تھے۔ کچھ روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کچھ لوگوں کے وفد میں مشغول رہے جو آپ ﷺ کے پاس آیا تھا۔ یہ عبد القیس کا وفد تھا۔ حدیث کا اس قدر حصہ تو صحیح ہے جو دوسری صحیح روایات میں بھی آیا ہے۔ پھر ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے ایک اور سوال کیا کہ اگر یہ دو رکعت ہم سے چھوٹ جائیں تو کیا ہم انہیں قضا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ یعنی تم اس وقت انہیں قضا نہ کرو۔ کیونکہ یہ ایسا وقت ہے جس میں نفل پڑھنے کی ممانعت ہے۔ یہ حصہ ضعیف ہے۔ تاہم عصر کی نماز کے بعد نماز پڑھنے کی ممانعت بہت سے صحیح احادیث میں آئی ہے۔ چنانچہ عصر کی نماز کے بعد قضا کرنا آپ ﷺ کی خصوصیت رہے گا۔ یہ حکم نمازِ عصر کے ساتھ خاص ہے۔ جب کہ فجر کی نماز کی سنتوں کو قضا کرنے کی امت کو بھی اجازت ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے اس سے اس کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بتایا کہ

حقِّ الأمة؛ لأنه -صلى الله عليه وسلم- رأى رجلًا يصلي بعد الفجر، فسأله فأخبره بأنه يقضي راتبة الفجر، فأَقَرَّه على فعله، وما عداهما من النوافل منهي عنها بعد الفجر.	وہ فجر کی سنتوں کی قضا پڑھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے اس فعل کی تائید فرمائی۔ تاہم اس کے علاوہ دیگر نوافل کو فجر کے بعد پڑھنے کی ممانعت ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أوقات النهي عن الصلاة

راوي الحديث: رواه أحمد.

التخريج: أم سلمة -رضي الله عنها-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. أن من هَديه -صلى الله عليه وسلم- أداء صلاة النَّافلة في البيت.

٢. مشروعية سؤال العلماء عما أُشكل؛ فإن أُم سلمة -رضي الله عنها- لما أُشْكل عليها فعله -صلى الله عليه وسلم- سَألته.

٣. محافظة النبي -صلى الله عليه وسلم- على راتبة الظهر البَعدية.

٤. أنَّ النَّبي -صلى الله عليه وسلم- شُغِل عن الرَّاتبة التي بعد الظهر، فصلاَّها بعد صلاة العصر قضاءً.

٥. جواز قضاء النَّوافل الفائتة؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- منعها من القضاء في وقت النهي، فدل على جوازه في غيره.

٦. عدم جواز قضاء هاتين الركعتين بعد صلاة العصر في حق الأُمة؛ لقوله: (لا تقضوهما).

٧. أنَّ قضاءَ راتبة الظهر -التي بعدها- بعد صلاة العصر من خصائصِهِ -صلى الله عليه وسلم-، وقد دل على هذا أيضا حديث عائشة: "أنه -صلى الله عليه وسلم- كان يُصلي بعد العصر ويَنهى عنها".

المصادر والمراجع:

مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط و عادل مرشد، وآخرون، تحت إشراف: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى١٤٢١هـ ٢٠٠١م. التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان وتمييز سقيمه من صحيحه، وشاذه من محفوظه، محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: دار باوزير للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ ٢٠٠٣م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ ٢٠٠٦م. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، الطبعة الخامِسَة، ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام، محمد بن صالح العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة، المكتبة الإسلامية، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ ٢٠١٤ م.

الرقم الموحد: (10613)

صليت أنا ويتيم، في بيتنا خلف النبي -صلى الله عليه وسلم-، وأمي أم سليم خلفنا	میں نے اورایک یتیم لڑکے نے جو ہمارے گھر میں موجود تھا، نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور میری والدہ ام سلیم ہمارے پیچھے تھیں
٧١٩. الحديث: عن أنس بن مالك -رضي الله عنه-، قال: «صَلَّيْتُ أنا ويَتِيمٌ، في بَيْتِنَا خَلْفَ النبي -صلى الله عليه وسلم-، وَأُمِّي أُمُّ سُليم خَلْفَنَا».	**٧١٩. حدیث:** انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے بتلایا: ''میں نے اورایک یتیم لڑکے نے جو ہمارے گھر میں موجود تھا، نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور میری والدہ ام سلیم ہمارے پیچھے تھیں"۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يخبر أنس -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- صلَّى بأنس واليَتِيم، وكان موقفهما -رضي الله عنهما- خَلف النبي -صلى الله عليه وسلم-، ويخبر أنس أيضا أن أُمَّه التي تُكَنَّى بأُمِّ سليم -رضي الله عنها- صلَّت خَلفهم. فكان الصفوف كالتالي: موقف الإمام : متقدما. موقف الصبيان : خلف النبي -صلى الله عليه وسلم-. موقف المرأة : خلفهم.	**اجمالی معنی:** انس رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ نبی ﷺ نے انس اور ایک لڑکے (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ نماز پڑھی۔ دونوں نبی ﷺ کے پیچھے کھڑے تھے اور یہ بھی بتایا کہ ان کی والدہ نے، جن کی کنیت ام سلیم رضی اللہ عنہا ہے، ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ گویا صف اس ترتیب سے تھی: امام سب سے آگے۔ امام یعنی نبی ﷺ کے پیچھے بچے۔ ان کے پیچھے خاتون۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام الإمام والمأموم

راوي الحديث: متفق عليه، واللفظ للبخاري.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- يَتِيمٌ : اليَتِيم: هو من مات أبوه، وهو دون سِنّ البلوغ.

فوائد الحديث:

١. تواضع النبي -صلى الله عليه وسلم-، وكَرَم خُلقه، ولُطْفِه مع الكبير والصغير.
٢. جواز الصلاة لأجل تعليم الجاهل، أو لغير ذلك من المقاصد المفيدة.
٣. جواز الصلاة جماعة في النَّافلة، لكن بشرط ألا تكون بصفة دائمة.
٤. أن موقف الاثنين فأكثر خلف الإمام.
٥. صحة مصافة الصَّبي الذي لم يبلغ الحُلُم؛ لأن اليتيم لا يكون إلاَّ صبيًّا.
٦. جواز صلاة المرأة مع جماعة الرجال.
٧. تقديم الرِّجال على النساء.
٨. أنّ المرأة لا تصف مع الرَّجال، ولو كانوا من محارمها.
٩. حرص الشارع على ابتعاد المرأة عن الاختلاط بالرِّجال حيث أذن لها أن تصلي منفردة خلف الصف ولا تكون مع الرجال.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ.
- توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام. مكتبَة الأسدي، مكّة المكرّمة.الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. - بلوغ المرام من أدلة الأحكام، لابن

حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥هـ- ٢٠١٤ م. - تسهيل الالمام، للشيخ الفوزان، طبعة الرسالة، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ – ٢٠٠٦ م. - فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، مدار الوطن للنشر، الطبعة الأولى ١٤٣٠ هـ- ٢٠٠٩م. - فتح الباري شرح صحيح البخاري، لابن حجر العسقلاني، الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩هـ - سبل السلام، للصنعاني، الناشر: دار الحديث.

الرقم الموحد: (11301)

صليت مع النبي -صلى الله عليه وسلم- ذات ليلة، فافتتح البقرة، فقلت: يركع عند المائة، ثم مضى، فقلت: يصلي بها في ركعة، فمضى، فقلت: يركع بها، ثم افتتح النساء

میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے سورۃ البقرہ پڑھنا شروع کر دیا تو میں نے سوچا کہ آپ ﷺ سو آیت پر رکوع فرمائیں گے۔ لیکن آپ ﷺ پڑھتے رہے، تو میں نے اپنے دل میں کہا: آپ ﷺ اس سورت کو دو رکعتوں میں پوری فرمائیں گے۔ لیکن آپ ﷺ پڑھتے رہے تو میں نے اپنے جی میں کہا: آپ پوری سورت پڑھ کر رکوع فرمائیں گے۔ لیکن پھر آپ ﷺ نے سورت نساء پڑھنا شروع کر دیا، اسے پڑھ چکنے کے بعد پھر آپ ﷺ نے سورت آل عمران پڑھنا شروع کر دیا اور پوری سورت پڑھ ڈالی۔ آپ ﷺ یہ قرآت آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کرتے تھے۔

٧٢٠. الحديث:

عن حذيفة -رضي الله عنه- قال: صليت مع النبي -صلى الله عليه وسلم- ذات ليلة، فافتتح البقرة، فقلت: يركع عند المائة، ثم مضى، فقلت: يصلي بها في ركعة، فمضى، فقلت: يركع بها، ثم افتتح النساء، فقرأها، ثم افتتح آل عمران، فقرأها، يقرأ مُتَرَسِّلًا، إذا مر بآية فيها تسبيح سبح، وإذا مر بسؤال سأل، وإذا مر بتعوذ تعوذ، ثم ركع، فجعل يقول: «سبحان ربي العظيم»، فكان ركوعه نحوًا من قيامه، ثم قال: «سمع الله لمن حمده»، ثم قام طويلا قريبا مما ركع، ثم سجد، فقال: «سبحان ربي الأعلى»، فكان سجوده قريبا من قيامه. قال: وفي حديث جرير من الزيادة، فقال: «سمع الله لمن حمده ربنا لك الحمد».

٧٢٠. حدیث:

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے سورۃ البقرہ پڑھنا شروع کر دیا تو میں نے سوچا کہ آپ ﷺ سو آیت پر رکوع فرمائیں گے۔ لیکن آپ ﷺ پڑھتے رہے، تو میں نے اپنے دل میں کہا: آپ ﷺ اس سورت کو دو رکعتوں میں پوری فرمائیں گے۔ لیکن آپ ﷺ پڑھتے رہے تو میں نے اپنے جی میں کہا: آپ پوری سورت پڑھ کر رکوع فرمائیں گے۔ لیکن پھر آپ ﷺ نے سورت نساء پڑھنا شروع کر دیا، اسے پڑھ چکنے کے بعد پھر آپ ﷺ نے سورت آل عمران پڑھنا شروع کر دیا اور پوری سورت پڑھ ڈالی۔ آپ ﷺ یہ قرآت آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح (پاکی) کا ذکر ہوتا تو آپ ﷺ اس کی پاکی بیان کرتے، اور جب کسی سوال کی آیت سے گزرتے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے، اور جب کسی پناہ کی آیت سے گزرتے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے۔ پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور اس میں «سبحان ربی العظیم» (پاک ہے میرا رب جو عظیم ہے) پڑھتے رہے۔ آپ ﷺ کا رکوع تقریباً آپ ﷺ کے قیام کے برابر تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور «سمع اللہ لمن حمدہ» کہا، آپ ﷺ کا قیام تقریباً آپ کے رکوع کے برابر تھا، پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور اس میں آپ «سبحان ربی الاعلیٰ» (پاک ہے میرا رب جو اعلیٰ ہے) پڑھ رہے تھے، اور آپ ﷺ کا سجدہ تقریباً آپ کے رکوع کے برابر تھا۔ اور جریر کی حدیث میں اتنا زائد ہے کہ آپ ﷺ نے (سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہُ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ) بھی کہا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يخبر حُذيفة -رضي الله عنه- أنه صلَّى مع النبي -صلى الله عليه وسلم- صلاة الليل وأنه كان يقول في رُكوعه: "سُبحان رَبِّيَ العظيم"، وفي سجوده: "سُبحان رَبِّيَ الأعلى" وهذا يدل على مشروعية هذا الذِّكر في الرَّكوع والسَّجود،" كان يقول في رُكوعه: "سُبحان رَبِّيَ العظيم "، وفي سجوده: "سُبحان رَبِّيَ الأعلى "، "وما مَرَّ بآية رَحْمَة إلا وقَف عِندها فَسأل" يعني: عندما يمرُّ بآية فيها ذِكر الجنَّة والنَّعيم، لا يتجاوزها حتى يسأل الله تعالى، فيقول: اللَّهم إني أسألك الجنَّة، وله أن يسأل الله -تعالى- من فَضْلِه، ولو مَرَّ ثناء على الأنبياء أو الأولياء أو ما أشبه ذلك، فله أن يقول: أسأل الله من فضله، أو أسأل الله أن يُلحقني بهم، أو ما أشبه ذلك. "ولا بآية عَذاب إلا وقَف عِندها فتعوَّذ " أي: عندما يَمرُّ بآية فيه ذِكر العذاب وذِكر جهنَّم وأحوال أهلها، لا يتجاوزها حتى يَستعيذ من ذلك. فيستحب التأسِّي به -صلى الله عليه وسلم- لكن خَصَّه جمع من العلماء بصلاة النافلة؛ لأنه لم يُنقل عنه -صلى الله عليه وسلم- ذلك في الفَرض مع كَثرة من وصف قراءته في صلاة الفَريضة، وإن أتى به في الفرض أحيانا فلا بأس؛ لأن ما ثبت في الفرض جاز في النفل وبالعكس إلا إذا دل دليل على التخصيص.

اجمالی معنی:

حذیفہ رضی اللہ عنہ خبر دے رہے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کی نماز پڑھی۔ اور یہ کہ آپ ﷺ اپنے رکوع میں "سُبحان رَبِّیَ العظیم" اور اپنے سجدے میں "سُبحان رَبِّیَ الأعلی" پڑھتے تھے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رکوع اور سجدے میں یہ ذکر کرنا مشروع ہے۔ "وما مَرَّ بآیۃ رَحمۃ إلا وقف عِندہا فسأل" یعنی جب آپ ﷺ کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں جنت اور نعمتوں کا تذکرہ ہوتا، تو آپ اللہ تعالیٰ سے اس کا سوال کئے بغیر آگے نہیں بڑھتے تھے، چنانچہ آپ یہ دعا کرتے: اللّٰہم إنی أسألک الجنّۃ (اے اللہ میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں)، اس موقع پر آدمی اللہ تعالی کے فضل کا بھی سوال کر سکتا ہے، اگرچہ وہ انبیا، یا اولیا کی تعریف و ستائش یا اسی طرح کی آیات سے گزرے۔ چنانچہ وہ اس طرح دعا کر سکتا ہے: أسأل اللہ من فضلہ (میں اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرتا ہوں)، یا یہ دعا کہ: أسأل اللہ أن یُلحقنی بہم (اللہ سے سوال کرتا ہوں مجھے ان کی رفاقت نصیب فرمائے)، یا اس جیسی دعائیں۔ "ولا بآیۃ عذاب إلا وقف عِندہا فتعوّذ" یعنی جب آپ ﷺ کسی ایسی آیت سے گزرتے جس میں عذاب، جہنم اور جہنمیوں کے احوال کا تذکرہ ہوتا، تو اس سے پناہ مانگے بغیر آگے نہیں بڑھتے تھے۔ لہٰذا اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا مستحب ہے۔ لیکن علماء کے ایک مجموعہ نے اسے نفل نمازوں کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ سے فرض نمازوں کے اندر یہ عمل منقول نہیں ہے، باوجود اس کے کہ فرض نمازوں میں آپ ﷺ کی قراءت کی کیفیت تذکرہ بہت سے صحابہ نے کیا ہے۔ اگر کبھی کبھار فرض نمازوں میں ایسا کر لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس لیے کہ جو چیز فرض نماز میں ثابت ہے اسے نفل میں کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح اس کے برعکس بھی۔ ہاں اگر تخصیص پر کوئی دلیل موجود ہو تو پھر ایسا کرنا جائز نہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام الإمام والمأموم

الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: حذيفة بن اليمان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- سُبحان الله : تنزيه الله عَمَّا لا يَليق به من نَقص أو عَيْب.
- العظيم : وصْفُه تعالى بِصِفات العظَمة، والإجْلَال، والكِبْرِيَاء.
- آية رَحْمَة : مما فيه وعْد وبشارة بالجَنَّة، ونعيمها، ورضوان الله فيها.
- آية عَذاب : مما فيه وعِيد، وتخويف من عَذاب الله، وغضبِه.

فوائد الحديث:

١. جواز صلاة الجماعة في قيام الليل، ما لم يُتخذ ذلك عادة؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- لم يواظب على قيام الليل جماعة.

٢. وجوب قول: "سُبحان رَبِّيَ العظيم" في الركوع ، و "سُبحان رَبِّيَ الأعلى" في السُّجود.

٣. مشروعية الجَهر بالقراءة في الصلاة الليل؛ لأن حذيفة ذكر عن النبي -صلى الله عليه وسلم- أنه كان يسأل عند آية الرَّحمة ويستعيذ عند آية العذاب، وهذا يدل على أنه كان يَسمعه.

٤. استحباب التَّعوذ بالله -تعالى- حينما يمرَّ بآية عَذاب، أو وعِيد، أو نحو ذلك، وسؤال الرَّحمة حينما يمرُّ بآية رحمة، فهو دُعاء مُناسب للمقَام.

٥. استحباب تَدَبُّر القرآن وتَفَهُّم معانيه، سواء كان قارئًا أو مستمعًا، فهذه هي القراءة المُفيدة النَّافعة.

٦. أن النبي -صلى الله عليه وسلم- بَشَر ليس له شيء من شؤون الرُّبوبية، بدليل أنه يَسأل الله -عز وجل- أن يَرحمه وأن يُعيذه من النَّار.

٧. فضيلة حذيفة -رضي الله عنه- حيث حصل له شرف الصلاة مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم.-

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، تأليف: سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا. سنن الترمذي، تأليف: محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق أحمد شاكر وغيره، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة: الثانية، ١٣٩٥هـ سنن ابن ماجه، تأليف: محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: شعيب الأرناؤوط وغيره، الناشر: دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ مشكاة المصابيح، تأليف: محمد بن عبد الله، التبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥م. سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف : محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، تأليف: صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٧ هـ_ ٢٠٠٦ م. فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، مدار الوطن للنشر - الطبعة الأولى ١٤٣٠ - ٢٠٠٩م. الشرح الممتع على زاد المستقنع، لابن عثيمين، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ - ١٤٢٨هـ

الرقم الموحد: (10921)

صليت مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ركعتين قبل الظهر، وركعتين بعدها، وركعتين بعد الجمعة، وركعتين بعد المغرب، وركعتين بعد العشاء

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعت ظہر سے پہلے، دو رکعت ظہر کے بعد، دو رکعت جمعہ کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشا کے بعد پڑھیں۔

٧٢١. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: «صَلَّيتُ معَ رسول الله -صلَّى الله عليه وسلم- رَكعَتَين قَبل الظُّهر، وَرَكعَتَين بَعدَها، ورَكعَتَين بعد الجُمُعَةِ، ورَكعَتَينِ بَعدَ المَغرِب، وَرَكعَتَينِ بَعدَ العِشَاء». وفي لفظ: «فأمَّا المغربُ والعشاءُ والجُمُعَةُ: ففي بَيتِه». وفي لفظ: أنَّ ابنَ عُمَر قال: حدَّثَتنِي حَفصَة: أنَّ النبِيَّ -صلَّى الله عليه وسلم-: «كان يُصَلِّي سَجدَتَين خَفِيفَتَينِ بَعدَمَا يَطلُعُ الفَجر، وكانت سَاعَة لاَ أَدخُلُ علىِ النبيِّ -صلَّى الله عليه وسلم- فِيهَا».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان للسنن الراتبة للصلوات الخمس، وذلك أن لصلاة الظهر أربع ركعات، ركعتين قبلها، وركعتين بعدها، وأن لصلاة الجمعة ركعتين بعدها، وأن للمغرب ركعتين بعدها، وأن لصلاة العشاء ركعتين بعدها وأن راتبتي صلاتي الليل، المغرب والعشاء، وراتبة الفجر والجمعة كان يصليها الرسول -صلى الله عليه وسلم- في بيته. وكان لابن عمر -رضي الله عنهما- اتصال ببيت النبي -صلى الله عليه وسلم-؛ لمكان أخته "حفصة" من النبي -صلى الله عليه وسلم-، فكان يدخل عليه وقت عباداته، ولكنه يتأدَّب فلا يدخل في بعض الساعات، التي لا يُدخل على النبي -صلى الله عليه وسلم- فيها، امتثالا لقوله -تعالى-: "يا أيها الذين آمنوا ليستأذنكم الذين ملكت أيمانكم والذين لم يبلغوا الحلم منكم ثلاث مرات من قبل صلاه الفجر" الآية، فكان لا يدخل عليه في الساعة التي قبل صلاة الفجر، ليرى كيف كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يصلي،

٧٢١. حدیث:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعت ظہر سے پہلے، دو رکعت ظہر کے بعد، دو رکعت جمعے کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشا کے بعد پڑھی۔ اور ایک روایت میں ہے: "مغرب، عشا اور جمعے کی سنت اپنے گھر میں ادا فرماتے تھے"۔ اور ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ فجر طلوع ہونے کے بعد دو ہلکی پھلکی رکعتیں پڑھتے اور یہ ایسا وقت ہوتا تھا کہ میں اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں جاتی تھی۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

اس حدیث میں پانچوں نمازوں کی سنن مؤکدہ کا بیان ہے۔ ان کی تفصیل اس طرح ہیں: ظہر کی سنت مؤکدہ چار رکعت ہے؛ دو رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد، جمعے کی سنت جمعے کے بعد دو رکعت ہے، مغرب کے بعد دو رکعت اور عشا کے بعد دو رکعت۔ مغرب، عشا، فجر اور جمعے کی سنتوں کو نبی ﷺ اپنے گھر میں پڑھتے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا چوں کہ آپ کے نکاح میں تھیں، اس لیے ان آپ کے گھر میں آنا جانا تھا۔ وہ عبادت کے اوقات میں آپ کے گھر میں آجاتے، لیکن ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور اللہ تعالی کے اس قول پر عمل کرتے ہوئے، ان اوقات میں داخل نہیں ہوتے، جن میں داخل ہونے سے احتراز کرنا چاہیے: "یا أیہا الذین آمنوا لیستأذنکم الذین ملکت أیمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلاث مرات من قبل صلاہ الفجر" الآیۃ چوں کہ وہ نماز فجر سے پہلے آپ کے گھر نہیں آتے تھے کہ دیکھ سکیں کہ رسول اللہ ﷺ کیسے نماز پڑھتے ہیں، اس لیے علم کی حرص کی وجہ سے اپنی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں پوچھ لیا کرتے، تو وہ بتاتیں کہ نبی کریم ﷺ طلوع فجر کے بعد دو ہلکی پھلکی رکعتیں پڑھتے۔ یہ فجر کی دو سنتیں تھیں۔

ولكن -من حرصه على العلم- كان يسأل أخته "حفصة" عن ذلك، فتخبره أنَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يصلى سجدتين خفيفتين بعدما يطلع الفجر، وهما سنة صلاة الصبح.

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صلاة التطوع
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الهدي النبوي > هديه صلى الله عليه وسلم في الصلاة
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > الشمائل المحمدية > الهدي النبوي > هديه صلى الله عليه وسلم في النكاح ومعاشرته أهله

راوي الحديث: متفق عليه بجميع رواياته.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- : أي في صحبته، لا مؤتما به.
- قبل الظهر : أي: قبل صلاة الظهر، وكذلك يقدر فيما بعدها من جمل الحديث.
- فأما المغرب : أي: فأما راتبة المغرب وكذلك يقدر في العشاء والجمعة.
- ففي بيتِه : أي فيصليها في بيته.
- حفصة : بنت عمر -رضي الله عنهما- أم المؤمنين.
- سَجْدَتَينِ : ركعتين بسجدتيهما.
- بَعدَمَا يَطلُعُ الْفَجرُ : أي: بعد طلوع الفجر، وهو تبين الصبح.
- وكانت ساعة : أي كانت ساعة صلاة النبي -صلى الله عليه وسلم- ركعتي الفجر، ساعة: أي: وقتًا لا يدخل عليه فيها، وقائل ذلك: عبد الله بن عمر، ليبين سبب نقله الحديث عن حفصة في هاتين الركعتين.

فوائد الحديث:

١. استحباب هذه الرواتب المذكورة، والمواظبة عليها.
٢. العصر ليس لها راتبة من هذه المؤكدات.
٣. رواتب المغرب والعشاء والفجر والجمعة الأفضل أن تكون في البيت.
٤. التخفيف في ركعتي الفجر.
٥. ورد في بعض الأحاديث الصحيحة، أن للظهر ستا، أربعا قبلها وركعتين بعدها، كما ورد الحديث في سنن الترمذي.
٦. تنقسم الوظائف التعبدية للرواتب إلى قسمين: فالقسم الأول من هذه الرواتب، والتي تكون قبل الفريضة؛ ليستعد المصلِّي للعبادة قبل الدخول في الفريضة، وأما القسم الثاني من هذه الرواتب، والتي تكون بعد الفريضة، فتكون جابرة لما يقع في هذه الفرائض من نقصان.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3062)

صليت مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، ووضع يده اليمنى على يده اليسرى على صدره

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر سینے کے اوپر رکھا۔

٧٢٢. الحديث:

عن وائل بن حجر-رضي الله عنه- قال: «صلَّيت مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، ووضع يَدَه اليُمْنَى على يَدِه اليُسْرى على صَدْرِه».

٧٢٢. حدیث:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ’’میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر سینے کے اوپر رکھا۔‘‘

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

"ووضع يَدَه اليُمْنَى على يَدِه اليُسْرى" إذا أطلقت اليَد، فالمراد بها: الكَف، وهو المراد هنا. ويؤيده ما أخرجه أبو داود والنسائي بلفظ: "ثم وضع يده اليُمنى على ظهر كفه اليُسرى والرُّسْغ والساعد". الرُّسْغ: المَفْصِل بَين السَّاعد والكَف. "على صَدْرِه" يعني: وضع يَدَه اليُمنى على اليُسرى وجعلهما على صَدره أثناء قيامه في الصلاة.

اجمالی معنی:

"ووضع يَدَه اليُمْنَى على يَدِه اليُسْرى" (اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا) جب ’’ید‘‘ کا استعمال مطلقاً ہو تو اس سے مراد ہتھیلی ہوتی ہے۔ اس کی تائید ابوداؤد اور نسائی کی وہ روایت کرتی ہے جس میں ہے "ثم وضع يده اليُمنى على ظهر كفه اليُسرى والرُّسْغ والساعد" (پھر آپ نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی، پہنچے اور کلائی پر رکھا)۔ ’رسغ‘ ہتھیلی اور کلائی کے درمیان جوڑ کو کہتے ہیں۔ "على صَدْرِه" (اپنے سینے پر) یعنی نماز میں دورانِ قیام اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر اور پھر دونوں ہاتھوں کو سینے کے اوپر رکھا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: رواه ابن خزيمة.

التخريج: أبو هنيدة وائل بن حجر -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

فوائد الحديث:

١. الحديث يدل على مشروعية وضع اليَد اليُمنى على اليَد اليُسرى، على صدره في الصلاة، أثناء القيام للقراءة، ويجوز أن تكون تحت الصدر لأدلة أخرى.

٢. عموم الحديث يدل على مشروعية وضع اليَد اليُمنى على اليَد اليسرى بعد الرفع من الركوع.

٣. وضع اليَد على الأخرى وضَمّها على الصَّدر، هي وقفة الخاضع الخَاشع المتواضع الذليل بين يدي ربه تعالى، وينبغي أن يلاحظ المصلِّ هذه المعاني في نفسه.

المصادر والمراجع:

صحيح ابن خزيمة، تأليف: أبو بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة ، المحقق: د. محمد مصطفى الأعظمي، الناشر: المكتب الإسلامي، بيروت. صحيح أبي داود – الأم، تأليف: محمد ناصر الدين بن الحاج الألباني، الناشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ- ٢٠٠٢ م. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: عبيد الله بن محمد المباركفوري، الناشر: إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الطبعة: الثالثة - ١٤٠٤هـ سبل السلام شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن إسماعيل بن صلاح الصنعاني، الناشر: دار الحديث الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م.

الرقم الموحد: (10909)

ضَحَّى النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ

نبی ﷺ نے دو چتکبرے سینگوں والے مینڈھے اپنے ہاتھ سے قربان کیے۔

٧٢٣. الحديث:

عن أنس بن مالكٍ -رضي الله عنه- قال: «ضَحَّى النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ، وَسَمَّى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا».

٧٢٣. حدیث :

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے دو چتکبرے سینگوں والے مینڈھے اپنے ہاتھ سے قربان کیے۔ (ذبح کرتے ہوئے) آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھی، تکبیر کہی اور اپنا پاؤں ان کے پہلوؤں پر رکھا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

من تأكد الأضحية أن النبي -صلى الله عليه وسلم- حث عليها وفعلها -صلى الله عليه وسلم-، فقد ضحى بكبشين، في لونهما بياض وسواد ولكل منهما قرنان. فذبحها بيده الشريفة لأنها عبادة جليلة قام بها بنفسه، وذكر اسم الله -تعالى- عندها استعانة بالله لتحل بها البركة ويشيعها الخير، وكبر الله -تعالى- لتعظيمه وإجلاله، وإفراده بالعبادة، وإظهار الضعف والخضوع بين يديه -تبارك وتعالى-. بما أن إحسان الذبحة مطلوب -رحمة بالذبيحة، بسرعة إزهاق روحها- فقد وضع رجله الكريمة على صفاحهما، لئلا يضطربا عند الذبح، فتطول مدة ذبحهما، فيكون تعذيباً لهما، والله رحيم بخلقه.

اجمالی معنی :

قربانی کی تاکید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ نبی ﷺ نے اس کی ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ خود بھی قربانی کی۔ آپ ﷺ نے دو مینڈھے قربان کیے جن کا رنگ کالا اور سفید تھا اور وہ سینگوں والے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے انھیں ذبح کیا کیوں کہ یہ ایک بہت ہی جلیل القدر عبادت ہے اس لیے آپ ﷺ نے بذاتِ خود اسے سر انجام دیا۔ ذبح کرتے وقت آپ ﷺ نے اللہ کی مدد کے حصول کے لیے اللہ کا نام لیا تاکہ اس سے برکت کا نزول ہو اور خیر اس کی ہمرکاب ہو۔ اللہ کی بڑائی اور اس کی عظمت کے بیان کے لیے، عبادت کو تن تنہا اسی کے ساتھ خاص کرنے کے لیے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے کمزوری اور فروتنی کے اظہار کے لیے آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا۔ چوں کہ ذبیحہ پر رحم کے تقاضے کے تحت اس کی روح جلد نکال کر اسے اچھے انداز میں ذبح کرنا مطلوب ہے اس لیے آپ ﷺ نے اپنا پاؤں مبارک ان کے پہلوؤں پر رکھا تاکہ وہ ذبح کرتے ہوئے ہلنے نہ پائیں اس لیے کہ ہلنے کی وجہ سے ہوسکتا ہے کہ ان کے ذبح ہونے میں زیادہ وقت لگے جس سے انھیں تکلیف پہنچے۔ اللہ اپنی مخلوق پر بہت ہی رحم کرنے والا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > التذكية
الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > الأضحية

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- كبشين : الكبش هو الثَّنِيُّ إذا خرجت رباعيته، وحينئذ يكون عمره سنتين، ودخل في الثالثة.
- أملحين : الأملح من الكباش، هو الأغبر الذي فيه بياض وسواد، وبياضه أكثر من سواده.
- صفاحِهما : صفحة كل شيء وجهه وجانبه، والمراد هنا صفاح أعناقهما

فوائد الحديث:

١. مشروعية التضحية وقد أجمع عليها المسلمون، والأضحية أفضل من الصدقة بثمنها، فإذا كان له مال يريد التقرب به إلى الله فالأفضل له أن يضحي.
٢. الأفضل أن تكون الأضحية من هذا النوع الذي ضحى به النبي -صلى الله عليه وسلم- لحسن منظره ولكون شحمه ولحمه أطيب.
٣. الأفضل لمن يحسن الذبح أن يتولاه بنفسه؛ لأن ذبح ما قصد به القرب عبادةٌ جليلةٌ.
٤. وجوب التسمية، والأفضل أن يقول عند الذبح: [باسم الله والله أكبر] اقتداء برسول الله -صلى الله عليه وسلم.-
٥. أن يضع رجله على صفحة المذبوح لئلا يضطرب، وليتمكن من إزهاق روحه بسرعة فيريحه.
٦. أن الأفضل في ذبح الغنم، إضجاعها، ويكون على الجانب الأيسر؛ لأنه أسهل.
٧. استحباب الأضحية بالأقرن ويجوز بغيرها.

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري -الجامع الصحيح-؛ للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام - عبد الله البسام - تحقيق محمد صبحي حسن حلاق - مكتبة الصحابة - الشارقة - الطبعة العاشرة - ١٤٢٦ه. - الإعلام بفوائد عمدة الأحكام لا بن الملقن، المحقق: عبد العزيز بن أحمد بن محمد المشيقح، دار العاصمة للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤١٧هـ - ١٩٩٧م.

الرقم الموحد: (2971)

طاف النبي في حجة الوداع على بعير، يستلم الركن بمحجن

نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک اونٹ پر بیٹھ کر طواف کیا اس حال میں کہ آپ ﷺ رکن کا ایک چھڑی کے ذریعے استلام کر رہے تھے۔

٧٢٤. الحديث:

عن عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما- قال: «طَافَ النبيُّ -صلَّى الله عليه وسلَّم- فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ على بَعِيرٍ، يَستَلِمِ الرُّكنَ بِمِحجَن».

٧٢٤. حدیث:

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ”نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک اونٹ پر بیٹھ کر طواف کیا اس حال میں کہ آپ ﷺ رکن کا ایک چھڑی کے ذریعے استلام کر رہے تھے۔“

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

طاف النبي -صلى الله عليه وسلم- في حجة الوداع، وقد تكاثر عليه الناس: منهم من يريد النظر إلى صفة طوافه، ومنهم من يريد النظر إلى شخصه الكريم؛ فازدحموا عليه، ومن كمال رأفته بأمته ومساواته بينهم: أن ركب على بعير، فأخذ يطوف عليه؛ ليتساوى الناس في رؤيته، وكان معه عصا محنية الرأس، فكان يستلم بها الركن، ويقبل العصا كما جاء في رواية مسلم لهذا الحديث.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر طواف فرمایا۔ آپ ﷺ کے پاس بہت زیادہ لوگ جمع تھے۔ ان میں سے کچھ تو یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ آپ ﷺ کیسے طواف کر رہے ہیں اور کچھ آپ ﷺ کی کریم ذات کو دیکھنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے آپ ﷺ کے پاس بھیڑ لگا دیا۔ اپنی امت پر کمالِ شفقت اور ان کے ساتھ مساویانہ سلوک رکھنے کے لیے آپ ﷺ ایک اونٹ پر سوار ہو گیے اور اس پر بیٹھ کر طواف کرنے لگے تاکہ لوگ یکساں طور پر آپ ﷺ کو دیکھ سکیں۔ آپ ﷺ کے پاس ایک عصا تھا جس کا سر امڑا ہوا تھا اور آپ ﷺ اس کے ساتھ رکن کا استلام کر رہے تھے اور عصا ہی کا بوسہ لے رہے تھے جیسا کہ اس حدیث کی مسلم شریف والی روایت میں ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أحكام ومسائل الحج والعمرة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- طَافَ : دار على الكعبة سبعًا، وكان ذلك طواف الإفاضة بعد العيد.
- حَجَّة الوَدَاع : حجته -صلى الله عليه وسلم- سنة عشر، ولم يحج بعد هجرته سواها، وسُميت بذلك؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- ودَّع الناس فيها؛ حيث قال: "لعلي لا ألقاكم بعد عامي هذا"، والحج في اللغة: القصد، وفي الشرع: القصد إلى البيت الحرام؛ لأعمال مخصوصة في أزمنة مخصوصة.
- بَعِير : هو الواحد من الإبل سواء كان جملا أم ناقة.
- يَسْتَلِمُ الرُّكنَ : يتناول الحجر الأسود.
- بِمِحْجَن : عصا محنية الرأس.

فوائد الحديث:

١. جواز الطواف راكبا مع العذر؛ لأن المشي أفضل، وإنما ركب رسول الله -صلى الله عليه وسلم- للمصلحة، وهي أن الناس قد غشوه وتكاثروا عليه، فأراد أن يستفيد ويستفيدوا بأن يكون في مكان مرتفع.

٢. استحباب استلام الركن باليد إن أمكن، وإلا فبعصا ونحوها، بشرط ألا يؤذي به الناس.

٣. السنة أن يستلم الركن ويقبل يده، وإذا لم يستطع أن يستلمه بيده استلمه بشيء، وقبل ذلك الشيء.
٤. إظهار العالم أفعاله مع أقواله؛ لتحصل به القدوة الكاملة والتعليم النافع.
٥. استدل بالحديث على طهارة بول ما يؤكل لحمه، من حيث إنه لا يؤمن بول البعير في أثناء الطواف في المسجد، ولو كان نجسًا، لم يعرض النبي -صلى الله عليه وسلم- المسجد للنجاسة.
٦. كمال خلق النبي وشفقته على أمته -صلى الله عليه وسلم.-
٧. جواز إدخال الحيوان الطاهر إلى المسجد، إذا لم يترتب على إدخاله أذية للآخرين.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3025)

طلاق العبد الحرة تطليقتان وعدتها ثلاثة قروء، وطلاق الحر الأمة تطليقتان وعدتها عدة الأمة حيضتان

غلام کی آزاد عورت کو طلاق دو طلاقیں ہیں اور اس عورت کی عدت تین حیض ہے جب کہ آزاد کی لونڈی کو طلاق دو طلاقیں ہیں اور لونڈی کی عدت دو حیض ہے۔

٧٢٥. الحديث:

عن ابن عمر أنه كان يقول: «طَلَاقُ العبد الحُرَّةَ تطليقتان وَعِدَّتُهَا ثلاثة قُروء، وطلاق الحر الأَمَةَ تطليقتان وعِدَّتُهَا عِدَّةُ الأمَة حَيْضَتَانِ».

٧٢٥. حدیث :

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''غلام کی آزاد عورت کو طلاق دو طلاقیں ہیں اور اس عورت کی عدت تین حیض ہے جب کہ آزاد کی لونڈی کو طلاق دو طلاقیں ہیں اور لونڈی کی عدت دو حیض ہے''۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

في هذا الأثر يبين ابن عمر -رضي الله عنهما- أن العبد المملوك له طلقتان اتجاه زوجته الحرة أو الأمة لا يملك غيرهما، ثم إنَّ الحرة تعتد منه ثلاث حيض، وكذلك الحر له طلقتان اتجاه زوجته المملوكة لا يملك غيرهما، وهي تعتد منه حيضتين.

اجمالی معنی :

اس اثر میں ابن عمر رضی اللہ عنہما فرما رہے ہیں کہ مملوک غلام کی بیوی چاہے آزاد عورت ہو یا لونڈی ہو اس کی دو طلاقیں ہیں اس سے زائد اس کے پاس اختیار نہیں اور اگر آزاد عورت ہے تو اس کی عدت تین حیض ہے۔ اسی طرح آزاد مرد کے پاس دو طلاقوں کا اختیار ہے اگر اس کی بیوی لونڈی ہے اس کے علاوہ اس کے پاس اختیار نہیں اور اس (لونڈی) کی عدت دو حیض ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > الطلاق

الفقه وأصوله > فقه الأسرة > العدة

راوي الحديث: رواه الدارقطني، وهو عند البيهقي وعبد الرزاق بمعناه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن الدارقطني.

معاني المفردات:

- الطلاق : حَل عقدة التزويج.
- العبد : المملوك.
- العِدَّة : تَرَبُّصُ المرأةِ الزمنَ المحدَّدَ شرعًا عن التزويج بعد فراق زوجها.
- قروء : جمع قرء، وهو من الأضداد، يقع على الطهر؛ وعلى الحيض، واختلف العلماء في المراد هنا، والمفتى به أنه الحيض.
- الأَمَة : الرقيقة.

فوائد الحديث:

١. أنَّ نهاية طلاق الأمة طلقتان.
٢. أنَّ عدَّة الأَمَة حيضتان.
٣. أنَّ الطلاق يختلف باعتبار الحرية والرّق.
٤. أنَّ العدّة تختلف باعتبار الحرية والرّق.

المصادر والمراجع:

-سنن الدارقطني، تحقيق شعيب الارنؤوط. الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت - لبنان. الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٤ م - منحة العلام في شرح بلوغ المرام، لعبد الله الفوزان. دار ابن الجوزي. ط١ ١٤٢٨هـ - فتح ذي الجلال والاكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية - الطبعة الأولى ١٤٢٧ - ٢٠٠٦م - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلُوغ المَرَام، للبسام. مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة. الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م - بلوغ المرام من

أدلة الأحكام، لابن حجر، دار القبس للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤٣٥ هـ - ٢٠١٤ م - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الأمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ - إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، للشيخ الألباني. الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥م.

طلق عبد يزيد -أبو ركانة وإخوته- أم ركانة، ونكح امرأة من مزينة، فجاءت النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقالت: ما يغني عني إلا كما تغني هذه الشعرة

عبد بن یزید نے جو رُکانہ اور اس کے بھائیوں کا باپ تھا اُم رکانہ کو طلاق دے دی اور ایک عورت جو مزینہ کے قبیلے میں سے تھی اس سے نکاح کیا، وہ عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور بولی یا رسول اللہ ﷺ! ابو رکانہ میرے کسی کام کے نہیں سوائے اس بال کے برابر۔

٧٢٦. الحديث:

عن ابن عباس -رضي الله عنهما-: طلق عبد يزيد -أبو رُكَانَةَ وإخوته- أم رُكَانَةَ، ونكح امرأة من مُزَيْنَةَ، فجاءت النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقالت: ما يُغْنِي عني إلا كما تُغْنِي هذه الشعرة، لشعرة أخذتها من رأسها، ففرق بيني وبينه، فأخذت النبي -صلى الله عليه وسلم- حَمِيَّة، فدعا بركانة وإخوته، ثم قال لجلسائه: «أترون فلانا يُشْبِهُ منه كذا وكذا؟ من عبد يزيد، وفلانا يشبه منه كذا وكذا؟» قالوا: نعم، قال النبي -صلى الله عليه وسلم- لعبد يزيد: «طَلِّقْهَا» ففعل، ثم قال: «راجع امرأتك أم ركانة وإخوته؟» قال: إني طلقتها ثلاثا يا رسول الله، قال: «قد علمت راجِعْها» وتلا: {يا أيها النبي إذا طلقتم النساء فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ} [الطلاق: ١]

٧٢٦. حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبد بن یزید نے جو رکانہ اور اس کے بھائیوں کا باپ تھا ام رکانہ کو طلاق دے دی، اور ایک عورت جو مزینہ کے قبیلے میں سے تھی اس سے نکاح کیا۔ وہ عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور بولی یا رسول اللہ ﷺ ابو رُکانہ میرے کام کا نہیں مگر اس بال کے برابر اور ایک بال اس نے اپنے سر کا پکڑا یعنی میری حاجت روائی اس سے نہیں ہو سکتی۔ لہذا میرے اور اس کے درمیان جدائی کرا دیں، رسول اللہ ﷺ یہ سن کر گرم ہوئے اور رکانہ اور اس کے بھائیوں کو بلا بھیجا پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کیا تم فلاں لڑکے کو دیکھتے ہو کتنا مشابہ ہے ابو رکانہ سے؟ لوگوں نے کہا ہاں پھر آپ ﷺ نے عبد بن یزید سے کہا اسے طلاق دے دے، اور اُم رکانہ سے رجوع کر لے۔ ابو رکانہ نے کہا کہ میں نے اس کو تین طلاق دی آپ ﷺ نے فرمایا: میں جانتا ہوں، تو اس سے رجوع کر لے، اور اس آیت کی تلاوت فرمائی: {يا أيها النبي إذا طلقتم النساء فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ} الخ (اخیر آیت تک) [الطلاق: ١] ترجمہ: ''اے نبی! (اپنی امت سے کہو کہ) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت (کے دنوں کے آغاز) میں انہیں طلاق دو اور عدت کا حساب رکھو اور اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرتے رہو نہ تم انہیں ان کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ (خود) نکلیں، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کھلی برائی کر بیٹھیں، یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں، جو شخص اللہ کی حدوں سے آگے بڑھ جائے اس نے یقیناً اپنے اوپر ظلم کیا، تم نہیں جانتے شاید اس کے بعد اللہ تعالی کوئی نئی بات پیدا کر دے''۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

طلق عبد يزيد أبو ركانة، وأبو إخوة ركانة أم ركانة، وتزوج امرأة من مزينة، فجاءت النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقالت إن أبا ركانة عنين لا يستطيع أن يجامع النساء، ففرّق بيني وبينه في النكاح. فأخذت النبي -صلى الله عليه وسلم- غيرة وغضب، فدعا بركانة وإخوته، ثم قال لجلسائه: أترون ركانة وإخوته

اجمالی معنی:

عبد بن یزید نے جو رکانہ اور اس کے بھائیوں کا باپ تھا اپنی بیوی اُم رکانہ کو طلاق دے دی اور مزینہ کے قبیلے میں سے ایک عورت سے نکاح کیا وہ عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور بولی یا رسول اللہ ﷺ! ابو رکانہ نامرد ہے اس کے پاس عورتوں سے ہمبستری کرنے کی طاقت نہیں۔ لہذا آپ میرے اور اس کے درمیان علیحدگی کرا دیں چنانچہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ بہت غصہ ہوئے اور آپ

متشابهين في الخلقة والصورة، فهم أولاده ولا شك في رجوليته، وليس كما زعمت امرأته المزنية. فقالوا: نعم هو كذلك، فقال النبي -صلى الله عليه وسلم- لعبد يزيد: «طلقها» فطلقها. ثم قال له: راجع امرأتك أم ركانة وأم إخوته، وذلك بإرجاعها زوجة، فقال: إني طلقتها ثلاثا يا رسول الله في مجلس واحد، فقال: أي قد علمت أنك طلقتها ثلاثا ولكن الطلاق الثلاث في مجلس واحد واحدة فراجعها وتلا: {يا أيها النبي إذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن} [الطلاق: ١]. ولفظ أحمد طلق ركانة امرأته في مجلس واحد ثلاثا فحزن عليها، فقال له رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: فإنها واحدة.

ﷺ کو غیرت آیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے رکانہ اوراس کے بھائیوں کو بلا بھیجا، پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: کیا تم رکانہ اوراس کے بھائیوں کو دیکھ رہے ہو شکل وصورت میں کس قدر مشابہ ہیں؟ یقیناً یہ سب اسی کی اولاد ہیں اوراس کی مردانگی میں کسی طرح کا شک وشبہ نہیں جیسا کہ اُس کی قبیلہ مزینہ والی بیوی کا کہنا ہے۔ لوگوں نے کہا: ہاں! آپ ﷺ نے عبد بن یزید سے کہا: اسے طلاق دے دو۔ اور ابو رکانہ سے آپ ﷺ نے کہا کہ ام رکانہ اور رُکانہ کے بھائیوں کی ماں سے رجوع کرلو اس کو اپنی زوجیت میں واپس کر لو تو ابو رکانہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اس کو ایک مجلس میں تین طلاق دی ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں جانتا ہوں اس کو ایک مجلس میں تین طلاق دی ہے، لیکن ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی طلاق ہوتی ہیں، لہذا تو اس سے رجوع کر لے، اور اس آیت کی تلاوت فرمائی: ''یا أیها النبی إذا طلقتم النساء فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ'' الخ (اخیر آیت تک) [الطلاق: ۱]
ترجمہ: ''اے نبی! (اپنی امت سے کہو کہ) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت (کے دنوں کے آغاز) میں انہیں طلاق دو اور عدت کا حساب رکھو اور اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرتے رہو، نہ تم انہیں ان کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ (خود) نکلیں، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کھلی برائی کر بیٹھیں۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں، جو شخص اللہ کی حدوں سے آگے بڑھ جائے اس نے یقیناً اپنے اوپر ظلم کیا، تم نہیں جانتے شاید اس کے بعد اللہ تعالی کوئی نئی بات پیدا کر دے''۔ اور مسند احمد میں ہے کہ رکانہ نے ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں، جس کی وجہ سے بہت غمگین ہوئے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی طلاق ہوتی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > الطلاق > الطلاق الرجعي والبائن

راوي الحديث: رواه أبوداود.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- طلق أبوركانة : هو أبو رُكانة عبد يزيد المطلبي من مسلمة الفتح.
- أم ركانة : وهي امرأته سُهَيْمَةَ بنت عمير المُزنية.
- وإخوته : أي وأبو إخوة ركانة.
- ما يغني : أي أبو ركانة.
- تغني هذه الشعرة : تريد أنه عِنِّين.
- حَمِيَّة : غيرة وغضب.
- أترون فلانا يشبه منه كذا وكذا : أي أن ركانة وإخوته متشابهون في الخلقة والصورة، فهم أولاده ولا شك في رجوليته، وليس كما زعمت امرأته المزنية.
- راجع امرأتك : أمر من الرجعة، وهي إعادة المطلقة غير البائن -والبائن هي التي بانت بتطليقها ثلاثا- إلى ما كانت عليه بغير عقد.

• قَدْ عَلِمْتُ رَاجِعْهَا : قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا وَلَكِنَّ الطَّلَاقَ الثَّلَاثَ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ وَاحِدَةٌ فَرَاجِعْهَا.

فوائد الحديث:

١. أفاد الحديث اعتبار الطلاق الثلاث واحدة، وأن للمطلق الرجعة، إن لم تكن نهاية عدده من الطلاق.

٢. وقوع الطلاق الثلاث لكنه واحدة؛ خلاف للرافضة الذين يقولون لا يقع أصلا.

٣. أنه إذا كان المفتي على علم بالقضية التي تحتاج إلى تفصيل فإنه لا يجب عليه أن يستفصل؛ لأن النبي -عليه الصلاة والسلام- أمره بالمراجعة وقال: قد علمت أنك طلقت ثلاثا.

٤. كمال وفاء النبي -صلى الله عليه وسلم- حيث أمر بإرجاع امرأته الأولى.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود - سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. صحيح أبي داود الأم - محمد ناصر الدين، الألباني - مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٢ م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله الفوزان-طبعة دار ابن الجوزي-الطبعة الأولى ١٤٢٨. توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام:تأليف عبد الله البسام- مكتبة الأسدي –مكة المكرمة –الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام:تأليف الشيخ صالح الفوزان- عناية عبد السلام السليمان - مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى. فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للشيخ محمد بن عثيمين- المكتبة الإسلامية القاهرة- تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧. سبل السلام، لمحمد بن إسماعيل الصنعاني، - دار الحديث. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني - تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهيري-الناشر: دار الفلق – الرياض-الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ.

الرقم الموحد: (58140)

عَشْرٌ من الفِطْرة: قَصُّ الشَارب، وإعْفَاء اللِّحْية، والسِّواك، وَاسْتِنْشَاقُ الماء، وقص الأَظْفَار، وغَسْل البَرَاجِم، ونَتْف الإبْط، وحلق العَانة، وانْتِقَاصُ الماء

دس باتیں فطرت میں سے ہیں: مونچھیں کاٹنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، ناخن تراشنا، انگلیوں کے جوڑوں کا دھونا، بغل کے بال اکھیڑنا، زیر ناف بال مونڈنا اور پانی سے استنجاء کرنا

٧٢٧. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- مرفوعاً: «عَشْرٌ من الفِطْرة: قَصُّ الشَارب، وإعْفَاء اللِّحْية، والسِّواك، وَاسْتِنْشَاقُ الماء، وقص الأَظْفَار، وغَسْل البَرَاجِم، ونَتْف الإبْط، وحلق العَانة، وانْتِقَاصُ الماء» قال الراوي: ونَسِيْتُ العاشرة إلا أن تكون المَضْمَضَة. قال وكِيع - وهو أحد رواته - انْتِقَاص الماء: يعني الاسْتِنْجَاء.

٧٢٧. حدیث:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دس باتیں فطرت میں سے ہیں: مونچھیں کاٹنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، ناخن تراشنا، انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا، بغل کے بال اکھیڑنا، زیر ناف بال مونڈنا اور پانی سے استنجاء کرنا"۔ روای کہتے ہیں کہ میں دسویں چیز بھول گیا، شاید کلی کرنا ہو۔ وکیع جو کہ اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں کہتے ہیں کہ انتقاص الماء کا مطلب ہے پانی سے استنجا کرنا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

تخبر عائشة -رضي الله عنها- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- بجُملة من سنن الفطرة. و"الفِطْرة" هي الخِلْقَة التي خلق الله عباده عليها، وجعلهم مفطورين عليها، وأنها من الخير والمراد بذلك الفِطَر السليمة؛ لأن الفطر المُنْحَرِفة لا عبرة بها؛ لقول النبي -صلى الله عليه وسلم-: "كل مَولود يُولد على الفِطْرة فأبواه يهودانه أو ينصرانه أو يُمَجِّسَانه". فأولها: "قَصُّ الشَارِب" حَفُّه حتى تبدو الشَفَة، لما في ذلك من النظافة، والتحرز مما يخرج من الأنف، فإن شعر الشارب إذا تدلى على الشفة باشر به ما يتناوله من مأكول ومشروب، مع تشويه الخِلقة بوفرته، وإن استحسنه من لا يعبأ به. فينبغي للمسلم أن يَتَعاهد شاربه بالقص أو الحَفِّ ولا يتركه أكثر من أربعين يومًا؛ لما رواه مسلم عن أنس -رضي الله عنه-: "وُقِّت لنا في قص الشارب، وتقليم الأظفار، ونتف الإبط، وحلق العانة، أن لا نترك أكثر من أربعين ليلة". "وإعفاء اللحية"واللحية: ما نبت على الذقن واللحيين، والمقصود من إعفائها: تركها مُوَفَّرَةً لا يتعرض لها بحلق ولا بتقصير، لا بقليل ولا بكثير؛

اجمالی معنیٰ:

عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے فطرت کی جملہ سنتوں کو بیان کر رہی ہیں۔ "الفِطرۃ" سے مراد وہ ہیئت ہے جس پر اللہ نے اپنے بندوں کی تخلیق فرمائی اور اس پر انہیں وجود بخشا اور یہ کہ اس میں خیر موجود ہے۔ یہاں مراد فطرت سلیمہ ہے کیونکہ کج رو فطرت کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس لیے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: "ہر نوزائدہ بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی، یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں"۔ سنن فطرت میں سے سب سے پہلی سنت "مونچھ کاٹنا" ہے۔ یعنی اسے ہلکا سا تراشنا یہاں تک کہ ہونٹ ظاہر ہو جائے۔ کیونکہ ایسا کرنے میں صفائی کا حصول اور ناک سے نکلنے والے مادوں سے بچاؤ ہوتا ہے۔ اگر مونچھ کے بال ہونٹ پر آ رہے ہوں تو اس کے ساتھ کھانے پینے کی اشیاء لگ جاتی ہیں اور مونچھوں کی کثرت سے شکل میں بھی بگاڑ آ تا ہے، اگرچہ اس شخص کو یہ اچھی ہی لگیں جو ان کی پرواہ نہ کرتا ہو۔ لہٰذا مسلمان کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ کاٹ تراش کر کے اپنی مونچھوں کی دیکھ بھال کرتا رہے اور اسے چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے۔ کیونکہ مسلم شریف میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ: "مونچھیں کترنے، ناخن کاٹنے، بغل کے بال اکھیڑنے اور زیر ناف بال مونڈنے کے سلسلے میں ہمارے لئے وقت مقرر کیا گیا کہ ہم انہیں چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں"۔ دوسری سنت "داڑھی کو (بڑھنے کے لیے) چھوڑ دینا" ہے۔ "اللحیۃ" سے مراد وہ بال ہیں جو ٹھوڑی اور دونوں جبڑوں پر اگ آتے ہیں۔ داڑھی کے اعفاء سے مراد یہ ہے کہ آدمی اسے

لأن الإعفاء مأخوذ من الكثرة أو التوفير، فاعفوها وكثروها، كقوله تعالى: (حتى عَفَوا) [الأعراف:٩٥]، وقد جاءت الأحاديث الكثيرة عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بالأمر بإعفائها بألفاظ متعددة؛ فقد جاء بلفظ : "وفروا" وبلفظ: "أرخوا" وبلفظ: "أعفوا"، وكلها تدل على الأمر بإبقائها وتوفيرها وعدم التعرض لها، وعلى هذا لا يجوز للمسلم أن يحلق لحيته بحال من الأحوال، فإن فعل فقد خالف طريق النبي -صلى الله عليه وسلم- وعصى أمره ووقع في مشابهة المشركين، وأفتى بذلك علماء اللجنة الدائمة وغيرهم. "والسِّواك": يعني: أن السواك من خصال الفطرة التي رغَّب بها الشرع، فهو "مَطْهَرة للفم مرضاة للرب" ولهذا يشرع كل وقت ويتأكد عند الوضوء والصلاة والانتباه من النوم وتغير الفم وصفرة الأسنان ونحوها. "وَاسْتِنْشَاقُ الماء" يعني: أن استنشاق الماء من الفطرة؛ لأنه تنظيف، وإزالة لما في الأنف من الأوساخ التي قد تسبب له الأذية والضرر. والاستنشاق يكون في الوضوء ويكون في غير الوضوء كلما احتجت إلى تنظيف الأنف فاستنشق الماء ونظف أنفك، وهذا يختلف باختلاف الناس، من الناس من لا يحتاج إلى هذا إلا في الوضوء ومن الناس من يحتاج إليه كثيرًا. ومن ذلك أيضًا: أي من سنن الفطرة المضمضة ، فإنها من الفطرة؛ فالفم والأنف يتوارد عليهما كثير من الأوساخ، فكان من الفطرة الاعتناء بهما. "قص الأظفار" يعني من خصال الفطرة : تقليم الأظفار، والمراد بذلك أظفار اليدين والرجلين، فلا تترك أكثر من أربعين يوماً؛ للحديث السابق. "وغَسْل البَرَاجِم" أي غَسْل مَفَاصِل الأصابع الظاهرة والباطنة؛ لأنها مواضع تجتمع فيها الأوساخ؛ لتجعدها وانكماشها، فقد لا يصلها الماء، وإذا تُعوهدت بأن تُدلك، وأن تُمَرَّ عليها اليد الثانية، فإن الماء يَصل إليها، فكان من الفطرة الاعتناء بها. ويلحق بالبراجم كُلُّ موضع من البدن اجتمع فيه وسَخٌ بِعَرَق أو غيره كصِمَاخ الأذن والمغَابِن -بواطن الأفخاذ- وغيرها مما يغلب عليه الاستتار. "ونَتْف الإبْط" يعني من خصال الفطرة

زیادہ ہونے دے بایں طور کہ نہ تو اسے منڈائے اور نہ ہی کم یا زیادہ اسے چھوٹا کرے۔ کیونکہ اعفاء کا لفظ کثرت اور زیادہ کرنے کے معانی پر دلالت کرتا ہے۔ مراد یہ کہ اسے زیادہ کرو اور اس کی کثرت ہونے دو۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے : (حتى عَفَوا) [الاعراف : ۹۵] ترجمہ : یہاں تک کہ وہ زیادہ ہو گئے۔ نبی ﷺ سے بہت سی احادیث مروی ہیں جن میں متعدد الفاظ کے ساتھ داڑھی کو بڑھانے کا حکم آیا ہے۔ ایک حدیث میں "وفّروا" کا لفظ ہے، ایک میں "أرخوا" کا لفظ ہے اور ایک میں "أعفوا" کا لفظ ہے۔ یہ تمام الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اسے اپنے حال پر باقی رکھتے ہوئے زیادہ ہونے دینا چاہیے اور اس سے تعرض نہیں کرنا چاہیے۔ اس بنا پر مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی بھی صورت میں اپنی داڑھی کو منڈائے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو نبی ﷺ کے طریقے سے انحراف اور آپ ﷺ کی نافرمانی کا مرتکب ہو گا اور مشرکین سے مشابہت اختیار کرے گا، اسی کا فتوی دائمی کمیٹی کے علماء وغیرہ نے دیا ہے۔ "مسواک کرنا"۔ یعنی مسواک کرنے کا شمار ان خصالِ فطرت میں ہوتا ہے جن کی شریعت نے ترغیب دی ہے۔ "مسواک منہ کی صفائی اور رب کی رضا کا سبب ہے" اسی لیے اس کا کرنا کسی بھی وقت مشروع ہے، تاہم وضوء اور نماز کے اوقات میں، نیند سے بیداری پر، منہ کی بو میں تغیر پیدا ہونے اور دانتوں پر پیلاہٹ ظاہر ہونے اور اس طرح کے دیگر مواقع پر اس کے کرنے کی زیادہ تاکید ہے۔ "ناک میں پانی چڑھانا"۔ یعنی ناک میں پانی چڑھانا بھی فطرت میں سے ہے۔ کیونکہ اس سے ناک میں موجود ایسی گندگیوں کی صفائی اور ان کا ازالہ ہوتا ہے جو انسان کے لیے تکلیف اور ضرر رسانی کا سبب بن سکتی ہیں۔ ناک میں پانی چڑھانا دوران وضوء بھی ہو سکتا ہے اور وضوء کے علاوہ بھی یعنی جب بھی آپ کو ناک صاف کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو اپنی ناک میں پانی چڑھا کر اسے صاف کرلیں۔ اس سلسلے میں لوگ مختلف ہوتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو تو اس کی صرف وضوء کرتے ہوئے ضرورت پڑتی ہے اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جنھیں بہت زیادہ ناک صاف کرنا پڑتا ہے۔ سننِ فطرت میں سے ایک "کلی کرنا" بھی ہے۔ یہ بھی فطرت میں سے ہے۔ منہ اور ناک میں بہت سی گندگیاں در آتی ہیں۔ چنانچہ ان پر توجہ دینا فطرت کا جزء ہوا۔ "ناخن کاٹنا"، یعنی ناخن کاٹنا فطرت میں سے ہے۔ اس سے مراد دونوں ہاتھ پاؤں کے ناخن ہیں۔ انہیں بھی کاٹے بنا چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں، جیسا کہ گزشتہ حدیث میں آیا ہے۔ "جوڑوں کو دھونا" یعنی انگلیوں کے بیرونی اور اندرونی جوڑوں کو دھلنا کیونکہ ان جگھوں میں جھریاں اور سلوٹیں ہونے کی وجہ سے ان پر گندگی جمع ہو جاتی ہیں اور بعض اوقات ان تک پانی نہیں پہنچ پاتا۔ اگر ان کا خیال رکھا جائے بایں طور کہ انہیں ملا جائے اور دوسرا ہاتھ ان پر پھیرا جائے تو ان تک پانی پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا ان کا خیال رکھنا بھی فطری امور میں سے ہے۔ جسم

نتف الإبْط، وهو سحبه وشده من أصوله، وذلك أنه في مكان يكثر فيه العرق، وتجتمع فيه الأوساخ، وتتغير معه الرائحة، ولا يترك أكثر من أربعين يومًا؛ لما تقدم من حديث أنس -رضي الله عنه-، والأفضل نَتْفه إن قَوِي عليه، وإذا كان النتف يشق، فلا بأس من الحلق أو استعمال الكريمات المزيلة؛ لأن الغرض إزالتها وتنظيف المحل، وقد حصل. "وحَلْق العَانة" أي أن من خِصال الفطرة إزالة شَعر العانة، وهو الشعر الخَشِن النابت حول القُبُل، من الرجل والمرأة، فمن الفطرة إزالته، سواء بالحلق أو النتف أو القص أو باستعمال المستحضرات الحديث؛ لأن المقصود التنظيف، وقد حصل به المطلوب، ولا يترك أكثر من أربعين يومًا لما تقدم من حديث أنس -رضي الله عنه-. "وانْتِقَاصُ الماء" يعني من الفطرة انتقاص الماء، وفُسر: بالاستنجاء، ويؤيد هذا المعنى رواية أبي داود وابن ماجه عن عمار بن ياسر -رضي الله عنه- عن النبي -صلى الله عليه وسلم-: "من الفطرة: المضمضة، والاستنشاق.. والانتضاح"، والاستنجاء: إزالة الخارج من السبيلين بطاهر، كالماء والحَجَر والخرق والمناديل، ونحو ذلك مما له خاصية الإزالة. "قال الراوي: ونسِيْت العاشرة إلا أن تكون المضمضة" فهذا شك من الراوي. وحاصله أن هذه الأشياء كلها، تُكمل ظاهر الإنسان وتطهره وتنظفه، وتدفع عنه الأشياء الضارة والمستقبحة.

میں موجود ہر اس جگہ کا حکم انگلیوں کے جوڑوں ہی کی طرح ہے جہاں پسینے یا کسی اور وجہ سے میل کچیل جمع ہو جاتی ہو جیسے کان کا سوراخ اور رانوں کا اندرونی حصہ اور اس طرح کی دیگر جگہیں جو عموماً چھپی رہتی ہیں۔ "بغل کے بال اکھیڑنا"۔ یعنی خصالِ فطرت میں سے ایک خصلت بغل کے بال کو کھینچ کر انہیں جڑ سے اکھیڑنا بھی ہے۔ کیونکہ اس جگہ بہت زیادہ پسینہ آتا ہے اور میل کچیل جمع ہوتی رہتی ہے جس سے بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ اسے بھی چالیس دن سے زیادہ نہیں چھوڑنا چاہیے جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی سابق الذکر حدیث میں آیا ہے۔ اگر طاقت ہو تو بغل کے بالوں کو اکھیڑنا ہی افضل ہے۔ تاہم اگر ایسا کرنا مشقت کا باعث ہو تو پھر انھیں مونڈنے یا بال صفا کریموں کے استعمال میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اصل غرض تو ان بالوں کو دور کرنا اور جگہ کو صاف کرنا ہے جو کہ حاصل ہو جاتا ہے۔ "زیر ناف بال مونڈنا"۔ یعنی زیر ناف بال صاف کرنا بھی خصالِ فطرت میں سے ہے۔ "العانۃ" سے مراد وہ سخت بال ہیں جو مرد اور عورت کی اگلی شرم گاہ کے گرد اگ آتے ہیں۔ فطرت کا تقاضا ہے کہ انہیں زائل کیا جائے چاہے ایسا مونڈ کر، یا اکھیڑ کر یا کاٹ کر ہو یا پھر جدید مواد (لوشن وغیرہ) کو استعمال کر کے ہو۔ کیونکہ اصل مقصد صفائی ہے اور ان تمام طریقوں سے یہ مقصود حاصل ہوتا جاتا ہے۔ انس رضی اللہ عنہ سے مروی سابقہ حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں چالیس دن سے زیادہ نہ رہنے دیا جائے۔ "انتقاص الماء" یعنی انتقاص الماء بھی فطرت میں سے ہے جس کی تفسیر استنجاء کرنے سے کی گئی ہے۔ اس معنی کی تائید ابو داود اور ابن ماجہ کی اس روایت سے ہوتی ہے جو عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا اور پانی چھڑکنا فطرت میں سے ہیں۔" استنجاء کا معنی ہے: دونوں شرم گاہوں سے نکلنے والی شے کو کسی پاک چیز جیسے پانی، پتھر، چیتھڑوں اور رومال وغیرہ سے صاف کرنا جس میں (گندگی کو) زائل کرنے کی صلاحیت ہو۔ راویِ حدیث بیان کرتے ہیں: "میں دسویں خصلت بھول گیا، لیکن ہو سکتا ہے وہ کلی کرنا ہو"۔ یہ راوی کا شک ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ تمام اشیاء انسان کے ظاہر کی تکمیل کرتی ہیں اور اسے پاک صاف کرتی ہیں اور نقصان دہ اور قبیح چیزوں کو اس سے دور کرتی ہیں۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > سنن الفطرة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الفطرة : في اللغة الابتداء والاختراع، المراد هنا: الجِبِلَّةُ التي خلق الله الناس عليها، وجبلهم على فعلها.
- إعفاء اللحية : تركها لا يقص منها شيء.

- الاستنشاق : إيصال الماء إلى أعلى الأنَف.
- العانة : الشعر النابت أسفل البطن حول الفرج.
- استنقاص الماء : الاستنجاء.
- البراجم : عُقَد الأصَابِع.

فوائد الحديث:

١. أن هذه الخصال من السنة القديمة التي اختارها الانبياء واتفقت عليها الشرائع القديمة، وهي أمور تقتضيها النظافة والطبيعة الإنسانية.

٢. اعتناء الشريعة بالنظافة.

٣. الأخذ من اللحية مخالف للفطرة التي فُطِرَ الناس عليها.

٤. يدل مفهوم الحديث على عدم مشروعية حلق الشارب.

٥. مشروعية الاستنجاء بالماء.

٦. أن نسيان الراوي لبعض أفراد الحديث لا يقدح في صحة الحديث، إذا كان أًصل الحديث ثابتًا.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، دار الكتاب العربي-بيروت - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ - تطريز رياض الصالحين؛ تأليف فيصل آل مبارك، تحقيق د. عبد العزيز آل حمد، دار العاصمة-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ - بهجة قلوب الأبرار وقرة عيون الأخيار في شرح جوامع الأخبار :عبد الرحمن بن سعدي - المحقق: عبد الكريم بن رسمي ال الدريني دار النشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ- ٢٠٠٢م - فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء - المجموعة الأولى - رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء - الإدارة العامة للطبع - الرياض.

الرقم الموحد: (3730)

عَقْرَى، حَلْقَى، أطافت يوم النَّحْرِ؟ قيل: نعم، قال: فَانْفِرِي

تیرا ستیا ناس ہو! کیا تو نے یوم نحر کو طواف کیا تھا؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر چلے چلو"۔

٧٢٨. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- قالت: «حَجَجْنَا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- فَأَفَضْنَا يوم النَّحْرِ، فحاضت صَفِيَّةُ، فأراد النبي -صلى الله عليه وسلم- منها ما يريد الرجل من أهله، فقلت: يا رسول الله، إنها حائض، قال: أَحَابِسَتُنَا هي؟ قالوا: يا رسول الله، إنها قد أفاضت يوم النَّحْرِ، قال: اخْرُجُوا». وفي لفظ: قال النبي -صلى الله عليه وسلم-: «عَقْرَى، حَلْقَى، أطافت يوم النَّحْرِ؟ قيل: نعم، قال: فَانْفِرِي».

٧٢٨. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا، تو یوم نحر کو طواف زیارت کیا، لیکن صفیہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہوگئیں۔ آں حضرت ﷺ نے ان سے وہی چاہا جو شوہر اپنی بیوی سے چاہتا ہے، تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! وہ حائضہ ہیں! آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ کیا یہ ہمیں روک دے گی؟ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! انھوں نے دسویں تاریخ کو طواف زیارت کر لیا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر چلے چلو"۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کا ستیا ناس ہو!؟ کیا اس نے یوم نحر کو طواف کیا تھا؟ کہا گیا: ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: چلے چلو"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

ذكرت عائشة -رضي الله عنها-: أنهم حجوا مع النبي -صلى الله عليه وسلم- في حجة الوداع. فلما قضوا مناسكهم أفاضوا وطافوا بالبيت العتيق، ومعهم زوجه صَفِيَّة -رضي الله عنها-. فلما كان ليلة النَّفَر، حاضت "صَفِيَّة" فجاء النبي -صلى الله عليه وسلم- يريد منها ما يريد الرجل من أهله، فأخبرته عائشة أنها حاضت، فظن -صلى الله عليه وسلم- أنه أدركها الحيض من قبل فلم تطف طواف الإفاضة؛ لأن هذا الطواف ركن لا يتم الحج بدونه، فستمنعهم من الخروج من مكة حتى تطهر وتطوف، فقال تلك الكلمة المشهورة التي تقال على الألسن بدون إرادة معناها الأصلي: عَقْرَى حَلْقَى، قال -صلى الله عليه وسلم-: أحابستنا هي هنا حتى تنتهي حيضتها وتطوف لحجها؟ فأخبروه أنها قد طافت طواف الإفاضة قبل حيضها، فقال: فلتنفِر، إذ لم يبق عليها إلا طواف الوداع، وهي معذورة في تركه.

اجمالی معنیٰ:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کر رہی ہیں کہ لوگوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ انھوں نے مناسک حج پورے کر لیے اور بیت اللہ کا طواف کر لیا۔ اس وقت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں۔ جب روانگی کا وقت آیا تو صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس اس ارادے سے آئے جس ارادے سے آدمی اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انھیں حیض آ گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سمجھا کہ ان کو طواف افاضہ سے پہلے ہی حیض آ گیا تھا۔ چوں کہ طواف افاضہ حج کا ایک رکن ہے، اس کے بغیر حج نہیں ہوتا، اس لیے وہ انھیں پاک ہو کر طواف سے فارغ ہونے تک روانگی سے روک لیں گی۔ اس لیے آپ نے وہ مشہور کلمہ کہا، جو عام طور سے زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور اس کے حقیقی معنی مراد نہیں ہوتے۔ فرمایا: عقری، حلقی۔ (اس کا ستیاناس ہو)۔ (آگے) فرمایا: کیا وہ ہمیں یہاں اپنے ایام ختم ہونے اور حج کا طواف کرنے کی مدت تک روکنے والی ہے؟ چنانچہ جب آپ ﷺ کو یہ بتایا گیا کہ انھوں نے طواف افاضہ حیض آنے سے پہلے ہی کر لیا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر وہ چل پڑے؛ کیوں کہ اب اس پر صرف طواف وداع باقی رہ گیا ہے اور اس کو چھوڑنے پر وہ معذور ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > أركان الحج

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- حججنا : عام حجة الوداع.
- أَفَضْنَا يوم النَّحْرِ : فاض الماء: سال، وسمي طواف الزيارة بطواف الإفاضة؛ لزحف الناس ودفعهم بكثرة في بِطاح مكة، إلى البيت الحرام كأنهم يسيلون.
- فحاضت : أصابها الحيض، وهو يمنع من الطواف وجماع الرجل لزوجته.
- صَفِيَّة : أُمّ المؤمنين.
- ما يريد الرجل من أهله : من زوجته، وهو الجماع.
- أَحَابِسَتُنَا؟ : أي: أمانعتنا من الخروج من مكة؟.
- قالوا : أي: الحاضرون.
- يوم النَّحْرِ : يوم العيد.
- أُخْرُجُوا : خطاب للحاضرين، أي: من مكة.
- عَقْرَى، حَلْقَى : أولًا: معنى الكلمتين في اللغة: الدعاء بالعقر، وهو مثل الجرح في الجسد، والدعاء بوجع الحلق أيضاً، وخُرِّج معناه على أنهما صفتان للمرأة المشؤومة، أي: أنها تعقر قومها وتستأصلهم، ويحتمل أن يكونا مصدرين مثل الشكوى. ثانيًا: لم يقصد النبي -صلى الله عليه وسلم- منهما حقيقة الدعاء، وإنما هما لفظان يجريان على لسان العرب، كـ"تربت يداك" و" ثكلتك أمك"، هي في الأصل دعاء على من قيلت له، ثم استعملت في غير الدعاء.
- قيل : قال بعض الحاضرين، أو قالت صَفِيَّة.
- فانفري : أُخْرِجي.

فوائد الحديث:

١. مشروع ايقاع طواف الإفاضة يوم النَّحر.
٢. استعمال الكناية عما يستحى من التصريح به.
٣. جواز الإخبار عما يستحى منه للمصلحة.
٤. التحلُّل الثاني يستباح به جميع محظورات الإحرام حتى الجماع.
٥. تحريم وطء الحائض.
٦. وجوب إعلام وتنبيه من أراد أن يفعل شيئًا محرمًا جاهلًا به.
٧. العفو عما يجري استعماله من ألفاظ الدعاء بدون قصد لمعناه.
٨. أن طواف الإفاضة ركن من أركان الحج، لا يسقط بحال ولو بحيض.
٩. أن على أمير الحج ورئيس الرفقة ونحوهما انتظار من حاضت حتى ينتهي حيضها، وتطوف طواف الحج.
١٠. عدم صحة طواف الحائض.
١١. أن المرأة لا تسافر بدون محرم.
١٢. حسن رعاية النبي -صلى الله عليه وسلم- لأهله.
١٣. أن طواف الوداع غير واجب على الحائض، وأنها تخرج، وليس عليها فِداء؛ لتركها الطواف.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م. الإفهام في شرح عمدة الأحكام لابن باز، تحقيق: سعيد القحطاني، مؤسسة عبد العزيز بن باز الخيرية، الرياض، الطبعة: الأولى ١٤٣٥هـ. خلاصة الكلام شرح عمدة الأحكام، فيصل بن عبد العزيز المبارك، الطبعة: الثانية ١٤١٢هـ، ١٩٩٢م. صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم،

مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار المنهاج، القاهرة، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (5208)

عَلَّمَنِي رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- التَّشَهُّد، كَفِّي بين كفيه، كما يُعَلِّمُنِي السورة من القرآن

رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد سکھایا اس حال میں کہ میرا ہاتھ آپ ﷺ کی ہتھیلیوں کے درمیان میں تھا اور ایسے سکھایا جس طرح آپ ﷺ قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے: "التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ"۔ ترجمہ: "تمام بزرگیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، تمام دعائیں اور صلاتیں اور تمام پاکیزہ چیزیں بھی۔ اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں، سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔

٧٢٩. الحديث:

عن عبد الله بن مَسْعُود -رضي الله عنه- قال: عَلَّمَنِي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- التَّشَهُّد، كَفِّي بين كفيه، كما يُعَلِّمُنِي السورة من القرآن: التَّحِيَّاتُ لله، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله». وفي لفظ: «إذا قعد أحدكم في الصلاة فليقل: التحيات لله...» وذكره، وفيه: «فإنكم إذا فعلتم ذلك فقد سَلَّمْتُمْ على كل عبد صالح في السماء والأرض ...» وفيه: « ... فَلْيَتَخَيَّرْ من المسألة ما شاء».

٧٢٩. حدیث:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد سکھایا اس حال میں کہ میرا ہاتھ آپ ﷺ کی ہتھیلیوں کے درمیان میں تھا اور اس طرح سکھایا جس طرح آپ ﷺ قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے، "التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ"۔ ترجمہ: "تمام بزرگیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، تمام دعائیں اور صلاتیں اور تمام پاکیزہ چیزیں بھی۔ اے نبی! آپ پر سلامتی ہو، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔ ایک دوسری روایت کے یہ الفاظ ہیں "جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھ جائے تو یوں کہے: التحیات للہ۔۔۔" الخ۔ اسی حدیث میں ہے کہ "تمہارے ایسا کرنے پر زمین و آسمان میں موجود ہر نیک بندے پر تمہاری طرف سے سلام ہو جائے گا۔" اور اس میں مزید یہ ہے کہ "۔۔۔ پھر نمازی جو دعا مانگنا چاہے مانگے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يذكر عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- علمه التَّشَهُّد، الذي يقال في جلوس الصلاة الأول والأخير في الصلاة الرباعية، والثلاثية، وفي الجلوس الأخير في الصلاة الثنائية،

اجمالی معنیٰ:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں تشہد سکھایا جو چار اور تین رکعت والی نماز کے پہلے اور دوسرے قعدے میں اور دو رکعت والی نماز کے آخری قعدے میں پڑھا جاتا ہے اور یہ کہ نبی ﷺ نے بہت اہتمام کے ساتھ انہیں تشہد سکھایا اور ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے رکھا۔ تشہد کا آغاز اللہ تعالی

وأن النبي -صلى الله عليه وسلم- اعتنى بتعليمه التشهد، فجعل يده في يده. فقد ابتدأت بتعظيم الله -تعالى-، التعظيم المطلق، وأنه المستحق للصلوات وسائر العبادات، والطيبات من الأقوال والأعمال والأوصاف. وبعد أن أثنى على الله -تعالى- ثنّى بالدعاء للنبي -صلى الله عليه وسلم- بالسلامة من النقائص والآفات، وسأل الله له الرحمة والخير، والزيادة الكاملة من ذلك، ثم دعا لنفسه والحاضرين من الآدميين والملائكة. ثم عم بدعائه عباد الله الصالحين كلهم، من الإنس، والجن، والملائكة أهل السماء والأرض، من السابقين واللاحقين، فهذا من جوامع كلمه -صلى الله عليه وسلم-. ثم شهد الشهادة الجازمة بأنه لا معبود بحق إلا الله، وأن محمداً -صلى الله عليه وسلم- له صفتان: إحداهما: أنه متصف بصفة العبودية. والثانية: صفة الرسالة. وكلا الصفتين، صفة تكريم وتشريف، وتوسط بين الغُلُوِّ والجفاء. وقد ورد للتشهد صفات متعددة، ولكن أفضلها وأشهرها تَّشَهُّد ابن مسعود الذي ساقه المصنف، ويجوز الإتيان بما صح من باقي الصفات.

کی عظمت کے بیان سے ہوتا ہے کہ جو مطلق تعظیم کا حامل ہے یعنی اس بات کے بیان کے ساتھ کہ وہ تمام قسم کی قولی و فعلی عبادات اور ہر قسم کے پاکیزہ اعمال و اوصاف کا مستحق ہے۔ اللہ تعالی کی ثناء کے بعد دوسرے نمبر پر نبی ﷺ کے لیے نقائص اور آفات سے سلامتی کی دعا ہے اور اس بات کا سوال ہے کہ اللہ تعالی انہیں رحمت اور خیر و بھلائی عطا کرے، اور یہ کہ اپنی طرف سے بھرپور طور پر بڑھا کر دے، پھر نمازی کی خود اپنے لیے اور وہاں موجود انسانوں اور فرشتوں کے لیے دعا ہے۔ پھر نمازی کی طرف سے زمین و آسمان کے تمام اگلے پچھلے جن و انس اور فرشتوں کی صورت میں اللہ کے بندوں کے لیے دعا ہے۔ یہ دعائے تشہد نبی ﷺ کے جوامع الکلم میں سے ہے۔ پھر اس کے بعد قطعی شہادت ہے کہ معبودِ برحق اللہ کے سوا کوئی نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ کی دو صفات ہیں۔ اول: یہ کہ وہ بندگی کی صفت سے متصف ہیں۔ دوم: صفتِ رسالت، یہ دونوں صفات میں اکرام و اعزاز ہے اور حد سے زیادہ بلند کرنے اور ناقدری کرنے کے مابین توسط برتا گیا ہے۔ تشہد کی دعا کئی انداز میں آئی ہیں تاہم افضل ترین اور مشہور وہی ہے جو مصنف نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے سے ذکر کی ہے۔ تاہم دوسرے ثابت شدہ الفاظ کے ساتھ تشہد پڑھنا بھی درست ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > صفة الصلاة

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- التَّشَهُّد : صيغة التحيات كلها، وإطلاق التَّشَهُّدَ عليها من باب إطلاق البعض وإرادة الكل، لأن التَّشَهُّدَ أعظم ما يقال فيها.
- كفي بين كفيه : كفُ ابن مسعود بين كفي النبي -صلى الله عليه وسلم- أمسكه بهما، ليصرف انتباه ابن مسعود إليه، والغرض من ذكرها إظهار اهتمام النبي -صلى الله عليه وسلم- بالتَّشَهُّد وضبط ابن مسعود له.
- كما يُعَلِّمُنِي السورة من القرآن : يُلَقِّنِّي التشهد كالقرآن، هو تشبيه يدل على اعتناء النبي -صلى الله عليه وسلم- بهذا التشهد لفظا ومعنى.
- التَّحِيَّات : جمع تحية: وهي كل قول أو فعل دال على التعظيم، وكلها مستحقة لله -عز وجل.-
- الصَّلَوَاتُ : جمع صلاة، وهي العبادة المعروفة فرضها ونفلها لله وهو المستحق أن يصلى له.
- الطَّيِّبَاتُ : هي الأقوال والأفعال والأوصاف الطيبة والدالة على الكمال، كلها مستحقة لله -تعالى.-
- السلام عليك : السلامة من كل آفة ومكروه، والجملة خبر بمعنى الدعاء والخطاب فيها للنبي -صلى الله عليه وسلم.-
- النبي : هو البشر الذي أوحى الله إليه بشرع من عنده.
- وبركاته : خيراته الكثيرة المستمرة.
- السلام علينا : معشر الأمة الإسلامية ومنهم المصلي نفسه ومن معه من المصلين إن كان في جماعة.
- عباد الله : جمع عبد وهو المتذلل لله بالطاعة.
- الصالحين : القائمين بحقوق الله وحقوق عباده.

- أشهد أن لا إله إلا الله : أي أقر إقرارا جازما به كالمشاهد بما أقر بأنه لا معبود حق إلا الله.
- أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ ورسولُهُ : هو تصديقه فيما أخبر وطاعته فيمايأمر به واجتناب ما نهى عنه، وأن لا يعبد الله إلا بما شرع.
- فعلتم ذلك : أي قلتم ذلك، عبر بالفعل عن القول.
- فليتخير : فليقل ما يختار.
- من المسألة : أي من سؤال الله، والمراد دعاؤه.

فوائد الحديث:

١. في الحديث بيان كيفية التشهد.

٢. أن محل هذا التشهد القعود بعد السجدة الأخيرة في كل صلاة، وبعد الركعة الثانية في الثلاثية والرباعية.

٣. وجوب التحيات في التشهد الأول وركنيته في التشهد الأخير، وإن تشهد بغيره مما صح عن النبي -صلى الله عليه وسلم- جاز.

٤. حرص النبي -صلى الله عليه وسلم- على تعليم أمته وعنايته بذلك.

٥. أهمية هذا التشهد؛ لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- علمه لابن مسعود -رضي الله عنه- كما يعلمه السورة من القرآن.

٦. فضيلة ابن مسعود حيث كان ممن يتلقى القرآن من النبي -صلى الله عليه وسلم.-

٧. جواز الدعاء في الصلاة بما أحب ما لم يكن إثمًا.

٨. ويؤخذ من مفهومه حرمان الكفار وأهل الفسق من هذه الدعوات المباركات.

٩. استحباب البداءة بالنفس في الدعاء.

المصادر والمراجع:

الإلمام بشرح عمدة الأحكام، لإسماعيل الأنصاري، ط١، دار الفكر، دمشق، ١٣٨١هـ. تأسيس الأحكام للنجمي، ط٢، دار علماء السلف، ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦ هـ. تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ. صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة، (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3096)

عَمِل قليلا وأُجر كثيرا

اس شخص نے عمل تو کم کیا لیکن اسے اجر بہت زیادہ دیا گیا۔

٧٣٠. الحديث:

عن البراء -رضي الله عنه- قال: أَتَى النبي -صلى الله عليه وسلم- رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بالحديد، فقال: يا رسول الله، أُقَاتِلُ أَوْ أُسْلِمُ؟ قال: «أَسْلِمْ، ثم قَاتِل»، فأَسْلَمَ ثم قاتل فَقُتِل. فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «عَمِل قليلا وأُجر كثيرا».

٧٣٠. حدیث :

براء۔ رضی اللہ عنہ۔ سے روایت ہے کہ ایک زرہ پوش شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا کہ : اللہ کے رسول! میں قتال کروں یا پھر اسلام لاؤں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : پہلے اسلام لاؤ اور پھر قتال کرنا۔ چنانچہ وہ شخص اسلام لایا، پھر اس نے قتال میں حصہ لیا اور اس میں وہ قتل ہوگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ : اس شخص نے عمل تو کم کیا لیکن اسے اجر بہت زیادہ دیا گیا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

جاء رجل إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- يريد الجهاد معه وهو لابس للحديد وقد غطاه ولم يكن قد أسلم، فقال: يا رسول الله أُجَاهد ثم أسلم أم أسْلم ثم أجَاهد، فقال له :" أسلم ثم جاهد "، فأسلم الرَجُل ثم جاهد، فقاتل حتى قُتل، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "عَمِل قليلاً وأُجر كثيرًا"؛ أي: بالنسبة إلى زمان إسلامه، فالمدة بين إسلامه إلى مقتله مدة يسيرة، ومع ذلك أجر كثيرا؛ لأن الجهاد في سبيل الله تعالى لإعلاء كلمته من أفضل الأعمال وأعظمها أجرًا.

اجمالی معنی :

ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ آپ ﷺ کے ساتھ جہاد کرنا چاہتا تھا اور اس نے زرہ پہن رکھی تھی جس نے اسے پوری طرح سے ڈھانپ رکھا تھا۔ اس نے تا حال اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ اس نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! میں جہاد میں حصہ لوں اور پھر اسلام قبول کروں ؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا : پہلے اسلام قبول کرو اور پھر جہاد میں حصہ لینا۔ چنانچہ وہ شخص اسلام لے آیا اور جہاد میں شریک ہوگیا۔ لڑتے لڑتے وہ شہید ہوگیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص نے عمل تو کم کیا لیکن اسے اجر بہت زیادہ دیا گیا۔ یعنی اس کے اسلام لانے کے اعتبار سے اس کے قبولیتِ اسلام اور اس کے قتل ہوجانے کے مابین بہت کم مدت ہے اس کے باوجود اجر بہت زیادہ ہے۔ کیوں کہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کرنا سب سے افضل عمل ہے اور اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد
الفضائل والآداب > الفضائل > فضائل الصحابة رضي الله عنهم
السيرة والتاريخ > السيرة النبوية > غزواته وسراياه صلى الله عليه وسلم

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- مقنع بالحديد : متغط بالسلاح.

فوائد الحديث:

١. أن الأعمال الصالحة لا يُعْتَدُّ بها إلا بعد الإسلام، وأن الإسلام يَهدم ما كان قبله.
٢. فضل الشهادة في سبيل الله وكبير أجرها عند الله.
٣. فيه جواز لبس الحديد وما يمنع من سهولة وصول الأعداء إليه، وأنه غير مناف لحب الشهادة.
٤. من عَمِل عملا ظاهره الصلاح قَبْل إسلامه ومات لم يُكتب له الأجر.
٥. الإسلام مُقدم على نُصرة المسلمين.

٦. عدم جواز الاستعانة بالمشركين في القتال.

٧. الله سبحانه ينظر إلى قلوب عباده وصدقهم معه لا إلى صورهم.

٨. العمل القليل قد يُغني عن عمل كثير.

المصادر والمراجع:

-رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين؛ للإمام أبي زكريا النووي، تحقيق د. ماهر الفحل، دار ابن كثير-دمشق، الطبعة الأولى، ١٤٢٨ه. - صحيح البخاري -للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، عناية محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة الأولى، ١٤٢٢هـ. - صحيح مسلم؛ للإمام مسلم بن الحجاج، حققه ورقمه محمد فؤاد عبد الباقي، دار عالم الكتب-الرياض، الطبعة الأولى، ١٤١٧هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين؛ تأليف سليم بن عيد الهلالي،دارابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨ه. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين؛ تأليف د. مصطفى الخِن وغيره، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الرابعة عشرة، ١٤٠٧هـ. - شرح رياض الصالحين؛ للشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن، الرياض، ١٤٢٦هـ. - كنوز رياض الصالحين»، لحمد بن ناصر العمار، دار كنوز إشبيليا- الطبعة الأولى١٤٣٠ه. -شرح صحيح البخارى لابن بطال الأندلسي،تحقيق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم مكتبة الرشد - السعودية، الرياض الطبعة: الثانية، ١٤٢٣هـ- ٢٠٠٣م. -التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِيرِ محمد بن إسماعيل الصنعاني، المحقق: د. محمَّد إسحاق محمَّد إبراهيم مكتبة دار السلام، الرياض -الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ- ٢٠١١ م.

الرقم الموحد: (3570)

عرِضَتْ عَلَيّ أعمالُ أمتي، حَسَنُهَا وسَيِّئُهَا فَوَجَدت في مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيق، ووَجَدتُ في مَسَاوِئِ أَعْمَالِهَا النُّخَاعَة تَكُون في المَسْجِدِ لا تُدْفَن

میری امت کے اچھے اور برے اعمال میرے سامنے پیش کیے گئے، تو میں نے ان میں سب سے بہتر عمل راستے سے تکلیف دہ چیز کے ہٹانے اور سب سے برا عمل مسجد میں بلغم نکال پھینکنے اور اسے دفن نہ کرنے کو پایا۔

٧٣١. الحديث:

عن أبي ذر -رضي الله عنه- قال: قال النبي -صلى الله عليه وسلم-:«عُرِضَتْ عَلَيَّ أعمالُ أُمتي، حَسَنُهَا وسَيِّئُهَا فَوَجَدتُ في مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ، ووَجَدتُ في مَسَاوِئِ أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةُ تَكُونُ في المَسْجِدِ لا تُدْفَنُ».

٧٣١. حديث :

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا : ”میری امت کے اچھے اور برے اعمال میرے سامنے پیش کیے گئے، تو میں نے ان میں سب سے بہتر عمل راستے سے تکلیف دہ چیز کے ہٹانے اور سب سے برا عمل مسجد میں بلغم تھوکنے اور اسے دفن نہ کرنے کو پایا“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

عرض الله -عز وجل- أعمال الأمة على نبينا -صلى الله عليه وسلم-، فوجد من محاسنها: إزالة ما يؤذي المارة من الطريق، ووجد من سيئها أن يبصق الإنسان في المسجد ولا يزيلها بالدفن أو بغيره.

اجمالی معنی :

اللہ عزوجل نے امت کے اعمال کو نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ ﷺ نے ان کے اچھے اعمال میں سے ایک اچھا عمل راہ گیروں کو تکلیف دینے والی راستے میں پڑی کسی بھی چیز کو دور کر دینا پایا اور ان کے برے اعمال میں سے ایک عمل یہ پایا کہ انسان مسجد میں تھوک دے اور پھر اسے (مٹی میں) دفن کر کے یا کسی اور طریقے سے زائل نہ کرے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: أبو ذر الغفاري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- عُرِضت علي : بُيِّنتْ لي.
- فوجدت : أي: رأيت.
- الأذى : كل ما يضر بالمارة من حجر أو شوك أو غيره.
- يُماط : يُنَحَّى ويبعد.
- مساوئ : سيئات.
- النخاعة : البزقة التي تخرج من الفم وتصعد من الحلق.
- لا تدفن : أي: لا تُزال بالدفن.

فوائد الحديث:

١. إطلاعُ الله -سبحانه وتعالى- رسولَه -صلى الله عليه وسلم- على أعمال أمته.
٢. الأعمال تنقسم إلى حسن وسيء.
٣. الأعمال الحسنة كل عمل فيه خير وإن دَقَّ، والسيئة التي فيها شر وإن دقّ.
٤. ينبغي الإكثار من وجوه الخير؛ إذ من جملتها ما يظنه الناس لا شأن له، كإماطة الأذى عن الطريق.

٥. الحث على فعل ما ينفع الناس ويجلب لهم مصلحة، والبعد عن كل ما يضر بهم ويجلب لهم مفسدة.

٦. وجوب احترام المساجد والمحافظة على آدابها وإخراج الأوساخ منها.

المصادر والمراجع:

-دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، لابن علان، نشر دار الكتاب العربي. - نزهة المتقين شرح رياض الصالحين، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الرابعة عشر، ١٤٠٧هـ- ١٩٨٧م. - شرح رياض الصالحين، لابن عثيمين، نشر: دار الوطن للنشر، الرياض، الطبعة: ١٤٢٦هـ. - بهجة الناظرين شرح رياض الصالحين، للهلالي، نشر: دار ابن الجوزي. الطبعة الأولى١٤١٨هـ - صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، نشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4813)

عرضت علي أجور أمتي حتى القذاة يخرجها الرجل من المسجد، وعرضت علي ذنوب أمتي، فلم أر ذنبا أعظم من سورة من القرآن أو آية أوتيها رجل ثم نسيها.

مجھ پر میری امت کے ثواب پیش کیے گئے یہاں تک کہ وہ تنکا بھی جسے آدمی مسجد سے نکالتا ہے اور مجھ پر میری امت کے گناہ (بھی) پیش کیے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑھ کر نہیں دیکھا کہ کسی کو قرآن کی کوئی سورت یا کوئی آیت یاد ہو اور اس نے اسے بھلا دیا ہو۔

٧٣٤. الحديث:

عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُورُ أُمَّتِي حَتَّى القَذَاةُ يُخْرِجُها الرَّجُل من المسجد، وعُرِضَت عَلَيَّ ذنوب أُمَّتي، فلم أرَ ذنبًا أَعظَمَ مِنْ سُورَةٍ مِنَ القرآن، أو آية أوتِيها رَجُلٌ، ثم نَسِيَها».

٧٣٤. حدیث:

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر میری امت کے ثواب پیش کیے گئے یہاں تک کہ وہ تنکا بھی جسے آدمی مسجد سے نکالتا ہے اور مجھ پر میری امت کے گناہ (بھی) پیش کیے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑھ کر نہیں دیکھا کہ کسی کو قرآن کی کوئی سورت یا کوئی آیت یاد رہی ہو اور اس نے اُسے بھلا دیا ہو“۔

درجة الحديث: ضعيف

حدیث کا درجہ: ضعیف

المعنى الإجمالي:

اشتمل حديث أنس بن مالك -رضي الله عنه- على مظهر من مظاهر نبوته -عليه الصلاة والسلام-، حيث قال -عليه الصلاة والسلام-: (عرضت عليّ) ولعل هذا العرض في ليلة المعراج. في قوله: (أجور أمتي) أي: ثواب أعمالهم. حتى كان من جملة المعروض: (القَذَاة) ما يقع في العين من تراب أو تبن أو وسخ، ثم استعمل في كل شيء يقع في البيت وغيره إذا كان يسيراً، والمراد هنا الشيء القليل مما يؤذي المسلمين سواء كان من تبن أو وسخ أو غير ذلك، ولا بد في الكلام من تقدير مضاف أي: أجور أعمال أمتي، وأجر القذاة أي: أجر إخراج القذاة، وهذا إخبار بأن ما يخرجه الرجل من المسجد وإن قل فهو مأجور فيه؛ لأن فيه تنظيف بيت الله، ويفيد الحديث بمفهومه أن من الأوزار إدخال القذاة إلى المسجد، وفيه تنبيه بالأدنى على الأعلى؛ لأنه إذا كتب هذا القليل، وعرض على نبيهم، فيكتب الكبير ويعرض من باب الأولى. ثم قال عليه الصلاة والسلام: (فلم أرَ ذنباً أعظم من سورة) أي: من ذنب نسيان سورة كائنة. (من القرآن) فالوعيد على النسيان؛ لأجل أن مدار هذه الشريعة على القرآن، فنسيانه كالسعي في

اجمالی معنی:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مظاہر نبوت میں سے ایک مظہر پر مشتمل ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: (عرضت عليّ): گمان یہ ہے کہ یہ پیش کیا جانا معراج کی رات ہوا تھا۔ (اُجوراُمتی): یعنی ان کے اعمال کے ثواب۔ یہاں تک کہ جو اشیاء پیش کی گئیں ان میں "القذاۃ" بھی تھا۔ اس سے مراد وہ مٹی، خس و خاشاک اور گندگی ہے جو آنکھ میں پڑ جاتی ہے۔ بعد ازاں اس کا استعمال گھر وغیرہ میں آ پڑنے والی ہر شے پر ہونے لگا جب کہ وہ معمولی ہو۔ یہاں مراد وہ تھوڑی سی شے ہے جو مسلمانوں کو تکلیف دے چاہے وہ تنکے ہوں یا گندگی وغیرہ ہوں۔ کلام میں مضاف مقدر کرنا ضروری ہے۔ یعنی میری امت کے اعمال کے اجر۔ خس و خاشاک کے اجر سے مراد خس و خاشاک کو باہر نکالنے کا اجر ہے۔ اس میں اس بات کی خبر ہے کہ آدمی جو کچھ بھی مسجد سے باہر نکالتا ہے چاہے وہ کم ہی ہو اس پر اسے اجر ملتا ہے۔ کیونکہ اس سے اللہ کے گھر کی صفائی ہوتی ہے۔ حدیث کے مفہوم مخالف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مسجد میں کوڑا کرکٹ وغیرہ ڈالنا گناہ کا کام ہے۔ حدیث میں کم تر کو ذکر کر کے اس سے بڑی اشیاء کے بارے میں تنبیہ مقصود ہے کہ اگر اس تھوڑی سی شے کو لکھ لیا گیا اور اسے نبی ﷺ پر پیش کیا گیا تو بڑی اشیاء کو لکھا جانا اور اسے آپ ﷺ پر پیش کیا جانا بطریق اولی ہو گا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: (فلم اَرَ ذنباً اَعظم من سورة): یعنی کسی بھی قرآنی سورت کو بھول جانے کے گناہ سے زیادہ بڑا کوئی گناہ میں نے نہیں دیکھا۔ یہاں بھول جانے پر وعید ہے کیونکہ اس شریعت کا دار و مدار ہی قرآن پر ہے۔ چنانچہ اس کا بھول جانا اس شریعت میں خلل

الإخلال بها، فإن قلت: النسيان لا يؤاخذ به، قلت: المراد تركها عمداً إلى أن يفضي إلى النسيان، وقيل: المعنى أعظم من الذنوب الصغار إن لم تكن عن استخفاف وقلة تعظيم. قوله: (أو آية) أو للتنويع. (أوتيها رجل) أي: تعلمها أو حفظها عن ظهر قلب. (ثم نسيها). وهذا حديث ضعيف، ومن الذنوب ما هو أعظم من ذلك في الأدلة الصحيحة كالشرك وعقوق الوالدين وشهادة الزور.	اندازی کے مترادف ہے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ بھول جانے پر تو مواخذہ نہیں ہوتا تو اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ یہاں مراد اس کو جان بوجھ کر چھوڑے رکھنا ہے یہاں تک کہ اس سے یہ بھول ہی جائے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد صغیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے بشرطیکہ ایسا (بھول جانا) اسے (قرآن مجید کو) حقیر جاننے اور (اس کی) قلتِ تعظیم کی وجہ سے نہ ہو۔ (أَو آيَة) یہاں "أَو" نوع بیان کرنے کے لیے ہے۔ (أُوتيها رجل) یعنی کسی شخص نے اسے سیکھا اور اسے زبانی یاد کیا اور پھر اسے بھول گیا۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ صحیح دلائل سے ثابت ہے کہ اس سے بڑے گناہ بھی ہیں جیسے شرک، والدین کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد
القرآن الكريم وعلومه > فضائل القرآن > فضل العناية بالقرآن

راوي الحديث: رواه أبو داود

التخريج: أَنَس بن مالك -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: بلوغ المرام.

معاني المفردات:

- عُرِضت : هو من: عرض يعرض عرضًا، من باب ضرب، وعرضت الشيء: أظهرته وأبرزته.
- أجور : جمع أجر، وهو الثواب على الحسنات.
- أمتي : أمَّة الرسول -صلى الله عليه وسلم- نوعان: أحدهما: أمة الدعوة، التي تشمل كل من دُعِي إلى الدين.والثانية: أمة الإجابة، وهم الذين اتبعوه، وهم المراد هنا.
- القذاة : ما يسقط في العين والشراب، والمراد هنا: الأوساخ الصغيرة، مثل كِسر الأخشاب.

فوائد الحديث:

١. عرضت على النبي -صلى الله عليه وسلم- ثواب أعمال أمته، كبيرها وصغيرها، حتى ثواب القذاة، التي يخرجها الرجل من المسجد.
٢. أنَّ الأعمال تحصى كلها، الكبير منها والحقير، وتُوفَّى أصحابها؛ كما قال -تعالى-: {فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ (٧) وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (٨)} الزلزلة.
٣. الظاهر أنَّ أعمال أمته عرضت عليه ليلة عرج به، فاطَّلع على أعمال أمته، وثوابهم عليها.
٤. أهمية تعظيم المساجد واحترامها، ومشروعية تنظيفها وتطييبها.
٥. المنقبة الكبيرة لنبينا -عليه الصلاة والسلام- حيث أراه الله -تعالى- من آياته، وأطلعه على شيء من غيبه؛ ليزداد بصيرة ويقيناً، مما يزيده نشاطًا في دعوته، وحماسًا في رسالته، فعين اليقين أرسخ من علم اليقين.
٦. أنَّ المسلم لا يَحْقِر من الأعمال شيئًا؛ سواء أكانت حسنة أم سيئة، فيأتي الحسنات كبرت أو صغرت، ويتجنب السيئات كبيرها وصغيرها، فالكل محصى في كتاب مبين.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث أبوداود، دار الفكر، تحقيق : محمد محيي الدين عبد الحميد. سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي، تحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي، بيروت. مشكاة المصابيح، ولي الدين محمد الخطيب التبريزي، تحقيق: محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي، الطبعة: الثالثة ١٩٨٥م. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة ١٤٢٣هـ ٢٠٠٣م. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، عبد الله صالح الفوزان، دار ابن الجوزي، الطبعة: الأولى ١٤٢٨هـ ١٤٣٢هـ. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام، صالح بن فوزان بن عبد الله الفوزان، اعتنى بإخراجه عبدالسلام بن عبد الله السليمان، الرسالة، بيروت، الطبعة: الأولى ١٤٢٧هـ ٢٠٠٦م.

الرقم الموحد: (10899)

عقل شبه العمد مغلظ مثل عقل العمد، ولا يقتل صاحبه، وذلك أن يَنْزُوَ الشيطان بين الناس، فتكون دماءٌ في عِمِّيًّا في غير ضغينة، ولا حمل سلاح

قتلِ شبہ عمد کی دیت بھی اتنی ہی سخت ہے جتنی قتلِ عمد کی ہے تاہم قتلِ شبہ عمد کے مرتکب کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ قتلِ شبہ عمد یہ ہے کہ شیطان لوگوں کے مابین در آئے اور (اس کے اکساوے میں آکر) بنا کسی دشمنی اور اسلحہ اٹھائے انجانے میں ہی خون بہہ جائے۔

٧٣٣. الحديث:

عبد الله بن عمرو -رضي الله عنهما- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «عَقْل شِبْهِ العمد مُغَلَّظٌ مِثْلُ عَقْلِ العَمْدِ، ولا يُقْتَلُ صَاحِبُهُ، وذلك أَنْ يَنْزُوَ الشَّيْطَانُ بين الناس، فتكون دماء في عِمِّيًّا في غير ضَغِينَة، ولا حَمْلِ سلاح».

٧٣٣. حدیث:

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ "قتلِ شبہ عمد کی دیت بھی اتنی ہی سخت ہے جتنی قتلِ عمد کی ہے تاہم قتلِ شبہ عمد کے مرتکب کو قتل نہیں کیا جائے گا ۔ قتلِ شبہ عمد یہ ہے کہ شیطان لوگوں کے مابین در آئے اور (اس کے اکساوے میں آکر) بنا کسی دشمنی اور اسلحہ اٹھائے انجانے میں ہی خون بہہ جائے"۔

درجة الحديث: حسن

حدیث کا درجہ: حَسَن

المعنى الإجمالي:

في هذا الحديث بيان أن دية القتل شبه العمد -وهو أن يقصد الضرب بما لا يقتل غالبا كالعصا- مغلظة كدية القتل العمد, ومقدارها مائة من الابل: ثلاثون جَذَعة -وهي الناقة التي أتمت السنة الرابعة ودخلت في الخامسة-, وثلاثون حِقة -وهي الناقة التي استكملت السنة الثالثة، ودخلت في الرابعة-, وأربعون خلفة -أي حاملا-, ويأتي القتل شبه العمد غالبا من غير عداوة ولا ضغينة، ولا حمل سلاح، وإنما قد يغري الشيطان بوساوسه بين الناس بسبب مزاح أو لعب، فتحصل المضاربة والقتل الذي لم يقصد، فتتكوَّن الدماء بين الناس.

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ قتلِ شبہ عمد کی دیت بھی اتنی ہی سخت ہے جتنی قتلِ عمد کی ہے۔ قتلِ شبہ عمد یہ ہے کہ قاتل کسی ایسی شے سے مارے جس سے عام طور پر آدمی مرتا نہیں ہے جیسے لاٹھی ۔ اس دیت کی مقدار سو اونٹ ہیں جن میں تیس جذعہ ہوں گی، جذعہ سے مراد وہ اونٹنی ہے جو چار سال کی ہو اور پانچویں سال میں داخل ہو چکی ہو، تیس حقہ ہوں گی، حقہ سے مراد وہ اونٹنی ہے جو تین سال کی ہو اور چوتھے سال میں داخل ہو چکی ہو اور چالیس خلفہ یعنی حاملہ اونٹنیاں ہوں گی۔ قتلِ شبہ عمد عموماً بنا کسی دشمنی و عداوت اور بغیر اسلحہ اٹھائے ہوتا ہے۔ شیطان اپنے وسوسوں کے ذریعے بسا اوقات لوگوں کے مابین ہنسی مذاق ہی میں لڑائی کرا دیتا ہے جس سے باہم مار پیٹ اور قتل واقع ہو جاتا ہے جس کا ارادہ بھی نہیں ہوتا اور یوں لوگوں کے مابین خوں ریزی ہو جاتی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > الجنايات > الديات

راوي الحديث: رواه أبو داود وأحمد.

التخريج: عبد الله بن عَمْرِو بن العاص -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- شِبهُ العمد : هو أن يقصد جناية على شخص بما لا يقتل غالبًا، فيموت من تلك الجِناية.
- مغلظة : الدية المغلظة: هي التي تكون في قتل العمد وشبه العمد، وهي ثلاثون حِقة، وثلاثون جذعة، وأربعون خَلِفَة، الخلفات الحوامل التي في بطونها أولادها.
- العمد : هو أن يقصد من يعلمه آدميًّا معصومًا فيقتله بما يغلب على الظن موته به.
- يَنْزُو الشيطان : وثب، ونزا به الشر: تحرك، يعني وساوس الشيطان وإغواءه بالإفساد بين الناس.

• ضغينة : هي الحقد والعداوة والبغضاء.
• في عِمِّيًّا : بكسر العين والميم المشددة وتشديد الياء أي في حالٍ يَعمى أمره فلا يتبين قاتله ولا حال قتله.

فوائد الحديث:

١. دية شبه العمد مغلظة.
٢. إثبات قتل شبه العمد.
٣. شبه العمد ليس فيه كفارة ولا قصاص.
٤. ضرب المثل لشبه العمد.
٥. فيه تغليظ الإسلام لأمر الدماء صيانة لها.

المصادر والمراجع:

سنن أبي داود-المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد-الناشر: المكتبة العصرية، صيدا – بيروت. تسهيل الإلمام بفقه الأحاديث من بلوغ المرام ، صالح الفوزان ،اعتناء عبد السلام السلمان ، الرياض ،الطبعة الأولى ، ١٤٢٧. فتح ذي الجلال والإكرام شرح بلوغ المرام لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأُم إسراء بنت عرفة، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام ،البسام ،مكة ، مكتبة الأسدي ، الطبعة الخامسة ،١٤٢٣. بلوغ المرام من أدلة الأحكام، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني -تحقيق وتخريج وتعليق: سمير بن أمين الزهيري-الناشر: دار الفلق – الرياض-الطبعة: السابعة، ١٤٢٤ هـ. صحيح الجامع الصغير وزياداته، محمد ناصر الدين الألباني، الناشر: المكتب الإسلامي. - عون المعبود شرح سنن أبي داود، للعظيم آبادي دار الكتب العلمية - بيروت, الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـالشرح الممتع على زاد المستقنع لابن العثيمين , دار ابن الجوزي, الطبعة: الأولى، ١٤٢٢.

الرقم الموحد: (58215)

علمنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- خطبة الحاجة: إن الحمد لله، نستعينه ونستغفره، ونعوذ به من شرور أنفسنا

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ حاجت سکھایا (جو یہ ہے) : إن الحمد للہ، نستعينہ ونستغفرہ، ونعوذ بہ من شرور أنفسنا۔ الخ

٧٣٤. الحديث:

عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- قال: علمنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- خطبة الحاجة: إن الحمد لله، نستعينه ونستغفره، ونعوذ به من شرور أنفسنا، من يهد الله، فلا مضل له، ومن يضلل، فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله، " يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ والأرحام إن الله كان عليكم رقيبا} [النساء: ١] , {يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن إلا وأنتم مسلمون} [آل عمران: ١٠٢] , {يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وقولوا قولا سديدا (٧٠) يصلح لكم أعمالكم ويغفر لكم ذنوبكم ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزا عظيما} [الأحزاب:٧٠ - ٧١].

٧٣٤. حدیث :

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ حاجت سکھایا جو یہ ہے : ''إن الحمد للہ، نستعينہ ونستغفرہ، ونعوذ بہ من شرور أنفسنا، من يہد اللہ، فلا مضل لہ، ومن يضلل، فلا ہادي لہ، وأشہد أن لا إلہ إلا اللہ، وأشہد أن محمدا عبدہ ورسولہ، { يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ والأرحام إن اللہ كان عليكم رقيبا} [النساء : ١]، {يا أيہا الذين آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن إلا وأنتم مسلمون} [آل عمران : ١٠٢]، {يا أيہا الذين آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سديدا (٧٠) يصلح لكم أعمالكم ويغفر لكم ذنوبكم ومن يطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظيما} [الأحزاب : ٧٠ - ٧١]۔ ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ اور (اپنے گناہوں کی) معافی چاہتے ہیں اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اس کی پناہ چاہتے ہیں۔ جسے وہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس کے واسطے سے تم سوال کرتے ہو، اور رشتے ناتے توڑنے سے بچو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے''۔ [النساء : ١] ''اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم پر موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو''۔ [آل عمران : ١٠٢] ''اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور بات ہمیشہ صاف سیدھی کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال درست فرما دے گا، تمہاری خطائیں معاف کر دے گا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی بلاشبہ وہ عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوا''۔ [الأحزاب : ٧٠ - ٧١]۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

دل حديث ابن مَسْعُود -رضي الله عنه- عَلَى مشروعية هذه الخطبة الجامعة لمحامد الله، وطلب عونه، والالتجاء إليه من الشرور، وتلاوة تلك الآيات الكريمات، وينبغي للإنسان أن يقدمها بين

اجمالی معنی :

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث اس خطبے کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے جو اللہ کی تعریفات کو جامع ہے اور جس میں اس سے مدد طلب کی گئی ہے اور برائیوں سے اس کی پناہ مانگی گئی ہے اور ان آیات کریمہ کی تلاوت ہے۔ چنانچہ انسان کو چاہیے کہ وہ کتاب وسنت اور فقہ کی تعلیم دینے یا پھر لوگوں کو وعظ و نصیحت

يدي مخاطبة الناس بالعلم من تعليم الكتاب والسنة، والفقه، وموعظة الناس، فهي لا تخص النكاح وحده، وإنما هي خطبة لكل حاجة؛ لتحلها البركة، وليكون لها الأثر الطيب فيما تقدمته، فهي سنَّةٌ مؤكَّدة.	کرنے کی غرض سے جب ان سے مخاطب ہو تو پہلے یہ خطبہ پڑھے۔ یہ خطبہ صرف نکاح کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ یہ ہر قسم کی حاجت کے لیے ہے تاکہ اس میں برکت پیدا ہو اور جس چیز سے بھی پہلے اسے پڑھا جائے اس میں اس کے پاکیزہ اثرات آئیں۔ اس کا پڑھنا سنت موکدہ ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه الأسرة > النكاح > أحكامه وشروط النكاح

راوي الحديث: رواه أبو داود والترمذي وابن ماجه والنسائي وأحمد.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- الخطبة : هي التي تكون مشتملة على الحمد والشهادتين وبعض الآيات القرآنية.
- الحاجة : ما يفتقر إليه الإنسان ويطلبه، جمعه حوائج، في النكاح أو غيره.
- الحَمْد : الثناء بالجميل من نعمة أو غيرها.
- نستعينه : الاستعانة: هي طلب العون من الله في جميع الأمور.
- وَنَعُوذُ باللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا : أي نعتصم بالله من ظهور شرور أخلاق أنفسنا الرديّة، وأحوال أهوائنا الدَّنية.
- مَنْ يَهْدِهِ الله : من يُوفّقهُ الله لاتباع طريق الحقّ.
- فَلَا مُضِلَّ لَهُ : فلا أحد يقدر على إضلاله من شيطان، أو نفس، أو غيرهما.
- وَمَنْ يُضْلِلْ : من يزل عن اتباع الحقّ.
- فَلَا هَادِيَ لَهُ : لا أحد يهديه إلى الحقّ، لا من جهة العقل، ولا من جهة النقل، ولا من جهة أحد من الخلق.

فوائد الحديث:

١. أن الحاجة يستحبّ افتتاحها بهذه الخطبة، فإنها سوف تنجح ببركة هذا الذكر.

٢. أن الخطبة ينبغي أن تكون مشتملة على الحمد، والشهادتين، وبعض الآيات القرآنية.

٣. هذا الحديث هو خطبة، تسمى خطبة الحاجة، وتستحب في مخاطبة الناس بالعلم من تعليم الكتاب والسنة، والفقه، وموعظة الناس، فهي لا تخص النكاح وحده، وإنما هي خطبة لكل حاجة، والنكاح من جملة ذلك.

٤. الحديث اشتمل على إثبات صفات المحامد لله، واستحقاقه لها، واتصافه بها.

٥. الحديث اشتمل على طلب العون من الله -تعالى-، والمساعدة على طلب التسهيل، والتيسير على الحاجة التي سيُقدِم عليها الإنسان، لاسيَّما النكاح بكُلَفِه ومؤنته.

٦. الحديث اشتمل على طلب المغفرة منه -تعالى-، وستر العيوب والذنوب، والاعتراف بالقصور والتقصير، وأن يمحو ذلك ويغفره.

٧. الحديث اشتمل على الاستعاذة به، والاعتصام به، من شرور النفس الأمارة بالسوء، التي تنازعه إلى فعل ما يحرم، وترك ما يجب، إلاَّ من عصمه الله -تعالى- وأعاذه.

٨. الحديث اشتمل على الإقرار بأنَّه -تعالى- صاحب التصرف المطلق في خلقه، وأنَّ هداية القلوب وضلالها بيده.

٩. الحديث اشتمل على الإقرار بالشهادتين اللتين هما مفتاح الإسلام، وهما أصله وأساسه، فالإنسان لا يكون مسلمًا إلاَّ بإقراره بهما، إقرارًا نابعًا من قلبه.

المصادر والمراجع:

-سنن أبي داود , ت: محمد محي الدين, المكتبة العصرية - سنن للنسائي, تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة, مكتب المطبوعات الإسلامية الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ - مسند أحمد، تحقيق شعيب الأرنؤوط. الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م - بلوغ المرام من أدلة الأحكام لابن حجر ت: سمير بن أمين الزهيري, دار الفلق - ط: السابعة، ١٤٢٤ هـ- شرح سنن النسائي المسمى «ذخيرة العقبى في شرح المجتبى» للإثيوبي, دار آل بروم , الطبعة: الأولى - عون المعبود شرح سنن أبي داود، للعظيم آبادي دار الكتب العلمية - بيروت, الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ- حاشية السندي على سنن

النسائي , مكتب المطبوعات الإسلامية -الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ - توضِيحُ الأحكَامِ مِن بُلوُغ المَرَام، للبسام، مكتَبة الأسدي، مكّة المكرّمة، الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م.

الرقم الموحد: (58060)

عليك بكثرة السجود؛ فإنك لن تسجد لله سجدة إلا رفعك الله بها درجة، وحط عنك بها خطيئة

کثرت سے سجدے کیا کرو۔ تم جب بھی سجدہ کرتے ہو، اللہ تعالی اس کے بدلے میں تمہارا ایک درجہ بڑھا دیتے ہیں اور ایک گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

٧٣٥. الحديث:

عن أبي عبد الله ويقال أبو عبد الرحمن ثوبان مولى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول لله -صلى الله عليه وسلم- يقول: «عليك بكثرة السجود؛ فإنك لن تسجد لله سجدة إلا رَفَعَكَ الله بها دَرَجة، وحَطَّ عنك بها خَطِيئة».

٧٣٥. حدیث :

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے آزاد کردہ غلام ابو عبداللہ_ انھیں ابو عبدالرحمن بھی کہا جاتا ہے_ ثوبان رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کثرت سے سجدے کیا کرو۔ تم جب بھی سجدہ کرتے ہو، اللہ تعالی اس کے بدلے میں تمہارا ایک درجہ بڑھا دیتے ہیں اور ایک گناہ معاف کر دیتے ہیں"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

سبب هذا الحديث: أن معدان بن طلحة قال: «أتيت ثوبان فقلت: أخبرني بعمل أعمل به يدخلني الله به الجنة، أو قال: بأحبّ الأعمال إلى الله، فسكت، ثم سأله فسكت، ثم سأله الثالثة فقال: سألت عن ذلك رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فقال: عليك فذكره، وفي آخره: فلقيت أبا الدرداء فسألته فقال لي مثل ما قال ثوبان». ومعنى قوله صلى الله عليه وسلم: (عليك بكثرة السجود)، يعني: الزم كثرة السجود، (فإنك لن تسجد لله سجدة إلا رفعك الله بها درجة، وحط عنك بها خطيئة)، وهذا كحديث ربيعة بن كعب الأسلمي، أنه قال للنبي صلى الله عليه وسلم: أسألك مرافقتك في الجنة، قال: (فأعني على نفسك بكثرة السجود). وعن عبادة بن الصامت رضي الله عنه أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: (ما من عبد يسجد لله سجدة إلا كتب الله له بها حسنة ومحا عنه بها سيئة ورفع له بها درجة فاستكثروا من السجود). فالسجود لله تعالى من أفضل الطاعات وأجل القربات؛ لما فيه من غاية التواضع والعبودية لله تعالى، وفيه تمكين أعز أعضاء الإنسان وأعلاها وهو وجهه من التراب الذي يداس ويمتهن. ثم إن المراد بالسجود هنا ما كان تابعا للصلاة لا السجود المفرد؛ فإنه غير جائز لعدم ما يدل

اجمالی معنی :

اس حدیث کا شان ورود یہ ہے کہ معدان بن طلحۃ بیان کرتے ہیں : "میں نے ثوبان رضی اللہ عنہ کے پاس آکران سے کہا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجیے، جس کے کرنے کی وجہ سے اللہ تعالی مجھے جنت میں داخل کر دیں! یا پھر یہ کہا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل بتا دیں۔ اس پر (حضرت ثوبان) خاموش رہے۔ انھوں نے پھر پوچھا، تب بھی وہ خاموش رہے۔ تیسری دفعہ جب پوچھا، تو انھوں نے کہا کہ میں نے جب ایسے عمل کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا، تو آپ نے فرمایا تھا : "سجدوں کی کثرت کیا کرو...انہوں نے پوری حدیث ذکر کی"۔ آخر میں ہے : میں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملا اوران سے میں نے یہی پوچھا، تو انھوں نے بھی وہی کہا، جو ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان (علیک بکثرۃ السجود) کے معنی یہ ہیں کہ کثرت سجود کو لازم پکڑلو۔ کیونکہ تم جب بھی سجدہ کرتے ہو، اللہ تعالی اس کی وجہ سے تمہارا ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں اور ایک گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ یہ حدیث ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ملتی جلتی ہے، جس میں آتا ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ میں آپ سے جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : "پھر کثرت سجود کے ذریعے تم اپنے معاملے میں میری مدد کرو"۔ عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا : "جب بھی کوئی بندہ اللہ کے لیے سجدہ کرتا ہے، اللہ تعالی اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتے ہیں، اس کا ایک گناہ مٹا دیتے ہیں اور ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں۔ چنانچہ تم سجدوں کی کثرت کیا کرو"۔ اللہ تعالی کے لیے سجدہ کرنا افضل ترین طاعت اور اللہ کے تقرب کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ کیونکہ اس میں

على مشروعيته، والأصل في العبادات التوقيف، إلا ما كان له سبب وهو سجود التلاوة أو سجود الشكر، فقد جاء الشرع بذلك. ثم بين النبي -صلى الله عليه وسلم- ماذا يحصل للإنسان من الأجر فيما إذا سجد؛ وهو أنه يحصل له فائدتان عظيمتان: الفائدة الأولى: أن الله يرفعه بها درجة، يعني منزلة عنده وفي قلوب الناس، وكذلك في عملك الصالح؛ يرفعك الله به درجة. والفائدة الثانية: يحط عنك بها خطيئة، والإنسان يحصل له الكمال بزوال ما يكره، وحصول ما يحب، فرفع الدرجات مما يحبه الإنسان، والخطايا مما يكره الإنسان، فإذا رفع له درجة وحط عنه بها خطيئة؛ فقد حصل على مطلوبه، ونجا من مرهوبه.

اللہ کے لیے انتہا درجے کا تواضع اور عبودیت ہوتی ہے اور اس میں انسان کے سب سے زیادہ باشرف اور سب سے اعلی عضو یعنی اس کے چہرے کو روندی جانے والی حقیر مٹی پر رکھا جاتا ہے۔ سجدے سے مراد یہاں وہ سجدے ہیں جو نماز میں آتے ہیں، نہ کہ الگ سے سجدے۔ الگ سے سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی مشروعیت پر کوئی دلیل نہیں پائی جاتی۔ عبادات میں اصل ممانعت اور روکنا ہے۔ البتہ اس سے وہ سجدے مستثنی ہیں، جو کسی سبب کی وجہ سے ہوتے ہیں، جیسے سجدۂ تلاوت یا سجدۂ شکر۔ کیونکہ شریعت میں ان کا ذکر ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضاحت کی کہ جب انسان سجدہ کرتا ہے، تو اسے کیا اجر ملتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اسے دو بہت بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ پہلا فائدۃ: اللہ تعالی اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں۔ یعنی خود اللہ کے یہاں اور لوگوں کے دلوں میں اس کی منزلت بڑھ جاتی ہے۔ آپ جب کوئی نیک عمل کرتے ہیں، تو اس میں بھی یہی ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالی آپ کا ایک درجہ بڑھا دیتے ہیں۔ دوسرا فائدۃ: اللہ تعالی اس کی وجہ سے آپ کا ایک گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ ناپسندیدہ اشیا کے زائل ہونے اور محبوب اشیا کے حصول سے انسان کو کمال حاصل ہوتا ہے۔ رفع درجات کو انسان پسند کرتا ہے اور گناہوں سے نفرت کرتا ہے۔ چنانچہ جب اس کا ایک درجہ بڑھتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے، تو اسے اپنا مطلوب مل جاتا ہے اور جس بات کا اسے ڈر ہوتا ہے، اس سے اس کی نجات ہوجاتی ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > فضل الصلاة

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: ثوبان مولى رسول الله -صلى الله عليه وسلم ورضي عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- الدرجة : المنزلة.
- حط عنك خطيئة : وضعها وغفرها.

فوائد الحديث:

١. أن النوافل والطاعات مما يذهب السيئات.
٢. على المسلم أن يحرص على الصلاة أداءً وتطوعًا.
٣. العالم الرباني يربي أصحابه، ويحرص عليهم ، ويوصيهم بما يصلحهم في دنياهم وأخراهم.
٤. الحث على كثرة السجود والترغيب فيه، والمراد به السجود في الصلاة.
٥. أن السجود أفضل من القيام.
٦. فضل السجود وأنه من أسباب محو الذنوب.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين، أ. د . حمد بن ناصر بن عبد الرحمن العمار، دار كنوز اشبيليا، الطبعة الأولى. بهجة الناظرين، سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي. نزهة المتقين، د. مصطفى سعيد الخن، د. مصطفى البغا، محي الدين مستو، علي الشرجبي، محمد أمين لطفي، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى : ١٣٩٧ هـ ١٩٧٧ م، الطبعة الرابعة عشرة ١٤٠٧ هـ ١٩٨٧م. شرح رياض الصالحين، الشيخ محمد بن صالح العثيمين، مدار الوطن للنشر، طبع عام

١٤٢٦هـ. رياض الصالحين، د. ماهر بن ياسين الفحل، الناشر: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق - بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م. صحيح البخاري، محمد بن اسماعيل البخاري، دار طوق النجاة، الطبعة : الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الثانية، ١٣٩٢.

الرقم الموحد: (3732)

عليكم بِرُخْصَة الله الَّذِي رَخَّصَ لكم

اللہ نے جو تمہیں رخصت دی ہے اس پر عمل کرو

٧٣٦. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- قال: «كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في سفر. فَرَأَى زِحَامًا وَرَجُلًا قد ظُلِّلَ عليه، فقال: ما هذا؟ قالوا: صائم. قال: لَيْسَ مِنَ البِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ»، وفي لفظ لمسلم: « عَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ الله الَّذِي رَخَّصَ لكم».

٧٣٦. حدیث :

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے تو آپ نے ایک جگہ لوگوں کا ہجوم دیکھا کہ ایک شخص پر لوگوں نے سایہ کر رکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ تو لوگوں نے کہا : روزہ دار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔ '' اور مسلم کی ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں : "اللہ نے جو تمہیں رخصت دی ہے اس پر عمل کرو۔"

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يُخبر جابر -رضي الله عنه- أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان في سفره عام الفتح في رمضان فرأى الناس متزاحمين ورجلا قد ظُلل عليه وكان مُضْطَجِعًا، كما في رواية ابن جرير، فسألهم عن أمره. قالوا: إنه صائم وبلغ به الظمأ هذا الحد. فقال -صلى الله عليه وسلم-: إن الصيام في السفر ليس من البر، ولكن عليكم بِرُخْصَةِ الله التي رخص لكم. فهو لم يرد منكم بعبادته تعذيب أنفسكم، وهذا في حال المشقة الشديدة، وجاءت نصوص أخرى بجواز الصيام في السفر.

اجمالی معنی :

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رمضان کے مہینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے، تو ایک جگہ لوگوں کا ہجوم دیکھا کہ انہوں نے ایک لیٹے ہوئے شخص پر (جیسا کہ ابن جریر کی روایت میں ہے۔) سایہ کیا ہوا ہے، آپ نے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ روزہ دار ہے اور زیادہ پیاس کی وجہ سے اس کا یہ حال ہوگیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں، اللہ نے تمہیں جو رخصت دے رکھی ہے اس پر عمل کرو، وہ تمہیں اپنی عبادت کا مکلف کرکے تمہیں عذاب نہیں دینا چاہتا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصيام > صيام أهل الأعذار

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- رأى زحامًا : أي: أناسًا قد اجتمعوا في مكان فتزاحموا فيه.
- ظُلل عليه : جُعل عليه شيئًا من الظل بثوب أو نحوه لفرط المشقة عليه من حرارة الشمس وكثرة العطش.
- لَيْسَ مِنَ البِرِّ : الخير.
- بِرُخْصَةِ الله : تيسيره وتسهيله.

فوائد الحديث:

١. جواز الصيام في السفر، وجواز الأخذ بِالرُّخْصَةِ بالفطر.
٢. أن صوم المسافر مع المشقة ليس من البر ولو كان يجزئ ويسقط الواجب.
٣. يكره الصوم في السفر إذا شق عليه، ما لم يصل به إلى حدِّ الهَلَكة فيحرم.

٤. أن الأفضل إتيان رُخَصِ الله -تعالى- التي خفف بها على عباده.

٥. اعتناء النبي -صلى الله عليه وسلم- بأصحابه وسؤاله عن أحوالهم.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦ هـ تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. صحيح البخاري ، تأليف محمد بن إسماعيل البخاري ، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـصحيح مسلم ، تأليف مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

الرقم الموحد: (4503)

عن النبي -صلى الله عليه وسلم- في الذي يأتي امرأته وهي حائض قال: يتصدق بدينار أو نصف دينار	نبی ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو حالتِ حیض میں اپنی بیوی سے جماع کر لیتا ہے کہ وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ دے۔
٧٣٧. الحديث: عن ابن عباس -رضي الله عنهما-، عن النبي -صلى الله عليه وسلم- في الذي يأتي امرأته وهي حائض قال: «يتصدق بدينار أو نصف دينار».	**٧٣٧. حدیث:** ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو حالتِ حیض میں اپنی بیوی سے ہمبستری کر لیتا ہے کہ ''وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ دے''۔
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: يبين الرسول -صلى الله عليه وسلم- في هذا الحديث كفارة من جامع امرأته وهي حائض، وهي التصدق بدينار أو نصف دينار، ويعلم من الحديث حرمة مجامعة الحائض وذلك لأنه رتب عليه كفارة، وهو دليل أيضاً على وجوب التصدق لأنه في مقابلة ذنب.	**اجمالی معنی:** رسول اللہ ﷺ اس حدیث میں اس شخص کا کفارہ بیان فرما رہے ہیں جو اپنی بیوی سے حالتِ حیض میں ہمبستری کر لے۔ اُس کا کفارہ ایک یا نصف دینار صدقہ کرنا ہے۔ اور حدیث سے حائضہ عورت سے ہمبستری کرنے کی حرمت کا علم ہوتا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اس پر کفارہ لاگو کیا ہے۔ اور یہ اس صدقہ کے واجب ہونے کی بھی دلیل ہے کیونکہ یہ گناہ کے مقابلے میں ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > الحيض والنفاس والاستحاضة

راوي الحديث: رواه أبو داود وابن ماجه والنسائي وأحمد والدارمي.

التخريج: عبد الله بن عباس -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: سنن أبي داود.

معاني المفردات:

- يأتي : يجامع امرأته.
- حائض : جمعها حُيَّضٌ، اسم فاعل للمرأة التي أصابها دم الحيض.
- بدينار : الدينار: نقد ذهبي، والدينار الإسلامي: زنته أربعة غرامات وربع من الذهب (٤,٢٥ جم).

فوائد الحديث:

١. تحريم الشرع وطأ الحائض، وهو موافق للحكمة لما فيه من الأضرار البالغة التي كشفها الطب الحديث.
٢. كفارة جماع الحائض، الصدقة بدينار أو بنصف دينار.
٣. الوطء المحرم هنا هو الإيلاج، أما مباشرة الحائض في غير الفرج فجائز.
٤. وجوب الكفارة في مجامعة الحائض.

المصادر والمراجع:

توضيح الأحكام للشيخ البسام، ط٥، مكتبة الأسدي، مكة المكرمة، ١٤٢٣هـ سُبل السلام، للصنعاني، دار الحديث. تسهيل الإلمام للشيخ صالح الفوزان، بعناية: عبدالسلام السليمان، ط١، ١٤٢٧هـ فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام: الشيخ ابن عثيمين، تحقيق صبحي رمضان وآخر، ط١، المكتبة الإسلامية، مصر، ١٤٢٧هـ سنن أبي داود، لسليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت. سنن ابن ماجه: ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي. مسند الإمام أحمد بن حنبل المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. السنن الكبرى للنسائي، حققه وخرج أحاديثه: حسن عبد المنعم شلبي، أشرف عليه: شعيب الأرناءوط مؤسسة الرسالة – بيروت الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م. سنن الدارمي، للدارمي، التميمي تحقيق: حسين سليم أسد الداراني، دار المغني للنشر

والتوزيع، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤١٢ هـ- ٢٠٠٠ م. فتاوى اللجنة الدائمة، المجموعة الأولى، المؤلف: اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء، جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش.

الرقم الموحد: (10012)

غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ الله، أَوْ رَوْحَةٌ: خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَغَرَبَت

٧٣٨. الحديث:

عن أبي أَيُوب الأنصَارِيّ -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ الله، أَوْ رَوْحَةٌ: خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَغَرَبَتْ». عن أنس -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ الله، أَوْ رَوْحَةٌ: خَيْرٌ مِنْ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

درجة الحديث: صحيح

المعنى الإجمالي:

هذان الحديثان يظهران فضل الجهاد في سبيل الله، ولو كان يسيرًا بقدر الغدوة أو الروحة، فكيف بالكثير الذي فيه مصابرة للأعداء ومقارعة لهم؟، وهذا هو الأصل في المراد بسبيل الله: أنه الجهاد باليد للكفار. وينبغي أن يعلم أن طلب العلم الشَّرعي نوع عظيم من الجهاد في سبيل الله، وأن الانتصار للحق، ودحض حجج الزنادقة والملحدين والغربيين المبشرين الذين يحاربون الإسلام، ويريدون القضاء عليه، هو من أعظم الجهاد في سبيل الله. فالقصد من الجهاد، إظهار الإسلام ونصره، فكَبْتُ هؤلاء، من الجهاد الكبير العظيم، اللّٰهُمَّ وفق المسلمين لنصر دينهم، وإعلاء كلمتك، إنك قريب مجيب.

اللہ کی راہ میں صبح کو یا شام کو نکلنا ان تمام چیزوں سے بہتر ہے، جن پر سورج طلوع ہوتا ہے اور غروب ہوتا ہے۔

٧٣٨. حدیث:

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں صبح کو یا شام کو نکلنا ان تمام چیزوں سے بہتر ہے، جن پر سورج طلوع ہوتا ہے اور غروب ہوتا ہے"۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے ایک صبح یا ایک شام نکلنا دنیا وما فیہا سے بہتر ہے"۔

حدیث کا درجہ: صحیح

اجمالی معنی:

ان دونوں احادیث میں جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت کا بیان ہے؛ اگرچہ وہ بہت کم، یعنی ایک صبح یا ایک شام کے لیے ہی ہو۔ پھر اندازہ کیجیے کہ لمبا جہاد، جس میں دشمنوں کے سامنے ثابت قدم رہنا پڑتا ہے اور ان کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے، اس کی کیا فضیلت ہوگی؟ "سبیل اللہ" سے دراصل کفار سے ہاتھ کے ذریعہ جہاد ہی مراد ہے۔ یہاں یہ جان لینا چاہیے کہ شرعی علم کا حصول جہاد فی سبیل اللہ کی ایک بہت بڑی قسم ہے۔ حق کو غالب کرنا اور زندیق و ملحد لوگوں اور مغربی عیسائی مبلغین کے دلائل کا رد کرنا، جو اسلام کے خلاف برسرِ پیکار رہتے ہیں اور اسے مٹا دینا چاہتے ہیں، دراصل یہ جہاد فی سبیل اللہ کی سب سے بڑی قسم ہے۔ جہاد سے مقصود اسلام کا غلبہ اور اس کی نصرت ہے۔ چنانچہ اس طرح کے لوگوں کا سدباب کرنا ایک عظیم جہاد ہے۔ اے اللہ! مسلمانوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ اپنے دین کی نصرت کریں اور تیرے حکم کو سربلند کریں۔ بے شک تو بہت قریب اور دعا قبول کرنے والا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد > فضل الجهاد

راوي الحديث: الأول: رواه مسلم. الثاني: متفق عليه.

التخريج: أبو أيوب الأنصاري -رضي الله عنه-
أَنَس بن مالك -رضي الله عنه -

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- غَدْوَةٌ : هي الخروج في الغدو ما بين صلاة الصبح إلى الزوال.
- رَوْحَةٌ : هي الخروج في الرواح ما بين الزوال إلى غروب الشمس.

فوائد الحديث:

١. أن تلك الغدوة أو الروحة التي يخرجها العبد في سبيل الله بأن يكون مخلصاً لله، وعمله موافقاً لما شرع الله خير مما طلعت عليه الشمس أو غربت، وهذا تفضيل لتلك الغدوة أو الروحة على جميع متاع الدنيا، من أموال وقصور ومزارع وغير ذلك من متاع الدنيا ونسائها، فسبحان من لا يُحصر فضله ولا يعلم مداه إلا هو.!

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ. تأسيس الأحكام، أحمد بن يحيى النجمي، دار علماء السلف، الطبعة: الثانية ١٤١٤هـ. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الأمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، إسماعيل بن محمد الأنصاري، دار الفكر، دمشق، الطبعة: الأولى ١٣٨١هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ.

الرقم الموحد: (2973)

غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ الله -صلى الله عليه وسلم- سَبْعَ غَزَوَاتٍ، نَأْكُلُ الْجَرَادَ	ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شامل ہوئے (جن کے دوران میں) ہم ٹڈیاں کھاتے تھے۔
٧٣٩. الحديث: عن عَبْد اللهِ بن أبي أوفى -رضي الله عنهما- قال: «غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ الله -صلى الله عليه وسلم- سَبْعَ غَزَوَاتٍ، نَأْكُلُ الْجَرَادَ».	**٧٣٩. حدیث:** حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شامل ہوئے (جن کے دوران میں) ہم ٹڈیاں کھاتے تھے۔''
درجة الحديث: صحيح	**حدیث کا درجہ:** صحیح
المعنى الإجمالي: أنَّ الله سبحانه وتعالى رَزَقَ أصْحَابَ رَسُولِ اللهِ - صلى الله عليه وسلم - بِسَبْعِ غَزَوَات يَمُدَّهُم بِالْجَرَاد لعدم وجود القُوتِ عندهم كما أمدَّهم بالعنْبَر الذي خرَجَ من البَحْرِ فأكلوا منه في غزوة أخرى.	**اجمالی معنی:** اللہ تبارک وتعالیٰ نے اصحاب رسول (ﷺ) کو سات غزوات میں کھانے کی کمی کی صورت میں ٹڈیوں کا رزق فراہم کیا جیسے ان کو عنبر فراہم کی جو کہ سمندر سے نکلی تھی جس کو انھوں نے دوسرے غزوات میں بھی کھایا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الجهاد
الفقه وأصوله > الأطعمة والأشربة > ما يحل ويحرم من الحيوانات والطيور
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: عَبْدُ اللهِ بنُ أبي أوفى -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.
معاني المفردات:

- الجَرَادُ : طَائِرٌ صغير خلقته عجيبة، فيه صفات من حيوانات مختلفة.

فوائد الحديث:

١. حِلِّ أَكْلِ الْجَرَادِ.
٢. الجراد حَلَالٌ بِأَيِّ سَبَبٍ صَارَ مَوْتُه، لأن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "أُحِلَّت لَنَا مَيتتان ودَمَان فأمَّا الميتتان، فالجرادُ والسَّمك، وأما الدمان، فالكبد و الطحال."

المصادر والمراجع:

-صحيح البخاري، دار طوق النجاة، ط ١٤٢٢هـ - صحيح مسلم، ط دار إحياء التراث العربي، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي. - خلاصة الكلام، فيصل آل مبارك ط. الثانية ١٤١٢هـ - الإفهام لابن باز، ط مؤسسة الجريسي تحقيق سعيد القحطاني. - تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، ط. دار الميمان، ١٤٢٦هـ - تأسيس الأحكام للنجمي، ط دار المنهاج، ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (2999)

فَرَضَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- صَدَقَةَ الفِطر -أو قال رمضان- على الذَّكر والأنثى والحُرِّ والمملوك

رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر یا یہ کہا کہ صدقۂ رمضان مرد، عورت، آزاد اور غلام (سب پر) ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فرض قرار دیا تھا۔ پھر لوگوں نے ہر چھوٹے بڑے کے لیے آدھا صاع گیہوں اس کے برابر قرار دے لیا۔

٧٤٠. الحديث:

عن عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: «فَرَضَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- صَدَقَةَ الفطر -أو قال رمضان- على الذَّكر والأنثى والحُرِّ والمملوك: صاعا من تمر، أو صاعا من شعير، قال: فَعَدَلَ الناس به نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ، على الصغير والكبير». وفي لفظ: « أن تُؤَدَّى قبل خروج الناس إلى الصلاة»

٧٤٠. حدیث:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے صدقہ فطر یا یہ کہا کہ صدقۂ رمضان مرد، عورت، آزاد اور غلام (سب پر) ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فرض قرار دیا تھا۔ پھر لوگوں نے ہر چھوٹے بڑے کے لیے آدھا صاع گیہوں اس کے برابر قرار دے لیا۔ اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ اسے لوگوں کے نمازِ عید کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے ادا کر دینا چاہیے۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

أوجب النبي -صلى الله عليه وسلم- صدقة الفطر على جميع المسلمين: الذين يملكون زيادة عن قوتهم في ذلك اليوم بمقدار الصاع، كبيرهم، وصغيرهم، ذكرهم وأنثاهم، حرهم وعبدهم، أن يخرجوا صاعا من تمر، أو صاعا من شعير. ليكون دليلًا على البذل والمواساة في حق أغنياء المسلمين، ففرض زكاة الفطر وجعل هذا الفرض متجهاً على رئيس الأسرة وكافل العائلة يقوم به عمن تحت يده من النساء والأطفال والمماليك.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ نے ان تمام بڑے چھوٹے، مرد و عورت اور آزاد و غلام مسلمانوں پر جن کے پاس اس دن اپنے استعمال سے ایک صاع کی مقدار کے برابر زائد اناج ہو فرض کیا کہ وہ ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو بطورِ صدقہ فطر ادا کریں۔ تاکہ یہ مال دار مسلمانوں کی طرف سے انفاق و غمخواری کی علامت ہو۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صدقۂ فطر کو فرض قرار دیا اور اس کی ادائیگی سربراہ خاندان اور اس کے کفیل کو سونپ دی جس کی زیر نگرانی عورتیں، بچے اور غلام و باندیاں ہوں کہ وہ ان کی طرف سے اسے ادا کرے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > زكاة الفطر

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عبد الله بن عمر -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- فَرَض : أوجب إيجابًا مؤكدًا.
- صَدَقَة الفِطر : الصدقة التي تجب بالفطر من رمضان.
- صاعًا : الصاع مكيال: يبلغ وزنه أربعة أمداد.والمد: مِلْء كَفَّي الرجُل المتوسط، ويعادل تقريبا ٣ كلغ.
- تُؤَدَّى : أي: تُعطى قبل خروج الناس إلى صلاة العيد وهي ركعتان بعد طلوع الشمس مع خطبة.

فوائد الحديث:

١. وجوب إخراج زكاة الفطر عن الذكر والأنثى والحر والمملوك.
٢. لا تجب زكاة الفطر عن الجنين، بل تستحب.

٣. بيان جنس ما يخرج في زكاة الفطر.
٤. أن مقدارها: صاع، ويعادل ٣ كلغ.
٥. وجوب إخراجها قبل صلاة العيد، والأفضل أن تكون في صباح العيد.
٦. حكمة التشريع الإسلامي.

المصادر والمراجع:

عمدة الأحكام، تأليف: عبد الغني بن عبد الواحد المقدسي، تحقيق: محمود الأرناؤوط، دار الثقافة العربية ومؤسسة قرطبة، الطبعة الثانية، ١٤٠٨هـ. تيسير العلام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق محمد صبحي بن حسن حلاق، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة العاشرة، ١٤٢٦هـ. تأسيس الأحكام شرح عمدة الأحكام، تأليف: أحمد بن يحي النجمي: نسخة إلكترونية لا يوجد بها بيانات نشر. تنبيه الأفهام شرح عمدة الإحكام، تأليف: محمد بن صالح العثيمين، مكتبة الصحابة ومكتبة التابعين، الطبعة الأولى: ١٤٢٦هـ. الإلمام بشرح عمدة الأحكام، تأليف: إسماعيل الأنصاري، مطابع دار الفكر، الطبعة الأولى: ١٣٨١هـ. صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

الرقم الموحد: (4520)

فإن مالَه ما قدَّم ومال وارثِه ما أخَّر

آدمی کا مال وہی ہے جو اس نے آگے بھیجا (جو اللہ کی راہ میں خرچ کیا) اور جتنا مال وہ چھوڑ گیا وہ اس کے وارثوں کا ہے۔

٧٤١. الحديث:

عن ابن مسعود -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أيُّكم مالُ وارثِه أحَبُّ إليه من مالِه؟» قالوا: يا رسول الله، ما منَّا أحد إلا مَالُه أحَبُّ إليه. قال: «فإن مالَه ما قدَّم، ومالُ وارثِه ما أخَّر».

٧٤١. حدیث:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں کون ہے وہ شخص کہ جسے اپنے وارث کا مال خود اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟" صحابہ نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! ایسا تو کوئی بھی نہیں، ہر کسی کو اپنا ہی مال زیادہ محبوب ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا "آدمی کا مال وہی ہے جو اس نے آگے بھیجا (جو اللہ کی راہ میں خرچ کیا) اور جتنا مال وہ چھوڑ گیا وہ اس کے وارثوں کا ہے"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يسأل النبي -صلى الله عليه وسلم- أصحابه قائلا: "أيكم مال وارثه أحب إليه من ماله" يعني: أي واحد منكم يحب أن يكون مال وارثه الذي يتملكه من بعده أكثر مما يحب ماله الذي يملكه في حياته قالوا: "ما منا أحد إلا ماله أحب إليه" أي : ليس هناك إنسان إلا ويجد نفسه يحب ماله الذي بيده وله التصرف المطلق به أكثر مما يحب مال غيره؛ لأن ما يملكه هو الوسيلة إلى تحقيق رغَبَاتِه، وتَطَلُّعَاتِه. قال: "فإن مَالَه ما قدم " أي : أن المال الذي يصرفه المرء في حياته على نفسه، وصالح أعماله من حج، ووقف، وبناء مدرسة، وعمارة مسجد، ومستشفى، أو ينفقه على نفسه وعياله، هو ماله الحقيقي؛ الذي يجده أمامه يوم القيامة. وأما ما يَدّخِره في حال حياته ويَبْخَل عن الإنفاق في سبيل الله -تعالى-، فهو مال وراثه، ليس له فيه شيء. وفي معنى حديث الباب: ما رواه مسلم عن عبد الله بن الشخير -رضي الله عنه- قال : أتيت النبي -صلى الله عليه وسلم- وهو يقرأ: ألهاكم التكاثر، قال: (يقول ابن آدم: مالي، مالي، قال: وهل لك، يا ابن آدم من مالك إلا ما أكلت فأفنيت، أو لبست فأبليت، أو تصدقت فأمضيت) وليس معنى هذا: أن الإنسان ينفق ماله كله في سبيل الله ويبقى

اجمالی معنی:

نبی ﷺ اپنے صحابہ سے دریافت کر رہے ہیں کہ "تم میں ایسا کون شخص ہوگا جسے اپنے وارث کا مال خود اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟" یعنی تم میں سے کون شخص ہے جسے اپنے بعد اپنے وارث کی ملکیت میں آنے والا مال اس مال سے زیادہ محبوب ہے جو اس کی زندگی میں اس کی ملکیت ہے؟ صحابہ نے جواب دیا کہ ہم میں سے ہر کسی کو اس کا اپنا مال ہی زیادہ محبوب ہے۔ یعنی ہر شخص اسی مال کو زیادہ محبوب رکھتا ہے جو اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور جس پر اسے تصرف مطلق حاصل ہوتا ہے بنسبت کسی دوسرے کے مال کے۔ کیونکہ جو مال اس کی ملکیت ہے وہ اس کی خواہشات و رغبات کے پورا ہونے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔ "آدمی کا مال وہ ہے جو اس نے آگے بھیجا" اس سے مراد وہ مال جسے انسان اپنی زندگی میں اپنے اوپر صرف کرتا ہے یا پھر نیک اعمال میں لگاتا ہے جیسا کہ حج یا وقف یا پھر کسی مدرسے، مسجد اور ہسپتال کی تعمیر میں صرف کرتا ہے یا پھر خود اپنے آپ پر اور اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتا ہے۔ یہی اس کا حقیقی مال ہوتا ہے جسے وہ روز قیامت اپنے سامنے پائے گا (یعنی اسے خرچ کرنے کا اجر اسے ملے گا)۔ باقی رہا وہ مال جسے وہ اپنی زندگی میں جمع کر کر کے رکھتا ہے اور اللہ کی راہ میں اسے خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے وہ اس کے وارثوں کا مال ہوتا ہے جس میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ اس باب کے معنی میں وہ روایت بھی ہے جسے امام مسلم نے عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اس وقت آپ ﷺ سورہ 'الھاکم التکاثر' پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے اس وقت فرمایا ''ابن آدم میرا مال میرا مال کی رٹ لگاتا ہے، کہا ابن آدم تیرا مال اس کے سوا اور کیا ہے

هو وأهله يَتَكَفَفُوْنَ الناس، بل المقصود من الحديث: أن الإنسان كما أنه يسعى ليدخر للورثة من بعده كذلك عليه بالسعي في الادخار لآخرته، بما فضل على نفقته ونفقة من يمونه من زوجة وأولاد ووالدين؛ لأن هذا من النفقة الواجبة التي لا بد منها وإلا كان آثمًا، ويدل لذلك ما رواه أبو أمامة رضي الله عنه ، قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "يا ابن آدم إنك أَن تَبْذُلَ الفَضَل خيرٌ لك، وأن تمسكه شر لك".

جسے تونے کھاپی کر ختم کردیا، یا پہن کراسے بوسیدہ کردیا یا اسے صدقہ کرکے چلتا بنا‘‘۔ تاہم اس کا یہ معنی بھی نہیں ہے کہ انسان اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کردے پھر وہ اور اس کے بچے لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے پھریں، بلکہ حدیث کا مدعا یہ ہے کہ انسان جس طرح اپنے بعد اپنے وارثین کے لیے مال ودولت جمع کرنے کے لیے کوشاں رہتا ہے اسی طرح اپنے ذاتی اخراجات، نیز اپنے اہل و عیال جیسے بیوی بچے اور والدین کے صرفے سے جو رقم زائد ہو اُس سے اپنی آخرت کے لیے بھی زادِراہ جمع کرنے کی کوشش کرے، اس لیے اُن پر خرچ کرنا واجب ہے اگر اُن پر خرچ نہیں کرے گا تو انسان گناہ گار ہوگا، اس پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جس کی روایت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ’’اے ابن آدم! اگر تو اپنے مال کو خرچ کرتا ہے تو یہ تیرے حق میں بہتر ہے اور اگر اُسے روکے رکھتا ہے تو تیرے حق میں بُرا ہے‘‘۔ (امام مسلم نے (٧١٨/٢) میں حدیث نمبر (١٠٣٦) کے تحت اس کی روایت کی ہے)۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الزكاة > صدقة التطوع

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عبد الله بن مَسعود -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: رياض الصالحين.

معاني المفردات:

- فإن ماله ما قدم : ما تصدق به أو أنفقه في الأكل واللبس.

فوائد الحديث:

١. حرص الإسلام على تصحيح المفاهيم والمبادئ السائدة.
٢. الحث على بذل ما يمكن تقديمه من المال في وجوه الخير لينتفع به الآخرة.
٣. كل ما تركه المُوَرِّث فإنه يصير ملكاً للوارث بعد قضاء ديونه وإنفاذ وصيته بمقدار الثلاث فأقل.
٤. فيه الإشارة إلى أن النفوس جُبِلَت وفُطِرَت على حُبِّ المال.
٥. تقريب الأحكام الشرعية عن طريق السؤال؛ لتكون أدعى للقبول.

المصادر والمراجع:

كنوز رياض الصالحين ، تأليف: حمد بن ناصر بن العمار ، الناشر: دار كنوز أشبيليا، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ هـ بهجة الناظرين، تأليف: سليم بن عيد الهلالي، دار ابن الجوزي- الطبعة الأولى١٤١٨هـ. نزهة المتقين، تأليف: جمعٌ من المشايخ، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى: ١٣٩٧ هـ، الطبعة الرابعة عشرة ١٤٠٧ هـ صحيح البخاري، تأليف: محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق: محمد زهير الناصر، الناشر: دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. رياض الصالحين، تأليف: محيي الدين يحيى بن شرف النووي، تحقيق: د. ماهر بن ياسين الفحل، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ. دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين؛ لمحمد بن علان الشافعي، تحقيق خليل مأمون شيحا-دار المعرفة-بيروت-الطبعة الرابعة ١٤٢٥هـ.

الرقم الموحد: (3653)

فتلت قلائد هدي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ثم أشعرتها وقلدها -أو قلدتها- ثم بعث بها إلى البيت، وأقام بالمدينة، فما حرم عليه شيء كان له حلًّا

میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہدی کے جانوروں کے قلادے خود بٹے، پھر انھیں نشان زد کیا اور آپ ﷺ نے انھیں قلادے پہنائے - یا (عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ) میں نے قلادے پہنائے-، پھر آپ ﷺ نے انھیں بیت اللہ کی طرف بھیج دیا اور خود مدینے میں ہی ٹھہرے رہے۔ چنانچہ آپ ﷺ پر کوئی بھی ایسی شے حرام نہیں ہوئی جو آپ ﷺ کے لیے حلال تھی۔

٧٤٢. الحديث:

عائشة -رضي الله عنها- قالت: «فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رسولِ الله -صلى الله عليه وسلم-، ثم أَشْعَرْتُها وَقَلَّدَهَا -أو قَلَّدْتُها-، ثم بعث بها إلى البيت، وأقام بالمدينة، فما حَرُمَ عليه شيءٌ كان له حِلًّا».

٧٤٢. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں: "میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہدی کے جانوروں کے قلادے خود بٹے، پھر انھیں نشان زد کیا اور آپ ﷺ نے انھیں قلادے پہنائے - یا (عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ) میں نے قلادے پہنائے-، پھر آپ ﷺ نے انھیں بیت اللہ کی طرف بھیج دیا اور خود مدینے میں ہی ٹھہرے رہے۔ چنانچہ آپ ﷺ پر کوئی بھی ایسی شے حرام نہیں ہوئی، جو آپ ﷺ کے لئے حلال تھی"۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كان النبي -صلى الله عليه وسلم- يعظم البيت العتيق ويقدسه، فكان إذا لم يصل إليه بنفسه بعث إليه الهدي؛ تعظيما له، وتوسعة على جيرانه، وكان إذا بعث الهدي أشعرها وقلدها؛ ليعلم الناس أنها هدي إلى البيت الحرام؛ فيحترموها، ولا يتعرضوا لها بسوء، فذكرت عائشة -رضي الله عنها- -تأكيدا للخبر-: أنها كانت تفتل قلائدها. وكان إذا بعث بها -وهو مقيم في المدينة- لا يجتنب الأشياء التي يجتنبها المحرم من النساء، والطيب، ولبس المخيط ونحو ذلك، بل يبقى محلا لنفسه كل شيء كان حلالا له.

اجمالی معنی:

نبی ﷺ بیت اللہ کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ خود اس تک نہ پہنچ پاتے، تو اس کی تعظیم اور اس کے باشندوں پر فراخی کے لیے اس کی طرف ہدی کے جانور بھیج دیتے تھے۔ جب آپ ﷺ ہدی کے جانور بھیجتے تو انھیں نشان زد کر دیتے اور قلادے پہنا دیتے؛ تاکہ لوگوں کو پتہ لگ جائے کہ یہ بیت الحرام کی طرف جانے والے ہدی کے جانور ہیں اور یہ جان کر وہ ان کا احترام کریں اور انھیں کوئی گزند نہ پہنچائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہ بات میں تاکید پیدا کرنے کے لیے بیان کرتی ہیں کہ وہ ان ہدی کے جانوروں کے قلادے خود بٹا کرتی تھیں اور نبی ﷺ جب انھیں بھیج دیتے اور خود مدینے میں ہی مقیم ہوتے، تو آپ ﷺ ان اشیا سے اجتناب نہیں کرتے تھے، جن سے مُحرِم شخص اجتناب کرتا ہے۔ یعنی عورتوں سے مباشرت، خوش بو اور سلے ہوئے کپڑے وغیرہ سے، بلکہ آپ ﷺ اپنے لیے ہر وہ شے حلال رکھتے، جو اس سے پہلے آپ ﷺ کے لیے حلال ہوتی۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الحج والعمرة > الهدي والكفارات

راوي الحديث: متفق عليه.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- فَتَلْتُ : لويت.

• قَلائِد : جمع قلادة، وهي: ما يحاط به العنق، والمراد هنا: قلائد الهدي، وتوضع على خلاف العادة، وكانوا يجعلونها من القِرب، والنِّعال، وخيوط الصوف؛ ليعلم أنها هدي فتحترم.
• أَشْعَرْتُهَا : الإشعار لغة: الإعلام، والمراد وضع علامة على ما يهدى إلى البيت من بهيمة الأنعام، فتعلم، وذلك بإزالة شعر أحد جانبي سنام البدنة أو البقرة، وكشطه حتى يسيل منه الدم؛ ليَعلَم الناس أنها مهداة إلى البيت؛ فلا يتعرضوا لها.
• بعث بها : أرسل بها.
• إلى البيت : الكعبة.
• حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ : أي من محظورات الإحرام.

فوائد الحديث:

١. استحباب إشعار الهدي وتقليده، بالقرب، والنعال، ولحاء الشجر، مما هو خلاف عادة الناس؛ ليعرفوه فيحترموه.

٢. استحباب بعث الهدي إلى البيت الحرام من البلاد البعيدة ولو لم يصحبها المهدي؛ لأن الإهداء إلى البيت صدقة على مساكين الحرم، وتعظيم للبيت، وتقرب إلى الله تعالى بإراقة الدماء في طاعته.

٣. المهدي لا يكون محرما ببعث الهدي؛ لأن الإحرام هو نية النسك.

٤. المهدي لا يحرم عليه أيضا ما يحرم على المحرم من محظورات الإحرام، ولا يصير بتقليد الهدي محرما، ولا يجب عليه شيء.

٥. جواز استخدام الرجل زوجته بما ترضاه، أو تجري به العادة.

٦. الأفضل بعثها مقلدة، من أمكنتها، لا تقليدها عند الإحرام؛ لتكون محترمة على من تمر به في طريقها؛ وليحصل التنافس في أنواع هذه القرب المتعدي نفعها.

٧. جواز فعل ما يؤلم الحيوان للمصلحة.

٨. جاء الإسلام بتحقيق المصلحة المحضة أو المصلحة الراجحة على المفسدة، فإن إشعار الإبل والبقر المهداة فيه إيلام لها، ولكن مصلحة إشعارها؛ لتعظيمها، وإظهار طاعة الله في إهدائها، راجح على هذه المفسدة اليسيرة التي لا تصل لدرجة التعذيب؛ لذلك لا يشرع الإشعار للغنم لأنها لا تتحمل.

٩. جواز التوكيل في سوقها إلى الحرم، وذبحها وتفريقها.

١٠. كمال كرم النبي -صلى الله عليه وسلم- وتعظيمه لشعائر الله -تعالى.-

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، عبد الله بن عبد الرحمن البسام، تحقيق: محمد صبحي حلاق، مكتبة الصحابة، الإمارات، مكتبة التابعين، القاهرة، الطبعة: العاشرة ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، محمد بن صالح العثيمين ، مكتبة الصحابة، الإمارات، الطبعة: الأولى ١٤٢٦هـ. عمدة الأحكام من كلام خير الأنام -صلى الله عليه وسلم- لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، الطبعة: الثانية ١٤٠٨هـ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، تحقيق: محمد زهير الناصر، دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى ١٤٢٢هـ. صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة: ١٤٢٣هـ.

الرقم الموحد: (3132)

فضلنا على الناس بثلاث: جعلت صفوفنا كصفوف الملائكة، وجعلت لنا الأرض كلها مسجدا، وجعلت تربتها لنا طهورا، إذا لم نجد الماء

"ہمیں تمام انسانوں پر تین اعتبار سے فضیلت دی گئی ہے: ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں جیسی رکھی گئی ہیں، ساری زمین کو ہمارے لیے مسجد بنا دیا گیا ہے اور پانی نہ ملنے کی صورت میں اس کی مٹی کو ہمارے لیے حصول طہارت کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے"۔ آپ ﷺ نے ایک اور خصلت کا بھی ذکر فرمایا۔

٧٤٣. الحديث:

عن حذيفة -رضي الله عنه- مرفوعًا: «فُضِّلْنَا على الناس بِثَلاث: جُعِلَت صُفُوفَنا كصُفُوف الملائِكة، وجُعلت لنَا الأرض كُلُّها مسجدا، وجُعلت تُرْبَتُهَا لنا طَهُورا، إذا لم نَجِد الماء. وذَكر خِصْلَةً أُخرى».

٧٤٣. حديث:

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہمیں تمام انسانوں پر تین اعتبار سے فضیلت دی گئی ہے: ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں جیسی رکھی گئی ہیں، ساری زمین کو ہمارے لیے مسجد بنا دیا گیا ہے اور پانی نہ ملنے کی صورت میں اس کی مٹی کو ہمارے لیے حصول طہارت کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے"۔ آپ ﷺ نے ایک اور خصلت کا بھی ذکر فرمایا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

هذا الحديث لبيان شرف هذه الأمة وتفضيلها على باقي الأمم ببعض المميزات، وقوله -عليه الصلاة والسلام- : "فُضِّلْنَا على الناس بِثَلاث" أي: أن الله تعالى فَضَّلَنَا على جميع الأمم السابقة بثلاث خِصال، وليس فيه انْحِصار خصوصيات هذه الأمة في الثلاث؛ لأنه عليه الصلاة والسلام كان تنزل عليه خصائص أُمَّته شيئا فشيئا، فيُخْبِر عن كل ما نَزَل عليه عند إنزاله مما يناسبه. "جُعِلَت صُفُوفَنا كصفُوف الملائِكة" وهي: أن وقُوفَنَا في الصلاة، كما تَقِف الملائكة عند ربِّها، وهو أنهم يُتِمُّون المُقدم، ثم الذي يَلِيه من الصفوف ثم يَرُصُّون الصَّفَّ كما ورد التصريح بذلك في سنن أبي داود وغيرها (ألا تصفون كما تَصُف الملائكة عندَ ربِّها؟) فقلنا: يا رسول الله، وكيف تَصُفُّ الملائكة عند ربِّها؟ قالَ: (يتمون الصفوف الأولى، ويتراصون في الصَّفِّ). وهذا بخلاف الأمم السابقة، فإنهم كانوا يَقِفُون في الصلاة كيف ما اتَّفق. "وجُعلت لنَا الأرض كُلُّها مسجدا، وجُعلت تُرْبَتُهَا لنا طَهُورا أي: أنَّ الله تعالى جعل الأرض كلها مواضع صالحة للصلاة، فيصلِّي في أي مكان تُدركه الصلاة فيه، فلا يختص به موضعٌ دون

اجمالی معنیٰ:

اس حدیث میں اس امت کے مقام ومرتبے اور بعض امتیازی خصوصیات کی بنا پر باقی امتوں پر اس کی فضیلت کا بیان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہمیں تمام انسانوں پر تین اعتبار سے فضیلت دی گئی"۔ یعنی تمام سابقہ امتوں پر اللہ تعالی نے ہمیں تین خصلتوں کے ساتھ فضیلت بخشی۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ اس امت کی خصوصیات صرف تین تک محدود ہیں، کیوں کہ آپ ﷺ پر اس امت کی خصوصیات کا نزول درجہ بدرجہ ہوتا تھا اور ان کے نازل ہونے پر جو بات مناسب ہوتی، اس کے بارے میں آپ ﷺ بتا دیا کرتے تھے۔ "ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی مانند رکھی گئیں"۔ وہ اس طرح کہ نماز میں ہم ایسے کھڑے ہوتے ہیں، جیسے فرشتے اپنے رب کے حضور کھڑے ہوتے ہیں، بایں طور کہ وہ پہلے اگلی صف کو پورا کرتے ہیں اور پھر اس کے بعد والی صفوں کو اور صف میں باہم جڑ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ سنن ابوداود اور دیگر کتبِ حدیث میں اس کی تصریح آئی ہے کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا): "کیا تم اس طرح سے صفیں نہیں باندھوں گے، جیسے فرشتے اپنے رب کے حضور صف بستہ ہوتے ہیں؟"۔ ہم نے پوچھا: "یا رسول اللہ! فرشتے اپنے رب کے حضور کیسے صف بستہ ہوتے ہیں؟"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "پہلے وہ پہلی صفوں کو پورا کرتے ہیں اور صف میں باہم مل کر کھڑے ہوتے ہیں"۔ سابقہ امتیں ایسے نہیں کرتی تھیں، بلکہ وہ لوگ جیسے بھی ہوتے، نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ "ساری زمین کو ہمارے لیے مسجد بنا دیا گیا اور اس کی مٹی کو ہمارے لیے حصول طہارت کا ذریعہ بنا دیا گیا"۔ یعنی اللہ تعالی نے زمین کی تمام جگہوں کو نماز کے لیے

غيره تخفيفا عليهم وتيسيرا لهم، بخلاف الأمم السابقة، فإنهم لا يصلون إلا في الكنائس والبِيَع؛ ولذا جاء في بعض روايات هذا الحديث عند أحمد: (وكان مَنْ قبلي إنَّما يُصلون في كنائسهم) وفي رواية أخرى: (ولم يَكن أحَدٌ من الأنبياء يصلِّي حتى يبلغ مِحْرَابه). لكن خُصَّ من عموم هذا الحديث ما نَهَى الشَّارع عن الصلاة فيه، كالحمام والمقبرة وأعطان الأبل والمواضع النجسة. "وجُعلت تُرْبَتُهَا لنا طَهُورا" يعني أن الانتقال إلى التيمم مشروط بعدم وجود الماء، وقد دَلَّ على ذلك أيضا القرآن، قال تعالى: (فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا) [النساء : ٤٣] وهذا محل إجماع من العلماء، ويلحق بفاقد الماء، من تَضرر باستعماله. "وذَكر خِصْلَة أُخرى" ما تقدم خَصْلَتان؛ لأن ما ذُكِر عن الأرض من كَونها مسجدًا وطهورًا خَصْلَة واحدة وأما الثالثة فَمَحْذُوفة هُنا، وجاء ذِكْرُها في رواية النسائي من طريق أبي مالك الراوي هُنا في مسلم قال: (وأُوتِيتُ هؤلاء الآيات آخر سورة البقرة من كَنْز تحت العَرْش لم يُعْطَ منه أحَدٌ قَبْلِي، ولا يُعْطَى منه أحَدٌ بَعْدِي).

موزوں قرار دے دیا۔ چنانچہ نمازی جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے، وہیں نماز ادا کر سکتا ہے اور لوگوں کو سہولت اور آسانی کے پیش نظر کسی جگہ کو نماز کی ادائیگی کے لیے مخصوص نہیں کیا گیا، بخلاف سابقہ امتوں کے۔ وہ لوگ صرف اپنے گرجا گھروں اور کلیساؤں میں نماز پڑھتے تھے۔ اسی لیے مسند احمد میں اس حدیث کی کچھ روایات میں آیا ہے کہ: "مجھ سے پہلے والے لوگ اپنے گرجا گھروں میں نماز پڑھتے تھے"۔ ایک اور روایت میں ہے کہ: "کوئی بھی نبی اس وقت تک نماز نہ پڑھتا جب تک کہ وہ اپنے محرابِ عبادت تک نہ پہنچ جاتا"۔ تاہم اس حدیث کے عموم کی ان مقامات کے ساتھ تخصیص کی گئی ہے، جن میں نماز پڑھنے سے شارع علیہ السلام نے منع فرمایا ہے، جیسے غسل خانہ، قبرستان، اونٹوں کے باڑے اور ناپاک جگہیں۔ "اور اس کی مٹی کو ہمارے لیے حصولِ طہارت کا ذریعہ بنا دیا گیا"۔ یعنی تیمم کی طرف منتقل ہونے کے لیے پانی کا نہ ملنا شرط ہے۔ اس کی دلیل بھی قرآن میں ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: "فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا" (النساء: ٤٣) "ترجمہ: اور تمھیں پانی نہ ملے، تو پاک مٹی کا قصد کرو"۔ اس پر علما کا اجماع ہے۔ جس شخص کو پانی کے استعمال سے کوئی ضرر پہنچتا ہو، اس کا بھی وہی حکم ہے، جو اس شخص کا ہے، جسے پانی دستیاب نہ ہو۔ "اور آپ ﷺ نے ایک اور خصلت کا بھی ذکر فرمایا"۔ ماقبل گزرنے والی عبارت میں دو خصلتوں کا بیان ہے؛ کیوں کہ زمین کے بارے میں جو آیا کہ وہ مسجد ہے اور حصول طہارت کا ذریعہ ہے، یہ دونوں ایک ہی خصلت شمار ہوتی ہیں، جب کہ تیسری خصلت کا یہاں بیان نہیں ہے۔ اس کا ذکر سنن نسائی کی روایت میں ہے، جو اسی راوی یعنی ابو مالک سے مروی ہے، جو مسلم شریف کی اس حدیث کا بھی راوی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے سورۂ بقرہ کی یہ آخری آیات عرش تلے موجود خزانے سے دی گئی ہیں، جس میں سے نہ تو مجھ سے پہلے کسی کو کچھ دیا گیا اور نہ ہی میرے بعد کسی کو اس میں سے دیا جائے گا"۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الطهارة > التيمم

راوي الحديث: رواه مسلم.

التخريج: حذيفة بن اليمان -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: صحيح مسلم.

معاني المفردات:

- تُرْبَتُهَا : تُراب الأرض.
- طَهُورا : هو الطَّهور بذاته، المطهِّر لغيره.

فوائد الحديث:

١. تَفْضِيل نَبِيِّنا -صلى الله عليه وسلم- على سائر الأنبياء، وخصائصُه كثيرة، صنِّفت فيها الكتب، ولعلَّ أوسعها "الخصائص الكبرى" للسيوطي.
٢. فيه أن هذه الأُمَّة خَير الأُمَم، حيث إن الله تعالى خَصها بخصائص لم تكن في الأُمَمِ السابقة.
٣. فيه اصْطِفَاف الملائكة عند قيامهم لطاعة ربهم.

٤. الاقتداء بأفعال الملائكة في صلاتهم وتعبُّداتهم.

٥. فيه أنَّ الأرض كلَّها جُعِلت للنبي -صلى الله عليه وسلم- ولأمَّته مسجدًا، فمن أدركته الصلاة في أي موضع صلى فيه، غير المواضع المنهي عن الصلاة فيها.

٦. فيه أنَّ الله تعالى يسَّر أمْرَ هذا النبيِّ الكريمِ، وَأَمْرَ أمَّته، فجعَل له صعيدَ الأرض طهورًا؛ فقال: "وجعلت تُربتها لنا طهورًا؛ إذا لم نجد الماء."

٧. أنَّ الأصل في الأرض الطهارة؛ فتجوزُ الصلاة فيها، والتيمُّم منها.

٨. أنه لا يصح التيمم مع وجود الماء.

٩. فيه دليل على أنَّ التيمُّم رافعٌ للحدث كالماء؛ لاشتراكهما في الطهورية.

المصادر والمراجع:

صحيح مسلم، تأليف: مسلم بن الحجاج النيسابوري، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت. زاد المعاد في هدي خير العباد، تأليف: محمد بن أبي بكر ابن قيم الجوزية، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت - مكتبة المنار الإسلامية، الكويت، الطبعة: السابعة والعشرون , ١٤١٥هـ/١٩٩٤م. نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار، تأليف: محمد بن علي الشوكاني، تحقيق: عصام الدين الصبابطي، الناشر: دار الحديث، الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: علي بن سلطان القاري، الناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، تأليف: عبيد الله بن محمد المباركفوري، الناشر: إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الطبعة: الثالثة - ١٤٠٤ هـ. توضيح الأحكام مِن بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن عبد الرحمن بن صالح البسام، الناشر: مكتبة الأسدي، مكة المكرّمة الطبعة: الخامِسَة، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م. فتح ذي الجلال والإكرام، شرح بلوغ المرام، تأليف: محمد بن صالح بن محمد العثيمين، الناشر: المكتبة الإسلامية، تحقيق: صبحي بن محمد رمضان، وأم إسراء بنت عرفة. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، الناشر: دار ابن الجوزي الطبعة: الأولى ، ١٤٢٧ هـ١٤٣١هـ.

الرقم الموحد: (10026)

فكانت تأتيني فتحدث عندي، قالت: فلا تجلس عندي مجلسا، إلا قالت: ويوم الوشاح من أعاجيب ربنا ... ألا إنه من بلدة الكفر أنجاني

وہ لونڈی میرے پاس آتی اور مجھ سے باتیں کیا کرتی تھی۔ جب بھی وہ میرے پاس آتی تو یہ ضرور کہتی: ویوم الوشاح من أعاجیب ربنا ألاإنہ من بلدۃ الکفر أنجانی کمر بند کا دن ہمارے رب کی عجیب نشانیوں میں سے ہے۔ اسی نے مجھے کفر کے ملک سے نجات دی۔ (صحیح بخاری)

٧٤٤. الحديث:

عن عائشة -رضي الله عنها- أن وَلِيدَةً كانت سوداء لِحَيٍّ من العرب، فأعتقوها، فكانت معهم، قالت: فخرجت صبية لهم عليها وِشَاحٌ أحمر من سُيُورٍ، قالت: فوضعته -أو وقع منها- فمرت به حُدَيَّاةٌ وهو مُلْقًى، فحسبته لحما فَخَطِفَتْهُ، قالت: فالتمسوه، فلم يجدوه، قالت: فاتهموني به، قالت: فَطَفِقُوا يُفَتِّشُونَ حتى فتشوا قبلها، قالت: والله إني لقائمة معهم، إذ مرت الحدياة فألقته، قالت: فوقع بينهم، قالت: فقلت هذا الذي اتهمتموني به، زعمتم وأنا منه بريئة، وهو ذا هو، قالت: «فجاءت إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فأسلمت»، قالت عائشة: «فكان لها خباء في المسجد -أو حِفْشٌ -» قالت: فكانت تأتيني فتحدث عندي، قالت: فلا تجلس عندي مجلسا، إلا قالت: ويوم الْوِشَاحِ من أعاجيب ربنا ... ألا إنه من بلدة الكفر أنجاني قالت عائشة: فقلت لها ما شأنك، لا تقعدين معي مقعدا إلا قلت هذا؟ قالت: فحدثتني بهذا الحديث.

٧٤٤. حدیث:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عرب کے کسی قبیلہ کی ایک کالی لونڈی تھی۔ انھوں نے اسے آزاد کر دیا تھا اور انہی کے ساتھ رہتی تھی۔ اس نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ان کی ایک لڑکی (جو دلہن تھی) نہانے کو نکلی، اس کا کمر بند سرخ تسموں کا تھا اس نے وہ کمر بند اتار کر رکھ دیا یا اس کے بدن سے گر گیا۔ پھر اس طرف سے ایک چیل گزری جہاں کمر بند پڑا تھا۔ چیل اسے (سرخ رنگ کی وجہ سے) گوشت سمجھ کر جھپٹ لے گئی۔ بعد میں قبیلہ والوں نے اسے بہت تلاش کیا، لیکن کہیں نہ ملا۔ ان لوگوں نے اس کی تہمت مجھ پر لگا دی اور میری تلاشی لینی شروع کر دی، یہاں تک کہ انھوں نے اس کی شرمگاہ تک کی تلاشی لی۔ اس نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم میں ان کے ساتھ اسی حالت میں کھڑی تھی کہ وہی چیل آئی اور اس نے ان کا وہ کمر بند گرا دیا۔ وہ ان کے سامنے ہی گرا۔ میں نے (اسے دیکھ کر) کہا یہی تو تھا جس کی تم مجھ پر تہمت لگاتے تھے۔ تم لوگوں نے مجھ پر اس کا الزام لگایا تھا حالاں کہ میں اس سے پاک تھی۔ یہی تو ہے وہ کمر بند! اس (لونڈی) نے کہا کہ اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اسلام لے آئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس کے لیے مسجد نبوی میں ایک خباء (بڑا خیمہ) لگا دیا گیا۔ (یا یہ کہا کہ) حِفش (چھوٹا سا خیمہ) لگا دیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ وہ لونڈی میرے پاس آتی اور مجھ سے باتیں کیا کرتی تھی۔ جب بھی وہ میرے پاس آتی تو یہ ضرور کہتی: ویوم الوِشَاحِ من أعاجیب ربنا ألاإنہ من بلدۃ الکفر أنجانی کہ کمر بند کا دن ہمارے رب کی عجیب نشانیوں میں سے ہے۔ اسی نے مجھے کفر کے ملک سے نجات دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے کہا، آخر بات کیا ہے؟ جب بھی تم میرے پاس بیٹھتی ہو تو یہ شعر ضرور کہتی ہو۔ آپ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر اس نے مجھے یہ قصہ سنایا۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

يبين الحديث الشريف سبب إسلام إحدى الجواري وأنها اتهمت من قبل الحي بسرقتها لوشاح صغير لهم

اجمالی معنی:

اس حدیث میں ایک لڑکی کے قبول اسلام کی وجہ کو بیان کیا جا رہا ہے۔ اس کے قبیلے کی طرف سے اس پر ایک چھوٹے سے ہار کی چوری کی تہمت لگائی گئی جس کو ایک چیل

مع أن الذي التقطه الحدأة بسبب لونه الأحمر، وهي تلتقط ما لونه أحمر، وقاموا بتجريدها ليفتشوها، ثم قدر الله -تعالى- في وقت تفتيشها أن الحدأة ألقت الوشاح بينهم فعرفوا براءتها حينئذٍ، ثم إنها ذهبت للنبي -عليه الصلاة والسلام- وأسلمت وجعلت سكنها في المسجد وهو بيت صغير تأوي إليه، وكانت دائماً ما تذكر هذه الحادثة لأم المؤمنين عائشة -رضي الله عنها- وتنشد هذا البيت مصداقاً للحادثة: ويوم الْوِشَاحِ من أعاجيب ربنا ... ألا إنه من بلدة الكفر أنجاني. أي أن ما حصل في يوم الوشاح من العجائب التي قدرها الله -تعالى-، وهو -سبحانه- أنقذني من بلاد الكفر بعد هذه الحادثة.

سرخ رنگ کی وجہ سے لے اڑی تھی۔ قبیلے والے اس کے کپڑے اتار کر اس کی تلاشی لی۔ اللہ کی قدرت کہ عین تلاشی کے وقت اس چیل نے وہ ہاران کے درمیان پھینک دیا تو وہ اس کی بے گناہی کو جان گیے۔ وہ لڑکی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اُس نے اسلام قبول کر لیا اور گھر چھوٹا ہونے کی وجہ سے اسے مسجد میں رہائش دے دی گئی۔ وہ اس حادثہ کو ہمیشہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتی اور اس حادثہ کی مناسبت سے یہ شعر پڑھا کرتی: ویوم الْوِشَاحِ من أعاجيب ربنا ألا إنہ من بلدة الكفر أنجاني۔ (کمر بند کا دن ہمارے رب کی عجیب نشانیوں میں سے ہے۔ اسی نے مجھے کفر کے ملک سے نجات دی) یعنی کمر بند ملنے والا دن اللہ تعالی کی عجیب قدرتوں میں سے ہے کہ اس نے مجھے اس واقعہ کے بعد کفر کے ملک سے بچالیا۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام المساجد

راوي الحديث: رواه البخاري.

التخريج: عائشة بنت أبي بكر الصديق -رضي الله عنهما-

مصدر متن الحديث: صحيح البخاري.

معاني المفردات:

- وليدة : الأمة الصبية إلى أن تبلغ، جمعها: ولائد.
- وشاح : خيطان من لؤلؤ وجوهر منظومان يخالف بينهما، معطوف أحدهما على الآخر، تشده المرأة بين عاتقها وجنبها.
- حديّاةُ : تصغير: حدأة، اسم لطائر.
- خِباء : الخيمة تكون من وبر أو صوف، وقد تكون من شعر، جمعها أخبية، مثل كساء وأكسية، وتكون على عمودين أو ثلاثة، وما فوق ذلك فهو بيت.
- حفش : البيت الصغير.
- أعاجيب : واحدها أعجوبة، الأمر المستغرب.

فوائد الحديث:

١. هذه الوليدة السوداء كانت لحي من العرب، فأعتقوها، فجاءت إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- فأسلمت، فكان لها خباء في المسجد النبوي، فكانت تأتي إلى عائشة فتتحدث عندها، فهي صحابية وإلم نعرف اسمها.

٢. جواز الإقامة، والمنام في المسجد حتى من النساء، لاسيما لمن لم يكن له مأوى يقيم فيه، كما كان أهل الصُّفة ملازمين صفة في مسجده -صلى الله عليه وسلم.-

٣. جواز ضرب الخباء والخيمة في المسجد، للمقيم فيه والمعتكف، إذا لم يضيق على المصلين، فإن ضيَّق أزيل؛ لأنَّ حاجتهم العامة إلى العبادة مقدمة على حاجته الخاصة.

المصادر والمراجع:

صحيح البخاري، لأبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ. توضيح الأحكام من بلوغ المرام، لعبدالله بن عبد الرحمن البسام، مكتبة الأسدي، مكة، ط الخامسة ١٤٢٣هـ. منحة العلام في شرح بلوغ المرام، تأليف: عبد الله بن صالح الفوزان، ط ١، ١٤٢٧هـ، دار ابن الجوزي . فتح ذي الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام، للشيخ ابن عثيمين، المكتبة الإسلامية، القاهرة، تحقيق صبحي رمضان وأم إسراء بيومي- الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

الرقم الموحد: (10895)

فلولا صَلَّيْتَ بِسَبِّح اسم ربك الأعلى، والشمس وَضحَاهَا، والليل إذا يغشى؟ فإنه يصَلِّي وراءك الكبير والضعيف وذو الحاجة

تم نے 'سبّح اسم ربک الاعلی'، 'والشمس وضحاہا'، اور 'واللیل إذا یغشی' (جیسی سورتیں) پڑھ کر نماز کیوں نہیں پڑھائی، کیوں کہ تمہارے پیچھے بوڑھے، کمزور اور حاجت مند بھی نماز پڑھتے ہیں۔

٧٤٥. الحديث:

عن جابر بن عبد الله -رضي الله عنهما- «أن مُعَاذَ بْنَ جَبَل: كان يُصَلِّي مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- العِشاء الآخرة، ثم يرجع إلى قومه، فيُصَلِّي بهم تلك الصلاة ...». وفي رواية: أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال لِمُعَاذٍ: «فلولا صَلَّيْتَ بِسَبِّح اسم ربك الأعلى، والشمس وَضُحَاهَا، والليل إذا يغشى، فإنه يُصَلِّي وراءك الكبير والضعيف وذو الحاجة».

٧٤٥. حدیث:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ (فرض) نماز پڑھتے پھر واپس جا کر اپنی قوم کے لوگوں کو (وہی) نماز پڑھایا کرتے تھے۔۔۔۔۔۔۔ایک اور روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم نے 'سبّح اسم ربک الاعلی'، 'والشمس وضحاہا'، اور 'واللیل إذا یغشی' (جیسی سورتیں) پڑھ کر نماز کیوں نہیں پڑھائی، کیوں کہ تمہارے پیچھے بوڑھے، کمزور اور حاجت مند بھی نماز پڑھتے ہیں۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ: صحیح

المعنى الإجمالي:

كانت منازل بني سَلِمة، جماعة مُعَاذ بْن جَبَل الأنصاري في طرف المدينة، وكان مُعَاذ -رضي الله عنه- شديد الرغبة في الخير، فكان يحرص على شهود الصلاة مع النبي -صلى الله عليه وسلم-، لمحبته له ورغبته في التعلم، ثم بعد أن يؤدي الفريضة خلف النبي -صلى الله عليه وسلم-، يَخرج إلى قومه فيصلي بهم تلك الصلاة، فتكون نافلة بحقه، فريضة بحق قومه، وكان ذلك بعلم النبي -صلى الله عليه وسلم-، فيقره عليه، لكنه أطال القراءة مرة، والشرع الإسلامي يتصف بالسماحة واليسر وعدم التشديد؛ لأن التشديد والتعسير من مساوئهما التنفير. ولما بلغ النبي -صلى الله عليه وسلم- أن مُعاذاً يطيل القراءة أرشده إلى التخفيف مادام إماماً، وضرب له مثلا بقراءة متوسط المُفَصّل "سبح اسم ربك الأعلى"، "والشمس وضحاها"، "والليل إذا يغشى"؛ لأنه يأتم به الكبار المسنون، والضعفاء، وأصحاب الحاجات ممن يشق عليهم التطويل، فيحسن الرفق بهم ومراعاتهم بالتخفيف، أما إذا كان المسلم يصلي وحده، فله أن يطول ما شاء.

اجمالی معنی:

معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ مدینہ کے ایک گوشے میں بنی سلمہ کے گھروں کی جماعت کراتے تھے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ خیر کے کاموں میں بہت رغبت رکھتے تھے اس لیے وہ رسول اللہ ﷺ سے محبت اور آپ ﷺ سے دین سیکھنے کے شوق کی وجہ سے نبی ﷺ کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنے کا بڑا حرص رکھتے۔ فرض نماز نبی کریم ﷺ کے پیچھے ادا کرنے کے بعد وہاں سے نکلتے اور اپنی قوم کے پاس آ کر وہی نماز انہیں پڑھاتے۔ جو ان کے لیے نفل ہو جاتی اور لوگوں کی فرض ہو جاتی۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم تھا اور آپ ﷺ نے اس کو برقرار رکھا، لیکن ایک دفعہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے لمبی قرأت کر دی، جب کہ شریعت اسلامیہ سہولت، آسانی اور عدم شدت جیسے اوصاف سے متصف ہے کیوں کہ سختی اور تنگی (لوگوں کو) متنفر کر دیتی ہے۔ جب نبی ﷺ کو یہ بات پہنچی کہ معاذ رضی اللہ عنہ لمبی قرأت کرتے ہیں تو انھیں بطور امام قرأت میں تخفیف کی ہدایت دی اور متوسط قرأت کے لیے ان کے سامنے مفصلات "سبح اسم ربک الاعلی"، "والشمس وضحاہا"، "واللیل إذا یغشی" جیسی سورتیں بطور مثال بیان کیں۔ کیوں کہ ان کی اقتدا میں سن رشیدہ بوڑھے، کمزور اور ضرورت مند لوگ ہوتے ہیں جن پر لمبی قرأت گراں گزرتی ہے لہذا ان کے ساتھ نرمی اور تخفیف والا معاملہ کرنا بہتر ہے۔ ہاں جب کوئی مسلمان اکیلے نماز ادا کرے تو پھر اپنی مرضی کے مطابق لمبی قرأت کر سکتا ہے۔

التصنيف: الفقه وأصوله > فقه العبادات > الصلاة > أحكام الإمام والمأموم
راوي الحديث: متفق عليه.
التخريج: جابِر بن عبد الله -رضي الله عنهما-
مصدر متن الحديث: عمدة الأحكام.

معاني المفردات:

- عِشاء الآخرة : الوصف بالآخرة خرج على اعتبار أنها إحدى صلاتي المساء وهما المغرب والعشاء.
- فلولا : أداة حض، بمعنى هلا.
- صلّيت : قرأت في صلاتك، وأطلق الصلاة على القراءة؛ لأن القراءة جزء من الصلاة.
- ب(سبح اسم ربك الأعلى) : بسورة الأعلى.
- وراءك : خلفك مؤتما بك.
- الكبير : المسن الذي يشق عليه طول القيام.
- الضعيف : ضعيف القوة لصغر أو هزال أو مرض.
- ذو الحاجة : ذو الشُغُل المحتاج إلى التخفيف.

فوائد الحديث:

١. أن المتوسط في القراءة في الصلاة هذه السور المذكورة في الحديث، وأمثالها.
٢. أنه يستحب للإمام مراعاة الضعفاء، بتخفيف الصلاة في حال ائتمامهم به.
٣. أن سياسة الناس بالرفق واللين، هي السياسة الرشيدة التي تحبب إليهم ولاتهم وعمالهم.
٤. حسن تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم- لأصحابه.
٥. رأفته -صلى الله عليه وسلم- بأمته، لاسيما الضعفاء منهم، وأصحاب الحاجات.
٦. جواز إمامة المتنفل بالمفترض، وأنه ليس من المخالفة المنهي عنها.
٧. جواز إمامة المفترض بالمتنفل بطريق الأولى.
٨. جواز إعادة الصلاة المكتوبة، لاسيما إذا كان هناك مصلحة، بأن يكون قارئاً فيؤم غير قارىء، أو يدخل المسجد بعد أن صلى منفرداً فيجد جماعة، وتكون صلاته الثانية نفلا.
٩. حسن تعليم النبي -صلى الله عليه وسلم-، حيث يقرن الحكم بعلته؛ ليعرف وجه الحكمة فيه وليزداد المؤمن طُمأنينة.
١٠. مشروعية انتظار الإمام الراتب ولو تأخر عن أول الوقت؛ لأن مدة صلاته مع النبي -صلى الله عليه وسلم- مع الانتظار يأخذ شيئاً من الوقت.
١١. مشروعية التخفيف في صلاة العشاء؛ لأنها السبب في الأمر بالتخفيف.

المصادر والمراجع:

تيسير العلام شرح عمدة الأحكام، للبسام، حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وصنع فهارسه: محمد صبحي بن حسن حلاق، ط١٠، مكتبة الصحابة، الإمارات - مكتبة التابعين، القاهرة، ١٤٢٦هـ تنبيه الأفهام شرح عمدة الأحكام، لابن عثيمين، ط١، مكتبة الصحابة، الإمارات، ١٤٢٦هـ عمدة الأحكام من كلام خير الأنام صلى الله عليه وسلم، لعبد الغني المقدسي، دراسة وتحقيق: محمود الأرناؤوط، مراجعة وتقديم: عبد القادر الأرناؤوط، ط٢، دار الثقافة العربية، دمشق، بيروت، مؤسسة قرطبة، ١٤٠٨ هـ صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، ط١، دار طوق النجاة، (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي)، ١٤٢٢هـ صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٤٢٣هـ تأسيس الأحكام للنجمي، نسخة مصورة بي دي اف لم أجد عليها بيانات الطبع. فتاوى اللجنة الدائمة، اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء- جمع وترتيب: أحمد بن عبد الرزاق الدويش.

الرقم الموحد: (5392)

فناء أمتي بالطعن والطاعون

میری امت کی ہلاکت، طعنہ زنی اور طاعون میں ہے۔

٧٤٦. الحديث:

عن أبي موسى -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «فَنَاءُ أُمَّتِي بالطَّعْن والطَّاعون». فقيل: يا رسول الله، هذا الطَّعْنُ قد عَرَفْناه، فما الطَّاعون؟ قال: «وَخزُ أعدائِكم مِن الجِنِّ، وفي كلٍّ شُهَداء».

٧٤٦. حدیث :

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”میری امت کی ہلاکت، طعنہ زنی اور طاعون میں ہے“۔ کسی نے کہا : اے اللہ کے رسول! طعنہ زنی کو تو ہم جانتے ہیں، طاعون کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا : ”یہ تمہارے دشمن جنات کا طعنہ ہے۔ اور (طاعون ہو یا طعنہ زنی) ہر ایک میں شہداء ہیں“۔

درجة الحديث: صحيح

حدیث کا درجہ : صحیح

المعنى الإجمالي:

يذكر النبي -صلى الله عليه وسلم- أن موت أكثر هذه الأمة بشيئين: الأول: القتل بالسلاح فيما يكون بينهم وبين الكفار من الحروب، وفيما يكون بين بعضهم بعضًا من الفتن التي تحدث بين المسلمين. والثاني: بالطاعون، وهو موت ذريع فاشٍ، سببه طعن أعداء المسلمين من الجن الكفرة، ولا منافاة بين ذلك وبين وجود أثر ملازم للطاعون من جراثيم ونحوها، فتكون علامة مصاحبة يعرف به الطاعون الذي سببه وخز الجن، ومن يموت بأحد هذين النوعين: القتل والطاعون، فهو شهيد. وقيل: إن المقصود الدعاء بذلك، أي: أن النبي صلى الله عليه وسلم دعا لأمته بأن يموتوا بأحد هذين النوعين حتى ينالوا الشهادة، والصواب الأول، والله أعلم.

اجمالی معنی :

نبی ﷺ اس بات کی خبر دے رہے ہیں کہ اس امت کے اکثر افراد کی موت و ہلاکت، دو چیزوں سے ہوگی : پہلی یہ کہ ان کے اور کفار کے درمیان ہونے والی جنگوں میں ہتھیاروں سے ان کے قتل اور خود مسلمانوں کے درمیان وقوع پذیر ہونے والے فتنوں میں ایک دوسرے کو قتل کی وجہ سے ہو ہوگا۔ دوسری چیز طاعون ہے جو انتہائی تیزی سے پھیلنے والی موت ہے اور یہ مسلمانوں کے دشمن کافر جنات کی طعنہ زنی کے سبب ہوتی ہے اور جس مسلمان کی قتل یا طاعون سے موت واقع ہوجائے تو وہ شہید کا درجہ پائے گا۔ اس حدیث کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اس سے دعاء مقصود ہے یعنی نبی ﷺ نے اپنی امت کے حق میں دعا فرمائی کہ ان دو قسموں میں سے کسی ایک کے ذریعہ انہیں موت نصیب ہو تاکہ انہیں شہادت کا مرتبہ حاصل ہو، تاہم پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی سب سے زیادہ جاننے والی ہے!

التصنيف: الفقه وأصوله > الطب والتداوي والرقية الشرعية

راوي الحديث: رواه أحمد.

التخريج: أبو مُوسَى عبد الله بن قيس الأشعري -رضي الله عنه-

مصدر متن الحديث: مسند أحمد.

معاني المفردات:

- فناء : موت.
- الطعن : القتل.
- الطاعون : الموت الذريع الفاشي بوباء يكون من الجن.
- وَخز : الطعن بالرمح ونحوه ولا يكون نافذا.

فوائد الحديث:

١. أكثر موت هذه الأمة بالقتل والطاعون.

٢. الطاعون سببه طعن أعدائنا من كفرة الجن.

٣. أن الموت بالقتل والطاعون شهادة, وفيه تبشير الأمة بكثرة الشهداء فيهم.

المصادر والمراجع:

-مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقيق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، نشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ- ٢٠٠١م. -التنوير شرح الجامع الصغير، لمحمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد الحسني، الكحلاني الأمير الصنعاني، المحقق: د. محمَّد إسحاق محمَّد إبراهيم، الناشر: مكتبة دار السلام، الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ- ٢٠١١ م. -إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، لأحمد بن محمد بن أبى بكر بن عبد الملك القسطلاني القتيبي المصري، الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية، مصر، الطبعة: السابعة، ١٣٢٣ هـ -مختار الصحاح، لزين الدين أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن عبد القادر الحنفي الرازي، تحقيق: يوسف الشيخ محمد، نشر: المكتبة العصرية - الدار النموذجية، بيروت – صيدا، لطبعة: الخامسة، ١٤٢٠هـ/ ١٩٩٩م. -فيض القدير شرح الجامع الصغير, زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري , الناشر: المكتبة التجارية الكبرى - مصر, الطبعة: الأولى، ١٣٥٦ -إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل, محمد ناصر الدين الألباني, إشراف: زهير الشاويش, المكتب الإسلامي – بيروت, الطبعة: الثانية ١٤٠٥ هـ- ١٩٨٥م. -شرح سنن النسائي المسمى «ذخيرة العقبى في شرح المجتبى»، المؤلف: محمد بن علي بن آدم الإثيوبي الوَلَّوِي، الناشر: دار المعراج الدولية للنشر - دار آل بروم للنشر والتوزيع, الطبعة الأولى, ١٤١٦- ١٤٢٤.

الرقم الموحد: (10568)

المحتويات

أحاديث الفقه وأصوله ....

أَرَأَيتَ إنْ قُتِلْتُ في سَبِيلِ اللهِ، أَتُكَفَّرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ ١

مجھے یہ بتائیں کہ اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف کر دیے جائیں گے ؟ ١

أَرَى رُؤْيَاكُمْ قد تَوَاطَأَتْ في السبع الأواخر، فمن كان مُتَحَرِّيَهَا فَلْيَتَحَرَّهَا في السبع الأواخر ٣

میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے سب کے خواب آخری سات تاریخوں پر متفق ہو گئے ہیں۔ اس لیے جسے اس (شب قدر) کی تلاش ہو وہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔ ٣

أَسْرِعُوا بِالْجِنَازَةِ فإنها إن تَكُ صالحة: فخير تُقَدِّمُونَهَا إليه، وإن تَكُ سِوى ذلك: فشرٌّ تَضَعُونَهُ عن رِقَابِكُمْ ٥

جنازے میں جلدی کرو۔ اگر وہ اچھا شخص تھا تو تم اس کو بھلائی کی طرف بڑھا رہے ہو اور اگر کچھ اور تھا تو شر کو اپنی گردنوں سے ہٹا رہے ہو۔ ٥

أَمَرَنَا رَسُولُ الله -صلى الله عليه وسلم- بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ ٧

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا تھا اور سات چیزوں سے ہم کو منع فرمایا تھا۔ ٧

أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ ١٠

اگر اپنے مال کا ایک حصہ اپنے پاس ہی باقی رکھو تو تمہارے حق میں یہ بہتر ہے۔ ١٠

أَنْفَجْنَا أَرْنَباً بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغَبُوا ١٢

ہم نے مر ظہران کے مقام پر ایک خرگوش کا پیچھا کیا۔ کچھ لوگ اس کے پیچھے بھاگے، لیکن تھک کر رک گئے۔ ١٢

أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ، فَجَلَدَهُ بِجَرِيدَةٍ نَحْوَ أَرْبَعِينَ ١٤

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کو حاضر کیا گیا، جس نے شراب پی رکھی تھی، آپ ﷺ نے اسے کھجور کی ٹہنی سے لگ بھگ چالیس کوڑے مارے۔ ١٤

أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- قَطَعَ فِي مِجَنٍّ قيمته ثلاثة دراهم ١٦

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال (کی چوری) پر ہاتھ کاٹا تھا، جس کی قیمت ١٦

أَنَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عَنْ النَّذْرِ، وَقَالَ: إنَّ النَّذْرَ لا يَأْتِي بِخَيْرٍ، وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنْ الْبَخِيلِ ١٨

آپ ﷺ نے نذر ماننے سے منع کیا اور فرمایا کہ "نذر کوئی بھلائی نہیں لاتی۔ اس کے ذریعے تو بس کنجوس آدمی سے مال نکلوالیا جاتا ہے"۔ ١٨

أَنَّ امْرَأَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- مَقْتُولَةً ٢٠

نبی ﷺ کے کسی غزوے میں ایک عورت مقتولہ پائی گئی۔ ٢٠

أَنَّ جَارِيَةً وُجِدَ رَأْسُهَا مَرْضُوضاً بَيْنَ حَجَرَيْنِ ٢٢

ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا گیا تھا۔ ٢٢

أَنَّ رَسُولَ الله-صلى الله عليه وسلم- كَانَ يُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ يَبْعَثُ فِي السَّرَايَا لأَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً سِوَى قَسْمِ عَامَّةِ الْجَيْشِ ٢٤

رسول اللہ ﷺ بعض سرایا کے موقع پر اس میں شریک ہونے والوں کو غنیمت کے عام حصوں کے علاوہ اپنے طور پر بھی دیا کرتے تھے۔ ٢٤

أَنَّ رَسُولَ الله -صلى الله عليه وسلم- سَمِعَ جَلَبَةَ خَصْمٍ بِبَابِ حُجْرَتِهِ ٢٥

رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑے کا شور سنا۔ ٢٥

أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ -رضي الله عنهما-، شَكَوَا الْقَمْلَ إِلَى رَسُولِ الله -صلى الله عليه وسلم- ٢٧

عبدالرحمن بن عوف اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے جوؤں کی شکایت کی۔ ٢٧

أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ: سَأَلَتِ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَتْ: إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلاةَ؟ قَالَ: لا، إِنَّ ذَلِكَ عِرْقٌ، وَلَكِنْ دَعِي الصَّلاةَ قَدْرَ الأَيَّامِ الَّتِي كُنْتِ تَحِيضِينَ فِيهَا، ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي ٢٩

فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھے استحاضہ کا خون آتا ہے اور میں پاک نہیں ہو پاتی، تو کیا میں نماز چھوڑ دیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ یہ تو ایک رگ کا خون ہے۔ ہاں اتنے دن نماز ضرور چھوڑ دیا کرو، جن میں اس بیماری سے پہلے تمھیں حیض آیا کرتا تھا۔ پھر غسل کر کے نماز پڑھا کرو۔ ٢٩
أَنَّ قُرَيْشاً أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ ٣١
قریش کو اس مخزومی عورت کے معاملہ نے، جس نے چوری کا ارتکاب کیا تھا، فکر مند کر دیا ٣١
أَيُّ الصَّدَقةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قال: أَنْ تَصدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ، تَخْشَى الفَقْرَ وتَأْمَلُ الغِنَى، ولا تُمْهِلُ حتى إذا بَلَغَتِ الحُلْقُومَ قُلْتَ لفلانٍ كَذَا ولفلانٍ كَذَا، وقد كان لفلانٍ ٣٤
کس طرح کے صدقہ میں سب سے زیادہ ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس صدقہ میں جسے تم صحت کے ساتھ بخل کے باوجود کرو، تمہیں ایک طرف تو فقیری کا ڈر ہو اور دوسری طرف مال دار بننے کی امید ہو اور (اس صدقہ خیرات میں) سستی نہیں ہونی چاہیے کہ جب جان حلق تک آجائے تو اس وقت تم کہنے لگو کہ فلاں کے لیے اتنا اور فلاں کے لیے اتنا ہے حالانکہ وہ تو فلاں کا ہو چکا ہو گا۔ ٣٤
أَيُّهَا النَّاسُ، لا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَاسْأَلُوا اللهَ الْعَافِيَةَ ٣٦
لوگو! دشمنوں سے مڈبھیڑ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو۔ ٣٦
أُمِرْتُ أن أسجدَ على سبعةِ أَعْظُم ٣٨
مجھے حکم دیا گیا کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں۔ ٣٨
أبغض الحلال إلى الله -تعالى- الطلاق ٤٠
حلال چیزوں میں اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند طلاق ہے۔ ٤٠
أُتِي النبي -صلى الله عليه وسلم- برجل قد شرب خمرًا، قال: «اضربوه». ٤٢
نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ آپ نے فرمایا: "اسے مارو۔" ٤٢
أُتي عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه- في رجل تزوج امرأة ولم يفرض لها، فتوفي قبل أن يدخل بها، فقال عبد الله: سلوا هل تجدون فيها أثرا؟ قالوا: يا أبا عبد الرحمن، ما نجد فيها -يعني أثرًا- قال: أقول برأيي فإن كان صوابا فمن الله ٤٤
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک ایسے شخص کا معاملہ پیش کیا گیا جس نے ایک عورت سے شادی تو کی لیکن اس کا مہر متعین نہ کیا اور اس سے خلوت سے پہلے مر گیا، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگوں سے پوچھو کہ کیا تم لوگوں کے سامنے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) ایسا کوئی معاملہ پیش آیا ہے؟ لوگوں نے کہا: اے ابو عبد الرحمن! ہم کوئی ایسی نظیر نہیں پاتے۔ تو انہوں نے کہا: میں اپنی عقل و رائے سے کہتا ہوں اگر درست ہو تو سمجھو کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے ٤٤
أتيت النبي -صلى الله عليه وسلم- وهو في قُبَّةٍ له حمراء من أدم، فخرج بلال بوضوء فمن ناضح ونائل ٤٦
میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ چمڑے سے بنے ایک سرخ خیمے میں مقیم تھے۔ اتنے میں بلال رضی اللہ عنہ (آپ ﷺ کے) وضو کا پانی لے کر نکلے، تو کوئی ان سے براہ راست یہ پانی لے رہا تھا اور کوئی اس سے یہ پانی لے رہا تھا جس نے ان سے لیا تھا۔ ٤٦
أتيت النبي -صلى الله عليه وسلم- وهو يستاك بسواك رطب، قال: وطرف السواك على لسانه، وهو يقول: أع، أع، والسواك في فيه، كأنه يتهوع .. ٤٨
میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ ایک تر مسواک کر رہے تھے۔ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مسواک کا کنارہ آپ ﷺ کی زبان پر تھا اور آپ مسواک منہ میں لے کر منہ سے اس طرح اع، اع کی آواز نکال رہے تھے، جیسے آپ ﷺ قے کر رہے ہوں۔ ٤٨
أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وأَعْفُوا اللِّحَى ٥٠
مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ ٥٠
أرضعيه تحرمي عليه، ويذهب الذي في نفس أبي حذيفة ٥٢
تم (سالم کو) دودھ پلا دو، تم اس کے اوپر حرام ہو جاؤ گی اور وہ (کراہت) جو ابو حذیفہ کے دل میں ہے ختم ہو جائے گی۔ ٥٢
أصبت السنة، وأجزأتك صلاتك ٥٤

تو نے سنت کو پالیا اور تیری نماز تجھے کافی ہو گئی۔ ٥٤
أصيب سعد يوم الخندق، رماه رجل من قريش، يقال له حبان بن العرقة، رماه في الأكحل، فضرب النبي -صلى الله عليه وسلم- خيمة في المسجد ليعوده من قريب ٥٦
غزوۂ خندق کے دن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے، قبیلۂ قریش کے ایک شخص حبان بن عرقہ نامی نے ان پر تیر چلایا تھا اور وہ ان کے بازو کی رگ میں آ کے لگا تھا، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے مسجد میں ایک خیمہ لگایا تاکہ آپ قریب سے ان کی عیادت کر سکیں۔ ٥٦
أَعْطُوه، فإن خَيْرَكم أَحْسَنُكُم قَضَاء ٥٩
اسے دے دو اس لیے کہ بہتر لوگ وہ ہیں جو اپنے قرض کی ادائیگی میں بہتر ہوں۔ ٥٩
أعتم النبي -صلى الله عليه وسلم- بالعشاء، فخرج عمر, فقال: الصلاة , يا رسول الله، رقد النساء والصبيان، فخرج ورأسه يقطر يقول: لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بهذه الصلاة هذه الساعة ٦١
نبی ﷺ نے (ایک دن) عشا کی نماز میں تاخیر فرما دی۔ عمر رضی اللہ عنہ نکلے اور کہنے لگے : "یا رسول اللہ! نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائیے۔ عورتیں اور بچے سو چکے ہیں"۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، اس حال میں کہ آپ ﷺ کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا اور آپ ﷺ فرما رہے تھے : "اگر مجھے اپنی امت کے دشواری میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا، تو میں انھیں حکم دیتا کہ وہ اس گھڑی میں یہ نماز پڑھا کریں"۔ ٦١
أفضل الصَّدَقَات ظِلُّ فُسْطَاطٍ في سَبِيل الله ومَنِيحَةُ خَادِمٍ في سَبِيل الله، أو طَرُوقَةُ فَحْلٍ في سَبِيل الله ٦٣
بہترین صدقہ اللہ کی راہ میں سایہ دار خیمہ لگانا، یا اللہ کے راستے میں کسی خادم کا عطیہ دینا، یا اللہ کے راستے میں جوان اونٹنی دینا ہے ٦٣
أقبلت راكبا على حِمار أَتَانٍ، وأنا يومئذ قد نَاهَزْتُ الاحْتِلامَ، ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصلِّي بالناس بِمِنًى إلى غير جِدار..............٦٥
میں گدھی پر سوار ہو کر آیا اور ان دنوں میں قریب البلوغت تھا۔ رسول اللہ ﷺ منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے اور آپ ﷺ کے سامنے کوئی دیوار نہیں تھی۔ میں صف کے ایک حصے کے آگے سے گزرا اور پھر نیچے اتر آیا۔ میں نے گدھی چرنے کے لیے چھوڑ دی اور خود صف میں شامل ہو گیا۔ کسی نے مجھ پر اعتراض نہیں کیا۔ ٦٥
أَكْثَرْتُ عليكم في السِّوَاك ٦٧
"میں نے مسواک کے سلسلے میں تم لوگوں سے بارہا کہا ہے"۔ ٦٧
أكان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصوم من كل شهر ثلاثة أيام؟ قالت: نعم ٦٨
کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے تین دن کے روزے رکھا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ 'ہاں'۔ ٦٨
أكل المحرم من صيدٍ لم يُصَد لأجله ولا أعان على صيده ٧٠
محرم شخص کا ایسے شکار کے گوشت کو کھانا جو اس کے لیے شکار نہ کیا گیا ہو اور نہ ہی اس نے اس کے شکار میں کوئی مدد کی ہو۔ ٧٠
ألا تحدثيني عن مرض رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؟ قالت: بلى، ثقل النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: أصلى الناس؟ قلنا: لا، هم ينتظرونك ٧٣
کیا آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی بیماری کی حالت نہیں بتائیں گی؟ انھوں نے فرمایا : ہاں ضرور! سن لو۔ آپ ﷺ کا مرض بڑھ گیا۔ تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کی : جی نہیں یا رسول اللہ! لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ ٧٣
ألا لا يبيتن رجل عند امرأة ثيب، إلا أن يكون ناكحًا أو ذا محرم ٧٦
خبردار! کوئی بھی آدمی کسی بیوہ عورت کے پاس رات نہ گزارے، ہاں مگر وہ اس سے نکاح کیا ہو، یا ایسا قریبی رشتہ دار ہو جس کے ساتھ اس کا نکاح جائز نہ ہو۔ ٧٦
ألحقوا الفرائض بأهلها، فما بقي فهو لأولى رجل ذكر ٧٨
میراث کے حصے جو (قرآن کریم میں) متعین کیے گیے ہیں ان کے حصہ داروں کو دو پھر جو کچھ بچے وہ میت کے قریب ترین مرد رشتہ داروں (عصبہ) کا حق ہے۔ ٧٨
أما إنك لو أعطيتها أخوالك كان أعظم لأجرك ٨٠
اگر تو اسے اپنے ماموؤں کو دے دیتی تو تیرے لیے زیادہ اجر کا باعث ہوتا ٨٠
أما علمت أن الإسلام يهدم ما كان قبله، وأن الهجرة تهدم ما كان قبلها، وأن الحج يهدم ما كان قبله؟ ٨٢

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اسلام اپنے سے پہلے تمام گناہ کو منہدم کرتا ہے اور ہجرت اپنے سے پہلے کے گناہ کو ختم کردیتی ہے اور حج اپنے سے پہلے کے گناہ کو ختم کرتا ہے؟۔ ٨٢
أما هذا فقد ملأ يده من الخير ٨٧
اس نے اپنے ہاتھ خیر سے بھر لیے ہیں۔ ٨٧
أما يخشى الذي يرفع رأسه قبل الإمام أن يحول الله رأسه رأس حمار, أو يجعل صورته صورة حمار؟ ٨٩
وہ آدمی جو امام سے پہلے (رکوع و سجود سے) سر اٹھا لیتا ہے کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کے سر میں یا اس کی شکل کو گدھے کی شکل میں تبدیل کر دے؟ ٨٩
أمر بلال أن يشفع الأذان, ويوتر الإقامة ٩١
بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اذان کے کلمات کو دو دو دفعہ اور اقامت کے کلمات کو ایک ایک دفعہ کہیں۔ ٩١
أمر رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ببناء المساجد في الدور، وأن تنظف ٩٣
رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مسجد بنانے اور انھیں صاف رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ٩٣
أمرت أن أسجد على سبعة أعظم على الجبهة، وأشار بيده على أنفه واليدين والركبتين، وأطراف القدمين ولا نكفت الثياب والشعر ٩٥
مجھے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔ پیشانی پر اور اپنے ہاتھ سے ناک کی طرف اشارہ کیا اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر۔ اور یہ کہ ہم اپنے کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔ ٩٥
أمرنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن نخرج في العيدين الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ، وأمر الحُيَّض أن يَعْتَزِلْنَ مُصلّى المسلمين.................. ٩٧
رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عیدین (کی نماز) کے لیے بالغ اور پردہ نشین عورتوں کو لے کر جائیں اور حکم دیا کہ حیض والی عورتیں مسلمانوں کی نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔ ٩٧
أمرني رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أن أقوم على بدنه، وأن أتصدق بلحمها وجلودها وأجلتها، وأن لا أعطي الجزار منها شيئًا ٩٩
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے قربانی کے اونٹوں کی نگرانی کروں اور ان کے گوشت، کھالوں اور جھولوں کو صدقہ کروں، نیز ان میں سے قصاب کو بہ طور اجرت کچھ بھی نہ دوں۔ ٩٩
أميطي عنا قرامك هذا، فإنه لا تزال تصاويره تعرض في صلاتي.. ١٠١
میرے سامنے سے اپنا یہ پردہ ہٹا دو۔ کیونکہ اس پر نقش شدہ تصاویر برابر میری نماز میں خلل انداز ہوتی رہی ہیں۔ ١٠١
أنَّ النَّبي -صلى الله عليه وسلم- أُتِيَ بصبي، فبال على ثوبه, فدعا بماء, فأَتبَعَه إِيَّاه ١٠٣
نبی ﷺ کے پاس ایک بچہ لایا گیا۔ اس نے آپ ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ اس پر آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور اسے اس (پیشاب کی جگہ) پر بہا دیا۔ ١٠٣
أنَّ النبي -صلى الله عليه وسلم- دخل المسجد، فدخل رجل فصلَّى، ثم جاء فسلَّم على النبي -صلى الله عليه وسلم- فقال: ارجع فصلِّ، فإنك لم تُصَلِّ ١٠٥
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے، تو ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، اس نے نماز پڑھی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سلام کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ پھر سے نماز پڑھو، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ ١٠٥
أنَّ رَسُولَ الله -صلى الله عليه وسلم- قَسَمَ فِي النَّفَلِ: لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ، وَلِلرَّجُلِ سَهْمًا ١٠٨
رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت تقسیم کرتے ہوئے گھوڑے کو دو حصے دیے اور اس کے سوار کو ایک حصہ دیا۔ ١٠٨
أنَّ رسول الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- دخل مكة من كداء، من الثنية العليا التي بالبطحاء، وخرج من الثنية السفلى ١١٠
رسول اللہ ﷺ مکہ میں ثنیہ بالا کے مقام کداء سے جو بطحا میں ہے، داخل ہوئے تھے اور ثنیہ زیریں کی طرف سے باہر نکلے تھے۔ ١١٠
أنّ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كفِّنَ في أثواب بِيضٍ يَمَانِيَةٍ، ليس فيها قَمِيص وَلا عِمَامَة ١١٢
رسول اللہ ﷺ کو تین سفید یمنی کپڑوں (چادروں) میں کفن دیا گیا، ان میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ۔ ١١٢

أن الشمس خَسَفَتْ على عهد رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فبعث مُناديا ينادي: الصلاة جامعة، فاجتمعوا، وتقدم، فكبر وصلى أربع ركعات في ركعتين، وأربع سجدات ١١٤
رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوگیا تو آپ ﷺ نے منادی کرنے والے کو بھیجا کہ وہ کہے نماز کے لیے جمع ہو جاؤ، لوگ جمع ہو گیے اور آپ ﷺ آگے بڑھے تکبیر ہوئی اور آپ ﷺ نے دو رکعتوں کو چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ پڑھایا۔ ١١٤
أن النبيَّ -صلى الله عليه وسلم- نَهَى عن لُحُومِ الحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ، وأذن في لحوم الخيل ١١٦
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھے کے گوشت سے منع کردیا اور گھوڑے کے گوشت کی اجازت دی ١١٦
أن النبي -صلى الله عليه وسلم- اشْتَرَى منه بَعِيرا، فَوَزَنَ له فَأَرْجَح ١١٨
نبی ﷺ نے ان سے ایک اونٹ خریدا اور ان کے لیے (بطور قیمت) جب (چاندی کو) وزن کیا تو کچھ بڑھا کر وزن کیا۔ ١١٨
أن النبي -صلى الله عليه وسلم- صَلَّى على النَّجَاشِيِّ، فكنت في الصفّ الثاني، أو الثالث ١٢٠
رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی تو میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔ ١٢٠
أن النبي -صلى الله عليه وسلم- صلَّى بهم الظهر فقام في الركعتين الأُولَيَيْنِ، ولم يَجْلِسْ فقام الناس معه، حتى إذا قضى الصلاة وانتظر الناس تسليمه كَبَّر وهو جالس فسجد سجدتين قبل أن يُسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ ١٢١
نبی ﷺ نے صحابۂ کرام کو ظہر کی نماز پڑھائی اور پہلی دو رکعتوں پر بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہو گئے۔ چنانچہ سارے لوگ آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے، یہاں تک کہ جب نماز ختم ہونے لگی اور لوگ آپ ﷺ کے سلام پھیرنے کا انتظار کرنے لگے، تو آپ ﷺ نے ''اللہ اکبر'' کہا اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کیے۔ پھر سلام پھیرا..... ١٢١
أن النبي -صلى الله عليه وسلم- صلى بهم فسها، فسجد سجدتين، ثم تشهد، ثم سلم ١٢٣
نبی ﷺ نے انھیں (صحابہ کو) نماز پڑھائی اور آپ سے سہو ہوگیا، تو آپ نے دو سجدے کیے، پھر تشہد پڑھا، پھر سلام پھیرا۔ ١٢٣
أن النبي -صلى الله عليه وسلم- طَرَقَ عليا وفاطمة ليلاً، فقال: ألا تُصَلِّيَانِ ١٢٤
نبی ﷺ رات کے وقت علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو فرمایا "کیا تم دونوں نماز (تہجد) نہیں پڑھتے؟"۔ ١٢٤
أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قرأ في ركعتي الفجر: ﴿قل يا أيها الكافرون﴾ و﴿قل هو الله أحد﴾.. ١٢٦
نبی ﷺ نے فجر کی دونوں رکعتوں میں {قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ} اور {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ} پڑھی۔ ١٢٦
أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قنت شهرا بعد الركوع، يدعو على أحياء من بني سليم ١٢٧
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک رکوع کے بعد دعاء قنوت کی تھی۔ اور آپ نے اس میں قبیلہ بنو سلیم کے قبیلوں کے حق میں بددعا کی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس یا ستر قرآن کے عالم صحابہ کی ایک جماعت، راوی کو شک تھا، مشرکین کے پاس بھیجی تھی، لیکن بنو سلیم کے لوگ ان کے آڑے آئے اور ان کو مار ڈالا۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا معاہدہ تھا۔ (لیکن انہوں نے دغا دیا) میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی معاملہ پر اتنا رنجیدہ اور غمگین نہیں دیکھا جتنا ان صحابہ کی شہادت پر آپ رنجیدہ ہوئے۔ ١٢٧
أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كَانَ يَقُومُ من اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاه ١٢٩
نبی ﷺ رات کی نماز میں اتنا طویل قیام کرتے کہ آپ ﷺ کے قدم پھٹ جاتے۔ ١٢٩
أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان لا يدع أربعًا قبل الظهر وركعتين قبل الغداة ١٣١
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے کی چار رکعات اور فجر سے پہلے کی دو رکعات نہیں چھوڑتے تھے۔ ١٣١
أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يَنَام أول اللَّيل، ويقوم آخره فَيُصلِّي ١٣٢
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے شروع حصے میں سوجاتے اور رات کے آخری حصہ میں بیدار ہو کر نماز پڑھتے۔ ١٣٢
أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يرفع يديه حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إذا افْتَتَحَ الصلاة، وإذا كبّر للرُّكُوعِ، وإذا رفع رأسه من الركوع رَفَعَهُمَا كذلك. ١٣٤
نبی ﷺ جب نماز شروع کرتے، تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر اٹھاتے اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے، تب بھی ایسا ہی کرتے ١٣٤

أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يطوف على نسائه بغسل واحد ١٣٦
نبی ﷺ ایک ہی غسل میں سبھی بیویوں کا چکر لگا لیتے تھے۔ ١٣٦
أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يقرأ في صلاة الفجر، يوم الجمعة: الم تنزيل السجدة، وهل أتى على الإنسان حين من الدهر ١٣٨
نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورہ (الم تَنزِيلُ السَّجْدَةِ) اور سورہ (هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ) پڑھا کرتے تھے۔ ١٣٨
أن النبي -صلى الله عليه وسلم- كان يقول بين السجدتين: اللَّهُمَّ اغفر لي، وارحمني، وعافني، واهدني، وارزقني ١٤٠
نبی ﷺ دو سجدوں کے مابین یہ دعا پڑھا کرتے تھے "اللَّهُمَّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي" کہ اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت دے، مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما۔ ١٤٠
أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نَهى عن الحِبْوَةِ يوم الجمعة والإمام يخطب ١٤٢
نبی ﷺ نے جمعہ کے دن، جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو، گھٹنوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ ١٤٢
أن النبي -صلى الله عليه وسلم- نهى عن بيع الولاء وعن هبته ١٤٤
نبی کریم ﷺ نے 'ولاء' کو بیچنے اور اس کو ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ١٤٤
أن اليهود كانوا إذا حاضت المرأة فيهم لم يؤاكلوها، ولم يجامعوهن في البيوت ١٤٦
یہودیوں کا یہ معمول تھا کہ جب ان کے درمیان کسی خاتون کو حیض آجاتا تو وہ اس کے ساتھ نہ کھاتے تھے اور نہ اس کے ساتھ گھر میں اکٹھے رہتے تھے۔ نبی ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے (اس بارے میں) دریافت کیا تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی: ترجمہ: ''آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجیئے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو۔'' (البقرة: ٢٢٢)۔ ١٤٦
أن امرأة من بني فزارة تزوجت على نعلين، فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: «أرضيت من نفسك ومالك بنعلين؟» قالت: نعم، قال: فأجازه. ١٥٠
بنو فزارہ کی ایک عورت نے جوتوں کی ایک جوڑی پر نکاح کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کہ "کیا تو اپنی ذات کے لیے دو جوتوں کے مال پر راضی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے نکاح کو جائز قرار دے دیا،،۔ ١٥٠
أن امرأة من جهينة أتت النبي وهي حبلى من الزنا ١٥٢
جہینہ قبیلے کی ایک عورت جو زنا کی وجہ سے حاملہ تھی، نبی ﷺ کے پاس آئی ١٥٢
أن أم حبيبة استحيضت سبع سنين، فسألت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن ذلك؟ فأمرها أن تغتسل ١٥٤
ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو سات سال تک استحاضہ کا خون آیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ غسل کر لیا کریں، تو وہ ہر نماز کے لئے غسل کرتی تھیں۔ ١٥٤
أن بلالا أذن قبل طلوع الفجر، فأمره النبي -صلى الله عليه وسلم- أن يرجع فينادي: ألا إن العبد قد نام، ألا إن العبد قد نام.............. ١٥٦
بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کا وقت ہونے سے پہلے اذان دے دی تو نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ دوبارہ واپس جائیں اور یہ اعلان کریں: سنو، بندہ سو گیا تھا سنو، بندہ سو گیا تھا۔ ١٥٦
أن تَلْبِيَةَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لا شريك لك لَبَّيْكَ، إن الحمد والنعمة لك والملك، لا شريك لك ١٥٨
رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ کے الفاظ یہ ہوا کرتے تھے: ''لَبَّيْكَ اللهم لَبَّيْكَ، لبيك لا شريك لك لبيك، إن الحمد والنعمة لك والملك، لا شريك لك''۔ (یعنی میں حاضر ہوں، تیری خدمت میں، میری سعادت ہے تیرے پاس آنے میں، بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، رغبت تیری ہی طرف ہے اور عمل بھی تیرے ہی لیے ہے)۔ ١٥٨
أن ثمامة الحنفي أسر، فكان النبي -صلى الله عليه وسلم- يغدو إليه، فيقول: ما عندك يا ثمامة؟ فيقول: إن تقتل تقتل ذا دم، وإن تمن تمن على شاكر، وإن تُرِد المال نُعْطِ منه ما شئت ١٦٠
جب ثمامہ حنفی کو قیدی بنایا گیا تو صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ (گھر سے نکل کر) اس کے پاس آئے اور پوچھا: "ثمامہ! تمہارا کیا حال ہے؟" اس نے جواب دیا: اگر آپ قتل کریں گے تو ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کے خون کا حق مانگا جاتا ہے اور اگر احسان کریں گے تو اس پر احسان کریں گے جو شکر کرنے والا ہے۔ اور اگر آپ مال و دولت چاہتے ہیں تو ہم منہ مانگا دیں گے۔ ١٦٠

أن رجُلا نَشَدَ في المسجد فقال: من دَعَا إلى الجَمَل الأحمر؟ فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: لا وجَدْتَ؛ إنما بُنِيَتِ المساجد لما بُنِيَتْ له ١٦٣

ایک آدمی نے مسجد میں آواز لگائی اوراس نے کہا کہ میرا سرخ اونٹ کون لے گیا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: "تجھے وہ نہ ملے، کیونکہ مسجدیں انہی کاموں کے لیے ہوتی ہیں جن کے لیے بنائی گئی ہیں"۔ ١٦٣

أن رجلًا دخل المسجد يوم الجُمُعَةِ من باب كان نحو دار الْقَضَاءِ ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- قائم يَخْطُبُ ١٦٥

ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں اس دروازے سے داخل ہوا، جو دارالقضا کی طرف تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر خطبہ دے رہے تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنا منہ کرکے کھڑا ہوااور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مال (جانور) تباہ ہو گئے اور راستے بند ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ ہم پر پانی برسائے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی: "اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا" "اے اللہ! ہم پر پانی برسا۔ اے اللہ! ہم پر پانی برسا۔ اے اللہ! ہم پر پانی برسا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! آسمان میں کہیں کسی بادل یا بادل کی ٹکڑی کا نام و نشان تک نہ تھا اور ہمارے اور سلع پہاڑی کے بیچ مکانات بھی نہیں تھے (جو ان کے دیدار میں حائل بنتے)، اتنے میں پہاڑ کے پیچھے سے ڈھال کی طرح بادل نمودار ہوااور آسمان کے بیچ میں پہنچ کر چاروں طرف پھیل گیا اور برسنے لگا۔ اللہ کی قسم! (ایسی بارش ہوئی کہ) ہم نے ایک ہفتے تک سورج نہیں دیکھا۔ پھر اسی دروازے سے دوسرے جمعے کے دن ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ وہ کھڑے کھڑے ہی آپ کی طرف متوجہ ہوااور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (کثرتِ بارش سے) مال تباہ ہو گئے اور راستے بند ہو گئے؛ اس لیے اللہ تعالی سے دعا کیجیے کہ وہ بارش روک دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی "اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلا عَلَيْنَا. ١٦٥

أن رجلا سأل النبي -صلى الله عليه وسلم- وقد وضع رجله في الغرز: أي الجهاد أفضل؟ قال: كلمة حق عند سلطان جائر ١٦٩

(بغرض سفر) نبی ﷺ کا پاؤں رکاب میں تھا کہ ایک شخص نے پوچھا کہ (یا رسول اللہ!) کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا"۔ ١٦٩

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- اشترى من يهودي طعاما، ورهنه درعا من حديد ١٧١

رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے کچھ غلہ خریدا اور اس کے پاس لوہے کی ایک زرہ گروی رکھی ١٧١

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أتى منى، فأتى الجمرة فرماها، ثم أتى منزله بمنى ونحر، ثم قال للحلاق: خذ، وأشار إلى جانبه الأيمن، ثم الأيسر، ثم جعل يعطيه الناس. ١٧٣

رسول اللہ ﷺ منیٰ تشریف لائے پھر جمرۂ عقبہ کے پاس آئے اور اسے کنکریاں ماریں پھر منیٰ میں اپنے پڑاؤ پر آئے اور قربانی کی، پھر بال مونڈنے والے سے فرمایا: پکڑو۔ اور آپ نے اپنے (سر کی) دائیں طرف اشارہ کیا پھر بائیں طرف پھر آپ (اپنے موئے مبارک) لوگوں کو دینے لگے۔ ١٧٣

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- توضأ فمضمض، ثم استنثر، ثم غسل وجهه ثلاثا، ويده اليمنى ثلاثا والأخرى ثلاثا، ومسح برأسه بماء غير فضل يده، وغسل رجليه حتى أنقاهما ١٧٥

رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو آپ نے کلی کی، پھر ناک جھاڑی، پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا، اور داہنا ہاتھ تین بار دھویا اور دوسرا تین بار دھویا پھر اپنے سر کا مسح اپنے ہاتھ کے بچے ہوئے پانی کے علاوہ (نئے پانی) سے کیا اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ انہیں صاف کیا ١٧٥

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حَج على رَحل وكانت زاملته ١٧٧

رسول اللہ ﷺ اونٹ کی پیٹھ پر بیٹھ کر حج کے لیے تشریف لے گئے اور اسی پر آپ ﷺ کا سامان بھی لدا ہوا تھا۔ ١٧٧

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- رأى رجلا يصلي خلف الصف وحده، فأمره أن يعيد الصلاة ١٧٨

رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو آپ ﷺ نے اسے نماز لوٹانے کا حکم دیا ١٧٨

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ركب فرسا، فصُرِع عنه فجُحِش شِقُّه الأيمن ١٨٠

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس سے گر پڑے، اس سے آپ کا دایاں پہلو چھل گیا ١٨٠

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- صام يوم عاشوراء ١٨٢

رسول اللہ ﷺ نے یومِ عاشوراء کا روزہ رکھا۔ ١٨٢

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: إذا رأيتم من يبيع أو يبتاع في المسجد، فقولوا: لا أربح الله تجارتك، وإذا رأيتم من ينشد فيه ضالة، فقولوا: لا رد الله عليك ١٨٤
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم ایسے شخص کو دیکھو جو مسجد میں خرید و فروخت کر رہا ہو تو کہو: اللہ تعالیٰ تمہاری تجارت میں نفع نہ دے، اور جب ایسے شخص کو دیکھو جو مسجد میں گمشدہ چیز (کا اعلان کرتے ہوئے اُسے) تلاش کرتا ہو تو کہو: اللہ تمہاری چیز تمہیں نہ لوٹائے۔ ١٨٤
أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان إذا سافر فأراد أن يتطوع استقبل بناقته القبلة, فكبر، ثم صلى حيث كان وجَّهه رِكابه ١٨٦
رسول اللہ ﷺ جب سفر پر جاتے اور آپ کا نفل نماز پڑھنے کا ارادہ ہوتا تو آپ ﷺ سواری کا رخ قبلے کی طرف کر کے تکبیر کہتے اور نماز شروع کر دیتے (بعد میں) چاہے سواری کا رخ کدھر بھی ہوتا۔ ١٨٦
أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان إذا كبر رفع يديه حتى يحاذي بهما أذنيه، وإذا ركع رفع يديه حتى يحاذي بهما أذنيه ١٨٧
رسول اللہ ﷺ جب تکبیرِ تحریمہ کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک اٹھاتے اور آپ ﷺ جب رکوع کرتے تو اُس وقت بھی دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک اٹھاتے اور جب آپ ﷺ اپنا سر مبارک رکوع سے اٹھاتے تو کہتے «سَمِعَ اللہُ لِمَن حَمِدَہ» اور پھر آپ ایسا ہی کرتے (یعنی ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے۔) ١٨٧
أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يُدْرِكُهُ الفجر وهو جُنُبٌ من أهله، ثم يغتسل ويصوم ١٨٩
(بسا اوقات ایسا ہوتا کہ) فجر ہو جاتی اور رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کے ساتھ جماع کرنے کی وجہ سے جنبی ہوتے تھے۔ پھر آپ ﷺ غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔ ... ١٨٩
أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يُصَلِّي وهو حامل أُمَامَةَ بنت زينب بنت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ١٩١
نبی ﷺ اُمامہ بنت زینب بنت رسول اللہ ﷺ (اپنی نواسی) کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ ١٩١
أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يخرج من طريق الشجرة، ويدخل من طريق المعرس، وإذا دخل مكة، دخل من الثنية العليا، ويخرج من الثنية السفلى ١٩٣
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینے سے) شجرہ کے راستے سے نکلتے اور معرس کے راستے سے داخل ہوتے تھے۔ جب مکہ میں داخل ہوتے تو ثنیہ علیا سے داخل ہوتے اور ثنیہ سفلیٰ سے باہر نکلتے تھے۔ ١٩٣
أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يرفع يديه حذو منكبيه إذا افتتح الصلاة ١٩٦
رسول ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر تک اٹھاتے اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی اسی طرح اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور "سَمِعَ اللہُ لِمَن حَمِدَہُ رَبَّنَا وَلَکَ الحَمد" کہتے، جبکہ سجدوں میں ایسا نہیں کرتے تھے ١٩٦
أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يسبح على ظهر راحلته، حيث كان وجهه، يومئ برأسه، وكان ابن عمر يفعله. ١٩٨
رسول اللہ آ اپنی اونٹنی کی پیٹھ پر نفل نماز سر کے اشاروں سے پڑھتے تھے، چاہے اس کا رخ جس جانب بھی ہوتا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ ١٩٨
أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يصلي بعد العصر، وينهى عنها، ويواصل، وينهى عن الوصال ٢٠٠
رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد (نفل) نماز پڑھا کرتے تھے اور دوسروں کو اس سے منع فرماتے تھے اور آپ ﷺ وصال کیا کرتے تھے (یعنی پے در پے روزے رکھا کرتے تھے) تاہم دوسروں کو وصال کرنے سے منع فرماتے تھے۔ ٢٠٠
أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- كان يعتكف في الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ من رمضان، حتى توفاه الله -عز وجل-، ثم اعتكف أزواجه بعده ٢٠٢
رسول ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دی۔ پھر اس کے بعد آپ کے بیویوں نے بھی اعتکاف کیا۔ ... ٢٠٢
أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن الشغار ٢٠٤
رسول اللہ ﷺ نے نکاحِ شغار سے منع فرمایا ہے۔ ٢٠٤
أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن الصلاة نصف النهار حتى تزول الشمس إلا يوم الجمعة ٢٠٦
رسول اللہ ﷺ نے نصف النہار کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا، یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے سوائے جمعہ کے دن کے۔ ٢٠٦
أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن المنابذة -وهي طرح الرجل ثوبه بالبيع إلى الرجل قبل أن يقلبه، أو ينظر إليه-، ونهى عن الملامسة -والملامسة: لمس الرجل الثوب ولا ينظر إليه ٢٠٨

رسول اللہ ﷺ نے منابذہ کی بیع سے منع فرمایا تھا۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ ایک آدمی بیچنے کے لیے اپنا کپڑا دوسرے شخص کی طرف (جو خریدار ہوتا) پھینکتا اور اس سے پہلے کہ وہ اسے الٹے پلٹے یا اس کی طرف دیکھے اسی طرح نبی کریم ﷺ نے بیع ملامسۃ سے بھی منع فرمایا۔ اس کا یہ طریقہ تھا کہ (خریدنے والا) کپڑے کو بغیر دیکھے صرف اسے چھو دیتا۔ ٢٠٨
أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن بيع الثمار حتى تزهي. قيل: وما تزهي؟ قال: حتى تحمر. قال: أرأيت إن منع الله الثمرة، بم يستحل أحدكم مال أخيه؟.. ٢١٠
رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کو "زہو" سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ دریافت کیا گیا کہ زہو کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: پھلوں کا (پک کر) سرخ ہونا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم بتاؤ کہ اگر اللہ (کسی وجہ سے) پھل نہ لگائے تو تمہارے لیے اپنے بھائی کا مال کیسے حلال ہوجائے گا؟ ٢١٠
أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن بيع الثمرة حتى يبدو صلاحها، نهى البائع و المبتاع ٢١٢
رسول اللہ ﷺ نے پختہ ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنے سے منع کیا تھا۔ آپ ﷺ نے بیچنے اور خریدنے والے دونوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ٢١٢
أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهى عن بيع حبل الحبلة ٢١٣
رسول اللہ ﷺ نے حمل کے حمل کی بیع سے منع فرمایا ہے۔ ٢١٣
أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، كان إذا قام إلى الصلاة، قال: وجهت وجهي للذي فطر السماوات والأرض حنيفا، وما أنا من المشركين، إن صلاتي، ونسكي، ومحياي، ومماتي لله رب العالمين ٢١٥
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ''وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ میں نے اپنے چہرے کو اس ذات کی طرف متوجہ کیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، میں تمام ادیان سے کٹ کر سچے دین کا تابع دار ہوں، میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اللہ کے ساتھ دوسرے کو شریک ٹھہراتے ہیں، میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور مرنا سب اللہ ہی کے لئے ہے، جو سارے جہاں کا رب ہے ٢١٥
أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- رأى رجلًا معتزلًا، لم يصل في القوم، فقال: يا فلان، ما منعك أن تصلي في القوم؟ فقال: يا رسول الله أصابتني جنابة، ولا ماء، فقال: عليك بالصعيد، فإنه يكفيك ٢١٩
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو الگ بیٹھا ہوا دیکھا جس نے باجماعت نماز نہیں پڑھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں! تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روک دیا؟ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں جنبی ہوگیا تھا اور میں نے پانی نہیں پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (پانی نہ ملنے پر) تم مٹی استعمال کرتے وہ تمہارے لیے کافی تھی۔ ٢١٩
أن عائشة زوج النبي -صلى الله عليه وسلم- انتقلت حفصةَ بنتَ عبد الرحمن بن أبي بكر الصديق حين دخلت في الدم من الحيضة الثالثة . ٢٢١
عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی (بھتیجی) عبدالرحمن کی بیٹی حفصہ کو جب کہ (وہ تین طہر گزار چکیں) اور تیسرا حیض شروع ہوا تو حکم دیا کہ وہ مکان بدل لیں۔ ٢٢١
أن عبد الله بن عمر طلق امرأته وهي حائض، فذكر ذلك عمر لرسول الله -صلى الله عليه وسلم-، فتغيظ منه رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ٢٢٣
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو جب کہ وہ حائضہ تھیں، طلاق دے دی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو رسول اللہ ﷺ اس سے بہت خفا ہوئے۔ ٢٢٣
أن عمر بن الخطاب اسْتَشَارَ النَّاسَ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ ٢٢٥
عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے عورت کے املاص (اسقاط حمل) کے بارے میں لوگوں سے مشورہ لیا (کہ اس کی دیت کیا ہوگی؟)۔ ٢٢٥
أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه، قرأ يوم الجمعة على المنبر بسورة النحل حتى إذا جاء السجدة نزل، فسجد وسجد الناس ٢٢٧
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن منبر پر سورۃ النحل پڑھی جب سجدہ کی آیت آئی تو منبر پر سے اترے اور سجدہ کیا تو لوگوں نے بھی سجدہ کیا ٢٢٧
أن عويمرًا العجلاني جاء إلى عاصم بن عدي الأنصاري، فقال له: يا عاصم، أرأيت رجلا وجد مع امرأته رجلًا، أيقتله فتقتلونه، أم كيف يفعل؟ سل لي يا عاصم عن ذلك رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ٢٢٩
عویمر عجلانی، عاصم بن عدی انصاری سے آکر کہنے لگے: اے عاصم! ذرا بتاؤ، اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس کسی (اجنبی) شخص کو پالے تو کیا وہ اسے قتل کردے، پھر اس کے بدلے میں تم اسے بھی قتل کردو گے، یا وہ کیا کرے؟ میرے لیے رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھو۔ ٢٢٩

أن نبي الله -صلَّى الله عليه وسلَّم- رأى رجلا يسوق بدنة, فقال: اركبها، قال: إنها بدنة، قال: اركبها ٢٣٢
اللہ کے نبی ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ ہدی کا ایک اونٹ ہانکے جا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اس پر سوار ہو جاؤ۔ اس نے جواب دیا کہ یہ تو ہدی کا اونٹ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اس پر سوار ہو جاؤ۔ ٢٣٢
أنت أحق به ما لم تنكحي ٢٣٤
تو اس کی پرورش کی زیادہ حق دار ہے جب تک کہ تو کسی سے نکاح نہ کرے۔ ٢٣٤
أنشدك الله، أسمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: أجب عني، اللَّهُمَّ أيده بروح القدس؟ قال: اللَّهُمَّ نعم ٢٣٦
میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ میری طرف سے جواب دے، اے اللہ! روح القدس کے ذریعے اس کی مدد فرما'؟ تو انھوں نے کہا: اے اللہ تو (گواہ رہنا) ہاں۔ (میں نے سنا تھا)۔ ٢٣٦
أنهى النبي -صلى الله عليه وسلم- عن صوم يوم الجمعة؟ قال: نعم ٢٣٨
کیا نبی ﷺ نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ ٢٣٨
أهدى رسول الله صلى الله عليه وسلم مرة غنمًا ٢٤٠
رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ بطور ہدی (قربانی کے لیے بیت اللہ شریف کی طرف) بکریاں بھیجی تھیں۔ ٢٤٠
أوتروا قبل أن تصبحوا ٢٤٢
صبح ہونے سے پہلے 'وتر' پڑھ لو۔ ٢٤٢
أوصاني خليلي -صلى الله عليه وسلم- بثلاث: صيام ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ من كل شهر، وَرَكْعَتَيِ الضُّحَى، وأن أُوتِرَ قبل أن أنام ٢٤٣
مجھے میرے دوست (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے تین چیزوں کی وصیت کی ہے؛ ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھنے۔ چاشت کی دو رکعت نماز پڑھنے اور یہ کہ میں سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کروں۔ ٢٤٣
أوليس قد جعل الله لكم ما تَصَّدَّقُون: إن بكل تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً، وكل تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةً، وكل تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةً، وكلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةً ٢٤٥
کیا اللہ نے تمہارے لیے ایسی چیزیں نہیں بنائیں کہ تم ان کا صدقہ کرو؟ بے شک ہر سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، ہر اللہ أکبر کہنا صدقہ ہے، ہر الحمد للہ کہنا صدقہ ہے اور ہر لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے ٢٤٥
أيُّما مُسلم شَهِد له أربعة بخير، أدخله الله الجنة ٢٤٧
جس مسلمان کے متعلق چار آدمی بھلائی کی گواہی دے دیں، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا ٢٤٧
أيلعب بكتاب الله وأنا بين أظهركم؟ ٢٤٩
محمود بن لبید (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک آدمی کے متعلق خبر دی گئی کہ اس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دے دیں ہیں تو آپ ﷺ غضبناک ہو کر اٹھے اور فرمایا کہ "کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ کھلواڑ کیا جا رہا ہے جب کہ میں ابھی تمہارے درمیان موجود ہوں؟" یہاں تک کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟ ٢٤٩
أيما امرأة أدخلت على قوم من ليس منهم فليست من الله في شيء، ولن يدخلها الله جنته، وأيما رجل جحد ولده، وهو ينظر إليه احتجب الله منه، وفضحه على رءوس الأولين والآخرين ٢٥١
جو عورت کسی قوم میں کسی غیر کو داخل کر دے، جو ان میں سے نہ ہو تو وہ اللہ کے ہاں کوئی مقام نہیں رکھتی اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی جنت میں ہرگز داخل نہیں کرے گا۔ اور جس شخص نے اپنے بچے کا انکار کیا جب کہ بچہ اس کی طرف دیکھ رہا ہو، تو اللہ تعالیٰ اس سے حجاب فرما لے گا اور اولین و آخرین کے روبرو اسے رسوا کرے گا۔ ٢٥١
أيما امرأة نكحت على صداق أو حباء أو عدة، قبل عصمة النكاح فهو لها، وما كان بعد عصمة النكاح فهو لمن أعطيه، وأحق ما أكرم عليه الرجل ابنته أو أخته ٢٥٣
جس عورت نے کسی مہر، عطیہ یا کسی وعدے کے بدلے نکاح کیا، تو نکاح سے قبل ملنے والی چیز عورت کی ملکیت ہوگی۔ اور جو کچھ نکاح کے بعد دیا گیا جائے، وہ اس کی ملکیت ہوگا، جسے دیا گیا ہے۔ اور آدمی جس چیز کے باعث سب سے زیادہ تکریم کا حق دار ہوتا ہے، وہ اس کی بیٹی یا بہن ہے ٢٥٣

أيما امرأة نكحت وبها برص أو جنون أو جذام أو قرن، فزوجها بالخيار ما لم يمسها، إن شاء أمسك، وإن شاء طلق، وإن مسها فلها المهر بما استحل من فرجها ٢٥٥
جس خاتون نے شادی کی، درآں حالیکہ اسے برص، پاگل پن، کوڑھ یا قرن کی بیماری (اندام نہانی سے متعلق عورت کی ایک خاص بیماری) ہو، تو خاوند کو جب تک وہ اس سے جماع نہ کرلے، اختیار ہے، چاہے تو اسے رکھے اور چاہے تو طلاق دے دے۔ اور اگر اس عورت کے ساتھ ہم بستری کرلی ہے، تو عورت کے لیے مہر ہے کہ جس کے بدلے مرد نے عورت کی شرم گاہ کو حلال کیا ہے۔ ٢٥٥
أيها الناس تأكلون شَجَرَتين ما أَرَاهُما إلا خَبِيثَتَيْن: البَصَل، والثُّوم ٢٥٧
لوگو! تم دو پودے ایسے کھاتے ہو جنھیں میں خبیث (بدبودار و مکروہ) سمجھتا ہوں۔ یہ پودے لہسن اور پیاز ہیں۔ ٢٥٧
أيها الناس، إنكم منفرون، فمن صلى بالناس فليخفف، فإن فيهم المريض، والضعيف، وذا الحاجة ٢٦٠
اے لوگو! تم میں سے بعض (دوسروں کو نماز سے) متنفر کرنے والے ہیں۔ دیکھو جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ ہلکی پڑھائے، کیوں کہ ان میں بیمار، کمزور اور حاجت مند لوگ ہوتے ہیں ٢٦٠
أيها الناس، إنه لم يبق من مبشرات النبوة إلا الرؤيا الصالحة، يراها المسلم، أو ترى له، ألا وإني نهيت أن أقرأ القرآن راكعا أو ساجدا ٢٦٢
لوگو! نبوت کی بشارتوں میں سے اب صرف سچے خواب باقی رہ گئے ہیں، جو مسلمان خود دیکھے گا یا اس کے لیے (کسی دوسرے کو) دکھایا جائے گا۔ خبردار رہو! بلاشبہ مجھے رکوع اور سجدے کی حالت میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے؛ جہاں تک رکوع کا تعلق ہے اس میں اپنے رب عزوجل کی عظمت بیان کرو اور جہاں تک سجدے کا تعلق ہے، اس میں خوب دعا کرو، یہ اس لائق ہے کہ تمھارے حق میں قبول کرلی جائے۔" ٢٦٢
بَادِرُوا الصُّبْحَ بالوِتر ٢٦٥
صبح کے وقت وتر کی ادائیگی میں جلدی کیا کرو۔ ٢٦٥
بَخْ! ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ ما قُلْتَ، وإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا في الأَقْرَبِينَ ٢٦٦
بہت خوب! یہ تو بڑا فائدہ بخش مال ہے۔ یہ تو بہت ہی نفع بخش مال ہے۔ اور جو بات تم نے کہی میں نے وہ سن لی۔ اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے نزدیکی رشتہ داروں کو دے دو۔ ٢٦٦
بايعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- على إقام الصلاة، وإيتاء الزكاة، والنصح لكل مسلم ٢٦٩
میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز قائم کرنے، زکوۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔ ٢٦٩
بأي شيء كان يَبْدَأُ النبي -صلى الله عليه وسلم- إذا دخل بَيته؟ قالت: بالسِّوَاك ٢٧١
نبی ﷺ جب اپنے گھر تشریف لاتے، تو کون سا عمل سب سے پہلے کرتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: (آپ ﷺ سب سے پہلے) مسواک کیا کرتے تھے۔ ٢٧١
بت عند خالتي ميمونة، فقام النبي -صلى الله عليه وسلم- يصلي من الليل، فقمت عن يساره، فأخذ برأسي فأقامني عن يمينه ٢٧٢
میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گزاری۔ نبی اکرم ﷺ رات میں نماز (تہجد) کے لیے اٹھے، میں بھی اٹھا اور آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے میرے سر سے پکڑ کر مجھے اپنے دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ ٢٧٢
بعث النبي -صلى الله عليه وسلم- خالد بن الوليد إلى أهل اليمن يدعوهم إلى الإسلام فلم يجيبوه، ثم إن النبي -صلى الله عليه وسلم- بعث علي بن أبي طالب ٢٧٤
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے یمن بھیجا، مگر انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو وہاں بھیجا ٢٧٤
بعث رسول الله -صلى الله عليه وسلم- خيلًا قِبَل نجد، فجاءت برجل من بني حنيفة يقال له: ثمامة بن أثال، سيد أهل اليمامة، فربطوه بسارية من سواري المسجد ٢٧٦
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑسواروں کا ایک دستہ نجد کی طرف روانہ کیا۔ وہ قبیلہ بنو حنیفہ کے سرداروں میں سے ایک شخص ثمامہ بن اثال نامی کو پکڑ کر لائے اور مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ ٢٧٦

بني سلمة، دِيارَكُم، تُكتب آثارُكُم، ديارَكُم تُكتب آثارُكُم ٢٨٠

اے بنوسلمہ! اپنے گھروں میں ہی رہو، تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں، اپنے گھروں میں ہی رہو تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں۔ ٢٨٠

بينما الناس بقباء في صلاة الصبح إذ جاءهم آت، فقال: إن النبي -صلى الله عليه وسلم- قد أنزل عليه الليلة قرآن، وقد أمر أن يستقبل القبلة، فاستقبلوها ٢٨٣

لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آنے والاان کے پاس آیا، اوراس نے کہا کہ آج کی رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کیا گیا ہے اور آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ کعبہ کی طرف رخ کریں۔ لہذا آپ لوگ بھی کعبہ کی طرف رخ کرلیں ٢٨٣

بينما رجل واقف بِعَرَفَةَ، إذ وقع عن راحلته، فَوَقَصَتْهُ -أو قال: فَأَوْقَصَتْهُ- فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: اغْسِلُوهُ بماء وسدر، وكَفِّنُوهُ في ثوبيه، ولا تُحَنِّطُوهُ، ولا تُخَمِّرُوا رأسه؛ فإنه يُبْعَثُ يوم القيامة مُلَبِّياً ٢٨٥

ایک شخص میدان عرفات میں (احرام باندھے ہوئے) کھڑا ہوا تھا کہ اپنی سواری سے گر پڑا اوراس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ یا (وقصتہ کے بجائے یہ لفظ) فَأَوْقَصَتْهُ (پس اس نے اُس ہڈی کو توڑدیا اور وہ مرگیا) کہا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر اس کے دونوں کپڑوں میں اسے کفن دے دو۔ اسے نہ خوشبو لگاؤ اور نہ ہی اس کا سر ڈھانپو۔ اسے قیامت کے دن اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ وہ تلبیہ پڑھتا ہوگا۔ ٢٨٥

بينما رجل يمشي بفلاة من الأرض فسمع صوتًا في سحابة ٢٨٧

ایک مرتبہ ایک آدمی ایک لق ودق صحرا سے گزر رہا تھا ٢٨٧

تَحَرَّوْا ليلة القَدْر في الوِتْرِ من الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ ٢٨٩

شب قدر کو (رمضان کے) آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو ٢٨٩

تَسَحَّرُوا؛ فإن في السَّحُورِ بَرَكة ٢٩٠

سحری کھایا کرو، اس لیے کہ سحری میں برکت ہوتی ہے۔ ٢٩٠

تَسَحَّرْنَا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، ثم قام إلى الصلاة. قال أنس: قلت لزيد: كم كان بين الأذان وَالسَّحُورِ ؟ قال: قَدْرُ خمسين آية ٢٩٢

ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کی۔ پھر آپ ﷺ (صبح کی) نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سحری اور اذان میں کتنے وقت کا وقفہ ہوتا تھا؟ تو انہوں نے کہا کہ پچاس آیتیں پڑھنے کے بقدر۔ ٢٩٢

تَوَكَّلَ الله لِلْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِهِ إنْ تَوَفَّاهُ: أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يُرْجِعَهُ سَالِماً مَعَ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ ٢٩٤

اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والے کی حفاظت کی ذمے داری لی ہے؛ اگر اس کی وفات ہوگئی، تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور اگر وہ واپس آیا، تو ثواب اور مالِ غنیمت کے ساتھ واپس ہوگا۔ ٢٩٤

تُقْطَعُ الْيَدُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِداً ٢٩٦

ایک چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ قیمت کی چیز چرانے پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔ ٢٩٦

تبلغ الحلية من المؤمن حيث يبلغ الوضوء ٢٩٨

مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو پہنچے گا ٢٩٨

تزوج النبي -صلى الله عليه وسلم- ميمونة وهو محرم، وبنى بها وهو حلال، وماتت بسرف ٣٠١

جب نبی کریم ﷺ نے ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ حالتِ احرام میں تھے اور جب ان سے خلوت کی تو آپ احرام کھول چکے تھے اور ان کا انتقال بھی مقام سرف میں ہوا۔ ٣٠١

تقدموا فأتموا بي، وليأتم بكم من بعدكم، لا يزال قوم يتأخرون حتى يؤخرهم الله ٣٠٣

آگے بڑھو، اور میری اقتدا کرو، اور جو تمہارے بعد کے لوگ ہیں وہ تمہاری اقتدا کریں، کچھ لوگ برابر پیچھے ہٹتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اللہ ان کو پیچھے ہی کر دیتا ہے ٣٠٣

ثلاث جدهن جد، وهزلهن جد: النكاح والطلاق والرجعة ٣٠٥

تین کام ایسے ہیں کہ انھیں چاہے سنجیدگی سے کیا جائے یا ہنسی مذاق میں، ان کا اعتبار ہوگا؛ نکاح، طلاق اور رجعت۔ ٣٠٥

ثلاث ساعات كان رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ينهانا أن نصلي فيهن، أو أن نقبر فيهن موتانا: حين تطلع الشمس بازغة حتى ترتفع، وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل الشمس، وحين تضيف الشمس للغروب حتى تغرب ٣٠٧

تین اوقات ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں روکتے تھے کہ ہم ان میں نماز پڑھیں یا اپنے مردوں کو قبروں میں اتاریں؛ جب سورج چمکتا ہوا طلوع ہو رہا ہو، یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے، جب دوپہر کو ٹھہرنے والا (سایہ) ٹھہر جائے، حتیٰ کہ سورج (آگے کو) جھک جائے اور جب سورج غروب ہونے کے لیے جھک جائے، یہاں تک کہ وہ (پوری طرح) غروب ہو جائے۔ ٣٠٧

ثلاثة لهم أجْرَان: رجُلٌ من أهل الكتاب آمن بِنَبِيِّه، وآمَن بمحمد، والعَبْد المملوك إذا أَدَّى حَقَّ الله، وحَقَّ مَوَالِيه، ورَجُل كانت له أمَة فأدَّبَها فأحسن تَأْدِيبَها، وَعَلَّمَهَا فأحسن تَعْلِيمَهَا، ثم أعْتَقَهَا فتزوجها؛ فله أجران ٣١٠

تین قسم کے افراد کے لیے دوہرا اجر ہے: ایک وہ شخص جو اہل کتاب میں سے ہے، وہ اپنے نبی پر ایمان لایا اور (پھر) محمد ﷺ پر بھی ایمان لایا۔ (دوسرا) مملوک غلام جب وہ اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے آقاؤں کا حق بھی۔ (تیسرا) وہ شخص جس کی ایک باندی ہو۔ چنانچہ اس نے اسے ادب سکھایا اور اس کی خوب اچھی تربیت کی، اور اسے علم سکھایا اور اسے خوب اچھی تعلیم سے آراستہ کیا، پھر اسے آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی کر لی، اس کے لیے بھی دوہرا اجر ہے ٣١٠

ثلاثة لهم أجران ٣١٢

تین آدمی ہیں جن کے لیے دوہرا اجر ہے۔ ٣١٢

جاء أعرابي فبال في طائفة المسجد ٣١٤

ایک اعرابی آیا اور اس نے مسجد کے ایک گوشے میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ ٣١٤

جاء رجل والنبي -صلى الله عليه وسلم- يَخْطُبُ الناس يوم الجمعة، فقال: صليت يا فلان؟ قال: لا، قال: قم فاركع ركعتين ٣١٦

نبی ﷺ جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک شخص آیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اے فلاں! کیا تو نے (تحیہ المسجد کی) نماز پڑھی؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اٹھو اور دو رکعت پڑھ لو۔ ٣١٦

جمع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- بين المغرب والعشاء بجمع: صلى المغرب ثلاثا، والعشاء ركعتين، بإقامة واحدة ٣١٨

نبی ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھا کر کے پڑھیں، مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعت ایک اذان کے ساتھ۔ ٣١٨

حُرْمَةُ نساء المجاهدين على القَاعِدِين كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِم ٣١٩

مجاہدین کی عورتوں کی عزت و حرمت پیچھے رہ جانے والوں (یعنی جہاد کے لیے نہ جانے والوں) پر اسی طرح لازم ہے جس طرح کہ ان کی ماؤں کی عزت و حرمت ان پر لازم ہے ٣١٩

حُرِّمَ لِباسُ الحَرِيرِ والذَّهَبِ على ذُكُورِ أُمَّتِي، وأُحِلَّ لإِنَاثِهِمْ ٣٢١

ریشم کا کپڑا اور سونا میری امت کے مردوں کے لیے حرام اور ان کی عورتوں کے لئے حلال ہیں ٣٢١

حُمِلْتُ إلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وَالقَمْلُ يَتَنَاثَرُ على وجهي. فقال: ما كُنْتُ أُرَى الوَجَعَ بَلَغَ بِكَ ما أَرَى -أو ما كنت أُرَى الجَهْدَ بَلَغَ بك ما أَرى-! أَتَجِدُ شاة؟ فقلت: لا. فقال: صُمْ ثلاثة أيام، أو أطعم ستة مساكين ٣٢٣

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا، تو جوئیں سر سے میرے چہرے پر گر رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ دیکھ کر فرمایا) میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم اتنی تکلیف میں ہو گے۔ یا (آپ نے یوں فرمایا کہ) میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم اتنی جہد (مشقت) میں ہو گے۔ کیا تمھیں ایک بکری مل سکتی ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تین دن کے روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ ہر مسکین کو آدھا صاع کھلانا۔ ٣٢٣

حُوسِب رجُل ممن كان قَبْلَكُمْ، فلم يُوجد له من الخَيْر شيء، إلا أنه كان يُخَالط الناس وكان مُوسِرًا، وكان يأمُر غِلْمَانَه أن يَتَجَاوَزُوا عن المُعْسِر، قال الله -عز وجل-: نحن أَحَقُّ بذلك منه؛ تَجَاوزُوا عنه ٣٢٦

تم سے پہلے لوگوں (پچھلی امتوں) میں سے ایک شخص کا حساب کیا گیا اور اس کے نامہ اعمال میں کوئی نیکی نہ ملی سوائے اس کے کہ وہ لوگوں سے لین دین کرتا اور ایک امیر شخص تھا۔ وہ اپنے ملازمین کو حکم دیتا کہ وہ تنگ دست سے درگزر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم ایسا کرنے کے اس سے زیادہ حق دار ہیں۔ اس سے درگزر کرو۔ ٣٢٦

حجَّ بي مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في حجة الوداع، وأنا ابن سبع سنين ٣٢٨

حجۃ الوداع میں مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرایا گیا تھا اور میں اس وقت سات سال کا تھا۔ ٣٢٨

حديث المسيء صلاته من رواية رفاعة -رضي الله عنه- ٣٣٠

اپنی نماز کو اچھی طرح نہ پڑھنے والے کی حدیث جس کو رفاعہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ ٣٣٠

حديث سلمة بن صخر -رضي الله عنه- في الظهار ٣٣٤

ظہار سے متعلق سلمہ بن صخر رضی اللہ عنہ کی حدیث ٣٣٤

حديث قصة بريرة وزوجها ٣٣٧

بریرۃ اوران کے شوہر کی کہانی کی حدیث ٣٣٧

حكم طلاق البتة ٣٣٩

طلاق بتہ کا حکم ٣٣٩

خَرَجْنَا مع رسول الله - صلى الله عليه وسلم- في شهر رمضان، في حَرٍّ شَدِيدٍ، حتى إن كان أَحَدُنَا لَيَضَعُ يَدَهُ على رأسِهِ من شِدَّةِ الحَرِّ، وما فِينَا صائمٌ إلا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- وعبد الله بن رَوَاحَةَ ٣٤١

ہم رمضان کے مہینے میں سخت گرمی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، ہم میں سے بعض نے اپنے سر پر سخت گرمی کی وجہ سے ہاتھ رکھ لیا تھا۔ ہمارے درمیان صرف اللہ کے رسول ﷺ اور عبداللہ بن رواحہ-رضی اللہ عنہ- روزے سے تھے۔ ٣٤١

خَمسٌ من الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ، يُقْتَلْنَ في الحَرَمِ: الغُرابُ، وَالحِدَأَةُ، وَالعَقْرَبُ، وَالفَأْرَةُ، وَالكَلْبُ العَقُورُ ٣٤٣

پانچ جانور ایسے ہیں جو موذی ہیں اوران کو حرم میں بھی مار ڈالنا چاہیے: کوا، چیل، بچھو، چوہا اور کاٹنے والا کتا۔ ٣٤٣

خُذِي مِنْ مَالِهِ بِالْمَعْرُوفِ مَا يَكْفِيكِ وَيَكْفِي بَنِيكِ ٣٤٥

مناسب انداز سے اس کے مال میں سے اتنا لے لو، جو تمھیں اور تمھاری اولاد کے لیے کافی ہو۔ ٣٤٥

خرج النبي -صلى الله عليه وسلم- يَسْتَسْقِي، فتوجه إلى القبلة يدعو، وحَوّل رِدَاءه، ثم صلَّى ركعتين، جَهَرَ فيهما بالقِراءة ٣٤٧

نبی کریم ﷺ استسقاء کے لیے باہر نکلے تو قبلہ رو ہو کر دعا کرنا شروع کر دیا اور اپنی چادر کو پھیر کر الٹ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی جس میں آپ ﷺ نے جہری طور پر قرأت کی۔ ٣٤٧

خرج رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إلى قباء يصلي فيه ٣٤٩

رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کے لئے قبا تشریف لے گئے ٣٤٩

خير النكاح أيسره ٣٥١

سب سے بہتر نکاح وہ ہے جس میں آسانی زیادہ ہو۔ ٣٥١

خير صفوف الرجال أولها, وشرها آخرها, وخير صفوف النساء آخرها, وشرها أولها ٣٥٣

مردوں کی بہترین صف ان کی پہلی صف ہے اور بدترین صف ان کی آخری صف ہے۔ جب کہ خواتین کی بہترین صف ان کی آخری صف ہے اور بدترین صف ان کی پہلی صف ہے ٣٥٣

دَبَّرَ رَجُلٌ مِنْ الأَنْصَارِ غُلاماً لَهُ ٣٥٥

ایک انصاری شخص نے اپنے ایک غلام کو مدبَّر قرار دے دیا۔ ٣٥٥

دَعْ ما يَرِيبك إلى ما لا يَرِيبك ٣٥٧

جس چیز میں تمھیں شک ہو، اسے چھوڑ کر وہ چیز اختیار کر لو جس میں تمھیں کوئی شک نہ ہو۔ ٣٥٧

دخل رسول الله -صلى الله عليه وسلم- البيت, وأسامة بن زيد وبلال وعثمان بن طلحة ٣٥٩

رسول اللہ ﷺ، اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہم خانۂ کعبہ کے اندر داخل ہوئے۔ ٣٥٩

دخل علينا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- حين تُوُفِّيَتْ ابنته، فقال: اغْسِلْنَهَا ثلاثًا، أو خمسًا، أو أكثر من ذلك -إن رَأَيْتُنَّ ذلك- بماء وَسِدْرٍ، واجعلن في الأخيرة كافورًا -أو شيئًا من كافور- فإذا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي ٣٦١
جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی وفات ہوئی، تو آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ انھیں تین یا پانچ یا اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ مرتبہ بیری کے پتے ملے پانی سے غسل دو اور آخر میں کافور یا (یہ کہا کہ) کچھ کافور کا استعمال کر لینا اور غسل سے فارغ ہونے پر مجھے بتا دینا۔ ٣٦١
دخلنا على خباب بن الأرت رضي الله عنه نعوده وقد اكتوى سبع كيات ٣٦٤
ہم خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے یہاں ان کی عیادت کے لیے گئے۔ انہوں نے (بغرضِ علاج) سات داغ لگوا رکھے تھے۔ ٣٦٤
دعهما يا أبا بكر؛ فإنها أيام عيد، وتلك الأيام أيام منى. ٣٦٦
ابو بکر چھوڑ دو، یہ عید کے دن ہیں۔ اور وہ ایام منیٰ کے ایام تھے۔ ٣٦٦
دية الخطإ أخماسًا عشرون حقة، وعشرون جذعة، وعشرون بنات لبون، وعشرون بنو لبون، وعشرون بنات مخاض ٣٦٨
قتلِ خطا کی دیت پانچ قسم کے اونٹ ہیں: بیس حقّے (تین سالہ اونٹنیاں)، بیس جذعے (چار سالہ اونٹنیاں)، بیس بنت لبون (دو سالہ اونٹنیاں) بیس ابن لبون (دو سالہ اونٹ) اور بیس بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنیاں)۔ ٣٦٨
دية المعاهد نصف دية الحر ٣٧٠
معاہد کی دیت آزاد (مسلمان) کی دیت کا نصف ہے۔ ٣٧٠
دينار أنفقته في سبيل الله، ودينار أنفقته في رقبة، ودينار تصدقت به على مسكين، ودينار أنفقته على أهلك، أعظمها أجرا الذي أنفقته على أهلك ٣٧٢
وہ دینار جسے تم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو اور وہ دینار جسے تم غلام پر خرچ کرتے ہو اور وہ دینار جسے تم نے مسکین پر خیرات کر دیا اور وہ دینار جسے تم نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا ہے ان میں سب سے زیادہ ثواب اس دینار کا ہے جسے تم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو۔ ٣٧٢
ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشيطان في أُذُنَيْهِ أو قال: في أُذُنِه ٣٧٤
یہ وہ آدمی ہے جس کے دونوں کانوں میں -یا فرمایا: جس کے کان میں- شیطان نے پیشاب کر دیا ہے ٣٧٤
ذهب المفطرون اليوم بالأجر ٣٧٦
آج تو روزہ نہ رکھنے والے اجر وثواب لے گئے ٣٧٦
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- حِينَ يَقْدَمُ مكَّة إذا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الأَسْوَدَ -أول ما يَطُوفُ- يَخُبُّ ثَلاثَةَ أَشْوَاطٍ ٣٧٨
میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ جب آپ ﷺ مکہ تشریف لاتے، تو پہلے طواف شروع کرتے وقت حجر اسود کو بوسہ دیتے اور سات چکروں میں سے پہلے تین چکروں میں رمل کرتے تھے۔ ٣٧٨
رَحِمَ الله رجلًا قام من الليل، فَصَلى وأَيْقَظ امرأته، فإن أَبَتْ نَضَحَ في وَجْهِهَا الماء، رَحِمَ الله امرأةً قامت من الليل، فَصَلَّتْ وأَيْقَظت زوجها، فإن أَبَى نَضَحَت في وجْهِه الماء ٣٨٣
اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھے اور نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرے، اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے، اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو بھی جگائے، اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ ٣٨٣
رَقِيت يومًا على بيت حفصة، فرأيت النبي -صلى الله عليه وسلم- يقضي حاجته مستقبل الشام، مستدبر الكعبة ٣٨٥
میں ایک دن حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر چڑھا، تو دیکھا کہ نبی ﷺ شام کی طرف منہ اور کعبہ کی طرف پشت کر کے قضائے حاجت کر رہے ہیں۔ ٣٨٥
رَمَقْتُ الصلاة مع محمد -صلى الله عليه وسلم- فوجدت قيامه، فَرَكْعَتَهُ، فاعتداله بعد ركوعه، فسجدته، فَجِلْسَتَهُ بين السجدتين، فسجدته، فَجِلْسَتَهُ ما بين التسليم والانصراف: قريبا من السَّوَاء ٣٨٧
میں نے محمد ﷺ کے ساتھ نماز کو غور سے دیکھا۔ آپ ﷺ کا قیام، رکوع، رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا، آپ ﷺ کا سجدہ اور دونوں سجدوں کے مابین بیٹھنا، آپ ﷺ کا (دوسرا) سجدہ اور سلام پھیرنے اور (نمازیوں کی طرف) رُخ کرنے کے مابین آپ ﷺ کا بیٹھنا، میں نے یہ سب اعمال تقریبا برابر پائے۔ ٣٨٧
رأيت ابن عمر أتى على رجل قد أناخ بدنته، فنحرها، فقال ابعثها قياما مقيدة سنة محمد -صلى الله عليه وسلم- ٣٨٩

میں نے دیکھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک شخص کے پاس آئے، جس نے اپنا اونٹ بٹھا رکھا تھا اور اسے نحر کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: اسے کھڑا کر کے باندھ دو اور پھر نحر کرو، جیسا کہ محمد ﷺ کی سنت ہے۔ ٣٨٩
رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يصلي، وفي صدره أزيز كأزيز الرحى من البكاء -صلى الله عليه وسلم- ٣٩١
میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو رونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے سینے سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے چکی چلنے کی آواز ہوتی ہے۔ ٣٩١
رأيت عمار بن ياسر توضأ فخلل لحيته، فقيل له: -أو قال: فقلت له:- أتخلل لحيتك؟ قال: وما يمنعني؟ ولقد رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يخلل لحيته ٣٩٣
میں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا اور اپنی داڑھی کا خلال کیا۔ ان سے دریافت کیا گیا: یا پھر راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ اپنی داڑھی کا خلال کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے لئے ایسا کرنے میں کیا مانع ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی داڑھی کا خلال کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ٣٩٣
رباط يوم وليلة خير من صيام شهر وقيامه، وإن مات جرى عليه عمله الذي كان يَعمل، وأجري عليه رزقه، وأمن الفتان ٣٩٥
(راہِ جہاد میں دشمن کے مقابلے میں) ایک دن اور رات کی پہرے داری پورا ماہ روزہ رکھنے اور اس میں قیام کرنے سے بہتر ہے اور اگر اس دوران اس شخص کی موت واقع ہو جائے تو اس کے اُس عمل کا ثواب بھی اس کے لیے لکھا جاتا رہے گا جو وہ اپنی زندگی میں کیا کرتا تھا اور اس کو رزق بھی دیا جائے گا اور وہ قبر کے فتنہ (فرشتوں کے سوالات) سے بھی محفوظ رہے گا۔ ٣٩٥
رخص النبي -صلى الله عليه وسلم- للمسافر ثلاثة أيام ولياليهن، وللمقيم يومًا وليلةً ٣٩٧
نبی ﷺ نے مسافر کو تین دن اور تین رات اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات تک کی رخصت دی۔ ٣٩٧
رفع القلم عن ثلاثة: عن النائم حتى يستيقظ، وعن الصبي حتى يحتلم، وعن المجنون حتى يعقل ٣٩٩
تین آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے؛ سوئے ہوئے شخص سے، یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے، بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے اور دیوانے سے، یہاں تک کہ اسے عقل آ جائے ٣٩٩
زِنْ وأرْجِح ٤٠١
تولو اور کچھ جھکتا ہوا تولو ٤٠١
زادك الله حرصا ولا تعد ٤٠٣
اللہ تمہاری (نیکی کی) حرص کو بڑھائے، دوبارہ ایسا نہ کرنا ٤٠٣
زوجتكها بما معك من القرآن ٤٠٥
میں نے تمہاری شادی اس عورت سے ان سورتوں کے بدلے کر دی جو تمہیں یاد ہے ٤٠٥
سَتُفْتَحُ عليكم أَرَضُونَ، ويَكْفِيكُمُ الله، فلا يَعْجِزْ أحَدُكُم أن يَلْهُوَ بِأَسْهُمِه ٤٠٨
عنقریب علاقے تمہارے لئے فتح کر دیے جائیں گے اور (دشمنوں کے مقابلے میں) اللہ تمہارے لیے کافی ہو جائے گا چنانچہ تم میں سے کوئی بھی اپنے تیروں سے کھیلنے میں سستی نہ کرے۔ ٤٠٨
سُئِلَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- عَنِ الأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ ٤١٠
نبی ﷺ سے اس باندی کے بارے میں پوچھا گیا جو غیر شادی شدہ ہو اور زنا کا ارتکاب کر لے۔ ٤١٠
سُئِل رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: أي الصلاة أفضل؟ قال: طُول القُنُوتِ ٤١٢
رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سی نماز افضل ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "لمبے قیام والی نماز۔" ٤١٢
سأل رجل النبي -صلى الله عليه وسلم- وهو على المنبر، ما ترى في صلاة الليل؟ قال: مثنى مثنى، فإذا خشي الصبح صلى واحدة، فأوترت له ما صلى ٤١٣
ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اس وقت سوال کیا جب آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے کہ رات کی نماز کے بارے میں آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دو دو رکعت کر کے (پڑھو) اور جب صبح ہونے کا خدشہ ہو تو پھر ایک رکعت پڑھ لو وہ تمہاری ساری نماز کو طاق کر دے گی۔ ٤١٣

سألت ابن عباس عن المتعة ؟ فأمرني بها، وسألته عن الهدي؟ فقال: فيه جزور، أو بقرة، أو شاة، أو شرك في دم، قال: وكان ناس كرهوها ٤١٦

میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تمتع کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مجھے اس کے کرنے کا حکم دیا، پھر میں نے قربانی کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ: تمتع میں ایک اونٹ، یا ایک گائے یا ایک بکری (کی قربانی واجب ہے) یا کسی (اونٹ یا گائے وغیرہ کی) قربانی میں شریک ہو جائے، ابوجمرہ نے کہا کہ بعض لوگ تمتع کو ناپسندیدہ قرار دیتے تھے۔ ٤١٦

سألت أنس بن مالك: أكان النبي -صلى الله عليه وسلم- يُصَلِّي في نَعْلَيْهِ؟ قال: نعم ٤١٨

میں (سعید بن یزید) نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ "کیا نبی ﷺ اپنے جوتوں میں نماز پڑھتے تھے"؟ تو انھوں نے کہا 'ہاں'۔ ٤١٨

سألت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- عن الالتفات في الصلاة؟ فقال: هو اختلاس يختلسه الشيطان من صلاة العبد ٤٢٠

میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا "یہ بندے کی نماز سے شیطان کا کچھ اُچک لینا ہے"۔ ٤٢٠

سألت رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، عما يحل للرجل من امرأته وهي حائض؟ قال: فقال: ما فوق الإزار، والتعفف عن ذلك أفضل ٤٢٢

میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: مرد کے لیے اس کی حائضہ بیوی (کے جسم) کا کون سا حصہ حلال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تہبند کے اوپر کا حصہ، لیکن اس سے بھی بچنا افضل ہے۔ ٤٢٢

سبحان الله، إن هذا من الشيطان لتجلس في مركن، فإذا رأت صفرة فوق الماء فلتغتسل للظهر والعصر غسلا واحدا، وتغتسل للمغرب والعشاء غسلا واحدا، وتغتسل للفجر غسلا واحدا، وتتوضأ فيما بين ذلك ٤٢٤

سبحان اللہ! یہ تو شیطان کی طرف سے ہے۔ انہیں چاہیے کہ وہ ایک ٹب میں بیٹھ جائیں، جب پانی کے اوپر زردی دیکھیں تو ایک غسل ظہر اور عصر کی نمازوں کے لیے، اسی طرح ایک غسل مغرب اور عشاء کی نمازوں کے لیے اور ایک غسل فجر کی نماز کے لیے کرلیا کریں اور ان کے مابین وضوء کرتی رہیں ٤٢٤

سمعت النبي -صلى الله عليه وسلم- يقرأ في المغرب بِالطُّور.. ٤٢٧

میں نے بنی کریم ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھتے سنا۔ ٤٢٧

سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يخطب بِعَرَفَاتٍ: من لم يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الخُفَّيْنِ، ومن لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ السَّرَاوِيلَ-للمحرم- ٤٢٨

میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ جس مُحرم کو جوتے نہ ملیں وہ موزے پہن لے اور جس کے پاس تہبند نہ ہو وہ شلوار پہن لے۔ ٤٢٨

سووا صفوفكم، فإن تسوية الصفوف من تمام الصلاة ٤٣٠

اپنی صفیں درست کیا کرو۔ اس لیے کہ صفوں کی درستی کمال نماز میں سے ہے ٤٣٠

شكا أهل الكوفة سعدًا يعني: ابن أبي وقاص -رضي الله عنه- إلى عمر بن الخطاب -رضي الله عنه- فعزله، واستعمل عليهم عمارًا ٤٣٢

اہل کوفہ نے سعد یعنی ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کی۔ اس لیے عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر کے عمار رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا حاکم بنایا ٤٣٢

شكي إلى النبي -صلى الله عليه وسلم- الرجل يخيَّل إليه أنه يجد الشيء في الصلاة، فقال: لا ينصرف حتى يسمع صوتًا، أو يجد ريحًا ٤٣٦

نبی ﷺ سے ایک ایسے شخص کی حالت بیان کی گئی، جسے یہ خیال گزرتا تھا کہ نماز میں اس کی ہوا نکل رہی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ (اپنی نماز سے) نہ پلٹے، جب تک آواز نہ سن لے یا بو محسوس نہ کرے۔ ٤٣٦

شهدت عمرو بن أبي حسن سأل عبد الله بن زيد عن وضوء النبي -صلى الله عليه وسلم-؟ فدعا بتور من ماء، فتوضأ لهم وضوء رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ٤٣٨

میں عمرو بن ابی حسن کے پاس تھا کہ انھوں نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے وضو کے بارے میں پوچھا۔ اس پر انھوں نے پانی کا ایک طشت منگوایا اور لوگوں کو اس طرح سے وضو کر کے دکھایا، جیسے رسول اللہ ﷺ وضو کیا کرتے تھے۔ انھوں نے طشت سے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا، پھر تین بار اپنے ہاتھ دھوئے۔ ٤٣٨

صَلَّيْتُ أنا و عِمْرَانُ بْنُ حصَيْنٍ خلف علي بن أبي طالب، فكان إذا سجد كَبَّرَ، وإذا رفع رأسه كَبَّرَ، وإذا نهض من الركعتين كَبَّرَ ٤٤١

میں اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ جب سجدہ کرتے تو تکبیر (اللہُ اَکبر) کہتے اور جب سر اٹھاتے تو بھی تکبیر کہتے اور جب دو رکعات سے اٹھتے تو بھی تکبیر کہتے۔ ٤٤١

صَلَّيْتُ مع أبي بكر وعمر وعثمان، فلم أسمع أحدا منهم يقرأ "بسم الله الرحمن الرحيم" ٤٤٣

میں نے ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی، تو میں نے ان میں سے کسی کو بھی ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پڑھتے ہوئے نہیں سنا ٤٤٣

صببت للنبي -صلى الله عليه وسلم- غسلا ٤٤٥

میں نے نبی ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا۔ آپ ﷺ نے پہلے پانی کو دائیں ہاتھ سے بائیں پر بہایا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ پھر اپنی شرم گاہ کو دھویا۔ پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر مار کر مٹی کے ساتھ اسے رگڑا اور پھر اسے دھویا۔ پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ پھر اپنے چہرے کو دھویا اور اپنے سر پر پانی بہایا۔ پھر ایک طرف ہو کر دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر آپ کو رومال دیا گیا۔ لیکن آپ ﷺ نے اس سے پانی کو خشک نہیں کیا۔ ٤٤٥

صحبت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فكان لا يزيد في السَّفَر على ركعتين، وأبا بكر وعُمر وعُثْمان كذلك ٤٤٨

میں آپ ﷺ کے ساتھ رہا، آپ ﷺ سفر میں دو سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھتے تھے، اسی طرح حضرت ابو بکر، عُمر اور عثمان بھی دو سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھتے تھے۔ ٤٤٨

صحبت شيخًا من الأنصار، ذكر أنه كانت له صحبة يقال له: كعب بن زيد أو زيد بن كعب ٤٥٠

مجھے کعب بن زید یا زید بن کعب رضی اللہ عنہ نامی، صحبت نبوی ﷺ سے مشرف، ایک انصاری صحابی کا ساتھ نصیب ہوا۔ ٤٥٠

صدق الله، وكذب بطن أخيك، اسقه عسلا ٤٥٢

اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، اس کو شہد پلاؤ۔ ٤٥٢

صفة صلاة الخوف كما رواها جابر ٤٥٤

خوف کی نماز کا طریقہ جیسا کہ جابر -رضی اللہ عنہ- نے روایت کیا ہے۔ ٤٥٤

صل قائما، فإن لم تستطع فقاعدا، فإن لم تستطع فعلى جنب ٤٥٧

کھڑے ہو کر پڑھو اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں تو بیٹھ کر پڑھ لو اور اگر بیٹھ کر بھی پڑھنے کی طاقت نہیں تو پہلو کے بل لیٹ کر پڑھ لو۔ ٤٥٧

صلاةُ الرجلِ في جماعةٍ تَزِيدُ على صلاتهِ في سُوقِهِ وبَيْتِهِ بِضْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً ٤٥٩

آدمی کی جماعت کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز اس کی بازار یا اپنے گھر میں پڑھی گئی نماز سے بیس سے کچھ زیادہ درجے افضل ہے۔ ٤٥٩

صلاة الأوابين حين ترمض الفصال ٤٦٢

اوابین کی نماز کا وقت وہ ہے، جب اونٹنی کے بچوں کے پاؤں شدتِ گرمی کی وجہ سے جلنے لگیں ٤٦٢

صلاة الجماعة أفضل من صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة ٤٦٤

باجماعت نماز منفرد (اکیلے) کی نماز سے ستائیس (٢٧) درجے زیادہ افضل ہے۔ ٤٦٤

صلى النبي -صلى الله عليه وسلم- إحدى صلاتي العشي -قال محمد: وأكثر ظني العصر- ركعتين، ثم سلم، ثم قام إلى خشبة في مقدم المسجد، فوضع يده عليها ٤٦٦

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی دو نمازوں میں سے ایک نماز– محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میرا غالب گمان ہے کہ وہ عصر کی نماز تھی- دو رکعت پڑھی، پھر سلام پھیر دیا، پھر آپ ﷺ مسجد کے اگلے حصے میں نصب شدہ لکڑی کے ساتھ جا کھڑے ہوئے اور اپنا ہاتھ اس پر رکھ لیا۔ ٤٦٦

صلى النبي -صلى الله عليه وسلم- يوم النَّحر، ثم خطب، ثم ذبح، وقال: من ذبح قبل أن يصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ أُخرى مكانها، ومن لم يذبح فَلْيَذْبَحْ باسم الله ٤٦٩

نبی ﷺ نے قربانی کے دن نماز پڑھنے کے بعد خطبہ دیا، پھر قربانی کی اور فرمایا: ''جس نے نماز سے پہلے ذبح کر دیا، وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور جس نے ذبح نہیں کیا ہے، وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔'' ٤٦٩

صلى بنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- في رمضان ثمان ركعات والوتر، فلما كان من القابلة اجتمعنا في المسجد ورجونا أن يخرج إلينا، فلم نزل في المسجد حتى أصبحنا ٤٧١

ہمیں رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں آٹھ رکعات (نمازِ تراویح) اور وتر پڑھائی۔ اگلے دن ہم پھر مسجد میں اکٹھے ہوئے اور ہمیں امید تھی کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف نکل کر (مسجد میں) آئیں گے لیکن صبح ہونے کی قریب آ گئی اور آپ باہر تشریف نہیں لائے۔ ٤٧١

صلى رسول الله -صلى الله عليه وسلم- العصر، ثم دخل بيتي، فصلى ركعتين، فقلت: يا رسول الله، صليت صلاة لم تكن تصليها، فقال: قدم علي مال، فشغلني عن الركعتين كنت أركعهما بعد الظهر، فصليتهما الآن... ٤٧٤

رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز ادا کی اور پھر میرے گھر تشریف لائے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپ نے ایسی نماز پڑھی ہے جسے آپ (پہلے) نہیں پڑھا کرتے تھے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس کچھ مال آیا جس میں مصروف ہونے کی وجہ سے میں وہ دو رکعت نہ پڑھ سکا جو میں نماز ظہر کے بعد پڑھا کرتا تھا۔ چنانچہ انہیں میں نے اب پڑھا ہے۔ ٤٧٤

صليت أنا ويتيم، في بيتنا خلف النبي -صلى الله عليه وسلم-، وأمي أم سليم خلفنا ٤٧٦

میں نے اور ایک یتیم لڑکے نے جو ہمارے گھر میں موجود تھا، نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور میری والدہ ام سلیم ہمارے پیچھے تھیں ٤٧٦

صليت مع النبي -صلى الله عليه وسلم- ذات ليلة، فافتتح البقرة، فقلت: يركع عند المائة، ثم مضى، فقلت: يصلي بها في ركعة، فمضى، فقلت: يركع بها، ثم افتتح النساء ٤٧٨

میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے سورۃ البقرہ پڑھنا شروع کر دیا تو میں نے سوچا کہ آپ ﷺ سو آیت پر رکوع فرمائیں گے۔ لیکن آپ ﷺ پڑھتے رہے، تو میں نے اپنے دل میں کہا: آپ ﷺ اس سورت کو دو رکعتوں میں پوری فرمائیں گے۔ لیکن آپ ﷺ پڑھتے رہے تو میں نے اپنے جی میں کہا: آپ پوری سورت پڑھ کر رکوع فرمائیں گے۔ لیکن پھر آپ ﷺ نے سورت نساء پڑھنا شروع کر دیا، اسے پڑھ چکنے کے بعد پھر آپ ﷺ نے سورت آل عمران پڑھنا شروع کر دیا اور پوری سورت پڑھ ڈالی۔ آپ ﷺ یہ قرآت آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کرتے تھے۔ ٤٧٨

صليت مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ركعتين قبل الظهر، وركعتين بعدها، وركعتين بعد الجمعة، وركعتين بعد المغرب، وركعتين بعد العشاء ٤٨١

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعت ظہر سے پہلے، دو رکعت ظہر کے بعد، دو رکعت جمعہ کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشا کے بعد پڑھیں۔ ٤٨١

صليت مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، ووضع يده اليمنى على يده اليسرى على صدره.. ٤٨٣

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر سینے کے اوپر رکھا۔ ٤٨٣

ضَحَّى النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ.. ٤٨٤

نبی ﷺ نے دو چتکبرے سینگوں والے مینڈھے اپنے ہاتھ سے قربان کیے۔ ٤٨٤

طاف النبي في حجة الوداع على بعير، يستلم الركن بمحجن ٤٨٦

نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک اونٹ پر بیٹھ کر طواف کیا اس حال میں کہ آپ ﷺ رکن کا ایک چھڑی کے ذریعے استلام کر رہے تھے۔ ٤٨٦

طلاق العبد الحرة تطليقتان وعدتها ثلاثة قروء, وطلاق الحر الأمة تطليقتان وعدتها عدة الأمة حيضتان ٤٨٨

غلام کی آزاد عورت کو طلاق دو طلاقیں ہیں اور اس عورت کی عدت تین حیض ہے جب کہ آزاد کی لونڈی کو طلاق دو طلاقیں ہیں اور لونڈی کی عدت دو حیض ہے۔ ٤٨٨

طلق عبد يزيد -أبو ركانة وإخوته- أم ركانة، ونكح امرأة من مزينة، فجاءت النبي -صلى الله عليه وسلم-، فقالت: ما يغني عني إلا كما تغني هذه الشعرة ٤٩٠

عبد بن یزید نے جو رُکانہ اور اس کے بھائیوں کا باپ تھا اُم رکانہ کو طلاق دے دی اور ایک عورت جو مزینہ کے قبیلے میں سے تھی اس سے نکاح کیا، وہ عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور بولی یا رسول اللہ ﷺ! ابو رکانہ میرے کسی کام کے نہیں سوائے اس بال کے برابر۔ ٤٩٠

عَشْرٌ من الفِطْرة: قَصُّ الشَّارب، وإعْفَاء اللِّحْية، والسِّواك، وَاسْتِنْشَاقُ الماء، وقص الأظْفَار، وغَسْل البَرَاجِم، ونَتْف الإبْط، وحلق العَانة، وانْتِقَاصُ الماء ٤٩٣

دس باتیں فطرت میں سے ہیں: مونچھیں کاٹنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، ناخن تراشنا، انگلیوں کے جوڑوں کا دھونا، بغل کے بال اکھیڑنا، زیر ناف بال مونڈنا اور پانی سے استنجاء کرنا ٤٩٣

عَقْرَى، حَلْقَى، أطافت يوم النَّحْرِ؟ قيل: نعم، قال: فَانْفِرِي ٤٩٧

تیرا ستیاناس ہو! کیا تو نے یوم نحر کو طواف کیا تھا؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر چلے چلو"۔ ٤٩٧

عَلَّمَنِي رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- التَّشَهُّد، كفِّي بين كفيه، كما يُعَلِّمُنِي السورة من القرآن ٥٠٠

رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد سکھایا اس حال میں کہ میرا ہاتھ آپ ﷺ ﷺ کی ہتھیلیوں کے درمیان میں تھا اور ایسے سکھایا جس طرح آپ ﷺ قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے : "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ"۔ ترجمہ : "تمام بزرگیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، تمام دعائیں اور صلاتیں اور تمام پاکیزہ چیزیں بھی۔ اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں، سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔ ٥٠٠

عَمِل قليلا وأُجر كثيرا ٥٠٣

اس شخص نے عمل تو کم کیا لیکن اسے اجر بہت زیادہ دیا گیا۔ ٥٠٣

عرِضَتْ عَلَيّ أعمالُ أُمتي، حَسَنُهَا وسَيِّئُهَا فَوَجَدت في مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيق، ووَجَدتُ في مَسَاوِئ أَعْمَالِهَا النُّخَاعَة تَكُون في المَسْجِدِ لا تُدْفَن ٥٠٥

میری امت کے اچھے اور برے اعمال میرے سامنے پیش کیے گئے، تو میں نے ان میں سب سے بہتر عمل راستے سے تکلیف دہ چیز کے ہٹانے اور سب سے برا عمل مسجد میں بلغم نکال پھینکنے اور اسے دفن نہ کرنے کو پایا۔ ٥٠٥

عرضت علي أجور أمتي حتى القذاة يخرجها الرجل من المسجد، وعرضت علي ذنوب أمتي، فلم أر ذنبا أعظم من سورة من القرآن أو آية أوتيها رجل ثم نسيها. ٥٠٧

مجھ پر میری امت کے ثواب پیش کیے گئے یہاں تک کہ وہ تنکا بھی جسے آدمی مسجد سے نکالتا ہے اور مجھ پر میری امت کے گناہ (بھی) پیش کیے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑھ کر نہیں دیکھا کہ کسی کو قرآن کی کوئی سورت یا کوئی آیت یاد ہو اور اس نے اسے بھلا دیا ہو۔ ٥٠٧

عقل شبه العمد مغلظ مثل عقل العمد، ولا يقتل صاحبه، وذلك أن يَنْزُوَ الشيطان بين الناس، فتكون دماءٌ في عِمِّيًّا في غير ضغينة، ولا حمل سلاح ٥٠٩

قتل شبہ عمد کی دیت بھی اتنی ہی سخت ہے جتنی قتلِ عمد کی ہے تاہم قتلِ شبہ عمد کے مرتکب کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ قتل شبہ عمد یہ ہے کہ شیطان لوگوں کے مابین در آئے اور (اس کے اکساوے میں آکر) بنا کسی دشمنی اور اسلحہ اٹھائے انجانے میں ہی خون بہہ جائے۔ ٥٠٩

علمنا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- خطبة الحاجة: إن الحمد لله، نستعينه ونستغفره، ونعوذ به من شرور أنفسنا ٥١١

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ حاجت سکھایا (جو یہ ہے) : إن الحمد للہ، نستعینہ ونستغفرہ، ونعوذ بہ من شرور أنفسنا۔ الخ ٥١١

عليك بكثرة السجود؛ فإنك لن تسجد لله سجدة إلا رفعك الله بها درجة، وحط عنك بها خطيئة ٥١٤

کثرت سے سجدے کیا کرو۔ تم جب بھی سجدہ کرتے ہو، اللہ تعالی اس کے بدلے میں تمہارا ایک درجہ بڑھا دیتے ہیں اور ایک گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ ٥١٤

عليكم بِرُخْصَة الله الَّذِي رَخَّصَ لكم ٥١٧

اللہ نے جو تمہیں رخصت دی ہے اس پر عمل کرو ٥١٧

عن النبي -صلى الله عليه وسلم- في الذي يأتي امرأته وهي حائض قال: يتصدق بدينار أو نصف دينار ٥١٩

نبی ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو حالتِ حیض میں اپنی بیوی سے جماع کر لیتا ہے کہ وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ دے۔ ٥١٩

غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ الله، أَوْ رَوْحَةٌ: خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَغَرَبَت ٥٢١

اللہ کی راہ میں صبح کو یا شام کو نکلنا ان تمام چیزوں سے بہتر ہے، جن پر سورج طلوع ہوتا ہے اور غروب ہوتا ہے۔ ٥٢١

غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ الله -صلى الله عليه وسلم- سَبْعَ غَزَوَاتٍ، نَأْكُلُ الْجَرَادَ ٥٢٣

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شامل ہوئے (جن کے دوران میں) ہم ٹڈیاں کھاتے تھے۔ ٥٢٣

فَرَضَ رسول الله -صلى الله عليه وسلم- صَدَقَةَ الفِطر -أو قال رمضان- على الذَّكر والأنثى والحُرِّ والمملوك ٥٢٤

رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر یا یہ کہا کہ صدقۂ رمضان مرد، عورت، آزاد اور غلام (سب پر) ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فرض قرار دیا تھا۔ پھر لوگوں نے ہر چھوٹے بڑے کے لیے آدھا صاع گیہوں اس کے برابر قرار دے لیا۔ ٥٢٤

فإن مالَه ما قدَّم ومال وارثِه ما أخَّر ٥٢٦
آدمی کا مال وہی ہے جو اس نے آگے بھیجا (جو اللہ کی راہ میں خرچ کیا) اور جتنا مال وہ چھوڑ گیا وہ اس کے وارثوں کا ہے۔ ٥٢٦
فتلت قلائد هدي رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ثم أشعرتها وقلدها -أو قلدتها- ثم بعث بها إلى البيت، وأقام بالمدينة، فما حرم عليه شيء كان له حلًا ٥٢٨
میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہدی کے جانوروں کے قلادے خود بٹے، پھر انھیں نشان زد کیا اور آپ ﷺ نے انھیں قلادے پہنائے - یا (عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ) میں نے قلادے پہنائے-، پھر آپ ﷺ نے انھیں بیت اللہ کی طرف بھیج دیا اور خود مدینے میں ہی ٹھہرے رہے۔ چنانچہ آپ ﷺ پر کوئی بھی ایسی شے حرام نہیں ہوئی جو آپ ﷺ کے لیے حلال تھی۔ ٥٢٨
فضلنا على الناس بثلاث: جعلت صفوفنا كصفوف الملائكة، وجعلت لنا الأرض كلها مسجدا، وجعلت تربتها لنا طهورا، إذا لم نجد الماء .. ٥٣٠
"ہمیں تمام انسانوں پر تین اعتبار سے فضیلت دی گئی ہے : ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں جیسی رکھی گئی ہیں، ساری زمین کو ہمارے لیے مسجد بنا دیا گیا ہے اور پانی نہ ملنے کی صورت میں اس کی مٹی کو ہمارے لیے حصول طہارت کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے"۔ آپ ﷺ نے ایک اور خصلت کا بھی ذکر فرمایا۔ ٥٣٠
فكانت تأتيني فتحدث عندي، قالت: فلا تجلس عندي مجلسا، إلا قالت: ويوم الوشاح من أعاجيب ربنا ... ألا إنه من بلدة الكفر أنجاني ...٥٣٣
وہ لونڈی میرے پاس آتی اور مجھ سے باتیں کیا کرتی تھی۔ جب بھی وہ میرے پاس آتی تو یہ ضرور کہتی : ویوم الوشاح من أعاجیب ربنا ألا إنہ من بلدة الکفر أنجانی کمر بند کا دن ہمارے رب کی عجیب نشانیوں میں سے ہے۔ اسی نے مجھے کفر کے ملک سے نجات دی۔ (صحیح بخاری) ٥٣٣
فلولا صَلَّيْتَ بِسَبِّح اسم ربك الأعلى، والشمس وَضحَاهَا، والليل إذا يغشى؟ فإنه يصَلِّي وراءك الكبير والضعيف وذو الحاجة ٥٣٥
تم نے 'سبح اسم ربک الأعلیٰ'، 'والشمس وضحاہا'، اور 'واللیل إذا یغشیٰ' (جیسی سورتیں) پڑھ کر نماز کیوں نہیں پڑھائی، کیوں کہ تمہارے پیچھے بوڑھے، کمزور اور حاجت مند بھی نماز پڑھتے ہیں۔ ٥٣٥
فناء أمتي بالطعن والطاعون ٥٣٧
میری امت کی ہلاکت، طعنہ زنی اور طاعون میں ہے۔ ٥٣٧